تھے کہ انکی بیعت اسوقت تمام ہوئی جبکہ یہان آنحضرتؐ کو دفن کر چلے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے آکر حضرت امیر المومنینؑ سے کہا کہ منافقین صحابہ نے اس خوف سے کہ مبادا تم فارغ ہو جاؤ تو وہ تمہارا حق غصب کرسکین ابوبکر کے ساتھ بیعت کرلی ہے حضرت کے ہاتھ مین اسوقت بیلچہ تھا اور قبر رسولخدا کو اس سے درست کر رہے تھے یہ سنکر سر بیلچہ کو زمین پر رکھا اور اسکے دستہ پر ہاتھ رکھکر آیات اول سورہ عنکبوت کو ساءَ ما یحکمون تک تلاوت فرمایا حاصل ترجمہ ان آیات کا یہ ہے۔ آیا ان لوگون نے یہ خیال کیا کہ ہم چھوڑ دیے جائینگے اور آزمائے نہ جائینگے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے البتہ آزمایا ہمنے ان لوگون کو جو انکے پہلے تھے اور البتہ معلوم کریگا اللہ ان لوگون کے تئین جو راست گو ہین اور جو جھوٹے دروغ زن ہین۔ آیا بدکار لوگ گمان کرتے ہین کہ ہمسے چھوٹ جائینگے۔ پس وہ غلط حکم کرتے ہین۔ تفصیل قصہ غصب خلافت اس کتاب کی دوسری جلد مین مذکور ہوگی انشاءاللہ تعالی۔ **کلینی** علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے تو جناب سیدہ کو آنحضرت کی مفارقت اور منافقون کے ظلم و اذیت سے وہ رنج و مصیبت پیش آئی کہ جسکی شدت سوائے حقتعالی کے کسی کو معلوم نہین پس اس جل شانہ نے جبرئیل کو مقرر کیا کہ اس جناب کے پاس جاکر بسخنان دل آویز ان کے غم و اندوہ کو تسکین دین جبرئیل ہر روز آتے اور اس جناب کی دلداری فرماتے اور قرب و منزلت رسول اللہ اور ان کے مدارج عالیہ درگاہ باری انکے بیان کرتے اور جو سلطنت حق و باطل اس امت مین ہونیوالی تھی اور رنج و مصیبت و بلا و محنت آنحضرت کی ذریت کو پیش آنیوالی تھی۔ اور جن جن عذاب مین دشمنان اہلبیت مبتلا ہونیوالے تھے ایک ایک کرکے انکی روبرو بیان کرتے تھے امیر المومنینؑ ان تمام حالات اور سوانح نادرات کو لکھتے جاتے تھے تا اینکہ رفتہ رفتہ ایک کتاب بنگئی کہ جو مصحف فاطمہؑ کے نام سے موسوم ہے اور تمام احوال آئندہ روز قیامت تک کے اسمین درج ہین اور وہ اب قائم آل محمدؐ کے پاس ہے۔ پس معصوم نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ رسول اللہ کے بعد پچھتر روز زندہ رہین اور جبتک رہین مبتلائے رنج و غم رہین تا اینکہ اپنے پدر بزرگوار احمد مختار سے ملحق ہوئین۔ صلوات اللہ علیہا و علے ابیہا و بعلہا و بنیہا ✤

تمام شد جلد اوّل حصۂ اوّل

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی نعمائہ الغمۃ علی۔ الٰہی تیری بندہ نوازی کا شکریہ ادا نہین ہوسکتا اگرچہ ہر حال مین بندہ پر تیرا شکریہ واجب ہے لیکن یہ شکر حد اوجب سے بھی تجاوز کر گیا کہ تو نے وہ علم جو حق و باطل مین تمیز کرنیوالا ہے عطا کیا پھر توفیق تحریر مرحمت فرمائی بعد ازان عمر اسقدر بخشی۔ کہ اپنی حیات مین اس کی اشاعت دیکھ لی اور اس سے بڑھکر یہ کرم و فضل فرمایا کہ چھپ کر بھی شائع ہوگئی۔ آخری یہ التماس ہے کہ یا ارحم الراحمین تو جمیع مومنین محققین کو اس کے مطالعہ کی بھی توفیق عنایت فرما اور حشر کے روز طرفداران ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین و محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کے ساتھ محشور کیجو۔ آمین ثم آمین ✤ المرقوم ۲۳ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ ہجری صلعم

دیکھو حصہ دوم

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

للّٰہ الحمد کہ بفضل رب العالمین و بطفیل ائمہ طاہرین بنابر بصیرت اہل ایمان و یقین و بنظر بہجت و واقفیت ناظرین و سرور قلوب مومنین المسمیٰ بہ

جلد اوّل

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

حصۂ دوم

من تصنیفات عالم بے نظیر و فاضل نحریر جناب مولانا و مقتدانا مقبول بارگاہ رب من جناب مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ رئیس اوّل علوم شرقی ضلع مکول جگادھر

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسنین طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

جلد اوّل حصّہ دُوم

ظہورِ شرور وفتن بعد رحلتِ حضرت رسولِ ربِّ ذی المنن ازین دارالمحن

اب ہم حضرت امیر کبیر کی زندگانی کے اُس حصہ پر پہنچتے ہین جو طرح طرح کے رنج ومصیبت وایذا واہانت سے مشحون ہے حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا دارِ دُنیا سے رحلت کرنا تھا کہ اُن کے اہلبیت طاہرہ تیرِ آفات کا نشانہ بنگئے۔ اوّل تو آپ کی وفات ہی اُنحضرات کے لئے بزرگ ترین مصائب تھی اُسپر جو سلوک بااخلاص یارون نے اُن بزرگون کے ساتھ کئے عبرتنگاہ اولوالابصار ہین۔ خلقت کا دستور ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اُسکے اعزہ واولاد کے ساتھ بلطف ومدارا پیش آتے ہین اور تسلی ودلاسا دیتے ہین خصوصاً کسی پیرومرشد کے گذر جانے پیر تو مریدانِ باوفا اُسکی اولاد کو اُسکی جگہہ جانتے اور سر پر بٹھاتے ہین اور کمال درجہ اُنکی تعظیم وتکریم بجا لاتے ہین لیکن مرشدِ عالم وہادیٔ امم صلوات اللہ علیہ کی وفات پر معاملہ برعکس دیکھنے مین آیا یہان آنحضرت کی آنکھ بند ہوتے ہی اُنکے چچازاد بھائی اور داماد ووصی اور اُنکی دخترِ نیک اختر پارۂ جگر سے کینہ ہائے دیرینہ نکالنے کھڑے ہوگئے اور طرح طرح سے ایذائین پہنچانے لگے اور وہ ستم اُنحضرات پر کئے جنکا مجمل بیان آگے آتا ہے اہلِ تاریخ کے نزدیک مشہور ہے اور ابن قتیبہ وغیرہ مؤرخین سُنیتہ کی کتابون مین مسطور ہے کہ امیر المومنین اپنے فرزند دلبند امام حسن علیہ السلام سے فرماتے تھے یابنی مازلت مظلوما مبغیا علی منذ ھلک جدک اے فرزند جب سے تمہارے نانا رسولخدا نے دارِ آخرت کی طرف رحلت فرمائی مجھپر ہمیشہ ظلم وبغاوت ہوتی رہی ہے۔ ابراہیم بن یحیےٰ لکہتا ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے لقد ظلمت عدد المدر والوبر تحقیق کہ مین بقدرِ ریگ بیابان وموہائے جانداران ظلم کیا گیا ہون اور نیز آنحضرت نے فرمایا انا اول من یجثو بین یدی اللہ عزوجل یوم القیامۃ للخصومۃ مین اول ہون اُن لوگون مین کہ بروز قیامت

حق تعالےٰ کے سامنے فریاد خواہ ہونگے۔ **مروی ہے** کہ حضرت رسالت پناہ کے قبض روح کیوقت حضرت یارِ غار مدینہ مین تشریف نہ رکھتے تھے شہر کے باہر سُنح مین عوالے مدینہ سے اپنے گھر پر تھے اُنکی عدم موجودگی مین سخت تشویش واضطراب خلیفہ ثانی کو عارض ہوا کہ مبادا حصولِ مدعا مین جسکے لئے عرصہ سے سرگردان ہین کوئی حرج نہ پڑے پس اِس جلدی مین اُنہین اور تو کچھ نہ سوجھا بجز اِس کے کہ تلوار سونت لی اور پکارے۔ لا اسمع احدا یقول مات رسول اللہ الا ضربتہ بسیفی کہ مین جسکو یہ کہتے ہوئے سنونگا کہ رسول اللہ مرگئے یہ تلوار اُسکے سر پر مارونگا۔ صحیح بخاری مین ہے کہ عمر قسمیہ کہتے تھے کہ رسول اللہ فوت نہین ہوئے تا اینکہ انہون نے کہا کہ اللہ تعالےٰ انکو بھیجیگا اور وہ اُن لوگون کے ہاتھ پاؤن کاٹین گے جو اُنہین مُردہ بتلاتے ہین۔ اور کنز العمال[۱] مین ہے کہ عمر مُنہہ پھاڑ پھاڑ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ موئے نہین۔ اُنکی روح کو آسمان پر لیگئے ہین جیسا کہ حضرت موسیٰ کی روح کو لے گئے تھے۔ کبھی کہتے تھے اُنکو حالتِ غشی ہے ہرچند لوگ کہتے وہ بلاشبہ مرگئے اور اُسپر قسمین کھاتے تھے حضرت عباس عمّ خیر الناس نے تو یہانتک کہا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اور لوگ ایک مرتبہ مرین اور رسول اللہ کو دو دفعہ موت آئے وہ حضرت حق تعالےٰ کے نزدیک اِس سے زیادہ عزیز ہین مگر حضرت عمر اپنے دُھن مین کسی کی نہ سُنتے تھے اور تلوار گھماتے اور خلقت کو دھمکاتے پھرتے تھے کہ خبردار کوئی یہ نہ کہے کہ رسول اللہ مرگئے اور جبوقت تک کہ ابوبکر اپنے مکان پر بیرونِ شہر سے نہین آگئے اُن کے سر پر نباوٹی جنون کا بھوت ویسے ہی سوار رہا۔ اہل سُنت کہتے ہین کہ رسول اللہ کی محبت اور آپ کے رنج مفارقت سے خلیفہ ثانی کے حواس ٹھکانے نہ رہے تھے بیخودی کی حالت مین ایسا اور ایسا کہتے تھے ہم اِسکو قبول نہین کرسکتے کیونکہ حضرت امیر المومنین اور جناب سیدہ اور اُنکی اولاد طاہرہ سے بڑھکر کسی کو آپ کی ساتھ محبت ہو نہین سکتی اُنکے حق مین تو اِس حادثے سے کوہِ غم ٹوٹ پڑا تھا اُنسے زیادہ کسی کے لئے رنج وقلق کا دعوے کرنا نرا دعوے ہی دعوے ہے مثل مشہور ہے جگر جگر ودگر دگر بس جب اُنہی حضرات نے اِس مصیبت کو بصبر وسکون برداشت کرلیا اور اصلاً باختہ حواس نہوئے تو خلیفہ ثانی کا فرطِ غم سے بدحواس ہو جانا بحدیکہ آسمان کو زمین کہنے لگنا کیونکر تسلیم ہوسکتا ہے حالانکہ خلیفہ صاحب کو اسقدر محبت حضرت رسالت پناہ کے ساتھ تھی وہ اُنکی زندگی کے حالات سے بخوبی عیان ہے وہ کبھی جنگ کے موقعہ پر آپ کے ساتھ پائداری نہین کرسکے۔ اور نرغہ اعدا مین آنحضرت کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانا انکا شیوہ ہوگیا تھا۔ بہتیرا رسولخدا پکارتے کہ مین نبی برحق ہون مجھکو چھوڑ کر کہان جاتے ہو مگر ایک نہ سُنتے تھے اُسوقت یہ فرطِ محبت کہان جاتا تھا۔ علاوہ ازین ابھی قرب وفات ودورانِ مرض الموت مین آپ بار بار اپنے مرگ کی خبر دیتے اور عمر اُسکو سُنتے اور اُف تک نکرتے تھے بلکہ وصیت نامہ ہدایت شمامہ کے لکھنے کو قلم دوات مانگا تو خود حضرت عمر ہی نے اُسکے دینے سے انکار کیا اور بکمال دریدہ دہنی آپ کو ہذیان سے نسبت دیکر حسبنا کتاب اللہ فرمایا جسکے صاف معنی یہ ہین کہ اِنکے مرنیکے بعد ہمکو کتابِ خدا کفایت کرتی ہے نوشتے وتحریر کی حاجت نہین رکھتے۔ حضرت کے قبض روح ہوتے ہی یہ قلب ماہیت کسطرح ہوگیا کہ وہ آپ کے ایسے گہرے دوست بنگئے کہ اِس رنج مین آپے سے باہر ہوگئے غرض ممکن نہین کہ عمر کی یہ بدحواسی کوئی واقعی بدحواسی ہو کہ شدتِ الم واندوہ سے اُنپر طاری ہوئی ہو یہ صرف ایک دفع الوقتی

[۱] اصل عبارت کنز العمال کی یہ ہے فلم یزل عمر یتکلم حتی ان بدا شدقاہ کہ عمر برابر کلام کرتے تھے تا اینکہ اُن کے دونو کنج دہن کُھل گئے۔ ۱۲ منہ

تھی کہ بوجہ غیر حاضر ہوئے حضرت ابوبکر و دیگر رفقار کے اسکو عمل مین لانی پڑی چنانچہ اکثر اوقات بادشاہون اور بڑے آدمیون کے مرنے پر اُن کے امراء ارکانِ دولت ایسا کیا کرتے ہین کہ میعاد معینہ تک انکی موت کو چھپائے رکھتے ہین تاکہ اسمین ضروری انتظام کرلین الیسا ہی حضرت عمر نے ابوبکر کے آلینے تک پیغمبر خدا کی موت کے چھپانے مین طرح طرح سے سعی کی کہ لوگ شبہ مین پڑجائین اور کوئی خلافت وجانشینی کے مقدمہ مین غور نکرنے پائے۔ پھر کنز العمال مین ہے فاقبل ابوبکر من السنح الخ خلاصہ یہ کہ ابوبکر اپنے مکان واقعہ سنح سے آکر بیت الرسالت مین داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ کے روئے انور سے چادر سرکا کر دیکھا اور کہا قسم بخدا کہ آنحضرت نے وفات پائی عمر کا انکار درست نہین۔ پھر مسجد مین آکر ممبر رسول اللہ کے پاس کھڑے ہوئے عمر انکو دیکھکر بیٹھ گئے اور ابوبکر نے اور ون کو بھی خاموش کر کے بٹھلایا پس خطبہ پڑھا تمام ہوا خلاصہ عبارت کنز العمال کا۔ دیکھئے ابوبکر کو دیکھتے ہی خلیفہ ثانی کا تمام نشہ کیونکر ہرن ہوگیا اور وہ یا تو انکار موت رسول اللہ پر اڑے کھڑے تھے یا فوراً بیٹھ گئے حضرت ابوبکر نے جو خطبہ اسوقت کہا وہ قریباً تمام کتب تاریخ و حدیث سُنیّہ مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے ایہا الناس من کان یعبد محمدا فان محمدا قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت یعنی لوگو جو شخص کہ محمد کو معبود جانکر انکی پرستش کرتا تھا پس تحقیق کہ محمد مر گئے اور جو اللہ کو پوجتا تھا پس اللہ زندہ ہے کبھی نہ مریگا۔ جو رنگ کہ حضرت عتیق نے اسوقت اختیار کیا تھا انکی اس عبارت خطبہ سے بخوبی عیان ہے۔ بھلا اس مجمع مین ایسا کون تھا جو رسول اللہ کو معبود جانکر گریہ کرتا ہو نہین تھا تو اس سوءِ ادب کے ساتھ آنحضرت کے ذکر کی کون ضرورت تھی کیا تسلی و دلاسا دینے اور روتون کو خاموش کرنیکا یہی ایک طریق تھا اور کیا جنکا کوئی مرجاتا ہے انکو یونہین تعزیت کیا کرتے ہین۔ اسکے بعد خلیفہ اوّل نے یہ آیہ شریفہ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ فَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ یعنی حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد صرف ایک رسول ہین پس آیا اگر وہ مرجائین یا قتل ہوجائین تو تم مرتد ہوجاؤ گے تا آخر آیہ۔ غرض خطبہ تمام ہوا تو نہ حضرت عمر کی وہ بیقراری تھی نہ فریاد نہ بدحواسی نہ جنون اُسیوقت خلافت وسلطنت کی صلاحین ہونے لگین حتےکہ اُسی تگ و دو مین اپنے اہالی موالی کے ساتھ سقیفہ بنی ساعد کی راہ لی اور لاشہ رسول اللہ کو بلا غسل وکفن چھوڑ گئے کہ انکی اہلبیت وبنی ہاشم اسکے کفیل ہین مولوی روم نے بہت درست کہا ہے ؎ این صحابہ جاہ وحشمت خواستند ٭ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند ٭

ذکر حالِ پُر اختلال سقیفہ بنی ساعدہ

قبیلہ بنی ساعدہ خزرجی انصاریون کا ایک شعبہ ہے یہ سقیفہ (چھتہ) انکی نشست گاہ تھی جہان لوگ صلاح مشورے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ مکان اہلِ مدینہ کے لئے ایسا تھا جیسا کہ قریش اہل مکہ کے واسطے دار الندوہ پس جیسے کفار قریش وہان جمع ہوکر حضرت رسولخدا کے قتل وقمع کی تدبیرین سوچا کرتے تھے ایسے ہی آنحضرت کی وفات کے روز ابوبکر وعمر اور اُن کے رفیقون نے اس سقیفہ مین اُن کے اہلبیت کی دائمی تباہی و بربادی کی تدبیر کی کہ انکو خلافتِ رسول اللہ سے محروم ومجبور کر کے خود اسپر قابض ہوگئے۔ پس تمام آلام ومصائب وجملہ کوفت وکلفت کہ اہلبیتِ رسالت اور ان کے دستون کو باضافہ ظلمہائے بنی امیہ وبنی عباس واتلاف حقوق واتقاع ہموم پہنچے اور تاقیام قیامت پہنچین گے سب اسی اصل غیر اصیل کے فرع اور اسی شجر کے ثمر ہین جو بروز سقیفہ لگایا گیا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ واقعہ ہائلہ کربلا وقتل وقمع اولاد علیؑ و زہرا و اعزہ و

واقربا وگرفتاری زنان واطفال وغارتِ اسباب واموال سب کچھ اسی روز ہوا جبکہ عمر کی کار پردازی سے حکومتِ اسلام امیر المومنین علیہ السلام سے مسلوب ومغصوب ہوکر ابوبکر پر مقرر ہوئی۔ گویا حضرت سید الشہداء روحی وروح آبائی لہ الفدا کا خون اسی انصاریون کی بیٹھک کے اندر سقیفہ کے سقف کے نیچے بہایا گیا۔ اسی جگہہ سے ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے۔ انا قتیل یوم السقیفۃ کہ مین اسی روز قتل ہوچکا تھا جبکہ سقیفہ بنی ساعدہ مین عمر کے دست بُرد سے خلافت ہم اہلبیت سے چھین لی گئی تھی۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہین ما قطرت قطرۃ من دمائنا ودماء شیعتنا الا وھو فی اعناقھما الی یوم القیامۃ کہ ایک قطرہ بھی ہمارے خونکا اور ہمارے شیعونکے خون کا نہین گرا مگر اسکا وبال اِن دونو کی گردن پر ہے۔ **روایت** ہے کہ جب زید شہید نے ہشام بن عبد الملک کے زمانہ مین خروج کیا تو کسی نے اُنسے پوچھا کہ ابوبکر وعمر کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ زید نے اُسوقت تو کچھ جواب دیا مگر عین وقت جنگ مین جبکہ ایک تیر لشکرِ مخالف سے آکر انکی پیشانی پر لگا تو کہا این سائلی عن ابی بکر وعمر ھما اقامانی فی ھذا المقام کہ کہان ہے وہ شخص جو مجھ سے ابوبکر وعمر کا حال پوچھتا تھا اِن ہی دونو نے مجھکو اس حال کو پہنچایا ہے **بالجملہ** یہ دونو بزرگ اور اُن کے اعوان وانصار ویاران وفادار مثل ابی عبیدہ جراح وسالم مولائے ابی حذیفہ وغیرہ جمع ہوگئے تو اُنہون نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ معہ جملہ بنی ہاشم سید المرسلینؐ کے سوگ وماتم مین ہین وہ ہرگز اسوقت ہمسے تعرض نکرینگے اور اصلاً کاروبارِ خلافت مین دخیل نہونگے پس مسلمانونکا بڑا گروہ انصاریون کا گروہ ہے انکو ورہراہ کرلیا تو سب کام ٹھیک ٹھاک ہوجائیگا یہ سوچکر یہ خود غرض جماعت سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف روانہ ہوئی اور وہان پہنچکر اظہار کیا کہ رسول اللہ نے رحلت کی کوئی انکا جانشین مقرر ہونا چاہئے جو آنحضرت کے بعد مسلمانون کے قضئے جھگڑے چکائے کافرون پر جہاد کرے جسمین اس کام کی قابلیت پاؤ شرائط بیعت بجالاؤ صلحاءِ انصار یہ سُنکر حیران ہوے کہ این کیا کہتے ہو کل کی بات ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ ابن ابیطالب کو مجمع عام مین غدیر خم کے مقام پر اپنا خلیفہ وجانشین مقرر کیا۔ اور ہمسے اسکا قول و قرار لیا۔ اور اے عمر تمکو بھول گیا کہ آنحضرت نے ہم سب سے علیؑ کو بلفظ امیر المومنینؑ سلام کروایا پس جبکہ وہ مومنون کے امیر ہین تو انکے ہوتے کوئی اور کیونکر خلیفہ ہوسکتا ہے ابوبکر نے کہا یہ درست ہے مگر اُسکے بعد آپ نے خلافتِ علیؑ کو منسوخ کردیا چنانچہ ہمنے سُنا ہے کہ فرماتے تھے انا اھل البیت اکرمنا اللہ واصطفنا للنبوۃ ولم یرض لنا بالدنیا وان اللہ لا یجمع النبوۃ والخلافۃ یعنی ہم اہلبیت کا حقتعالیٰ نے اکرام کیا اور نبوت کیلئے ہمکو برگزیدہ فرمایا اور نہین رضامند ہوا ہمارے لئے واسطے دنیا کے اور بالضرور وہ سبحانہ جمع نکریگا نبوت وخلافت کو۔ عمر وغیرہ نے تصدیق کی کہ ہمنے بھی پیغمبر کی زبان سے یہی سُنا ہے۔ قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ مجالس المومنین مین رقمطراز ہین کہ اِن لوگون نے سقیفہ مین جاکر انصار کو بہکایا کہ علیؑ مکان کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اور کاروبار خلافت سے جسپر منصوص تھے پہلو تہی کرتے ہین اور اسکی پروا نہین کرتے بہرکیف اِن باتون سے لوگون کو شبہ ہوگیا۔ اور بعض انکار نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو خلیفہ ہماری قوم یعنی انصار سے کیون نہو۔ کامل بہائی مین ہے کہ اوّل جس نے سعد عبادہ کے خلیفہ بنانے پر انصار کو برانگیختہ کیا خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین تھا اُس نے کہا ایہا الناس علیؑ ابن ابیطالب گھر مین بیٹھکر تعزیت رسول اللہ مین مصروف

ہین قریش مین کوئی دوسرا شخص اس کام کی لائق موجود نہین اتنا اشارہ پاکر انصار سعد بن عبادہ انصاری خزرجی سے بیعت کرنے پر تیار ہو گئے سعد ان دنون بیمار تھے انکو گھر سے نکال لائے اور مجمع کے درمیان ایک مسند پر بٹھا دیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد عبادہ اپنے لیے خواہانِ خلافت ہوئے اور نہ انصار نے ابتداءً ان کے لئے اس امر کی خواہش کی بلکہ جیسا کہ مذکور ہوا وہ حضرت امیرؑ کو خلیفہ نصب کردہ خدا اور رسولؐ و امام برحق جانتے تھے۔ مگر ان لوگون نے انہین دھوکا دیا۔ پس جب انہون نے جانا کہ یہ درپے ہین اور چاہتے ہین کہ خلافت کو ہم غصب کرلین اور نیز شبہ ہوا کہ شاید شاہِ ولایت پناہ اس سے کراہت رکھتے ہین تو اسوقت انہون نے سعد عبادہ کو اس کار کیلیے انتخاب کیا۔ پس انصار سعد کو ابوبکر کے مقابلہ مین خلیفہ بنانا چاہتے تھے نہ کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین اور **نیز** یہان سے روشن ہوا کہ سقیفہ پردازی کی ابتدا اوّل حضرت شیخین کی طرف سے اٹھی۔ پس سُنّی جو کہتے ہین کہ انصار نے سقیفہ سعد کے خلیفہ بنانیکا فتنہ برپا کیا ابوبکر عمر رفع فساد کے لئے وہان گئے اور اس سے حرص سلطنت مین جنازہ رسولؐ اللہ کے چھوڑ جانیکا عظیم طعن ان سے دفع یا ہلکا کیا چاہتے ہین یہ بھی صحیح نہوگا۔ غرض خطباء انصار اپنے فضائل بیان کرتے تھے کہ لوگو فخر و فضیلت تمکو ہے محمد مصطفےٰ بارہ تیرہ سال اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت کرتے رہے مگر بہت کم آدمیون نے قبول کیا کہ جنسے نہ دینِ خدا کو عزت تھی نہ شر اعدا سے آنحضرت کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ تا اینکہ تم اُسکے نبی پر ایمان لائے اور اُنکے دشمنون پر جہاد کیا۔ پس تمہاری تلوار سے عرب راہِ راست پر آیا چار ناچار انکو مسلمان ہونا پڑا پس وہ حضرت دنیا سے رخصت ہوئے درانحالیکہ تم سے راضی و خوشنود تھے۔ پس اُن کی جانشینی اور خلافت تمہارا حق ہے مبادرت کرو اسکی طرف قبل اسکے کہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔ سبحان اللہ عجب وقت تھا اور طرفہ نفسا نفسی کہا جاتا تھا کہ ہماری تلوار سے عرب راہ راست پر آیا ہمنے انکو مسلمان کیا جسکی تلوار کے یہ اصلی و واقعی اوصاف تھے اُسکا ذکر نہین۔ القصہ حضرت ابوبکر نے کہا اے معشر انصار تمہارے شرف و بزرگی مین کس کو کلام ہے۔ حضرت رسولِ خدا نے تمہاری طرف ہجرت کی اور تمنے اسلام اور مسلمین کی نصرت فرمائی حتےٰ کہ حضرت باری عزاسمہ سے انصار دین کا لقب حاصل کیا مگر مہاجرین کا حق تمسے فائق ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوم و قبیلہ سے ہین اور آپکے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین۔ انکی خاطر کفار قریش کے جور سہے ظلم اٹھائے گھر بار عزیز و یگانون کو ترک کیا اور آپکا ساتھ نہ چھوڑا اپنی جان و مال کو انپر قربان کیا عرب انکے سوا کبھی دوسرے کی اطاعت نہ کریگا۔ یہی باتین ہین کہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین بالبسط سے لکھی ہین۔ خلیفہ ثانی انکی بہت مدح کیا کرتے تھے کہ ابوبکر بڑے سخنور تھے مین بھی اس روز ایک تقریر پُر تزویر اپنے دل مین بنا کر لیگیا تھا چاہتا تھا کہ جلسہ مین بیان کرون انہون نے روکدیا اور خود بالبداہت یہ تقریر فرمائی قسم بخدا کہ میری سوچی ہوئی تقریر سے کہین بڑھکر تھی۔ معلوم نہین کہ انہون نے اسکے بدیہی ہونیکا کہان سے یقین حاصل کیا تھا ممکن ہے کہ جسطرح عمر پہلے سے دل مین بنا کر لیگئے تھے اس سے زیادہ خونِ جگر پیکر ابوبکر نے یہ تقریر بنائی ہو۔ مزید برآن اسمین بجز اسکے کہ قرب و قومیت رسولؐ اللہ کا سہارا لیا ہے اور اسکو دلیل استحقاقِ خلافت گردانا اور ہے ہی کیا۔ سو یہ بات اگر خلیفہ اول کو عقل کامل اندیش ہوتی تو زبان پر لانیکی قابل نہ تھی چہ جائیکہ اسی کو اخذِ خلافت کا ذریعہ بنایا کیونکہ ظاہر ہے کہ یہی تقریر بالا ولے اصلی حقدار کی طرف سے انہیر منقلب ہوئی ہے نہ غضب ہو کہ ابوبکر کہین ساتوین آٹھوین پشت مین جاکر رسولؐ اللہ کے ہم نسب ہونے سے خلافت کا دعوے کرین اور انکی

حقیقی چچازاد اور انکی اکلوتی بیٹی کے شوہر جو ہر طرح کے فضل و کمال سے آراستہ ہون محروم رہجائین اسی جگہہ سے ہے کہ حضرت امیر المومنین قریش کا شجرہ رسولؐ اللہ سے کہتے تھے تو اپنے تئین اسکا ثمر اور پھل فرماتے تھے۔ اور یہ بات کہ حضرت ابوبکر نے رسولؐ اللہ پر جان و مال قربان کیا تھا ایسے ظاہر ہے کہ ہمیشہ معرکہائے جنگ مین آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اس سے کہ ہجرت کے وقت انہون نے بقول صاحب مدارج دوسو کا اونٹ نوسو کو رسولؐ اللہ کے ہاتھ بیچا تھا جیسا کہ پہلے گذرا۔ القصہ تاریخ طبری مین ہے کہ ابوبکر نے کہا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش بنابر اسکے خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اور کسیکا نہین پس ہاتھ کھولو کہ قریش سے کسی ایک کے ساتھ بیعت کرین اور تم اسکے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کہ رسولؐ اللہ کے سامنے تھے۔ انصار نے کہا ہم علی ابن ابیطالب سے بیعت کرینگے جو رسولؐ اللہ کے چچازاد بھائی ہین۔ **نقل ہے** کہ عویم بن ساعدہ نے کہا ان الخلافۃ لایکون الا من اہل بیت النبوۃ فاجعلوھا حیث جعلہ اللہ کہ خلافت سوائے خاندانِ نبوت کے اور کسی کو نہین پہنچتی اسکو اسی جگہہ رہنے دو جہان خدا نے رکھی ہے۔ اور کہا ایسا نہ کروگے تو سب پہلے جو اہل دین کے ساتھ جنگ کریگا وہ تم ہوگے۔ کہتے ہین کہ یہ عویم سعد اہلِ قبا سے تھا۔ جنکے حق مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ہے۔ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین کہ اسمین یعنی مسجدِ قبا مین وہ لوگ ہین جو کہ دوست رکھتے ہین پاکیزہ رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والون کو۔ خزیمہ بن ثابت نے کہا اے گروہِ انصار اگر آج تمنے ان لوگون کو اپنے اوپر مقدم کرلیا تو یاد رہے کہ قیامت تک تمپر مقدم رہین گے اور حکومت کرینگے اسپر انصار سعد عبادہ کی طرف رجوع ہو گئے۔ الا عمر معہ اپنے یاران ہمدم بدستور ابوبکر کے خلیفہ بنانے پر تلے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے انصار تم مہاجرین کے بعد اور انکے دوسرے درجہ پر ہو ہم تمہاری قدر و منزلت پہچانتے ہین ہر کام مین تمکو شریک رکھین گے اور کوئی امر تمہارے صلاح بغیر انجام ندینگے فنحن الامراء وانتم الوزراء پس چاہیے کہ ہم امیر ہون اور تم ہمارے وزیر۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اسوقت حباب بن منذر بن جموح اٹھا اور کہا اے قومِ انصار اپنے تئین ضبط کرو بتحقیق کہ یہ لوگ تمہارے زیر سایہ ہین انکی طاقت نہین کہ تمہارے بغیر کوئی امر طے کرین جو کچھ ہوگا تمہاری مرضی و اجازت سے ہوگا کیونکہ تم صاحب قوت و شوکت ہو خلائق کی آنکھین تمہاری طرف لگی ہوئی ہین کہ آیا تم کیا کرتے ہو پس زنہار باہم اختلاف کرکے کام مت بگاڑیو اگر انکو اسی پر اصرار ہے تو بہتر ہے ایک انکے امیر ہو ایک ہم سے اور مہاجرین سے مخاطب ہو کر کہا منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہمارا رہا ایک تمہارا۔ امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر آیہ شریفہ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کہ ظاہر ہوا فساد خشکی و تری مین بوجہ اسکے کہ لوگون نے اپنے ہاتھون کسب کیا تھا۔ مین فرماتے ہین کہ قسم بخدا کہ یہ اسوقت تھا جبکہ انصار نے کہا منا امیر و منکم امیر اور نیز مروی ہے کہ آپ نے عبدالرحیم قصیر سے فرمایا اے عبدالرحیم یہ لوگ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد حالتِ جاہلیت کیطرف عود کر گئے تھے۔ بطریق جاہلیت سعد سے بیعت کیا چاہتے تھے اور ویسے ہی رجز پڑھتے تھے۔ یا سعد انت المرجا وشعرک المرجل وفحلک المرجم اے سعد تو امیدگاہ ہے اور تیرے بال شانہ کردہ اور تیرا عدو سنگسار شدہ ہے۔ القصہ عمر نے کہا ھیہات ھیہات دو تلوارین ایک میان مین نہین سماتین دو بادشاہ ایک ملک مین حکمران نہو سکین گے عرب کبھی راضی نہوگا کہ تم انپر حاکم ہو حالانکہ رسولؐ اللہ تمسے نہین

ہین قریش مین کوئی دوسرا شخص اس کام کی لائق موجود نہین اتنا اشارہ پاکر انصار سعد بن عبادہ انصاری خزرجی سے بیعت کرنے پر تیار ہوگئے سعد ان دنون بیمار تھے انکو گھر سے نکال لائے اور مجمع کے درمیان ایک مسند پر بٹھا دیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ نہ سعد عبادہ اپنے لیے خواہان خلافت ہوئے اور نہ انصار نے ابتداءً اُن کے لئے اس امر کی خواہش کی بلکہ جیسا کہ مذکور ہوا وہ حضرت امیرؑ کو خلیفہ نصب کردہ خدا اور رسولؐ و امام برحق جانتے تھے۔ مگر ان لوگون نے اُنہین دھوکا دیا۔ پس جب اُنہون نے جانا کہ یہ درپے ہین اور چاہتے ہین کہ خلافت کو ہم غصب کرلین اور نیز شبہ ہوا کہ شاید شاہِ ولایت پناہ اس سے کراہت رکھتے ہین تو اُسوقت اُنہون نے سعد عبادہ کو اس کار کیلئے انتخاب کیا۔ پس انصار سعد کو ابوبکر کے مقابلہ مین خلیفہ بنانا چاہتے تھے نہ کہ امیرالمومنین کے مقابلہ مین اور **نیز** یہان سے روشن ہوا کہ سقیفہ پردازی کی ابتدا اوّل حضرت شیخین کی طرف سے اُٹھی۔ پس سُنّی جو کہتے ہین کہ انصار نے سقیفہ سعد کے خلیفہ بنانیکا فتنہ برپا کیا ابوبکر عمر رفع فساد کے لئے وہان گئے اور اس سے حرص سلطنت مین جنازۂ رسول اللہؐ کے چھوڑ جانیکا عظیم طعن اُن سے دفع یا ہلکا کیا چاہتی ہین یہ بھی صحیح نہوگا۔ غرض خطبار انصار اپنے فضائل بیان کرتے تھے کہ لوگو فخر و فضیلت تمکو ہے محمد مصطفےؐ بارہ تیرہ سال اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت کرتے رہے مگر بہت کم آدمیون نے قبول کیا کہ جنسے نہ دینِ خدا کو عزت تھی نہ شر اعدا سے آنحضرت کی حفاظت ہوسکتی تھی۔ تاآنیکہ تم اُسکے نبی پر ایمان لائے اور اُنکے دشمنون پر جہاد کیا۔ پس تمہاری تلوار سے عرب راہِ راست پر آیا چار ناچار انکو مسلمان ہونا پڑا پس وہ حضرت دنیا سے رخصت ہوئے درانحالیکہ تم سے راضی و خوشنود تھے۔ پس اُن کی جانشینی اور خلافت تمہارا حق ہے مبادرت کرو اسکی طرف قبل اسکے کہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔ سبحان اللہ عجب وقت تھا اور طرفہ نفسا نفسی کہا جاتا تھا کہ ہماری تلوار سے عرب راہ راست پر آیا ہمنے انکو مسلمان کیا جسکی تلوار کے یہ اصلی و واقعی اوصاف تھے اُسکا ذکر نہین۔ القصہ حضرت ابوبکر نے کہا اے معشر انصار تمہارے شرف و بزرگی مین کس کو کلام ہے۔ حضرت رسولخدا نے تمہاری طرف ہجرت کی اور تمنے اسلام اور مسلمین کی نصرت فرمائی حتےٰ کہ حضرت باری عز اسمہ سے انصار دین کا لقب حاصل کیا مگر مہاجرین کا حق تمسے فائق ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قوم و قبیلہ سے ہین اور آپکے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین۔ انکی خاطر کفار قریش کے جور سہے ظلم اُٹھائے گھربار عزیز و یگانون کو ترک کیا اور آپکا ساتھ نہ چھوڑا اپنی جان و مال کو انپر قربان کیا عرب انکے سوا کبھی دوسرے کی اطاعت نہ کریگا۔ یہی باتین ہین کہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین وزالبط سے لکھی ہین۔ خلیفہ ثانی اُنکی بہت مدح کیا کرتے تھے کہ ابوبکر بڑے سخنور تھے مین بھی اس روز ایک تقریر پُر تزویر اپنے دل مین بنا کر لیگیا تھا چاہتا تھا کہ جلسہ مین بیان کرون اُنہون نے روکدیا اور خود بالبداہت یہ تقریر فرمائی قسم بخدا کہ میری سوچی ہوئی تقریر سے کہین بڑھکر تھی۔ معلوم نہین کہ اُنہون نے اسکے بدیہی ہونیکا کہان سے یقین حاصل کیا تھا ممکن ہے کہ جسطرح عمر پہلے سے دل مین بنا کر لیگئے تھے اس سے زیادہ خونِ جگر پیکر ابوبکر نے یہ تقریر بنائی ہو۔ مزید برآن اسمین بجز اسکے کہ قرب و قومیت رسول اللہ کا سہارا لیا ہے اور اسکو دلیل استحقاقِ خلافت گردانا اور ہے ہی کیا۔ سو یہ بات اگر خلیفہ اوّل کو عقل مآل اندیش ہوتی تو زبان پر لانیکی قابل نتھی چہ جائیکہ اسی کو اخذ خلافت کا ذریعہ بنایا کیونکہ ظاہر ہے کہ یہی تقریر بالا وَلے اصلی حقدار کی طرف سے اُنپر منقلب ہوئی ہے۔ غضب ہے کہ ابوبکر کہین ساتوین آٹھوین پشت مین جاکر رسول اللہ کے ہم نسب ہونے سے خلافت کا دعوے کرین اور اُنکی

حقیقی چچازاد اور انکی اکلوتی بیٹی کے شوہر جو ہر طرح کے فضل و کمال سے آراستہ ہون محروم رہجائین اسی جگہہ کو ہے کہ حضرت امیرالمومنین قریش کا شجرہ رسول اللہ سے کہتے تھے تو اپنے تئین اسکا ثمر اور پھل فرماتے تھے۔ اور یہ بات کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر جان و مال قربان کیا تھا ای ظاہر ہے کہ ہمیشہ معرکہائے جنگ مین آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اس سے کہ ہجرت کے وقت اُنہون نے بقول صاحب مدارج دو سو کا اونٹ نو سو کو رسول اللہ کے ہاتھ بیچا تھا جیسا کہ پہلے گذرا۔ القصہ تاریخ طبری مین ہے کہ ابوبکر نے کہا تم جانتے ہو کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا ہے **الائمۃ من قریش** بنابر اسکے خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اور کسیکا نہین پس ہاتھ کھولو کہ قریش سے کسی ایک کے ساتھ بیعت کرین اور تم اسکے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کہ رسول اللہ کے سامنے تھے۔ انصار نے کہا ہم علی ابن ابیطالب ہی سے بیعت کرینگے جو رسول اللہ کے چچازاد بھائی ہین۔ **نقل ہے** کہ عویم بن ساعدہ نے کہا ان الخلافۃ لایکون الا من اہل بیت النبوۃ فاجعلوھا حیث جعلہ اللہ کہ خلافت سوائے خاندانِ نبوت کے اور کسی کو نہین پہنچتی اسکو اسی جگہہ رہنے دو جہان خدا نے رکھی ہے۔ اور کہا ایسا نہ کروگے تو سب سے پہلے جو اہل دین کے ساتھ جنگ کریگا وہ تم ہوگے۔ کہتے ہین کہ یہ عویم سعد اہلِ قبا سے تھا جنکے حق مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ہے۔ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین کہ اسمین یعنی مسجدِ قبا مین وہ لوگ ہین جو کہ دوست رکھتے ہین پاکیزہ رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والون کو۔ خزیمہ بن ثابت نے کہا اے گروہِ انصار اگر آج تمنے ان لوگون کو اپنے اوپر مقدم کرلیا تو یاد رہے کہ قیامت تک تمپر مقدم رہین گے اور حکومت کرینگے اسپر انصار سعد عبادہ کی طرف رجوع ہوگئے۔ الا عمر معہ اپنے یاران ہمدم بدستور ابوبکر کے خلیفہ بنانے پر تلے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے انصار تم مہاجرین کے بعد اور اُنکے دوسرے درجہ پر ہو ہم تمہاری قدر و منزلت پہچانتے ہین ہر کام مین تمکو شریک رکھین گے اور کوئی امر تمہارے صلاح بغیر انجام ندینگے فنحن الامراء وانتم الوزراء پس چاہیے کہ ہم امیر ہون اور تم ہمارے وزیر۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اسوقت حباب بن منذر بن جموح اُٹھا اور کہا اے قومِ انصار اپنے تئین ضبط کرو تحقیق کہ یہ لوگ تمہارے زیر سایہ ہین انکی طاقت نہین کہ تمہارے بغیر کوئی امر طے کرین جو کچھ ہوگا تمہاری مرضی و اجازت سے ہوگا کیونکہ تم صاحبِ قوت و شوکت ہو خلائق کی آنکھین تمہاری طرف لگی ہوئی ہین کہ آیا تم کیا کرتے ہو پس زنہار باہم اختلاف کرکے کام مت بگاڑ بیٹھیو اگر انکو اسی پر اصرار ہے تو بہتر ہے ایک انسے امیر ہو ایک ہم سے اور مہاجرین سے مخاطب ہوکر کہا منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہمارا رہا ایک تمہارا۔ امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر آیہ شریفہ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کہ ظاہر ہوا فساد خشکی و تری مین بوجہ اسکے کہ لوگون نے اپنے ہاتھون کسب کیا تھا۔ مین فرماتے ہین کہ قسم بخدا کہ یہ اسوقت تھا جبکہ انصار نے کہا منا امیر و منکم امیر اور **نیز** مروی ہے کہ آپ نے عبدالرحیم قصیر سے فرمایا اے عبدالرحیم یہ لوگ رسول اللہ کی وفات کے بعد حالتِ جاہلیت کیطرف عود کرگئے تھے۔ بطریق جاہلیت سعد سے بیعت کیا چاہتے تھے اور ویسے ہی رجز پڑھتے تھے۔ یا سعد انت المرجا وشعرك المرجل و فحلك المرجم اے سعد تو امیدگاہ ہے اور تیرے بال شانہ کردہ اور تیرا عدو سنگسار شدہ ہے۔ القصہ عمر نے کہا ھیھات ھیھات دو تلوارین ایک میان مین نہین سماتین دو بادشاہ ایک ملک مین حکمران نہوسکین گے عرب کبھی راضی نہوگا کہ تم انپر حاکم ہو حالانکہ رسول اللہ تمسے نہین

ہم آنحضرت کے عزیز واقارب ہین ہمسے اُنکی سلطنت کو منع نکرو۔ حباب نے پھر کہا انصاریو اپنے ہاتھون کو روکو اور اس شخص کی اور اسکے اصحاب کی باتین نہ سنو یہ تمکو محروم کیا چاہتے ہین بخدا کہ تم ان سے زیادہ تر سزاوار خلافت ہو۔ **نہج البلاغہ** مین ہے امیرالمومنینؑ کو سقیفہ کی خبرین پہنچین تو پوچھا انصار نے کیا کہا عرض کی وہ کہتے ہین ایک امیر ہم سے ہو اور ایک تم سے۔ آپنے فرمایا کس لئے تمنے ان پر حجت نکی کہ تمہاری نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے ان یحسن الی محسنہم ویتجاوز عن مسیئہم کہ ان کے نیکوکارون کے ساتھ احسان کیا جائے اور بدکردارون سے درگذر اور تجاوز کرین۔ حاضرین نے عرض کی اِسمین حجت کی کیا بات ہے فرمایا اگر خلافت اُنکے لئے ہوتی تو یہ وصیت اُنکے حق مین نہ فرماتے پھر پوچھا قریش نے کیا کہا۔ کہا انہون نے کہا کہ ہم شجرہ رسول اللہ سے ہین فرمایا احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ افسوس اُنہون نے شجرہ رسول اللہ سے تو احتجاج کیا اور اسکے پھل یعنی خود آنحضرت کو ضائع وبیکار رہنے دیا۔ القصہ عمر وحباب مین گفتگو بڑھ گئی اور سخت وسست باتین ہو کر گالی گلوچ ہونے لگی۔ عمر ابوبکر سے بیعت کرانا چاہتے تھے اور حباب کا گوشہ خاطر سعد کی جانب مائل تھا۔ ابوعبیدہ نے کہا اے معشر انصار تمنے سب سے پہلے دین خدا کی نصرت کی ہے ایسا نہو کہ تمہی تمام سے پہلے اِسمین رخنہ اندازی کرو۔ غرض یہ باتین ہو رہی تھین اور جسکا جو جی چاہتا تھا کہتا تھا مگر انجام کار نہ عمر کی غلظت و درستی کچھ کارگر ہوئی نہ ابوعبیدہ کی خوشامد ونرمی جس امر نے شیخین کو یہان جتوادیا وہ قبیلہ اوس وخزرج کی باہمی قدیمی عداوت تھی۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ان دو قبیلونمین جو دو حقیقی بھائیون اوس وخزرج پسران حارثہ بن ثعلبہ کی اولاد سے تھی قدیم الایام سے جنگ وجدل چلے آتے تھے چنانچہ یوم القبیع یوم فجار یوم بعاث وغیرہ انکی مشہور لڑائیون کے دن زبان زد عام تھے۔ اسلام کے آنے سے یہ آتش حرب بجھی نہ تھی الّا دب گئی تھی۔ اب جو سقیفہ مین سعد عبادہ خزرجی سے بیعت کی ٹھہری تو اوسیون کو یہ امر بہت شاق وگران گذرا اور انکی دشمنی کی کنجلائی ہوئی چنگاری پھر بھڑک اُٹھی۔ اسید بن حضیر کہ نقبار انصار سے تھا اور شرف بیعت عقبہ کا رکھتا تھا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا یہ کام قریش کا ہے جسکو وہ مقدم کرین اسکو مقدم کرنا چاہیے بعد ازان بشیر بن سعد پدر نعمان نے کہ بزرگان انصار سے شمار ہوتا تھا قریش کے تقدیم کی طرف میلان خاطر ظاہر کیا ان دو اوسی سردارون کے موافق ہوجانے سے جناب ابوبکر کی خوشی کے مارے باچھین کھل گئین اور انہون نے کہا احسنتم احسنتم جزاکم اللہ خیراً شاباش آفرین خدا تمہین جزاء خیر دے۔ اب یہ دو عمر وابوعبیدہ مرد شیوخ مہاجرین سے موجود ہین انہین سے جس ایک کے ساتھ چاہو بیعت کرلو۔ اور اپنی پہلی درمیانی قرار داد کی وجہ سے فوراً جواب پایا کہ کون اُن قدمون کو پیچھے ہٹا سکتا ہے جنکو رسول اللہ نے نماز مین آگے بڑھایا اور اسکی ساتھ ہی حضرت عمر نے لپک کر ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا یعنی بیعت کرلی۔ بقولے پہلے بشیر سعد نے بیعت کی پھر عمر خطاب نے۔ تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ جب شیخین اور انصار کے درمیان کلام کو طول ہوا اور بشیر بن سعد انکا طرفدار بنگیا تو ابوبکر نے عمر کو آنکھ سے اشارہ کیا عمر نے بفور اشارے کے بیعت کی اسکے بعد بشیر مذکور نے کی۔ پھر ابوعبیدہ جراح نے اُسوقت حباب نے کہا اے بشیر قسم بخدا کہ تو نے اپنے ابن عم پر رشک وحسد کیا اور کینہ دیرینہ تیرا جوش زن ہوا کہ مبادا وہ امیر ہوجائے۔ یہ کہکر تلوار میان سے نکال لی لوگون نے بمشکل تمام اسکو ٹھنڈا کیا۔ تو اس نے کہا اب جبکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تو کیا ہوسکتا ہے قسم بخدا کہ ایک وہ زمانہ ہوگا کہ انکے پانی مانگوگے اور وہ قطرہ آب تمکو نہ دینگے ابوبکر نے کہا اے حباب تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہا تجھ سے نہین

مگر تیرے بعد اور لوگ اسپر مسلط ہونگے جو ایسا کرینگے ابوبکر نے کہا جب ایسا ہو تو انکو معزول کردیجیو حباب نے کہا ہیہات اے ابوبکر اسوقت نہ تو ہوگا اور نہ مین ہونگا اور لوگ پیدا ہونگے کہ ہماری اولاد پر ایذادیکر معذب کرینگی۔ ابن ابی الحدید اپنے اُستاد شیخ ابوجعفر یحیی بن محمد علوی سے نقل کرتا ہے کہ یہ پشین گوئی حباب کی بروز واقعہ حرہ پوری ہوئی جبکہ یزیدیون نے انصار سے مشرکین بدر کے بدلے لئے پھر کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا بھی اپنی ذریت کی نسبت یہی خوف کرتے تھے کہ اُمت آنحضرت کے بعد اُنسے کینے نکالیگی پس چاہتے تھے کہ اُن کے ابن عم و داماد آپ کے بعد خلیفہ ہون اور وقتاً فوقتاً اسکی تاکید وتمہید کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ امیر ووالی امر ہوکر رہنے مین اُن کے لئے اتنا اندیشہ نہ تھا جتنا کہ رعایا ہوکر رہنے مین تھا مگر قضاء الہی اسکے مساعد نہوئی اور آل رسول اللہ کو پہنچا جو کچھ کہ پہنچا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ اسید بن حضیر نے کہا قسم بخدا کہ اگر آج خزرج کو خلافت ملجاتی تو ہمیشہ ہمیشہ کو تمپر فضیلت وفوقیت چاہتے اور کبھی تمکو اُسمین شریک نکرتے اب اُٹھو اور ابوبکر سے بیعت کرو پس انہون نے بیعت کی۔ اور سعد عبادہ اور خزرجیون کو شکست فاش ہوئی **مؤلف** کہتا ہے دیکھئے بشیر بن سعد واسید بن حضیر بزرگان واصحاب خاص خاتم النبیینؐ سے تھے پھر بھی کیسی سخت عداوت اپنے خزرجی بھائیون کی طرف سے دل مین رکھتے تھے کہ جبتک انکا کام خراب نکیا آرام نلیا۔ اخوت اسلام وطول صحبت خیرالانام نے اصلاً انکو نفع نہ بخشا۔ ایسے ہی حضرت امیرالمومنینؑ کی طرف سے اکثر مہاجرین کے دلونمین کینے بھرے ہوئے تھے کیونکہ اُنکے بہت سے دوست آشنا عزیز واقربا آنحضرت کی تلوار سے قتل ہوئے تھے یہی عداوت حضرت رسولخدا کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی کہ نص رسول اللہ کو آنحضرت کی خلافت پر بالائے طاق رکھدیا اور حق بحقدار نہ پہنچنے دیا بلکہ انواع وستم وآزار آنحضرت پر کرگئے۔ پس جیسے اوسیون کی عداوت خزرجیون سے باوجود انکی صحابی جلیل القدر ہونیکی صحیح وثابت ہے ویسے ہی اکثر صحابہ کی عداوت امیرالمومنینؑ قاتل المشرکین کے ساتھ کوئی عجیب نہین مگر تسنی حب وحمایت شیخین مین اسکو نہین مانتے اور بعید جانتے ہین کہ صحابہ نص رسول اللہ کو ترک کرین بلکہ شیعون پر اس اعتقاد مین طنز وطعن کرتے اور انکو نادان بتاتے ہین۔ فخر رازی تفسیر کبیر مین سورہ نمل کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ مورچہ نے اپنی قوم کو ڈرایا کہ یَا اَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اے چیونٹیو اپنے گھرون مین چلی جاؤ ایسا نہو کہ سلیمانؑ اور انکا لشکر تمکو کچل دے درانحالیکہ وہ ناواقف ہون دیکھو چیونٹی نے بھی سلیمان اور اُن کے لشکر کی طرف یہ گمان کیا کہ وہ دیدہ ودانستہ جاندارون کو پاؤن مین کچل دینگے شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ بیوقوف ہین کہ اصحاب رسول اللہ کی طرف ارتکاب جرم کی نسبت کرتے ہین۔ پس اب امام صاحب اور انکے معتقدی آنکھین کھولین کہ بشیر بن سعد واسید بن حضیر جیسے بزرگ صحابیون نے اپنے بنی اعمام کے ساتھ حسد وعداوت سے کیسا سلوک کیا۔ ابن اثیر مذکور کہتا ہے کہ بشیر نے ابوبکر سے بیعت کی تو حباب نے کہا لقد عققت عقاقاً وانفست علی ابن عمک الامارۃ[1] کہ ابوبکر سے تیری بیعت کرنیکی کوئی وجہ نہین۔ بجز اسکے کہ تو نے قطع رحم کیا اور اپنے چچا کے بیٹے کی امارت پر حسد لیگیا۔ علاوہ برین جو حضرت رسول اللہ کی آخری زندگی کے حالات کو بغور دیکھے اُسکو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ خلافت کے خواستگارون نے اسکی طمع مین کیا کچھ نہین کیا آپ نے وصیت نامہ لکھنے کو قلم دوات مانگا اُنہون نے

[1] بعض کتب مین عفقت عفاقاً فاء موحدہ وتاء مثناۃ کے ساتھ آیا ہے اسوقت اسکے معنی یہ ہونگے بہت سی بلائین تجھکو نیست ونابود کرین۔ ۱۲ منہ

ندیا۔ اور اشا آنحضرت کو ہذیان سے منسوب کیا۔ جیش اسامہ مین بھرتی کر کے شام کو بھیجنا چاہا پہلو تہی کیا تاکید کی بجائے پر مردود و ملعون کہا ذرا
اثر نہو۔ پس جب آپ کی زندگی مین اُنکی یہ کیفیت تھی تو وفات کے بعد اگر حرص حکومت و امارت مین نص خلافت حضرت امیرؑ کو ہضم کر جائین تو انسے
کیا بعید ہے۔ ہم آگے چلکر خود سُنیون کی روایت سے یہ مضمون نقل کرینگے یہان اتنا اور کہتے ہین کہ اگر طمع سلطنت مین از خود رفتہ نہ تھے تو
کسلئے قبض روح رسالت پناہ کے وقت عمر دیوانہ بکار خویش ہشیار بنگئے کیون لاشۂ رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بلا اطلاع بنی ہاشم چُپکے چُپکے سقیفہ کو
دوڑ گئے اور کس لئے ابوبکر نے عمر کو آنکھ کا اشارہ کر کے بیعت کرائی۔ الغرض بشیر بن سعد نے خواہ عمر سے پہلے بیعت کی خواہ بعد اس مین
شک نہین کہ اسکی بیعت ابوبکر کی کامیابی مین بہت فائدہ مند ہوئی۔ لیکن علامہ حلّی علیہ الرحمہ خلاصۃ الرجال مین اسکو اصحاب مقبولین سے
شمار کرتے ہین صاحب مجالس لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ اسکی بیعت کرنیکا قصہ جیسا کہ مشہور ہے علامہ کے نزدیک صحیح نہوا ہو یا اُنہون نے
اس بیعت مین اسکو معذور رکھا ہو کیونکہ اس روز اکثر انصار نے اس دھوکہ مین ابوبکر سے بیعت کی کہ امیرالمومنینؑ اس سے کراہت رکھتے
مین پس اس بیعت سے لازم نہین آتا کہ وہ خلافتِ ابوبکر کو برحق جانتا ہو۔ بلکہ ممکن ہے کہ بعد زوال شبہ حقیقت حال اسپر کھل گئی ہو اور اس
بیعت سے پشیمان ہوا ہو۔ **بالجملہ** بیعت ہو چکی تو سلمان فارسیؓ نے اپنی زبان فارسی مین کہا کردید و نکردید۔ پھر عربی مین کہا اصبتم واخطاتم
کہ تمنے کیا اور پھر کچھ نہ کیا۔ یعنی مسلمان ہوئے تھے تو باتی اسلام کے جملہ اوامر و احکام پر کان لگانا اور تمام ضروریات اسلام کو ماننا چاہیے تھا۔
جب امامت جیسے ضروری امر مین آنحضرت کا فرمان واجب الاذعان نہ سُنا تو تمہارا اسلام کچا اسلام نہین بعض کہتے ہین کہ مدعا یہ تھا کہ اصبتم
الخیر واخطاتم المعدن کہ تمنے یہ تو اچھا کیا کہ خلافت کا تصفیہ کر لیا مگر اسکے معدن و مقام کی تعیین مین خطا کی اور چوک گئے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے
کہ ہمارے اصحاب المعتزلہ کے قول کی بموجب یہ اسطرح ہے۔ اخطأتم واصبتم کہ پہلے تمنے بیعت ابوبکر مین تامل کرنے مین خطا کی پھر بیعت کر کر
راہ صواب پر آگئے۔ مگر یہ خیال محال ہے سلمان رضی اللہ عنہ کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ **غرض** مہاجرین سے
رفقا و یاران شیخین نے ابوبکر سے بیعت کی انصار سے زیادہ تر اَوسیون نے کی بعض نے کہا ہم علیؑ کے سوا کسی کے ساتھ نہ کرینگے قبیلہ
خزرج نے بالتمام انکار کیا۔ بنی ہاشم سرے سے علیحدہ تھے اِن کے ساتھ خواص اصحاب امیرالمومنینؑ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار یاسر۔ خالد
بن سعید براء بن عازب وغیرہ نے اس سے انکار کیا۔ زبیر بروایت ابن اثیر طلحہ زبیر و ابوسفیان بن حرب و اُبی بن کعب وغیرہ بھی اسمین
شامل نہین ہوئے۔ سعد بن عبادہ مدۃ العمر ابوبکر و عمر دونو کی خلافت کا قائل نہین ہوا۔ **نقل ہے** کہ ہنگامہ بیعت مین قریب تھا کہ سعد
لوگون کے پاؤن تلے دب کر ہلاک ہو کسی نے کہا۔ قتلتم سعدا تمنے سعد کو مار ڈالا۔ عمر نے کہا اقتلوا سعدا قتل اللہ سعدا سعد کو قتل
کرو خدا اُسکو قتل کرے۔ قیس بن سعد نے یہ سُنا تو کود کر عمر کی ڈاڑھی پکڑ لی کہ اے پسر صنّاک حبشیہ لڑائیون مین ڈر کر بھاگنے والے امن مین
شیر کی طرح غرّانے والے۔ اگر ایک بال بھی میرے باپ کا بدن کا کم ہوا تو ایک دانت تیرے مُنہہ مین باقی نچھوڑونگا ابوبکر نے کہا رفق و مدارا کر
اے عمر کہ رفق ہی مطلوب ہے۔ سعد نے کہا اے پسر صنّاک اسوقت مجھ مین طاقتِ برخاست نہین۔ نہین تو مدینہ مین تمہارے نکالنے اور
بدر کرنیکی آواز کے سوا اسوقت دوسری آواز سنائی نہ دیتی دور ہو یہان سے اور وہین چلے جاؤ جہانکہ تم ذلیل و خوار دوسرون کے

قصۂ سعد بن عبادہ انصاری

زیر دست و تابعدار تھے۔ اے آل خزرج مجھکو اس آشوبگاہ سے باہر نکالو۔ پس خزرج اسکو اُٹھا کر گھر مین لیگئے۔ کامل بہائی مین ہے کہ ابوبکر کی
بیعت کا قصہ پیش آیا تو انصار نے کہا تمنے خلیفہ نصب کردہ رسولخدا کو ترک کیا اور تابع ہوائے نفس ہو گئے تو تمسے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح
نہین ہم سعد عبادہ کو اپنا امیر بناتے ہین سعد نے کہا مین دین کو دنیا کی عوض نہین بیچتا اور اسلام کے بعد کفر اختیار نہین کرتا باوجود خلیفہ برحق
کے مجھکو خلافت منظور نہین اس سے ابوبکر کا کام قوی ہو گیا۔ اور لوگ اسکی طرف مائل ہوئے جب سعد سے بیعت کرنیکو کہا تو اُس نے کہا کہ مینے
اپنے لئے یہ کذب و دروغ روا نرکھا تو اورون کے لئے کیونکر روا رکھونگا پس اُس نے اپنی تمام قوم سمیت ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا۔ اور اُسکے
آدمیون کی کثرت و شوکت سے کوئی اُسپر جبر نہ کر سکا بلکہ بظاہر موافقت کا دم بھرتے تھے کہ کسی حیلہ سے اس سے بیعت لین حتے کہ ایک روز
قیس بن سعد نے عمر سے کہا کہ مین تجھکو نصیحت کرتا ہون سعد نے قسم کھائی ہے کہ تمسے بیعت نکرونگا اور بجبر اس سے بیعت نہین لے سکتے
اِلّا یہ کہ اسے قتل کر دو اور وہ قتل نہوگا جبتک کہ تمام خزرج قتل نہون اور خزرج کا قتل ہونا بھی اُسکے قتل پر منحصر ہے اور یہ قتل نہونگے جبتک کہ
تمام بطون یمن نیست و نابود نہو جائین یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے بہتر ہے کہ اس سے تعرض نکرو۔ اور محمد بن جریر طبری نے
ابوعلقمہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے سعد سے کہا کہ ابوبکر سے بیعت ہوئی تو کس لئے اُسمین شامل نہوا تو اُس نے کہا قسم بخدا کہ مینے
رسول اللہؐ سے سُنا ہے کہ فرمایا اذا انا مت یضل الاھواء ویرجع الناس الی اعقابھم فالحق یومئذ مع علی وکتاب اللہ بیدہ
لانتبایعوا احدا غیرہ کہ میرے بعد لوگ بسبب خواہشاتِ نفسانی کے گمراہ ہو جائینگے اور اپنے پہلے کفر کی طرف رجوع کرینگے پس حق اُس
روز علیؑ کے ساتھ ہوگا اور کتاب خدا اُسکے ہاتھ مین تو اُن کے سوا کسی سے بیعت نکرنا۔ **راوی** کہتا ہے کہ مینے کہا تیرے سوا کسی
اور نے بھی یہ حدیث پیغمبرؐ سے سُنی ہے کہا کیون نہین سُنی مگر لوگون کے دلونمین بغض اور کینے بھرے ہوئے ہین۔ اِن باتون کو
چھپاتے ہین۔ مینے کہا یہ نہین بلکہ تو خلافت اپنے لئے چاہتا تھا۔ تو اُس نے بحلف کہا کہ میرا یہ ارادہ تھا۔ اگر لوگ علیؑ سے بیعت کرتے
تو سب سے پہلے بیعت کرنیوالا مین ہوتا۔ **غرض** اس قضیے کے بعد سعد چندے مدینہ مین رہے پھر شروع عہد خلافت عمر مین شام کو
چلے گئے وہان ایک ایک ہفتہ اپنے عزیز و بیگانون مین بسر کرتے تھے اور دیہہ بدیہہ پھرتے تھے خالد ولید کو یہ حال معلوم ہوا تو عمر کے
خوش کرنیکو تیر و کمان لیکر ایک رات راستہ کے سرے پر جا بیٹھا اور ایک تیر دلدوز مار کر انکا کام تمام کیا۔ بعض کہتے ہین کہ عمر نے کچھ
روپیہ دیکر کے محمد بن مسلمہ کو سعد کے قتل کے لئے شام کو بھیجا تھا اور تاریخ بلاذری سے نقل ہوا ہے کہ عمر خطاب نے خالد اور ابن مسلمہ
دونو کو مدینہ سے بھیجا تھا اِن کے تیرون سے شہید ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ کا بھی نام لیا گیا ہے۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین
کہ سعد نے ابوبکر سے بیعت نہین کی اور شام کو چلا گیا وہان کچھ عرصہ بعد ایک بڑے آدمی کی تحریک سے مارا گیا۔ ظاہر ہے کہ بڑے آدمی
سے اس مصنف کی مراد فقط حضرت عمر سے ہے بہرکیف بدنامی کے خوف سے یہ مشہور کیا گیا کہ جنون نے انکے تئین قتل کیا ہے اور ایک شعر
بھی انکی زبان سے مشہور کر دیا وہو ہذا ؎ قد قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ ✣ فرمیناہ بسہمین فلم یخط فؤادہ ✣
یعنی ہمنے سردار خزرج سعد عبادہ کو قتل کیا اسکے دو تیر لگائے ✣ وہ بہکا اسکے دل مین لگے۔ **لطیفہ** امام ابوحنیفہ کوفی و مومن الطاق

مین اکثر اوقات مزاح ہوتی تھی ایک مرتبہ ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر خلافت حق علی ابیطالب تھا تو کسلئے اُنہون نے رسول اللہ کی وفات کے بعد اسکو طلب نکیا مومن الطاق بڑے حاضر جواب تھے بولے خاف ان یقتلہ الجن کما قتلوا سعد بن عبادہ انکو ڈر ہوا کہ جیسا جنون نے سعد عبادہ کو قتل کیا کوئی جن انحضرت کو نہ قتل کر ڈالے۔ **نقل ہے** کہ حضرت رسولخدا کے غسل کیوقت عباس بن عبد المطلب نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا تھا کہ برادر زادے دست دراز کرو کہ مین تمہارے ساتھ بیعت کرلون لوگون کو معلوم ہوگا کہ عم رسول اللہ نے اُنکے ابن عم سے بیعت کرلی ہے تو کوئی چون و چرا نکریگا حضرت نے فرمایا اے عمو کیا اسمین کسی کو رخنہ اندازی کی مجال ہے عباسؓ نے کہا تمکو معلوم ہوجائیگا حضرت امیرؑ نے فرمایا مین نہین چاہتا کہ یہ امر دیوارون کے پیچھے مکان مین مخفی طور سے ہو۔ ابی بن کعب انصاری کہتا ہے کہ مین بروز سقیفہ شام کیوقت ایک مجلس انصار کے پاس سے گذرا پوچھا کہان سے آتا ہے مینے کہا اہلبیت رسالت کیخدمت سے کہا کس حالت پر انکو چھوڑا مینے کہا کیا حال ہوا اُن لوگونکا جنکا مکان آجتک مہبط جبرئیل و محل رسولخدا رہا ہے اور اب یہ امور اُسکے منقطع ہوگئے۔ اسپر جملہ حاضرین کو رقت ہوئی اور مین بھی رویا +

تشییدِ بنائے بیعت سقیفہ و تتمیم خلافت خلیفہ

سقیفہ مین جیسا اوپر گذرا بہت تھوڑے اشخاص نے ابوبکر سے بیعت کی تھی مگر اسکے بعد خود انکی سرگرمی اور دلسوز یارونکی جانفشانی سے جلد جلد اس جماعت مین ترقی ہوتی گئی پہلے تو سقیفہ سے نکلتے ہی اِن لوگون نے مشہور کیا کہ خلیفہ اوّل پر خلافت قرار پاگئی ہے تمام مسلمانون کو چاہیے کہ انکی ساتھ بیعت کرین۔ اِسی اثنا مین معاذ جبل یمن سے آگئے تو جملہ یارانِ ہمدم و ہمراز خالد ولید سے جانباز کو ساتھ لیکر شہر کی گشت کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور جُدا جُدا ہر ایک سے ملکر بیعت پر روز دیتے تھے۔ منقول ہے کہ ابو بکر کہتے تھے البدار البدار قبل البوار بہادرت کرو طرف بیعت کی قبل اِسکے کہ عذاب و ہلاکت مین گرفتار ہو حضرت عمر نے کمر کو چادر سے مضبوط کس رکھا تھا اور پکارتے پھرتے تھے الا ان ابابکر قد بویع فہلموا الی البیعۃ لوگو ابوبکر سے بیعت ہوچکی ہے تم بھی آکر بیعت کرو یہ سنکر عوام بیعت کرتے۔ اور جہان کہین کسی کے گھر مین پوشیدہ ہونیکی خبر سُن پاتے تو اپنے اہالی موالی ہمیت اُسکے گھر مین گھس جاتے اور اُسکو نکالکر بیعت کرالیتے تب چھوڑتے حتےٰ کہ بنی ہاشم اور اُنکے جانب دار ابھی غسل و کفن رسولؐ اللہ سے فارغ نہونے پائے تھے کہ اُنہون نے صدہا ہزارہا خلائق کو طوعاً و کرہاً اپنے سے متفق کرلیا صاحب کامل بہائی لکھتے ہین کہ اُنہون نے اسی رات کو عکرمہ بن ابی جہل اور اسکے چچیرے بھائی حارث بن ہشام وغیرہ سے تحفہ تحائف دیکیا اور وعدہ حکومت کرکے بیعت لی۔ اور بحار الانوار مین نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے زنانِ مہاجرین و انصار کو کچھ مال رشوت کے طور سے تقسیم کیا۔ زید بن ثابت اُسکو پہنچاتے تھے زنان بنی عدی بن نجار سے جو ایک کے پاس اُسکا حصہ لیگئے تو اُس نے کہا یہ کیسا مال ہے زید نے کہا ابوبکر نے عورات کو تقسیم کیا ہے یہ تمہارا حصہ ہے عورت نے کہا تم مجکو رشوت دیکر میرے دین سے پھیرنا چاہتے ہو مین یہ مال نہین لیتی اور اسکو رد کیا **جملہ** مخالفین بیعت سے ایک ابوسفیان پدر امیر معاویہ تھا کہ بڑے جوش و خروش سے کہتا تھا کہ آج ایسے فتنہ و فساد کا غبار بلند ہوا ہے کہ آبِ شمشیر کے سوا ہرگز نہ دبیگا۔ آلِ عبد مناف کو

کیا ہوا اد نے ترین قبائل قبیلہ تیم کو حکومت ہو وہ خاموش رہین کہان ہین دو مرد ذلیل و ضعیف علی و عباس کہ ابوبکر کو خلافت سے روکین پھر حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آکر چلایا ابسط یدک اُبایعک فواللہ لئن شئت لاملئنہا خیلاً و رجلاً اپنا ہاتھ کھولو کہ بیعت کرون قسم بخدا کہ تم چاہو گے تو اِس شہر کو سوارون اور پیادون سے مالامال کردونگا۔ یہ روایت ابن اثیر کی ہے کامل مین اور شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد مین فرماتے ہین کہ اُس نے بیت الرسالت کے در پر کھڑے ہوکر کہا۔ اے بنی ہاشم تم راضی ہوکہ ابوفصیل[1] رذیل پسر رذیل یعنی ابوبکر بن ابی قحافہ تمپر حکمران ہو۔ پھر کچھ اشعار پڑھے جنکا حاصل مطلب یہ ہے اے پسرانِ ہاشم خلافت رسولؐ اللہ تمہارا حق ہے بنی تیم و بنی عدی کو نہ دو ابو الحسن علیؑ کے سوا کوئی اِس کام کے لائق نہین اے ابو الحسنؑ اپنے ہاتھون کو تھامے رہو تحقیق کہ جو امر تم چاہتے ہو اسکے سزاوار بھی ہو وغیرہ وغیرہ۔ مگر چونکہ یہ تمام باتین بہ نیّتِ فاسد مسلمانون مین کشت و خون کراکر تماشا دیکھنے کی نیت سے تھین قبول بارگاہ ولایت پناہ نہوئین ارشاد ہوا کہ اُو ابوسفیان تو ہمیشہ اسلام و مسلمین کا بدخواہ رہا ہے تیری کوئی بات قربۃً الی اللہ نہین چلا جا کہ ہم رسولؐ اللہ کے کام مین مشغول ہین جو جیسا کریگا پائیگا ابوسفیان وہانسے پلٹا تو مسجد مین آکر بنی امیہ کو پھسلانے لگا۔ غرض اِسی طرح دیوانہ وار پھرتا تھا اب سُننے کہ بانیان بیعت بکریہ نے کیونکر اس بھوت کو اپنے سر سے ٹالا اُنہون نے اِسے خلوت مین بلاکر سمجھا دیا کہ حکومتِ شام تیرے نام کئے دیتے ہین۔ ابوسفیان اِس اشارتِ بابشارت کے پاتے ہی ٹھنڈا ہوگیا۔ روضۃ الصفا مین ہے۔ گویند صدیق و فاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان داعیہ مخالفت دارد پسر او یزید را بامارتِ شام نوید دادند ابوسفیان کہ این معلوم کرد ترک منازعت و مخالفت نمودہ مطیع و منقاد گشت۔ غرض اسی معاہدے کے موافق پس از چندے اسکا بیٹا یزید پھر معاویہ یکے بعد دیگرے حاکمِ شام ہوئے حتےٰ کہ معاویہ کے بعد یزید پلید کو حکومتِ شام و خلافتِ اسلام پہنچی گویا قتلِ امام حسین علیہ السلام کا پروانہ بھی حضرات شیخین نے ساتھ کے ساتھ ہی جاری کردیا تھا۔ اور ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ابوسفیان جمع اموال صدقات کے لئے مدینہ سے باہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو رسولؐ اللہ رحلت فرما چکے تھے پس وہ ابوبکر کی مذمّت کرنے اور اُسکے برخلاف لوگون کو بھڑکانے لگا عمر نے ابوبکر سے کہا کہ مجکو اسکی شرارت سے خوف ہے بہتر ہے کہ جو مال یہ تحصیل کرکے لایا ہے اُسی کے پاس رہنے دو ابوبکر نے اِسکو قبول کرلیا ابوسفیان راضی ہوگیا۔ بنابر اِس روایت کے جبتک اس نے مال و منصب دونون نہین لے لئے روبراہ نہین ہوا **شیخ** مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ فتنہ عام ہوگیا تھا اور بلا و مصیبت تمام خرابی کے اسباب بہمہ وجوہ مہیا اور شیطان کے پورا پورا قابو پالیا تھا کہ اہل شقاق و نفاق بایکدیگر معاون و مددگار تھے اور مومن اہل ایقان ایک دوسرے کی نصرت و یاری چھوڑ بیٹھے تھے یہی معنے ہین قول حق سبحانہ تعالےٰ کے واتقوا فتنۃ لا یصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃً کہ ڈرو اور خوف کرو اُس فتنہ سے کہ اُسکی مصیبت خاصکر تمہین سے ظالمون ہی کے لئے نہین بلکہ ظالم اور غیر ظالم دونو کے لئے یکسان ہے۔ **حقیر** مترجم کہتا ہے کہ واقعی حضرت رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد صدر خلافت خلیفہ اوّل مین کچھ ایسی ہی ہوا مسلمانون مین چلی تھی کہ مومن منافق سب ایک رنگ مین رنگین ہوکر نقض روز غدیر کو بھلا بیٹھے تھے۔ اِلّا چند نفر قلیل جنکے قدم اِس نازک موقعہ پر ثابت و قائم رہے گو تھوڑے عرصہ بعد انہین سے بہت سے متنبہ ہوکر

[1] فصیل بچہ شتر از مادر جدا شدہ۔ چونکہ لفظ بکر کے معنی بھی قریب قریب اسی کے بچہ شتر کے ہین لہذا ابوبکر کو براہ طنز و عیب ابوفصیل کہا کرتے تھے۔ ہکذا فی البحار ۱۲

فعل ابوسفیان ابن حرب

حق کی طرف رجوع کرنے لگے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا کی وفات کے بعد مسلمانون کی ٹھیک وہی کیفیت ہو گئی تھی جو حضرت موسےٰ کے کوہ طور پر جانیکے وقت بنی اسرائیل کی ہوئی تھی۔ جیسے وہ انکے وصی وجانشین جناب ہارون کی اطاعت سے نکلکر گوسالہ سامری کی پرستش کرنے لگے تھے ایسے ہی یہان وارث مرتبہ ہارونی جناب مرتضیٰ علیؑ کی اطاعت چھوڑ کر اس امت کے گوسالہ یعنی ابوبکر کے مطیع ہو گئے تھے۔ راست فرمایا ہے رسول اللہ نے لترکبن امتی سنۃ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل کہ میری امت سنت بنی اسرائیل پر عمل کریگی جسطرح کہ ایک جوتی دوسری کی برابر ہوتی ہے۔ **القصہ** اگلے روز تجدید وتکمیل بیعت کا جلسہ مسجد رسول اللہ مین ہوا ابوبکر نے ممبر رسول اللہ پر جاکر خطبہ کہا کہ مین تمپر والی ہوا ہون حالانکہ تمسے بہتر وافضل نہین ہون جبتک اطاعت خدا بجالاؤن میری اطاعت تمپر لازم ہے جب نافرمانی اس جل شانہ کی کرون تو میری اطاعت تمپر لازم نہین پس عدل وانصاف کرون تو پیروی کرو ورنہ مجھے معزول فرماؤ۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے کہ مجھپر غالب ہوتا ہے پس جب تم دیکھو کہ مین غضبناک ہون تو مجھ سے اجتناب کرو۔ یہ کلمات آپ سے متواتر ہین حتے کہ صاحب صواعق محرقہ تک نے ان کو نقل کیا ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ انکی بہت مدح کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا خطبہ آجتک کسی سے نہین سنا۔ مگر ہم حیران ہین کہ جس شخص پر وقتاً فوقتاً شیطان مسلط ہوتا ہو وہ کوئی دینی فرمان روائی کیونکر کر سکتا ہے اس کے شیطنت کی حالت کے اقوال وافعال واحکام کو لیکر کیا کرینگے۔ عجب نہین کہ آپ جو سقیفہ مین دوڑے گئے اور وہان جاکر کہا کہ خلافت علیؑ کو رسول اللہ منسوخ کر چکے اور حدیث الائمۃ من قریش تصنیف فرمائی بعد ازان قضیہ فدک مین حدیث منع میراث انبیاء بیان کی یہ سب اسی وقت کے خیال ہون جبکہ شیطان آپ پر سوار ہو حیرت ہے کہ خلیفہ ثانی سے تو شیطان اسقدر ڈرے کہ ان کے سایہ سے بھاگے اور جس راستے کو وہ جائین وہ راستہ بھی چھوڑ دے جیسا کہ یہ حضرات انکے مناقب ومفاخر مین کہتے اور لکھتے ہین اور خلیفہ اوّل پر کہ لامحالہ انسے افضل تھے کہ ایسا دلیر ہو کہ جب چاہے انکی گردن پر آچڑھے سلیم بن قیس ہلالی نے سلمانؓ فارسی سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا جبکہ وہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے غسل دینے مین مصروف تھے اور عرض کی ابوبکر اسوقت ممبر رسول اللہ پر ہین اور لوگ راضی نہین کہ ایک ہاتھ سے بیعت کرین دونو ہاتھون سے کرتے ہین حضرت نے فرمایا جس نے سب سے پہلے بیعت کی وہ کون تھا سلمانؓ نے کہا سقیفہ بنی ساعدہ مین تو اوّل بشیر بن سعد نے پھر ابو عبیدہ جراح پھر عمر نے پھر سالم مولائی ابی حذیفہ نے بیعت کی فرمایا یہ نہین جس نے ممبر رسولؐ پر اوّل بیعت کی وہ کون تھا سلمانؓ نے کہا وہ ایک مرد پیر کبیر السن تھا جسکی پیشانی پر اثر سجود ظاہر تھا کمر باندھے عصا ہاتھ مین لئے لڑکھڑاتا آگے آیا۔ اور کہا خدا کا شکر ہے کہ مین دنیا سے نہ اٹھا جبتک کہ تجھکو اس مقام پر نہ دیکھ لیا۔ ہاتھ بڑھا تاکہ بیعت کرون۔ ابوبکر نے ہاتھ دراز کیا اور اس نے بیعت کی پھر مسجد سے چلا گیا۔ حضرت نے پوچھا اے سلمانؓ تجھکو معلوم ہے کہ وہ کون شخص تھا کہا نہین لیکن یہ کلام اسکا مجھکو بہت برا معلوم ہوا گویا وہ رسول اللہ کی موت پر شماتت کرتا تھا۔ آپنے فرمایا اے سلمانؓ وہ ابلیس ملعون تھا تحقیق کہ مجھکو رسول اللہ نے خبر دی ہے کہ جو سب سے پہلے میرے ممبر پر بصورت شیخ کبیر ابوبکر سے بیعت کریگا شیطان ہوگا۔ **منقول ہے** کہ ابلیس بروز وفات رسول اللہ بصورت مغیرہ بن شعبہ متمثل

بیعت ابلیس با ابوبکر

ہو کر پکارا کہ ایہا الناس خلافت رسول اللہ کو سلطنت کسرےٰ وقیصر قرار دو بلکہ اسمین وسعت کرو کہ سب کے لئے گنجایش ہو اور بنی ہاشم کی طرف اسکو نہ جانے دو کیونکہ زنان حاملہ اسکے امیدوار رہین گی یعنی اگر بنی ہاشم سے مخصوص ہو جائیگی تو جب کوئی عورت انمین حاملہ ہوگی تو منتظر بچہ پیدا ہونیکی رہے گی اور دوسرون کے واسطہ ایسی تجویز نکریگی **روایت ہے** کہ جب بروز غدیر حضرت رسولخدا نے علی علیہ السلام کو اپنا وصی وجانشین مقرر کیا اسوقت ابلیس لعین نہایت محزون وغمگین ہوا اور اس نے غصہ مین آکر ایک چیخ ماری کہ اسکا تمام لشکر خشکی وتری سے سمٹ کر اسکے پاس جمع ہو گیا اور کہا اے سید وسردار ہمارے کیا مصیبت تجھپر واقع ہوئی کہ ہمنے اسطرح کی آواز کبھی تجھ سے نہین سنی اس نے کہا محمد مصطفےٰ نے آج وہ کام کیا ہے کہ اگر تمام ہو گیا تو پھر کبھی میرے لئے امید کامیابی کی نہین۔ بعد ازان جسوقت حضرت رسالت پناہ مرض الموت مین بیمار ہوئے اور قلم ودوات طلب کیا اور عمر نے نہ دینے دیا اور کہا قد غلب علیہ الوجع وانہ لیہجر حسبنا کتاب اللہ کہ درد نے انپر غلبہ کیا اور وہ ہذیان بکتے ہین ہمکو کتاب خدا کافی ہے تو اسوقت پھر شیطان نے ایک نعرہ مارا اور لشکر جمع ہوا تو ان سے اپنا اطمینان علی ظاہر کیا پھر آنحضرت نے وفات پائی۔ اور ابوبکر کو خلافت ملی تو شیطان نے بڑی خوشی منائی تاج شاہی اپنے سر پر رکھا اور ممبر پر جاکر اپنے ذریت سے کہا کہ مسرور ہو کہ اب پورے طور طاعت خدا نہو گی جبتک کہ مہدی آل محمد ظہور نکرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے بعد نقل حدیث فرمایا یہی معنے ہین قول حق سبحانہ تعالیٰ لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین کے ترجمہ البتہ تصدیق کیا ابلیس نے انپر اپنے ظن کو پس متابعت کی اسکی انہون نے بجز ایک گروہ مومنون کے۔ امامؑ نے فرمایا جو گمان ابلیس نے انکی نسبت بروز منع قلم ودوات کیا تھا اسکی آج تصدیق ہو گئی۔ **روایت بریدہ اسلمی** روضۃ الصفا مین غنیہ سے نقل کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے اپنے قبیلہ مین ایک علم ترتیب دیا اور مدینہ مین لاکر در دولت سرائے امیر المومنینؑ علی بن ابیطالب پر گاڑ دیا عمر خطاب کو یہ حال معلوم ہوا تو اس سے کہا مسلمانون نے ابوبکر کے ساتھ بیعت کر لی ہے تو کسلئے مخالفت کرتا ہے بریدہ نے کہا ہم اس کے مالک کے سوا کسی سے بیعت نکرینگے پس مجمع صحابہ مین طلب کر کے پوچھا یہ کیا باتین ہین جو تو کہتا ہے بریدہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ نے مجھکو اور خالد ولید کو حضرت علیؑ کے ہمراہ یمن کو بھیجا تھا مجھکو انسے اسقدر عداوت تھی کہ اس سے زیادہ ہو نہین سکتی واپس آکر رسول خدا کی خدمت مین داخل ہوا تو آپنے انکا حال پوچھا مین اپنی اسی عداوت کی وجہ سے انکی غیبت اور بدگوئی کرنے لگا پس دیکھا مینے کہ روئے مبارک رسول اللہ متغیر ہو گئی اور شدت غیظ سے فرمایا یا بریدۃ اتقع فی رجل ہو اولی الناس بکم بعدی اے بریدہ تو اس شخص کی مذمت کرتا ہے جو میرے بعد تمہارے لئے سب سے اولیٰ ہے جب یہ کلام آنحضرت کی زبان معجز بیان سے سنا تو مینے کہا یا رسول اللہ توبہ کرتا ہون اس امر سے کہ آپ کے غضب وغصہ کا باعث ہو حضرت میرے حق مین دعائے مغفرت فرمائین فرمایا علیؑ کو آلینے دے تھوڑی دیر مین علیؑ آئے اور گوشہ مسجد مین بیٹھکر نعلین رسول اللہ کی اصلاح کرنے لگے اسوقت مینے عرض کی یا رسول اللہ آپنے وعدہ کو وفا فرمائیے فرمایا یا علیؑ بریدہ تم سے عداوت رکھتا تھا۔ مگر اب اسپر نادم ہے اور توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین اسکے لئے استغفار کرون تم بھی استغفار کرو پس رسولخدا وعلی مرتضےٰ دونو نے میرے لئے استغفار کی بعد ازان بریدہ دوستان وہوا خواہان امیر المومنینؑ سے تھا اور جنگ جمل وصفین مین ملازم رکاب فیض انتساب رہا

روایت براء بن عازب

براء بن عازب کہتے ہین کہ مین ہمیشہ بنی ہاشم کا خیر خواہ رہا رسول اللہ نے وفات پائی تو شدت رنج والم سے چاہتا تھا کہ دیوانہ ہو جاؤن پس بار بار در دولت پر حضرت اہلبیت کی خدمت مین جاتا اور باہر بزرگان قریش کے حال کا نگران تھا کہ دیکھون یہ کیا کہتے اور کیا کرتے ہین کہ یک بیک دیکھا مینے کہ حضرت ابوبکر و عمر مجمع سے غائب ہو گئے تھوڑی دیر مین سنا کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت کی تاک دو مین گئے ہین پھر خبر آئی کہ ابوبکر کے ساتھ بیعت ہی ہو گئی- پس از ساعتے کیا دیکھتا ہون کہ وہ اور انکے اصحاب ابو عبیدہ و عمر خطاب و دیگر حاضرین جلسہ چلے آرہے ہین اور چادر ہائے یمنی کمرون سے باندھ رکھے ہین جسکو راہ مین دیکھتے ہین پکڑ کر خواہ بیعت پر رضامند ہو یا نہو اسکا ہاتھ ابوبکر کے ہاتھ سے چھوا دیتے ہین یہ دیکھکر میرے ہوش پرواز کر گئے اور دوڑا ہوا آنحضرت کی طرف گیا دروازہ بند تھا زور سے کھٹکایا اور کہا ابوبکر سے بیعت ہو گئی ہے عباس اندر تھے بولے- تربت ایدیکم الی آخر الدھر اے بنی ہاشم تم ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے- مینے تمکو کہا تھا مگر تمنے نہ مانا- اب اسکا نتیجہ دیکھا- براء کہتے ہین کہ مین ایسا ہی ملول و حزین تھا کہ اتنے مین رات ہو گئی رات کو دیکھا مینے کہ مقداد و سلمان وابوذر و عبادہ بن صامت و ابو الہیثم بن تیہان و حذیفہ و عمار یاسر یہ سب ایک مقام پر بیٹھے صلاح کر رہے ہین کہ امر خلافت کو شوریٰ اے مہاجرین کی طرف راجع کرین ابوبکر و عمر کو اس حال کی خبر پہنچی تو انہون نے ابو عبیدہ جراح و مغیرہ بن شعبہ کو بلا کر مشورہ کیا مغیرہ نے کہا اس امر مین خوف صرف علیؑ ابن ابیطالب کا ہے پس ہمکو چاہئے کہ عباس بن المطلب کے پاس چلین وہ عم رسول خدا ہین انکے لئے امر خلافت مین کچھ حق مقرر کر دینا چاہئے تا کہ وہ علیؑ ابن ابیطالب سے جدا ہو جائین پس اگلے روز رات کے وقت یہ لوگ عباس کے مکان پر گئے اور دستک دی عباس خود دروازے پر آئے اور سب کو اندر لے گئے جب ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گیا تو ابوبکر نے سلسلہ کلام شروع کیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کہا خدا کا شکر ہے کہ اسنے ہمارے درمیان نبی مرسل مبعوث کیا اب اس حضرت نے خانہ آخرت کو دار ناپائیدار پر اختیار کیا اور ہمکو چھوڑ گئے کہ برضائے یکدگر کسی کو والی امر اور اپنا حاکم مقرر کرین پس مسلمانون نے بالاتفاق مجھکو اس کار کے لئے انتخاب اور اختیار کیا ہے مجھکو اس مین ذرا وسواس و اندیشہ نہین مگر سنتا ہون کہ بعض مسلمان میرے خلاف حرکت کر رہے ہین ہم تمہارے پاس آئے ہین کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے اس امر مین کچھ حصہ مقرر کرین کیونکہ تم عم رسول خدا ہو اور وہ حضرت ہمارے اور تمہارے درمیان سے ہین- چونکہ عمر کے مزاج مین غلظت و خشونت تھی تو انہون نے بدین خیال کہ مبادا عباس سمجھین کہ ہمسے ڈر کر ہمارے پاس آئے ہین کہا اے عباس ہم کوئی حاجت اور غرض لیکر تمہارے پاس نہین آئے بلکہ محض تمہاری خیر خواہی اور بہبودی مد نظر ہے کیونکہ مسلمانون نے مضبوطی سے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے تم اب تک اس سے علیحدہ ہو ہمکو خوف ہے کہ اس مخالفت سے تمکو کوئی ضرر پہنچے پس ہم تمہارے خیر خواہ ہین اور تمہاری حفاظت کی نظر سے کہتے ہین کہ جو کچھ کرو خوب سوچ سمجھکر کرنا عباس یہ باتین سنکر اٹھے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ یہ درست ہے کہ حقتعالےٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے نبی مرسل کو ہمارے درمیان مبعوث کیا الا امت کو اختیار نہین کہ آنحضرت کے بعد بہوائے نفسانی جسکو چاہین خلیفہ بنا لین پس اگر تمنے رسول اللہ کی قرابت سے خلافت لی ہے تو صرف ہمارا حق تھا کہ غصب کیا اور مسلمانون کی وجہ سے حاصل کی ہے

تو ہم بھی انہین سے ہین اور اسپر رضامند نہین اے ابوبکر تمہارے کلام مین صریح تناقض ہے ایکبار تم کہتے ہو کہ مسلمانون نے مجھپر اتفاق کیا پھر خود ہی بیان کرتے ہو کہ وہ اسکے خلاف ہین- اگر کچھ تم ہمکو دینا چاہتے ہو تمہارا اپنا حق ہے تو ہمکو اسکی ضرورت نہین اسکو اپنے پاس رہنے دو اور جو تمام مسلمانونکا ہے تو تم اسکے دینے کے مجاز نہین اور ہمارا ہے تو ہم راضی نہین کہ اسمین سے تھوڑا سا لین اور باقی تمہارے پاس چھوڑ دین- اور تمہارا یہ کہنا کہ رسول اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان سے ہین پس وہ حضرت ایک شجر سے ہین کہ ہم اسکی شاخین اور تم ہمسایے ہو اور اے عمر تو جو کہتا ہے کہ اس مخالفت مین ہمارے لئے خوف ضرر ہے پس اس خوف کی تمنے بنیاد ڈالی ہے اور تم ہی اسکے بانی ہو واللہ المستعان-

روایت ابن ابی الحدید معتزلی دربارۂ نص خلافت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ابوبکر انباری اپنی امالی مین لکھتا ہے کہ ایک روز علیؑ مسجد رسول اللہ مین عمر خطاب کے پاس بیٹھے تھے وہانسے اٹھے تو ایک مرد بیہودہ سرا آپ کی مذمت کرنے اور عجب و خود پسندی سے آپ کو منسوب کرنے لگا عمر نے کہا اگر وہ عجب کرین تو بجا ہے قسم بخدا کہ اگر وہ نہوتے تو ستون اسلام قائم نہوتا اور وہ ہین افضائے امت و سابق الاسلام و صاحب شرف و فضیلت اس مرد نے کہا ایسا ہی تو کسلئے تم انکو خلافت نہین دیتے- عمر نے کہا کرھناہ علی حداثۃ السن و حبہ بنی عبد المطلب یعنی وجہ کم سنی اور اولاد عبد المطلب کو دوست رکھنے کے ہم انکی امارت سے کراہت رکھتے ہین تاہم کچھ عرصہ نگذریگا کہ وہ خلافت پر فائز ہونگے- ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے یہ کلمات ابو جعفر یحییٰ بن ابی زید نقیب کے سامنے قرات کئے تو کہا یہ اخبار نص خلافت علیؑ ابن ابیطالب پر دلالت کرتے ہین- لیکن مجھکو صحابہ کا رسول اللہ کی اس نص کے برخلاف اتفاق کر لینا بہت ہی بعید معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کسی اور امر ضروری دین نماز روزہ حج وغیرہ مین انکی مخالفت پر متفق ہو جانا بعید ہے- ابو جعفر نے کہا یہ لوگ خلافت کو نماز روزہ کی طرح ضروری دین نہین جانتے تھے بلکہ امارت لشکر و تدبیر جنگ و سیاست رعیت کی طرح اسکو دنیوی انتظامات سے شمار کرتے تھے اسی سبب سے مصالح ملکی کے سامنے نص پیغمبر کی مخالفت کرنیکی پروا نہین کرتے تھے مگر نہین دیکھا تو نے کہ لشکر اسامہ کے ساتھ جانیکو اپنی مصلحت کے خلاف جانکر ابوبکر و عمر نے کیسی صریح مخالفت پیغمبر کی حالانکہ ابھی وہ حضرت زندہ تھے- اور نیز تو جانتا ہے کہ آنحضرت نے ابوہریرہ کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ از روئے اخلاص کہیگا داخل بہشت ہوگا تو عمر نے ابوہریرہ کی چھاتی مین اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ پشت کے بل گر پڑا اسی طرح بہت سی نصوص پیغمبر کو انہون نے ترک کیا مثل اسکے کہ سہم ذوی القربیٰ کا ضبط کر لیا اور مؤلفۃ القلوب کا حصہ ندیا- رسول اللہ نے مرض موت مین وصیت کی کہ نصاریٰ نجران کو جزیرۃ العرب سے نکالدین انہون نے اسپر عمل نکیا- اور اسقدر نصوص پیغمبر کی مخالفت کی کہ انکے بعد فقہائے اہلسنت قیاس کو نص پر ترجیح دینے لگے تا اینکہ رفتہ رفتہ اہل قیاس نے ایک تازہ شریعت بنالی غرض ملک و بادشاہی کی مصلحتون کو عموماً نصوص پیغمبر پر مقدم رکھتے تھے- علیٰ ہذا علیؑ کی خلافت مین بھی نص پیغمبر کی پروا نہین کی اور اسکی مخالفت کی یہ وجہ بیان کی کہ لوگ انکی طرف سے بغض و عداوت رکھتے ہین اور اپنے باپ بھائی اور بیٹون کے جو انکے ہاتھ سے مارے گئے خون کے طلبگار ہین بعض کہتے تھے کہ وہ جوان ہین اور نسب شریف رکھتے ہین اسکی وجہ سے ہمپر فخر و فوقیت چاہین گے جو ناقابل برداشت ہوگا- اور بعض راضی نہ تھے کہ

خلافت و نبوت ایک گھر مین جمع ہون کہ پھر کسی کو اسپر دسترس نہ رہے اور کہتے تھے کہ خلافت اس خاندان سے باہر رہے گی تو امید ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمکو بھی اس سے حصہ ملے۔ یہ حال مومن مسلمانونکا تھا منافق خود آنحضرت سے جلتے تھے اور انکی قرابت قریبہ کو پیغمبرؐ کے ساتھ دیکھ نہ سکتے تھے **بالجملہ** سب ہمدست و ہمداستان ہو گئے کہ خلافت کو علیؑ تک نہ پہنچنے دین سرداران و سربرآوردگان نے کہا کہ عرب علیؑ کی اطاعت نہین کرینگا وہ نص رسولؐ کے تو منکر نہ تھے الّا یہ کہتے تھے کہ حاضر وہ باتین دیکھ سکتا ہے کہ غائب انکو دیکھ نہین سکتا پیغمبر اس وقت موجود نہین کہ مصلحۃ وقت کو دیکھین انصار کے سعد عبادہ سے بیعت کے ارادے نے اور بھی انکو تقویت دیدی چنانچہ وہ سقیفہ کو دوڑ گئے اور وہان جاکر فوراً ابوبکر سے بیعت کرلی فبایعوہ وکانت فلتۃً وہ بیعت جلدی کا بن سوچا سمجھا کام تھا جیسا کہ عمر خطاب کہتے تھے اور کہا اگر کوئی کہیگا کہ کیسے تمنے نص رسول اللہ کی مخالفت کی تو کہین گے کہ فتنہ و فساد کے خوف سے کی ابوبکر ہی اس کار کے لئے موزون ہے۔ خصوصاً جبکہ عمر اسکا وزیر ہو وہ ایک بوڑھا تجربہ کار آدمی ہے نرمی و آہستگی سے کام کریگا اور چونکہ شرافت نسبی نہین رکھتا تو اسکی طرف سے غرور و شیخت کا بھی اندیشہ نہین اگر خلافت علیؑ کو دیتے تو لوگ اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ بت پرست و کافر ہو جاتے پس صلاح اسلام کے لئے مخالفت نص بھی روا ہے۔ یہ خاص خاص لوگونکا مقولہ تھا عوام نے جب دیکھا کہ بزرگان صحابہ علیؑ کے خلاف جمع ہو گئے تو انہون نے جانا کہ اس نص کے برخلاف انکو رسول اللہ سے کوئی خبر پہنچی ہوگی خاصکر جبکہ ابوبکر نے حدیث الائمۃ من قریش روایت کی تو وہ سمجھے کہ نص خاص اس سے منسوخ ہو گئی اب خلافت کیلئے فقط قریشی ہونا درکار ہے کوئی کیون نہو اور کہا کہ بزرگان صحابہ رسولخدا کے مقصود و مراد کو اچھی طرح پہچانتے تھے انہون نے جو کچھ کیا ہے سوچ سمجھکر کیا ہوگا۔ کیونکہ اعراب بادیہ نشین قوت فکر و اجتہاد کی نہ رکھتے تھے کسی نیک و بد سے انکو بحث نہ تھی اگر ان کے سرغنے نماز واجب بھی انکے ساقط کردیتے تو وہ اسکو بھی قبول کرلیتے۔ لاجرم نص رسولخدا در بارہ خلافت علیؑ مرتضےٰ محو و مندرس ہو گئی۔ علاوہ برین علی علیہ السلام و بنی ہاشم نے گھر کے دروازے بند کرلئے کہ بے شرکت غیرے کفن و دفن رسول اللہ بجا لائین اس نے ابوبکر کی بیعت کو اور بھی قوت بخشی کیونکہ لوگون نے جانا کہ آنحضرت کو اس طرف توجہ نہین چنانچہ رسول اللہ کے کاروبار سے فارغ ہو کر علیؑ نے جب اپنا حق طلب کیا تو انصار وغیرہ نے یہی کہا لو دعوتنا الی نفسک قبل البیعۃ لما عدلنا بک احداً اگر بیعت سے پہلے تم اپنی طرف دعوت کرتے تو ہم تمہارے برابر کسی کو نہ جانتے۔ مگر اب جبکہ بیعت ہو چکی تو اسکے توڑنیکی کوئی سبیل نہین۔ اسکے بعد نقیب ابو جعفر کہتا ہے کہ عمر کی مخالفتین رسول اللہ کے بکثرت ہین اور اگر کوئی بھی مخالفت نہوتی تو صرف وہی مخالفت کافی تھی جو کہ اس نے مرض الموت آنحضرت مین کی کہ آپنے دوات و شانہ طلب کیا کہ ایک نامہ لکھین جس سے امت کو ابدی ضلالت و گمراہی سے نجات ہو تو عمر نے ندیا اور کہا جو کچھ کہا۔ یعنی کہا ان الرجل قد ہجر تحقیق کہ یہ مرد ہذیان بکتا ہے ہمکو کتاب اللہ کافی ہے جب رسول اللہ کے سامنے ان کی زندگی مین اسکی یہ کیفیت تھی تو اگر آپ کے پیچھے ان کے خلاف ابوبکر سے بیعت کرلی تو کون تعجب کی بات ہے جب عمر کے سامنے کوئی حدیث خلافت علی علیہ السلام کا ذکر کرتا تو وہ کہتے کہ رسول اللہ نے ابوبکر کو نماز پڑھانیکا حکم دیا تو وہ حدیث منسوخ ہو گئی۔ پھر نقیب مذکور کہتا ہے کہ ایک بات یہ ہوئی کہ ابوبکر و عمر نے خلافت پاکر تقوی و پرہیزگاری اختیار کی موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے اور روکھی سوکھی روٹی پر

قناعت کرتے اور اموال غنائم لوگون کو بانٹ دیتے خود اسمین طمع نہ کرتے اس سے مسلمانون کے دل مین کچھ شک و شبہ تھا بھی تو رفع ہو گیا کہ اگر اغراض نفسانی انکو اس مخالفت کی باعث ہوتی تو چاہیے تھا کہ اموال دنیا سے متنفع ہوتے کیونکہ خلاف نص رسولؐ کرکے دین کو بگاڑا ہوتا تو دنیا سے تو بہرہ ور ہونا تھا جبکہ انہون نے اموال دنیا سے بھی بہت فائدہ نہ اٹھایا تو اسی سے معلوم ہوا کہ انہون نے نص رسول اللہ کی مخالفت نہین کی۔ ابو جعفر اسکے جواب مین کہتا ہے کہ انہون نے مال دنیا کی لذتون کو تو یاد رکھا اور لذت ریاست و حکومت کو بھلا دیا حالانکہ اولو العزم باہمت لوگ کھانے پینے جماع کرنیکی لذائذ کو مد نظر نہین رکھتے بڑی لذت کہ انکو مقصود ہوتی ہے لذت حکومت و انفاذ امر ہے وہ حاصل ہو گئی تو پھر کسی چیز کی پروا نہین کرتے شیخین نے اسکو حاصل کیا عثمان بھی ان کے قدم بقدم چلتا تو اسکا بھی بال بیکا نہوتا اور کوئی اسپر معترض نہو سکتا ہرچند وہ قبلہ کو خانہ کعبہ سے اٹھاکر بیت المقدس کی طرف بدل دیتا اور ہرچند نماز پنجگانہ سے ایک نماز کم دیتا۔ کیونکہ اہل دنیا کی نظر دنیوی کاروبار پر ہوتی ہے اور اپنے مطلب سے مطلب رکھتے ہین اسکو حسب مراد پاتے ہین تو کچھ تعرض نہین کرتے اسمین کسر دیکھتے ہین تو چیختے چلاتے اور شور مچاتے ہین عثمان نے بیت المال پر دست درازی کی اور اپنے اپنے رشتہ دارون سے خاص کرلیا یعنی ہمہ تن دنیا مین غرق ہو گیا تو لوگ اسکی بغاوت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو فاجر و فاسق کہا حتے کہ حصار مین دیکر مار ڈالا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ بات کہ ابوبکر و عمر اپنے عہد خلافت مین اموال بیت المال سے بہرہ ور نہین ہوئے محض بد خشک سے گذران کرتے رہے کلیۃً صحیح نہین آئندہ حالات خلیفہ ثانی مین ناظرین دیکھین گے کہ وہ ایک رقم چھیاسی ہزار کی اپنے سر پر لیگئے اور اتنے بڑے مالدار تھے کہ مرے تو لاکھون کا نقد و جنس اپنے ورثہ کیلئے چھوڑ گئے ہان بڑا مقصود جسکے ہاتھون یہ حضرات بکے ہوئے تھے اور جسکی خاطر دین و ایمان تک سے ہاتھ دہو دیئے تھے حب جاہ و حکومت خلائق کے مزے تھے نہ یہ کہ مالی انتفاع سے بالمرہ خالی ہے۔ البتہ عثمان کیطرح مطلقاً نا عاقبت اندیش نہ تھے کہ تمام اموال خود ہضم کر جاتے یا اپنے لگے سگون مین لٹا دیتے۔ اور اورون کو کورا جواب دیدیتے۔ اور یہ کہ علی علیہ السلام خلیفہ ہوتے تو لوگ ترک اسلام کرکے کافر بت پرست ہو جاتے لغو و بے دلیل ہے یہ باتین بغض و عداوت والی اقلیم ولایت و امامت کی راہ سے تراشی گئی ہین۔ غیب کی بات خدا کے سوا کوئی نہین جانتا کسکو معلوم ہے کہ اسوقت کیا ہوتا اور ابوبکر کے خلیفہ ہونے مین بقول تمہارے کیا کچھ نہین ہوا کتب تاریخ موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے قریباً تمام ملک عرب مرتد ہو گیا تھا۔ بلکہ فخریہ کہا جاتا ہے کہ لوگ زکوۃ سے بچنے کو اصلی کفر کی طرف لوٹ گئے تھے ابوبکر نے بڑی ہمت و جوانمردی سے انکو دوبارہ اسلام پر مائل کیا۔ اور سچ پوچھو تو ارتداد و ارتداد کہین کچھ بھی نہ تھا۔ اسی خلافت ابوبکر پر اعراب بگڑ بیٹھے تھے کہ رسول اللہ نے اپنے ابن عم و داماد کو خلافت دی ہے ہم زکوۃ انہین کو دینگے ابوبکر نے فوجین بھیجکر انکو زیر کیا۔ امیر المومنینؑ خلیفہ ہوتے تو وہ چون بھی نکرتے۔ چنانچہ آگے ذرا زیادہ وضاحت سے اسکی تشریح کیجائیگی اور مقطع کلام اس مقام پر یہ ہے کہ یہ اعذار بارد کہ علیؑ خلیفہ ہوتے تو یہ ہوتا وہ ہوتا وہ مانے جو ابوبکر و عمر کو خدا و رسولؐ کی نسبت زیادہ دانا و دور اندیش دین کا دردمند اسلام کا خیر خواہ جانے جب حق تعالے نے آنحضرت کو اپنے رسولؐ کا خلیفہ و وصی مقرر کردیا اور رسول اللہ نے اسکا اعلان فرما کر سب سے اقرار لے لیا تو ابوبکر و عمر اسمین چون و چرا

کرنیوالے کون غنیمت ہے کہ اِس معتزلی نے نصِ خلافت حضرت امیرؑ کا اقرار تو کیا نہین تو عام اہلسنت تو جیساکہ پہلے گذرا اِسکے منکر ہی نظر آتے ہین اور حدیث غدیر مین لفظ مولےٰ کو دوست و ناصر وغیرہ کے معنون مین لیکر تاویل علیل فرماتے ہین اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ بعید ہے کہ صحابہ نصِ رسول اللہ کے خلاف اتفاق کرین سوا اِس معتزلی نقیب نے کہ بقول اپنے شاگرد ابن ابی الحدید کے خلافت خلفار کا قائل سُنّی ہی اِس استبعاد کی اچھی طرح سے جڑ اُکھیڑ دی ہے وہ صاف صاف کہتا ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ کی مخالفت کی ذرا پروا نہین کرتے تھے اور بات بات پر آنحضرت کے خلاف کرتے رہتے۔ ایسے مخالفینِ رسول رب العالمین کی تصویب کرنا اور اُنکو بزرگانِ دین کہنا اور پیشوائے مذہب بنانا انہین حضرات کو مبارک ہو ہم تو آنحضرت صلعم کو نبی مرسل معصوم و مطہر از خطا و زلل جانتے ہین اور آپکے جملہ اقوال و احکام کو واجب القبول و لازم العمل سمجھتے ہین کیونکہ جو کچھ وہ کہتے تھے بحکم خدا و وحی من اللہ کہتے تھے حقتعالیٰ فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنی جو کچھ رسول تمہاری طرف لائین اُسکو لیلو اور جس سے منع کرین باز رہو۔ نعوذ باللہ منہا محبتِ شیخین بھی اِن لوگون کو کہان سے کہان لیگئی ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین قول اکثر اہلسنت کا کہ رسولخدا بھی مثل ایک مجتہد کے تھے کسی امر مین اُنکی رائے برسر صواب ہوتی تھی کہین خطا۔ اسی لئے صحابہ کو اُنکی مخالفت روا تھی اور جیش اُسامہ سے انکا تخلف کرنا جا نقل کرکے کامل تیس وجہون سے اسکو رد فرمایا ہے جنمین اکثر محکمات قرآن سے استدلال کیا ہے پھر اِن شبہات کی جو اِن مزخرفات کے لئے بطور دلیل بیان کی ہین دھجیان اوڑا دی ہین فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ جو اِس ردّ و قدح پر مفصل اطلاع پانا چاہی جائے کہ کتاب مستطاب بحار الانوار کا مطالعہ کرے

ذکر مصیبت عظمےٰ و داہیہ کبرےٰ اعنی شرح ظلم و ستمے کہ در مقدمہ اخذ بیعت بر حضرات اہلبیت علیہم السلام رفتہ

پہلے گذرا کہ حضرت امیر المومنینؑ کو جناب خاتم المرسلینؐ نے خبر دی تھی کہ بعد میرے تمسے خلافت غصب کرینگے اور انواع و اقسام کی تکالیف و ایذائین دینگے۔ اور وصیت فرمائی تھی کہ یا علیؑ اگر ناصر و مددگار پاؤ تو جہاد کرو اِس قوم پر ورنہ صبر کرنا پس وہ حضرت ہمیشہ اِس وصیت پر کاربند رہے اور ظلم و ستم کو ظالمون کے بصبر و سکون برداشت کیا کے تاہم اپنے حق کی طلب سے بھی خاموش نہین بیٹھے اور حکومتِ اسلام کے حصول کے لئے کہ خدا و رسولؐ نے آنحضرت پر مقرر کی تھی حتے المقدور سعی کرتے رہے تاکہ احکامِ خدا کو مسلمانون کے درمیان جاری کرین اور شریعت رسول اللہ کو کما حقہ رواج بخشین الحق خلافتِ اغیار کے ہاتھ مین مغصوب ہونیکا آنحضرت کو سخت صدمہ تھا اور گمراہی امت کی آپکو کمال ایذا دیتی تھی اور یہ ایک مصیبت تھی کہ شروع سے آخر تک تمام ائمہ معصومین پر برابر مستمر رہی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین بلیۃ الناس علینا عظیمۃ ان دعوناھم لم یستجیبوا لنا و ان ترکناھم لم یھتدوا بغیرنا کہ ہم خلائق کی طرف سے بڑی مصیبت مین ہین اگر انکو راہ راست کی طرف دعوت کرتے ہین تو اجابت نہین کرتے اور جو اُن کے حال پر رہنے دیتے ہین تو کسی مین لیاقت نہین پاتے کہ انکو ہدایت کرے اور ضلالت و گمراہی سے نجات دے۔ منقول ہے

کہ جس روز ابوبکر کے ساتھ بیعت ہوئی اُسی رات کو آنحضرت نے جناب فاطمہ کو پشت حمار پر سوار کیا اور حسنؑ و حسینؑ اپنے دونو چشمون کو ہمراہ لیا اور جملہ مہاجر و انصار شرکاء بدر کے گھرون پر جاکر اپنی نصرت و حمایت کی طرف انکو دعوت کیا اور حدیث غدیر کو یاد دلایا۔ یعنی اتمام حجت بالمل وجوہ فرمایا۔ کل چوالیس اشخاص نے حضرت کی دعوت قبول کی آپنے انکو امر کیا کہ کل صبح سر منڈا کر ادر ہتیار لگاکر ہمارے پاس آئین اور سر و جان کی شرط پر شرائط بیعت بجالائین۔ مگر خوف و ہراس نے اُنپر غلبہ کیا اور اپنے عہد پر قائم نرہے چنانچہ دن ہوا تو سوائے چار اشخاص سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد۔ اور مقداد اسود۔ و عمار یاسر و بروایتے زبیر بن عوام کے کوئی نہ آیا۔ آپنے دوسرے پھر تیسرے روز ایسا ہی کیا رات کو وعدہ کرتے تھے مگر صبح کو کوئی اُسے وفا نکرتا تھا۔ اِلّا وہی چار اشخاص۔ حضرت ابو عبد اللہ جعفر صادق کہتے ہین کہ رسول اللہ کے بعد تمام خلقت مرتد ہو گئی تھی۔ اِلّا تین شخص سلمان ابوذر و مقداد بتحقیق کہ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی تو چالیس مرد امیر المومنین علی ابیطالبؑ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم آپ کے سوا کسی کی اطاعت نہ کرینگے کیونکہ ہمکو رسول اللہ نے بروز غدیر یہی حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کل اپنے سرون کو منڈوا کر ہمارے پاس آؤ۔ اگلے روز سوائے ان تین شخصون کے کوئی حاضر نہوا۔ عمار یاسر ظہر کے وقت پہنچے حضرت نے اُنکے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ما اٰن لک ان تستیقظ کہ ابھی تک تیرے خواب سے بیدار ہونے کا وقت نہین آیا تھا۔ چلے جاؤ کہ مین تمہاری نصرت کی حاجت نہین رکھتا۔ جب تم صرف سر منڈوانے مین میری اطاعت نہین کرتے تو وہ ہائے اُن کے ساتھ جنگ کرنے مین تو کیونکر اطاعت کروگے۔ الغرض حضرت نے غدر و بیوفائی امت کی مشاہدہ کی اور دیکھا کہ یہ لوگ ہرگز آپ کا ساتھ نہ دینگے تو اُنسے اعراض کیا اور مکان کا دروازہ بند کرکے جمع و تالیف قرآن مین مشغول ہوئے۔ ابوبکر نے آپ کو بلوایا کہ یہان آکر بیعت کر جائے فرمایا مینے قسم کھائی ہے کہ ردا دوش پر نہ لونگا الا نماز کے لئے جبتک کہ کلام الٰہی کو جمع نہ کرلون۔ ابتک قرآن کاغذ کے پرچون کپڑے کے ٹکڑون اور ہڈیون پر متفرق تھا آپنے اسکو ایکجا جمع فرمایا اور تنزیل و تاویل و ناسخ و منسوخ کو اُسکے واضح کیا پس ایک پارچہ پر لکھا اور اُسپر مہر کی اور باہر لائے۔ لوگ مسجد مین ابوبکر کے گرد جمع تھے آپنے باواز بلند کہا ایہا الناس مین رسول اللہ کے کفن و دفن سے فارغ ہوکر جمع قرآن مین مصروف ہوگیا تھا۔ اب اسکو پورا کرلیا ہے۔ کوئی آیہ رسولخدا پر نازل نہین ہوئی اِلّا یہ کہ مینے اِسکو اِسمین درج کیا ہے تحقیق کہ وہ حضرت دنیا سے تشریف نہین لیگئے جبتک کہ مجھکو ہر ایک آیہ تعلیم نہین کی اور اسکی تاویل نہین تبلائی۔ اب فردائے قیامت نہ کہنا کہ ہم اِس سے آگاہ نہوے یا علیؑ نے ہمکو اپنی طرف دعوت نہین کیا یا اپنے حقوق یاد نہین دلوائے یا اول سے آخر تک تمام قرآن ہمپر عرض نہین کیا۔ عمر نے کہا جو قرآن کہ ہمارے پاس ہے ہمارے لئے کافی ہے تمہارے قرآن کی حاجت نہین رکھتے۔ حضرت نے فرمایا تو تم اسکو اب نہ دیکھوگے تاوقتیکہ قائم آلِ محمدؐ ظہور نہ کرین یہ کہکر خشمناک اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف مراجعت کی اور اِس آیہ شریفہ کو تلاوت فرماتے تھے۔ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فلبئس ما یشترون نقل ہے کہ یہ قرآن ائمہ ہدے علیہم السلام کے پاس تھا اور اب امام مہدی علیہ السلام کے پاس موجود ہے اور وہ ٹھیک اُسی ترتیب پر جمع ہوا ہے جسپر کہ نازل ہوا ہے چنانچہ اسمین سب سے پہلے سورہ اقرا باسم ربک ہے پھر سورہ مدثر پھر مزمل۔ اسکے بعد سورہ تبت پھر سورہ کوثر

علی ہذا القیاس۔ مگر چونکہ قرآن موجود مروج ہے بتمامہ کلام خدا منزل من اللہ ہے لہذا ہم اسی کی قرات وتلاوت اور اسی کے اوامر ونواہی کے امتثال پر مامور ہین۔ یہ اس لئے کہ اُمت محمدیہ مین اختلاف نہو اور یہود ونصاریٰ کی طرح ان کے جدا جدا قرآن نہو جائین۔ **القصہ** عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سب لوگ سوائے علیؑ بن ابیطالب اور اُن کے اصحاب کے تجھ سے بیعت کرچکے جبتک وہ بیعت نہ کرینگے مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ کام تجھپر راست نہ آئیگا کسی کو بھیجکر اُنکو یہان بلوا اور اُنسے بیعت لے۔ ابوبکر نے قنفذ کو حضرت کے پاس بھیجا۔ یہ شخص طلقاء بنی عدی بن کعب سے نہایت تندخو بدخا شجو تھا۔ حضرت کی خدمت مین آکر کہنے لگا کہ چلئے خلیفہ رسول اللہ نے تمکو بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت جلد تمنے رسول اللہ پر تہمت لگائی آنحضرت نے تو میرے سوا کسی کو اپنا خلیفہ نہین کیا ابوبکر کہان سے خلیفہ رسولؐ بنگئے قنفذ نے واپس آکر یہ جواب باصواب ابوبکر سے کہا عمر کو طیش آیا اور افروختہ ہوگئے۔ ابوبکر نے انہین ٹھنڈا کیا اور قنفذ کو پھر بھیجا کہ انسے کہو کہ امیر المومنینؑ ابوبکر تمکو بلاتے ہین حضرت نے امیر المومنین کا نام قنفذ کی زبان سے سُنا تو فرمایا دروغ ہے قسم بخدا کہ وہ خوب جانتے ہین کہ خدا اور رسولؐ نے مجھکو اس نام سے موسوم کیا۔ اور ابوبکر وعمر دونو نے اس نام سے مجھپر سلام کیا اور ابوبکر ساتوان شخص ہے سلام کرنیوالونکا اُس نے اور اُسکے رفیق عمر نے رسول اللہ سے پوچھا تھا کہ یہ حکم آپکا ہے یا حقتعالیٰ کی طرف سے اسکو تبلیغ کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ حکم خدا کا ہے اور علیؑ امیر ہے مومنونکا اور سید وسردار مسلمانون کا ہے اور صاحب لواء محجلین ہے روز قیامت بحکم خدا پل صراط پر بیٹھیگا اور اپنے دوستونکو جنت مین اور دشمنون کو جہنم مین داخل کریگا یہ جواب سُنکر حضرت عمر جامہ سے باہر ہوگئے اور شدت غیظ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ مین علیؑ کو اچھی طرح جانتا ہون وہ کبھی تیرے مطیع ومنقاد نہونگے مجھکو اجازت دے کہ انکا سر قلم کردون قسم بخدا کہ بغیر انکے قتل ہونیکے یہ کام کبھی درست نہین ہونیکا۔ پس خالد ولید کو آواز دی اور اسکو اور قنفذ دونو کو امر کیا کہ ہیزم وآتش ہمراہ لیچلین کہ اگر امیر المومنینؑ دروازہ بند کرلین تو مکان کو انپر جلا کر خاک سیاہ کرڈالین **مؤلف** کہتا ہے کہ عمر کا خانہ علیؑ وفاطمہؑ کے جلانیکے لئے آگ اور ایندھن لیجانا اہلسنت کے نزدیک بھی صحیح وثابت ہے خود شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین اسکا اقرار کیا ہے۔ لکھا ہے کہ کچھ لوگ حضرت رسالت پناہ کے عہد مین نماز جماعت مین حاضر نہوتے تھے حضرت نے اُن کے گھرون کے جلادینے کا حکم دیا پس خلیفہ ثانی جو اہلبیت کا گھر جلانے گئے تو انکا یہ فعل پیغمبر خدا کی اس حدیث سے مستنبط تھا چنانچہ کہتے ہین "وتخصیص سوختن ایدین تہدید مبنی بر استنباط دقیق است از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت درحق کسانیکہ در جماعت حاضر نمے شدند وبامام اقتدا نمی کردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بودند کہ این جماعت اگر از ترک جماعت باز نخواہند آمد خانہ ہا را برایشان خواہم سوخت وچون ابوبکر امام منصوب کردہ پیغمبر خدا بود وآنہا ترک اقتدائے امام بحق بخاطر خودہا مے اندیشیدند ورفاقت جماعت مسلمین نمی کردند مستحق ہمان تہدید شدند انتہے بلفظہ۔ دیکھئے شاہ صاحب یہان تمام دعوؤن سے کہ اُنہون نے جابجا اسی کتاب مین محبت ودوستی اہلبیت کے کئے ہین اور اسکو عین مذہب اہلسنت قرار دیا ہے یک لخت دست بردار ہوگئے کہ جناب امیر المومنینؑ اور اُن کے توابعین ولواحقین کے حق مین ایسا شدید طعن وارد کرتے ہین کہ پناہ بخدا انکو مخالف بیعت ابوبکر مین گروہ منافقین تارکین جماعت رسول رب العالمین سے تشبیہ دی ہے اور خلیفہ ثانی کے

بیت الرسالت جلانے کے ارادے کو حدیث پیغمبر سے باستنباط دقیق مستنبط کہا ہے یہان سے مثل سپیدہ صبح کے ظاہر وروشن ہے کہ انکے وہ تمام دعوے محبت وولاء اہل بیت کے از سرتاپا باطل ہین۔ نیز یہ کلام شاہ جی کا مذہب اہل سنت کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی آنحضرت کو گو چوتھے درجہ ہی پر ہون خلیفہ راشد جانتے ہین پس جبکہ وہ تمام مسلمانون کے برخلاف خلیفہ برحق کی مخالفت کا اندیشہ رکھتے تھے تو قابل خلافت کہان رہے۔ نیز شاہ صاحب نے اسی پر اکتفا نہین کیا اسکے بعد آنحضرت کو اس مخالفت ابوبکر مین ابن حنظل شاعر کافر ہجو گوئے پیغمبر سے مشابہت دیتے ہین جسکی نسبت رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ مین بھی جاکر پردہ ہائے کعبہ مین پناہ گیر ہو تب بھی اُسے قتل کرین۔ آخر مین شاہ صاحب لکھتے ہین ہرگاہ این قسم مردودان الہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ فاطمہ چرا پناہ باید داد" اسکے بعد بھی اگر مریدان شاہ صاحب اُنکو محب ودوست اہلبیتؑ کہے جائین تو نہ معلوم انکے نزدیک دشمنی کس جانور کا نام ہے۔ اہل عقل کے نزدیک تو وہ اس فقرہ اخیرہ سے حد ناصبیت سے گذر کر خارجیت تک پہنچگئے کسی مومن مسلمان کا کام نہین کہ یون ذمّ وتہجین عترت رسول خدا کو اپنا شیوا بنائے کہ سردار اوصیا وامام اتقیا اور اُنکے اصحاب ورفقار کو نعوذ باللہ منہا ابن حنظل شاعر کافر کے مشابہ گردان کر واجب القتل ٹھہرائے اور برملا ان خاصان خدا ومقربان درگاہ کبریا کو مردودان بارگاہ اللہ کہے۔ بار الہا اگر نشۂ محبت حضرت خلیفہ ثانی مین شاہ صاحب ایسے چور ہوگئے تھے کہ مذمت اہلبیت عصمت وطہارت اُنکے نزدیک چندان وقعت نرکھتی تھی تو مذمت اصحاب رسول خدا کو کہ آنحضرت کے ساتھ تھی تو مخالف مذہب سنت جماعت جانکر اس سے تو باز رہنا تھا۔ کم از کم طلحہ زبیر کا ہی لحاظ پاس کرنا تھا جنکا خاتمہ حضرت عثمان کی محبت اور امیر المومنینؑ کی عداوت پر ہوا تھا۔ کیونکہ بروایت واقدی وطبری احکۂ علماء سنت اس گھر مین آپ کے ساتھ سوائے امام حسنؑ وامام حسینؑ وجناب فاطمہ بنی ہاشم وسلمان وابوذر ومقداد وطلحہ وزبیر بھی تھے۔ ذکر الواقدی قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃ حین امتنع علی واصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت والا احرقتہ ومن فیہ قال وفی البیت علی وفاطمۃ والحسن والحسین وجماعۃ من اصحاب النبی فقالت فاطمۃ تحرق علی ولدی قال ای واللہ او لیخرجن ولیبایعن یعنی واقدی نے ذکر کیا ہے کہ زید بن اسلم نے کہا کہ مین بھی ان لوگون مین شامل تھا جو عمر کے ساتھ فاطمہؑ کے دروازہ پر لکڑیان اُٹھا کر لے گئے جبکہ علیؑ اور اُنکے اصحاب نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا پس عمر نے فاطمہؑ سے کہا کہ جو لوگ تمہارے گھر مین ہین انکو باہر نکالو نہین تو مین اُسکو معہ اُنکے جو اسمین ہین جلادونگا۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت گھر مین علیؑ وفاطمہؑ وحسنینؑ اور ایک جماعت اصحاب رسول خدا کی تھی۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ تو میرے بچون کو جلادیگا عمر نے کہا ہان قسم بخدا یا یہ کہ وہ نکلین اور بیعت کرین۔ اور اصل عبارت طبری کی کہ صحیح ترین تواریخ اہلسنت سے یہ ہے "اتی عمر بن الخطاب منزل علی وفیہ طلحۃ وزبیر ورجال من المہاجرین وقال واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعۃ" کہ عمر خطاب علی علیہ السلام کے مکان پر آئے حالانکہ وہان طلحہ زبیر اور کچھ لوگ مہاجرین سے تھے اور کہا قسم بخدا کہ مین گھر کو تمپر جلادونگا الّا یہ کہ بیعت کیلئے باہر نکلو پس اس سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کی صحابہ کے ساتھ دوستی اور عداوت کا دار ومدار بھی انکی اہلبیتؑ کے ساتھ عداوت ومحبت پر ہے۔ یہی طلحہ زبیر جب حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ ہوکر بیعت ابوبکر سے

انکار کرتے ہین تو مردودانِ درگاہِ الٰہی مثل ابن حنظل کافرو روسیاہ ٹھہرتے ہین اور جب نکث بیعت کرکے آنحضرت پر چڑھائی کرتے اور
تلوار کھینچکر آپ کے روبرو کھڑے ہوتے ہین تو داخل عشرہ مبشرہ و حواریان رسول اللہ ہو جاتے ہین فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار
القصہ حضرت خلیفہ ثانی خالد ولید و قنفذ وغیرہ یارانِ باوفا کو ساتھ لیکر در بیت عصمت طہارت پر پہنچے اور وہان انکے ہاتھ سے وہ ستم ہوئے
جنکے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے اور کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔ گھر کے کواڑ بند تھے اور اندر امیرالمومنین و جناب سیدہ و حسنؑ و حسینؑ وغیرہ
گھر کے لوگ تھے۔ عمر نے چلا کر کہا یا علیؑ باہر آکر خلیفہ رسول سے بیعت کرو ورنہ اس گھر کو آگ لگا دونگا۔ اور اسکے ساتھ ہی دروازہ کے آگے
اور دیوار کی جڑ مین لکڑیان چن دین غالب یہ دیوارین حجراتِ مقدسہ کی حسب تصریح شیخ عبدالحق دہلوی صاحب جذب القلوب شاخہائے خرما کی تھین
جنکو کھڑی کرکے کاہ گل کیا گیا تھا اور وہ بیشک آسانی سے آتش گیری کی قابلیت رکھتی تھین جناب سیدہ آواز سنکر دروازہ پر تشریف لائین
حالانکہ غم مفارقت رسول اللہ مین از بس نحیف و لاغر ہو رہی تھین اور عصابہ سر مبارک پر بندھا تھا پسِ در سے فرمایا اے عمر کیون ہمکو ستاتا ہی
کیا مدعا تیرا ہے کہا دروازہ کھولو نہین تو مین گھر کو تم سمیت جلا دونگا اس معصومہ نے کہا اے عمر خدا سے نہین ڈرتا ہمارے گھر مین بغیر ہماری
مرضی کے گھسا جاتا ہے مگر کچھ فائدہ نہوا اور آگ لکڑیون مین لگا دی گئی جن سے دروازہ جل اٹھا۔ جناب سیدہ مانع ہوئین اور صدائے
با نالہ آہ یا ابتاہ یا رسول اللہ بلند کی عمر نے نہ مانا آگے بڑھکر غلاف شمشیر اس مطہرہ کے پہلو پر مارا اور ایک تازیانہ بہت زور سے بازوے مبارک
پر لگایا۔ ان صدمات سے وہ جناب گرین اور ساتھ ہی آپکا حمل ساقط ہوا یعنی فرزند نرینہ محسنؑ نام کہ شکم اطہر مین تھا اور جناب رسولخدا نے
ولادت سے پہلے اس نام سے اسکو موسوم فرمایا تھا۔ شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ **روایت** ابن عباس قنفذ ملعون نے بازو
دروازہ کا پہلوئے مبارک اُس جناب پر گرایا اور اس سے یہ حادثہ ہوا اور تازیانہ بھی اُسی نے مارا ہے۔ اور بعض روایات مین مغیرہ بن
شعبہ کا نام بھی اس کام مین لیا گیا ہے۔ غرض عمر نے خود یہ حرکات کین یا انکی امر و اشارے سے اُنکے دوستون نے کین بات ایک ہی ہے
یہی ضربات تھین جنکے صدمہ سے وہ جناب دل صاحب فراش ہوئین اور آخرکار دنیا سے رحلت کر گئین۔ تازیانہ اس زور سے لگا تھا کہ
غسل میت کے وقت بازوئے مبارک پر ایک نشان سیاہ مثل بازوبند دکھائی دیتا تھا۔ اور در کے پہلو پر گرنے سے کہتے ہین کہ استخوان
پہلو ٹوٹ گیا تھا۔ یہ سلوک جگر گوشہ رسول اللہ کے ساتھ انحضرات کے تھے جو اپنے تئین آنحضرت کے یاران باصفا و مریدانِ جان نثار بتلاتے
تھے۔ سُنی گو صاف صاف اس قصہ کے اقرار کرنے سے ذرا شرماتے ہین الا جو شخص انکی کتابون کو اچھی طرح چھان بین کرے اسکو واضح
ہوگا کہ یہ قصہ ان کے یہان ویسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ جملہ حالات اور شدائد مصیبات کہ شیعہ نے نقل کئے ہین انکے یہان ملتے ہین
اور ہرگز شیعہ انکی نقل مین متفرد نہین ہین۔ چنانچہ حقیر نے اس قصہ کو بھی مرویہ فریقین جانکر نقل کیا ہے۔ اب شواہد کتب اہل سنت سُنئے
اور انحضرات کی کرتوتون کی داد دیجئے۔ محمد شہرستانی کہ فاضل معتبر اہل سنت کا ہے اپنی مشہور کتاب ملل و نحل مین نظام معتزلی سے اس
قصہ کو ان لفظون مین نقل کرتا ہے ان عمر ضرب بطن فاطمۃ یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن من بطنہا وکان عمر یصیح احرقوہا بمن
فیہا وما کان فی الدار غیر علی و فاطمۃ والحسن والحسین الخ یعنی عمر نے شکم مبارک جناب فاطمہ پر روز بیعت ضرب لگائی کہ جسکے صدمہ سے محسنؑ کا حمل اس معصومہ سے

ساقط ہوا اور عمر چیختے تھے کہ اس گھر کو معہ اسکے گھر والون کے جلا دو۔ حالانکہ گھر مین اسوقت سوائے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے کوئی نہ تھا
اور ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ مین ابو جعفر نقیب اپنے اُستاد سے علم حدیث حاصل کرتا تھا جب زینب بنت رسول اللہ کے
مکہ معظمہ سے مدینہ آنیکے قصہ پر پہنچا اور وہ حال قرأت کیا کہ ہبار بن اسود نے زینب کو اپنے نیزہ سے ڈرایا کہ انکا حمل ساقط ہوا اس وجہ سے پیغمبر خدا
نے ہبار کا خون مباح کیا تو ابو جعفر مذکور نے کہا کہ جب رسول اللہ نے ہبار کا خون اسوجہہ سے کہ اس نے زینب کو ڈرا کر انکا حمل ساقط کرایا تھا
مباح فرمایا تو ظاہر ہے اگر وہ حضرت زندہ ہوتے تو ضرور اس شخص کا خون بھی مباح فرماتے جس نے فاطمہ زہرا کو ڈرا کر انکا حمل ساقط کرایا۔
ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے ابو جعفر سے کہا مین یہ امر تمہاری طرف سے روایت کرون جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ فاطمہ ڈرائی گئین اور محسن
نام بچہ الکے ساقط ہوا ابو جعفر نے کہا کہ مجھ سے نہ اسکو روایت کر نہ اسکے بطلان کو۔ انتہے۔ غرض اسی طرح متفرق مقامون اور مختلف پیرایون مین
یہ حالات جستہ جستہ انکے یہان ملتے ہین اور دامن اعتبار رُوات شیعہ کو کذب و اختلاق کی آلودگی سے بکلی پاک و صاف کرتے ہین بس عنقریب
ہے کہ ہنگامہ قیامت برپا اور حضرت احکم الحاکمین تخت معدلت پر جلوہ فرما ہو اور ان جور و بیداد کی داد بواجبی دے۔ مروی ہے کہ اول
بروز قیامت جسکے لئے حکم دینگے وہ محسنؑ پسر امیرالمومنین ہونگے کہ قاتلان آنحضرت کو جنہون نے دروازہ پہلوئے مادر آنحضرت پر گرا کر انکو
شہید کیا تازیانے لگانیکا حکم کرینگے کہ اگر ایک تازیانہ بھی انمین سے دریاہائے مشرق و مغرب عالم پر لگائین تو تمام دریا جوش مین آجائین
اور پہاڑون پر اسکو رکھدین تو پہاڑ پگھلنے لگین اور جلکر خاکستر ہو جائین یہ ادنے دادرسی اس مظلومہ کی ہے **نظم**

اہلِ دین کی فاطمہ مخدومہ ہے ؛؛ پاک ہے معصومہ ہے مظلومہ ہے ؛؛ رجس سے طاہر ہی وہ عصمت مآب ؛؛ حق ہے معصومہ ہے وہ عالیجناب
آیہ تطہیر سے افضل ہے کیا ؛؛ آپ ہے مداح زہرا کا خدا ؛؛ بضعۃ منی بھی تجھکو یاد ہے ؛؛ احمد مرسلؐ سے کیا ارشاد ہے
جس نے دی ایذا اُسے کافر ہوا ؛؛ ربقۂ اسلام سے باہر ہوا ؛؛ جس سے وہ آزردہ ہو مردود ہی ؛؛ جس سے وہ راضی نہو مردود ہی
ہو عدو اُسکا ہو وہ ناپید ہو ؛؛ بکر ہو یا عمر ہو یا زید ہو ؛؛ الحاصل جو حالت اسوقت حضرت شیر خدا شہسوار عرصہ لافتی کی ہوگی
وہ ہر شخص قیاس کر سکتا ہے لکھا ہے کہ آپ شدت غیرت و غضب سے بیتاب ہو گئے اور اسی جذبہ جوش مین گریبان خلیفہ ثانی کا پکڑ کر
کھینچا اور بیک اشارہ انکو زمین پر دے مارا کہ ناک زمین پر رگڑی گئی اور گردن مین چوٹ آئی چاہتے تھے کہ جان سے مار ڈالین مگر یاد آئی
وصیت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی کہ ان لوگون کے مقابلے اور مقاتلے سے ممانعت فرمائی تھی اور صبر و سکون کی وصیت کی تھی بدین
خیال اس سے باز رہے اور فرمایا والذی اکرم محمدا بالنبوۃ یا ابن صہاک لولا کتاب اللہ سبق وعہد عہد الی رسول اللہ لعلمت انک
لا تدخل بیتی قسم بخدائے ذوالجلال اے پسر صہاک اگر مصلحت الٰہی اسکے مقتضی نہوتی اور رسول اللہ کے ساتھ عہد نہ کیا ہوتا تو تجھکو معلوم
ہو جاتا کہ کس طرح میرے گھر مین قدم رکھ سکتا ہے۔ پس عمر نے ابو بکر سے کمک طلب کی اور فوج لشکر وہان آگیا۔ ادھر سلمان و ابا ذر و
مقداد و زبیر و عمار یاسر وغیرہم بھی یہ شور و شر سنکر جمع ہو گئے تھے اور حمایت امیرالمومنین مین دست بہ شمشیر ہوا چاہتے تھے بلکہ زبیر نے تو تلوار
میان سے نکال لی تھی جو آخرکار ان کے ہاتھ سے چھینی اور دیوار مین مار کر توڑ دی گئی۔ غرض قریب تھا کہ فتنہ و آشوب عظیم برپا ہو اور خطرناک

خلل وخرابی اسلام مین پڑے حضرت نے جلد آتش فتنہ کو دبایا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھکو ان کے ساتھ اور انکو میرے ساتھ چھوڑ دو مین مامور نہین کہ اسوقت ان کے اوپر جہاد کرون الحق عظیم مصلحت ہے جس پر وہ حضرت کاربند ہوئے اگر اس حالت مین کشت وخون واقع ہوتا تو اسکا انجام زبون تھا بہت سے تیغ قہر مرتضوی سے ہلاک ہوتے بہت سے باہم لڑ بھڑ کر نابود ہو جاتے مابقی کہ قریب العہد بکفر تھے مرتد ہو جاتے اور اسطرح سے نقش اسلام صفحہ دہر سے مٹ جاتا۔ یہ آپہی جناب کا حوصلہ تھا کہ ایسا ظلم صریح مشاہدہ کیا اور اسپر صبر فرمایا۔ **مروی** ہے کہ ایک روز جناب سیدہ آپکے خاموش بیٹھنے اور اپنا حق طلب نہ کرنے سے اظہار رنج وملال فرما رہی تھین کہ اتنے مین آواز موذن کی آئی کہ اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ حضرت نے فرمایا اتسرک زوال ہذا النداء من الارض یعنی اے فاطمہ تم چاہتی ہو کہ یہ آواز روئے زمین سے گم ہو جائے فرمایا نہین ارشاد کیا کہ جو تم کہتی ہو اسمین اسی کا اندیشہ ہے۔ **الحاصل** شیر خدا نے سر تسلیم خم کر دیا اور ان روباہ بیشون نے بڑھکر رسن سیاہ گلوئے حق جو مین ڈالدی بروایتے عمامہ سر اقدس سے اتار کر گردن مین ڈالا اور کشان کشان مسجد کی طرف لیچلے لوگ کوچہ وبرزن مین جمع تھے اور اس عبرتناک واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ **حقیر مولف** کہتا ہے کہ حضرت امیر کے جہان صدہا نام ہین وہان ایک نام آپکا الغالب علی کل الغالب بھی ہے اس سے یہی مراد ہے کہ نفس سرکش جو ہر ایک انسان پر غالب ہے آپ اسپر غالب تھے عجب حالت تھی کہ شیر بیشہ ہیجا یکہ تاز میدان لافتی جسکی تیغ شرربار کے آگے بڑے بڑے جوانمردون جرارون کے پتے آب آب ہوتے تھے اور جسکے ایک نعرہ حیدری سے ہزارہا شجاعون کے دل سینون مین ہل جاتے تھے وہ چند نامردون کے ہاتھ مین یون زار وگرفتار جا رہا ہے الحق دو حالتین جدا جدا تھین اور دونونکا مقتضا علیحدہ وہ جہاد صغیر جسمانی تھا تو یہ مجاہدہ کبیر روحانی وہ صفت جلالی تھی تو یہ کمال جمالی۔ اور سچ یہ ہے کہ کمال عبودیت وتفویض کل کے کرشمے تھے مشابہ ہوائے نفسانی نہ وہان تھا نہ یہان بل ہم عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون بلکہ وہ بندگان برگزیدگان خدا ہین اس سبحانہ تعالے پر قول مین سبقت نہین کرتے اور اسکے حکم کے موافق کام کرتے ہین۔ **منقول ہی** کہ اسوقت حضرت ابا ذر غفاری حسرت کے کف افسوس ملتے تھے اور کہتے تھے لیت السیوف قد عادت بایدینا ثابتۃ کاش ہم ان ہاتھون سے دوبارہ راہ خدا مین جہاد کرتے۔ مقداد کہتے تھے اگر امیر المومنین چاہتے تو حقتعالی سے اپنے دشمنون کے دفع کے لئے دعا مانگتے اور وہ درجہ اجابت پر پہنچتی سلمان نے کہا مولای اعلم بما فیہ میرے مولے دقائق امور وخفی مصلحتون کے ہمسے زیادہ دانا ہین جو کرتے ہین سوچ سمجھکر کرتے ہین بریدہ سے **روایت** ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے زمانہ خلافت امیر المومنین مین اسی قصہ بیعت بکریہ کیطرف اشارہ کر کے آپکو لکھا انک تقاد کما یقاد الجمل المخشوش کہ تم بیعت کے لئے اسطرح کھینچے جاتے تھے جیسے کہ شتر کو مہار ڈالکر کھینچتے ہین حضرت نے اسکے جواب مین تحریر فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ مین مثل شتر مہار کردہ کی ابوبکر کی بیعت کے لئے کھینچا گیا تھا ولعمر اللہ لقد اردت ان تذم فمدحت وان تفضح فافتضحت بخدا سوگند کہ تو نے اس کلام سے میری مذمت کرنی چاہی تھی مگر مدح کی اور مجھکو فضیحت کرنا چاہا تھا خود رسوا ہوا وما علی المسلم من غضاضۃ فی ان یکون مظلوما ما لم یکن شاکا فی دینہ او مرتابا فی یقینہ وہذہ حجتی علیک وعلی غیرک مرد مسلمان کے لئے اسمین کوئی عیب وعار نہین کہ اسپر ظلم کیا جائے تا وقتیکہ اسکو اپنے دین ویقین مین شک و

ریب عارض نہو اے معاویہ میری حجت ہے تجھپر اور اور لوگون پر جو اس قسم کا اعتراض مجھپر کرنا چاہین۔ بالجملہ جب بحالت کذائے مسجد رسول اللہ مین پہنچے اور نظر مبارک روضہ رسولخدا پر پڑی تو اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر اے پسر مادر اس قوم نے مجھکو ضعیف وناتوان کیا اور قریب ہے کہ مجھکو مار ڈالین یہ اسی سلسلہ دراز تشبیہ کا تتمہ ہے جسمین اس امت کے واردات کو حالات بنی اسرائیل سے حذو النعل بالنعل مطابق کہا گیا ہے حضرت رسولخدا کو موسی اور امیر المومنین کو ان کے بھائی ہارون اور آنحضرت کی وفات کو غیبت چہل روزہ موسی کے مشابہ ومماثل تبلایا ہے اور حضرت عتیق کو گوسالہ سامری اور ثانی لاثانی کو خود سامری اور ان کے سقیفہ پردازی کو گوسالہ پرستی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس اس موقعہ پر بھی حضرت نے اسی سلسلہ مین اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا جو ہارون علیہ السلام کی زبان سے شکایت قوم مین قرآن مین آئی ہے چونکہ عقد مواخات کے اعتبار سے یہان بھی نبی ووصی کے درمیان اخوت روحانی تھی اسلئے آنحضرت کو پسر مادر سے خطاب کیا یا چونکہ دونو کی خلقت ایک نور سے تھی استعارۃً اس نور کو بلفظ ام تعبیر فرمایا یا یہ کہ جناب فاطمہ بنت اسد مرتبہ رسول بمنزلہ مادر آنحضرت کے تھین چنانچہ اسی لحاظ سے جب امیر المومنین علیہ السلام نے انکی وفات کی خبر حضرت رسالت پناہ کو پہنچائی اور عرض کیا ماتت امی تو حضرت نے فرمایا بل امی ایضاً کہ وہ تمہاری ہی مان نہین میری بھی مان تھین ہذا کلہ فی البحار **مروی** ہے کہ اس دردناک آواز کو سنکر روح رسالت پناہ لحد مین بیتاب ہو گئی۔ اور اسمین سے ایک ہاتھ کہ ہو بہو دست مبارک رسولخدا کے مشابہ تھا برآمد ہوا اور ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہا اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم سواک رجلا اے ابوبکر خدا سے کافر ہو گیا جس نے تجھکو مٹی سے پیدا کیا اور درست آدمی بنایا۔ اور نیز حضرت اسوقت اپنے برادر گرامی حضرت جعفر طیار و عم محترم حمزہ بن عبد المطلب کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے واجعفراہ لا جعفر لی الیوم واحمزتاہ لا حمزۃ لی الیوم ہائے افسوس اے جعفر۔ آج میرے لئے جعفر نہین اور ہائے افسوس اے حمزہ آج میرے لئے حمزہ نہین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے نقیب ابوجعفر یحیی بن ابی زید سے پوچھا کہ اگر جعفر وحمزہ زندہ ہوتے تو کیا وہ حضرت امیر علیہ السلام سے بیعت کرتے اور انکی خلافت پر راضی ہو جاتے۔ اس نے کہا البتہ جسطرح پر کہ آتش چوب عرفج مین در آتی ہے وہ اسی طرح حضرت کی بیعت مین داخل ہوتے۔ مینے کہا میرا گمان یہ ہے کہ جعفر تو البتہ آنحضرت سے بیعت کرتے الا حمزہ چونکہ مرد جبار قوی النفس درشت خو شجاع ومتفخر تھے اور علی سے سن مین بڑے اور رشتہ مین آپ کے چچا ہوتے تھے اور ان کے اخبار و آثار جنگ وجہاد مین معروف ہین اور انکی شجاعت ودلاوری زبانہائے خلایق پر مذکور ومشہور رہے بہت بعید تھا کہ یہ امر انکے واقع ہو۔ نقیب نے کہا اخلاق وعادات حمزہ البتہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تو نے بیان کیا مگر وہ دین قوی رکھتے تھے اور صدق دل سے پیغمبر خدا کی تصدیق کر چکے تھے کہ اصلا شک وریب اسمین نہ تھا۔ اگر اسوقت زندہ ہوتے اور حالات امیر المومنین پر اطلاع پاتے اور جو قرب ومنزلت انکو حضرت رسالت سے تھا مشاہدہ کرتے تو البتہ اپنی نخوت سے تنزل کرتے اور آنحضرت کو رضائے خدا ورسولخدا کے واسطے اپنے اوپر ترجیح دیتے اور امر خلافت کو ان کے سپرد کرتے اور اخلاق حمزہ کو امیر المومنین کے اخلاق سے کچھ نسبت نہ تھی کس لئے کہ اخلاق علی اصلی وروحانی ہے کہ باعث صفائی فطرت

بلا ریاضت تعلیم آپ کو حاصل ہوئے تھے وہ اپنی فراست وجودتِ طبع سے وہ وہ باریک باتین نکالتے تھے کہ حکماء مدقق اُنکی ادراک سے عاجز ہین باوجود اسکے قوت وشجاعت مین بھی حمزہ سے کمتر نہ تھے اگر حمزہ زندہ ہوتے اور محاسنِ عادات ومکارم اخلاق امیر المومنین مشاہدہ کرتے تو ابوذر ومقداد سے زیادہ مطیع ہوتے اور یہ جو تو نے کہا کہ حمزہ آپکے چچا اور سن مین اُنسے زیادہ تھے عباس بھی اُن کے چچا اور سن مین بڑے تھے۔ تسپر جو سبقی خلافتِ امیر المومنین مین وہ رکھتے تھے کسی کو نہ تھی۔ اور چچا ہمیشہ اپنے بھتیجون کی متابعت کرتے آئے ہین حمزہ وعباس دونو حضرت رسالت پناہ کے چچا تھے اُنکی اطاعت کرتے تھے اور اُنکی نبوت کی تصدیق فرماتے تھے ابو طالب کہ شیخ ورئیس بنی ہاشم تھے اور تمام قریش اُن کے مطیع ومنقاد تھے کسطرح پر اطاعت وفرمانبرداری رسول اللہ کی کرتے تھے۔ حالانکہ پیغمبر خدا اُن کے عیال مین داخل تھے اور اُنکے پرورش کردہ اور بمنزلہ اُنکی اولاد کے شمار ہوتے تھے۔ حضرت صادق فرماتے ہین کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کو مسجد مین لائے تو جناب سیدہ بادلِ مجروح وغمگین نالان وحزین معہ دیگر زنان بنی ہاشم اُن کے پیچھے گھر سے نکلین اور مسجد تک آئین جب روضہ رسول اللہ کے قریب پہنچین تو چلائین اے گروہ ستمگار و اے قوم غدار میرے پسر عم سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ قسم بخدا کہ اپنے موئے سر کو پریشان کرونگی اور پیراہن رسول اللہ کو سر پر لیکر حضرت حق جل وعلیٰ کے سامنے فریادخواہ ہونگی فما ناقة صالح باکرم علی اللہ منی ولا الفصیل باکرم علی اللہ من ولدی صالح پیغمبر کی اونٹنی حق تعالےٰ کے نزدیک مجھ سے زیادہ عزیز نہین اور نہ اُسکا بچہ اس سبحانہ کے نزدیک میرے بچون سے زیادہ گرامی ہے بروایتے فرمایا اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ مجھکو بیوہ اور میرے بچون کو یتیم کرے قسم بخدا کہ اگر انسے ہاتھ نہ اُٹھائیگا تو مین اپنے بال کھولونگی۔ اور گریبان چاک کرونگی اور اپنے باپ کی قبر پر جاکر فریاد کرونگی۔ پس حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور متوجہ روضہ رسولخدا ہوئین حضرت امیر المومنین نے سلمان فارسی سے کہا کہ جلد دختر رسول اللہ کی خبر لے بتحقیق کہ مین دیکھتا ہون کہ شہر مدینہ زیر وزبر ہوا چاہتا ہے جو کچھ وہ کہتی ہین اگر اسکو عمل مین لائین تو اس شہر کا معہ شہر والون کے نشان باقی نرہیگا۔ سلمان کہتے ہین کہ اُسوقت دیکھا مینے کہ دیوارین مسجد کی لرزنے لگین اور زمین سے بلند ہوئین بحدیکہ اگر کوئی چاہتا کہ اُن کے نیچے سے نکل جائے تو نکل سکتا تھا۔ پس مینے دوڑ کر عرض کی اے سیدہ نساء اے بتول عذرا و اے خاتونِ قیامت و اے بانوئے حجلہ کرامت و اے جگر گوشہ رسول ثقلین مادرِ سبطین ان لوگونکو بخشو اور اپنے باپ کی اُمت پر رحم کرو بتحقیق کہ تم خانوادہ رحمت وشفاعت ہو اور تمہارے باپ رحمت عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہین۔ تم عذاب الہی کے نزول کا باعث نہو بارے میری التماس کو ملطف قبول کیا اور اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف مراجعت فرمائی اُسوقت دیکھا مینے کہ دیوارین مسجد کی اپنی جگہہ پر آئین اور جگہہ پر آنے مین اُنسے ایک غبار بلند ہوا کہ اوڑ کر ہمارے چہرون پر بیٹھا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ بخدا سوگند اگر فاطمہ اپنے موئے سر پراگندہ کرتین تو تمام آدمی ہلاک ہوجاتے۔ القصہ حضرت کو ابوبکر کی پیشگاہ مین لائے تو عمر اُسوقت تلوار کھینچے آپ کے سر پر کھڑے تھے۔ اور خالد ولید وابو عبیدہ جراح وسالم مولای حذیفہ ومعاذ جبل ومغیرہ شعبہ واسید بن حضیر وبشیر بن سعد اور اور لوگ ہتھیار لگائے آراستہ وپیراستہ اُنکے گرداگرد تھے سلیم بن قیس راوی حدیث کہتے ہین کہ آہ وزاری جناب سیدہ کی سنکر تمام جماعت آبدیدہ ہوئی الا عمر خطاب وخالد ومغیرہ اور عمر نے کہا کہ ہمکو عورتون کی رائے کی کچھ پروا نہین۔ ابوبکر نے جو حضرت کو اس حال مین دیکھا

تو ازبسکہ زمانہ سازی اور نرم دلی اُن کے مزاج مین تھی بولے انکو کھولدو۔ امیر المومنین نے فرمایا اے ابوبکر کیسی جلد تمنے مخالفت رسول اللہ پر کمر باندھی اور کسقدر جلدی آنحضرت کے اہلبیت کو ایذا وآزار پہنچانے لگے کونسے استحقاق اور کس مرتبہ پر تم مجھ سے طلبگار بیعت ہو کیا کل بروز غدیر تمنے خدا اور رسول کے حکم سے میرے ساتھ بیعت نہین کی۔ ابوبکر ابھی اسکا جواب دینے نپائے تھے کہ عمر بولے اے علی ان باتون کو چھوڑ دو اور بیعت کرو جبتک بیعت نہ کروگے ہمارے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتے حضرت نے فرمایا اگر نہ کرونگا تو کیا کروگے کہا بذلت وخواری تمکو قتل کرینگے فرمایا تو بندہ خدا وبرادر رسول اللہ کے قاتل ٹھہروگے۔ ابوبکر نے کہا اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسول اللہ فما نقر لک بذلک یعنی تمہارا بندہ خدا ہونا قبول ومسلم ہے لیکن برادر رسول اللہ ہونیکا ہم اقرار نہین رکھتے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا اے ابوبکر اسکا اقرار نہین کرتا کہ رسول اللہ نے بروز مواخات مجھکو اپنا بھائی بنایا۔ پس بریدہ نے کہا اے عمر و اے ابوبکر تم حاضر نہ تھے جب رسول اللہ نے ہمکو اور تمکو امر کیا تھا کہ جاکر علی علیہ السلام کو بامارت وبادشاہی مومنان سلام کرین اور تمنے پوچھا کہ آیا یہ حکم خدا کی طرف سے ہے تو حضرت نے ارشاد کیا کہ ہان یہ حکم حقتعالےٰ کا ہے پس ہم سبنے بلفظ السلام علیک یا امیر المومنین آنحضرت پر سلام کیا عمر نے کہا کہ اے بریدہ تجھکو ان امور مین دخل دینے کا منصب نہین بریدہ نے کہا قسم بخدا کہ مین اس شہر مین نرہونگا جہان تم امیر ہو اور خلیفہ رسول اللہ معزول کیا جائے پس عمر نے حکم دیا کہ بریدہ کو مار کر نکالدین اسکے بعد سلمان فارسی اُٹھے اور کہا اے ابوبکر خدا سے ڈر اور جس مقام مین بیٹھنے کا استحقاق نہین رکھتا اس سے علیحدہ ہو اور جن لوگون کا یہ کام ہے اُنکے لئے چھوڑ دے اور تمام اُمت کو قیامت تک ضلالت وجہالت مین نہ مبتلا کر عمر نے انکو دھمکایا کہ تو کون ہے اور ان کامون مین تجھے کیا دخل ہے سلمان نے کہا قسم بخدا کہ اگر مین جانتا کہ اپنی تلوار سے اس دین کی امداد کر سکتا ہون تو مردانہ وار راہِ خدا مین جہاد کرتا پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہوئے کہ تمنے کیا اور کچھ نہ کیا دین اسلام مین داخل ہوئے اور اس سے نکل گئے پس بشارت ہو تمکو ساتھ مصیبت وعناد ونا اُمیدی از نعمت ورخا کے۔ آگاہ رہو کہ اسکے بعد ظلمۂ بیباک تمپر مسلط ہونگے اور جور وظلم تمہارے درمیان شائع ہوگا اور کتاب خدا واحکام خدا بدلدئے جائینگے۔ پس ابوذر ومقداد کھڑے ہوئے اور حجت کو انپر تمام کیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ اجازت دو تو ہم تلوار نکالین اور اس قوم پر جہاد کرین آپنے فرمایا رحمتِ خدا ہو تمپر اور اجازت پیکار ندی۔ ابوبکر بالائے ممبر خاموش بیٹھے تھے اور زبان سے کچھ نہ کہتے تھے عمر نے انکو کہا کیا ممبر کے اوپر چپکا بیٹھا ہے علی زیر ممبر بیٹھا بیعت نہین کرتا اور تمرد کرتا ہے مجھکو حکم دے کہ اسکی گردن جدا کرون اسوقت امام حسن وامام حسین اپنے پدر بزرگوار کے پاس کھڑے تھے یہ کلمہ عمر سے سُنکر رونے اور چلانے اور روبروضۂ رسولخدا کے فریاد کرنے لگے یا جداہ یا رسول اللہ ہمکو دیکھو کہ کیسے بے یار ومددگار ہین حضرت امیر المومنین نے اپنے نور چشمون کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ گریہ مت کرو بتحقیق کہ ان کو قدرت نہین کہ تمہارے باپ کو قتل کرین یا ایسا خیال بھی دل مین لاسکین۔ اسوقت ام سلمہ زوجہ رسولخدا اور امِ ایمن مربیہ آنحضرت اپنے حجرون سے نکلکر چلائین کہ اے ابوبکر وعمر و اے اصحاب پیغمبر خوب تمنے کینہ ہائے دیرینہ ظاہر کرے اور جلد آنحضرت کے اہلبیت سے بدلے لئے عمر نے کہا دونو کو مسجد سے نکالدین کہ ہمکو عورتون کی باتون سے سروکار نہین۔ پس عمر بہمین خیال کہ امر بیعت مین خلل وخرابی پڑے بیتاب تھے اور شدت وحدت مین تا بمقدور کمی نکرتے تھے خالد ولید نے بھی تلوار میان سے

اثبات اہلسنت در بارۂ بیعت امیر المومنین بابوبکر

ٹال دی تھی لیکن ابوبکر نے دیکھا کہ حضرت امیر کسی نوع بیعت پر رضامند نہین ہوتے لاجرم اپنی جگہہ سے اٹھے اور آپ کے قریب آکر اپنا ہاتھ آنحضرت کے ہاتھ پر رکھدیا گویا بیعت ہوگئی۔ بروایتے عباس بن عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام تلوارون کے نیچے بیٹھے ہین وہ دوڑے ہوئے آئے اور غل مچاتے تھے لو گو میرے برادر زادے سے ہاتھ اوٹھاؤ اور رفق ومدارا کرو اسکے ساتھ مین اُس سے بیعت کرادون گا پس اُنہون نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر خلیفہ اوّل کے ہاتھ سے مَس کر دیا اور وہ اسپر رضامند ہوگئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ حضرت امیر المومنینؑ نے بیعت نہین کی تاوقتیکہ دھوان آنحضرت کے گھر سے بلند نہین ہوا **الحاصل** یہ روایات شیعہ ہین کہ اس بارے مین وارد ہوئی ہین۔ اہلسنت کے نزدیک جبتک جناب سیدہ زندہ رہین اُسوقت تک امیر المومنین نے بیعت نہین کی جب چھ ماہ بعد اُس جناب کا انتقال ہوا تو اُسوقت مجبوراً بیعت کی ہے۔ صحیح بخاری مین ہے۔ وکان لعلی من الناس وجہ فی حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر موضع الحاجۃ یعنی علیؑ کے لئے فاطمہؑ کی زندگی مین لوگون کی طرف سے ایک وجہ درو تھی جب اُنکا انتقال ہوا تو آپ نے لوگون کے چہرون کو اپنی طرف سے متغیر پایا پس طالب مصالحۃ وبیعت ہوئے ابوبکر کے ساتھ حالانکہ اس چھ مہینے کے عرصہ مین اُنہون نے بیعت نہین کی تھی اس سے ظاہر ہے کہ جناب سیّدہؑ کی حیات مین جو لوگ آپکا پاس ولحاظ کرتے تھے وہ انکی وفات کے بعد باقی نرہا تھا لہذا ملجا ومضطر ہو کر آپنے بیعت ابوبکر کی خواہش کی۔ اور جامع الاصول مین ہے فکان لعلی وجہ من الناس حیوۃ فاطمہ فلما توفیت فاطمۃ انصرفت وجوہ الناس عن علی ومکثت فاطمۃ بعد رسول اللہ ستۃ اشہر ثم توفیت فقال رجل للزہری فلم یبایعہ علی فقال لا واللہ ولا احد من بنی ہاشم حتی بایعہ علی یعنی علیؑ کی طرف فاطمہؑ کی زندگی مین لوگون کا رُخ تھا جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو علیؑ کی طرف سے لوگون کا رخ پھر گیا اور فاطمہ حضرت رسول اللہؐ کے بعد چھ مہینے زندہ رہین پھر وفات پائی ایک شخص نے زہری راوی حدیث سے کہا کیا علیؑ نے ابوبکر سے بیعت نہین کی کہا نہین اور نہ کسی نے بنی ہاشم سے بیعت کی جبتک کہ علیؑ نے نہ کی۔ اور ابن ابی الحدید جلد سادس شرح نہج البلاغۃ مین کتاب سقیفہ احمد بن العزیز جوہری سے نقل کرتا ہے کہ بنی ہاشم و زبیر اُس روز علیؑ کے ساتھ تھے اور وہ یعنی زبیر اپنے تئین بنی ہاشم سے خیال کرتے تھے۔ اور علی علیہ السلام بھی کہا کرتے کہ زبیر ہم اہلبیت سے تھا تا اینکہ اُسکی اولاد جوان ہوئی اُسوقت اُنہون نے اُسکو ہمسے پھیر لیا۔ پس عمر نے کہا علیکم بالکلب اس کتے د زبیر کو پکڑو سلم بن اسلم نے اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور دیوار مین مار کر اُسکو توڑ دیا اور علیؑ کو معہ زبیر وبنی ہاشم ابوبکر کے پاس لائے درانحالیکہ وہ کہتے تھے کہ مین بندۂ خدا و برادر رسول اللہ ہون پس اُنسے کہا بیعت کرو آپنے کہا مین تمہاری نسبت اس کار کے لئے احق واولیٰ ہون۔ تم انصار پر قرابت رسول اللہ کو حجت لائے اور اُنہون نے اس سبب سے تمہاری امارت تسلیم کی مین بھی یہی حجت تمپر لاتا ہون پس خدا سے ڈرو اور وہ بات کہ انصار نے تمہین بخشی ہے ہمارے حوالے کرو۔ ورنہ تم بلاشبہ گروہ ظالمین سے ہوگے۔ عمر نے کہا جبتک تم ابوبکر سے بیعت نہین کرینگے ہمارے ہاتھون سے چھوٹ نہین سکتے۔ حضرت نے فرمایا احلب یا عمر حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم امرہ لیردہ علیک غداً تو دودہ دوہتا ہے کہ اب بھی اُسمین سے پئے اور اسکے لئے امر کو مضبوط بناتا ہے کہ کل کو تیری طرف لوٹا دے قسم بخدا کہ مین تیرا کہنا نہ مانونگا

ابوبکر نے کہا یا علیؑ تمکو بیعت منظور نہین تو مین مجبور نہین کرتا ابو عبیدہ نے کہا اے ابو الحسن تم نوجوان ہو یہ تمہاری قوم کے سن رسیدہ مشائخ ہین تمسے زیادہ تجربہ وواقفیت رکھتے ہین ابوبکر پختہ کار متحمل مزاج اور منتظم آدمی ہے۔ اسوقت خلافت کو اسکے لئے چھوڑ دو ثانی الحال اگر تمہاری عمر دراز ہوئے اور زندہ رہے تو بوجہ قرابت وجہاد وسبقت اسلام تم ہی اس کام کے لئے انسب ہوگے حضرت نے فرمایا اللہ اللہ اے معشر مہاجرین سلطنت پیغمبر خدا کو آنحضرت کے گھرانے سے نہ نکالو اور حقدارون کو محروم نہ کرو قسم بخدا کہ ہم اہلبیت تم سے زیادہ اس کار کے لائق ہین بتحقیق کہ ہم قاری قرآن ودانائے فقہ واحکام وعالم فرائض وسنن ہین انتظام جیسا کہ ہم کر سکتے ہین کسی سے نہین ہو سکتا قسم بخدا کہ یہ ہمارا حق ہے تم اس بارے مین حرص وہوا کی پیروی نکرو کہ حق سے تجاوز کر جاؤ گے۔ بشیر بن سعد نے کہا یا علیؑ اگر انصار یہ باتین تمسے قبل بیعت سنتے تو انسے دو شخص بھی تمہارے مقدمہ مین اختلاف نکرتے مگر اب وہ ابوبکر کے ساتھ بیعت کر چکے پس علی علیہ السلام گھر کو چلے گئے اور جبتک فاطمہؑ زندہ رہین بیعت نہین کی تمام ہوئی روایت جب سقیفہ کی اسمین جواب کلام بشیر بن سعد جو شاہمردان نے دیا مذکور یا جوہری نے مصلحۃً اسکو نقل نہین کیا مگر ہم روضۃ الاحباب سے اسکی اصل عبارت مین اسکو نقل کرتے ہین وہ یہ ہے حضرت نے فرمایا اے بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر وقالب انور سید عالم را غسل ندادہ وتجہیز وتکفین وے نا نمودہ واز دفن وے فراغت حاصل نکردہ دم در طلب خلافت وحکومت زدمے وبا مردم در منازعت وخصومت شدمے۔ بعد ازان صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہین کہ ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علیؑ جملہ محکم واستوار وبر یکے از انہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق ومدارا در آمد وگفت اے ابو الحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من درین امر مضائقہ نباشد واگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمے کردم الحال کہ مردم اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز بایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی واگر حالا توقف کنی وخواہی کہ درین امر تفکر نمائی جبرے بر تو نیست پس علیؑ از مجلس برخاست ومتوجہ خانہ خویش گشت۔ **غرض** حضرت امیر المومنینؑ نے اسطرح کے بہت سے کلام کئے اور ہر طرح سے اُنپر حجت تمام فرمائی۔ از انجملہ حدیث غدیر کو یاد دلا کر اسپر شہادت طلب کی بارہ اشخاص نے غازیان بدر سے گواہی دی کہ ہمنے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے زید بن ارقم نے کتمانِ شہادت کیا اور بد دعائے حضرت نابینا ہوا۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ ابن ارقم مذکور ہمیشہ اس شہادت کے ترک پر اظہارِ ندامت کرتا اور خدا تعالےٰ سے دعائے آمرش مانگتا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ زید کی طرح اور لوگون نے بھی اس شہادت کو چھپا کر ایسے ہی تمغے پائے ہین کیونکہ حضرت امیر المومنینؑ اکثر موقعون پر حدیث مذکور کو حجت لاتے تھے اور اسپر شہادت طلب فرماتے تھے سعادتمند ادائے شہادت کرتے بدبخت دیدہ ودانستہ حیلے حوالے کر کے ٹالتے اور بد دعائے حضرت مبتلائے بلیات ہوتے تھے۔ چنانچہ حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اس مقدمہ مین گواہی چاہی حضار نے گواہی دی۔ الا انس بن مالک براء بن عازب واشعث بن قیس وخالد بن یزید کہ اُنہون نے کتمان شہادت کیا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا اے انس تو نہ مریگا تاوقتیکہ حقتعالیٰ تجکو مرضِ برص مین مبتلا کرے جسکو تیرا عمامہ نہ چھپا سکے۔ اور اے اشعث تیری ایک آنکھ جاتی رہیگی اور اے خالد تو جاہلیت کی موت مریگا اور اے براء تو نے جس مقام سے ہجرت کی ہے اُس جگہہ تیری موت آئیگی۔ جابر بن عبد اللہ انصاری راوی حدیث کہتے ہین کہ قسم بخدا

کہ مینے دیکھا کہ انس کی پیشانی پر برص نمودار تھے ہرچند وہ عمامہ سے اسکو چھپانا چاہتا تھا نہین چھپتا تھا اور اشعث کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی وہ کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے کہ امیرالمومنینؑ نے میرے لئے دنیوی عذاب پر اکتفا کیا کہ بصارت چشم جاتی رہی اور عقوبت اُخروی سے محفوظ رکھا۔ اور خالد مرا تو بنی کندہ نے اسکی قبر پر گھوڑون اور اونٹون کو برسم جاہلیت پے کیا اور براء کو معاویہ نے حاکم یمن مقرر کیا تھا وہ اسی مقام پر فوت ہوا جہان سے ہجرت کی تھی۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ شرع کے موافق لوگ دو گواہون کی گواہی پر اپنا حق پا لیتے ہین طرفہ ماجرا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ کو دس ہزار گواہون کی گواہی پر بھی اُنکا حق نہ ملا۔ **روایت ہے** کہ اسوقت سعد ابی وقاص نے کہا اے پسر ابوطالب تم خلافت کی بہت ہی حرص رکھتے ہو۔ چنانچہ حضرت اپنے ایک خطبہ مین اسطرف اشارہ کرتے ہین کہ ایک کہنے والے نے کہا اے ابوطالب کے بیٹے تم اس امر پر بہت ہی حریص ہو مینے اُسے کہا بل انتم واللہ احرص وابعد وانا اخص واقرب یعنی قسم بخدا کہ تم مجھ سے زیادہ اسکی حرص رکھتے ہو کیونکہ تم اس سے بعید ہو۔ مین اس سے اقرب ہون اور اسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہون انما طلبتُ حقالی وانتم تحولون بینی وبینہ وتضربون وجھی دونہ مین تو صرف اپنا حق چاہتا ہون تم اُسکے اور میرے درمیان حائل ہوتے اور اُس سے مانع آتے ہو۔ فرماتے ہین کہ یہ حجت واضح سُنکر وہ قائل (سعد وقاص) مبہوت وحیران رہ گیا اور کچھ جواب اُسے بن نہ آیا۔ **بالجملہ** دریائے تقریر حضرت امیر موج زن تھا اور ایک ایک موقعہ کا اپنی نص خلافت ووصایت سے ذکر کرکے مجمع حاضرین سے اسکا اقرار لیتے تھے۔ ابوبکر یہ دیکھکر دنگ رہ گئے اور اندیشہ ہوا کہ مبادا لوگ اُنسے برگشتہ ہوجائین بولے یا علیؑ جو تم کہتے ہو سب درست ہے ہمنے بھی پیغمبر خدا سے یہ سُنا ہے الا یہ مینے آنحضرت سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ہم اہلبیت کو حقتعالے نے برگزیدہ کیا اور چنا۔ اور دار آخرت کو ہمارے لئے دنیا پر اختیار کیا تحقیق کہ حقتعالے اس خاندان کے لئے نبوت وخلافت کو جمع نکریگا۔ حضرت نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے سوا کسی اور نے بھی یہ حدیث پیغمبر سے سُنی ہے عمر نے کہا خلیفہ رسول اللہ راست کہتے ہین مینے بھی اسکو سُنا ہے علی ہذا ابوعبیدہ وسالم مولائے ابی حذیفہ ومعاذ بن جبل نے بھی گواہی دی حضرت نے کہا تمنے کسی نے کچھ نہین سُنا الا یہ کہ اپنے قول واقرار کو پورا کرتے ہو اور صحیفہ ملعونہ جو کعبہ مین بیٹھکر لکھا ہے اور باہم عہد کیا ہے کہ رسول اللہ کے بعد جسطرح ہو خلافت کو انکی اہلبیت تک نہ پہنچنے دین اُسکو وفا کرتے ہو۔ نہین تو قول پیغمبر مخالف قرآن نہین ہوسکتا حقتعالے فرماتا ہے ام یحسدون الناس علی ما اتٰہم اللہ من فضلہ فقد اتینا ال ابراھیم الکتب والحکمۃ واتینٰہم ملکا عظیما آیا وہ حسد کرتے ہین نیک آدمیون پر اُس چیز سے کہ حقتعالے نے اپنے فضل سے اُنکو عطا کی ہے پس ہمنے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی اور ملک عظیم انکو بخشا حضرت نے فرمایا کہ کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے سنت اور ملک سے خلافت یہ سب آل ابراہیم کو دی گئین اور ہم آل ابراہیم سے ہین۔ **القصہ** حضرت امیر سے بیعت لینے یا انکو کسی دباؤ سے معذور ومعاف رکھنے کے بعد علی اختلاف الروایات یہ حضرات اورون کی طرف متوجہ ہوئے سب سے پہلے اُنہون نے زبیر کو پکڑا تلوار تو انکی پہلے ہی لیلی تھی۔ اب زمین پر ڈالا اور حضرت عمر انکے سینہ پر سوار ہوئے اور یون گھونٹ کر اُنسے بیعت لی زبیر نے کہا اے پسر صہاک قسم بخدا اگر میرے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو تو ہرگز یہ جرأت نہین کرسکتا تھا۔ اور جو یہ طاغی کہ تیرے گرد وپیش ساتھ جمع ہین تیری حمایت نہ کرتے تو مجال نہ تھی کہ تم علیؑ پر سبقت لیجاتے۔ اسکے بعد سلمانؓ کو

گلے مین رسن ڈالکر کشان کشان لائے رسی کی رگڑ سے گلا چھلکر نشان پڑ گیا تھا۔ پس ان کے ہاتھ کو بیعت کے لئے مروڑ ڈالا۔ پھر اباذر ومقداد وغیرہ سے اسیطرح بیعت حاصل کی سلمانؓ نے کہا ہلاکت ہوا اے قوم تم پر تمنے گذشتہ فرقون کے اختلاف وافتراق کی پیروی کی اور سنت رسول اللہ کو پس پشت ڈالا کہ خلافت کو اسکی معدن سے نکالکر باہر لیگئے۔ عمر نے کہا اب جبکہ تو نے اور تیرے صاحب نے بیعت کرلی اور جو تم چاہتے تھے اُس سے تمہاری آنکھین روشن ہو مین تو اب جو چاہو سو کہو ہمکو اسکی پروا نہین خدا نے اس امر کو اس گھر والون سے دور رکھا جن کو تمنے خدا بنایا ہے امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے پسر صہاک ہمکو تو خلافت نہو اور تجھکو اور پسر آکلہ ذبان کو ہو کہا اے ابوالحسن جبکہ عامۂ خلائق ابوبکر پر رضامند ہون اور تم پر نہون تو اسمین میرا کیا گناہ ہے۔ حضرت نے فرمایا لیکن خدا ورسولؐ تو میرے سوا کسی پر رضامند نہین۔ پس بشارت ہو تجھکو اور تیرے اصحاب کو جو اسمین تیرے شریک ہین ساتھ سخط وغضب خدا ورسولؐ کے وارد ہوئے ہو تجھپر اے پسر خطاب مگر نہین جانتا کہ تو نے کیا کام کیا اور کونسا معاہدہ توڑ ڈالا اور کیا بُری حرکت تجھ سے صادر ہوئی ہے۔ زبیر نے عمر کو سخت سخت باتین کہین اور سلمانؓ فارسی اور جناب مرتضویؑ نے خاص خاص عقوبات اُخروی کہ بعض بنی ان کے لئے مقرر ہین تذکرہ فرمائے اور بہت گفتگو رہی جسکو ہم مناسب اس رسالے کے بخیال ترک کرتے ہین اور اپنے سُنی بھائیون سے انصاف چاہتے ہین کہ وہی بتلائین کہ کوئی بھی معقول پسند آدمی اس بیعت کذائی کو پسند کریگا چہ جائیکہ اس تھکا فضیحتی کا اجماع امت واتفاق نام رکھا جائے اور دینی بادشاہی یعنی نیابت حضرت رسالت پناہی کی بنیاد اسپر قائم کیجائے اور روایت موضوعہ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت گمراہی پر جمع نہین ہوتی۔ کو اسکے ساتھ شامل کرکے اس خلافت کو خلافت مشہود کیا جائے۔ مانا کہ روایت مذکورہ ہی صحیح ہے تاہم علیؑ وفاطمہؑ وحسن وحسین علیہم السلام وعباسؓ وجملہ بنی ہاشم وزبیر وسلمانؓ وابوذرؓ وغیرہم یہ کے سب آنحضرت کے اعزہ واصحاب تھے کیا عام امت مین بھی داخل نہ تھے کہ ان کے شریک ہوئے بغیر ہی اجماع متحقق ہوگیا۔ اور کیا رضامندی اور خوشی کی بیعت اور جبر وتعدی کی بیعت کا ایک ہی حکم ہے کہ اسکی کچھ پروا نہ کی گئی۔ روایت گذشتہ بخاری وجامع الاصول سے ظاہر ہے کہ چھ مہینے تک ان بزرگوارون نے بیعت نہین کی اور بعد کو حضرت فاطمہؓ کی وفات پر کی تو بکمال مجبوری محض بیکسی وبیبسی کی حالت مین۔ پس کیا ایسی بیعت سے کچھ فائدہ ہوسکتا ہے اور ہوسکتا ہے تو وہی بتلائین کہ یہ چھ ماہ کہ بالکل بیعت نہین ہوئی کس حساب مین رہے۔ اور حضرت خلیفہ صاحب اس عرصہ دراز تک کس حجت ودلیل سے اموال ونفوس مسلمانان مین تصرف کرتے رہے۔ طرفہ یہ کہ سعد عبادہ انصاری کہ اساطین دین مبین سے مخبر بہ نعیم بہشت ومبشر بہ خیر آخرت تھے اور بیعت عقبہ وغازیان بدر مین داخل ہونیکا فخر رکھتے تھے مدۃ العمر اس بیعت سے کنارہ کش رہے اور وہ زمانہ خلافت عمر خطاب مین شہید ہوئے تو اس اعتبار سے تمام زمانہ خلافت ابوبکر ان کی خلافت پر اجماع نہین ہوا امام فخرالدین رازی بان گاؤ تازی اس مقام پر عاجز رہ گئے اور کوئی بات معقول نہ لاسکے۔ آپ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین وان قیل الانصار نازعوا فیہ اگر کہا جائے کہ انصار نے یعنی سعد عبادہ وغیرہ نے اسمین نزاع کی قلنا لا نزاع فیہ لانہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادۃ ونحن انما نتمسک بھذا الاجماع یعنی ہم کہین گے کہ اسمین کوئی نزاع نہین کیونکہ یہ نزاع سعد عبادہ کے مرنے پر برطرف ہو لیا پس ہم اسی اجماع سے جو اسوقت منعقد ہوا تمسک کرتے ہین دیکھئے امام صاحب نے اس مبتدا کی خبر کہان جاکر نکالی اور جو اجماع صدر خلافت

یعنی دراصل اجماع برخلاف ابوبکر

ابوبکر مین کاروبار خلافت مین انکے دخل دینے سے پہلے ہونا چاہیے تھا۔ وہ آپنے خلافت عمر مین برسون کے بعد گھڑ مڑھکر تیار کیا حضرت ابوبکر کو گو اپنی عمر بھر اجماع نصیب نہوا مگر امام صاحب نے انکے بعد سعد کی موت پر اجماع بنا کر جھٹ اس سے تمسک کر لیا کیا کہنے آپ کے اس دلیل بازی کے تب ہی تو آپ امام المستدلین قرار پائے۔ امام صاحب کی اس منطق کے موافق تو کوئی مسئلہ بھی مختلف فیہ نہین رہتا اس طرح پر تو ہر ایک اختلافی مسئلہ کو جب ایک فریق دنیا سے گذر جائے مجمع علیہ کہہ سکتے ہین بھلا امام صاحبنے تو اس اجماع سے کہ سعد کے مرنے پر حاصل ہوا تمسک کرکے پیچھا چھوڑا لیا حضرت ابوبکر اور اُن کے اصحاب دو سوا دو سال تک کونسے اجماع سے متمسک رہے کاش وہ یہی کہتے کہ کبھی نہ کبھی تو سعد مریگا ہی اسوقت اجماع ہو رہے گا ہم اسی وقت کے آیندہ آنیوالے اجماع کی بنا پر کار خلافت کر رہے ہین مگر خلیفہ صاحب کو تو اسکے برخلاف تادم مرگ انصار کا اختلاف دل مین کھٹکتا رہا چنانچہ مرض الموت مین جہان اور باتین حسرت و افسوس کی انسے منقول ہین وہان ایک یہ بھی ہے کہ کیون نہ مینے رسول اللہ سے دریافت کر لیا کہ آیا انصار کا بھی اسمین کچھ حق و حصہ ہے جیسا آگے آتا ہے۔ غرض اجماع صحابہ کہ بقول متقدمین اہل سنت صحت خلافت ابوبکر کا دار و مدار اسپر ہے کہین کچھ ثابت نہین ہوتا۔ اسلیئے متاخرین نے اس دلیل کو چھوڑکر ایک اور بات پیدا کی صاحب مواقف کہتے ہین کہ جب خلافت بیعت و اختیار سے ثابت ہوجائے تو وہ اجماع اہل حل و عقد کی محتاج نرہے گی کیونکہ کوئی دلیل اسپر قائم نہین ہوئی نہ از روئے عقل کے نہ نقل کے بلکہ بیعت کر لینا ایک دو کا اہل حل و عقد سے کافی ہوگا ثبوت امامت مین و وجوب متابعت مسلمانان مین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ صحابہ نے باوجود اس صلابت کے کہ دین مین رکھتے تھے اسیقدر پر اکتفا کیا مثل بیعت کر لینے عمر کے ابوبکر سے اور مثل بیعت کر لینے عبدالرحمن کے عثمان سے اور شرط نہین کیا انہون نے انعقاد خلافت مین اجتماع اہل مدینہ کو چہ جائے کہ علماء امت کے اجتماع کو اور کسی نے اسپر انکار نکیا اور اتفاق کیا اسپر اہل اعصار نے ہمارے زمانہ تک تمام ہوا ترجمہ عبارت صاحب مواقف کا بس اب ہمکو ضرورت کلام باقی نہین رہی اہل انصاف خود دریافت کر سکتے ہین کہ وہ خلافت کس پایہ کی ہوگی جسکی عمر کی بیعت کے سوا کوئی دلیل نہین ملسکتی چنانچہ عمر نے بھی آخر کار اسکو فلتہ یعنی بن سوچے سمجھے بات کہکر علیحدہ ہو جا مین لکھا سمجھی اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض احادیث مرویہ اہلسنت کہ خلافت بلا فاصلہ امیر المومنین علیہ السلام پر دلالت واضح رکھتی ہین انکی کتابون سے نقل کیجائین۔

بعض روایات اہلسنت کہ دلالت بر خلافت بلا فاصلہ امیر المومنین علیہ السلام دارد

واضح رہے کہ اصل اصول فرقہ ناجیہ امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے امام مفترض الطاعۃ و خلیفہ بلا فصل جانتے ہین اور یہ عقیدہ سدیدہ انکی کتب کلامیہ مین بدلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ متفق علیہ مین الفریقین ثابت و مقرر ہے۔ ہمیشہ علمائے اعلام خلفاً عن سلف سعی مشکور اس بارے مین مبذول اور اپنے مخالفون کو قائل بطرز معقول کرتے رہے ہین چنانچہ تصنیفات قدماء فرقہ مثل شیخ سدید مفید و علم الہدیٰ سید مرتضےٰ و خواجہ نصیر الدین طوسی و علامہ جمال الملۃ والدین الحلی و مولانا مقدس احمد اردبیلی و غیرہم عرب و عجم سے اور ہندوستان سے افادات آیۃ اللہ فی العالمین جناب سید دلدار علی نصیر آبادی و حکیم مرزا محمد دہلوی و سلطان العلماء مولانا السید محمد لکھنوی و سید العلماء جناب سید حسین الکھنوی و مفتی محمد قلی کنتوری وغیرہ وغیرہ

شاہد عدل اس دعوے کے ہین اور اس قرب زمان مین جناب مغفرت مآب خاتم المتکلمین قدوۃ المتاخرین مولانا السید حامد حسین طاب ثراہ نے علم کلام کو کمال پر پہنچا دیا اور وہ ضخیم کتابین اس فن مین لکھی ہین جنکا جواب نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر جس نے مجلدات عبقات الانوار و استقصار الافحام کا مطالعہ کیا ہے اُس پر بخوبی روشن ہے مگر اس کتاب کا اصل موضوع واقعات و واردات جناب مرتضوی کا ضبط کرنا ہے ادلہ امامت کی توضیح و تفصیل یہان مقصود نہین اسلیئے صرف چند روایتین سوائے احادیث مشہورہ غدیر و منزلت و قصہ ابلاغ سورہ برات و قصہ جمع کرنے رسول اللہ کا بنی ہاشم کو باین غرض کہ جو انسے آنحضرت پر ایمان لائے وہی آپکا وصی و جانشین ہوگا اور ایمان لانے حضرت امیر المومنین اور قصہ سلام کرانے کا آنحضرت کے تئین بلفظ امیر المومنین وغیرہ کے کہ پیشتر مجملاً ذکر ہوئے یہان نقل ہوتی ہین۔ مسند احمد بن حنبل اور مناقب خوارزمی و فصول مہمہ وغیرہ مین ہے کہ بروز احد جبکہ جبرئیل امین نے حضرت امیر المومنین کی شجاعت و جان نثاری کی مدح کی تو حضرت رسولخدا نے فرمایا کیونکر علی ایسے نہون حالانکہ عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ یعنی علی مجھ سے ہین اور مین علی سے جبرئیل نے کہا وانا منکما کہ مین تم دونو سے ہون اور نیز آنحضرت نے فرمایا اِنَّ عَلِیًّا مِنِّی وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِی البتہ علی مجھ سے ہی اور مین اُس سے اور وہ ہے والئ امور اور آقا ہر ایک مومن کا بعد میرے۔ دیگر ابن مغازلی واسطی نے اپنی کتاب مناقب مین روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا من ناصب علیاً الخلافۃ بعدی فہو کافر قد حارب اللہ و رسولہ و من شک فی علی فہو کافر یعنی جو میرے بعد علی کے ساتھ امر خلافت مین نزاع و خصومت کرے کافر ہے گویا اُس نے خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کیا ہے اور جو شک لائے علی کے مقدمہ مین وہ کافر ہے۔ دیگر ابو الحسن بن المغازلی شافعی نے انس سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ ایک ستارہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ مین آسمان سے اُترا حضرت نے فرمایا اس ستارے کی طرف دیکھو اور نگران رہو جسکے گھر مین وہ اُترے گا وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا لوگون نے دیکھا تو وہ ستارہ خانہ علی مین نازل ہوا پس منافقون نے کہا ان محمداً فقد ضل علی علی آگاہ رہو کہ محمد علی کی محبت مین گمراہ ہوگئے پس حقتعالیٰ نے یہ آیات نازل کین والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم و ما غوی و ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی قسم ہے ستارے کی جسوقت کہ وہ نیچے کو جھکا تمہارا صاحب یعنی پیغمبر خدا محبت علی مین گمراہ نہین ہوا اور وہ خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتا تاوقتیکہ وحی اسپر نازل نہین ہو لیتی۔ دیگر احمد بن حنبل امام اہلسنت اپنی مسند مین انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ اُس نے کہا ہمنے سلمان فارسی سے کہا کہ رسول اللہ سے دریافت کرو کہ اِن کے بعد انکا وصی کون ہوگا سلمان نے عرض کی یارسول اللہ آپکے بعد آپکا وصی کون ہوگا فرمایا میرا وصی اور میرا وارث اور میرے دین کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدونکا وفا کرنیوالا علی ابن ابیطالب ہے۔ دیگر اخطب خطباء موفق بن احمد نے کتاب فضائل مین اور ابراہیم بن محمد حموینی نے کتاب فرائد السمطین مین اور ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا مین ایکمرتبہ پیغمبر خدا کے ساتھ تھا کہ آپنے ایک آہ کی مینے عرض کی یارسول اللہ کیا حال ہے آپکا فرمایا مجھکو میرے مرنیکی خبر دی گئی ہے مینے عرض کی پھر کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیجیے فرمایا کسکو کر دون مینے کہا ابوبکر کو آپ خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ کی مینے سبب پوچھا تو فرمایا

مجھکو خبر مرگ دی گئی ہے مینے کہا کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرماوین فرمایا کسکو مینے کہا عمر کو آپ پھر خاموش ہوگئے تھوڑی دیر بعد تیسری مرتبہ آہ کی اور پھر میرے استفسار پر وہی جواب ارشاد فرمایا تب مینے کہا آپ علی کو خلیفہ مقرر فرماوین فرمایا والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلن الجنۃ اجمعون اکتعون یعنی اُسی خدا کی قسم ہے جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے اگر لوگ علیؑ کی اطاعت کرین تو وہ اِن تمام کو جنت مین داخل کرے۔ اور شرح نہج البلاغہ مین ہے کہ حضرت نے فرمایا آوہ[1] لن تفعلوا واللہ لئن فعلتموہ لیدخلنکم الجنۃ افسوس کہ تم ہرگز اسکو خلیفہ نہ کروگے قسم خدا کی اگر اسکو خلافت دو تو تمکو وہ جنت مین لیجائے۔ دیکھیے اس روایت سے کسقدر قلق و اضطراب حضرت رسالتمآب کا خلافت امیر المومنینؑ کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ **دیگر حافظ ابو نعیم** نے حلیۃ الاولیاء مین انس خادم رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ وضو کے لئے پانی حاضر کر پس وضو کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا جو شخص اوّل اِس در سے آئے وہ امام ہے پرہیزگارونکا اور سید و سردار مسلمانون کا اور یعسوب مومنان اور اُنکا بادشاہ ہے اور خاتم اوصیا ہے اور قائد و پیشرو سفید دن اور دست و پا سفید ونکا ہے کہ اُنکو بہشت کی طرف لیجائیگا۔ انس کہتے ہین کہ مین دل مین دعا مانگتا تھا کہ خداوندا وہ شخص انصار سے ہو کہ اتنے مین علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پوچھا کون ہے مینے عرض کی علیؑ پس حضرت شاد و خندان وہان سے اُٹھے اور اُنکی طرف آئے اور دونو ہاتھ اپنے علیؑ کی گردن مین ڈالدئے اور عرق اُن کے روئے مبارک سے پونچھتے تھے علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ سبب اس التفات تازہ کا کیا ہے فرمایا کیون نہو اے علیؑ حالانکہ تو میری طرف سے میری رسالت کو پہنچائیگا اور میری آواز اُنکو سنائیگا اور جس امر مین وہ اختلاف کرینگے بہ بیان شافی اسکو روشن کریگا۔ **دیگر احمد بن حنبل** نے مسند مین اور احمد بیہقی نے اپنی صحیح مین حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا من اراد ان ینظر الی نوح فی عزمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی موسیٰ فی عقلہ والی عیسیٰ فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب کہ جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف نوح کے اُنکے عزم و ارادے مین اور طرف ابراہیم کے اُنکے حلم و برداشت مین اور طرف موسیٰ کے اُنکی عقل و دانائی مین اور طرف عیسےٰ کی اُنکی عبادت مین اُسکو چاہیے کہ نظر کرے طرف علی بن ابیطالب کے اور فخر الدین رازی نے اربعین مین کتاب فضائل الصحابہ بیہقی سے اسطرح پر نقل کیا ہے کہ جو ارادہ کرے طرف آدمؑ کے اُن کے علم مین اور طرف نوحؑ کے اُن کے تقوے مین اور طرف ابراہیم کے اُن کے خلق مین اور طرف موسیٰ کے اُنکی ہیبت مین اور طرف عیسےٰ کے اُنکی عبادت مین اُسکو چاہیے کہ نظر کرے طرف علیؑ ابن ابیطالب کے اور حدیث فردوس الاخبار مین اِس سے بھی زیادہ مبسوط طور سے وارد ہوئی ہے فخر رازی شیعون کی طرف سے کہتے ہین کہ ظاہر حدیث دلالت کرتا ہے کہ وہ حضرت ان پیغمبرون کے مساوی ہین اور شک نہین کہ یہ پیغمبر ابوبکر و دیگر صحابہ سے افضل تھے پس افضل کا مساوی بھی افضل ہوگا۔ پس علیؑ ابن ابیطالب ابوبکر وغیرہ سے افضل ہوئے پس وہی خلیفہ ہونگے ورنہ ترجیح مرجوح لازم آئیگی۔ **دیگر موفق بن احمد** مذکور نے کہ بزرگان علماء عامہ سے ہے کتاب فضائل مین روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب شب معراج مین آسمان پر گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچکر روبرو جناب احدیت کے کھڑا ہوا تو مجھ سے خطاب کیا اور پوچھا اے

[1] آوہ بروزن خیر ایک کلمہ ہے جو کہ شکایت کے وقت بولا جاتا ہے ۱۲

محمد تو نے خلقت کو آزمایا سب سے زیادہ کسکو اپنا مطیع و فرمانبردار پایا مینے عرض کی پروردگار علیؑ کے تئین۔ فرمایا راست کہا تو نے اے محمد پس آیا تو نے کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا ہے کہ تیرے احکام لوگون تک پہنچادے اور قرآن اُنکو تعلیم کرے عرض کی پروردگار تیرے اختیار کر تحقیق کہ جسکو تو اختیار کریگا اُسی کو مین اختیار کرونگا ارشاد ہوا کہ مینے علیؑ کو اختیار کیا تو اسکو اپنا خلیفہ و وصی مقرر کر کیونکہ مینے اپنا علم و حلم اُسے عطا کیا ہے اور وہ ہے امیر مومنونکا حقیقۃً کوئی اُسکے رتبہ کو نہین پہنچ سکا نہ اُس سے پہلے نہ اُسکے بعد اے محمد علی نشانِ ہدایت ہے اور امام ہے اُن لوگون کا جو میری طاعت کرین اور نور ہے میرے دوستونکا اور کلمہ ہے کہ مینے متقین پر اُسکو لازم گردانا ہے جو اُسکو دوست رکھے اُس نے مجھکو دوست رکھا اور جس نے اُسکے ساتھ دشمنی کی اُس نے میرے ساتھ دشمنی کی اے محمد تو اُس کو اس کی بشارت دے پیغمبر خدا فرماتے ہین کہ مینے علی کو بشارت دی تو اُنہون نے کہا مین بندۂ خدا اور اُس کے قبضۂ قدرت مین ہون اگر مجھکو عذاب کرے تو میرے گناہون کے سبب کرے گا اور یہ ظلم نہوگا اور جو وعدہ وفائی فرمائے تو وہ میرا مولیٰ ہے مینے کہا پروردگارا علی کے قلب کو مجلا کر اور اسکو بہار ایمان بنا ارشاد ہوا کہ مین نے دعا تیری قبول کی اے محمد الا میرے علم سابق مین گذرا ہے کہ وہ مبتلائے بلا ہوگا تحقیق کہ اگر علیؑ نہوتا تو میرا گروہ اور میرے دوستون کا گروہ اور میرے نبیون کے دوستون کا گروہ شناخت نہوتا **خطبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ** کتاب احتجاج مین امام ہمام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے روایت کی کہ سلمان علیہ الرحمہ و الرضوان نے دفن رسول اللہ سے تین روز بعد خطبہ کہا ایہا الناس اگر مین تمام فضائل امیر المومنینؑ جو مجھے معلوم ہین بیان کرون تو بعض تمسے کہین گے سلمان دیوانہ ہوگیا اور بعض کہین گے کہ خداوندا قاتل سلمانؓ کی مغفرت کر آگاہ رہو کہ تمہارے لئے منایا (موتین) ہین جنکے ساتھ بلایا و آفات شامل ہین آگاہ رہو کہ علی بن ابیطالب کے پاس علم منایا اور بلایا اور میراث وصایا اور فصل خطاب و اصل انساب ہے جیسا کہ ہارون وصی موسیٰ کے پاس تھا۔ کیونکہ رسولخدا نے فرمایا یا علی انت وصیّی فی اہلی وخلیفتی فی امتی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اے علی تو میرا وصی ہے اہل مین اور میرا خلیفہ ہے میری امت پر ٹھیک ویسا ہی جیسا کہ ہارون وصی موسے تھے مگر تمنے بنی اسرائیل کی طرح قبول حق سے ابا کیا اور حذو النعل بالنعل اُنکی پیروی کی قسم ہے اُس پروردگار کی کہ سلمانؓ کی جان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناتے تو دین و دنیا دونو مین نفع پاتے اور حالت تمہاری یہ ہوتی کہ اگر مرغان ہوا اور ماہیان دریا کو طلب کرتے تو وہ تمہاری اجابت کرتین۔ دوستان خدا فقر و فاقہ مین مبتلا نہوتے اور فرائض خدا کامل طور سے انصرام پاتے حتےٰ کہ دو شخص بھی احکام خدا مین مختلف نہوتے مگر تمنے اس سے انکار کیا اور اغیار کو والیٔ امر بنایا۔ پس بشارت ہو تمکو ساتھ مصیبت و بلا و نا امیدی از رفاہ و رخا کے پس مین صاف کہتا ہون کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رشتہ محبت و ولا منقطع ہوا۔ پھر کہا لوگو اہلبیت رسول اللہ کا دامن پکڑو تحقیق کہ وہی بروز قیامت راہ نمائے جنت ہونگے اور علی علیہ السلام کی اطاعت کرو کیونکہ ہمنے ایکبار نہین بارہا رسول اللہ کے سامنے حضرت کو بامارت ولایت مومنین کے ساتھ سلام کیا ہے اور وہ حضرت ہمیشہ اسکا حکم دیتے اور تاکید کرتے رہے ہین۔ کیا ہوا اُن لوگونکو کہ اُنکی فضیلت کو جان بوجھکر اُن پر حسد کرتے ہین جیسا کہ قابیل نے ہابیل پر حسد کیا اور اُسے مار ڈالا اور جسطرح امت موسیٰ اُسی حسد کے سبب

دین سے پھر گئی۔ ایہا الناس کدھر جاتے ہو ہمکو ابو فلان و فلان سے کیا کام ہے۔ دیدہ و دانستہ کیون جاہل بنے جاتے ہو قسم خدا کی تم کافر ہو جاؤگے اور ایک دوسرے کو مار ڈالوگے اور ناجی کو ہالک اور ہلاک شوندہ کو نجات یابندہ کہنے لگوگے۔ آگاہ رہو کہ مینے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا مین تابع ہون اپنے مولیٰ اور مولائے ہر مومن و مومنہ کا کہ علیؑ امیر المومنین و سید الوصیین اور قائد الغر المحجلین و امام الصدیقین و شہداء صالحین ہین حضرت سلمانؓ بڑے راسخ العقیدہ کامل الایمان تھے بیعت ابوبکر مین انکی گردن مین چوٹ آئی جس سے استخوان گردن مین کجی رہ گئی تھی عمر انسے کہا کرتے کہ بنی ہاشم اگر بیعت سے تخلف کرین تو انکو شایان ہے کیونکہ قرابت رسول اللہؐ کا فخر رکھتے ہین ہارے تو کسلئے اکڑتا پھرتا ہے وہ کہتے مین بھی انکا دوست اور شیعہ ہون دنیا اور آخرت مین وہ بیعت کرینگے تو بیعت کرونگا نہین تو نکرونگا۔ ابن قتیبہ مورخ اہل سنت کہتا ہے کہ صحابہ سے بھارہ شخص رافضی تھے انمین ایک سلمانؓ کو شمار کیا ہے

علت اینکہ چرا حضرت شاہ مردان بر جفائے دشمنان صبر نمودہ با خلفاء ثلثہ ہمچو طلحہ و زبیر و معاویہ جنگ و جدال نفرمود۔

اصلی مصلحت تو ایسے امور کی حضرت علام الغیوب ہی کو معلوم ہوگی یا وہ حضرت خود اسکو خوب جانتے ہونگے۔ ہم صرف اسقدر رکھتے ہین کہ جو کام وہ جناب کرتے تھے مطابق حکم خدا و رسول کرتے تھے اور یہی مین حق ... ہوتا تھا فان علیا مع الحق والحق مع علیؑ۔ تحقیق کہ علیؑ حق کے ساتھ ہین اور حق علیؑ کے ساتھ اور نیز آنحضرتؐ کو مثل سائر ائمہ علیہم السلام ایک کتبہ خدا اور رسول کی طرف سے ملا ہوا تھا جسمین آپ کے اعمال و افعال درج تھے پس آپ کے جملہ کار و بار اسی تحریر کے موافق ہوتے تھے۔ اسکے علاوہ جو کچھ احادیث ہین اس مقدمہ مین اور خلفاء ثلثہ کے ساتھ آپکے دیگر برتاؤ مین وارد ہوا ہے ہم اسکو ہی مفصل لکھتے ہین پس واضح رہے کہ انبیاء و اوصیاء علیہم السلام ہر چند خدا کے خاص بندے اور اسکے چیدے اور برگزیدے ہین اور دیگر خلائق پر انکو یہ فضیلت و فوقیت ہے کہ جو کچھ اس سبحانہ سے چاہین اور جسکی درخواست کرین اس کی درگاہ مین سب قبول و منظور ہو لیکن باوجود اسکے وہ بہر حال تابع رضائے خدا و مطیع مرضی مولےٰ رہتے ہین اور جسوقت جو مصلحت الٰہی پاتے ہین اسکے موافق عمل مین لاتے ہین جب جنگ و جہاد اعدا پر مامور ہوتے ہین تو اسکو بجان و دل بجالاتے ہین اور جب سکوت و تقیہ و تحمل جفا و بلیہ کا اشارہ پاتے ہین تو بیچون و چرا اسپر کاربند ہوتے ہین چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا یہی دستور تھا۔ جبتک مشرکین

علامہ محمد بن علی ابن شہر آشوب مازندرانی اپنی مشہور کتاب مناقب مین حضرت ابو عبد اللہ جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر ایک نامہ سربمہر بھیجا تھا کہ اے محمد یہ تمہاری وصیت ہے تمہارے نجبائے اہلبیت کیطرف حضرت نے فرمایا اے جبرئیل نجبائے اہلبیت کون ہین فرمایا امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب اور انکی اولاد طاہرین۔ اس صحیفہ مین سوا مہر طلائی تھین۔ پس حضرت نے وہ نامہ علی علیہ السلام کو دیا آپ نے اپنے نام کی مہر کو توڑا اور جو کچھ اسمین لکھا تھا اسپر عمل کیا پھر اسکو امام حسنؑ کے حوالے کیا انہون نے اپنے نام کی مہر کو توڑا اور اسکے موافق عمل کیا پھر وہ نامہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا انہون نے اپنے نام کی مہر کھولی تو لکھا تھا کہ اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر جہاد کر اور درجہ شہادت حاصل کر تحقیق کہ شہادت تیری ساتھ ہی حاصل ہوگی۔ پس حضرت نے اسپر عمل کیا اور نامہ امام زین العابدین کو دیا۔ انہون نے مہر کھولی تو لکھا تھا کہ اپنے گھر کا ملازم رہ اور خاموشی سے بسر کر اور معروف عبادت پروردگار رہ پھر امام محمد باقر کو دیا ان کے لئے وصیت تھی کہ لوگون سے حدیثین بیان کر اور فتوے دے اور سوائے خدا کے کسی سے خوف نکر کسی کو تجھپر دست قدرت نہین پھر وہ نامہ راوی حدیث امام جعفر صادقؑ تک پہنچا انہون نے اسکو کھولا تو لکھا تھا حدیث کی روایت کر اور اپنے آبا صالحین کے علوم کو رونق و رواج دے اور بجز خداوند عالم کسی سے خوف نکر تحقیق کہ تم اسکی حرز و امان مین ہو پس انہون نے اسپر عمل کیا اور اسکو موسیٰ بن جعفر کو دیدیا علیٰ ہذا موسیٰ نے اپنے بعد کے امام کو و علیٰ ہذا تا اینکہ امام مہدی علیہ السلام تک پہنچیگا مگر صاحب مناقب علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی وارد ہوئی ہے یعنی ابوبکر بن عیاش نے محمد بن فضیل سے اور اس نے اعمش سے اور اس نے ابی صالح سے اور اس نے عبد اللہ بن عباس سے اور انہون نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اسکو روایت کیا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

مکہ کے جور و جفا سہنے اور انکی ایذا و آزار اٹھانے مین مصلحت الٰہی نظر آئی بصبر و سکون اسکو برداشت کرتے رہے اور جب حکم جہاد ملا اور قتل و قمع کفار اشرار پر مامور ہوئے تو اسکے لئے آمادہ و تیار ہو گئے بنفس نفیس معرکون مین شریک ہوتے اور پے درپے صدمے اٹھاتے مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے اور قدم بقدم آپ کے آپکے بھائی و داماد و وصی امیر المومنین علیؑ تھے کہ ایک وقت مامور بجہاد ہو کر بڑے بڑے سرکشون کے سرون کو تہ تیغ کھینچتے اور مرحب جیسے جوان و عمرو بن عبدود سے پہلوان کو خاک ہلاک پر ڈالتے تھے اور ناکثین و قاسطین و مارقین سے لڑکر داد مردی و مردانگی دیتے تھے۔ اور دوسرے وقت شیخین جیسے بہادرون سے کہ کبھی کوئی شجاعت کا کام انسے سنا نہین گیا انواع و اقسام کی ذلتین اور تکلیفین جھیلتے اور دم نہ مارتے تھے۔ مشہور ہے کہ زمانہ خلافت ظاہری مین جبکہ آپ کوفہ مین رونق افروز تھے خود آنحضرت کے سامنے بعض منافقون نے یہ اعتراض پیش کیا تھا کہ فما بال اللہ لم ینازع ابابکر و عمر و عثمان کما نازع طلحۃ و زبیر کہ اسکا کیا سبب ہے کہ حضرت جیسے طلحہ زبیر کے ساتھ بجنگ و جدال پیش آئے ثلثہ کے ساتھ کیون نہ پیش آئے حضرت نے یہ سنا تو ممبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بلیغ اس مقدمے مین ارشاد کیا۔ فرمایا ایہا الناس مینے سنا ہے کہ تم ایسا اور ایسا کہتے ہو تحقیق کہ مجھکو انبیا مین صبر کرنے اور بے جنگ و جہاد پیش نہ آنے مین سات پیغمبران مرسل سے اقتدا ہے اول انمین حضرت نوحؑ ہین کہ حقتعالیٰ قرآن مین خبر دیتا ہے کہ انہون نے کہا رب انی مغلوب فانتصر پروردگارا مین غلبہ کفار مین دبا ہوا ہون میری نصرت کر اگر کہو نوح مغلوب نہ تھے تو اس مین تکذیب قرآن ہے جو باعث کفر ہے اور اگر وہ حضرت مغلوب تھے تو مین بھی مغلوب رہا اور جائے اعتراض نہین **دوسرے** ابراہیم علیہ السلام کہ انہون نے فرمایا واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ کہ مین تم سے اور جن بتونکو تم سوائے خدا کے بلاتے اور انکو پوجتے ہو کنارہ کش ہوتا ہون اور عزلت اختیار کرتا ہون۔ کہتے ہین کہ ابراہیمؑ کفار کے خوف سے بابل کو چھوڑ کر فارس کے پہاڑونمین چلے گئے تھے اور سات سال وہان سرگردان رہے حتےٰ کہ آذر بت تراش مرگیا اسوقت بابل مین آکر بتون کو توڑا اور آتش نمرود آنحضرت پر سرد ہوئی پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اگر تم کہو کہ ابراہیمؑ نے بغیر اسکے کہ آنحضرت کو کچھ صدمہ امت سے پہنچا انسے اعتزال کیا تو کافر ہوگئے اور جو صدمہ و مصیبت کے سبب سے وہ حضرت کنارہ کش ہوئے تو وصی یعنی خود وہ حضرت معذور تر ہین۔ **تیسرے** ابراہیم کے خالہ زاد بھائی لوط پیغمبر کہ اپنی قوم سے کہتے تھے لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید کہ کاش مجھکو تمہارے ساتھ مقابلے کی قوت ہوتی یا کوئی مضبوط جائے پناہ ملتی یعنی کنبہ و قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی مدد سے تمکو دفع کرتا۔ پس اگر کہو کہ وہ ان کے دفعیہ پر قادر تھے تو کافر ہوگئے ورنہ وصی معذور تر ہے۔ **چوتھے** انمین یوسف علیہ السلام ہین کہ کہتے تھے رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ اے پروردگار میرے زندان میرے نزدیک محبوب تر ہے اس کام سے کہ جسکی طرف یہ عورتین مجھکو بلاتی ہین پس اگر کہو کہ عورتون کے مکر و فریب سے بتنگ آکر انہون نے یہ دعا نہین کی تھی تو اسمین تکذیب قرآن ہے اور عجز اور تنگی کی صورت مین میرا عذر واضح ہے۔ **پانچوین** موسیٰ بن عمران ہین کہ انہون نے فرعون سے کہا تھا ففررت منکم لما خفتکم کہ مین تمسے بھاگ گیا تھا جبکہ تمسے خائف ہوا تھا۔ پس اگر کہو کہ موسیٰ نے بلا خوف فرار کیا تھا تو یہ خلاف قرآن ہے اور خوف کھا کر بھاگنے مین میرا بھی یہی عذر ہے۔ **چھٹے** ہارون ہین کہ

انہون نے موسیٰ سے اپنی قوم کی شکایت کی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر اس قوم نے مجھکو ضعیف کر دیا اور قریب تھا کہ قتل کرین میرے تئین اگر کہو ایسا نہ تھا اور حضرت ہارون نے دروغ کہا تو کفر تمپر لازم آتا ہے اور جو راست ہے تو میرا عذر بھی لائق پذیرائی ہے۔ **ساتوین** حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ مین کہ بخوف کفار غار مین چھپے اگر کہو کچھ خوف آنحضرت کو نہ تھا تو بوجہ ارتکاب کذب بر انبیا کفر لازم آتا ہے اور اگر قائل ہو کہ خائف تھے اور بوجہ خوف اسکے سوا چارہ نہ رکھتے تھے تو انکا وصی معذور ہے۔ حاضرین یہ کلام بلاغت نظام آنحضرت سے سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنین حق بجانب آپ کے ہے جو کچھ آپ فرماتے ہین لاریب درست ہے۔ اور متواترات سے ہے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے آنحضرت کو وصیت کی تھی کہ اگر ناصر و مددگار ملین تو جنگ کرین ورنہ صبر فرمائین یہی وجہ ہے کہ حضرت مکرر فرماتے تھے کہ اگر چالیس مرد میرے ساتھ ہوتے تو ان پر جہاد کرتا۔ اور منقول ہے کہ بوقت بیعت جب ابوبکر و عمر نے کہا اگر بیعت نکروگے تو قتل کئے جاؤ گے حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا اللھم اشھد پروردگارا گواہ رہنا کہ شرائط جہاد میرے لئے جمع نہین ہوئین جو کچھ کرتا ہون بمجبوری ہے **نہج البلاغۃ** مین ہے فنظرت فاذا لیس لی من معین الا اھل بیتی فضننت بھم عن الموت فاغضیت علی القذی وشربت علی الشجی وصبرت علی اخذ الکظم وعلی امر من طعم العلقم یعنی پس نگاہ کی اور دیکھا مینے تو کوئی میرا مددگار نہ تھا بجز میرے اہلبیتؑ کے پس مجھکو دریغ آیا کہ انکو موت کے حوالہ کرون پس مینے خس و خاشاک کے ساتھ آنکھین بند کین اور جرعہ غم والم نوش کیا اور غصہ کے ضبط کرنے اور علقم[1] تلخ کے ذائقہ چکھنے پر صبر کیا۔ زرارہ بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس لئے امیر المومنینؑ نے لوگون کو اپنی طرف دعوت نکیا اور کیون اپنے دشمن پر تلوار نہ اٹھائی حضرت نے فرمایا اس خوف سے کہ مرتد نہو جائین اور رسالت محمدؐ کی گواہی سے باز رہین۔ اور صدقہ بن مسلم نے عمر بن قیس ماصر سے حضرت علیؑ کے گھر مین بیٹھ رہنے کی نسبت استفسار کیا تو اس نے کہا علی اس امت مین جملہ فرائض خدا سے ایک فریضہ تھے کہ رسولخدا نے مثل دیگر فرائض نماز روزہ وغیرہ کے انکو امت تک پہنچا دیا۔ فرائض کو یہ ضرور نہین کہ اپنی طرف کسی کو دعوت کرین خلقت کا فرض ہے کہ انکو اجابت کرے پس اگر وہ حضرت گھر مین بیٹھ رہے تو معذور ہین خلائق نے انکو ترک کیا تو معذور نہین انپر فرض تھا کہ انکو باہر لاتے اور اس مقام پر جسپر رسول اللہ نے نصب کیا تھا وضع فرماتے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس جواب کو پسند کیا۔ **مولف** کہتا ہے کہ یہ جواب ماخوذ ہے حدیث پیغمبرؐ سے کہ فرمایا یا علی مثلک مثل الکعبۃ توتی ولا تاتی کہ اے علی تیری مثال مثل کعبہ کے ہے کہ تیرے پاس لوگ آئین تجھکو ضرورت نہین کہ کسی کے پاس جائے۔ **نیز** منقول ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیون علی علیہ السلام نے امتناع نہ کیا اور اپنے دشمنون کو دفع نہ فرمایا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ پشت کفار و منافقین مین کچھ ودائع خدا تھین پس حضرت نے اسوقت تک جہاد نہ کیا جبتک کہ وہ وہانسے نکل نچکین جسوقت انسے علیحدہ ہو لین تو جس سے جنگ کرنا تھا جنگ کیا اور قتل فرمایا۔ **نقل** ہے کہ کسی نے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ علی علیہ السلام کسواسطے ثلثہ کا عطیہ

[1] علقم بروزن جعفر حنظل و ہر چیز تلخ باشد و درخت تلخ مزہ و کنار تلخ و آب سخت تلخ ۔۱۲۔ منتہی الارب ۔

جواب شیخ مفید علیہ الرحمہ

لیتے تھے اور کیون ان کے پیچھے نماز پڑھی اور کا ہکو ان کے جنگ مین اسیر کی ہوئی عورتون سے وطی کی۔ اور کس لئے ان کی مجالس مین بیٹھکر حکم کرتے تھے۔ **شیخ** نے جواب دیا لیکن آنحضرت کا انکے عطیات کو قبول کرنا پس وہ آپکا حق تھا جسقدر اس سے ہاتھ آیا حق بحقدار رسید باقی غاصبون کے ہاتھون مین مغصوب رہا۔ اور لیکن ان کے پیچھے نماز پڑھنا پس آپ امام برحق تھے جس نے آنحضرت پر تقدم کیا اسکی نماز باطل ہوئی لیکن انکی اسیرون متمتع ہونا پس ہم اسکو نہین مانتے کیونکہ بروایت شیعہ خولہ مادر محمد حنفیہ کو محمد بن مسلم حنفی نے آنحضرت کے ساتھ تزویج کیا تھا اور دیل اسکی یہ ہے کہ عمر خطاب نے اپنے عہد خلافت مین جب ان اسیرون کو واپس لیا تو خولہ کو نہین لیا اگر وہ بھی بملک یمین تصرف مین آئی ہوتی تو اسکو بھی واپس لیتے علاوہ برین اگر بملک یمین متصرف ہوتے تب بھی آنحضرت کیلئے مباح تھا کسلئے کہ ابوبکر نے جن لوگون کو اسیر کیا وہ بقول تمہارے منکر رسالت پیغمبر کافر مطلق تھے پس ہر ایک کو ان کی ساتھ وطی جائز تھی ہر چند کہ یزید یا زیادہ انکو قید کرتا۔ البتہ یہ اعتراض اسوقت درست ہوتا کہ یہ لوگ منکر امامت آنحضرت کے ہوتے اور پھر امیر المومنین ازروئے ملک یمین انکی عورات پر تصرف فرماتے اور لیکن انکی مجالس مین شریک ہوکر حکم کرنا پس اگر آنحضرت کو قدرت ہوتی کہ تمام احکام آپ جاری کرین اور انکو ایک قضیہ مین بھی حکم نہ کرنے دین تو وہ البتہ ایسا کرتے کیونکہ حکومت صرف آپ کے لئے تھی کہ آپ حاکم شرعی تھے نہ کہ وہ لوگ۔ اور علی بن میثم سے پوچھا کہ علی علیہ السلام نے کس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھی کہا وہ انکو بمنزلہ ستون مسجد کے سمجھ لیتے تھے کہا عثمان کے آگے ولید بن عقبہ کو کیون حد لگائی کہا اسلئے کہ اجراء حدود آنحضرت کیلئے تھا اور آپکا کام تھا جسطرح پر ممکن ہوتا تھا اسکو اجرا کرتے تھے کہا ابوبکر و عمر کو کیون مشورہ دیتے تھے کہا اسلئے تا کہ احکام خدا انکو احیا کرین چنانچہ یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کو اس لئے مشورہ دیتے تھے بہ تحقیق کہ ملک و حکومت آنحضرت کے لئے تھی جہانتک ممکن ہوتا تھا خود مصالح خلقت کا اظہار کرتے ورنہ دوسرون کے ذریعہ اسکو ظاہر فرماتے تھے تا کہ حتی المقدور احیاء امر خدا بجا لائین کہا شورے مین کسلئے شریک ہوئے کہا تا کہ اپنی حجتون کے بیان کرنیکا موقعہ ملے اور اگر کوئی مصنفانہ مناظرہ کرنا چاہے تو اسپر اظہار غلبہ ہو سکے اور مدعیون پر ان کے دعوون کا بطلان روشن ہو جائے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت اس روز فرماتے تھے الیوم ادخلت فی باب اذا انصفت فیہ وصلت الی حقی کہ آج مین اس دروازہ مین داخل ہو گیا ہون کہ اگر انصاف کیا جائے تو اپنے حق کو پہنچ جاؤن یعنی ابوبکر نے بروز سقیفہ استبداد کیا اور مجھکو مشورے مین شریک تک نہ کیا۔ کہا کسلئے اپنی بیٹی کو عمر سے تزویج کیا جواب مین کہا کہ عمر ظاہر اسلمان کلمہ گو اور رسول اللہؐ کی فضیلت کے قائل تھے پس آپنے بنظر استصلاح ایسا کیا اور اسلئے کہ ان کے شر سے محفوظ رہین حالانکہ لوط پیغمبر نے اپنی بیٹیان کفار کے آگے پیش کین تا کہ انکو گمراہی سے باز رکھین اور کہا ھؤلاء بناتی اطھر لکم کہ یہ میری بیٹیان تمہارے لئے پاکیزہ تر ہین اور حالانکہ آسیہ بنت مزاحم فرعون کے تحت مین تھی۔ **مولف** کہتا ہے کہ ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ کا خلیفہ ثانی کے ساتھ تزویج ہونا قول ضعیف ہے۔ پس جواب مذکورہ بالا بالفرض و تقدیر تسلیم ہوگا اور اسمین چند اقوال ہین چنانچہ آئندہ اسکا ذکر آئیگا۔ **ذکر احتجاج بعض مہاجرین و انصار بر غاصبین خلافت رسول مختارؐ**

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کتاب احتجاج مین روایت کرتے ہین کہ ابان بن تغلب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسول اللہ فدا ہون آپ پر اصحاب رسول اللہ مین کوئی بھی ایسا تھا جس نے ابوبکر کے غصب خلافت کرنے اور ناحق نار وا آنحضرت کے مقام پر بیٹھ جانے پر

رد و انکار کیا ہو آپ نے فرمایا ہان بارہ اشخاص نے مہاجر و انصار سے اس پر انکار کیا اور عین اسوقت جبکہ وہ ممبر رسول اللہ پر بیٹھے تھے
اسطرح کے کلام کر کے حجت تمام کی ان کے نام یہ ہین۔ خالد بن سعید بن عاص اموی۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد بن اسود کندی۔
عمار یاسر و بریدہ اسلمی چھ مہاجرین سے اور ابو الہیثم بن تیہان و سہل بن حنیف و عثمان بن حنیف و خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین و ابی بن کعب
و ابو ایوب انصار سے۔ **حقیر** مؤلف کہتا ہے کہ بعض روایات مین بجائے سعید بن عاص کے عمر بن سعید اسکا بھائی مذکور ہے یہ دونون
بھائی مکہ مین مسلمان ہو کر حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اور بروز خیبر جعفر طیار کے ساتھ مدینہ مین آئے تھے اور خالد و عمرو و ابان ابنائے سعید تینون
سعادتمند مخلصان و شیعیان امیر المومنینؑ سے تھے باوجودیکہ بنی امیہ سے تھے اور اس موقعہ پر ظاہر ہے کہ عمر بن سعید ہی شریک ہوئے ہون
کیونکہ حسب تصریح ابن اثیر وغیرہ مؤرخین خالد قرب زمان وفات رسولخدا مین مدینہ مین نہ تھے۔ بلکہ اخذ صدقات کے کام پر یمن مین گئے ہوئے
تھے الا یہ کہ کہین کہ اسوقت وہان آ گئے تھے اور نیز بعض روایات مین ابی بن کعب کو مہاجرین مین شامل کیا ہے۔ یہ وہم راوی ہے۔ اور
نیز عبد اللہ بن مسعود کو بھی انہین زیادہ کیا ہے اور عثمان بن حنیف کا انصار مین ذکر نہین کیا اور اسطرح بارہ کی تعداد پوری کی ہے لیکن
عبد اللہ بن مسعود کی نسبت مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین لکھتے ہین کہ ان کے باقی حالات اسکے خلاف ہین کہ وہ اس مجمع مین شریک ہوئے ہون
بہر کیف ان بارہ اشخاص نے مخالفت ابوبکر پر کمر باندھی اور جمع ہو کر باہم مشورہ کیا بعض نے کہا کہ جسوقت وہ ممبر رسول اللہ پر ہون
جا کر انکو نیچے کھینچ لین اورون نے کہا ایسا کرنا اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے اور حقتعالے فرماتا ہے **ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ**
اپنے ہاتھون اپنے آپ کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔ بہتر ہے کہ ہم حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال کرین اور جو کچھ وہ حضرت
حکم دین اسپر کاربند ہون پس سب کے سب در دولت پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ نے اپنا حق چھوڑا اور جس کار کیلئے آپ
اولی و احق تھے اُسے ترک کیا حالانکہ بنص رسول اللہ آپ حق کے ساتھ ہین اور حق آپ کے ساتھ اور جس طرف آپ رجوع کرتے ہین حق
اسی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس ہمنے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر کو جبکہ وہ ممبر رسولخدا پر بیٹھین نیچے اتار لین اسمین حضرت کی کیا رائے ہے حضرت
نے فرمایا یہ امر لا کلام محرک جنگ و جدال ہوگا اور اسوقت تم اُن کے مقابلے مین اس سے زیادہ نہین جسقدر کہ کھانے مین نمک ہوتا ہے
یا آنکھ مین سرمہ

ذکر اینکہ عامۂ خلائق بچہ سبب از حضرت امیر المومنینؑ کنارہ کردند و چرا با آنحضرت نگردیدند

بحار الانوار مین ابو زید نحوی سے نقل کیا ہے کہ اُس نے خلیل بن احمد عروضی سے سوال کیا کہ کس لئے ان لوگون نے علی علیہ السلام کو
ترک کیا باوجود اس قرب و قرابت کے کہ وہ رسول اللہ سے رکھتے تھے اور اس رتبہ بلند کے کہ مسلمانون مین انکو حاصل تھا اور ان عناؤن و کلفتون
کے کہ حمایت اسلام مین آنحضرت نے جھیلی تھین۔ اُس نے کہا قسم بخدا کہ آنحضرت کا نور اُن کے انوار پر غالب آیا اور تمام خوبیون مین سب سے
بڑھ گئے **والناس الی اشکالہم امیل** اور لوگ اپنے امثال کی طرف زیادہ مائل و راغب ہوتے ہین۔ اور نیز ابو زید نے خلیل سے کہا کہ کیا وجہ
تھی کہ اصحاب رسول اللہ باہم ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا سگے بھائی ایک مان کے بیٹے ہین اور علی ان کے درمیان مختلف البطن دوسری
مان سے معلوم ہوتے تھے اُس نے کہا وہ حضرت اسلام مین اُن سے سابق تھے اور شرف و فضیلت مین اُن پر فائق اور علم و حلم و ہدایت مین

اُن سے بڑھ گئے تھے پس اُنہون نے اُنپر حسد کیا **والناس الی امثالہم و اشکالہم امیل** اور مسلمہ بن نبیل سے پوچھا گیا کہ کیا بات تھی کہ عامہ خلائق
نے علیؑ کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ہر ایک خیر و خوبی مین پائگاہ عالی رکھتے تھے اُس نے کہا اسلئے کہ انکی آنکھون کی ضو کوتاہ تھی آنحضرت کے
نور کے دیکھنے کی تاب نہ لائی **والناس الی اشکالہم امیل** یونس بن حبیب نحوی نے کہا یہ شخص عثمانی تھا کہ مینے خلیل بن احمد سے کہا
ایک مسئلہ پوچھتا ہون بشرطیکہ اسکو پوشیدہ رکھے اُس نے کہا تیرے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ جواب سوال سے زیادہ سخت و غلیظ ہوگا
پس تو بھی اُسکو پوشیدہ رکھنا مینے کہا ہان تیری زندگی مین کسی سے نہ کہونگا کہا تو پوچھ مینے کہا کیا بات تھی کہ اصحاب رسول اللہ باہم ایک مان
کے بیٹے معلوم ہوتے تھے الا علیؑ بن ابیطالب کہ ایسے علیحدہ گویا سوتیلے بھائی تھے۔ کہا تو نے کہانسے یہ سوال نکالا مینے کہا تو جواب کا وعدہ
کر چکا ہے کہا تو بھی اخفا کا وعدہ کر چکا کہا ہان تیری حیات تک اُس نے کہا علی علیہ السلام اسلام مین اُنسے مقدم تھے اور علم مین فائق
اور شرافت مین سابق اور زہد و تقوے مین اُنپر راجح اور جہاد مین اُنسے زیادہ تھے لہذا اُنپر حسد لے گئے اور خلقت کا دستور ہے کہ اپنی
مثل و جنس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے بہ نسبت ناجنس کے۔ پس اسکو سمجھ لے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ بنی امیہ
اسلامی دنیا پر بُری بلا کی طرح چھائے ہوئے تھے اور حضرت امیر المومنینؑ کا نام تک کوئی علانیہ نہ لے سکتا تھا مناقب و فضائل کا تو کیا
ذکر اگر کسی کو روایت مین بھی آپکا نام لینا ہوتا تو کہتا قال ابو زینب کذا کہ پدر زینب نے ایسا اور ایسا کہا اور صریح نام نہ لیتا اور اگر کوئی شیعہ
کسی معتبر دوست کے گھر جاتا تو چھپ کر اُس سے بات کرتا۔ اور اُسکے زوجہ اور غلام تک سے ڈرتا پس ایسے ہی وقت مین یہ سوال و جواب باہم
عہد و پیمان کے بعد واقع ہوا کیونکہ بقول صاحب تاریخ ابن خلکان خلیل مذکور کی وفات سنہ ۱۶۰ ہجری مین واقع ہوئی اور کل عمر اسکی چوہتر
سال کی ہے پس اسکی عمر کا زیادہ حصہ بنی امیہ کے عہد سلطنت مین جنکا خاتمہ موافق مشہور سنہ ۱۳۲ ہجری مین ہوا ہے گذرا۔ اور نیز ابن
خلکان مین ہے کہ خلیل مذکور امام علم نحو تھا اور علم عروض یعنی علم اوزان شعر کو اُس نے اختراع کیا۔ اور وہ ہی اُستاد سیبویہ نحوی کا ہے اور وہ
ایک مرد صالح عاقل حلیم و صاحب وقار تھا ایک مرتبہ عبد اللہ بن مقفع اور اُسکے درمیان رات بھر باتین ہوتی رہین صبح کو جدا ہوئے تو
خلیل سے پوچھا گیا کہ تو نے ابن مقفع کو کیسا پایا اُس نے کہا ایک مرد ہے کہ اُسکا علم اُسکی عقل سے زیادہ ہے ابن مقفع سے جو خلیل کی نسبت
دریافت ہوا تو اُس نے کہا **رأیت رجلا عقلہ اکثر من علمہ** کہ مینے ایک مرد کو دیکھا کہ اُسکی عقل اُسکے علم سے زیادہ ہے۔ اور حسن بن فضال نے

یہ شخص بڑے سرے کا ذکی الطبع تیز فہم تھا علم عروض اس نے اپنی تیز ذہنی کی بدولت ایجاد کیا۔ ایک روز بصرہ مین دھوبیون کے کوچہ سے جا رہا تھا چنگ و
رباب کی مختلف طور کی آوازین سنکر دل مین کہنے لگا کہ اس سے کوئی ایسا اصول و قاعدہ اخذ کرنا چاہئے جو پہلے کسی کو نہ معلوم ہوا ہو۔ پس علم عروض
جیسا کہ شائع ہے وضع کیا۔ ایک اور حکایت اسکے ذکاوت و ذہانت کی صاحب مجالس المومنین مین یہ لکھی ہے کہ اسکے زمانہ مین ایک طبیب تھا کہ روشنی چشم کی
دوا دیا کرتا تھا اور وہ دوا لوگون کو بہت نفع دیتی تھی اتفاقاً وہ طبیب مر گیا ایک روز ایک شخص خلیل کے پاس بیٹھا ہوا اُس کے مرنے پر افسوس اور اُس
دوا کی حاجت بیان کر رہا تھا۔ خلیل نے کہا اُس دوا سے کچھ باقی ہے کہا نہین کہا وہ ظرف ہے جسمین وہ دوا بناتا تھا کہا ہان ہے خلیل نے اُسے
منگایا اور ناک کے نزدیک کر کے اُس کی دوائین معلوم کرنے لگا تا اینکہ پندرہ دوائین دریافت کر لین پھر اُن کی مقدار معین کر کے نسخہ بنا کر
لوگون کو دینے لگا اس سے فائدہ ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُسکا اصل نسخہ طبیب مذکور کی کتابون مین سے ملا معلوم ہوا کہ اس مین کل سولہ
دوائین تھین جنمین پندرہ خلیل نے کھرل سونگھ کر دریافت کر لی تھین۔ ۱۲ منہ عفی عنہ +

امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ لوگ حضرت امیرؑ کو چھوڑ کر غیرون کی طرف کیون مائل ہوتے تھے حالانکہ آنحضرت کا فضل وسابقہ اور حضرت رسولخدا کے نزدیک آپکا رتبہ انکو اچھی طرح سے معلوم تھا فرمایا اسلئے کہ ان کے آباواجداد واخوان واولاد واعمام واخوال سے بہت سے اشخاص کہ دشمن خدا ورسولؐ تھے آپکے ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے تھے پس وہ نہین چاہتے تھے کہ وہ حضرت انپر حکمران ہون اور اورون کیطرف سے یہ کینے ان کے دل مین نہ تھے کیونکہ انہون نے رسولخدا کے سامنے ایسے جنگ وجہاد نہین کئے تھے بدین وجہ الٹے پھر کر اورون کی طرف مائل تھے۔ اور عبداللہ بن عمر نے جناب امیرالمومنینؑ سے کہا قریش تمکو کیونکر دوست رکھین حالانکہ تمنے بروز بدر واحد ان کے سادات سے ستر سردار ایسے قتل کئے ہین کہ جنکی ناک ان کے لبون سے پہلے پانی مین پہنچتی تھی۔ یعنی وہ دراز بینی تھے (یہ عرب کے نزدیک حسن صورت وفخر وشرافت کی علامت ہے) حضرت نے فرمایا ماترکت بدر لنا مذیقا ولا من خلفنا طریقا کہ بدر نے ہمارے لئے مذیق[1] نہین باقی رکھا اور نہ پیچھے کیطرف کو راستہ چھوڑا ہے۔ اور امام زین العابدینؑ سے سوال ہوا کہ کیون قریش علیؑ سے بغض رکھتے ہین فرمایا۔ اوردھم النار وقلد اخرھم العار کہ آنحضرت نے انکے اگلون کو جہنم مین بھیجا اور پچھلون پر عیب وعار رکھا۔ اور ابو ہلال عسکری نے کتاب اوائل مین ابوالہیثم بن تیہان کے حال مین لکھا ہے کہ وہ ایک شخص ہے جس نے ابتدائے بنوت رسول اللہ مین سب سے پہلے اپنا ہاتھ آنحضرت کے ہاتھ مین دیا یعنی بیعت عقبہ اول اس نے کی پھر کہتا ہے کہ اسی ابوالہیثم نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنینؑ کے سامنے کھڑے ہوکر خطبہ کہا اور کہا اے امیرالمومنینؑ قریش کا حسد تمپر دو وجہ سے ہے انکے نیکوکار تمہارے فضل غالب اور درجہ عالی کے خواستگار ہوے اور اشرار نے حسد کیا کہ دلون پر ثقیل وگران گزرا اور اعمال کو حبط کیا کیونکہ انہون نے تمپر نعمات خدا دیکھین جنسے کہ تم محظوظ ہوا اور وہ محروم ہین۔ پس تمہاری برابری کی خواہش پرستش کی اور تمپر سبقت لیجانا چاہا پس بعید ہوئی قسم خدا کی انپر غایت اور منقطع ہوئی جولانگاہ اور جب تمہارے مدارج کو ادراک کرسکے تو اسطرح تمہارے ساتھ پیش آئے جیسا کہ آپ دیکھتے ہین قسم بخدا کہ تم تمام سے زیادہ قریش کے شکر گزاری کے سزاوار تھے کیونکہ تمنے ان کے نبی کی نصرت کی انکی حیات مین اور ان کے حقوق کو ادا کیا انکی وفات کے بعد قسم خدا کی کہ انکی بغاوت ان ہی کو ضرر پہنچائیگی انہون نے نکث نہین کیا مگر بیعت خدا کو اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھون کے اوپر ہے اور لیکن ہم گروہ انصار پس ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانین تمہاری ساتھ ہین ہاتھ تمہارے ان دشمنون پر ہین جو موجود ہین اور زبانین انپر جو غائب ہین نہج البلاغۃ مین ہے کہ حضرت امیرکبیرؑ سے آپکے اصحاب مین ایک شخص نے کہ قبیلۂ بنی اسد سے تھا سوال کیا کیف دفعکم عن ھذا المقام وانتم احق بہ کہ تمہاری قوم نے تمکو اس مقام (خلافت) سے کیون دفع کیا حالانکہ تم سب سے زیادہ اس منصب کے لئے احق واولے ہو۔ چونکہ یہ سوال ایام صفین مین عین موقعہ جنگ پر کیا تھا فرمایا اے اخو بنی اسد تو سخت پر اضطراب اور نہایت بیتاب ہے موقعہ ومحل کو نہین دیکھتا تاہم حرمت مصاہرت[2] رکھتا ہے اور حق مسئلت مجھکو حاصل ہے پس سن کہ ہم باوجودیکہ اعلےٰ نسب اور حضرت

[1] مذیق شیر آب آمیختہ ماذق دوست غیر خالص اور بعض کتب مین بجائے مذیق کے صدیق آیا ہے یعنی بلانے کوئی ہمارا دوست نہین چھوڑا۔ ۱۲ بحار +

[2] حرمت مصاہرت یہ کہ زینب بنت جحش زوجہ رسولخدا قبیلۂ بنی اسد سے تھین اور قطب راوندی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ خود آنحضرت نے ایک نکاح بنی اسد مین کیا تھا مگر ابن ابی الحدید اسکو نہین مانتا

رسولخدا سے سب سے زیادہ اقرب ہین مگر ان لوگون نے دندان طمع تیز کئے اور ہمارا حق ہمسے مسلوب ومغصوب کرلیا پس ہم خاموش ہوگئے اور انصاف اسکا خدا کے حوالہ کیا وہ سبحانہ بروز قیامت ضرور اسکی داد دیگا۔ پس تو اس ظلم وزیادتی یا چوری وڈکیتی کو جو کچھ کہ ہے جانے دے فدع عنک نھبا صیح فی حجراتہ[1] یعنی اس غارت ولوٹ کے ذکر کو ترک کر جسکے گرد ونواح مین اسکا شور وغوغا ہوچکا ہے۔ اسوقت جو خطب بزرگ پسر ابوسفیان کا درپیش ہے اسکی بابت سوال کر کہ زمانہ نے مجھکو بار بار رونیکے بعد اسپر ہنسی آتی ہے۔ طرفہ ماجرا ہے اور عجیب واقعہ قسم بخدا کہ ان لوگون نے ایک طرف سے نور خدا کے مٹانے اور اسکے سرچشمہ کو ایک سرے سے بند کرنیکی دل مین ٹھان لی ہے کہ یون شر وفساد وظلم وبیداد پر تل گئے پس اگر یہ شور وشر فرو ہوا تو مین خلقت کو خالص حق پر لے آونگا ورنہ معاملہ دگرگون ہوا تو لا تذھب نفسک علیھم حسرات تیرا دل انپر حسرت وافسوس نکرے واللہ علیم بما یصنعون اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین۔ نیز بحار مین شعبی سے منقول ہے کہ اس نے کہا ہم نہین جانتے کہ علی ابن ابیطالب کے بارے مین کیا کرین اگر انکو دوست رکھتے ہین تو فقیر ومحتاج ہوتے ہین اور جو انسے بغض وعناد کرتے ہین تو کافر ہوتے ہین اور نظام نے کہا کہ علیؑ متکلم کے واسطے ایک مصیبت ہین اگر انکا حق پورا کرتے ہین تو غالی بنتے ہین اور جو انمین کمی کرتے ہین تو یہ اسارت ادربدی ہے اور درمیانی مرتبہ دقیق وباریک ہے۔ ابوالعیناء نے علی ابن جہم سے کہا کہ تو تو علی علیہ السلام کو اسلئے دشمن رکھتا ہے کہ وہ حضرت فاعل ومفعول دونو کو قتل کرتے تھے اور تو ایک انہین سے ہے اس نے کہا اے مخنث تو ابوالعیناء نے کہا فضرب لنا مثلا ونسی خلقہ یعنی ہمارے لئے مثال لایا اور اپنی خلقت کو فراموش کیا کیا معنی کہ مخنث آپ کہتا ہمکو ہے رجال کشی مین ہے کہ احمد بن حنبل امیرالمومنینؑ سے اسلئے عداوت رکھتا تھا کہ آنحضرت نے بروز نہروان اسکے دادا ذی الثدیہ کو قتل کیا تھا۔ اور مبرد کامل مین کہتا ہے کہ اصمع بن مطہر اصمعی کے دادا کے امیرالمومنینؑ نے چوری کی علت مین ہاتھ کاٹے تھے اس لئے اصمعی آنحضرت سے عداوت رکھتا تھا۔ پس اس صورت مین تمکو آمادہ جنگ وجہاد ہونا چاہئے اسمین شک نہین کہ مجھکو یہ اس شورش کا جانکر میرے قتل وایذا کے درپے ہون گے۔ بروایتے حضرت نے فرمایا تم ایسا کروگے تو وہ تلوارین لیکر آمادہ رزم وپیکار ہونگے جیسا کہ پہلے کرچکے ہین کہ مجھکو مقہور ومغلوب کرکے گھر سے نکالا اور کہا بیعت کرو ورنہ قتل کرینگے پس مجھکو چارہ نرہا بجز اسکے کہ انکو اپنے سے دفع کرون۔

[1] یہ پہلا مصرعہ امرء القیس مشہور شاعر کے شعر کا ہے دوسرا مصرعہ اسکا یہ ہے ولکن حدیثا ما حدیث الرواحل یعنی تو اس ھذی وغارت کے ذکر کو چھوڑ دے جسکا شور وغل اسکے محل ومقام پر ہوچکا ہے۔ لیکن اسوقت شتران راحلہ[2] کا ذکر کر۔ اور قصہ اسکا اسطرح پر ہے کہ امرء القیس اپنے باپ کے قتل ہونے کے بعد قبائل عرب مین پھرتا تھا پس وہ خالد بن سدوس نبہانی کے یہان پناہ گیر ہوا۔ اسوقت بنی جدیلہ اس پر دوبارہ چڑھ آئے اور اسکے اونٹون کو چراگاہ مین سے لیکر رفو چکر ہوئے امرء القیس کو یہ حال معلوم ہوا تو اس کی شکایت خالد سے کی خالد نے کہا تو اپنے شتران راحلہ مجھکو دے کہ ان پر چڑھکر تیرے تمام اونٹ پھیر لاؤن یہ کہکر سوار ہوا تا اینکہ ان کے پاس جا پہنچا اور کہا اے بنی جدیلہ تم میرے جار کے اونٹ لے آئے انہون نے کہا وہ تیرا جار نہین کہا البتہ میرا پناہ دادہ ہے انہون نے کہا پس شتران راحلہ اسی کے ہین جن پر مین سوار ہون۔ پس وہ پلٹے اور اسے اتار کر وہ اونٹ بار بردار بھی لیگئے اور بقولے خود خالد سے یہ شتران رواحل لیکر چمپت ہوگیا تھا بہرحال امرء القیس کو اس دوسرے نقصان کا حال معلوم ہوا تو اس نے قصیدہ کہا جسکا اول شعر یہ ہے۔ امیرالمومنین نے خلفاء ثلثہ کے معاملہ کو امرء القیس کی پہلی بار اونٹ لیجانے اور معاویہ کی سرکشی کو اسکی دوبارہ کی غارت سے تشبیہ دی اور یہ مصرعہ پڑھا۔ ۱۲ + + +

[2] راحلہ شتر قوی کہ سفر کی طاقت رکھے اور بوجھ اٹھا سکے یا وہ شتر کہ نجیب وکامل الاوصاف ہو۔ ۱۲ منتہی الارب + + +

بتحقیق کہ مجھکو رسول اللہ نے خبر دی ہے کہ اے ابوالحسن اُمت تیری ساتھ غدر و بیوفائی کریگی اور جو عہد مجھ سے کیا ہے اسے توڑ دیگی اور چونکہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس یہ لوگ میرے بعد تجھے چھوڑ کر گوسالہ پرستی کرین گے پس مینے عرض کی یا رسول اللہ مجھکو اُسوقت کیا کرنا چاہیے فرمایا اگر مددگار ملین تو جہاد کر ورنہ حفظ نفس لازم ہے تاوقتیکہ مظلوم و ستم رسیدہ میرے پاس آئے پس آنحضرت نے وفات پائی تو مین انکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا آپکے دفن سے فارغ ہو کر قرآن جمع کرنے لگا۔ اسکے بعد فاطمہؑ و حسنینؑ کو ہمراہ لیکر سابقین اسلام و اہل بدر کے گھرون پر جا کر معاونت طلب کی مگر سوائے ان چار شخصون سلمانؓ اباذرؓ مقدادؓ و عمار یاسرؓ کے کسی نے قبول نہ کیا پس میری حجت ان پر تمام ہوئی۔ اب جبکہ تم لوگون نے انکا بغض و عداوت خدا و رسول اور اُن کے اہلبیت کے ساتھ معلوم کر لیا اور جان گئے کہ ان کے دلو نمین کینے بھرے ہوئے ہین تو اس ارادہ کو ترک کرو ہان جو کچھ رسول اللہ سے میرے بارے مین سُنا ہے اُسکو انکے سامنے بیان کرو تاکہ حجت ظاہر ہو اور ان کے لئے عذر کی گنجائش نہ رہے اور یہ باعث انکی دوری کا ہو خدا اور رسول سے۔ پس جمعہ کا دن تھا اور رسول خدا کی وفات کو پانچ روز گزرے تھے کہ یہ لوگ مسجد پیغمبر مین جا کر مبر کے گرداگرد بیٹھ گئے اتنے مین ابوبکر ممبر پر گئے انصار نے مہاجرین کو اشارہ کیا کہ تقدیم تمکو کرنی چاہیے کسلئے کہ حقتعالیٰ نے قرآن مین تمکو مقدم کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ بِالنَّبِیِّ عَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ یعنی توبہ قبول کی اللہ نے مہاجرین و انصار کی بطفیل اپنے نبی کے۔ ابان نے عرض کی یا ابن رسول اللہ عوام اس آیہ کو اس طرح نہین پڑھتے فرمایا اُسطرح پڑھتے مین کہا یون پڑھتے ہین لقد تاب اللہ علی النبی و المہاجرین والانصار کہ حقتعالیٰ نے توبہ پیغمبر کی اور مہاجرین و انصار کی قبول کی فرمایا وائے ہو ان پر نبی نے کیا گناہ کیا تھا کہ انکی توبہ قبول کرتا اور لوگون کی توبہ انکے طفیل سے قبول ہوئی نہ کہ اُنہون نے توبہ کی۔ القصہ بحکم آیہ شریفہ مہاجرین نے سبقت کی اور سب سے اول خالد بن سعید اُٹھے۔ روایت ہے کہ یہ لوگ بروز وفات رسولخدا مدینہ مین موجود نہ تھے ابوبکر کے خلیفہ ہو لینے کے بعد آئے تھے اور یہ بزرگان مجلس رسولخدا اور اعلام مسجد آنحضرت سے تھے پس خالد کہا اے ابوبکر تم جانتے ہو کہ رسولخدا نے بروز بنی قریظہ جبکہ ہم آنحضرت کے گردو پیش جمع تھے اور علیؑ نے دس آدمی بزرگان و شرفا کفار سے قتل کئے تھے ہمکو خطاب کر کے فرمایا اے گروہ مہاجر و انصار مین تمکو وصیت کرتا ہون اسے یاد رکھو ان علی بن ابی طالب امیرکم بعدی و خلیفتی فیکم بذلک اوصانی ربی آگاہ رہو کہ علی ابن ابیطالب میرے بعد تمہارے امیر اور میرے خلیفہ و جانشین ہین تم پر مین بحکم خدا تمکو یہ کہتا ہون بہ تحقیق کہ اگر میرا کہنا نہ مانو گے اور انکی نصرت و یاری سے ہاتھ اُٹھاؤ گے تو تمہارے احکام مختلف اور تمہارا دین خراب ہو جائیگا اور تمہاری سلطنت اشرار کے ہاتھ مین چلی جائیگی آگاہ رہو کہ میرے اہلبیت میرے بعد وارث خلافت اور فرمانروائے امت ہین پروردگارا جو کوئی ان کی اطاعت کرے اور میری وصیت کو ان کے حق مین یاد رکھے اُسکو میرے ساتھ میرے زمرہ مین محشور کر کہ نعمات آخرت سے بہرہ ور ہو اور جو انکی مخالفت کرے اُسکو بہشت سے محروم فرما۔ عمر خطاب نے کہا خاموش رہ اے خالد کہ تو اہل مشورت سے نہین نہ ان لوگون مین ہے جنکی رائے کی پیروی کیجاتی ہے خالد نے کہا تو خاموش رہ اے پسر خطاب تو اورون کی زبان سے کلام کرتا ہے مستم بخدا کہ قریش کو معلوم ہے کہ تو حسب مین لئیم منصب مین پست و دنی اور قدر مین خسیس ہے نہ ناموری و شہرت مین حصہ رکھتا ہے نہ راہ خدا مین کچھ شدت دکھ

تکلم خالد بن سعید بن العاص

عنا کھینچا ہے رمعہذا لڑائیون مین بزدل خرچ اموال مین بخیل ہے قریش مین کوئی فخر و فضیلت نہین رکھتا اور جنگ مین کوئی ذکر مشہور نہین اور تیری مثال اس معاملے مین شیطان کی مثال ہے اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العلمین فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا وذلک جزاء الظلمین جبکہ اُس نے انسان سے کہا کہ کفر اختیار کر جب اُس نے کفر اختیار کیا تو کہا مین تجھ سے بیزار ہون بتحقیق کہ مین خدائے عالمین سے ڈرتا ہون۔ پس انجام دونو کا یہ ہوا کہ وہ جہنم مین ہون گے ہمیشہ کے لئے اور یہی ہے جزا اور بدلا ظالمون کا۔ یہ سُنکر عمر بند ہوگئے اور خالد بیٹھ گئے۔ اسکے بعد سلمان اُٹھے اور وہ پہلے انکار بیعت مین اپنی گردن پر چوٹ کھا چکے تھے اور اول فارسی مین کہا کردید و نکردید و ندانید کہ چہ کردید بعد ازان عربی مین کلام کیا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے ابوبکر جب تجھ سے کوئی سوال کرین جسکو تو نہ جانتا ہو تو کس سے پوچھے گا اور اگر کوئی مشکل تجھپر آن پڑے تو کسکی طرف پناہ لیجائیگا اور کیا عذر کریگا اسمین کہ تو نے اس شخص پر پیش قدمی کی ہے جو علم مین تجھ سے زیادہ اور قرابت مین رسول اللہ سے نزدیک تر ہے اور قرآن و حدیث کی تاویل کو بہتر جانتا ہے حضرت رسولخدا نے اپنی حیات مین اُسکو مقدم کیا ہے اور وفات کے بعد کے لئے تمکو وصیت فرما گئے ہین پس تمنے انکی وصیت کو بھلا دیا اور انکے عہد کو شکست کیا اور لشکر اُسامہ مین نہ جانے سے آنحضرت کی صریح و صاف مخالفت کی کہ وہ امور تمسے سرزد ہوئے کہ جنکے اندیشہ سے تمکو رسولخدا نے اُسمین مقرر کیا اور مدینہ سے نکالنا چاہا تھا۔ پس اے ابوبکر بہت جلد تیری زندگی تمام ہو جائیگی اور اس وبال عظیم کا بوجھ سر پر لئے قبر کے گڑھے مین جانا ہو گا توبہ کر توبہ اور حق کو حقدار کے حوالے کر کہ اس صورت مین اُس روز جبکہ تیرے یہی اعوان و انصار تجھکو گور کے سپرد کر آئین گے امید نجات ہے بہ تحقیق کہ تو نے علیؑ کے بارے مین وہی سب کچھ دیکھا اور سُنا ہے جو کہ ہمنے دیکھا اور سُنا ہے مگر اُس نے تجھکو اس سے باز نہ رکھا جو کام تو نے اختیار کیا ہے پس خدا سے ڈر اور دین خدا مین رخنہ ڈالنے اور مسلمانون کے کام مین خلل و خرابی پیدا کرنے سے پرہیز کر فَقَدْ اَعْذَرَ مَنْ اَنْذَرَ بہ تحقیق کہ جس نے ڈرایا اور خوف دلایا اُس نے اپنا عذر پورا کر دیا۔ سلمان نے اپنا کلام ختم کیا تو ابوذر اُٹھے اور کہا اے معشر قریش تمنے نہت برا کام کیا کہ قرابت رسول اللہ کا پاس و لحاظ نہ کیا قسم بخدا کہ اب عرب سے ایک جماعت مرتد ہو جائیگی اور اُن کے عقائد مین شکوک و شبہات داخل ہونگے اگر اس امر کو اہلبیت پیغمبر سے مخصوص رکھتے تو دو تلوارین باہمی مخالفت پر میان سے نہ نکلتین و قسم بخدا کہ اب یہ خلافت خلافت پیغمبر نہ رہے گی جو چاہے گا بقہر و غلبہ اُسپر متصرف ہو جائیگا اور وہ لوگ اسکی طمع کرینگے جو مطلق اہلیت نہ رکھتے ہونگے اور اسکی طلب مین خونریزیان واقع ہونگی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا فکان کما قال ابوذر ویسا ہی ہوا جیسا کہ ابوذر نے کہا تھا کہ معاویہ و یزید وغیرہ فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس تک اُسپر متصرف ہوئے یہ صرف اُسی روز کی کارروائی کا نتیجہ تھا۔ پس ابوذرؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ امر خلافت میرے بعد علیؑ کیلئے ہے پھر حسنؑ کے پھر حسینؑ کے لئے بعد ازان میری ذریۂ طاہرہ کے واسطے پس تمنے قول پیغمبر کو پس پشت ڈالا اور جو عہد آنحضرت سے کیا تھا اُسکو بھول گئے اور دنیا طلب کی اور آخرت باقی کو جسکا شباب پیری سے نہین بدلتا جسکی نعمات مین زوال کو راہ نہین جس مین غم ہے نہ موت دنیائے فانی اور ناچیز کی عوض بیچ ڈالا ٹھیک اسی طرح پر جیسے کہ امم سابقہ اپنے نبیون کے بعد کافر ہو گئے اور دین مین

تکلم ابوذر غفاری

تنبیہ مقداد بن اسود

تغیر و تبدل کیا پس عنقریب ہے کہ جو تُنے کیا ہے اُسکا مزہ چکھو اور اپنے فعلوں کا بدلا پاؤ وَمَا اللّٰہُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور اللہ بندون پر ظلم
کرنیوالا نہین۔ اِن کے بعد مقداد بن اسود اُٹھے اور کہا اے ابوبکر ظلم و ستم سے باز آ اور اِس معصیت سے تائب ہو اور گھر مین بیٹھکر اس پر
گریہ و بکا کر اور یہ امر اُسکے سپرد کر جو اسکے لئے اولے واحق ہے۔ بہ تحقیق کہ رسول اللہ نے خلافت علیؑ کا تجھ سے اقرار لیا ہے اور اُنکی بیعت
تیری گردن مین ہے اور تمکو جیش اسامہ مین مقرر کیا تا کہ معلوم ہو کہ تو اور تیرا مددگار عمر خلافت پیغمبر کی قابلیت نہین رکھتے۔ اور نیز تم دونو
کو غزوہ ذات السلاسل مین معدنِ شقاق و نفاق عمرو عاص کا محکوم کیا جسکی شان مین یہ آیہ نازل ہوئی اِن شانئک ھو الابتر کہ
اے محمد تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔ بتحقیق کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ آیہ عمرو کے حق مین آئی ہے باوجود اسکے عمرو کو تمپر امیر مقرر کیا اور اُس نے
تسے حفاظت و پاسبانی لشکر کا کام لیا اب تم پاسبانی سے حکمرانی کرنا چاہتے ہو اور خلیفہ بنتے ہو۔ ہان اے ابوبکر خدا سے ڈر اور اِس بارِ گران
سے اپنے تئین سبکدوش کر قبل اسکے کہ موقعہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے کہ زندگی مین اور مرنیکے بعد تیری سلامتی اسی مین ہے دنیا کے دون
کا فریفتہ نہو اور قریش اور غیر قریش سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ عنقریب زندگانی دنیا تمام ہو جائیگی اور تجھکو جزائے عمل بھگتنا پڑیگا۔ تجھکو بخوبی معلوم
ہے کہ رسول اللہ کے بعد خلافت علیؑ کا حق ہے اسکے حوالے کر کہ تیرا پردہ فاش نہو اور گناہ ہلکا اور خفیف رہے قسم بخدا کہ مینے حق نصیحت

تنبیہ بریدہ بن الحصیب

ادا کیا بشرطیکہ تو اسکو سُنے اور مانے وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور سب کاروبار خدا کی طرف لوٹنے والے ہین۔ پھر بریدہ بن الحصیب اسلمی اُٹھے
اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون حق کو باطل سے کیا پیش آیا اے ابوبکر تو بھول گیا یا جان بوجھکر بھولا بنگیا یا تیرے نفس نے تجھکو دھوکہ مین
ڈالا اور باطل کو تیری نظر مین آراستہ کیا۔ کیا تجھکو یاد نہین رہا کہ رسول اللہ نے اپنی حضور مین علیؑ کو ہمسے امیر المومنین کہلوایا اور وہ حضرت
اکثر اوقات فرماتے تھے کہ وہ امیر المومنین و قاتل القاسطین ہین اے ابوبکر خدا سے ڈر اور پیشتر اسکے کہ موقعہ تدارک نرہے جلد اس کا
تدارک کر اور اپنے تئین ہلاکت و تباہی مین نہ ڈال اور خلافت کو اُسکی طرف راجع کر جو تجھ سے زیادہ اسکی لیاقت رکھتا ہے اور اِس مین
ذرا دیر نہ کر کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ بہ تحقیق کہ مینے تجھکو خالص نصیحت کی اور راہِ نجات کو تجھپر روشن کیا فلا تکونن ظہیرا للمجرمین

تنبیہ عمار یاسر

پس تو اہل جرم و عصیان کا مددگار مت بن۔ جب بریدہ نے کلام تمام کیا تو عمار یاسر اُٹھے اور کہا اے گروہ مسلمین اور اے جماعت قریش تم اچھی
طرح جانتے ہو اور نہین جانتے تو اب جانو کہ اہلبیت نبی سب سے زیادہ اولے و انسب ہین اُنکی خلافت اور وراثت کے لئے اور دین کے
کامون اور مسلمانون کی نگہبانی کے لئے وہ محکم اور استوار ترین مردم ہین پس ابوبکر کو کہو کہ حق کو اہل حق پر رد کرے پیشتر اسکے کہ تمہاری
جمعیت مین تفرقہ اور تمہارے کام مین ضعف و سستی راہ پائے اور تمہارا دشمن مظفر اور تمہاری پراگندگی ظاہر ہو اور فتنہ تمہارے
درمیان بزرگ ہو اور تمہارا ایتلاف اختلاف کے ساتھ بدل جائے اور تمہارے دشمنون کو تم مین طمع کرنیکا موقعہ ملے۔ تم خوب جانتے ہو
کہ بنی ہاشم اِس کار کے لئے تمسے زیادہ شایان ہین اور علیؑ مرتضے بحکم خدا اور رسول تمہارے ولی امور ہین تمنے دیکھا ہے کہ رسول اللہ نے
تمہارے گھرون کے دروازے مسجد سے بند کر دئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا اور تم مین سے بہت سون نے فاطمہؑ کی خواستگاری کی
آنحضرت نے انکار کیا اور علیؑ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ مین شہر علم و حکمت ہون اور علیؑ اُسکا دروازہ

ہے جو چاہے کہ علم حاصل کرے اُسکو چاہیے کہ دروازہ کی راہ سے اس تک پہنچے۔ پس تم مشکلات امور مین آنحضرتؐ کے محتاج ہو اور وہ ہر امر مین
تم سے مستغنی و بے نیاز ہین کیا ہو گیا ہے تمہارے تئین کہ علیؑ سے مُنہ موڑتے ہو اور اُنکا حق ہضم کیا چاہتے ہو اور نعمات دائمی آخرت کو چھوڑ کر
زندگانی چند روزہ دنیا کو اختیار کرتے ہو فبئس للظالمین بدلا پس بُرا ہے بدلا ظالمون کا پس جو کچھ حقتعالے نے اُن کے لئے مقرر کیا ہے اُنکو
عطا کرو اور اصلا ایک طرف سے پشت نہ پھراؤ و لا ترتدوا علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین اپنے پچھلے پانو پر نہ پھرو کہ خائب و خاسر رہو گے۔ عمار یہ کہکر خاموش ہوئے

تنبیہ ابی ابن کعب

تھے کہ اُبی بن کعب انصاری اُٹھے اور کہا اے ابوبکر جو امر کہ حقتعالے نے دوسرون کے لئے مقرر کیا ہے اُسکا انکار نہ کر اور رسول اللہ کے اور
اُن کے برگزیدہ اور صفی کے حق مین سب سے پہلے عصیان و نافرمانی عمل مین نہ لا حق کو صاحبانِ حق کی طرف واپس کر کہ سلامتیِ دُنیا و آخرت
اسمین ہے اور ضلالت و گمراہی مین مت رہ تا کہ انجام کار ندامت نہ اُٹھائے اور توبہ کر کہ گناہ تیرے ہلکے ہون اور جس امر سے حقتعالے نے تجھے
خاص نہین کیا اسکو اپنے لئے مخصوص نہ بنا اور اُسکا وبال اپنے اوپر نہ لے بتحقیق کہ تو عنقریب دنیا سے مفارقت کریگا اور تیری بازگشت خدا
کی طرف ہوگی وہ سبحانہ تیرے گناہون پر تجھ سے مواخذہ کریگا۔ وما ربک بظلام للعبید اور تیرا خدا بندون پر ظلم کرنیوالا نہین۔ پس

تنبیہ خزیمہ بن ثابت

خزیمہ بن ثابت نے اُٹھکر کہا ایہا الناس تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے میری شہادت قبول کی اور اُسکو دو گواہون کے مقام پر رکھا۔
حاضرین نے کہا ہان ہم جانتے ہین خزیمہ نے کہا تو مین گواہی دیتا ہون کہ مینے رسول خدا سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اہل بیتی یفرقون بین
الحق والباطل وھم الائمۃ الذین یقتدی بھم کہ میری اہلبیت ہی حق و باطل کے درمیان فرق کرینگے اور وہ امام ہین جنکی پیروی کیجائے۔
جو کچھ مین جانتا تھا تمہارے سامنے بیان کیا وما علی الرسول الا البلاغ المبین رسول اور قاصد پر سوائے بلاغ ظاہر کے کچھ نہین۔ اُسکے

تنبیہ ابو الہیثم بن التیہان

بعد ابو الہیثم بن التیہان اُٹھے اور کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ نے بروز غدیر علیؑ کو اپنے پاس کھڑا کر کے جو کچھ اُن کے حق مین کہنا تھا
کہا تو اُسپر جماعۃ صحابہ مین اختلاف ہوا انصار بالاتفاق کہتے تھے کہ حضرت نے آپکو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا ہے بعض اُن کے برخلاف اسکے
قائل تھے کہ آپنے یہ بتلایا ہے کہ جسکا مین مولیٰ ہون علیؑ بھی اُسکا مولے ہے پس ہمنے کچھ لوگ اپنے درمیان سے رسول اللہ کی خدمت مین
بھیجے اُنہون نے جا کر یہ سوال کیا آپ نے فرمایا اُنہین کہدو کہ علیؑ امیر المومنین ہے میرے بعد اور تمام سے زیادہ نصیحت کرنیوالا امت کا ہے
جو میرے سامنے گذرا تھا مین اسکی گواہی دیتا ہون فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جو چاہے اس پر ایمان لائے ورنہ کافر ہو جائے
ان یوم الفصل کان میقاتا بیشک قیامت کا دن معین ہے جسمین حق و باطل مین تمیز ہو جائیگی۔ پھر سہل بن حنیف نے کلام شروع کیا بعد حمد

تنبیہ سہل بن حنیف

و ثنائے الٰہی و درود بر رسالت پناہی کہا اے معشر قریش میری بات سُنو اور اسکو مانو مین شہادت دیتا ہون کہ مینے رسول اللہ کو اِس مقام پر
اشارہ کیا طرف روضہ مقدسہ کے دیکھا کہ علیؑ کا ہاتھ آنحضرت کے ہاتھ مین تھا اور فرماتے تھے ھذا علی امامکم من بعدی و اول من
یصافحنی علی حوضی فطوبی لمن اتبعہ و نصرہ والویل لمن تخلف عنہ و خذلہ کہ یہ علیؑ تمہارے امام ہین میرے بعد سب سے پہلے میری ساتھ
حوض کوثر پر مصافحہ کرینگے۔ پس خوشحال اُسکا جو اُنکی پیروی کرے اور مددگار ہو اور عذاب ہے اُس شخص کے لئے کہ اُنسے تخلف کرے
اور نصرت سے دست بردار ہو۔ پھر سہیل کے بھائی عثمان بن حنیف نے کہا ہمنے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ کہتے تھے میرے اہلبیت

محمد بن حنفیہ

ستارہ ہائے زمین ہین اُن پر پیش قدمی نکرو کیونکہ والیانِ امت میرے بعد وہ ہین حاضرین سے ایک شخص نے اُٹھکر کہا یا رسول اللہ آپ کے اہلبیت سے وہ کون کون اشخاص ہین جنکی آپ یہ صفت فرماتے ہین فرمایا علیؑ اور اسکی اولاد طاہرین پس حضرت نے دوازدہ امام سے ہر ایک کا نام بتلایا پس اے ابوبکر تو پہلا شخص نہو کہ آنحضرت کی امانت مین خیانت کرے درانحالیکہ تم واقف اور دانا ہو۔ بعد ازان ابو ایوب انصاری صاحب منزل رسول اللہ اٹھے اور کہا اے بندگانِ خدا خدا کا خوف کرو اور جو کچھ اہلبیتِ پیغمبر کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اُسمین حائل نہو بتحقیق کہ تمنے بہی مختلف اوقات اور متعدد مقامات مین وہی سُنا ہے جو کچھ ہمارے اِن بھائیون نے پیغمبرِ خدا سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے اہلبیت میرے بعد تمہارے امام و پیشوا ہین اور علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ هذا امیر البررة وقاتل الکفرة مخذول من خذله ومنصور من نصره کہ یہ امیر ابرار ہے اور قاتل کفار و فجار اسکا نصرت کرنیوالا منصور ہے اور تارک نصرت مخذول ہے پس اس ظلم سے توبہ کرو حقتعالے کی طرف ان اللّٰه هو التواب الرحیم ولا تولوا عنه معرضین بتحقیق کہ حقتعالے توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم ہے اس سے اعراض اور روگردانی نہ کرو۔ **مروی** ہے کہ جب یہ بارہ حضرات اپنی اپنی تقریرین پوری کر چکے تو اورون کو بھی جرأت ہوئی اور اُنہون نے بھی کلام کئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ ابوبکر ممبر پر بیٹھے ہوئے تھے یہ تقریرین سُنکر مبہوت و حیران رہ گئے اور کچھ جواب ندے سکے اور کہا تو یہ کہا ولیتکم ولست بخیرکم اقیلونی اقیلونی مین تمپر والی ہوا ہون درانحالیکہ مین تمسے بہتر نہین ہون مجھکو اس خلافت سے نکالو۔ بروایت ابنِ ابی الحدید وغیرہ[۱] علمار اہلسنت آپ نے یہ خطبہ اسطرح فرمایا لست بخیرکم وعلیٌّ فیکم کہ مین تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان ہین۔ حضرت امیر علیہ السلام بھی اپنے خطبہ شقشقیہ مین اسکی طرف اشارہ فرماتے ہین فیا عجبا بینا هو یستقیلها فی حیوته اذ عقدها لأخر بعد وفاته تعجب ہے کہ ابوبکر اپنی زندگی مین تو اپنے تئین شائستہ خلافت نہ جانتا تھا اور اس سے اقالہ چاہتا تھا مگر مرنے کے وقت اسکو اور کے لئے یعنی عمر کے لئے مقرر کر گیا۔ القصہ جب حضرت عمر نے ابوبکر کو سرِ منبر اقیلونی اقیلونی کہتے سُنا تو نہایت متردد ہوئے کہ مبادا کار ہاتھ سے نکل جائے اور ایسی جگہہ خلافت چلی جائے جہان سے نکلنا مشکل ہو یعنی اہلبیت علیہم السلام تک پہنچ جائے پس بہت جلد اسکے تدارک کی طرف متوجہ ہوئے اور بکمال غیظ و غضب مین اُٹھکر کہا انزل عنها یالکع اے لئیم ناکس ممبر سے نیچے اُتر اذا کنت لا تقوم بحج قریش لم اقمت نفسك هذا المقام اگر تجھکو قریش کی حجتون کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو کیون اس جگہہ بیٹھا تھا۔ قسم بخدا کہ مینے ارادہ کر لیا ہے کہ تجھکو خلافت سے خلع کرون اور سالم مولائے ابی حذیفہ کو اس مقام پر نصب فرماؤن ابوبکر خاموش اور محزون ممبر سے اُتر آئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے گھر کو چلے گئے اور فکرمند تھے کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو تین روز تک مسجد مین آکر قدم نہین رکھا اور اسی اُدھیڑبُن مین رہے کہ کیا کرین چوتھے روز خالد ولید ایک ہزار جوان لیکر خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کس فکر مین سو رہے ہو اُٹھو دیکھو بنی ہاشم نے دندان طمع اس کار کے لئے تیز کر لئے ہین۔ پھر معاذ بن جبل ہزار مرد سے آئے اور سالم مولائی ابی حذیفہ

[۱] مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین فرماتے ہین کہ حدیث استقالہ کو اہلسنت سے طبری نے اپنی تاریخ مین اور بلاذری نے انساب الاشراف مین اور سمعانی نے فضائل مین اور ابو عبیدہ نے بعض تصنیفات مین روایت کیا ہے اور فخر رازی نے نہایۃ العقول مین اسکی صحت مین قدح نہین کی بلکہ ادعائے ضعیف ہونے سے اسکی تردید کی ہے اور اسکا کلام اسکی صحت پر حجت کافی ہے۔ ۱۲

اسیقدر لشکر لے آئے پھر تو لوگ ہر طرف سے آنے لگے بحدیکہ چار ہزار کا جمگھٹا ہو گیا اُسوقت حضرت عمر شمشیر برہنہ لیکر آگے آگے ہوئے اور خلیفہ اول مع اُس جمِ غفیر کے اُن کے پیچھے اور اس کر و فر کے ساتھ داخل مسجد رسول اللہ ہوئے عمر نے کہا اے اصحاب علیؑ اگر تم سے کسی نے آج اس طرح کا کلام کیا جیساکہ اس روز کیا تو قسم بخدا کہ اس تلوار سے اُسکا سر اُڑا دونگا خالد سعید کو یہ سُنکر تاب نہ رہی کہا اے پسر صہاک حبشیہ تو ہمکو تلوار سے ڈراتا اور اپنی کثرت پر نازان ہے قسم بخدا کہ ہماری تلوارین تمہاری تلوارون سے تیز ہین اور ہم گو تعداد مین تمسے کم ہین لیکن چونکہ حجتِ خدا ہمارے درمیان ہے زیادہ ہین قسم بخدا کہ اگر امام علیہ السلام نے ہمکو جنگ و جدل سے منع نکیا ہوتا تو مین تلوار کھینچتا اور راہِ خدا مین تمپر جہاد کرتا جیسا کہ جو کچھ ہمپر واجب ہے ادا ہو جاتا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے خالد بیٹھ جا کہ حقتعالے کے نزدیک تیرا رتبہ بلند ہوا اور سعی مشکور ہوئی۔ پس خالد بیٹھ گئے اور سلمانؓ نے اُٹھکر کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر مینے رسول اللہ سے سُنا ہے اگر جھوٹ کہتا ہون تو دونو کانون سے بہرا ہو جاؤن کہ فرماتے تھے ایک وقت ہوگا کہ میرا ابن عم اور میرا بھائی معہ چند نفر اپنے اصحاب کے اس مسجد مین بیٹھا ہوگا اُسوقت اُسپر ایک جماعت سگانِ جہنم کی بارادہ اُن کے قتل کے ہجوم کرے گی مجھکو اسمین ذرا شک نہین کہ تم وہی لوگ ہو کہ تلوارین لیکر ابن عم رسول اللہ کے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو عمر کو یہ سُنکر غصہ آیا اور جھپٹ کر چاہتے تھے کہ سلمان پر حملہ کرین امیر المومنین نے آگے بڑھکر گریبان پکڑا اور انکو زمین پر پچھاڑا اور فرمایا اے پسر صہاک حبشیہ اگر حکم خدا اسطرح پر نہوتا اور مینے رسول اللہ سے عہد نکیا ہوتا تو تجھکو دکھلا دیتا کہ ہم مین سے کسکے مددگار ضعیف ہین اور کسکے قوی اور کون تعداد مین زیادہ ہے اور کون کم۔ پھر اپنے اصحاب سے کہا رحمتِ خدا ہو تمپر اپنے اپنے گھر کو چلے جاؤ قسم بخدا کہ مین اب مسجد مین نہ آؤنگا مگر اسطرح جیسے کہ موسیٰ و ہارون داخل ہوئے جبکہ اُن کے اصحاب نے اُن سے کہا اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون کہ جاؤ تم اور تمہارا رب جنگ کرو ہم یہان بیٹھے ہین قسم بخدا کہ اب مین مسجد مین نہ آؤنگا مگر زیارت پیغمبر کے لئے یا جب کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکے حل کرنیکے واسطے کیونکہ مجھکو جائز نہین کہ امت کو حیران و سرگردان چھوڑون اور راہِ راست نہ دکھلاؤن۔ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار مین بعد نقل حدیث مذکور کتاب کشف الیقین سے نقل کرتے ہین کہ حدیث بارہ اصحاب کی ابوبکر کی خلافت پر انکار کرنیکی جیسے شیعون کے یہان متواترات سے ہے ایسا ہی اسکو اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے اگر راویانِ شیعہ ہی اسکو روایت کرتے اور سُنی نکرتے تو ہم اسکو اپنی کتاب مین نقل نہ کرتے کیونکہ ہمارے اصحاب اپنے مخالفین کے نزدیک متہم ہین مگر انمین سے احمد بن محمد الطبری معروف بخلیلی نے اپنے رواۃ و رجال سے اسکو نقل کیا ہے۔ اور محمد بن جریر الطبری صاحب التاریخ نے کتاب مناقب الائمہ مین روایت کیا ہے چنانچہ عبارت محمد بن جریر کی یہ ہے خبر الاثنی عشر الذین انکروا علی ابی بکر جلوسه فی مجلس رسول الله حدثنا ابو علی الحسن بن علی بن النخاس الکوفی العدل الاسدی قال حدثنا احمد بن ابی الحسین العامری قال حدثنی عمی ابو معمر شعبة بن خیثم الاسدی قال حدثنی عثمان الاعشی عن زید بن وهب یعنی حدیث بارہ شخصون کی جنہون نے ابوبکر پر اُسکے رسول اللہ کی جگہہ بیٹھ جانے کی وجہ سے رد و انکار کیا روایت کیا ہے اسکو ہمسے ابو علی حسن بن علی بن نخاس کوفی عدل اسدی نے کہا اُس نے روایت کیا ہے اسکو مجھ سے احمد بن ابی الحسین عامری نے اور کہا اُس نے روایت کیا ہے مجھ سے

میرے چچا ابو معمر شعبہ بن ہیثم اسدی نے اور کہا حدیث کیا ہے مجھ سے عثمان اعشی نے اور اُس نے زید بن وہب سے پس طبری مذکور نے آخر حدیث تک اسکو اسی طرح نقل کیا ہے جیساکہ ہم لکھ چکے سوائے تھوڑے سے فرق کے ۔

ردّ و انکار حضرت حسنؑ مجتبیٰ بر خلیفہ اوّل

امام حسن علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو ممبر پر اپنے جد امجد رسول اللہ کی جگھہ پر آنحضرت کے بعد اُن کے پدر عالیمقدار جناب حیدر کرار کیلیے مقرر تھی بیٹھا دیکھکر ردّ و انکار فرمایا بزرگان اہل سُنّت نے اسکو نقل کیا ہے ابن حجر مکی ہیتمی کہ متعصبین اہل سنت سے ہے صواعق محرقہ مین لکھتا ہے اخرج الدارقطنی ان الحسن جاء الیٰ ابی بکر وھو علیٰ منبر رسول اللہ کہ دارقطنی نے اس حدیث کو اخراج کیا ہے کہ حسنؑ بن علی علیہما السلام ابوبکر کے پاس آئے جبکہ وہ ممبر رسول اللہ پر بیٹھے تھے فقال انزل عن مجلس ابی اور فرمایا میرے باپ کی بیٹھنے کی جگھہ سے نیچے اُتر فقال صدقت واللہ انہ مجلس ابیک لا مجلس ابی ابوبکر نے کہا تم راست کہتے ہو قسم بخدا کہ یہ تمہارے باپ کی جگھہ ہے میرے باپ کی نہین ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی پھر انکو لیکر اپنی گود مین بٹھا لیا اور رونے لگے فقال علی اما واللہ ما کان عن رأیی فقال صدقت واللہ ما اتھمتک علی علیہ السلام نے کہا قسم بخدا کہ حسنؑ کا یہ کلام میری صلاح اور میری رائے سے نہ تھا ابوبکر نے کہا راست کہتے ہو قسم بخدا کہ مین تمکو اسکی تہمت نہین لگاتا اس آخری گفتگو کے بڑھانے سے غالباً راوی حدیث کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہوگا کہ حضرت امیر ابوبکر کے رسول اللہ کی جانشین ہونے پر ناخوش نہ تھے کہ اُنہون نے اپنی برأت فرمائی ۔ سو حاشا شاہ عن ذلک ۔ اس معاملے مین جو کچھ آپ کی کیفیت تھی وہ آنحضرت کے گذشتہ و آئندہ حالات کے دیکھنے سے بخوبی عیان ہے اور اس فقرے سے بھی اسیقدر ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسنؑ نے اُسوقت جو کچھ کہا وہ حضرت کے اشارہ سے نہ تھا اور فقط اسی کا آپنے انکار کیا **بالجملہ** شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ مین رقمطراز ہین کہ امام حسنؑ کی یہ حرکت طفلانہ تھی اطفال کا قاعدہ ہے کہ اپنے بزرگ کی جگھہ کسی غیر شخص کو بٹھا یا اُسکی کسی شے کو استعمال کرتا دیکھکر ایسا کیا کرتے ہین ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مناقب عالیہ اہلبیتِ عصمت و طہارت کہ جنمین وہ حضرات عامہ خلائق سے مستثنیٰ و ممتاز ہین اور وہ کتب اہلسنت مین بکثرت موجود ہین شاہ صاحب نے اسمقام پر بالکل بھلا دی ہین یا دیدہ و دانستہ اُنسے چشم پوشی کرلی ۔ ورنہ حضرت امام حسنؑ کے فعل کو حرکت طفلانہ سے نسبت نہ دیتے ۔ مشہور ہے کہ حضرت امیرؑ فرماتے تھے نحن اھل بیت لا نقاس بالناس ما عاداناا بیت الاخوب مانع علینا کلب الا وجرب کہ ہم اہلبیت کا قیاس اور آدمیون پر نہین ہوسکتا کسی خاندان نے ہمسے دشمنی نہین کی مگر یہ کہ وہ تباہ و برباد ہوگیا اور کوئی کتا ہمپر نہین بھونکا الا گر گین ہوا ۔ اور صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے منقول ہے قال اخذ الحسن ابن علی تمرۃ من تمرۃ الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال النبی کخ کخ لیطرحھا ثم قال لا شعرت انا لا ناکل الصدقۃ یعنی کہا اُس نے کہ امام حسنؑ نے ایک خرما صدقات کے خرمون سے اُٹھا کر منہہ مین رکھ لیا تھا رسولخدا نے اُنکو فرمایا کخ کخ تاکہ اسکو گرا دین پھر فرمایا نہین جانتا تو کہ ہم اہلبیت پر صدقہ حرام ہے شراح بخاری نے اسپر مناقشہ کیا ہے کہ امام حسنؑ اُسوقت صغیر السن و غیر مکلف تھے پس

ے گرگین صاحب خارش ۔ ۱۲ ◆◆◆

پس حضرت رسولخدا نے کیونکر فرمایا اَمَا تَعلَمُ اور منع کیا اُنکے تئین پھر جواب اس مناقشہ کا خود ہی اسطرح پر دیا ہے کہ حضرت کا یہ ارشاد بہت درست و بجا تھا کسلیے کہ امام حسن علیہ السلام اسوقت بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے تھے ۔ کما صرح بہ ابن حجر العسقلانی پس جو شخص شیر خوارگی سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرے اسکے افعال طفلانہ کیونکر ہوسکتے ہین ۔ ہم اس مقام پر ایک روایت ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ کی زبانی اور سُناتے ہین جس سے ثابت ہے کہ حضرت ائمہ معصومین علیہم السلام کے لیے کم سن اور مُسن ہونا کوئی تفاوت کا باعث نہ تھا اُنسے ہر حال مین فضل و کمالات ظاہر ہوتے رہتے تھے ۔ صواعق محرقہ کی فصل سوم باب یازدہم مین حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے حال مین لکھا ہے کہ وہ حضرت اپنے والد ماجد کے وفات کے ایک سال بعد اتفاقاً ایک روز بغداد کے ایک کوچہ مین کھڑے تھے اور کچھ لڑکے وہان کھیل رہے تھے اسوقت سنِ مبارک نو سال کا تھا کہ یکایک مامون رشید کی سواری وہان آئی اور لڑکے تو دیکھکر بھاگ گئے لیکن حضرت بدستور کھڑے رہے قدرتِ خدا سے مامون کے دل مین آپ کی محبت پڑگئی اور اُس نے پاس آکر کہا لڑکے تم اورون کے ساتھ کیون نہ بھاگے فرمایا اے امیر راستہ تنگ نہ تھا کہ مین چھوڑ دیتا نیز کوئی جرم مینے نہین کیا تھا کہ اُسکے خوف سے بھاگتا اور تیری طرف سے بھی گمان نہ تھا کہ بغیر گناہ ستائیگا مامون کو یہ جواب بہت پسند آیا پوچھا صاحبزادے تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے فرمایا محمد بن علی الرضا ۔ مامون نے کہا رحمتِ خدا ہو اُنپر یہ کہکر گھوڑا بڑھایا اُسکے ساتھ باز شکاری تھے صحرا مین جاکر ایک باز کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہوگیا تھوڑی دیر مین جو واپس آیا تو ایک چھوٹی مچھلی اُسکی چونچ مین تھی جسمین ہنوز رمق جان باقی تھی مامون کو بہت حیرت ہوئی شہر مین واپس آیا تو لڑکے بدستور اُس کوچہ مین کھیل رہے تھے اور امام محمد تقیؑ اُنکے پاس کھڑے تھے اُسکو دیکھکر پھر بھاگے پس مامون نے حضرت کے پاس آکر کہا اے محمد ہمارے ہاتھ مین کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا ان اللہ خلق فی بحر قدرتہ سمکاً صغاراً تصیدھا بزاۃ الملوک والخلفاء فیختبر بھا سلالۃ اھل بیت المصطفیٰ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے بحر قدرت مین ماہیان خورد پیدا کین جنکو سلاطین و خلفا کے شکاری جانور شکار کرتے ہین اور وہ اُنسے سلالہ اہلبیتِ مصطفےٰ کو امتحان کرتے ہین مامون نے کہا انت ابن الرضا حقاً تم بیشک پسر امام رضا ہو پھر آنحضرت کو اپنے ساتھ لیلیا اور احسان و اکرام کرتا تھا اُنکے ساتھ اور غایت درجہ تعظیم آنحضرت کی بجالاتا اور بوجہ اس فضل و کمال کے کہ اس خورد سالی مین آنحضرت سے دیکھا تھا ارادہ کیا کہ اپنی دختر ام الفضل کا نکاح اُنسے کردے عباسیون نے یہ سُنا تو مانع آئے اور ڈرے کہ جسطرح امام رضا کو ولی عہد کر دیا تھا مبادا مامون محمد تقیؑ کو بھی ولی عہد نہ کردے مامون نے کہا کہ مینے اسکو دین وجہ اختیار کیا ہے کہ وہ باوجود صغیر سن کے تمام اہل علم و فضل پر فضیلت و فوقیت رکھتا ہے اُنہون نے اسمین نزاع کیا اور نہ مانا اور کہا کہ ہم کسی کو اُن کے پاس بھیجکر امتحان و آزمایش کرینگے پس یحییٰ بن اکثم کو بھیجا اور وعدہ زر و مال کیا اُسکے ساتھ اگر آنحضرت کے تئین بند اور لاجواب کردے پس مامون نے حکم کیا کہ فرش بچھائین اور مسند آراستہ کرین اُسپر آنحضرت کے تئین بٹھلایا اور یحییٰ نے بہت سے سوالات آپ سے کیے آپنے سب کے جواب باصواب دیے کہ مامون کو بھی پسند آئے اور اُس نے صدائے احسنت و آفرین بلند کی پھر عرض کی اے ابوجعفر اگر مناسب سمجھین تو آپ بھی کوئی سوال یحییٰ سے کرین حضرت نے فرمایا کیا کہتا ہے تو اے یحییٰ اُس عورت کے بارے مین کہ ایک مرد نے صبح کو اُسکو دیکھا تو

اُسپر حرام تھی جب دن چڑھا تو حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت حرام ہوئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی بعد ازان مغرب کے وقت حرام ہوئی اور عشا کے وقت حلال ہوئی پھر نصف شب مین حرام ہوئی اور طلوع صبح پر حلال ہوگئی یہ عورت کون تھی اور کس طرح اس مرد پر اتنی دفعہ حرام و حلال ہوئی یحیی حیران رہ گیا اور کہا مین جواب اس مسئلہ کا نہین جانتا حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ایک کنیز تھی کہ ایک مرد اجنبی نے اُسکی طرف بشہوت نگاہ کی تو وہ حرام تھی۔ کچھ دن چڑھے اُس نے اسکو خرید لیا تو حلال ہوگئی ظہر کے وقت آزاد کر دیا حرام ہوگئی عصر کے وقت اُس سے نکاح کر لیا حلال ہوئی مغرب کو اُس سے ظہار کیا حرام ہوگئی عشا کیوقت کفارۂ ظہار ادا کر دیا حلال ہوگئی نصف شب کو طلاق رجعی دیا حرام طلوع فجر کے وقت رجوع کر لیا حلال ہوگئی مامون نے عباسیون سے کہا دیکھا تمنے اور جان گئے وہ امر کہ جسکے منکر تھے اور اسی مجلس مین اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آنحضرت کے ساتھ کر دیا۔ الغرض جیسا امام حسن علیہ السلام نے خلیفہ اوّل پر سر منبر ردّ و انکار کیا اسیطرح جناب سید الشہدا نے خلیفہ ثانی پر اُن کے عہد خلافت مین سر ممبر اعتراض و انکار فرمایا اور کہا ہمارے باپ کے ممبر سے اُتر عمر نے کہا درست کہتے ہو تمہارے باپ کا ممبر ہے میرے باپ کا نہین پھر پوچھا کس نے تمکو اس کا امر کیا ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا کہ کسی نے انکو نہین کہا یہ روایت تاریخ الخلفا کی ہے لیکن ازالۃ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ آپ ممبر پر چڑھ گئے اور فرمایا انزل عن منبر ابی واذهب الی منبر ابیک کہ میرے باپ کے ممبر سے اُترو اور اپنے باپ کے ممبر پر جاکر خطبہ کہو عمر نے کہا میرے باپ کا کوئی ممبر نہین ہے کہان جاؤن یہ کہکر حضرت کو اپنے پاس بٹھا لیا اور پس از تمام خطبہ انکو اپنے ساتھ گھر لیگئے اور وہان پوچھا کہ کس نے تمکو یہ تعلیم کیا تھا آپ نے قسمیہ فرمایا کہ مجھکو کسی نے نہین تعلیم کیا پس عمر خوشامد کی باتین کرنے لگے کہ اے فرزند تم یہان آیا کرو امام حسینؑ فرماتے ہین کہ مین اُن کے کہنے کے بموجب ایک روز اُن کے گھر پر گیا تو وہ معاویہ کے ساتھ خلوت مین تھے عبد اللہ عمر نے اندر جانیکی اجازت طلب کی اجازت ندی وہ لوٹ گئے مین بھی یہ دیکھکر واپس چلا آیا پھر جو عمر ملے اور کہنے لگے کہ تم نہ آئے مینے کہا مین گیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت مین باتین کر رہے تھے مین پلٹ آیا۔ کہا تم اطلاع کراتے تمکو اس سے کیا نسبت تھی۔ پھر فرمایا صاحبزادے جو بال ہمارے سرون پر ہین یا خدا نے اگائے ہین یا تمنے و بروایت صواعق محرقہ کہا هل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوك ای الرفعة ما نلنا الا به آیا ہمارے سرون کے بال سوائے تمہارے پدر بزرگوار کے کسی اور نے بھی اُگائے ہین۔ مراد یہ کہ جو مرتبہ رفیع و بلند ہمکو حاصل ہوا ہے صرف تمہارے باپ کے سبب ہوا ہے یہ کلام حق تھا کہ حضرت عمر کی زبان پر جاری ہوا گویہ زبانی ہی زبانی جمع خرچ تھا دل مین اسکا اثر نہ تھا نہین تو خلافت کیون ہضم کر بیٹھتے۔ اور نیز اہلسنت نے روایت کیا ہے کہ عمر ایک مرتبہ اموال غنیمت تقسیم کر رہے تھے حسنین علیہما السلام کو کچھ زیادہ اور عبد اللہ ابن عمر اپنے بیٹے کو کم دیا عبد اللہ نے اعتراض کیا کہ مجھکو انسے کم دیتے ہو حالانکہ مین رسول اللہ کے زمانہ سے صاحب سیف و جہاد ہون اور انہون نے مدینہ سے قدم باہر نہین رکھا۔ عمر نے کہا خاموش رہ تجھے اِن سے کیا نسبت ہے نہ تیرا باپ اِن کے باپ کے برابر ہے نہ ماں انکی ماں کی ہمسر علی ہذا تیرے جدّ و جدّہ و عمّو و عمّہ و خال و خالہ کو اِن کے جدّ و جدّہ و عمّو و عمّہ و خال و خالہ سے کچھ مناسبت نہین تحقیق کہ اِن کے باپ علیؑ ابن ابیطالب ہین ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ جد رسول اللہ جدّہ خدیجۃ الکبریٰ چچا جعفر طیار عمّہ ام ہانی جسکے گھر سے آنحضرت کو معراج ہوئی ماموں ابراہیم پسر رسول اللہ

خالہ زینب و ام کلثوم و رقیہ بنات رسولخدا ہین ابن عمر یہ سنکر پشیمان ہوا اور کچھ نہ بولا۔ لیکن کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جب علی ابن ابیطالب حضرت عمر سے بقول خود عمر افضل تھے تو وہ کسلئے حق بحقدار نہین پہنچاتے تھے اور کیون خلافت پر آپ متصرف تھے۔

احتجاج امیر المومنین علیہ السلام با ابوبکر

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابوبکر پر کار خلافت استوار ہوگیا تو ہر چند حضرت امیرؑ کے ساتھ کشادہ روئی اور انبساط کرتے مگر وہ حضرت گرفتہ خاطر و منقبض رہتے تھے بنابران انہون نے ارادہ کیا کہ عذر خواہی کر کے یہ کبیدگی حضرت کے دل سے دور کرین پس ایک موقعہ خلوت و تنہائی کا دیکھکر حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے اور کہا اے ابوالحسنؑ مجھکو امر خلافت مین رغبت نہین نہ مین اسکی حرص رکھتا تھا نہ مجھکو اپنے اوپر بھروسہ تھا کہ اسکا انصرام کر سکونگا۔ کیا وجہ ہے کہ تمکو اپنے سے آزردہ اور دلگیر پاتا ہون حضرت نے فرمایا اگر تجھکو اس کام مین رغبت نہین اور اپنے تئین اسکے لائق نہین جانتا تو کیون یہ بوجھ اپنے اوپر لے رکھا ہے کہا مینے رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلال کہ حقتعالے میری امت کو ضلالت و گمراہی پر جمع نہ کریگا جب دیکھا کہ مسلمانون نے مجھپر اجماع کیا تو پیغمبر کی اطاعت کی اور خلافت قبول کر لی اگر جانتا کہ کوئی مخالف ہے تو راضی نہوتا حضرت امیر المومنین نے کہا تو جو کہتا ہے کہ اجماع امت ہو گیا تو کیا تیرے نزدیک مین امت پیغمبرؐ سے نہین یا سلمان و عمار و ابوذر و مقداد وغیرہ ہم امت سے نہین یا سعد بن عبادہ اور اُسکے توابع و لواحقین امت مین داخل نہین ابوبکر نے کہا یہ سب داخل امت ہین حضرتؐ نے فرمایا تو پھر کسطرح اس حدیث سے تمسک کرتا ہے اور دعوئے اجماع اپنی خلافت پر کرتا ہے۔ ابوبکر نے کہا مجھکو تمہاری مخالفت کی خبر نہ تھی یہانتک کہ یہ امر مجھپر قرار پا گیا اسوقت اگر اپنے تئین اس سے خلع کرتا تو خوف تھا کہ لوگ مرتد نہو جائین اور فتنہ برپا ہو کہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کر ڈالین۔ اسلئے اسکو قبول کیا اور سمجھا کہ تم بھی راضی نہو گے کہ ایسا فتنہ برانگیختہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ اب بتلا کہ اس کام کا استحقاق کسکو ہے ابوبکر نے کہا جسمین نصیحت و وفا و دفع مداہنہ و محابا ہو اور حسن سیرت کے ساتھ عدل و انصاف سے موصوف ہو اور علم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور خطاب فاصل رکھتا ہو اور دنیا سے زاہد اور قلیل الرغبۃ ہو مظلوم مسکین کی داد ظالم سے لے اور بعید کا قریب سے انصاف کرے حضرتؑ نے فرمایا اور نیز جو اسلام مین سابقہ اور رسول اللہ سے قرب و قرابت رکھتا ہو ابوبکر نے کہا ہان۔ حضرت نے فرمایا تو تجھکو قسم ہے حق تعالے کی کہ سچ کہنا یہ صفات تجھ مین ہین یا مجھ مین کہا یا علیؑ تم مین۔ اُس وقت حضرت نے اپنے فضائل ایک ایک کرکے گنوانے شروع کئے ہر ایک فضیلت مین آپ کو قسم دیکر پوچھتے کہ آیا یہ وصف تجھ مین ہے یا مجھ مین وہ کہتے تم مین پس فرمایا مین سب سے پہلے اسلام لایا یا تو مین اہل موسم کے پاس سورہ برات لیکر گیا یا تو ہجرت کیوقت مینے اپنی جان کو آنحضرت کا وقایہ بنایا یا تو نے۔ آیہ زکوۃ انگشتری مین خدا و رسولؐ کے ساتھ ولایت مومنین میرے لئے آئی یا تیرے لئے۔ بروز غدیر رسول اللہ نے ہر مومن و مومنہ کا مولی مجھکو کہا یا تجھکو وزارت پیغمبر بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے میرے لئے مقرر ہوئی یا تیرے لئے رسولخدا مباہلہ نصاریٰ نجران کے لئے مجھکو اور میرے اہلبیت کو لیگئے تھے یا تجھکو عبا کو بروز کساء آنحضرت نے میرے اور میرے اہلبیت کے اوپر ڈالکر کہا اللهم هؤلاء اهل بیتی پروردگارا یہ میرے اہلبیت ہین یا تیرے اوپر آیہ مبارکہ یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شره

مستطیرا کہ وفا کرتے ہین وہ نذر کے تئین اور ڈرتے ہین اُس روز سے کہ اُسکی بدی ظاہر ہے میرے اور میرے اہلبیت کے حق مین نازل ہوئی یا تیرے۔ آیا مین ہون وہ شخص کہ بروزِ احد آسمان سے اُسکے لئے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار کی آواز سنائی دی یا تو ہے۔ آفتاب نے میرے لئے آسمان پر رجعت کی یا تیرے لئے مجھکو بروز خیبر رسول اللہ نے بولائے فتح عطا کیا تھا یا تجھکو تو نے بروز خندق عمرو بن عبد ود کو قتل کر کے رسول اللہ اور مسلمانون کے دلون سے فکر و تردد کو دور کیا تھا یا مینے۔ تو رسول اللہ کی طرف سے جنات کے پاس پیغام لیکر گیا اور اُسکو انجام کو پہنچایا یا مین۔ تیرے آبا و اجداد کو رسول اللہ نے آدم سے لیکر عبد المطلب تک تمام کو زنا و سفاح سے پاک تبلایا یا میرے آبا و اجداد کو۔ آنحضرت نے فاطمہ زہرا کا نکاح خدا کے حکم کے موافق تیرے ساتھ کیا یا میرے ساتھ کیا۔ حسنؑ و حسینؑ دو ریحانہ رسول اللہ کا مین باپ ہون یا کہ تو۔ کہ فرمایا اُن کے حق مین ہذان سیدا شباب اہل الجنۃ و ابوہما خیر منہما یہ دونو سید و سردار ہین جوانانِ بہشت کے اور انکا باپ ان دونو سے بہتر ہے۔ تیرے بھائی کو خدا نے جنت مین دو پر عطا کیے کہ اُنسے ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہین یا میرے بھائی کو۔ آیا مین ضامن قرض پیغمبر ہوا کہ موسم حج مین اُسکے ادا کی منادی کی یا تو۔ تجھکو رسول اللہ نے گوشت طیر کے کھانیکے لئے احب خلق کہکر خدا سے طلب کیا یا مجھکو۔ تجھکو رسول اللہ نے تاویل قرآن پر جنگ کرنے اور ناکثین و قاسطین و مارقین کے قتل کرنیکی بشارت دی یا مجھکو۔ مینے آنحضرت کا آخری کلام سنا اور غسل و کفن کر کے دفن کیا یا تو نے۔ رسول اللہ نے علم قضا مجھکو سکھایا اور اقضاکم علی فرمایا یا تجھکو سکھایا۔ میرے لئے اصحاب کو حکم دیا کہ بلفظ امیر المومنین اُسپر سلام کرین یا تیرے لئے آیا پیغمبر خدا سے زیادہ قرابت تو رکھتا ہے یا مین۔ تجھکو بوقتِ حاجت حقتعالے نے دینار عنایت کیے کہ جبرئیل ناتہ بیچ گئے اور میکائیل خرید لے گئے کہ مجھکو۔ اُسوقت ابوبکر رونے لگے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو رسول اللہ نے بوقت کسرِ اصنام کعبہ اپنے دوشِ مبارک پر سوار کیا اور اتنا بلند فرمایا کہ اگر چاہتا تو اپنا ہاتھ آسمان پر پہنچا سکتا تھا یا تجھکو۔ آیا تجھ سے رسول اللہ نے فرمایا انت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ کہ تو دنیا و آخرت مین میرا علمدار ہے یا مجھ سے۔ تیرا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رکھا جبکہ تمام دروازون کے بند کرنیکا حکم پہنچا یا میرا دروازہ آیا تو نے صدقہ دیکر رسول اللہ کے ساتھ باتین کرنیکی عزت پائی جبکہ آیہ نجوی نازل ہوئی یا مینے تا اینکہ عتاب الٰہی مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجویکم صدقات آیا تم ڈر گئے کہ اپنی راز داری کرنے سے پہلے تمکو صدقہ دینا پڑا۔ اور رسول اللہ نے بوقت تزویج فاطمہ تیرے حق مین یہ فرمایا زوجتک اول الناس ایمانا وارجحہم اسلام یعنے اے فاطمہ مینے تجھکو اُس شخص کے ساتھ تزویج کیا ہے جو ایمان لانے مین سب سے اول ہے اور اُسکا اسلام تمام سے راجح تر ہے یا میرے حق مین اے ابوبکر تجھکو قسم ہے حق سبحانہ تعالے کی کہ آیا رسول اللہ نے الحق مع علی و علی مع الحق لا یفترقان حتی یردا علی الحوض کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ یہ دونو جدا نہون گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرین۔ تیرے حق مین ارشاد کیا یا میرے حق مین پس حضرت شمار فضائل کرتے اور ابوبکر آپ کی تصدیق کرتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ واقعی یہی امور ہین جنسے آدمی ریاستِ امت کے لائق ہوتا ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر پھر کس چیز نے تجھکو معذور کیا کہ خدا اور رسول کے حکم سے مونہہ موڑا حالانکہ ضروریاتِ دین

سے جنکی اہلِ دین کو احتیاج ہوتی ہے تو آگاہ نہین ابوبکر یہ سنکر زار زار روے اور کہا اے ابوالحسن تم راست کہتے ہو ایک آج کی رات مجھکو مہلت دو تاکہ اِس کار کے نشیب و فراز کو سوچ لون آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین پس اپنے گھر کو گئے رات کو خواب مین حضرت رسول اللہ کو دیکھا اور سلام کیا آنحضرت نے اعراض کیا اور مونہہ موڑ لیا عرض کی یا رسول اللہ مینے کوئی نافرمانی کی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہین دیتے فرمایا کیونکر تیرے سلام کا جواب دون حالانکہ تو نے اُس شخص سے دشمنی کی ہے جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہین اے ابوبکر حق کو حقدارون تک پہنچا عرض کی حقدار کون ہین فرمایا علیؑ ہے جس نے آج تجھ سے بعتاب خطاب کیا۔ عرض کی بہت خوب مین حسب الحکم خلافت علیؑ کے سپرد کرونگا صبح ہوئی تو حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کی اور کہا مسجد مین چلکر خواب کا حال بیان کرتا ہون اور تفویضِ خلافت سے خلقت کو آگاہی دیتا ہون یہ کہکر پریشان و سراسیمہ وہان سے نکلے ادھر عمر بھی تاک دومین لگے ہوئے تھے اور جب یہ سنا تھا کہ خلیفہ نے علیؑ کے ساتھ خلوت مین باتین کین ہین گھبرائے پھرتے تھے یک ناگاہ ابوبکر سے ملاقات ہوئی حال دریافت کیا جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو کہا اے خلیفہ رسول اللہ تم ہرگز سحر بنی ہاشم سے دھوکہ نہ کھاؤ یہ اُن کی ساحری ہمیشہ سے معلوم و مشہور ہے پس ایسی ہی باتین کرتے رہے تا اینکہ اس رائے سے ابوبکر کو پھیر دیا اور جس امر مین تھے اُسمین مستقل اور مستقر کر دیا۔ حضرت امیر المومنین مسجد مین منتظر ابوبکر کے آنیکے تھے جب وہ اپنے وعدہ پر حاضر نہوئے تو قیافہ سے معلوم کر کے اس جگہہ سے اُٹھکر روضہ رسول اللہ پر جا بیٹھے اتنے مین عمر داخلِ مسجد ہوئے اور حضرت کو دیکھکر کہنے لگے یا علی دون ما تروم خرط القتاد اے علی جو بات تم چاہتے ہو وہ ممکن نہین پس حضرت نے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی۔

عذر خواہی ابوبکر از امیر المومنین

کامل بہائی مین ہے کہ اسکے بعد جب ابوبکر علی علیہ السلام سے ملتے تو کہتے اعذرنی مجھکو معذور رکھو۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ مینے شمار کیا دس مرتبہ میرے سامنے اُنہون نے عذر خواہی کی تھی۔ سلمانؓ کہتے ہین کہ ابوبکر امیر المومنین علیہ السلام سے اس طرح عذر خواہی کیا کرتے تھے المعذرۃ الیک من التقدم علیک کہ عذر خواہی ہے تمہارے سامنے اس شخص سے جسنے تمپر تقدیم کیا ہے۔ ایک روز ایک مجلس مین علیؑ و عباسؓ سے کہا کہ مجھکو معذور رکھنا کیونکہ مینے اپنے آپ تمپر تقدم نہین کیا۔ مگر لوگ غالب آئے ہمارے اوپر اس امر مین۔ ابن عباس نے کہا کہ بروز سقیفہ مغیرہ بن شعبہ میرے باپ کے پاس آکر عذر معذرت کرنے لگا اُنہون نے کہا خدا معذور نرکھے اسکو جو ترے تئین معذور جانے دور ہو میرے پاس سے لعنت خدا ہو تجھپر۔ ابوعبیدہ جراح امیر المومنینؑ سے ملا تو آپنے فرمایا ایت ایضا تظاہرت علینا تو نے بھی ہمارے خلاف اورون کی یاری کی کہا عذر چاہتا ہون تم سے اے علی حضرت نے اُسکی طرف روئے مبارک پھیر لی اور فرمایا اب کون موقعہ عذر خواہی کا ہے جبکہ جو کچھ کرنا تھا کر چکے۔ زہری عامر کہتا ہے

علیؑ لعمری کان بالناس ارءفا ❊ وفی العلم بالاحکام اقضی و اعرفا ❊ فامن قوم اخروہ وقدموا ❊ عدیا و تیما و ہو اعلی و اشرفا ❊

یعنی قسم بخدا کہ علیؑ لوگون پر زیادہ مہربان تھے اور علم احکام مین اقضے و اعرف تھے کوئی عذر اُس قوم کا مقبول نہین جنہون نے انکو مؤخر کیا اور تیم و عدی کو مقدم کیا حالانکہ وہ حضرت اُنکی نسبت اعلے اور اشرف تھے

معجزۂ امیر المومنینؑ

معجزات حضرت کے لاتعد و لاتحصے ہین اگر ہم انکو لکھنے لگین تو اتنی ہی ایک اور کتاب تیار ہو جائے اور وہ تمام نہون لیکن اگر کہین شاذ و نادر سلسلۂ کلام مین کوئی

معجزہ آجاتا ہے تو لکھنا پڑتا ہے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ رواتِ شیعہ نے اسکو متواتر روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ علی علیہ السلام نے ابوبکر سے ملاقات کرکے کہا اے ابوبکر تم نہین جانتے کہ رسول اللہ نے تمکو حکم دیا تھا کہ میرے اوپر بلفظ امیر المومنین سلام کرو اور امر کیا میری متابعت اور فرمانبرداری کا ابوبکر اظہار شک و اشتباہ کرتے تھے حضرت نے فرمایا راضی ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اس مقدمہ مین کوئی ثالث ہووے کہا ہان مین راضی ہون جسکو چاہو حکم مقرر کرو حضرت نے فرمایا مین حضرت رسولخدا کو حکم کرتا ہون کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ وہ حضرت وفات پاچکے ہان اگر خواب مین حکم دین تو مین قبول کرون امیر المومنینؑ نے خلیفہ اول کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ انکو مسجد قبا مین لیگئے اور وہان جاکر دو رکعت نماز پڑھی اسوقت دیکھا کہ حضرت رسولخدا محراب مسجد مین تشریف رکھتے ہین فرمایا اے ابوبکر یہ رسولخدا موجود ہین ان سے دریافت کرلو رسول اللہ نے فرمایا اے ابوبکر کیا مین نے تمکو امر نہین کیا کہ علیؑ کو بلفظ امیر المومنینؑ سلام کرو اور انکی متابعت کرو عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا تو کسلئے خلافت انکو نہین دیتا۔ عرض کی اب دیدونگا پس ابوبکر وہان سے اٹھے اور دل مین کچھ ارادہ نہ تھا بجز اسکے کہ امیر المومنینؑ سے بیعت کرین اور محزون و غمگین تھے راستہ مین حضرت عمر سے ملاقات ہوئی انہون نے حال دریافت کیا تو کہا مینے رسول اللہ کو دیکھا ہے آنحضرت نے مجھکو کہا کہ خلافت علیؑ کو دیدو۔ عمر نے کہا تجھکو سحر بنی ہاشم کا حال معلوم نہین یہ محض انکی ساحری ہے **بروایتے** کہا اے ابوبکر مگر فراموش کیا تو نے کہ ہم سب ایک روز ساتھ تھے انہون نے دو درختون کی طرف اشارہ کیا کہ باہم ملجائین اور خود انکے نیچے جاکر رفع حاجت کیا پھر ایک طرف اشارہ کیا جدا ہوکر جہان جہان سے آئے تھے چلے گئے ابوبکر نے کہا ہان مجھکو یہ یاد ہے اور جب مین انکے ساتھ غار مین تھا تو مینے دیکھا کہ جالا مکڑی کا ہمارے اندر جانے سے ٹوٹ گیا تو انہون نے اپنا ہاتھ اسپر پھیرا پھر ویسا ہی ہوگیا جیسا کہ تھا اور مجھ سے کہا اگر تو چاہے تو تجھکو جعفر اور انکے اصحاب کو دریائے حبشہ مین کشتی کے اندر بیٹھے اور تیرتے ہوئے دکھادون پس میرے منہہ پر ہاتھ پھیرا مینے انکی کشتی کو دریا مین تیرتے دیکھا مینے اسی روز جان لیا تھا کہ یہ جادوگر ہین یہ کہکر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے ۔

ذکر نزاع امیر المومنینؑ و عباسؓ بن عبد المطلب در میراث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتاب احتجاج مین ابو رافع سے منقول ہے کہ اس نے کہا مین ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا کہ امیر المومنینؑ اور عباس بن عبد المطلب وہان آئے حالانکہ ان کے درمیان میراث پیغمبر مین نزاع و تکرار تھی - ابوبکر نے دور سے انکو دیکھکر کہا یکفیکم القصیر الطویل کہ کفایت کرتے ہین تمکو کوتاہ قد و دراز قامت کوتاہ قد سے اسکی مراد امیر المومنینؑ تھے اور دراز قامت سے عباس - نزدیک آئے تو عباسؓ نے کہا مین پیغمبر کا چچا اور انکا وارث ہون یہ علی انکا ترکہ مجھکو نہین دیتے اور تکرار کرتے ہین ابوبکر نے کہا کہان تھے اس روز تم اے عباس جب پیغمبر خدا نے تمام اولاد عبد المطلب کو جمع کرکے کہا ایکم یوازرنی یکون وصیی و خلیفتی فی اھلی ینجز وعدی و یقضی دینی کہ کون ہے تم سے ایسا کہ آج میری اعانت و امداد کرے اور کل میرا وصی و خلیفہ ہو میرے اہلبیت پر اور میرے وعدون کو وفا کرے اور میرے قرضون کو ادا کرے اسوقت سوائے علیؑ کے کسی نے اسکو قبول نہ کیا پس حضرت نے علیؑ کو فرمایا کہ تو ہی میرا وصی و خلیفہ ہے عباس نے کہا یہ جانتا ہے تو تو کسلئے آنحضرت پر اپنے تئین ترجیح دیتا ہے اور کیون ان کو خلافت نہین دیدیتا - ابوبکر نے کہا اے بنی عبد المطلب

تمہارے درمیان کوئی نزاع و تکرار نہین تم اسی امر کے اظہار کے لئے میرے پاس آئے تھے **مؤلف** کہتا ہے کہ ظاہرا یہ حضرات اتمام حجت ہی کے لئے گئے تھے ورنہ عباس امیر المومنینؑ کے ساتھ نزاع کرنے والے نہ تھے اور جو اشیا رخاص حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان کے حضور مین حضرت امیر المومنینؑ کو بخشی تھین انکا مطالبہ اُنسے بعید تھا - اور یہ ویسی ہی صورت ہے جیسے کہ محمد حنفیہؒ نے اظہار امامت امام زین العابدین کے لئے آنحضرت سے امامت پر نزاع کی اور شہادت حجر اسود پر اس سے دست بردار ہوئے تاکہ خلقت کو معلوم ہوجائے کہ امام برحق وہ حضرتؑ ہین - **مروی ہے** کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون رشید کے سامنے ہشام بن الحکم سے سوال کیا کہ مجھکو خبر دے کہ آیا حق کبھی دو جہت مختلف مین بھی پایا جاتا ہے ہشام نے کہا ظاہر ہے کہ کبھی ایسا نہین ہوتا جہان ایک بات پر اختلاف ہوگا حق ایک ہی طرف ہوگا یحییٰ نے کہا تو بتلا کہ علیؑ و عباسؓ مین جو پیغمبر خدا کی میراث پر نزاع ہوئی اور وہ یہ خصومت ابوبکر کے پاس لے گئے تو ان دونو مین کون حق پر تھا اور کون باطل پر ہشام کہتے ہین کہ مینے سوچا کہ اگر علیؑ کو باطل پر بتلاتا ہون تو مذہب سے خارج اور کافر بنتا ہون اور جو عباسؓ کو مبطل کہا تو مامون رشید اسکی اولاد سے ہے بیشک مجھکو قتل کرادیگا پس سخت دشواری اور دقت مجھپر واقع ہوئی کیونکہ اس سے پہلے کبھی یہ مسئلہ مجھپر وارد نہوا تھا کہ اسکے جواب مین اندیشہ کرنے اور سوچنے کا موقعہ ملتا پس سخت حیران تھا اسی تشویش و اضطراب مین یاد آیا مجھکو قول امام جعفر صادقؑ کا کہ فرمایا تھا یا ھشام لا تزال مؤیدا بروح القدس ما نصرتنا بلسانک اے ہشام روح القدس سے تیری تائید ہوتی رہے گی جبتک کہ تو اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتا رہیگا - پس مینے جانا کہ جواب سے محروم نہونگا - اور اسیوقت میرے خیال مین اسکا جواب آگیا - پس مینے یحییٰ سے کہا کہ ان دونو یعنی علیؑ و عباسؓ سے ایک بھی ناحق پر نہ تھا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ دو فرشتون اور داؤد کا قصہ قرآن مین مذکور ہے - چنانچہ فرماتا ہے - ھل اتٰک نبأ الخصم اذ تسوروا المحراب آیا تجھکو ان خصومت کرنیوالون کی خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر داؤد کے پاس محراب عبادت مین آئے - پس تیرے نزدیک ان دونو مین سے کون خطا پر تھا کہا کوئی بھی نہ تھا وہ فرشتے صرف داؤد کو انکی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے گئے تھے ہشام نے کہا تو علیؑ و عباس سے بھی کوئی خطا پر نہ تھا وہ ابوبکر کو اسکی خطا پر آگاہ کرنیکو گئے تھے ہارون رشید کو یہ جواب پسند آیا - اور کتب اہل سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ و جناب عباسؓ نے ابوبکر و عمر دونو سے انکی عہد خلافت مین میراث پیغمبر طلب کی ہے اور نیز یہ حضرات شیخین کو کاذب خائن غادر آثم جانتے تھے - **صحیح مسلم** کی کتاب الجہاد مین ایک حدیث طولانی کے ضمن مین مذکور ہے کہ علیؑ و عباسؓ عمر کے پاس گئے اور عمر نے بعد کلام طولانی کے انسے کہا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابوبکر انکا جانشین ہوا تو تم دونو اسکے پاس گئے اور تو نے اے عباسؓ اپنے بھتیجے کی اور علیؑ نے اپنی زوجہ کے باپ کی میراث اس سے طلب کی ابوبکر نے کہا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے - لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین صدقہ ہے فرایتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما یعنی عمر نے کہا کہ تم دونو نے ابوبکر کو کاذب غادر خائن اور آثم جانا واللہ یعلم انہ صادق بار راشد تابع للحق حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ صادق و بار و راشد و تابع حق تھا - پھر ابوبکر نے وفات پائی اور مین خلیفہ رسول اللہ و خلیفہ ابوبکر ہوا تو تمنے مجھکو بھی کاذب غادر خائن اور آثم جانا - اور خدا کو معلوم ہے کہ مین صادق بار راشد و تابع للحق ہون بموجب اس حدیث کے عمر

شیخین امیرالمومنینؑ اور عباسؓ کے نزدیک اِن چارون صفتون مذکورہ بالا سے موصوف تھے طرفہ یہ کہ کتب حدیث سُنیہ مین یہ چارون صفتین علامات نفاق کہی گئی ہین مشکوۃ باب الکبائر مین عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ قال رسول اللہ اربع من کان فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتے یدعھا۔ اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر۔ کہ چار خصلتین ہین جسمین وہ ہونگی خالص منافق ہوگا اور جسمین اُنمین سے ایک خصلت ہوگی اُسمین نفاق کی ایک خصلت ہوگی تاوقتیکہ اُسکے تئین چھوڑ دے۔ جب امین ہوتا ہے تو خیانت کرتا ہے اور خبر دیتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے عہد کرتا ہے تو غدر و بیوفائی کرتا ہے مخاصمت کرتا ہے تو فسق و فجور کام مین لاتا ہے۔ پس موافق کتب اہلسنت بقول حضرت عمر بشہادت شاہدین عادلین علیؑ و عباس جناب شیخین منافق خالص ٹھہرے۔

احتجاج اُسامہ بن زید و ابو قحافہ پدر ابوبکر بر ابوبکر۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ عمر خطاب نے ابوبکر سے کہا کہ اُسامہ کو لکھو کہ وہ یہان جلد چلا آئے اُسکا وہان رہنا ہمارے لئے بدنامی کا باعث ہے۔ ابوبکر نے اُسکو لکھا یہ نامہ ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے اُسامہ پسر زید کے نام۔ بعد حمد و صلوۃ کے مدعا یہ ہے کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھکو چاہیے کہ اپنے لشکر سمیت اسطرف کوچ کرے کیونکہ مسلمانون نے جمع ہو کر مجھکو اپنا والی امور بنالیا ہے۔ پس تو بھی مخالفت نکر کہ عاصی و نافرمان نہو اور میری طرف سے تجھکو وہ بات پیش نہ آئے جس سے تو کراہت کرے والسلام۔ اُسامہ نے اُسکے جواب مین لکھا۔ یہ خط ہے اسامہ بن زید عامل رسول اللہ کی طرف سے غزوہ شام پر۔ اما بعد تیرا خط پہنچا جسکا اوّل و آخر باہم متناقض ہے اوّل مین تو لکھتا ہے کہ مین خلیفہ رسول اللہ ہون آخر مین کہتا ہے کہ لوگون نے جمع ہو کر مجھکو خلیفہ بنالیا ہے تجھکو معلوم ہو کہ مین اور میرے ساتھ جسقدر مہاجرین و مسلمین ہین تیری ولایت پر رضامند نہین نہ ہمنے تجھکو خلیفہ بنایا ہے پس نظر کر اور دیکھ اور حق کو اہل حق تک پہنچا اور اُن کے اور اُنکے درمیان حائل نہو تحقیق کہ جو کچھ بروز غدیر رسول اللہ نے فرمایا تو اُسکو جانتا ہے بہت عرصہ نہین گذرا کہ اُسکو بھول گیا ہو اُسکے خلاف کر کہ اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا اور اُسکا جسکو تجھپر اور تیرے صاحب پر امیر مقرر کیا ہے رسول اللہ نے آخری وقت تک مجھکو تمہاری امارت سے معزول نہین فرمایا تم دونو نے میری نافرمانی کی اور بلا میری اجازت مدینہ مین بیٹھ رہے۔ ابوبکر یہ خط دیکھکر بہت پریشان ہوئے اور اُنہون نے چاہا کہ اپنے تئین خلافت سے خلع کرین الا عمر نے اُنہین منع کیا اور کہا جو پیراہن تمکو حقتعالے نے پہنایا ہے اُسکو اپنے بدن سے نہ اُتارو کہ ندامت اُٹھاؤگے اسامہ کو دوبارہ لکھو اور بالحاح و اصرار لکھو اور فلان فلان اشخاص سے اسکو لکھواؤ کہ جماعت مسلمین سے علیحدہ نرہے جو امر وہ طے کر چکے ہین اُسمین شامل ہو جائے پس ابوبکر نے اور اُن کے یاران ہمدم نے اسامہ کو لکھا کہ ہم اس امر مین اتفاق کر چکے ہین تو بھی اُسمین شامل ہو اور زنہار کہ تیری طرف سے کوئی فتنہ اُٹھے تحقیق کہ مسلمان قریب العہد بکفر ہین۔ یہ خط اسامہ کو پہنچے تو مدینہ کو چلا آیا یہان آکر ابوبکر پر ہجوم خلائق دیکھا تو حضرت امیرالمومنینؑ کیخدمت مین حاضر ہو کر کہا یہ کیا ماجرا ہے حضرت نے فرمایا جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے اسامہ نے کہا کیا آپنے بیعت کر لی ہے فرمایا ہان کہا بالطوع و رغبت کے ہے یا بجبر و کراہت فرمایا بجبر و کراہت پس اسامہ ابوبکر کے پاس گیا اور بہ لفظ خلیفۃ المسلمین اسپر سلام کیا ابوبکر نے بھی کہا وعلیک السلام ایہا الامیر۔ بروایت دیگر اسامہ مدینہ مین آیا تو کہا اے ابوبکر تجھکو یاد نہین کہ

رسول اللہ نے ہمکو امر کیا تھا کہ علیؑ کو بلفظ امیرالمومنین سلام کرین پس تو نے کہا کیا یہ حکم خدا و رسول کا ہے فرمایا ہان پھر عمر نے بھی پوچھا کہ یہ حکم خدا و رسولؐ کا ہے فرمایا ہان پھر جملہ اشخاص نے اسطرح پر آنحضرت کو سلام کیا مین سب سے کم سن تھا مینے سب سے پیچھے اُٹھکر سلام کیا۔ ابوبکر نے کہا کہ خدا تعالی نہین چاہتا کہ نبوت و خلافت ایک جگہہ جمع ہون۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ شیخین مدۃ العمر اسامہ کے کنونڈے رہے اُسکو امیر کہتے اور بہت تواضع و تکریم کرتے اور مال و منال سے بھی بہت کچھ اُسکے ساتھ سلوک کرتے تھے لاجرم وہ بھی اُنہی کا دم بھرتا تھا حتے کہ حضرت امیرؑ کے ساتھ اِن کے عہد خلافت مین لڑائیون مین بھی شریک نہین ہوا اور یہ عذر کیا کہ مینے قسم کھائی ہے کہ کسی مسلمان پر تلوار نہ اُٹھاؤن گا لیکن علماء رجال نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرؑ نے اسکو اِس قسم مین معذور رکھا اور اپنے عامل والی مدینہ کو لکھا کہ اسکا حصہ عطایا مین بدستور جاری رکھے اِلا سعد وقاص و عبداللہ عمر کہ اِن کے لئے ممانعت فرمائی۔ اور امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہی کہ اسامہ نے آخر مین حق کی طرف رجوع کیا پس اُسکے حق مین بجز نیکی کے کچھ نہ کہو۔ مگر علامہ حلی علیہ الرحمہ کے نزدیک دونو روائتین ضعیف ہین بنابران وہ اسامہ کی روایت کے قبول کرنے مین توقف اولی جانتے ہین۔ منقول ہے کہ حضرت رسولخدا کی خبر وفات مکہ مین پہنچی تو شہر لرز گیا۔ ابوقحافہ پدر ابوبکر نابینا تھے اِس اضطراب کا سبب دریافت کرنے لگے کسی نے کہا کہ حضرت رسولخدا نے وفات پائی کہا اُنکا جانشین کون ہوا کہا تمہارے صاحبزادے ابوبکر ابوقحافہ نے کہا کیا بنی عبدالشمس اور بنی مغیرہ نے اُسکو قبول کر لیا کہا ہان ابوقحافہ نے کہا لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَی اللّٰہُ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعَ اللّٰہُ جو چیز خدا عطا کرے اُسکا کوئی منع کرنیوالا نہین اور جسکو وہ منع کرے اُسکا کوئی عطا کرنیوالا نہین۔ عجیب بات ہے کہ وہ نبوت پر تو نزاع کرتے تھے اور خلافت کو بیچون وچرا تسلیم کر لیا۔ یعنی نبوت حقہ مین تکرار تھا اور خلافت باطلہ کو مان لیا اِنَّ ھٰذَا لَشَیٔ یُّرَادُ یہ ایک شے ہے جسمین ہمسے بدی کا ارادہ کیا گیا ہے دوسری روایت مین ہے کہ رسول اللہ نے وفات پائی اور ابوبکر کے ساتھ بیعت ہوئی تو بڑے میان طائف مین تشریف رکھتے تھے وہان اُنکو خلافت پناہ کا خط پہنچا لکھا تھا کہ یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے ابوقحافہ کے نام بعد حمد و صلوۃ کے بتحقیق کہ لوگ مجھپر جمع ہوئے اور مین آج خلیفہ خدا ہون اگر تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہو۔ ابوقحافہ نے خط کو پڑھا تو قاصد سے پوچھا کہ علیؑ کو کیون خلیفہ نہ بنایا کہا اِسلئے کہ وہ سن مین کم تھے اور نیز اُن کے ہاتھ سے قریش اور غیر قریش کے بہت سے خون ہوئے تھے۔ ابوبکر اُن سے عمر مین بڑے ہین ابوقحافہ نے کہا اگر اسکا استحقاق عمر ہی کی زیادتی پر ہے تو مین ابوبکر سے بڑا ہون مجھکو خلافت ہونی چاہیے بتحقیق کہ علیؑ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہوئی اور ناحق اُسکا حق چھین لیا گیا رسولخدا نے اُنکے لئے بیعت لی تھی اور ہم سب نے اُنسے بیعت کی تھی پھر ابوبکر کو خط لکھا کہ یہ خط ابوقحافہ کی طرف سے ہے ابوبکر کے نام۔ اما بعد تیرا خط پہنچا میرے نزدیک وہ ایک احمق آدمی کا خط ہے کیونکہ اُسکے مضامین تایکدگر متناقض ہین کبھی تو کہتا ہے کہ مین خلیفہ خدا ہون گاہے اپنے تئین خلیفہ رسول اللہ بتلاتا ہے کبھی کہتا ہے کہ لوگون نے رضامند ہو کر مجھکو خلیفہ بنایا پس یہ امر مشتبہ ہے زنہار تو ایسے امر مین داخل نہو جس سے باہر آنا تیرے لئے دشوار ہو اور انجام ندامت و ملامت بوقت حساب و بروز قیامت ہو تو خود جانتا ہے کہ کون اِس کار کے لئے مجھ سے زیادہ اولی ہے پس خدا کو حاضر جان گویا کہ تو اُسکو دیکھ رہا ہے اور حق کو صاحب حق سے باز نہ رکھ کیونکہ آج اسکا ترک کرنا تیرے لئے آسان اور زیادہ سلامتی کا باعث ہے +

ذکر قضیۂ غصب فدک

فدک بفتح حرف اوّل وثانی ایک قریہ کا نام ہے کہ مدینہ سے دو منزل اور خیبر سے قریب ایک منزل کے ہے پیشتر یہودیون کے قبضہ مین تھا سنہ ۷ ہجری مین جبکہ قلاع خیبر امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر فتح ہوئے تو وہان کے باشندون نے خائف ہوکر حضرت رسولخدا سے صلح کی درخواست کی۔ حبیب السیر وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت نے علی علیہ السلام کو بھیجا اور مصالحہ آنحضرت کے ہاتھ پر واقع ہوا اس طریق سے کہ علیؑ اُن کے خون سے درگزرین اور حوائط (باغہاے دیوار بستہ) متعلق خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے رہین معجم البلدان سے نقل ہوا ہے کہ یہ علاقہ بہت زرخیز ہے اور چشمہاے آب روان اسمین جاری اور درختانِ خرما بکثرت اور محاصل اسکے فراوان ہین۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب مین بضمن ایک روایت طولانی کے لکھتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے اہل فدک سے چوبیس[۲۴] ہزار دینار سالانہ پر مقاطعہ کیا کہ اس زمانہ کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان سکہ رائج ایران ہوتے ہین اور یہ مال بتحقیق صاحب تشئید المطاعن ہندوستان کے ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ کے مساوی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ سرور کائنات کے اسکی آمدنی مین نمایان ترقی ہوئی کیسلئے کہ سُننِ ابو داؤد چھاپہ لکھنؤ مین[۱] ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین غلات فدک کی قیمت چالیس[۴۰] ہزار دینار زرسرخ کو پہنچی تھی۔ جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ فدک چونکہ بغیر جنگ اور بلا کسی کوشش کے مسلمانون کے ہاتھ آیا تھا تو بموجب آیاتِ قرآنیہ خاص حضرت رسولخدا کا مال تھا پس آیہ شریفہ واٰتِ ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی اور وہ حضرت مامور ہوئے کہ ذوی القربےٰ کو انکا حق پہنچائین۔ معارج النبوۃ مین ہے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا حقتعالےٰ فرماتا ہے کہ اپنے خویش واقارب کا حق ادا کرو رسولخدا نے فرمایا میرے خویش واقارب کون ہین اور حق انکا کیا ہے۔ کہا رشتہ دار فاطمہ زہرا اور انکا حق حوائط فدک ہین اُن کے حوالے کرو اور جو کچھ حصۂ خدا اور رسولؐ اسمین ہے وہ بھی ان کو دو پس آنحضرت نے جناب سیدہ کو بلایا اور فدک انکو عنایت کیا اور ایک وثیقہ اس باب مین لکھدیا کہ وہ آنحضرت کے پاس تھا۔ انتہیٰ بعرض بموجب اس وثیقہ کے فدک جناب فاطمہؑ کے قبض وتصرف مین تھا حتےٰ کہ جناب رسالت پناہ نے وفات پائی اور خلافت ابوبکر کے قبضہ مین آئی اُسوقت عمر خطاب نے اُنسے کہا کہ فدک فاطمہ کے پاس نہین رہنا چاہیے کیونکہ یہ بڑی آمدنی کی چیز ہے اگر اِن کے پاس رہا تو لوگ بدستور اُنکے گرد جمع رہین گے بتحقیق کہ اہل دنیا زرومال چاہتے ہین اور روپیہ پیسا طلب کرتے ہین وہان حاجت روائی دیکھین گے تو بس وہین کے ہو رہین گے اس سے ممکن ہے کہ تیری خلافتمین خلل آئے پس فدک اُنسے لے لے اور اموال فی وخمس کو اُنپر بند کر ابوبکر نے اسکو پسند کیا

[۱] اصل عبارت مندرجہ سنن ابو داؤد چھاپہ لکھنؤ یہ ہے قال ابو داؤد ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ وغلتہ (یعنی فدک) اربعون الف دینار یعنی ابو داؤد نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا تو غلات فدک بقدر چالیس ہزار دینار کے قیمت کی تھی لیکن سنن ابو داؤد چھاپہ دہلی سے در دمندان دین نے یہ عبارت نکال ڈالی ہے۔ کذا فی تشئید المطاعن۔ ۱۲ +

[۲] عامۂ اہل سنت اس قضیے کے گھٹانے اور ہلکا کرنیکو فدک جیسی عظیم جائداد کو ادنیٰ شے بتاتے اور کہا کرتے ہین کہ شیعون نے ذراسی بات پر طومار باندھ رکھا ہے اور اتنا نہین جانتے کہ اگر موافق ان کے قول کے تسلیم بھی کرلین کہ وہ تھوڑی ہی سی مالیت کی چیز تھی تو اس سے جو طعن کہ خلفا پر ہے کچھ ہلکا نہین ہوتا بلکہ اور سخت ہوجاتا ہے کہ انہون نے ایسی ناچیز شے کو بضعۂ رسول سے دریغ رکھا اور اسپر انکو غضبناک فرمایا چنانچہ حقیر خود ایک مرتبہ علماے اہلسنت سے ایک کی مجلس مین حاضر تھا کچھ اسی قسم کا ذکر آیا ایک شخص نے حاضرین سے کہ مجھ سے واقف نہ تھا کہا اجی فدک دوک تھا ہی کیا فقط خرمے کے چند پیڑ تھے تو رافضیون نے خرافات کا بتنگڑ انبار رکھا ہے اسپر صاحب خانہ کہ شائستہ ومہذب شخص تھے بولے تمکو ایسا نہین کہنا چاہیے اس سے تو خلیفہ اوّل پر اور بھی الزام آتا ہے کہ انہون نے ایسی ذراسی شے پر رسول اللہ کی بیٹی کو ناخوش کیا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ +

اور دو مرد بھیجدے کہ اُنہون نے جاکر وکیل جناب سیدہ کو نکال دیا جناب معصومہ ابوبکر سے فریاد خواہ ہوئین اور وثیقہ رسول اللہ انکو دکھلایا عمر بھی موجود تھے دونو نے اس طرہ کی تصدیق سے اعراض کیا اور اُس وثیقہ پر بھی لحاظ نہ فرمایا بلکہ عمر نے دیکھنے کے حیلے سے اُسکو فاطمہ سے لیکر چاک کردیا اور خلاف قانون شرع اُنسے گواہ طلب کیے حضرت فاطمہ اُم ایمن اور حضرت علیؑ کو بروایتے انکو مع حسنینؑ کے شہادت کے لیے لے گئین اِن بزرگوارون نے گواہی دی کہ فی الواقع رسولؐ خدا نے فدک فاطمہ زہرا کو بخشا ہے مگر انہون نے شہادت حسنینؑ بوجہ صغیرسنی اور باقیون کی۔ اسلئے کہ نصاب گواہان پوری نہین رد کی اور کہا ایک مرد یا ایک عورت اور ہونی چاہیے۔ شرح مواقف مین ہے۔ اما الحسن والحسین فللفرعیۃ لان شہادۃ الولد لا یقبل لاحد والدیہ واجدادہ عند اکثر اہل العلم وایضاً ہما کانا صغیرین فی ذلک الوقت اما علیؑ وام ایمن فلقصورہما عن نصاب البینۃ وہو رجلان او رجل وامرأتان یعنی لیکن شہادت حسنین علیہما السلام کی پس بسبب فرعیت کے رد کی کیسلئے کہ گواہی بیٹے کی کسی ایک کے لئے والدین واجداد سے اکثر اہل علم کے نزدیک جائز نہین اور لیکن علیؑ اور ام ایمن کی پس اس سبب سے کہ نصاب گواہان سے کم تھی۔ کیونکہ دو مرد ہونے چاہئین یا ایک مرد اور دو عورتین۔ بروایتے امیر المومنین وام ایمن واسماء بنت عمیس نے ادار شہادت کرکے نصاب شہادت کو تمام کیا بنا برین ابوبکر نے چاہا کہ فدک کو واگزار کردین اور اس باب مین ایک وثیقہ لکھدین مگر خلیفہ ثانی اس سے مانع آئے اور کہا کہ فاطمہ ایک عورت ہے اور علیؑ اُسکا شوہر اُس نے اپنے فائدہ کے لئے (العیاذ باللہ) گواہی دی اور دو عورتون کی گواہی از روئے شرع کافی نہین۔ ابوبکر نے اُسکو قبول کرلیا اور یہی جواب فاطمہؑ کو دیدیا۔ پس آنحضرت نے قسم یاد کی کہ اسماء بنت عمیس وام ایمن اہل جنت سے ہین اُنہون نے اسکا اقرار کیا اور باوجود اسکے حق فاطمہ نہ پایا پس وہ حضرت آزردہ ہوئین اور قسم کھائی کہ اِن دونو کی شکایت حضرت رسولخدا سے کرونگی اور بیمار ہوئین تو حضرت امیر المومنینؑ کو وصیت کی کہ آپکو پوشیدہ دفن کرین تاکہ ابوبکر وعمر آپ کے جنازے پر نہ آنے پائین یہ روایت صاحب تاریخ آل عباس کی ہے کما نقل عنہ۔ پس اب ناظرین خود انصاف فرمالین کہ آیا ہوسکتا ہے کہ قرۃ العین باوجود اِن فضائل عالیہ ومناقب سامیہ کے کہ حقتعالےٰ نے قرآن مین انکی عصمت وطہارت کی خبر دی چنانچہ آیہ تطہیر نازل ہوئی اور رسولخدا نے اُنکو اپنا پارۂ تن وسیدۂ نساء اہل الجنۃ اور انکی ایذا وآزار کو اپنا ایذا وآزار قرار دیا دعوے ناحق پیش کرین اور دوسرونکا حق بظلم لینا چاہین اور امیر المومنینؑ نفس رسولؐ رب العالمین باآن زہد وتقوے وجود وسخا وترک لذات دنیا واختیار رضائے خدا کہ جملہ مسلمانان مین یہ صفتین اُس جناب کے لئے مسلم الثبوت ومتفق علیہ ہین اُن کو اس مطالبۂ ناروا سے مانع نہ آئین اور اس پر بھی بس نکرکے خود بھی اُنکی حمایت کرین اور گواہی بدروغ اپنے فائدے کے لئے دین۔ نعوذ باللہ منہا۔ مگر تعصب وہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہین اوّل تو حضرت فاطمہؑ کا یہ کہنا کہ حضرت رسولخدا نے مجھکو فدک عطا کیا کلم تھا کہ حاجت گواہون کی ہوئی کیا ممکن تھا کہ وہ معصومہ مال دنیا کے لئے مرتکب کذب صریح کی ہوتین اور معاذ اللہ پیغمبر خدا پر تہمت لگاتین سبحان اللہ بضعۂ رسول وصدیقہ بتولؑ دعوے کرین کہ یہ شے مجھکو آنحضرت نے ہبہ کی ہے اور ابوبکر اسکے جواب مین فرمائین لا اصدق قولکِ[۲] یا لا اعرف صدق قولکِ کہ مین تیرے قول کی تصدیق نہین کرتا یا تیری صداقت مجھکو معلوم نہین علی اختلاف الروایات جیسا کہ فخر الدین رازی نے

تفسیر کبیر مین لکھا ہے اور پھر صدیق کہلا مین شاعر شیعی کہتا ہے ؎ چھوٹا کہین بتول کے دعوے کو جو بھلا ۔ صدیق ہم کہین اسے کیونکر ہو یہ روا ۔ تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت ادنے صحابی کے ساتھ ایسا معاملہ روا نہین رکھتے اور باعتقاد عدالت جمیع صحابہ اِن کے تمام دعوؤن کو گو وہ اُنہی کے فائدے پر مبنی ہون واجب القبول جانتے ہین اور مطلق چون وچرا سے لب کشا نہین ہوتے خود حضرت ابوبکر نے ایسے دعوؤن کو بلا حجت و بینہ قبول کیا اور جو اُنہون نے مانگا بیدریغ دیا ہے۔ صحیح بخاری مین ایک روایت ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مال بحرین آیگا تو تجھکو اتنا اور اتنا (تین مرتبہ ہاتھون سے اشارہ کرکے) دینگے بعد وفات آنحضرت کے جب مالِ بحرین آیا تو ابوبکر نے کہا جسکو رسولخدا پر کچھ قرض ہو یا جسکے ساتھ آنحضرت کا کوئی وعدہ ہو ہمارے پاس آئے پس مین گیا اور حال بیان کیا ابوبکر نے کہا اُسیطرح ہاتھ بھر کر روپیہ اُٹھالے مینے دونو ہاتھون سے روپیہ اُٹھالیا شمار کیا تو پانچسو درہم تھا پس سہ گونہ اُسکا یعنی ایک ہزار پانچسو درہم مجھکو دلوادئے تمام ہوئی روایت بخاری کی۔ ابن حجر فتح الباری مین اس حدیث کی شرح مین کہتا ہے فيه قبول خبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلك نفعا لنفسه لان ابابكر لم يلتمس من جابر شاهدا على صحة دعواه کہ اسمین ہے قبول کر لینا ایک مردِ عادل صحابی کی خبر کا اگرچہ وہ اُسکی ذاتی فائدہ تک پہنچے کسلئے کہ ابوبکر نے جابر سے اُسکے دعوے کی صحت پر گواہ طلب نہین کیا اور عینی شارح بخاری عبارت مندرجہ بالا کو بعض شرّاح بخاری سے نقل کرکے کہتا ہے قلت انما لم يلتمس شاهدا منه لانه عدل بالكتاب والسنة اما الكتاب فقوله تع كنتم خير امة وكذلك جعلناكم امة وسطا فمثل جابر ان لم يكن من خير امة فمن يكون واما السنة فلقوله من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار ولا يظن ذلك بمسلم فضلا عن صحابی (ترجمہ) مین کہتا ہون کہ ابوبکر نے جابر سے گواہ طلب کیا کسلئے کہ وہ (جابر) عادل تھا از روئے کتاب خدا وسنت رسولخدا کے لیکن کتاب خدا پس قول خداتعالے کا كنتم خير امة کہ ہو تم خیر امت اور ایسا ہی قول حق سبحانہ تعالی کا جعلناكم امة وسطا گردانا ہمنے اُنکو امت وسط و درمیانہ پس اگر جابر سا شخص خیر امت نہوگا تو اور کون ہوگا ۔ اور لیکن سنت رسولخدا ۔ پس حدیث پیغمبر ہے کہ جو کوئی دیدہ و دانستہ مجھپر جھوٹ باندھے چاہیے کہ وہ اپنی جگہہ آتش جہنم مین مہیا کرے پس پیغمبر پر دروغ باندھنا عام مسلمان کی نسبت بھی گمان نہین کیا جاسکتا چہ جائیکہ ایک صحابی کی نسبت ۔ افسوس کہ ادنی صحابی پر کذب تجویز نہین کرتے اور اُن کے دعوؤن کو گو وہ اُنہی کے فائدون پر مبنی ہون بدلیل قرآن وحدیث واجب القبول ومسلم جانتے ہین اور بنت رسول اللہ پر آنحضرت کی نسبت جھوٹی تہمت لگانا حلال ومباح جانتے ہین کہ اُنکے دعوے کو واجب القبول کیا جائز القول بھی نہین گردانتے ۔ اگر اِن صاحبون کے نزدیک حضرت فاطمہ کوئی مزید شرف وفضیلت کہ اُن کے قول کی تصدیق کا موجب ہو نرکھتی تھین تو کیا شرف صحبت آنحضرت کا بھی اُنکو حاصل نہ تھا اور کیا وہ صحابی بھی نتھین کہ اُنکا دعوے ہبہ فدک رد کیا گیا ۔ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ انہی حضرت عتیق ابوبکر صدیق نے ایک اور صحابی کے قول کی تصدیق کی کہ ممدوح جابر انصاری سے کمتر تھا اور مال کثیر بلا شاہد وبینہ اُسکے حوالے کیا چنانچہ کنز العمال وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت مین ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ مال بحرین آیا تو ابوبکر کا منادی مدینہ مین پکارتا تھا کہ جسکو حضرت رسولخدا پر کوئی وعدہ ہو حاضر ہووے لوگ

آئے تھے اور وہ اُنکو مال دیتے تھے حتے کہ ابوبشیر مازنی حاضر ہوا اور کہا کہ رسولخدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس مال بحرین آئے تو تو آنا۔ ابوبکر نے دوہتڑ سے دو یا تین مرتبہ اُسکو روپیہ دیا شمار کیا تو ایک ہزار چار سے درہم تھے ۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت کام خلافت مین حضرت خلیفہ صاحب نے مال بحرین سے بہت کام نکالا وعدہ ہائے رسولخدا کے حیلے سے جود وسخا وتالیف قلوب کا بازار گرم تھا جو کوئی کچھ جاتا تھا پاتا تھا۔ یہ لکھہ لوٹ تھی مگر محروم تھے تو اہلبیت نبی کیا صدیقہ کبرے خلیفہ اول کے نزدیک اس ابوبشیر کے برابر بھی اعتبار نہ رکھتی تھین کہ اُسکو جو کچھ مانگا بلا حجت دیدیا اور اس معصومہ سے گواہ طلب کئے حقیقت یہ ہے کہ صدق وراستی معصومہ پاک دختر صاحب لولاک کی ایسی نتھی کہ ابوبکر پر کیا کسی فرد بشر پر بھی مخفی ہو ۔ یہ صرف دشمنی آلِ عبا و اہلبیت رسولخدا جو دلونمین راسخ تھی آنحضرت سے یہ سب کچھ کرانی تھی اور نیز غصب فدک کا سبب یہ بھی ہے کہ چاہتے تھے کہ اُنکا ہاتھ مال دنیا سے خالی رہے تاکہ کوئی اہل طمع مال دولت اُن کے پاس پہنچنے نہ پائے کیا معنی کہ اگر باوجود فضیلت قرابت ونفس خدا ورسول کے اگر کچھ مال بھی اُن کے پاس ہوتا تو ممکن تھا کہ بعض طبعیتین انکی طرف مائل ہوتین اور خلافت مغصوبہ مین خلل پڑتا جیساکہ پیشتر گذرا اسلئے دیدہ و دانستہ صدیق ہبہ سے انکار کیا گیا ۔ اور ابن ابی الحدید معتزلی نے اسکا سبب اور ہی نقل کیا ہے وہ شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ مینے علی بن فارقی شافعی مدرس مدرسہ غربیہ بغداد سے سؤال کیا کہ فاطمہ راست گو تھین یا نہ کہا البتہ صادقہ تھین مینے کہا پھر ابوبکر نے انکو فدک کسلئے ندیا جبکہ وہ جانتا تھا وہ جھوٹ نہین کہتین یہ سنکر وہ فاضل مسکرایا اور ایک کلام لطیف ومستحسن اسکے جواب مین کہا حالانکہ صاحب ناموس و متدین شخص تھا اور مزاح وتمسخر اُسکے مزاج مین کمتر تھا وہ کلام لطیف یہ ہے۔ لو

اعطاها اليوم فدك بمجرد دعواها لجاءت اليه غدا وادعت لزوجها الخلافة وزحزحته عن مقامه ولم يمكنه الاعتذار

والمدافعة بشئ لانه يكون قد اسجل على نفسه بانها صادقة فيما تدعي كائنا ما كان من غير حاجة الى بينة وشهود یعنی اگر ابوبکر آج اُنکے دعوے کی تصدیق کرکے فدک اُن کے حوالے کر دیتا تو کل فاطمہ آتین اور اپنے شوہر کے لئے خلافت کا دعوے کرتین اور اُسکو خلافت سے معزول کراتین تو وہ پھر کیا عذر پیش کرتا اور کس دلیل سے اُن کے دعوے کو رد کرتا کسلئے کہ جبکہ فدک کے بارے مین انکا دعوے بغیر گواہون کے قبول کر لیا ہوتا تو اُن کے تمام دعوے بلا گواہ قبول کرنے پڑتے اور سب جگہہ اُنکی صداقت کا قائل ہونا پڑتا ۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ کلام حق وصحیح ہے ہر چند کہ مقام مزاح وخوش طبعی مین کہا گیا ہے ۔ **دوسرے** ابوبکر کا اس مقام پر گواہ طلب کرنا خلاف قاعدہ شرع ناروا تھا کسلئے کہ حضرت فاطمہ فدک پر رسول اللہ کے زمانہ سے قابض ومتصرف چلی آتی تھین

والقبض دليل الملك قبضہ ملکیت کی دلیل ہے ۔ اور اس حدیث پیغمبر کے موافق کہ البينة على المدعي واليمين على من انكر یعنی گواہ لانا مدعی کا کام ہے اور منکر پر قسم ہے گواہ ابوبکر کو لانے چاہئین تھے کہ وہ مدعی تھے نہ کہ حضرت فاطمہ سے طلب کرتے چنانچہ اسی سبب سے بعض روایات شیعہ مین وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین نے خلیفہ اول پر احتجاج کیا کہ اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ ہمارے مقدمہ مین تمام مسلمانون کے برخلاف حکم کرے کہا نہین فرمایا پس اگر کسی کے ہاتھ مین کوئی شے ہو کہ وہ اُسپر قابض ومتصرف ہو اور مین آؤن اور اُس شے کا دعوے تیرے آگے پیش کرون تو تو گواہ کس سے طلب کریگا کہا تجھ سے فرمایا تو فدک کے بارے مین فاطمہ سے کیون گواہ

طلب کئے حالانکہ وہ رسول اللہ کی زندگی سے اُسپر قابض و متصرف چلی آتی تھین پس گواہ مسلمانون سے کہ اُسکے دعویدار تھے طلب کرنے چاہئیں تھے
ابوبکر یہ سُنکر خاموش ہو گئے مگر عمر نے کہا یا علیؑ ان باتون کو جانے دو کہ ہم تمہاری حجتون کی طاقت نہیں رکھتے اگر گواہان عادل لاؤ گے تو فدک تمہیں
ملیگا ورنہ تمہارا اور فاطمہؑ کا اسمین کوئی حق نہین **تیسرے** ایک گواہ پر حکم کرنا موافق مذاہب اہلسنت کے جائز وروا ہے اور بہت سی
احادیث و روایات اِن کی اسپر دلالت کرتی ہین بلکہ خود خلیفہ اوّل کا اسپر عملدرآمد رہا ہے چنانچہ کنز العمال مین مذکور ہے عن جعفر بن
محمد عن ابیہ عن علی بن ابیطالب ان رسول اللہ و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین یعنی امام جعفر صادقؑ نے حضرت
علیؑ سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ رسولخدا و ابوبکر و عمر و عثمان ایک شہادت پر مع قسم کے قضیے فیصل کرتے تھے اور تلویح شرح توضیح مین ہے
عن علی ان النبی قضی بشہادۃ شاہد و یمین صاحب الحق و روی عن ان النبی و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین
یعنی علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے ایک شاہد کی شہادت اور صاحب حق کی قسم کھانے پر فیصلہ فرمایا۔ اور نیز آنحضرت سے
روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا و ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور قسم پر قضیے فیصل فرماتے تھے۔ پس اگر حضرت ابوبکر مقدمہ فدک مین بھی شہادت
امیر المومنینؑ و قسم جناب سیدہ پر فیصلہ فرماتے تو کیا قباحت اسمین تھی۔ بلکہ کتب اہلسنت سے ظاہر ہے کہ اُن کے ہان شہادت واحد پر
بدون قسم کے بھی حکم کرنا ہے صحیح بخاری مین ہے ان بنی صہیب مولی ابن جدعان ادعوا بیتین و حجرۃ ان رسول اللہ اعطی ذلک
صہیبا فقال مروان من یشہد لکما علی ذلک قالوا ابن عمر فدعاہ فشہد لاعطی رسول اللہ صہیبا بیتین و حجرۃ فقضی
مروان بشہادتہ لہم یعنی پسران صہیب مولائی ابن جدعان نے دو مکان اور ایک حجرے کا دعوے کیا کہ رسول اللہ نے صہیب کو عطا
کئے تھے مروان نے کہا کون گواہ ہے تمہارا اسپر انہون نے کہا عبداللہ بن عمر مروان نے ابن عمر کو بلایا اُس نے شہادت دی کہ البتہ حضرت
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے صہیب کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا کیا تھا۔ پس مروان نے اس شہادت پر فیصلہ بحق پسران صہیب کر دیا۔
اس روایت سے کہ اصح الکتب بعد کتاب الباری کی ہے ظاہر ہے کہ مروان قاضی منصوب کردہ معاویہ ابن ابوسفیان نے صرف ایک ابن عمر
کی گواہی پر پسران صہیب کی ڈگری کر دی۔ نہ اسپر صحابہ سے کسی نے اعتراض کیا نہ امیر معاویہ نے کہ باعتقاد حضرات سُنیّہ خلیفہ برحق تھا پس اگر
ابوبکر بھی بشہادت امیر المومنینؑ فدک کو واگذار کر دیتے تو کب خلاف شرع تھا بلکہ یہان تو امّ ایمن مرتبہ رسولخدا و دو سردار جوانان بہشت آنحضرت
کے ساتھ تھے۔ کیا اِن سب بزرگون کی گواہی عبداللہ عمر کی گواہی کے برابر بھی نہ تھی۔ ذرا انصاف کرنا چاہیے اور یون بالمرہ حق سے نہین
گذرنا چاہیے ذرا فضائل امیر المومنینؑ اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ ہون اور پھر اس کینہ کارروائی ردّ شہادت کو دیکھا جاوے کہ کسقدر بیجا تھی
اور پھر اسکی توجیہ مین یہ کہنا کہ جر منفعت کے لئے یہ گواہی تھی اسلئے قبول نہوئی کتنی شوخ چشمی و بیباکی ہے۔ حدیث متفق علیہ مین الفریقین ہے
الحق مع علی و علی مع الحق یدور الحق معہ حیثما دار کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ حضرت حق کے ہمراہ مین گردش کرتا ہے حق
جسطرف کو کہ وہ گردش کرین اور نیز حدیث ہے اللہم ادر الحق حیثما دار یعنی حضرت رسولخدا نے فرمایا خداوندا گردش دے حق کو
جسطرف کہ علیؑ گردش کرین شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ افعال اُس جناب کے بالکل حق تھے یعنی بعینہ حق

نہ یہ کہ مطابق حق ہون اور حق اُنسے علیحدہ کوئی اور شے ہو بلکہ حق ایک امر ہے کہ افعال آنحضرت سے منعکس ہوتا تھا جیسے کہ ضوء آفتاب سے منعکس ہوتی ہے
اسلئے رسولخدا نے فرمایا اللہم ادر الحق حیثما دار کہ حق کو انکا تابع اور ساتھ ساتھ پھرنیوالا اقرار دیا اور یہ نہ فرمایا کہ خداوندا گردش دے علیؑ کو جسطرف کا
حق گردش کرے کہ اس صورت مین وہ تابع حق ہوتے نہ متبوع پس بموجب اسکے ابوبکر نے صریح حق سے انحراف کیا کہ گواہی آنحضرت کی قبول نہ کی
نیز حدیث صحیح ہے علیؑ باب حطۃ من دخل فیہ کان مومنا و من خرج منہ کان کافرا کہ علیؑ مثل باب حطہ کے ہین کہ بنی اسرائیل
مین تھا جو اسمین داخل ہوا مومن ہے جو خارج ہوا کافر علمی سُنی شرح صواعق محرقہ مین اس حدیث کی شرح مین لکھتا ہے کہ جو کوئی اقتدا کرے
علی علیہ السلام کی اور مہتدی ہو ہدایت آنحضرت سے اُن کے اقوال و افعال مین مومن کامل الایمان ہوگا۔ پس مقدمہ فدک مین شیخین نے آنحضرت
کی شہادت کو رد کیا اور انکی ہدایت سے مہتدی ہوئے اور باب مدینہ علم نبی اور باب حطہ سے باہر ہو گئے تو موجب اس حدیث کے کیا ٹھہرے
اور حضرت امام حسنؑ کے بارے مین پہلے حدیث بخاری لکھی گئی کہ حضرت رسولخدا نے ایک دانہ خرمہ خرمہائے صدقہ سے اُٹھا لینے پر اُنسے فرمایا
اما تعلم ان الصدقۃ علینا حرام کہ تو نہین جانتا کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے پھر اُسکی شرح مین آنحضرت کا طفلی مین لوح محفوظ کو مطالعہ
کرنا بھی عسقلانی کے کلام سے گذارش ہوا۔ اب یہ عرض ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ شیرخوارگی کے زمانہ مین امام حسنؑ کو امر و نہی کرین اور
وہ حضرت اُسوقت بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہون تو اُنکی گواہی بوجہ صغیر سنی باقرعیت کیونکر رد ہو سکتی ہے اور **شیخ** عبدالحق دہلوی حدیث
مذکور کی شرح مین شرح مشکوۃ مین افادہ کرتے ہین کہ ارشاد رسول اللہ اما تعلم الخ مشعر ہے اسکا کہ امام حسنؑ پہلے سے حرمت صدقہ بر اہلبیت
کا علم رکھتے تھے اور یہ بعید نہین کسلئے کہ وہ حضرت صغیر عاقل تھے۔ بتحقیق کہ عمل کیا اِن دو بزرگ اماموں یعنی حسنؑ و حسینؑ نے احادیث رسول اللہ
کو صغر سنی مین اور وہ بوقت وفات رسول اللہ ہشت سالہ تھے۔ کیونکہ اُنکی ولادت سال دوم ہجرت مین ہے۔ **علاوہ** برین ہمہ امیر المومنین
علیہ السلام بنص قران شاہد ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالے نے اُنکی تنہا شہادت قبول کی ہے۔ چنانچہ آیہ شریفہ افمن کان علی بینۃ من
ربہ و یتلوہ شاہد منہ مین من کان علی بینۃ سے مراد حضرت رسالت پناہ اور شاہد منہ سے مراد علی علیہ السلام ہین اور اس تفسیر پر فریقین کا اتفاق
ہے لیکن بیان اسکا بطریق شیعہ پس ظاہر و عیان ہے عیان را چہ بیان۔ اور لیکن اہل سنت کے موافق پس تفسیر دُرِّ منثور سیوطی مین اس آیہ
شریفہ کی تفسیر مین ابن مردویہ و ابونعیم و ابوحاتم وغیرہ سے چند طریق پر روایت کیا ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کہتے تھے کہ قریش
مین کوئی ایسا نہین جسکے باب مین کوئی حصہ قرآن کا نازل نہوا ہو ایک شخص نے کہا آپ کے بارہ مین کیا نازل ہوا ہے فرمایا تو نے سورہ ہود مین نہین
پڑھا افمن کان علی بینۃ الخ پس علی بینۃ من ربہ رسولخدا ہین اور شاہد منہ مین ہون پس اُسی شاہد کی شہادت جسے جناب
واحد احد عز اسمہ نے قبول و منظور فرمایا ہے رد کرنا بلاشبہ مخالفت قرآن و باعث خروج از دائرہ ایمان ہے **القصہ** جب جناب سیدہؑ نے
دیکھا کہ ہبہ فدک مین نہ میرا قول تسلیم ہوا نہ شہادت شہود پر لحاظ کیا گیا تو آپ نے ایک حجت صریح و روشن کی طرف رجوع کی جسکے قبول مین کسی
مسلمان کا پس و پیش کرنا ظاہرا ممکن قبل محالات معلوم ہوتا تھا اور وہ جناب اُس حساب سے بھی قریب کل ترکہ رسولخدا کے مالک ہوتے ہین
وہ حجت دعوے میراث تھی موافق آیہ وافی ہدایہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کہ حکم عام و شامل جمیع مسلمانان ہے سب کی اولاد

سکے موافق اپنے والدین کی میراث پاتی ہے روی البخاری فی صحیحہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابا بکر ان یقسم لہا ما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ یعنی محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ فاطمہ دختر رسول خدا نے ابوبکر سے سوال کیا کہ ترکہ رسول اللہ کو اموال فی سے انحضرت کے لئے تقسیم کرے مگر خلیفہ صاحب نے میراث سے بھی ویسا ہی جواب صاف دیا جیسا کہ پیشتر ہبہ سے دیکھے تھے اور فرمایا کہ پیغمبرون کے ترکے مین میراث جاری نہین ہوتی ان کے متروکات صدقہ ہوتے ہین۔ چنانچہ انحضرت نے فرمایا ہے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ کہ ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑ جائے صدقہ ہے۔ اور حال اس حدیث نحن معاشر الخ کا یہ ہے کہ چونکہ راوی حدیث اعنی خود خلیفہ صاحب ان لوگون مین داخل ہین جن پر صدقہ حلال ہے تو وہ اسکی روایت مین متہم ہین کیونکہ وہ ان کے نفع پر مبنی ہے اور نیز وہ اسکی روایت مین منفرد تھے کہ کوئی دوسرا شریک نہ رکھتے تھے حتےٰ کہ خلیفہ ثانی بھی کہ بانی مبانی خلافت بکریہ تھے اور ہر امر مین ان کے رفیق شفیق رہتے تھے اس حدیث کی روایت مین انکے موافق نہین ہوئے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے صدق المرتضی فیما قال اما عقیب وفاۃ النبی ومطالبۃ فاطمۃ الارث فلم یروا الخبر الا ابوبکر وحدہ وقیل انہ رواہ معہ مالک بن اوس بن حدثان کہ راست کہا ہے سید مرتضےٰ نے اپنے اس قول مین کہ ابوبکر روایت حدیث نحن معاشر الخ مین منفرد تھے کسلیے کہ بعد وفات پیغمبر خدا جبکہ فاطمہ زہرا نے میراث کا مطالبہ کیا تو اس حدیث کو سوائے ابوبکر تنہا کے کسی نے روایت نہین کیا اور کہا گیا ہے کہ اسکے ساتھ مالک بن اوس بن حدثان نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ پھر روایت مالک بن اوس مذکور کی نقل کر کے کہتا ہے ہذا حدیث غریب لان المشہور انہ لم یرو حدیث انتفاء الارث الا ابوبکر وحدہ کہ یہ حدیث غریب ہے کسلیے کہ مشہور یہ ہے کہ حدیث نفی میراث پیغمبران کو سوائے ابوبکر اکیلے کے کسی نے روایت نہین کیا پس ایسی حدیث جسکی روایت مین کوئی دوسرا شخص شریک نہو اور اپنے فائدہ پر شامل ہو آیہ میراث کے مقابلے مین لانا اور اس سے میراث انبیا کی نفی کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ کمال تعجب ہے کہ جم غفیر صحابہ سے اس حدیث کو صرف ایک ابوبکر نے پیغمبر سے سُنا اور کسی کے کان مین اسکی آواز نہ گئی آیا ہو سکتا تھا کہ وہ حضرت لم ازکم اپنے رشتہ دارون کو بھی اسکی اطلاع نہ دیتے۔ ممکن تھا کہ ابوبکر کو اسکی خبر دین اور جناب سیدہ سے کہ اقرب قربا تھین پوشیدہ رکھین حالانکہ بموجب آیہ شریفہ وانذر عشیرتک الاقربین وہ جناب قریبی رشتہ دارون کے انذار و نصیحت پر خصوصیت کے ساتھ مامور تھے اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ بوقت نزول آیہ میراث عام طور سے اسکا اعلان فرماتین کہ انبیا اس حکم سے مستثنیٰ ہین ان کے متروکات مین میراث جاری نہین ہوتی اور اپنے اعزہ و اقارب کو خاصکر جناب سیدہ کو خاص طور سے اس سے آگاہ کرتے کہ مبادا ثانی الحال وہ اسکا مطالبہ کرین جیسا کہ کیا گیا۔ اور نیز جسطرح پر بہ تقدیر صحت اس حدیث کے جناب سیدہ کا اسکے مضمون پر مطلع نہونا متعذرات سے ہے ویسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ باوجود علم و اطلاع انتفاء میراث انبیاء کے وہ جناب طالب میراث پیغمبر خدا ہوئین کیونکہ آپ معصوم و مطہر تھین جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ سے موافق آیہ تطہیر وغیرہ کے پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ حدیث مذکور موضوع و مفتریٰ ہے کہ محض بنظر ضرر رسانی اہلبیت پیغمبر بنائی گئی ہے۔ اور نیز یہ حدیث مخالف قرآن شریف ہے قال اللہ تم حکایۃ عن زکریا انی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی

عاقرا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا کہ اسمین حقتعالےٰ حضرت زکریا کے حال سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے عرض کی پروردگارا مجھکو اپنے بعد موالی یعنی چچازاد بھائیون کی طرف سے اندیشہ ہے اور میری زوجہ عقیم (بانجھ) ہے پس عنایت کر مجھکو اپنے فضل سے ایک ولی کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا اور کر اسکو اے رب میرے رضی و پسندیدہ پس حضرت زکریا نے کہ اپنے بنی اعمام کے اطوار و اوضاع سے واقف تھے اور ڈرتے تھے کہ مبادا وہ اموال و املاک پر مسلط ہوکر انکو بدکاریون مین تباہ و برباد کر دین حقتعالےٰ سے دعا کی کہ ایک ولی وارث مجھکو عطا کر کہ مرضی الاخلاق و پسندیدہ اطوار ہو پس ظاہر ہے کہ یہان وراثت سے وراثت مال مراد ہے نہ وراثت علم و نبوت کسلیے کہ اول تو لفظ وراثت و میراث جہان مذکور ہوتے ہین النسے ان کے حقیقی معنی میراث مال و متاع سمجھے جاتے ہین جبتک کہ بدلیل قطعی کسی اور معنون کا ارادہ نہ کیا جائے پس یرثنی ویرث من ال یعقوب مین بھی وراثت مال مراد ہوگی نہ وراثت علم و نبوت **دوسرے** اگر وراثت علم و نبوت مراد لین تو قید واجعلہ رب رضیا کہ گردان تو پروردگارا اسکو پسندیدہ لغو اور فضول ٹھہرتی ہے کسلیے کہ وارث علم و نبوت کو خود مرضی الاخلاق و پسندیدہ خصائل ہونا ضرور ہے اسکے لئے واجعلہ رب رضیا سے دعا مانگنا ایسا ہی جیسا کہ کوئی کہے خداوندا ہمپر نبی مرسل مبعوث کر اور اسکو عاقل و دانا بھی کر کہ ایسی دعا کرنیوالا عقلائے کے نزدیک خارج از عقل احمق و مجنون ہوگا کیونکہ جسکو حقتعالےٰ نبوت عطا کریگا عقل و دانائی لا کلام بخشے گا اور کلام خدا لغو سے پاک ہے۔ اور نیز ظاہر ہے کہ حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام کو بنی اعمام کی طرف سے خوف تھا اور اسی خوف کی وجہ سے انہون نے حقتعالےٰ سے وارث طلب کیا تھا پس یہ خوف ہو نہین سکتا کہ ان کے عالم و نبی ہو جانے سے ہو کسلیے کہ ممکن نہین کہ حقتعالےٰ علم و نبوت ایسے شخص کو عطا کرے جو اسکے اہل و لائق نہو بلکہ علت غائی و بعثت انبیا کے علم و حکمت کا پھیلانا اور اسکا تعلیم و تلقین کرنا ہے اس سے خوف کرنا یعنی چہ بخلاف مال کے کہ وہ نیک و بد مومن کافر سب کو ملتا ہے پس بلا شبہ انحضرت کو یہی اندیشہ تھا کہ میرے لواحق اموال کو فسق و فجور مین ضایع کرینگے اور اسی کی حفاظت و انتظام کی نظر سے انہون نے حقتعالےٰ سے وارث رضی مرضی طلب کیا تھا۔ پس مراد یرثنی الخ مین وارث مال ہوگا نہ وارث علم و نبوت۔ اسی جگہہ سے ہے کہ فخر الدین رازی امام اہل سنت نے تفسیر کبیر مین اس آیہ کی تفسیر مین سدی و مجاہد و شعبی و ابن عباس و حسن و ضحاک سے کہ اکابر معتبرین اہل سنت اور ان کے مقبولین سے ہین نقل کیا ہے کہ انہون نے اس آیہ مین وراثت مال مراد لی ہے اور خود امام رازی وراثت مال کا مفہوم آیہ مین داخل ہونا روا جانتے ہین **اب** اگر کوئی معترض کہے کہ مال کی طرف سے اندیشہ مند ہونا اور اسکے خاطر حقتعالےٰ سے ولی و وارث کی درخواست کرنا طمع مال و بخل پر دلالت کرتا ہے کہ شایان شان انبیا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ مال کو نا اہلون سے نگاہ رکھنا کہ وہ بجائے اسکے کہ نیک کام مین صرف کرین فسق و فجور مین اوڑائین طمع و بخل نہین کمال درجہ کی دانائی و حسن تدبیر بلکہ عین تقویت دین ہے جسطرح لازم ہے کہ انسان اپنی زندگی مین مال کو امور خیر مین صرف کرے ویسا ہی چاہیے کہ حتی المقدور بعد کو بھی ایسا انتظام کر جائے کہ نیک کامون مین صرف ہوتا رہے کیونکہ یہ باقیات صالحات سے ہے اسی لئے مرنے سے پہلے وصیت کرنا اور کسی مرد صالح و دیندار کو وصی بنانا شرعاً و عقلاً و عرفاً مستحسن سمجھا جاتا ہے **اور نیز** حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء الخ مخالف ہے آیہ شریفہ وورث سلیمان داؤد کے کہ اسمین حقتعالےٰ بصیغہ ماضی سلیمان

علیہ السلام کے وارث داؤد ہونیکی خبر دیتا ہے اور گویا اسی حدیث ساختہ خلیفہ اول کی تردید مین فرماتا ہے کہ انبیا وارث و موروث دونو ہوتے ہین اور واضح رہے کہ میراث کا اپنے حقیقی معنے یعنی مال مین مستعمل ہونا یہان پر زیادہ روشن ہے کسلئے کہ میراث وہ ہے کہ مورث سے اُسکے مرنیکے بعد وارث کو پہنچے وہ یہان علم و نبوت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ حضرت سلیمان ایام حیات داؤد مین نبی ہوکر علم حاصل کر چکے تھے پس علم و نبوت مین انکا وارث داؤد ہونا قطعًا درست نہین پس بالضرور یہان وراثت مال مراد ہوگی نہ وراثت علم چنانچہ مقتدا و پیشوائے اہلسنت حضرت حسن بصری اسی کے قائل ہین جیساکہ الٹے نقل کیا گیا ہے۔ طرفہ یہ کہ حضرات اہلسنت یہان تو بہ نظر حمایت خلیفہ اول وراثت سلیمانؑ کو وراثت علم و نبوت پر محمول فرماتے ہین اور وراثت مال سے انکار کرتے ہین مگر ایک ورمقام پر اس حمایت سے دست بردار ہوکر آنحضرت کے وارث مال داؤد ہونیکے قائل ہوگئے چنانچہ تفسیر آیہ شریفہ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد **ترجمہ** جبکہ عرض ہوئے اُنکے سامنے شام کے وقت اسپہائے عمدہ کو انکی کتب تفسیر مین ملاحظہ کیجئے اور تماشائے قدرت خدا دیکھئے۔ **قال البیضاوی** روی انہ علیہ السلام غزا دمشق و نصیبین واصاب الف فرس و قیل اصابہا ابوہ من العمالقۃ فورثہا منہ فاستعرضہا فلم یزل یعرض علیہ حتی غربت الشمس وغفل عن العصر او عن ورد کان لہ یعنی بیضاوی کہتا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان نے دمشق و نصیبین پر جہاد کیا اور ایک ہزار گھوڑے انکو وہان سے ہاتھ آئے اور کہا گیا ہے کہ یہ گھوڑے آپ کے باپ داؤد کو قوم عمالقہ سے ملے تھے انکو میراث مین پہنچے پس یہ گھوڑے اُنہون نے اپنے سامنے منگائے اور انکو دیکھتے رہے تا اینکہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر یا دیگر ورد مقررہ سے غافل رہے اور تفسیر کشاف و مدارک مین بھی یہ مضمون اسی طرح بلفظ مجہول یعنی قیل مذکور ہوا ہے۔ لیکن تفسیر معالم التنزیل مین اس قول کا قائل مقاتل بیان کیا گیا ہے اور ربیع الابرار زمخشری مین اس قول کو کسی خاص شخص کی طرف نسبت نہین کیا۔ عام طور سے کہا ہے وورث سلیمان من ابیہ الف فرس فاستعرض تسعمائۃ فشغلتہ عن ذکر اللہ کہ سلیمان کو ایک ہزار گھوڑے اپنے باپ سے میراث مین پہنچے تھے پس نو سے دیکھنے کے لئے طلب فرمائے اور اس سبب سے وہ یاد خدا سے غافل رہے۔ اور حیوۃ الحیوان دمیری مین ہے وجمہور المفسرین علی انہا کانت خیلا موروثا کہ عامہ مفسرین اسپر ہین کہ وہ گھوڑے موروث تھے یعنی حضرت سلیمانؑ کو میراث مین پہنچے تھے ہذا کلہ فی تنشئۃ المطاعن پس جبکہ بقول جمہور مفسرین اہل سنت حضرت سلیمانؑ کا ایک ہزار اسپ میراث مین پانا صحیح و ثابت ہے تو آیہ ورث سلیمان داؤد مین کس لئے میراث مالی سے انکار کیا جاتا ہے اور کیون حضرت حسن بصری جیسے پیر و مرشد کے قول سے مخالفت کیجاتی ہے۔ حیرت ہے کہ جمہور مفسرین حضرت سلیمان کے ایک ہزار گھوڑے داؤدؑ سے میراث مین پانیکے قائل ہون اور یہ حضرات حدیث نفی میراث انبیا کو کہ محض بغرض اضرار و ایذارسانی اہلبیت وضع کی گئی ہے خلیفہ اول کی خاطر سے صحیح سمجھی جائین کتب فریقین مین ہے کہ جب آیہ انک میت وانہم میتون نازل ہوئی تو حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا مجھکو خبر مرگ دی گئی ہے آگاہ رہو کہ میرے بعد مجھپر بہت دروغ باندھین گے جب کوئی حدیث مجھ سے تمکو پہنچے اُسے کتاب خدا پر عرض کرو اگر اسکے موافق ہو تو قبول ورنہ ترک کرو۔ پس حدیث نحن معاشر الانبیاء کو بموجب اس حدیث متفق علیہ کے کتاب اللہ پر عرض کیا تو آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ

اور آیہ فہب لی من لدنک ولیا ۃ کے اور آیہ وورث سلیمان داؤد کے برخلاف پایا پس واجب ہے کہ ہم اُسکو ترک کرین اور جانین کہ یہ ایک کذب و دروغ ہے کہ آنحضرت پر باندھا گیا ہے **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ ہے خلاصہ کلام علمار اعلام کا کہ حدیث موضوعہ خلیفہ اول کی قدح مین انہون نے افادہ کیا ہے اور اکثر اور بیشتر اسکا ماخوذ ہے کلام ہدایت نظام جناب سیدہ نساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے کہ آپ نے مسجد رسول اللہ مین ابوبکر و جماعۃ مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا وہ خطبہ معروف و مشہور ہے اور منتہائے فصاحت و بلاغت سے معمور سُنی و شیعون نے اپنی اپنی کتابون مین اُسکو روایت کیا ہے سُنیون سے ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب سقیفہ ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری سے اسکو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابوبکر بڑا عالم محدث کثیر الادب ثقہ و پرہیزگار شخص تھا محدثون نے اسکی صفت و ثنا کی ہے اور اسکی تصنیفات وغیرہ کو اس سے روایت کیا ہے پھر اس خطبہ کو اُس نے تین طریقہ سے نقل کیا ہے ایک طریقہ جناب زینب بنت امیرالمومنینؑ تک منتہی ہوتا ہے دوسرا ابو جعفر امام محمد باقرؑ تک تیسرا عبداللہ بن الحسن تک۔ اور علامہ علی بن عیسی الاربلی کتاب کشف الغمہ مین کہتے ہین کہ مین اس خطبہ کو کتاب سقیفہ احمد بن عبدالعزیز کے پرانے نسخے سے نقل کرتا ہون جو ربیع الاول ۳۲۲ھ ہجری مین مصنف کے سامنے قرأت کیا گیا ہے اور نیز مسعودی نے مروج الذہب مین بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور سید بن طاؤس علیہ الرحمہ نے کتاب الطرائف مین عالم و حافظ و ثقہ اہلسنت احمد بن موسی بن مردویہ اصفہانی کی کتاب مناقب سے نقل کیا ہے اس نے اسکی سند عائشہ تک پہنچائی ہے اور علمار شیعہ سے سید مرتضے علم الہدے نے کتاب شافی مین اور شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے علل الشرائع مین اور شیخ مفید و احمد بن ابی طالب طبرسی وغیرہم نے کلاً و جزءًا اسکو روایت کیا ہے۔ اور یہ خطبہ طولانی اعلے درجہ کی فصاحت و خوش بیانی سے بھرا ہوا ہے اور بہت سے مطالب عالیہ اسمین درج ہین لیکن ہم یہان حسب حیثیت اس مجموعہ کے تھوڑا سا اسمین سے کہ متعلق بہ غصب فدک ہے بطور التقاط و انتخاب ترجمہ کرتے ہین جو چاہے کہ اصل خطبہ عربی عبارت مین ملاحظہ کرے اسکو بحار الانوار وغیرہ مطالعہ کرنی چاہئین اور وہ یہ ہے کہ جب جناب سیدہ کو معلوم ہوا کہ ابوبکر کو فدک کے دینے سے بہ کلی انکار ہے تو آپ نے اپنا مقنعہ مبارک سر پر لیا اور چادر بالاپوش سے اپنے تئین محفوف اور مستور فرمایا اور جماعت زنان بنی ہاشم سے اپنی ہمچشمون اور رشتہ دارون کو ساتھ لیکر مسجد رسول اللہ کیطرف تشریف فرما ہوئین از بسکہ آپ کی رفتار حضرت رسولخدا سے بہت ہی مشابہ تھی دیکھنے والونکو معلوم ہوتا تھا کہ گویا رسول اللہ جا رہے ہین رفتہ رفتہ مسجد مین داخل ہوئین تو مہاجرین و انصار ابوبکر کے گرد جمع تھے ایک پردہ چادر سفید کا درمیان مین نصب ہوگیا اور اُس جناب نے پس پردہ جلوس فرمایا۔ پھر ایک آہ سرد دل پُر درد سے نکالی اور صدائے گریہ بلند کی کہ جسے سُنکر جملہ حضار مسجد رونے لگے حضرت نے توقف کیا تا وقتیکہ گریہ انکا ساکن ہوا پس حمد و ثنائے خدا ادا کی اور اپنے پدر بزرگوار احمد مختار پر درود و صلوات بھیجی اسپر پھر شور گریہ و بکا بلند ہوا۔ آپ پھر خاموش ہوگئی حتے کہ ان کی جزع و فزع مین سکون ہوا بعد ازان بہت سے دُر رشاہوار زبان گوہر بار سے اہل مجمع پر نثار کئے بعد ازان فرمایا بندگان

خطبۂ جناب سیدہ

[1] نسخہ مروج الذہب مسعودی مطبوعہ مصر جو ہمارے پاس موجود ہے اسمین ذکر خلافت ابوبکر کے آخر مین لکھا ہے کہ ہمنے اس کتاب مین اختصار کی نظر سے بہت سے اخبار و آثار کے ذکر سے اعراض کیا ہے پھر ان اخبار کی طرف اشارہ کرتے کرتے لکھا ہے وما کان من قصۃ فدک وما کان من فاطمۃ یعنی اور وہ جو کچھ کہ قصہ فدک سے گزرا اور جو کچھ کہ فاطمہ کیطرف سے اسمین گفتگو ہوئین وکلامہا متمثلۃ حین عدلت الی قبر ابیہا علیہ السلام من شعر صفیۃ بنت عبد المطلب اور انکا کلام درانحالیکہ انہون نے عدول کیا اپنے باپ کی قبر کیطرف کہ ان پر سلام ہو اور تمثیل لاتی تھین وہ شعر صفیۃ بنت عبدالمطلب سے وہ شعر یہ ہے ۔ قد کان بعدک انباء وہنبثۃ + لو کنت شاہدہا لم تکثر الخطب +

خدا تم مخاطبانِ امر و نہی اسلام و حاملانِ حلال و حرام دینِ خیر الانام ہو اور امنا رِ خدا و رسولؐ ہو کہ دینِ اسلام کو اپنے بعد کی نسلون اور آیندہ
امتون تک پہنچاؤ پس ڈرو اور خوف کرو خدا تعالےٰ سے اور اسکی اطاعت کو واجب و لازم جانو تاکہ مسلمانی کے بعد کافر نہو جاؤ اور بحالِ کفر
تمہاری موت نہو۔ ایہا الناس مین فاطمہ دختر رسولِ خدا محمد مصطفےٰ ہون۔ اصلاً کذب و دروغ نہین کہتی اور بہ ہوائے نفسانی فدک کا دعوےٰ
نہین کرتی۔ لوگو محمد مصطفےٰ میرے باپ تھے یا تمہاری زنان و دختران کے اور میرے شوہر کے برادر و ابنِ عم تھے یا تمہارے مردون کے
بجز اسکے نہین کہ شیطان تمپر مشرف ہوا اور اس نے تمکو اپنا مطیع و منقاد پایا تحقیق کہ قصہ غدیر کو بہت عرصہ نہین گذرا اور ہمارا زخم مصیبت
رسولِ خدا ہنوز مندمل نہین ہوا انکا جسد مبارک زیرِ خاک دفن نہین ہوا تھا کہ تم غصبِ خلافت پر ٹوٹ پڑے اس سے فرصت ملی تو فدک کو
ضبط کیا ہمنے اُن مصیبتون پر کہ دل مین تیر و تبر و سنان و خنجر سے کم نہ تھے صبر کیا مگر تمنے اسپر بھی قناعت نہ کی اب جاہلیت کے طریق سے یہ
کہتے ہو کہ میراث پیغمبر بھی ہمارے لئے نہین حالانکہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ ہم آنحضرت کے ورثا ہین یا ابن ابی قحافہ افی کتاب اللہ
ترث اباک ولا ارث ابی لقد جئت شیئاً فریّا اے ابوبکر کیا قرآن مین ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث نہون
تحقیق کہ تو نے افترا پردازی کی تہمت لگائی پیغمبر پر۔ اے مسلمانو سزاوار ہے کہ دختر رسولِ خدا انکی میراث سے محروم رہے اور غیر لوگ اس ترکہ
سے فائدہ اٹھائین تم جان بوجھکر نادان بنتے ہو اور کتابِ خدا کو پسِ پشت ڈالتے ہو کیا قرآن مین نہین آیا کہ سلیمانؑ نے داوٗد سے میراث پائی اور
زکریاؑ نے دعا مانگی کہ خداوندا ایک ولی و وارث عطا کر کہ میرا اور آلِ یعقوبؑ کا وارث ہو اور اُس جل شانہ نے فرمایا ہے واولوا الارحام بعضہا
اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ کہ صاحبان رحم و قرابت بعض انکے بعض سے اولےٰ ہین کتابِ خدا مین اور نیز حقتعالےٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی
اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کہ وصیت کرتا ہے تمکو حقتعالےٰ تمہاری اولاد کے مقدمے مین کہ بیٹونکا دوہرا حصہ ہے بیٹیونکا اکہرا۔ پس امین
انبیا کو کہین مستثنیٰ نہین فرمایا۔ آیا تم گمان کرتے ہو کہ مجھکو میرے باپ سے کچھ بہرہ و حصہ نہ تھا اور کوئی رحم و قرابت اس سے نہ رکھتی تھی
یا کوئی آیہ تمہارے پاس ہے جسکی رو سے تم وارث اور مورث ہو اور مین اس سے خارج ہو گئی یا یہ کہتے ہو کہ مین اور میرے باپ دو ملت
پر مین وہ مسلمان تھے اور مین کافر اس سبب سے انکی میراث نہ پاؤن آیا عموم و خصوص قرآن کو تم بہتر جانتے ہو یا میرے باپ رسولِ خدا اور میرے
شوہر علی مرتضےٰ تمنے خلافت چھینی فدک لیا ہمکو طاقت نہین کہ آج تمسے عہدہ برآ ہو سکین اے پسر ابو قحافہ کل کو اس ظلم کا جواب تجھے دینا ہوگا
جبکہ دعویدارِ فدک رسولِ خدا ہونگے اور دعویٰ ہمارا کہ میعادگاہ روزِ قیامت ہوگا اسکے بعد جناب فاطمہ انصار کی طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا اے انصارِ اسلام
و اے حافظانِ شریعت میرے حق مین یہ ضعف و سستی کسلئے ہے یہ ظلم و ستم مجھپر دیکھتے ہو اور گردنین نہوڑائے آنکھین جھکائے بیٹھے ہو
کیون میری اعانت نہین کرتے کیا میرے پدر گرامی حضرت رسول اللہ سے تمنے نہین سُنا کہ المرءُ یحفظ فی وُلدِہٖ کہ آدمی کی رعایت
اسکے حق مین ہوتی ہے کیسی جلد تم ہماری نصرت کو چھوڑ بیٹھے اور کیا جلد ہمارا حق ضائع کر دیا حالانکہ تمکو قوت و قدرت میرے حق طلب
کرنے کی ہے گویا تمنے وفاتِ محمدؐ کو سہل و خفیف جانا باوجودیکہ اس سے رخنہ عظیم پڑا ہے کہ کسی طرح اصلاح پذیر نہین تحقیق کہ اُن کی
دختر مغلوب ہوئی اور انکی حرمت ضائع کی گئی مگر موت قضائے الٰہی و حتمی تھی ٹل نہین سکتی تھی وما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم نہین ہین محمدؐ مگر رسول آیا اگر وہ مر جائین یا قتل ہو جائین تو تم مرتد ہو جاؤ گے اے جماعت
اوس و خزرج تم موجود ہو اور دیکھتے ہو اور آدمی اور سامان جنگ رکھتے ہو پس میری گریہ و زاری سنتے ہو اور امداد نہین کرتے حالانکہ نامی
بہادرون سے ہو اور بزرگان عرب و بہترین قبائل سے شمار ہوتے ہو اور کبھی کسی کے مقابلے اور مقاتلے سے قدم پیچھے نہین ہٹایا ہمیشہ ہمارا
حکم مانتے اور امتثال فرمان کرتے رہے ہو تا اینکہ بنائے اسلام محکم و استوار ہوئی اور آتشِ کفر و شرک بجھ گئی پس کہان جاتے ہو اور کیون اسلام
کے بعد کفر اختیار کرتے ہو کیا تم وہی نہین کہ ہمیشہ مخالفان پیغمبر کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہو مراد یہ کہ جیسے منکرین نبوت سے لڑتے تھے غاصبین
خلافت سے کیون نہین لڑتے کیا اِن سے ڈر گئے حالانکہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرنا نہین چاہیے۔ بات یہ ہے کہ تمنے آسائش و دوام اختیار
کیا اور مال و دولت کی طرف جھک گئے لاجرم علیؑ سے کہ بہر نہج شائستہ خلافت و سزاوار حکومت تھے پشت موڑی فان تکفروا انتم ومن
فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنی حمید پس اگر کافر ہو جاؤ تم اور تمام اشخاص جو روئے زمین پر ہین۔ تو خدا کا کچھ نہین بگڑیگا تحقیق
کہ اللہ غنی اور بے پروا ہے اور ستودہ۔ تحقیق کہ مینے جو کچھ کہنا تھا کہا گو مین جانتی ہون کہ تم میری نصرت نکرو گے اور تمہارا غدر مجھکو بخوبی
معلوم ہے یہ باتین بنظر اتمام حجت کہین ہین تاکہ فردائے قیامت تم یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل رہے اب خلافت کو اپنے پاس رکھو اور فدک
کو بھی رہنے دو غاصبون کے لئے قیامت تک یہ عار رہے گی اور غضب خدا انسے جدا نہوگا جبتک کہ انکو جہنم مین نہ لیجائے وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون مین ہون دختر پیغمبر نذیر و ترسانندہ کی عذاب سے پہلے کرو جو کچھ کہ چاہو ہم مقرر تمسے بدلا لین گے فانتظروا انا منتظرون
اور انتظار کرو کہ ہم بھی منتظر ہین تمام ہوا خلاصہ ترجمہ خطبہ شریفہ کا۔ **واضح** رہے کہ جو کچھ کد و کاوش جناب معصومہ نے اس مقدمہ مین کی اور جیسا
اظہار تظلم و تکدر فرمایا سب اس لئے تھا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ جناب کمال ستم دیدہ و زحمت کشیدہ ہین نہین تو حاشا کہ انکو ضرورت
مال و جائداد اپنے یا اپنی اولاد کے لئے ہو یا اسکے بغیر آپ کی کارروائی نہو سکتی ہو کیونکہ وہ جناب ہمیشہ فقر و فاقہ مین بسر کرتی تھین اور وہی
تھین کہ تین روز متواتر کات کات کر جو کچھ اسکی اجرت مین حاصل کرتین اور اُن کو بیچ پکا کر راہ خدا مین خیرات کر دالتین مسکین و یتیم و اسیر کا
پیٹ بھرتین اور آپ بھوکی رہتین اور اپنے بچونکو بھوکا رکھتی پس انکو فدک اور غیر فدک کی کیا پروا تھی۔ بقول شاعر ؎ آنکہ جنت از جہتِ فلک
پرکند ٭ وانکہ رست از جہان فدک چہ کند ٭ علیٰ ہذا امیرالمومنینؑ کو جسقدر پیچ و تاب و قلق و اضطراب تھا اور جہانتک اپنی مظلومیت و محرومیت
ظاہر کرکے خواہانِ امداد و اعانت ہوتے اور جتنی شکایت غاصبین خلافت کا فرماتی وہ سب درد دین و نصح و خیر خواہی امت خیر المرسلین
کی وجہ سے تھا آپ کو انتہا شوق و رغبت ہدایت خلق کی رکھتی اور اسکی قابلیت اپنی ذات مین منحصر پا کر اپنا تمکن چاہتے تھے جیسا کہ تمام انبیا
و اوصیا کا یہی شیوہ ہے کہ سب چیزون سے زیادہ اسکو دوست رکھتے ہین اور اسی کی تکمیل کے لئے خلائق سے امداد چاہتے ہین۔
نہ یہ کہ طمع حطام دنیا و حبّ جاہ و مال رکھتے ہون اور بادشاہی و فرمان روائی عالم مقصود ہو حاشا ثم حاشا۔ اور نیز وہ حضرت جو جنگ و جدل
سے استکراہ کرتے تھے وہ بھی اسی لئے تھا کہ یہ لوگ مرتد نہو جائین نہین تو تمام دنیا ایک طرف ہو جاتی تب بھی شیر خدا منہ موڑنے والے
نہ تھے۔ **القصہ** خلیفہ اوّل نے جناب سیّدہ کے جواب مین بہت چکنی چپڑی باتین بنائین کہ تم سیدہ نسا و دختر خاتم الانبیا ہو کوئی عورت

بجز تمہارے اسکا دعوے نہین کرسکتی اور کسی مرد کا سوائے تمہارے شوہر علی مرتضےٰ کے یہ مقدور نہین کہ اپنے تئین آنحضرت کا بھائی کہے تم عترت طاہرہ رسولخدا و منتخب بخبار و رہنما راہ ہدٰے ہو سعید ہے وہ جس نے تمہین دوست رکھا اور بدبخت و شقی ہے جو تمہارا دشمن ہوا وغیرہ وغیرہ الاحرف مطلب پر پہنچکر وہی جواب صاف تھا۔ اسی حدیث نحن معاشر الخ کو مانع استرداد فدک بتلایا اور کہا مینے اسکی آمدنی کو بصلاح و اتفاق مسلمین تجہیز لشکر و سامان حرب و جہاد کے لئے رکھا ہے تمکو ہرگز نہین دیسکتا ہان میرا اپنا مال موجود ہے اس پر اختیار ہے جس طرح چاہو تصرف کرو فدک مین کچھ نہین کرسکتا آیا روا رکھتی ہو کہ تمہارے باپ کے خلاف فرمان کرون اور آنحضرت کا حکم بدلدون جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ کبھی خلاف قرآن حکم نہین دے سکتے کلام اللہ مین صاف موجود ہے کہ سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور زکریاؑ نے اس جل شانہ سے وارث طلب کیا اور احکام میراث انبیاء اور غیر انبیاء سب کے لئے مشرح ہین یہ صرف تمہارا مکر و فریب ہے کہ جمع ہوگئے ہو اور رسول اللہ پر تہمت لگاتے ہو کلا بل سولت لکم انفسکم فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ہرگز نہین بلکہ زیب دیا ہے تمکو تمہارے نفسون نے پس صبر کرنا ہی بہتر ہے اور اللہ ہے استعانت طلب کردہ شدہ اس امر پر کہ تم بیان کرتے ہو۔ اس گفت و شنید کے بعد جناب فاطمہ نے ابوبکر سے کہا واللہ لا کلمتک قسم خدا کی مین ترے ساتھ کبھی ہمکلام نہونگی۔ ابوبکر نے کہا واللہ لا ھجرتک ابدا قسم خدا کی مین کبھی تمسے کلام کرنا نہ چھوڑونگا جناب معصومہ نے کہا واللہ لادعون اللہ علیک قسم بخدا کہ مین خدا سے فریاد خواہ ہونگی اور تجھپر دعائے بد کرونگی ابوبکر نے کہا واللہ لادعون اللہ لک بخدا کہ مین تمہارے لئے دعائے خیر کرونگا۔ پس جناب سیدہ تا دم زیست اپنے اس قول پر رہین اور ہرگز خلیفہ سے کلام نہ کیا۔ صحیح بخاری مین ہے فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت کہ فاطمہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئین اور نہ کلام کیا اُسکے ساتھ تا اینکہ وفات پائی۔ بعد ازان وہ جناب متوجہ روضہ رسول اللہ ہوئین اور قبر انور پر جاکر اپنے تئین اُسپر گرا دیا اور اشعار درد آگین بادل حزین پڑھتی تھین اور زار زار روتی تھین ایک شعر اُن اشعار کا یہ ہے

انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختل قومک فاشھد فقد نکبوا یعنی رسول اللہ کو خطاب کرکے فرماتی ہین کہ تمہارا مفقود ہونا ہمارے لئے ایسا ہے جیسا کہ زمین سے باران رحمت کا دور ہونا۔ تمہاری قوم و قبیلہ مین خلل و خرابی نے راہ پائی آؤ اور انکو دیکھو کہ وہ حق سے پھر گئے۔ بعدہٗ اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ امیر المومنینؑ آنحضرت کے آنیکے منتظر بیٹھے تھے انکو دیکھکر شکوہ کیا کہ تم منہہ چھپا کر گھر مین بیٹھ گئے یا تو بڑے بڑے شجاعون کو زیر کرتے تھے یا چند بزدلون سے دب گئے۔ یہ ابوبکر ہے کہ میرے باپ کا عطیہ اور میری اولاد کا روزینہ مجھ سے منع کرتا ہے اور دوبدو میرے ساتھ نزاع و خصومت کرتا ہے اور اسقدر جرأت بہم پہنچائی ہے کہ انصار میری حمایت سے باز رہے اور مہاجرین نے اس سے ہاتھ کھینچا کوئی اسکا دفع و منع کرنیوالا نہین مین خشمناک گئی اور ذلیل و زبون واپس آئی اور نیز تمنے خواری اختیار کی کہ بھیڑیون کو مارنیکے بعد مکھیون سے مغلوب ہوئے کاش مین آج سے پہلے مرجاتی اور یہ ذلت نہ اٹھاتی اب اس جرأت و جسارت سے کہ اسوقت تمہارے سامنے ہوئی عذر خواہ ہون اور خدا کو درمیان لاتی ہون والے ہے میرے لئے کہ میرا ملجا و ماوے دنیا سے اٹھ گیا اور میرا بازو کام سے رہ گیا۔ پروردگارا تیری قوت شدید ہے اور تیرا عذاب سخت و مدید حضرت امیر المومنین

علیہ السلام نے فرمایا وائے اور ویل تمہارے دشمنون کے لئے ہے تمہارے لئے نہین اے سلالہ بہترین آدمیان و اے یادگار سید الانس والجان تم خفا نہو مجھ سے کار دین و سستی نہین ہوئی اور تا بمقدور اسمین سعی و کوشش کی ہے حقتعالے تمہارے رزق کا کفیل ہے جو کچھ تمہارے لئے مخزون ہوا اس سے بہتر ہے کہ جو بند ہوا پس صبر کرو راہ خدا مین جناب سیدہ نے کہا حسبی اللہ اور خاموش ہوگئین۔ **واضح** رہے کہ اس عتاب و خطاب سے بھی یہی مطلب تھا کہ لوگ جان جائین کہ وہ جناب سخت دردمند و مظلوم اور بکمال مجبور و لاچار ہین فی الواقع حضرت امیرؑ سے کوئی شکایت آپ کو نہ تھی کیونکہ خوب جانتی تھین کہ جو کچھ وہ حضرت کرتے اور کہتے ہین مین حق و صدق ہے۔ **الغرض** اُدھر یہ تھا اور ادھر جب ابوبکر نے دیکھا کہ کلام جناب سیدہؑ نے حاضرین مین اثر کیا اور کچھ ولولہ و دہمہ اُنسے سنائی دیا تو فوراً ممبر پر گئے اور کہا ایہا الناس یہ کیا حالت ہے تم ہر ایک حق و باطل بات پر کان لگا لیتے ہو یہ آرزوئین رسول اللہ کے عہد مین کہان گئی تھین ہان جس نے سنایا دیکھا ہے اٹھے اور کلام کرے انما ھو ثعالۃ شھیدہ ذنبہ وہ ایک روباہ ہے جسکی گواہ اُسکی دم ہے فتنہ خوابیدہ کو جگاتا ہے اور عورات سے امداد چاہتا ہے مثل ام طحال زانیہ کے کہ سب سے زیادہ اُسکے دوست زناکار ہین۔ اگر چاہون تو کہدون اور روشن تر و واضح کردون مگر اپنی زبان کو روکتا ہون پھر انصار سے کہا کہ تمہارے حمقا کا مینے کلام سنا ہے۔ تم حق کے لئے زیادہ اولے و سزاوار ہو کیونکہ تمنے رسول اللہ کو پناہ دی۔ اور آنحضرت کی نصرت و یاری کی آگاہ رہو کہ مین کسی کے اوپر ہاتھ اور زبان کو دراز نہین کرتا۔ جبتک کہ مجھکو زحمت نہ دے اور بدلا پانے کا مستوجب نہو یہ کہکر ممبر سے اُترے۔ یہ روایت احمد بن عبد العزیز جوہری کی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے یہ کلمات ابوبکر کے نقیب ابو جعفر یحییٰ بن ابی زید بصری کے سامنے قرأت کئے تو پوچھا کہ ابوبکر کا اُنسے کسکی طرف اشارہ تھا اُس نے کہا اشارہ نہین اُس نے تصریح کی ہے مینے کہا تصریح کرتا تو مین کیون پوچھتا اسپر نقیب مذکور ہنسا اور کہا کہ یہ علیؑ کو کہتا ہے۔ اے فرزند یہ ملکداری اور بادشاہی ہے اور ملک عقیم ہے یہان اپنے بیگانے کا کچھ لحاظ نہین ہوتا مینے کہا انصار کیا کہتے تھے کہا کہتے تھے کہ خلافت علیؑ کا حق ہے اس سے ابوبکر کو اندیشہ ہوا اور انکو دھمکایا انتہی ٭ دیکھیے بقول اس فاضل جوہری کے حضرت ابوبکر نے اپنے امام و مولے مولی الکل فی الکل کی شان مین کیسے گستاخی کے کلمات کہے اور کسطرح برملا آنحضرت کو ایک زن زانیہ سے تشبیہ دی اور کس بیباکی سے آپ کو مثل مشہور ثعالۃ شھیدھا ذنبھا کا مصداق ٹھہرایا باوجود اسکے اہلسنت مدعی ہین کہ یہ حضرات اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ باادب و تعظیم پیش آتے تھے۔ بحار الانوار مین ہے کہ ایک مرتبہ روباہ نے شیر کو بھیڑیے کی طرف سے بھڑکانا چاہا اُس سے کہا کہ بھیڑیے نے وہ بکری کھائی جسکو تو نے اپنے لئے رکھ چھوڑا تھا شیر نے کہا تیرا اس دعوے مین کون گواہ ہے تو اُس نے اپنی لہو مین بھری ہوئی دم اٹھا کر کہا کہ یہ ہے اس سے یہ مثل مشہور ہوئی۔ **القصہ** دوسرے روز ابوبکر و دیگر صحابہ مسجد مین تھے کہ حضرت امیر المومنینؑ بھی وہان تشریف لائے اور کہا اے ابوبکر تمنے کس لئے فدک فاطمہؑ سے چھین لیا کہا وہ مال فی حق مسلمانان ہے اگر فاطمہؑ گواہ شرعی گزرانین کہ انکا مال ہے تو انکو مل سکتا ہے ورنہ نہین حضرت نے فرمایا آیا تو ہمارے مقدمہ مین خلاف حکم خدا حکم کرتا ہے کہا نہین فرمایا اگر کوئی شے کسی مسلمان کے ہاتھ مین ہو اور مین آؤن اور اسکا دعوے کردون تو تو کس سے گواہ طلب کریگا کہا تمسے فرمایا تو فدک کے معاملے مین کیون گواہ چاہتا ہے وہ تو رسول اللہ کی زندگی سے اُن کے قبض و تصرف مین ہے ابوبکر یہ سنکر خاموش ہوگئے مگر عمر نے کہا

خطبہ امیر المومنینؑ بعد واپسی جناب سیدہؑ

لہ معروف اہل باران شہد بوزبرنگ قطرہ ۔ ۳۰۔

اے علی اِن باتون سے کچھ فائدہ نہین اگر گواہ رکھتے ہو تو حاضر کرو ورنہ فدک سے ہاتھ اُٹھاؤ حضرت نے عمر کی طرف سے اعراض کرکے پھر ابوبکر سے
کہا تمنے قرآن مین پڑھا ہوگا کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یہ آیہ شریفہ کسکی شان
مین ہے کہا تم اہلبیت کی شان مین فرمایا۔ اگر شہود تیرے سامنے شہادت دین کہ فاطمہؑ نے فلان معصیت کی تو تو کیا کرے کہا حد شرعی اُسپر جاری
کرون آپنے فرمایا تو اُسوقت تو کافر ہوجائیگا کہا کسلئے حضرت نے فرمایا اسواسطے کہ گواہی خدا کی اُنکی طہارت اور پاکیزگی پر رد کی اور گواہی دمیونکی قبول
کرلی۔ یہی حال فدک کا ہے کہ شہادتِ خدا رد کی اور شہادت اوس بن حدثان ایک اعرابی کی جسکو اپنے دست کرنا بھی نہین آتا قبول کرتا ہے
جب نوبت کلام یہانتک پہنچی تو اکثر حاضرین آبدیدہ ہوئے کہ علیؑ راست کہتے ہین۔ **مجلسی** علیہ الرحمہ شریک سے نقل کرتے ہین کہ اُس نے کہا
کہ واجب تھا ابوبکر پر کہ فاطمہ زہرا سے شرع شریف کے موافق عمل کرتے اور کم از کم یہ کرتے کہ اُن کے دعوے پر کہ رسُول اللہ نے فدک مجھے عطا کیا
آنحضرت سے حلف لے لیتے کیونکہ علیؑ و امّ ایمن گواہی دے چکے تھے صرف ربع گواہی باقی تھی کیونکہ پورے دو گواہون مین تو رد شہادت
ہو ہی نہین سکتی تھی۔ اس صورت مین یا اُنکی تصدیق چاہیے تھی۔ یا اُنکو حلف دیکر فدک اُن کے حوالے کردینا تھا اور الله مستعان ہے آمین
کہ اُنہون نے جان بوجھکر یہ کیا یا جہالت مین **مؤلف** کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شہادت بھی کامل نہ تھی اور حلف لیکر دیدینا بھی خلاف شرع تھا
اور حدیث منع میراث انبیا بھی صحیح ہے اور فدک اُن کے قول کے بموجب اخل صدقات مال مسلمانان تھا تب بھی کیا مروت و جوانمردی
کا مقتضے یہی تھا جو بنت رسُول اللہ کے ساتھ سلوک کیا گیا اگر بروے شرع اُنکو کچھ نہ پہنچتا تھا تو کیا احسان و امتنان کا دروازہ بھی بند ہوگیا تھا۔
اگر براہ عطوفت و رعایت حقوق حضرت رسالت پناہ اُنکی دختر نیک اختر کی دلداری مین سعی کرتے اور مسلمانون سے خواستگار ہوتے کہ ترکہ آنحضرت
کا جسکو وہ طلب کرتی تھین اُن کے پاس رہنے دین تو اسمین کیا حرج تھا اور کونسا خلل دین مین آتا تھا بیشک اگر اسطرح کا اشارہ بھی آنحضرت
کی طرف سے ہوتا تو جملہ مسلمان بطیب خاطر اپنے حق سے دست بردار ہوجاتے اور بنت رسُول اللہ کو آزردہ کرنا روا نرکھتے۔ ابن ابی الحدید نے شرح
نہج البلاغہ مین روایت کی ہے کہ ابو العاص بن ربیع شوہر زینب دختر رسُولخدا جنگ بدر مین معہ دیگر اہل مکہ کے اسیر ہوکر آیا اور مکیون نے اپنے اپنے
رشتہ دار اسیرونکا فدیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کا فدیہ روانہ کیا جو مال کہ زینب نے فدیہ مین بھیجا تھا اسمین ایک قلادہ (گردن بند) تھا کہ خدیجہ
مادر گرامی زینب نے بوقت زفاف ابو العاص اُنکو بخشا تھا۔ حضرت رسُولخدا نے وہ گردن بند دیکھا تو رقت بشدت اُس جناب پر طاری ہوئی
اور مسلمانون سے درخواست کی کہ ابو العاص کو بلا اخذ فدیہ رہا کرین اور زینب کا مال اُنکو واپس بھیجدیا ابن ابی الحدید اِس روایت کی نقل
کے بعد کہتا ہے کہ مینے یہ حدیث نقیب ابو جعفر یحییٰ بن ابی زید بصری کے سامنے قرأت کی نقیب نے کہا دیکھا تو نے کہ ابوبکر و عمر اس مقام کو نہ پہنچے
آیا شرع مروت و احسان اسکی مقتضی نہ تھی کہ فدک فاطمہؑ کو گو وہ اُنکا حق نہ تھا دیکر خوشدل کرتے کیا حرج تھا اگر مسلمانون سے اسکو ہبہ کرا لیتے اور
انکو دیدیتے آیا کمتر تھا رتبہ فاطمہؑ بہ نسبت رتبہ زینب کے حالانکہ فاطمہ سیدہ نساء عالمین تھین۔ تمام ہوا کلام ابن ابی الحدید کا فی الحقیقہ جو شخص
تھوڑا سا انصاف بھی رکھے اور طرز و طریق بنی امیہ و دیگر نواصب سے کنارہ کش ہو اسکو واضح ہوگا کہ جو سلوک دختر رسُولخدا کے ساتھ کیا گیا از حد یا ازیدی
سے کمال بعید اور بہت دور ہے ومن لم یجعل الله لہ نورا فما لہ من نور اور نیز ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ لوگون کا گمان یہ ہے کہ نزاع فاطمہ

ابوبکر کے ساتھ صرف دو امر یعنی ہبہ و میراث مین تھا مگر مجھکو معلوم ہو کہ آنحضرت نے ایک تیسرے امر مین بھی اِس سے نزاع کی اور ابوبکر نے اس
سے بھی انکار کیا وہ تیسرا امر سہم ذوی القربےٰ کا مطالبہ ہے ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر سے
کہا کہ تجھکو معلوم ہے کہ حقتعالےٰ نے ہم اہلبیت پر صدقات کو حرام کیا ہے اور نیز تو جانتا ہے کہ اموال غنائم سے حسب تصریح قرآن ہمکو خمس وہی تعالےٰ
عطا فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی الآیۃ یعنی جانو تم کہ جو
تمکو غنیمت مین ہاتھ آئے پس خمس (پانچوان حصہ) اُسکا خدا اور رسولؐ کے لئے ہے اور ذوی القربےٰ اور یتیمون کے لئے تا آخر آیہ ابوبکر نے کہا میرے
مان باپ فدا ہون تمپر اور تمہارے پدر عالیقدر اور فرزندون پر حکم قرآن و حق رسول و حق قرابت رسول مجھکو بسر و چشم قبول و منظور ہے مین بھی
قرآن مین وہی پڑھتا ہون جو کہ تم پڑھتی ہو مگر مجھکو علم نہین کہ یہ حصہ بالتمام تمکو تسلیم کیا جائے حضرت فاطمہؑ نے کہا تو آیا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے
اقربا کے لئے کہا نہین بلکہ تمپر نفقہ کرونگا اور باقی مصالح مسلمین مین خرچ ہوگا فرمایا حقتعالےٰ کا یہ حکم نہین کہا یہی حکم خدا ہے لیکن اگر رسول اللہ نے
تمسے خاص اِس بارے مین کوئی عہد کیا ہو اسکے سبب سے یہ تمام حصہ تمہارا ہوگیا ہو تو مین تمہاری تصدیق کرونگا اور تمام تمکو دیدونگا فرمایا رسول اللہ
نے مجھ سے اسمین کوئی عہد نہین کیا لیکن جب یہ آیہ نازل ہوئی مینے آنحضرت سے سُنا کہ فرمایا خوش ہو اے آلِ محمد تحقیق کہ آئی تمکو غنا اور توانگری
ابوبکر نے کہا کہ مین اس آیہ سے نہین سمجھتا کہ تمام حصہ تمکو دیدیا جائے لیکن تمہارے لئے ہے غنا کہ بے نیاز کرے تمکو اور فاضل رہے تمسے یہ عمر
بن الخطاب و ابو عبیدہ جراح وغیرہ موجود ہین انسے دریافت کرو اور دیکھو کہ کوئی انسے تمہارے ساتھ موافقت کرتا ہے پس وہ جناب عمر کیطرف
متوجہ ہوئین اور اس سے کہا جو کہ ابوبکر سے کہا تھا پس عمر نے بھی وہی جواب دیا کہ ابوبکر نے دیا تھا پس متعجب ہوئین جناب فاطمہ اور گمان کیا کہ
عمر و ابوبکر پیشتر اس امر مین گفتگو کرچکے ہین اور جو کچھ کہتے ہین اسپر اُنہون نے اتفاق کرلیا ہے اور عروہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر
سے فدک و سہم ذوی القربےٰ طلب کیا مگر اُنہون نے انکار کیا اور اسکو داخل مالِ خدا گردانا۔ اور نیز جوہری مذکور نے حسن بن محمد بن علیؑ بن
ابیطالب سے روایت کی ہے ان ابابکر منع فاطمۃ وبنی ھاشم سھم ذوی القربی وجعلہ فی سبیل الله فی السلاح والکراع
تحقیق کہ ابوبکر نے فاطمہؑ و بنی ہاشم سے سہم ذوی القربےٰ کو منع کیا اور اسکو سلاح مین راہِ خدا مین لگایا بالجملہ شیخین کا دعوے ہبہ کو رد کرنا
اور میراث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منع کرنا اور سہم ذوی القربےٰ سے جواب دیدینا کہ برخلاف شرع و قرآن و سنت رسول بلکہ آدمیت و
مروت سے بھی بعید تھا پارہ جگر رسُولخدا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پر کمال شاق گذرا اور وہ جناب اسپر کمال آزردہ و غضبناک ہوئین اور
فرمایا مین اسکی شکایت رسولؐ اللہ سے کرونگی اور مہاجرت کی ابوبکر سے اور ترک کلام فرمایا اور پیہم و عار بدکرتی تھین ان کے لئے۔ یہی
حالت تھی حتے کہ رحمتِ خدا کی طرف انتقال کیا اور بعد حضرت رسالت پناہ چھ ماہ بقولے پچھتر روز زندہ رہین۔ بوقت رحلت وصیت کی کہ
شیخین میرے جنازے پر نہ آنے پائین چنانچہ امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھکر بوقت شب آنحضرت کو دفن کیا یہ امور نہ صرف شیعون نے
بلکہ اپنی معتبر کتابون مین نقل و روایت کئے ہین صحیح بخاری مین کہ اِس سے بڑھکر کوئی کتاب اُن کے یہان معتبر نہین چند مقامات مین از انجملہ
باب خیبر مین روایت کی ہے بقدر حاجت اِس سے یہ ہے۔ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک

فہجرتہ فلم تتکلم بہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یؤذن بہا ابابکر وصلی علیہا یعنی پس انکار کیا ابوبکر نے اس سے کہ کچھ اس سے یعنی متروکات پیغمبر سے فاطمہؑ کو دیوے پس اس سبب سے حضرت فاطمہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئین اور مہاجرت کی اس سے اور کلام کرنا اس کے ساتھ چھوڑ دیا تا اینکہ وفات پائی اور زندہ رہین بعد پیغمبر کے چھ مہینے بوقت رحلت اُن کے شوہر علیؑ بن ابیطالب نے رات کے وقت اُنکو دفن کیا اور ابوبکر کو اُسکی خبر نہ کی اور نماز پڑھی انحضرت پر علیؑ نے اور یہ **روایت** صحیح مسلم مین بھی کتاب الجہاد مین مذکور ہے اور ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر سے کہا کہ مین کبھی تجھ سے کلام نہ کرونگی ابوبکر نے کہا مین ہرگز تمہارے ساتھ کلام کرنا ترک نہ کرونگا۔ اُنہون نے کہا قسم بخدا مین دعائے بد کرونگی تجھپر ابوبکر نے کہا واللہ مین تمہارے لئے دعا خیر کرونگا۔ جب وقت وفات فاطمہؑ نزدیک آیا تو وصیت کی کہ ابوبکر اُن کے جنازے پر نماز نہ پڑھے اس لئے رات کیوقت دفن ہوئین۔ اور **شیخ** عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ مشکل ترین قضایا قضیہ فاطمہ زہراؑ است اگر بگوییم کہ او جاہل بود باین سنت یعنی حدیثیکہ ابوبکر نقل کردہ بعید است از فاطمہؑ واگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را السماع این حدیث از انحضرت مشکل تر مے شود کہ بعد از استماع از ابی بکر وشہادت سائر صحابہ بران چرا قبول نہ کرد و در غضب آمد واگر غضب او پیش از استماع حدیث بود چرا برنہ گشت از غضب تا اینکہ استاد کشید و تا زندہ بود مہاجرت کرد انتہی۔ اِن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ خلیفہ اول کو خلیفہ تو کیا مسلمان بھی نہ جانتی تھین کہ اُنسے مہاجرت کی اور تا دم مرگ کلام نہ فرمایا کسلئے کہ ایسا سلوک کسی مسلمان کے ساتھ جائز و روا نہین صحیح بخاری مین ہے لا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال یعنی مسلمان کو حلال نہین کہ تین شب سے زیادہ برادر مسلم سے مہاجرت کرے پس حضرت فاطمہ انکو مسلمان جانتین تو کیونکر عمر بھر مہاجرت کرتین۔ اور **نیز** ابن ابی الحدید نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ داود بن مبارک نے کہا کہ ہم ایکبار حج سے واپس آتے تھے۔ پس ہمنے عبد اللہ بن موسی بن عبد اللہ بن الحسن سے چند مسئلے دریافت کئے از انجملہ ہمنے ابوبکر و عمر کی بنسبت اُنسے سوال کیا تو عبد اللہ نے کہا یہ سوال میرے جد بزرگوار عبد اللہ بن الحسن سے کیا گیا تو انہون نے کہا کہ ہماری ایک ماں صدیقہ بنت نبی مرسل تھین وہ ایک انسان پر آخر وقت تک غضبناک رہین پس ہم بھی اُن کے غضبناک ہوے سے غضبناک ہین اور **مروی ہے** کسی نے اولاد برامکہ سے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ آپ ابوبکر و عمر کے بارے مین کیا کہتے ہین فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ سائل نے طلب جواب مین الحاح کیا تو حضرت نے فرمایا اسقدر جانتا ہون کہ ہماری ایک مادر صالحہ تھین اُنہون نے انتقال کیا درحالیکہ ان دو شخص سے آزردہ و خشمناک تھین اور بعد انتقال کوئی خبر ہمین نہین پہنچی کہ وہ اُن سے راضی ہو گئی ہون۔ **مؤلف** کہتا ہے جبکہ دختر رسول خدا کا انحضرات پر غضبناک ہو کر اُنسے مہاجرت اختیار کرنا اور تا آخر عمر اُن کے ساتھ ہمکلام نہونا کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہو چکا تو ہم صرف چند فضائل اُس جناب کے اُن ہی کی کتابون سے نقل کرتے ہین اور اس تمام سے نتیجہ نکالنا ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہین۔ **بخاری** و مسلم و جمع بین الصحیحین و جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ مین حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی فاطمہؑ میری بارہ تن ہے جس نے اُسکو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ اور نیز بخاری باب مناقب فاطمہؑ

بعض فضائل جناب سیدہ از کتب اہلسنت و جماعت

مین مذکور ہے فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ اور صحیح مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ انحضرت نے فرمایا یا فاطمۃ الا ترضین ان تکون سیدۃ نساء المؤمنین او سیدۃ نساء ہذہ الامۃ کہ اے فاطمہؑ تو راضی نہین کہ جملہ زنان مومنین یا زنان اس امت کی سید و سردار ہو اور مشکوۃ مین متفق علیہ بخاری و مسلم ہے اور حلیہ مین حافظ ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابہا و یؤذینی ما اذاہا یعنی فاطمہؑ میری پارہ بدن ہے جس نے اسکو تہمت لگائی اُس نے مجھکو تہمت لگائی اور جس نے اُسکو رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اس حدیث کی شرح مین ایک عبارت لکھتا ہے کہ ماحصل اسکا یہ ہے کہ ایذائے فاطمہ بموجب اس حدیث کے حرام ہے کیونکہ اُنکی ایذا مین رسول اللہ کی ایذا ہے اور ایذائے رسول اللہ کم ہو یا زیادہ بالاتفاق محرمات سے ہے چونکہ آپ نے عموماً فرمایا کہ جس امر مین فاطمہؑ کو ایذا پہنچتی ہے مجھکو ایذا پہنچتی ہے پس جسکی طرف سے کوئی ایسا امر واقع ہو کہ موجب آزار فاطمہ ہو وہ بیشک رسول اللہ کے آزار کا باعث ہوگا پس سب سے عظیم امر فاطمہؑ کا ایذا دینا ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور حقتعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا **ترجمہ** تحقیق کہ جو لوگ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہین لعنت کرتا ہے خدا اُنکو اور مہیا کرتا ہے اُن کے لئے عذاب مہین کو صاحب تشمید نے کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فہو فی الجنۃ معی ومن ابغضہا فہو فی النار یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مائۃ مواطن ایسرمن تلک المواطن الموت والقبر والمیزان والمحاسبۃ فمن رضیت عنہ ابنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ عنہ ومن غضبت علیہ ابنتی فاطمۃ غضبت علیہ ومن غضبت غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمہا ویظلم بعلہا علیا وویل لمن یظلم ذریتہا وشیعتہا یعنی اے سلمان جو کوئی دوست رکھے فاطمہ زہراؑ میری دختر کو وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا اور جو دشمن رکھے اُسکو آتش جہنم مین ہوگا۔ اے سلمان دوستی فاطمہؑ کی سَو مقام مین نفع پہنچاتی ہے۔ کہ کمتر اُنسے موت و قبر و میزان و حساب ہے پس جس سے میری دختر فاطمہ راضی ہوئی مین اُس سے راضی ہون اور جس سے مین راضی ہون خدا اُس سے راضی ہے اور جسپر فاطمہ غضبناک ہوئی مین اُسپر غضبناک ہون اور جسپر مین غضبناک ہوا حقتعالے اُسپر غضبناک ہے اے سلمان ویل و عذاب ہے اسکے لئے جو اسپر یا اسکے شوہر علیؑ بن ابیطالب پر ظلم کرے **فائدہ**۔ خواجہ نصر اللہ کابلی نے سواقع مین اور اسکی تقلید سے شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ حدیث مین وعید بلفظ اغضاب (غضبناک کرنا) واقع ہے نہ بلفظ غضب (غضبناک ہونا) یعنی عبارت حدیث یہ ہے من اغضبہا فقد اغضبنی کہ جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ یہ نہین من غضبت علیہ غضبت علیہ کہ جسپر فاطمہ غضبناک ہوئی مین اسپر غضبناک ہوا پس چونکہ ابوبکر نے بارادہ فاطمہؑ کو غضبناک نہین کیا تو اسکو اس حدیث سے کیا اندیشہ ہے۔ **واضح** رہے کہ یہ کمال چالاکی و فریب دہی عوام ہے تشئید المطاعن مین اس ملمع کاری کی اچھی طرح پر قلعی کھولدی گئی ہے یہان پر صرف اسقدر کافی ہے کہ حدیث مذکور بلفظ اغضاب و غضب دونو واقع اور دونو طریق سے کتب اہلسنت مین صحیح و ثابت ہے چنانچہ روایت مودۃ القربی جو ابھی اوپر گذری اسمین ہے من غضبت علیہ ابنتی فاطمۃ

غضبت علیہ یعنی جسپر میری بیٹی فاطمہ غضبناک ہوئی مین اُسپر غضبناک ہوا اور اس سے بڑھکر اہلسنت نے نقل کیا ہے ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی لرضاھا یعنی جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ تحقیق حقتعالے غضبناک ہوتا ہے غضبناک ہونے فاطمہؑ پر اور راضی ہوتا ہے اِن کے رضامند ہونے پر۔ **شیخ** عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین بصحت پیوستہ کہ پیغمبر خدا فرمود فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من ابغضھا فقد ابغضنی و نیز آمدہ ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی لرضاھا اور اسکے دیگر کتب معتبرہ مین مثل کنز العمال ملا علی متقی اور الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ و اسد الغابہ و مستدرک وغیرہ کے یہ حدیث مروی و ماثور ہے اور مستدرک مین بعد نقل حدیث لکھا ہے ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ کہ اس حدیث کی سندین صحیح ہین اور نہین اخراج کیا اسکو مسلم و بخاری نے پس یہ حدیث جسکی صحت مین چون و چرا نہین ہو سکتا جیسے صاف صاف اسپر دلالت کرتی ہے کہ خلیفہ اوّل پر جناب سیدہؑ کے غضبناک ہونے سے حقتعالے غضبناک ہوا ویسا ہی اُس جناب کا جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے معصوم و مطہر ہونا بھی اس سے ظاہر و باہر ہے کیا معنی کہ جب حقتعالے ہمیشہ بطریق عموم اُن کی ناراضگی سے ناراض اور رضامندی سے راضی و خوشنود ہے تو ضرور ہے کہ جمیع افعال و اعمال اُن کے حق و صدق مرضی و پسندیدہ جناب باری ہون اور یہی معنی عصمت کے ہین فللہ الحمد **سوال** اگر فدک درحقیقت حق فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا تھا تو حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے عہد خلافت مین کیون اسپر تصرف نفرمایا اور کس لئے اُن کے دیگر ورثہ تک اُسکو نہ پہنچایا۔ **جواب** اسکا دو طرح پر ہے ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی یہ کہ مشیر بروایت صاحب شرح مواقف گذرا کہ انحضرت نے ابوبکر کے سامنے شہادت دی کہ پیغمبر خدا نے فدک فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا ہے پس وہ حضرت بالیقین اسکو حق فاطمہ جانتے تھے ورنہ گواہی کسطرح دیتے علی ہذا نہج البلاغہ مین کہ حسب افادہ سعد الدین تفتازانی صاحب شرح مقاصد وغیرہ علماء معتبر اہلسنت بلاشبہ کلام جناب امیرؑ ہے مذکور ہے کہ انحضرت نے عثمان بن حنیف انصاری اپنے عامل کو خط مین لکھا بلے اکانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیھا نفوس قوم و سخت عنھا نفوس اخرین و نعم الحکم اللہ یعنی ہان ہمارے ہاتھ مین کل اشیاء سے جن پر آسمان سایہ افگن ہے ایک فدک تھا پس حرص و بخل کیا اس پر ایک قوم نے اور سخاوت کی اور درگذری اُس سے دوسری قوم اور عمدہ حاکم حقتعالے ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ حضرت فدک کو بواسطہ فاطمہ زہرا اپنا مال جانتے تھے پس کس لئے اپنے عہد خلافت مین آپنے اُسپر تصرف نفرمایا اور اُن کے وارثون کو نہ دیا۔ پس جو جواب اسکا اہل سنت دین وہی شیعون کی طرف سے قبول فرمائین۔ **لیکن جواب تحقیقی** یہ ہے کہ انحضرت کو زمان خلافت اپنی مین بھی چونکہ پیروان خلیفہ اوّل و ثانی اُسوقت بھی بکثرت و شوکت موجود تھے ارتکاب تقیہ سے چارہ نہ تھا اجراء سنت ہائے رسول اللہ بر کما حقہ تب بھی قدرت نہ رکھتے تھے چنانچہ آپ کا ارشاد لو استوت قدمای فی ھذہ المداحض لغیرت اشیاء اگر میرے دو قدم اِن لغزشون مین قرار پکڑتے تو مین بہت سی باتون کو بدل دیتا۔ اس پر کافی دلالت رکھتا ہے اور مشہور ہے کہ بدعت تراویح کو کہ مروجہ خلیفہ ثانی تھی آپنے منع کرنا چاہا تو لوگ آمادہ فساد ہو گئے چنانچہ جلد خلافت مین مفصل گذرا پس جبکہ عام سنتہائے رسول اللہ کو پھیلانے اور بدعات کو محو کرنے پر قادر نہ تھے تو فدک مین خود تصرف کرنا یا اپنی اولاد و امجاد کو اسپر قبضہ دینا کہ ذاتی نفع پر مبنی تھا کس طرح ممکن تھا

جواب تحقیقی

علاوہ برین ہر شخص کو اپنا حق چھوڑنے اور اپنے فائدے سے دست بردار ہونیکا اختیار حاصل ہے اور کوئی عیب و عار اسمین نہین عیب و عار ہے تو اسمین کہ دوسرون کے حق پر بہ ظلم تصرف کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امیرؑ خود فرماتے ہین لا یعاب المرء بتاخیر حقہ انما یعاب من اخذ مالیس لہ یعنی اگر آدمی اپنے حق کے لینے مین تاخیر کرے تو کوئی عیب اسمین نہین عیب کی بات یہ ہے کہ دوسرون کا حق بہ ظلم لیلے پس جبکہ امیر المومنین نے بھی کہ دنیا کو تین طلاق دیچکے تھے باوجود قدرت و اختیار برضا و رغبت تصرف فدک سے کنارہ کشی کی تو کیا مضائقہ اسمین ہے وہ حضرت نامہ عثمان بن حنیف مذکورہ مین فرماتے ہین۔ وما اصنع بفدک و غیر فدک والنفس مظانھا فی جدث ینقطع فی ظلمتہ اثارھا و یغیب اخبارھا و حفرۃ لو زید فی فسحتھا و اوسعت یدا حافرھا لاضغطھا الحجر و المدر و سد فرجھا التراب المتراکم و انما ھی نفسی اروضھا بالتقوی لتاتی امنۃ یوم الخوف الاکبر و تثبت علی جوانب المزلق یعنی مین فدک اور غیر فدک کو لیکر کیا کرون حالانکہ محل قرارگاہ نفس وہ قبر ہوگی جسکی تاریکی مین اسکے آثار منقطع اور اسکے اخبار غائب ہو جائینگے اور وہ گڑھا پیش آئیگا کہ اگر اسکو فراخ کیا جائے اور اُسکا کھودنیوالا دراہتون کو پھیلائے تو ہر آئینہ ڈھیلے اور پتھر اسقدر گرین کہ اور بھی تنگ ہو جائے اور اتنی مٹی گرے کہ کوئی رخنہ باقی نرہے مین اپنے نفس کو تقوے سے ریاضت دیتا ہون اور ترک لذات سے اسکو رام بناتا ہون تاکہ بروز خوف اکبر امن رہے اور کنارہ ہائے صراط پر کہ محل لغزش اقدام ہے ثابت قدم ہو۔ اور یہی حال ہے باقی ورثہ کا کسلئے کہ فریقین سے کسی نے نقل نہین کیا کہ کوئی اُنسے عہد خلافت امیر المومنین مین اسکا دعویدار ہوا ہو اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اِن تمام حضرات کو تاسی و پیروی جناب سیدہ کی مد نظر تھی یعنی جس شے سے وہ جناب منتفع نہین اور اسکے سبب سے آخر عمر تک مبتلائے غم و غصہ رہین انہون نے بھی اس سے متمتع ہونیکو اپنے رنج و الم کا باعث جانکر ترک فرمایا اور موافقت و مشارکت حال اس معصومہ کو ملحوظ و منظور رکھا۔ **سوال** بعض خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے اپنے عہد حکومت مین فدک کو ورثہ فاطمہؑ پر رد کیا چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے اُسکو امام محمد باقرؑ کو واپس کیا اور مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام کے حوالہ کیا حتے کہ یہ خبر مشہور دیار و امصار ہوئی اور شعراء نے اسمین قصائد لکھے از انجملہ ایک شعر دعبل خزاعی کا یہ ہے
لقد اصبح وجہ الزمان وقد ضحکا ٭ لرد مامون ھاشما فدکا ٭
یعنی روشن ہوئی روئے زمانہ و خندان ہوئی بباعث رد کرنے مامون کے فدک کو طرف بنی ہاشم کے پس انحضرات نے کہ ائمہ طاہرین تھے کسلئے تاسی و اقتدا جناب فاطمہؑ کی نفرمائی۔ اور کیون اُسکو قبول کیا۔ **جواب**۔ ہم نہین کہتے کہ یہ تاسی و اقتدا واجب و لازم تھی کہ سوال وارد ہو۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ فدک حق وارثان جناب سیدہ تھا بعض نے مثل امیر المومنین و حسنین علیہم السلام نظر بموافقت و مشارکت حال اس مظلومہ کے کہ تمام قصہ انکی انکھون کے سامنے گذرا تھا اسپر تصرف نفرمایا۔ اور ورون نے مقولہ حق بحقدار رسید پر عمل کیا اور جو ملا لیلیا۔ علاوہ برین امام محمد باقر و امام رضا کی حالت جدا تھی اور امیر المومنین و حسنین علیہم السلام کی علیحدہ انمین سے ایک کو دوسرے کی حالت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ انحضرات کو خلفاء وقت نے کہ خلفاء ثلثہ کے پیرو اور اُن کی حقیت کے قائل تھے فدک واپس دیا تھا پس اُن کے اس فعل سے ظاہر ہوا کہ فدک درحقیقت حق فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا تھا کہ اب اُن کے ورثاء کو دیا گیا۔ اور خلفاء ثلثہ برسر ناحق تھے کہ اسکو ندیتے تھے چنانچہ صاحب مجالس المومنین نے نقل کیا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز نے اسکو رد کیا تو معاندان قریش و منافقان شام نے کہ اسکے گرد و پیش جمع

تھے اسکو ملامت کیا اور کہا قد طعنت علی الشیخین کہ تو نے رد فدک سے ابوبکر و عمر کے فعل پر اعتراض کیا پس یہ مصلحت تھی کہ آنحضرت نے اسکو بطیب خاطر قبول و منظور فرمایا۔ بخلاف امیر المومنین کے کہ انکا اپنے عہد خلافت مین اپنے تسلط کے وقت اسپر متصرف ہونا اس مصلحت سے خالی تھا

حکایت کامل بہائی مین عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین ایک روز خلوت مین خلیفہ اوّل کے پاس حاضر تھا اور خلیفہ ثانی بھی وہان موجود تھے حجّاب کو کہہ رکھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دین کہ یکبارگاہ ایک پیر مرد بلند بالا ایک محضر ہمارے سامنے نمودار ہوا ردائے سُرخ دوش پر اور نعلین پاؤن مین رکھتا تھا آگے آکر سلام کیا ابوبکر نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اُسنے قبول نکیا اور کہا کہ مین ایک مرد حجاج سے ہون میرے ہمسایہ مین ایک عورت ہے اُسکا باپ مرگیا ہے اُس نے کچھ زمین اُسکو دی تھی جس سے اسکی اوقات بسری ہوتی تھی۔ والی شہر نے تعدی اُس سے وہ زمین چھین لی اور اُسکا محصول خود لیتا ہے۔ عورت نے مجھ سے کہا تھا کہ مدینہ مین میری مظلومی کا حال خلیفۂ وقت کی روبرو بیان کرنا ابوبکر نے کہا لا کرامۃ للغادر الفاجر کہ غدار فاجر بدکار کی ہمارے نزدیک کوئی عزت و حرمت نہین عمر نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ کسی کو بھیج کہ اس ظالم ستم پیشہ کو دستگیر کر لائے۔ شیخ نے یہ کلام شیخین سے سُنا تو وہانسے پلٹا اور کہتا تھا فمن اظلم ممن یظلم بنت رسول اللہ کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو دختر رسولِ خدا پر ظلم کرے۔ ابوبکر نے چلا کر کہا رد وہ رد وہ اسکو واپس لاؤ اسکو واپس لاؤ ایک مرد اُسکے پیچھے دوڑا ادھر دیکھا اُدھر دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا دربانون سے دریافت کیا کہ وہ کون شخص تھا اور کہان سے آیا تھا سب نے کہا ہمنے کسی کو اندر آتے یا باہر جاتے نہین دیکھا۔ ابوبکر کو تردد ہوا اور عمر سے کہا تو نے دیکھا۔ انہون نے کہا ہمکو وادی جن مین اس سے بھی عظیم تر واقعہ پیش آیا تھا تحقیق کہ شیطان مومن و حاکم کو پیش آتا ہے تاکہ آزمائے اور گمراہ کرے ناگاہ ایک لُٹ کی آواز ہمارے کان مین آئی کہ یہ اشعار پڑھتا ہے ؎

یا من تجلی باسم لا یلیق به ❊ اعدل علی ال یاسین المیامینا ❊ اتجعل الخضر ابلیسا لقد ذهبت ❊ بك المذاهب من بین المضلینا ❊ نحن الشهود وقد ولت علی فدك ❊ بنت الرسول مینا غیر مغبونا ❊ فالله یعلم ان الحق حقهم ❊ لا حو لهم ولا حق العد بینا ❊ وقد شهدت اخاتیم وصیته ❊ للاصلع الهادی القوام بالدینا ❊ لا تغتم اخاتیم ابا حسن ❊ ما خصه الله من بین الوصیینا ❊ خص النبی علیا یوم فارقه ❊ بالعلم والحلم والقران والدینا ❊

پیر ابوبکر و عمر دونو ڈرے اور حال انکا متغیر ہوگیا ناگاہ قاصد امیر المومنینؑ نے پہنچکر ابن عباس سے کہا اجب ابن عمك کہ تمہارے پسر عم تمکو بلاتے ہین چلتے ابوبکر نے انکو قسم دی کہ یہ راز کسی پر افشا نہ کرنا۔ عبد اللہ کہتے ہین کہ امیر المومنینؑ نے مجھکو دیکھا تو متبسم ہوئے حتے کہ دندان مبارک نمایان ہوئے اور فرمایا اے پسر عم قسم رحم و قرابت کہ تجھکو وہ اشعار یاد ہین یا نہین کہا ہان یاد ہین الا دو شعر اُنکے۔ علی علیہ السلام نے تمام قصہ بیان کیا اور تمام شعرین پڑھین اور فرمایا خضر اسوقت میرے پاس تھے اور جو کچھ اُن کے اور اس قوم کے درمیان گذرا تھا سب مجھ سے بیان کیا پھر کہا

ے یعنی اے وہ شخص کہ جلوہ کیا ہے ایسے اس نام سے کہ جسکی وہ لائق نہ تھا۔ آل یسین یعنی اہلبیت اطہار سے کہ مبارک و میمون ہین بعدل و انصاف پیش آ تو خضر کو ابلیس بنا تا ہے تحقیق کہ اور گمراہون کی طرح گمراہ ہوتا ہے۔ ہم گواہ ہین کہ بنت رسول خدا فدک کی مالک ہوئین امانت کے ساتھ بلا غبن و خیانت خدا جانتا ہے کہ یہ حق انکا حق ہے نہ تمہارے (ابوبکر) اور نہ بنی عدی (عمر) کا حق نہین۔ اے برادر بنی تیم تو جانتا ہے اور تو نے دیکھا ہے کہ آنحضرت نے علی کے تئین کہ ہادی اُمّت ہین اور دین کے قائم و درست رکھنے والے ہین اپنا وصی و جانشین مقرر کیا ہے اے برادر تیمی تو ابوالحسن علی علیہ السلام کو آزردہ نہ کر اس چیز مین کہ خدا نے اسکو اوصیا کے درمیان انسے مخصوص کیا رسول خدا نے بروقت وفات آنحضرت کو علم و حلم اور قرآن اور دین سے خصوصیت بخشی ہے۔ ۱۲ منہ ❊❊❊❊

بیان کیا پھر کہا ما ابتلی احدٌ باحدٍ کما ابتلی ابوبکر بعمر وما عادی احد قوماً اشد من معاداة عمر لاهل بیت الرسول کہ مبتلا نہین ہوا کوئی شخص کسی مین جیسا کہ ابوبکر عمر مین مبتلا ہوا اور دشمنی نہین کی کسی نے کسی قوم کے ساتھ جسقدر کہ دشمنی کی عمر نے اہلبیت رسول اللہ سے ❊

بعضی ازیباکیہائے خالد بن ولید

معلوم ہوتا ہے کہ خالد ولید کی قوت اور طاقت پر حضرات شیخین کو بہت بھروسہ تھا اور وہ سمجھے ہوئے تھے کہ اگر امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ و مقاتلے کی حاجت ہوئی تو وہی اس مشکل کو آسان کریگا خاصکر حضرت عمر کو تو اُسکی شجاعت پر بہت ہی تکیہ تھا۔ اور اُس نے بھی اُنسے کہہ رکھا تھا کہ مین اس مہم کو بخوبی انجام دے سکتا ہون پس وہ جانتے تھے کہ جب چاہین گے آنحضرت کو اسکے ہاتھون قتل کرادینگے **نقل ہے** کہ جب مقدمہ فدک مین حضرت امیر المومنینؑ نے شیخین پر حجت تمام کی اور جناب سیدہؑ نے مسجد رسول اللہ مین آکر پہلے طواف مرقدِ منور آنحضرت کا کیا اور پھر شکایت روزگار و جفاء منافقان عذار مین چند اشعار پڑھے کہ در و دیوار سے صدائے گریہ بلند ہوئی تو عمر ابوبکر بہت گھبرائے اور باہم کہنے لگے کہ دیکھا آج علیؑ نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر ایک دو مرتبہ ایسا معارضہ وہ اور عمل مین لائے تو کار خلافت مین ضرور خلل پڑیگا پس اوّل نے ثانی سے کہا کہ اسکی تدبیر کرنی چاہیے عمر نے کہا خالد ولید کو امر کرکہ علیؑ کو قتل کرے اور تیرے دل کو اس تشویش سے نجات دے ابوبکر نے خالد کو بلوایا اور کہا ہمکو ایک کار عظیم تجھ سے لینا ہے اُس نے کہا ہو جو کچھ کہ چاہو ہر چند وہ قتل علیؑ ابن ابیطالب ہی کیون نہو دونو نے کہا ہمارا مدعا یہی ہے پس قرار پایا کہ جب وہ جناب مسجد مین مشغولِ نماز جماعت ہون تو خالد تلوار لئے اُن کے پہلو مین منتظر رہے ابوبکر کے سلام پھیرتے ہی بضرب شمشیر آنحضرت کا کام تمام کرے۔ اسمار بنتِ عمیس نے کہ اُسوقت ابوبکر کی زوجیت مین تھین یہ باتین سُنین علانیہ اسکا اظہار مناسب جانکر اپنی کنیز کو کہا کہ تو علیؑ کے گھر جا اور میرا سلام انکو پہنچا۔ اور اس آیہ کو (مومن آل فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو اس کے ساتھ خبردار کیا تھا) آنحضرت کے سامنے قرأت کر ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك من الناصحین یعنی اشراف قوم فرعون تیرے بارے مین مشورہ کرتے ہین کہ تجھکو قتل کرین پس تو باہر نکل جا بتحقیق کہ مین تیرے لئے نصیحت کرنے والو نمین سے ہون اور لونڈی کو کہدیا کہ اگر نہ سمجھین تو دوبارہ سہ بارہ اسکو تکرار کر اس نے جاکر اسمار کا سلام آنحضرت کو پہنچایا اور آیہ شریفہ کو تلاوت کیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اپنی خاتون کو میرا سلام کہہ اور کہہ کہ انکا یہ ارادہ بامرِ الٰہی عمل مین نہ آئیگا اور نیز فرمایا اگر وہ مجھکو قتل کرین تو پھر ناکثین قاسطین مارقین کے ساتھ کون جنگ کرے صبح ہوئی تو حضرت نماز کے لئے مسجد مین تشریف لائے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے بہ نیت فرادے نماز پڑھنے مین مشغول ہوئے خالد شمشیر بستہ آپ کے پہلو مین کھڑا ابوبکر کے سلام کا منتظر تھا۔ لیکن ابوبکر تشہد کیواسطے بیٹھے تو انکو تردد ہوا چونکہ سطوت حیدر کرار سے واقف تھے فتنہ سے ڈرے اور دریائے فکر مین غوطہ زن ہوئے زبان سے بار بار تشہد کو کہتے تھے اور سلام نہین پھیرتے تھے تا آنکہ ماموین کو گمان ہوا کہ نماز مین سہو ہوا اُدھر قریب تھا کہ آفتاب نکل آئے لاجرم خالد سے کہا لا تفعل ما امرتك یا خالد اے خالد جو کچھ مین نے تجھے حکم کیا تھا مت کر یہ کہکر سلام پھیرا امیر المومنینؑ نے خالد سے پوچھا کیا امر کیا تھا تجھکو کہا تمہارے قتل کو کہا تھا فرمایا کیا تو ایسا کرتا اُس نے کہا اگر قبل سلام

مخالفت نکرتا تو البتہ یہ امر واقع ہوتا حضرت کو غیظ آیا اور بزور ید اللہی اُسکو پکڑ کر زمین پر ٹپکا اور انگشت نر و انگشت درمیانی سے اُسکی گردن کو دبایا اور ایک نعرۂ حیدری مارا کہ قریب تھا کہ جان اُسکے بدن سے نکلجائے کپڑے نجاست مین آلودہ ہوگئے ہاتھ پیر ہلاتا تھا مگر حرف زبان سے نہ نکلتا تھا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ یہ تیری نحس رائے کا نتیجہ ہے مجھکو پہلے سے معلوم تھا کہ اسکا یہ انجام ہوگا خدا کا شکر ہے کہ ہماری طرف متوجہ نہوئے پس جو کوئی آگے جاتا کہ پنجۂ شیر خدا سے اس روباہ کو نجات دے حضرت بنگاہ تند قہر آلود اُسکی طرف دیکھتے وہ خوف کھاکر اُلٹے پاؤن پھر جاتا۔ ابوبکر نے عباس بن عبدالمطلب عم مکرم اُس جناب کو بلوایا۔ انہون نے قبر و صاحب قبر (رسول اللہ) اور حسنینؑ اور اُنکی مادر گرامی کی قسمین دین اُسوقت غصہ فرو ہوا اور اُسکو رہا کیا عباسؓ نے پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور امتنان ظاہر کیا۔ اور کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ غصب فدک کے بعد حضرت امیرؑ نے ابوبکر کو ایک نامہ بہت تہدید و عتاب کا لکھا اور وعید شدید اسمین درج کیا ابوبکر نے خط کو پڑھا تو خوف اُسپر غالب ہوا اور چاہا کہ فدک و خلافت دونو کو آنحضرتؑ پر رد کرین عمر نے کہا مینے تیرے لئے زلال حکومت کو صاف کیا تاکہ سیراب ہو مگر تو ویسا ہی پیاسا رہا چاہتا ہے جیساکہ پہلے سے عرب کے سرکشون کی گردنین تیرے آگے جھکا دین تو اُسکی قدر نہین کرتا یہ علیؑ ابن ابیطالب ہے جس نے بزرگان قریش کو قتل کیا اور خاندان کے خاندان اُسکے ہاتھ پر تباہ ہوگئے اب اسکی بھی تدبیر کئے دیتا ہون اور قبل اسکے کہ تجھکو اس سے کچھ اندیشہ پہنچے تیرے دل کو اس طرف سے مطمئن کرتا ہون ابوبکر نے کہا اے عمر تجھکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ اپنی ان غلط کاریون سے باز آ واللہ کہ اگر علیؑ ہمارے قتل کا ارادہ کرے تو بغیر اسکے کہ دہنے ہاتھ کو کام مین لائے فقط بائین ہاتھ سے ہم دونو کو مار سکتا ہے صرف تین امر ہین جنسے ہم اُسکے ہاتھ سے بچے ہوئے ہین اوّل یہ کہ وہ تنہا ہین یار و مددگار نہین رکھتے۔ دوسرے وصیت رسولؐ اللہ کا خیال ہے کہ اُنکو تلوار اُٹھانے سے منع کیا ہے تیسرے یہ کہ قبائل عرب کے دلونمین انکی طرف سے کینے بھرے ہوئے ہین اگر یہ باتین نہوتین تو خلافت کبھی کی ایکطرف رجوع کر گئی ہوتی تجھکو روز اُحد کی کیفیت فراموش ہوگئی جبکہ ہم سب بھاگ گئے تھے اور علیؑ تلوار کھینچکر تن تنہا زغۂ اعدا مین گھس گئے اور اُن کے بہادرون اور علمدارون کو تیغ بیدریغ کھینچا تو خالد کی باتون پر نہ جائیو اسکا ہرگز مقدور نہین کہ انکو قتل کر سکے اگر یہ ارادہ کیا تو جو شخص اوّل آنحضرت کے ہاتھ سے مقتول ہوگا وہ خالد ہوگا۔ **مجلسی** علیہ الرحمہ ان روایات کی نقل بعد حق الیقین مین فرماتے ہین کہ اگرچہ اہل سنت ابوبکر و عمر کا خالد ولید کو قتل امیر المومنینؑ پر مامور کرنا چھپاتے ہین اور اپنی اکثر کتابون مین اسکا ذکر نہین کرتے مگر ابوبکر کا سلام سے پہلے کلام کرنا اور خالد ولید سے مخاطب ہونا انہون نے نقل کیا ہے اور یہ قرینہ واضح ہے صحت روایات شیعہ پر اس باب مین اور بحار مین کہتے ہین اعلم ان ہذہ القصۃ من المشہودات بین الخاصۃ والعامۃ وان انکرہ بعض المخالفین جانتو کہ یہ قصہ مشہور قصون مین سے ہے درمیان سُنی و شیعہ کے گو بعض مخالفین نے اسکا انکار کیا ہے اسکے بعد ابن ابی الحدید کا اپنی استاد نقیب ابوجعفر یحیی بن ابی زید سے سوال کرنا اور اُسکے جواب کو نقل کیا ہے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے نقیب مذکور سے سوال کیا کہ مجھکو تعجب ہے کہ علی علیہ السلام رسول اللہ کے بعد اتنی مدت دراز کیونکر زندہ و سلامت رہے اور کیون اپنے گھر کے اندر ہی قتل نہین کردئے گئے حالانکہ دلون مین اُن کی عداوت کی آگ شعلہ زن تھی اور سینے اُن کے کینے سے معمور تھے۔ نقیب نے کہا آنحضرت نے اپنی

پہلی وضع و قطع بدل ڈالی تھی بجائے جنگ جوئی و تیغ زنی و سرافشانی کے وہ زہد و عبادت و نماز و تلاوت مین مشغول رہنے لگے تھے رخسار کو خاک پر رکھنا اور پیشانی کو زمین پر گھسنا اپنا شعار بنالیا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو ضرور قتل ہوجاتے مگر اب اُنکا حال مثل اُس قتال کے ہوگیا تھا جو اپنی حرکت پر نادم اور اُس سے تائب ہوا اور ترک دنیا کرکے رہبانیت اختیار کرے اور اختلاط مردم چھوڑکر کوہ و صحرا مین سیاحت کرتا پھرے پس آنحضرت نے بھی والیان امر کی اطاعت مین کمی نہ کی اور اُن کے آگے اپنے تئین خوار و خاکسار بنالیا پس اُنکو اُنکی ساتھ کوئی وجہ پرخاش باقی نرہی اور اور لوگون نے بھی جب حکام کا میلان اس طرف نہ دیکھا تو سکوت اختیار کیا کیونکہ یہ کام بلا اعانت و سرپرستی حکام چل نہ سکتا تھا اور سب سے زیادہ معقل حصین و استوار اجل ہے چونکہ آنحضرت کی زندگی باقی تھی کسی سے کچھ نہو سکا۔ پھر پوچھا آیا قصہ خالد اور ابوبکر و عمر کا قتل علیؑ پر اسکو مامور کرنا درست ہے اُس نے کہا کچھ لوگ سادات علوی سے اسکو نقل کرتے ہین اور ایک شخص نے زفر بن ہذیل شاگرد ابوحنیفہ سے سوال کیا کہ آیا بموجب قول ابوحنیفہ نماز سے بغیر سلام پھیرنے کے فعل کثیر یا کلام یا حدث صادر کرکے نکلجانا جائز ہے زفر نے کہا ہان جائز ہے جیسا کہ ابوبکر نے تشہد مین کلام کیا اس مرد نے کہا کیا ابوبکر نے اور کیا کلام تھا وہ زفر نے کہا تجھکو اس سوال کی ضرورت نہین دوبارہ پوچھا تو کہا اسکو نکالدو یہ اصحاب ابوالخطاب سے ہے۔ ابن ابی الحدید نے نقیب سے پوچھا کہ تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے تو اُس نے تقیہ کیا اور کہا امامیہ اسکو روایت کرتے ہین مگر مین بعید جانتا ہون **پھر مجلسی** علیہ الرحمہ حق الیقین مین کہتے ہین کہ فضل بن شاذان نے کتاب ایضاح مین اس قصہ کو چند فقہاء اہلسنت سے اسی طرح پر نقل کیا ہے جسطرح کہ مذکور ہوا اور کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ اور ابن حی و وکیع سے سوال کیا گیا کہ تم ابوبکر کے اس فعل مین کیا کہتے ہو تو انہون نے کہا کار بد تھا جو کہ تمام نہوا اور ایک جماعت نے اہل مدینہ سے کہا ہے کہ اصلاح امت کے لئے کہ تفرقہ سے محفوظ رہین ایک شخص کا قتل روا ہے چونکہ علیؑ لوگون کو بیعت ابوبکر سے روکتے تھے اس لئے ابوبکر نے اُن کے قتل کا حکم دیا اور بعض بخوف فضیحت تمام قصہ کو نقل نہین کرتے صرف اصل تمہید ابوبکر خالد ولید کے ساتھ کہ جب مین سلام پھیرون تو تو فلان کام کرنا اور پھر اُسکے پشیمان ہونے اور قبل سلام یہ کہنے کو کہ یا خالد لا تفعل ما امرتک حکایت کرتے ہین اور اسی فعل ابوبکر کو سلام سے پہلے جواز کلام کی دلیل گردانتے ہین۔ پھر فضل بن شاذان کہتا ہے کہ کسی نے ابویوسف شاگرد ابوحنیفہ قاضی بغداد سے دریافت کیا کہ کیا کلام تھا جو کہ ابوبکر نے خالد سے کیا اُس نے کہا خاموش رہ تجھکو اس سے کیا مطلب قسم بخدا کہ اگر علیؑ مطیع ابوبکر اور اُسکی بیعت پر رضامند تھے تو کوئی ظلم اس سے بڑھکر دنیا مین نہین کہ ناحق ایک مرد اہل جنت کے قتل کا امر کیا جائے اور جو وہ اس بیعت سے کارہ اور اسپر راضی نہ تھے تو یہ عین مذہب شیعہ ہے کہ ابوبکر نے بظلم اُسپر تقدم کیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ان آیات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل قصہ کہ شیخین نے خالد ولید کو آنحضرت کے قتل پر مامور کیا اور وہ اس پر آمادہ و تیار ہوگیا کتب اہلسنت مین بھی موجود ہے پس اب یہ کہنا چاہئے کہ انحضرات کو نفس رسول کے ساتھ کسقدر عداوت تھی کہ مال و منصب لیکر بھی بس نہین کرتے تھے اور درپے اسکے تھے کہ وجود ذی جود آنحضرت کا جس سے بیخ اسلام قائم ہوئی تھی صفحۂ دہر سے نشان مٹادین مروی ہے کہ اس روز سے ابن ولید عنید کو آپ کے ساتھ سخت عداوت ہوگئی اور وہ اس تاک مین رہنے لگا کہ موقعہ ملے تو اس فضیحت و رسوائی کا اُس جناب سے بدلہ لے

تھے کہ ایک روز پیشگاہ خلافت سے کسی مہم پر مقرر ہو کر مع لشکر و سامان اُس طرف کو جا رہا تھا کہ راستہ مین حضرت امیر کبیر کو کسی اپنے مزرعہ مین کھڑا دیکھا خالد کثرتِ سلاح سے گویا غرق دریائے آہن تھا اور انبوہ سپاہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور حضرت خالی ہاتھ یکہ و تنہا کھڑے ہوئے تھے لاجرم اسکی رگِ حلاوت جنبش مین آئی اور قدم آگے بڑھایا اور قریب پہنچکر گرز اُٹھایا کہ آنحضرت پر لگائے آپ نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا اور اُس سے چھین لیا اور اُسکو بھی زمین پر کھینچ لیا پس اُس گرز کو موڑ کر بطور طوق اُسکی گردن مین ڈالدیا۔ بروایتے حضرت نے خود خالد کو اس حال مین دیکھکر کہا اے پسر ولید کیا اُس روز جو کچھ ابو بکر نے تجھے امر کیا تھا تو عمل مین لاتا۔ کہا ہان اگر اُسکی رائے نہ بدلتی تو مین تمہارا سر قلم کئے بغیر نہ رہتا حضرت کو غیظ آیا اور اُچھل کر خالد کی گردن پکڑ لی اور نیچے اُتار لیا۔ اور فرمایا اے پسر زن بدکار (زن ختنہ ناکردہ) تیری یہ مجال کہ میرے ساتھ اسطرح پیش آئے اور کشان کشان آسیا حارث بن کلاہ کے پاس لیگئے تمام لشکر کھڑا دیکھ رہا تھا اور رعب و جلال آنحضرت سے کسی کو مجال دم مارنیکی نہ تھی۔ اور حال اُنکا یہ تھا کہ گویا ملک الموت نے مسلط ہو کر اُن کی روح کو نکال کر اُن کے کف دست پر رکھدیا ہے۔ پس آپ نے قطبِ آسیا (کلی کی درمیانی کیل) کہ ایک موٹی آہنی سلاخ تھی نکال لی اور اُسکو خالد کی گردن مین اسطرح لپیٹ دیا جیسے کوئی چمڑے کے تسمے کو لپیٹتا ہے پس خالد جس مہم کو جاتا تھا اُسے بھول گیا اور وہ طوق گردن مین پہنے ابو بکر کے پاس آکر حال بیان کیا خلافت مآب نے آہنگرانِ مدینہ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ہنسلی اسکی گردن سے دور کرین سب نے کہا بغیر اسکے کہ اسکو آگ مین دین علیحدگی ممکن نہین لاجرم خالد چند روز اس خواری مین سراسیمہ و سرنگون رہا جو اُسکو دیکھتا مضحکہ کرتا حتے کہ امیر المومنین اپنے مزرعہ سے تشریف لائے ابو بکر خالد کو حضرت کی خدمت مین لیگئے اور زبان شفاعت و عذر خواہی کھولی اور عفو تقصیر کی درخواست کی سید اوصیا نے فرمایا کہ اس بدبخت نے شکوہ لشکر کو اپنے ساتھ دیکھا تو مغرور ہوا اور چاہا کہ مجھپر غلبہ پائے جرأت و جسارت کی اور اس حال کو پہنچا جملہ صحابہ نے حضرت سے معذرت کی اور قسمین صاحب قبر (رسول اللہ) کی دین آپ نے خالد کو نزدیک بلایا اور اس لوہے سے تھوڑا تھوڑا توڑتے تھے اور اُسکے آگے ڈالتے جاتے تھے تا اینکہ تمام کو توڑ ڈالا اور اُسکو رہائی بخشی سب لوگ شکریہ وصی رسول مین رطب اللسان اپنے اپنے گھرون کو لوٹے اور اس سانحہ عجیب پر متعجب تھے ابو بکر نے کہا ابو الحسن کے کار سے تعجب نکرو تحقیق کہ مین بروز خیبر رسول خدا کے پہلو مین بیٹھا تھا کہ علی نے درِ خیبر اکھاڑا اسکی خبر رسول اللہ کو پہنچی تو خندان ہوئے حتے کہ دندان مبارک دکھائی دئے پھر رقت آپ پر طاری ہوئی بحدیکہ ریش مقدس اشکون سے تر ہوگئی مینے عرض کی یا رسول اللہ اس خندہ و گریہ باہم پیوستہ کا سبب ارشاد ہو فرمایا مین ہنسا اس لئے کہ مجھکو علی کے در خیبر اکھاڑ ڈالنے پر مسرت و شادمانی ہوئی اور رونے کا یہ باعث ہے کہ انکو آج تیسرا روز ہے کہ دن کو روزہ رکھتے ہین اور شب کو فقط چند گھونٹ آب خالص کے پیتے ہین اگر یہ حالت نہوتی تو وہ اس در کو اُٹھا کر دیوارِ قلعہ سے پرے پھینکدیتے۔

ذکر وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا

اکثر مصائب و اشد متاعب امیر المومنین علیہ السلام سے کہ بعد وفات جناب ختمی مآب آنحضرت پر وارد ہوئے مین ایک وفات جناب فاطمہ زوجہ مطہرہ آنحضرت سے ہے جناب معصومہ اپنے پدر عالیقدر کے بعد موافق مشہور درمیان علماء شیعہ کل پچھتر روز زندہ رہین۔ یہ زمانہ کمال ہیجان قلق و اضطراب و درد و الم و اندوہ و ماتم مین بسر ہوا۔ اول تو جو محبت کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے تھی معمول سے زیادہ حد عشق

و شیفتگی کو پہنچ گئی تھی لاجرم اُس جناب کی وفات پر آسمانِ غم اُس معصومہ پر ٹوٹ پڑا اور ہجوم درد و یاس نے دل کو گھیر لیا تمام عیش و عشرت مُبدل برنج و کلفت ہوگے ثانیاً واقعات کہ اس حادثہ جانکاہ کے بعد پیش آئے سراسر موجب ایذا و آزار تھے بجائے دلاسا و دلدہی وہ سلوک بضعۃ الرسول کے ساتھ کئے گئے جنہون نے اس غم و غصہ کو دوبالا کر دیا اور آتشِ رنج و حسرت مین روغن و ہیزم کا کام دیا نخلستانِ فدک کہ رسول اللہ نے برائے وجہ معاش آنحضرت کو عطا کیا تھا بظلم و ستم اُنسے چھین لیا گیا تکمیلِ بعیت و تتمیم خلافت خلیفہ اول مین اُنکے ہوا خواہون کے ہاتھ سے وہ شدید صدمہ اُس جناب کو پہنچا جو آخر کار آپ کی وفات کا سبب ہوا چنانچہ اسکا مجمل بیان پیشتر گذرا پس یہ تمام حالات جمع ہو کر حالت اس معصومہ کی یہ ہوگئی کہ سوائے آہ و زاری و نالہ و بیقراری کے دوسرا شغل نہ تھا خواب و خورش و آرام و آسائش مطلقاً چھوٹ گئے تھے شب و روز مبتلا ربلا مصروف گریہ و بکا عجیب مصیبت عظیم کا سامنا تھا چنانچہ فرماتی ہین ؎ صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا۔ یعنی مجھپر وہ مصیبتون کا پہاڑ ٹوٹا ہے اور وہ سختیان پیش آئی ہین کہ اگر یہ مصائب و شدائد روزہائے روشن پر بھی پڑتین تو شب ہائے تار بنجاتے۔ **مروی ہے** کہ جسم مبارک اس مصیبت مین نہایت کاہیدہ و لاغر ہوگیا تھا سر پر عصابہ باندھے رہتین آنکھون سے جوئے اشک روان تھی با دل سوختہ و جگر افروختہ شدتِ ضعف سے غش پر غش چلے آتے تھے۔ **نیز** مروی ہے کہ وہ جناب اڑھائی مہینے اپنے باپ کے بعد دنیا مین رہین حالانکہ حزنِ شدید آنحضرت پر داخل ہوا تھا بسبب وفات حضرت رسالت پناہ کے جبرئیل اُنکی تسلی کے لئے آتے اور باتین کرتے اور تسکین کی خاطر اُن کے پدر بزرگوار کا حال اور اُن کے مدارج کمال کا ذکر فرماتے اور واقعات آئندہ اُن کی ذریت کے قیامت تک کے اُنکی روبرو نقل کرتے۔ امیر المومنین اُنکو لکھتے جاتے تھے چنانچہ وہی کتاب مصحفِ فاطمہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ امیر المومنین ارشاد فرماتے ہین کہ مینے رسول اللہ کو اُنکے پیرہن مین غسل دیا تھا وہ پیرہن میرے پاس تھا فاطمہ اُسکو مجھ سے طلب کرتین جب مین اُنکو دیتا تو وہ لیتین اور اُسکی بوئے خوش کو استشمام فرماتین اور بیہوش ہو جاتین آخر مینے اس پیرہن کو چھپا لیا اور پھر اُنکو نہ دکھلایا **محمد بن بابویہ** علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی تو بلال مؤذن آنحضرت نے اذان کہنا ترک کر دیا کہ مین سوائے رسولخدا کے دوسرے کے لئے اذان نہ کہونگا حضرت فاطمہ نے کہا مین چاہتی ہون کہ اپنے باپ کے مؤذن کی اذان سنون بلال کو یہ معلوم ہوا تو اذان کہنی شروع کی جسوقت اللہ اکبر کہا فاطمہ کو اپنے باپ کا زمانہ اور آنحضرت کے ساتھ اپنا عیش و عشرت کرنا یاد آیا اور گریہ نے اُس جناب پر غلبہ کیا بحدیکہ ضبط نہ کر سکین جب بلال نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو اُنہون نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئین حتے کہ حاضرین کو گمان ہوا کہ رحلت کر گئین بلال سے کہا کہ جلد اذان کو ترک کر کہ فاطمہ دختر رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی بلال نے اذان بلا اتمام قطع کی تھوڑے عرصہ بعد فاطمہ کو ہوش آیا تو فرمایا اے بلال اذان کو تمام کر۔ اُس نے کہا اے بہترین زنانِ عالم مجھکو تمہاری جان کا اندیشہ ہے مبادا کہ پھر میری آواز سنو اور ہلاک ہو جاؤ۔ مین اب اذان نہ کہونگا فاطمہ نے اسے معاف رکھا۔ **روایت** ہے کہ مرض الموت مین جسمین کہ جناب فاطمہ نے رحمتِ خدائے متعال کی طرف انتقال فرمایا ایک روز ابو بکر و عمر نے بخیال رفع الزام امیر المومنین علیہ السلام سے درخواست کی کہ

مصحف فاطمہ

اس معصومہ کی خدمت مین بار یاب ہون آپ نے اجازت دی پردہ نصب ہو گیا اور شیخین اندر آئے ابوبکر نے پس پردہ سے کہا اے دختر رسولخدا ہم تم سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے جرم و عصیان سے درگزر و اور جو کچھ ہمسے تمہاری نسبت صادر ہوا اُسے معاف کرو جناب معصومہ خاموش تھین اور کچھ جواب دیتی تھین بروایت دیگر اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر نے کہا کہ ابوبکر نے میرے واسطہ سے اذن دخول طلب کیا تھا جب اندر آئے تو فاطمہ زہرا نے روئے مبارک دیوار کی طرف پھیر لی ابوبکر نے سلام کیا جواب ندیا معذرت کی اور کہا اے دختر رسول مجھ سے راضی ہو فرمایا اے عتیق تمنے کیا جو کچھ کہ کیا لوگون کو ہماری گردنون پر سوار کیا اب مجھ سے رضامندی کا خواستگار ہے چلا جا کہ مین تیرے ساتھ ہرگز کلام نہ کرونگی جبتک کہ خدا اور رسول سے شکایت نکرلون۔ و بروایت اوّل جب اصرار و الحاح زیادہ کیا تو آپ حضرت امیرؑ کی طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا مین ان دونون سے ایک بات پوچھتی ہون اگر راست راست بیان کرین۔ دونو نے کہا دریافت کرو جو چاہو ہم بجز صدق و راستی کوئی بات نکرینگے فاطمہؑ نے کہا مین تمکو قسم دیتی ہون حق سبحانہ تعالے کی کہ تمکو یاد ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جس نے اسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے خدا تعالے کو ایذا دی اور جو اسکو آزار دے میری وفات کے بعد ایسا ہے گویا اُس نے آزار دیا اُسکو میری حیات مین میرے سامنے انہون نے اقرار کیا اور کہا البتہ پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا ہے جناب سیّدہ نے کہا الحمد للہ کہ حق تمہاری زبان پر جاری ہوا خداوندا گواہ رہیو اور اے جماعت حاضرین تم گواہ رہنا کہ ان دو مردون نے مجھکو ایذا دی اور آزار پہنچایا قسم بخدا کہ مین ان کے ساتھ کلام نہ کرونگی جبتک کہ پروردگار عالم سے ملاقات نکرون اور اس جل شانہ سے ان کے ناہموار سلوک کی جو انہون نے میرے اور میرے شوہر کے ساتھ کئے شکایت نکرلون پس ابوبکر حاضرین کے دکھانیکو رونے اور فریاد کرنے لگے کہ کاش مین شکم مادر سے پیدا نہوتا و احسرتا و اویلا مگر عمر نے انکو جھڑکا کہ خرافت پیری نے تجھ مین اثر کیا ہے کہ ایک عورت کی ناخوشی سے اسقدر ڈرتا اور بیقرار ہوتا ہے ایسی عقل و دانش پر لوگون پر حکومت کریگا کیا ہوا اگر وہ ناراض ہوئی تو کیا کرے گی یہ کہکر دونو وہان سے چلے گئے۔ ابن قتیبہ مؤرخ اہل سنت ایک ایسی ہی روایت ابوبکر و عمر کے عذر کرنے اور جناب سیّدہ کے راضی نہونے کی لکھکر کہتا ہے کہ مجھکو تعجب ہے سخت دلی فاطمہؑ پر کہ ان دو بوڑھے شیخون کی ضراعت و زاری پر انکو رحم نہ آیا انکا عذر قبول نفرمایا۔ **مؤلف** اوراق عرض رسان ہے کہ ایسے ہی مقامات ہین جن پر پہنچکر ذرا غور کرنیکے بعد سُنّی سُنّی نہین رہتے یا تو شیعہ خالص بنجاتے ہین ورنہ ناصبی پکے دشمن اہلبیت ہو کر سرے سے اسلام کو خیرباد کہدیتے ہین کیا معنی کہ جنے فضائل اہلبیت اور اُن کے سچّے کمالات کو کہ خود انکی اپنی کتابون سے ظاہر و باہر ہین مدنظر رکھا اور جانا کہ یہ حضرات بنصّ قرآن و آحادیث متواترہ سیّد الانس والجان کہ جو ہر رجس و گناہ و عیب و خطا سے پاک و مبرا ہین جو کچھ وہ کرتے یا کہتے ہین عین حق و صدق ہوتا ہے لاجرم اسکا مخالف گو کوئی کیون نہو گمراہ و بیدین داخل زمرۂ ہالکین و ضالین ہوگا وہ بے تامل فرقہ ناجیہ مین داخل اور انہین شامل ہو جاتا ہے ورنہ تعصب و ہٹ دھرمی دیدہ دل کو کور کر دیتی ہے اور نصب و خروج کے بھنور مین اگر ظاہری اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور گو زبان سے کچھ نہ کہے لیکن دل مین ضرور انحضرات طیبات کے خطا و عصیان کا قائل ہو جاتا ہے۔ پھر اُس وقت

کبھی کبھی بیساختہ اُسکے منہہ سے ایسے کلمات بھی نکلجاتے ہین جیسے اس مورخ معروف (ابن قتیبہ) نے جناب فاطمہؑ کو سنگدل کہا یا صاحب تحفہ نے اس جناب کو معہ اُن کے شوہر و اولاد اطیاب کو نعوذ باللہ بلفظ مردودان درگاہ الٰہی تعبیر فرمایا یا جیسا کہ اس زمانہ مین کوئی مولوی احمد علی سہارنپور مین ہین سُننے مین آیا ہے کہ اُنہون نے یہ فتوٰے دیا کہ فاطمہ زہرا بر سر خطا تھین جو ابوبکر سے ہمکلام نہوئین ہم کہتے ہین کہ اگر معصومہ پاک سنگدل تھین تو اُن کے باپ صاحب لولاک اُنسے پہلے سنگدل ٹھہرے۔ کیونکہ وہ معصومہ بموجب حدیث صحیح مشہور بین الفریقین اُنکے بدن کا بضعہ اور ٹکڑا تھین۔ اور امیر المومنینؑ اگر اپنے اعزہ و احباب کے ساتھ ابوبکر کی بیعت سے انکار کر کے گھر مین بیٹھ رہے تو حق اُسوقت بھی اُن کے ساتھ ساتھ تھا۔ فان الحق مع علی و علی مع الحق اور بقول شاہ ولی اللہ گذرا کہ افعال اُس جناب کے بعینہ حق تھے کہ حق اُنسے اسطرح منعکس ہوتا تھا جیسا کہ ضوء آفتاب سے منعکس ہوتی ہے۔ پس وہ مردود درگاہ الٰہی کیونکر ہو سکتے ہین۔ اور مولوی احمد علی کی نسبت ہم کچھ نہین کہتے جو کچھ اُس نے کہا ہے اُسکا بدلا بروز جزا حقتعالے اُسکو اچھی طرح دیگا فی الواقع اُنہون نے وہ کلمہ کہا ہے جو آجتک اُسکے اسلاف سے کسی نے نہین کہا اور شیعون سے تقیہ کرتے رہے ہین۔ صاحبو آنکھین کھولو دیکھو سوچو سمجھو یہ حضرات کوئی معمولی آدمی نہین جنکی نسبت جو چاہا کہدیا وہ خاصان خدا و مقبولان بارگاہ کبریا ہین اُس جل شانہ نے بموجب آیہ یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ انکو ہر رجس و چرک سے پاک و طاہر گردانا۔ بارہا کہا گیا کہ علی علیہ السلام جو خلافت اپنے لئے چاہتے تھے تو مقصود اس سے امتثال امر خدا ہدایت خلق اللہ اور انکا راہ راست پر لانا تھا نہ کہ معاذ اللہ حکومت چند روزہ دنیا انکا مدعا تھا انکو اسکی کیا پروا تھی۔ تمام جہان انحضرت کی خاطر اور اُن کے طفیل سے خلق ہوا تھا علی ہذا جناب فاطمہ جو کمال غم و غصہ مین مبتلا تھین تو انکو بھی گمراہی اُمت کا خیال تھا کہ ان بزرگوارون نے اُن کے باپ محمد مصطفےٰ کے دین مین رخنہ ڈالدیا تھا اگر شیخین کو تہ دل سے انکا رضامند کرنا تھا تو لازم تھا کہ پہلے خلافت سے دست بردار ہوتے پھر فدک کو واگذار کرتے اُسوقت اپنی گذشتہ جرات و جسارت پر نادم ہو کر عذرخواہی کرتے تب دیکھتے کہ وہ جناب کیونکر رضامند نہوتین۔ نہین تو یہ بھی کوئی معذرت تھی کہ موجبات غیظ و غضب سے اصلاً متعرض نہین ہوئے انکا ذکر تک زبان پر نہین آیا زبانی باتین بتادین یہ راضی کرنا کاہے کو تھا یہ تو اور چڑانا تھا۔ **حدیث** مین وارد ہے کہ جب وقت وفات جناب سیّدہ کا نزدیک آیا تو آپ نے حضرت امیر المومنینؑ کو طلب کیا اور عرض کی اے ابا الحسن مجھکو میری وفات کی خبر دی گئی ہے مین عنقریب تمسے جدا ہونیوالی ہون چاہتی ہون کہ چند وصیتین تمکو کرون حضرت نے فرمایا اے دختر رسولخدا جو چاہو وصیت کرو پس وہ حضرت سرہانے بیٹھ گئے اور سب لوگ باہر چلے گئے جناب سیّدہ نے کہا یا ابا الحسن مین جب سے تمہارے نکاح مین آئی تمنے مجھکو دروغگو و خائن نہ پایا ہوگا مین نے کسی امر مین تمسے مخالفت نہین کی حضرت نے فرمایا معاذ اللہ اے بنت رسول تم احکام خدا کی دانا نیکو کار و پرہیزگار ہو بھلا تمسے ایسا کب ہو سکتا ہے تمہاری مفارقت مجھپر نہایت شاق ہے مگر مشیت خدا مین چارہ نہین قسم بخدا کہ تمنے مصیبت رسولخدا کو مجھپر تازہ کیا سخت عظیم ہے تمہاری جدائی انا للہ و انا الیہ راجعون پس ایک ساعت دونو باہم گریہ و بکا کرتے رہے پھر حضرت امیرؑ نے سر فاطمہؑ کو اپنی آغوش مین لیکر سینۂ اطہر سے لگالیا اور فرمایا وصیت کرو اے فاطمہؑ جو کچھ کہ چاہو تحقیق کہ مین عمل مین لاؤنگا۔ اور تمہارے کام کو اپنے کام پر مقدم کرونگا پس حضرت

وصایائے جناب سیّدہ

فاطمہ نے کہا حقتعالے تمکو جزا خیر دے اے ابن عم رسول اللہ **پہلی** وصیت میری یہ ہے کہ تم میرے بعد امامہ بنت زینب کے ساتھ عقد کرنا کروہ میرے بچون کی مثل میرے پرورش کرے گی اور میری مانند اُنپر مہربان ہوگی **دیگر** یہ کہ میرے لئے ایک نعش بنانا جیسے کہ ملائکہ نے بحکم حقتعالے مجھکو تعلیم کی ہے پس آنحضرت کے سامنے جسطرح سے کہ حق سبحانہ تعالے کیجانب سے مامور تھین تقریر کی۔ بروایتے یہ نعش آنحضرت کو اسمار بنت عمیس زوجہ جعفر طیار نے تعلیم کی تھی اُنہون نے اُسکو بلاد حبشہ مین دیکھا تھا۔ **منقول ہے** کہ ایک روز آنحضرت نے اسمار سے کہا اے اسمار مین بہت نحیف ولاغر ہوگئی ہون اور گوشت میرے بدن پر نہین رہا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ میرا جسم مردون کی نظر سے محفوظ رہے۔ اسمار ایک سریرے آئین اور اُسکو سرنگون رکھا اور اُسکے پایون پر شاخہار خرما باندھے پھر اُسپر کپڑا ڈالا فاطمہ زہرا نے اُسے نہایت پسند کیا اور فرمایا حقتعالے تیرے بدن کو آتش جہنم سے بچائے جسطرح تو نے میرے بدن کو نظر نامحرمان سے بچایا۔ بہر کیف طریقہ مروجہ عورات کے جنازے کا اسلام مین جناب سیدہ کے جنازے سے جاری ہوا اس سے پہلے ایسا نہ تھا۔ پھر فرمایا اے ابوالحسن **تیسری** وصیت میری یہ ہے کہ جن لوگون نے مجھپر ظلم وستم کئے اور میرے حق کو مجھ سے غصب کیا اُنکو میرے جنازے پر نہ آنے دینا کیونکہ وہ میرے اور رسولخدا کے دشمن ہین کوئی اُنمے میرے جنازے پر نماز نہ پڑھنے پائے اور مجھکو بوقت شب جبکہ آنکھین خواب مین ہون پوشیدہ دفن کرنا۔ **منقول ہے** کہ جب وہ وقت آیا جسمین جگر گوشہ رسولخدا جناب فاطمہ زہرا کو دار دنیا سے رحمت حق جل وعلا کی طرف انتقال کرنا تھا تو اسمار سے پانی طلب کیا اور غسل نیکو بجالائین اور ملبوس جدید زیب بدن کیا اور خوشبو سے اپنے تئین معطر فرمایا پھر کہا اے اسمار جبرئیل بوقت وفات رسولخدا چالیس درہم کافور بہشت لائے تھے ایک حصہ آنحضرت نے اپنے لئے رکھا تھا اور دو ثلث مجھکو اور علی کو عنایت کیا تھا وہ کافور حاضر کرنا کہ مجھکو اُس سے حنوط کرین اسمار حسب الحکم کافور بہشت لے آئین آپ نے اپنے سرہانے رکھ لیا اور رو بقبلہ لیٹ گئین اور چادر کو منہہ پر ڈھانپ لیا اور فرمایا اے اسمار تھوڑی دیر صبر کر پھر مجھکو آواز دینا اگر جواب آئے تو جاننا کہ مینے دنیا سے سفر کیا اور اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوگئی۔ پس علی علیہ السلام کو بلوا لینا اسمار نے حسب الارشاد قدرے توقف کے بعد آواز دی جواب نہ سنا تو چلا کر کہا اے دختر محمد مصطفے وا اے دختر بہترین خلق خدا کوئی آواز نہ آئی تو چادر کو روئے انور سے اٹھا کر دیکھا کہ مرغ روح آنحضرت کا باغ بہشت کو پرواز کر گیا تھا۔ پس اپنے تئین روئے مبارک پر گرا دیا اور بوسے لیتی تھین اور کہتی تھین اے فاطمہ خدمت رسولخدا مین سلام اسمار بنت عمیس کا پہنچا یو اتنے مین حسنین علیہما السلام اندر تشریف لائے اور پوچھا اے اسمار ہماری مادر گرامی اسوقت کس لئے خواب مین ہین اسمار نے کہا کہ خواب نہین بلکہ اُس جناب نے رحمت رب الارباب کی طرف انتقال فرمایا یہ سنکر امام حسن نے بیتابانہ روئے انور پر اپنے تئین ڈالدیا بوسے لیتے تھے اور کہتے تھے اے مادر گرامی مجھ سے بات کرو قبل اسکے کہ روح میرے بدن سے مفارقت کرے امام حسین پائے مبارک اس جناب پر پڑے رورہے تھے کہ اے مادر بزرگوار مین ہون تمہارا فرزند حسین میرے ساتھ گفتگو کرو اس سے پہلے کہ میرا دل شگافتہ ہو اور روح میرے بدن سے نکلجائے اسمار نے عرض کی اے شاہزادو جاؤ اور اپنے پدر عالیقدر کو اس مصیبت سے آگاہ کرو حسنین بیتابانہ مسجد کی طرف دوڑے اور صدائے واویلا وامصیبتا بلند کی امیر المومنین نے یہ حال پرملال سنا تو منہہ کے بھل

زمین پر گرگئے روتے تھے اور کہتے تھے۔ کس سے تسلی دونگا اپنے آپکو بعد تمہارے اے دختر رسولخدا پس چند اشعار اس حادثہ جانکاہ مین پڑھکر کہ زمین وآسمان کو گریہ مین لائے **شہر** مدینہ مین یہ خبر منتشر ہوئی تو زن ومرد گریان خانہ ہائے آشیانہ اس جناب کی طرف دوڑے اور تعزیت کرتے اور پرسادیتے تھے آپکو۔ زنان بنی ہاشم جمع ہوگئین اور شدت گریہ وبکا سے ارکان شہر مین زلزلہ ڈالدیا گویا آج حضرت رسولخدا نے دنیا کے رحلت کی ہے ہر شخص بادل بریان وچشم گریان منتظر تھا کہ جنازہ کب نکلتا ہے کہ اتنے مین ابوذر غفاری نے باہر آکر کہا کہ نکالنا جنازے کا اسوقت ملتوی کیا گیا لوگ یہ سنکر متفرق ہوگئے جب ایک پہر رات گذری تو امیر المومنین خود متکفل امور آنحضرت کے ہوئے اور غسل وکفن سے فراغت کرکے نعش کو باہر لائے اور نماز پڑھی اس معصومہ پر اور آپکے ساتھ حسنین وعمار ومقداد وعقیل وزبیر وابوذر وسلمان وبریدہ معہ ایک جماعت بنی ہاشم وخواص آنحضرت کے آپکے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اُسی شب کو دفن کیا اور شات قبرین آپکی قبر کے گرداگرد بنادین تاکہ معلوم نہو کہ قبر مطہر کون سی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ امیر المومنین نے قبر مبارک جناب سیدہ کو زمین کی برابر کردیا کہ دشمن اُس سے واقف نہون اور ارادہ نبش قبر کا نکرین اور بعضونکا قول ہے کہ درمیان قبر حضرت رسالت ومنبر اُس جناب کے کہ ایک بقعہ ہے ریاض جنت سے اُس مین مدفون ہوئین مگر صحیح یہی ہے کہ اپنے حجرہ مقدسہ مین دفن ہوئی ہین **الحاصل** امیر المومنین نے دفن سے فارغ ہوکر باچشم اشکبار یہ اشعار پڑھے **شعر** اری علل الدنیا علی کثیرۃ ؛ وصاحبہا حتی الممات علیل ؛ لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ؛ وان بقائی بعدکم لقلیل ؛ وان افتقادی فاطما بعد احمد ؛ دلیل علی ان لا یدوم خلیل ؛ یعنی مین آلام دنیا کو اپنے اوپر بہت دیکھتا ہون۔ اور جو اس دنیا مین آتا ہے مرتے دم تک مبتلائے بلا رہتا ہے۔ جو دو دوست باہم جمع ہوتے ہین آخرکار اُنمین فرقت اور جدائی ہوتی ہے۔ اور بیشک میری زندگی تمہارے بعد قلیل ہے میری جدائی فاطمہ سے بعد رسولخدا کے بلاشبہ دلیل ہے اس پر کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور رو بجانب روضہ رسول اللہ کرکے کہا سلام ہو تمپر اے رسول اللہ تمہاری نور نظر لخت جگر دختر نیک اختر کی طرف سے کہ آج تمہاری خدمت مین حاضر ہوتی ہے وہ تمہارے جوار مین بزیر خاک دفن ہونیوالی اور تمام اہلبیت سے پہلے تمہاری طرف سبقت کرنیوالی ہے کمی وکوتاہی کی یارسول اللہ تمہاری برگزیدہ کی مفارقت مین میرے صبر نے اور ضعیف وناتوان ہوئی بدون اُسکے طاقت میری لیکن جبکہ تمہاری مصیبت مین مینے صبر کیا اور تمہاری درد جدائی کو سہلیا تو سزاوار ہے کہ اس مصیبت کو بھی صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرون تحقیق کہ مین نے اپنے ہاتھ سے تمکو آغوش لحد مین رکھا بعد اسکے کہ روح پرفتوح نے میرے سینے اور گلو کے درمیان بدن سے مفارقت کی پس اسوقت وہی کلمہ کہتا ہون جسکی حقتعالے نے اپنی کتاب عزیز مین ہمکو تعلیم فرمائی ہے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یارسول اللہ تمنے فاطمہ کو اپنے پاس بلا لیا اور جو ودیعت میرے سپرد کی تھی مسترد فرمائی اور جو امانت میرے پاس رکھی تھی واپس لے لی بتحقیق کہ میرا غم واندوہ دراز ہوگا اور میری طولانی راتین بیداری مین گذرین گی جبتک کہ حقتعالے میرے لئے وہی مقام اختیار نکرے جسمین کہ تم مقیم ہو سہان کا حال اپنی پارہ جگر سے پوچھ لیجئے وہ بخوبی آپکو اس سے آگاہ کرے گی کہ تمہارے بعد تمہاری اُمت نے ہماری

ایذا و آزار پر اتفاق کیا اور ہمکو ہمارے حقوق سے محروم رکھا پس سلام ہو میرا تم دونون پر مثل سلام ایک وداع کنندہ کے کہ جو کوئی تم سے جدا ہوتا ہے تو اُسکی جدائی از روئے ملالت و کراہت کے نہین اور جو تمہارے پاس ٹھہرتا ہے تو وعدہ ہائے ایزدی پر جو اس جل شانہ نے صابرون کے لئے فرمائے ہین بدگمان نہین ہوتا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرات شیخین نماز جنازہ جناب سیدہ سے محروم رہے جیسا کہ حضرت رسولخدا کی تجہیز و تکفین مین شریک نہین ہوئے تھے۔ مسلم و بخاری نے روایت گذشتہ مین قلم تکلم حتے توفیت کے بعد نقل کیا ہے وعاشت بعد النبی ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی لیلا ولم یاذن بها ابابکر وصلی علیها علی کہ وہ حضرت رسولخدا کے بعد چھ مہینے زندہ رہین جب وفات پائی تو انکو اُنکے شوہر علیؑ نے رات کیوقت دفن کیا اور ابوبکر کو خبر نہ کی اور نماز پڑھی اُنپر علی علیہ السلام نے۔ **مروی** ہے کہ جب صبح کو لوگ آئے اور معلوم ہوا کہ وہ حضرت شب کو دفن ہوگئین تو حضرت عمر کو بہت غصہ آیا۔ اور ابوبکر سے کہا مین نہ کہتا تھا کہ ایسا کرینگے عباسؓ نے کہا فاطمہؑ نے یہی وصیت کی تھی وہ نہین چاہتی تھین کہ تم انپر نماز پڑھو۔ عمر نے کہا قسم بخدا کہ مین نبش قبر کرونگا اور جنازہ کو قبر سے نکالکر نماز پڑھونگا حضرت امیرؑ نے کہا واللہ اگر تو نے ایسا کیا تو مین تلوار کھینچ لونگا اور بغیر تمہارے قتل کئے میان نکرونگا عمر خاموش ہوگئے۔ **القصہ** منقول ہے کہ جب چاہا کہ اُس جناب کو داخل قبر کرین تو دو ہاتھ مشابہ دستہائے رسول اللہ درون قبر سے پیدا ہوئے اور آنحضرت کو اندر لیلیا۔ اور نیز مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نماز جنازے سے فارغ ہوئے تو دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ بسوئے آسمان بلند کرکے کہا پروردگارا یہ فاطمہ تیرے نبی کی دختر ہے اسکو ظلمت سے نور اور شدت سے راحت و سرور کی طرف منتقل فرما پس زمین بقدر ایک میل روشن ہوگئی جب چاہا کہ دفن کرین تو ایک بقعہ سے بقعہائے بقیع سے آواز آئی کہ ادھر آو ادھر آو کہ اس معصومہ کی تربت مجھ سے لیگئی ہے دیکھا تو ایک قبر کندہ و تیار موجود ہے لاش کو اُسکے پاس لے گئے جب قبر مین رکھا تو امیر المومنینؑ نے کنار قبر پر کھڑے ہوکر کہا اے زمین مینے اپنی امانت کو تجھے سونپا زمین سے آواز آئی یا علی مین اُسپر تجسے زیادہ مہربان ہون تم اندیشہ نکرو جب چاہا کہ مراجعت کرین تو قبر خود بخود برابر ہوکر زمین ہموار ہوگئی اسطرح کہ معلوم نہوا کہ وہ حضرت کس طرح دفن ہین۔ سن شریف جناب سیدہ مین اختلاف بہت ہے جو قول کہ درمیان علمار امامیہ زیادہ مشہور ہے اور اکثر روایات معتبرہ اُسپر دلالت کرتین ہین یہ ہے کہ آپ کل اٹھارہ سال دنیا مین زندہ رہین +

جوابات بعضے از مسائل یہود و نصارے وغیرہ کہ حضرت خطیب منبر سلونی و باب مدینہ علم نبیؐ در عہد خلافت خلیفہ اول ارشاد فرمودہ۔

احتجاج طبرسی مین ہے کہ ابوبکر کے زمانے مین ایک قافلہ روم سے مدینہ مین آیا اُسمین ایک راہب راہبان نصارے سے تھا وہ مسجد رسول اللہ مین حاضر ہوا اور ایک شتر پر از زر و سیم اسکے ساتھ تھا ابوبکر مجمع مہاجرین و انصار کے ساتھ مسجد مین تھے راہب نے اپنے طریق کے موافق سلام کیا اور پوچھا کہ تمہارے درمیان نائب و خلیفہ رسول کون ہے حاضرین نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے پوچھا ایہا الشیخ تمہارا کیا نام ہے ابوبکر نے کہا عتیق کہا اور بھی کوئی نام ہے کہا صدیق کہا کوئی اور

له یہ روایت مشہور ہے فوق سے کتاب زین الفتی تفسیر سورہ ہل اتے تصنیف ابومحمد احمد بن محمد بن علی العاصمی مین بھی مذکور ہے۔ ۱۲

کہا اور کوئی نیا نام مجھکو معلوم نہین کیون تیرا کیا مدعا ہے کہا مین روم سے آیا ہون اور ایک اونٹ روپے اشرفیون سے لدا ہوا ساتھ ہے اس امت کے امیر و خلیفہ رسول سے ایک مسئلہ پوچھونگا اگر بتا دیا تو یہ تمام مال اُسکو دیدونگا کہ تمہارے درمیان اُسکو قسمت کرے اور مسلمان ہوکر اُسکا مطیع ہونگا اور جو جواب نہ دیا گیا تو اُلٹا پھر جاونگا اور مال بھی اپنے ساتھ لیجاونگا۔ یہ روایت احتجاج کی ہے اور زہرۃ الریاض وغیرہ کتب اہلسنت مین ہے کہ سلطان روم نے بہت سا مال رسول مقبول کے لئے بھیجا تھا مگر جب اُسکا وکیل مدینہ پہنچا تو وہ حضرت انتقال فرما چکے تھے یہ حال وکیل نے بادشاہ کو لکھا تو اُس نے اُسکو لکھ بھیجا کہ جو کوئی ان تین مسئلونکا جواب دے وہی وصی رسول اللہ ہے یہ مال اُسکو دیدینا اور جو کوئی جواب نہ دے سکے تو واپس لے آنا وکیل نے ابوبکر سے بیان کیا بہر کیف ابوبکر نے سائل راہب سے کہا سوال کر جو کچھ کہ چاہے اُس نے کہا کہ پہلے مجھکو اپنے اور اپنے اصحاب کی طرف سے امان دے کہ کوئی مجھکو ایذا نہ دیگا کہا تجھکو امان ہے راہب نے کہا اخبرنی عما لیس للہ ولیس عند اللہ ولا یعلمہ اللہ کہ خبر دے مجھکو اُس خبر سے جو خدا کے لئے نہین اور اُس سے جو خدا کے نزدیک نہین اور اُس چیز سے جسکو خدا نہین جانتا۔ ابوبکر کو کچھ جواب بن نہ آیا۔ عمر کو بلوایا وہ بھی کچھ نہ کہہ سکے عثمان سے پوچھا وہ بھی خاموش رہے تب راہب ہنسنے اور طنز کرنے لگا۔ ابوبکر نے کہا اے دشمن خدا اگر پہلے عہد نہ کیا ہوتا تو ابھی زمین کو تیرے خون سے رنگین کرتا۔ سلمانؓ اُسکو حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین لائے آپ اُسوقت صحن مکان مین حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ بروایت دیگر عبداللہ بن عباس اُسکو آپ کے پاس لائے اور وہ وقت تھا جبکہ جمع قرآن سے فارغ ہو چلے تھے۔ پس راہب نے آپ سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے فرمایا یہود کے نزدیک الیا نصارے کے نزدیک ایلیا ہے اور میرے باپ نے علیؑ اور مان نے حیدر رکھا ہے کہا پیغمبر سے کیا قرابت رکھتے ہو فرمایا وہ میرے بھائی اور خسر قریبی اور ابن عم ہین راہب نے کہا قسم بخدائے عیسے تم ہی میرے سوالونکا جواب دوگے پھر سہ سوال مذکورہ بالا ذکر کئے حضرتؑ نے فرمایا ہان وہ شئے کہ خدا کے لئے نہین وہ زن و فرزند ہین کہ خدا کے لئے نہین اور جو خدا کے نزدیک نہین وہ ظلم و ستم ہے کہ کسی کے لئے ظلم اُسکے پاس نہین اور جو چیز کہ خدا نہین جانتا وہ شریک باری ہے کیونکہ وہ وحدہ لاشریک ہے یہ سنکر راہب اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا زنار توڑ ڈالا اور حضرت کے دونو آنکھون کے درمیان بوسہ دیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ تم خلیفہ رسولؐ اور امین امت اور معدن دین و حکمت و منبع حجت ہو مینے توریت مین تمہارا نام الیا اور انجیل مین ایلیا اور قرآن مین علیؑ اور کتب سابقہ مین حیدر پڑھا ہے تم رسول اللہ کے بعد اُن کے وصی اور سزاوار حکومت ہو اور غیرون کی نسبت خلافت کے زیادہ شایان ہو کیا حال ہے اُن لوگون کا کس طرح تمہارے ساتھ پیش آتے ہین حضرت نے اُسکو کچھ جواب دیا۔ پس راہب نے تمام مال حضرت کے حوالے کیا آپ ابھی اُس جگہہ سے نہین اُٹھے تھے کہ سب کا سب فقرار و مساکین مدینہ پر قسمت کر دیا اور راہب اپنے گھر کو واپس گیا۔ مناقب مرتضوی مین معارج النبوۃ[1] و زہرۃ الریاض سے **منقول** ہے کہ جناب رسولخدا کی وفات کے دس روز بعد ایک اعرابی تازیانہ ہاتھ مین لئے اور نقاب مُنہ پر ڈالے مسجد مین آیا اور کہا السلام علیک یا اصحاب رسول اللہ جو چیز تم سے فوت ہوئی حقتعالے اسکا عوض تمکو عطا کرے۔

له معارج النبوۃ ملا معین ہروی مطبوعہ مطبع نولکشور سے مقابلہ کیا گیا رکن چہارم باب سیزدہم فصل پنجم مین وقائع بعد دفن آنحضرت مین صفحہ ۳۵۳ پر موجود ہے۔ ۱۲

ان کان محمد قد مات واللہ حی لا یموت ابدا اعظم اللہ اجرکم وغفر ذنبکم وما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم ترجمہ اگر محمدؐ مر گئے تو اللہ
زندہ ہے کبھی نہین مریگا خدا تعالے تمہارے اجر کو عظیم کرے اور تمہارے گناہ کو بخشے کسقدر عظیم ہے مصیبت تمہاری تمہارے سردار
کے مرنے سے۔ یہ کہکر پوچھا تم مین وصی پیغمبر کون ہے ابوبکر نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہین وہ شخص حضرتؑ کے پاس آیا اور کہا
السلام علیک یا وصی رسول اللہ حضرتؑ نے جواب مین فرمایا وعلیک السلام یا مضیر صاحب البیر ابوبکر اور حاضرین مجلس اس جواب کو سنکر
حیران ہوئے اعرابی نے کہا اے جوان تمنے میرا نام کیونکر جانا اور یہ کیونکر معلوم ہوا تمکو کہ مین صاحب بیر ہون حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا
کہ مجھے میرے بھائی محمد مصطفےٰ نے خبر دی تھی اور سب کیفیت تیری بیان کی تھی تو کہے تو مین اُسکو بیان کرون مضیر نے کہا تمہارا نام کیا ہے
کہا کہ علی ابن ابیطالب یہ کہکر ارشاد کیا کہ سن تو عرب کا رہنے والا اور تیرا نام مضیر ہے اور تیرے باپ کا نام دارم ہے عمر تیری تین سو ساٹھ
سال کی ہوئی ہے اور اسی زمانے مین ایک سو برس تیری عمر سے گذرے تھے جبکہ تو نے اپنی قوم کو ظہور رسالت سید کائنات کی بشارت
دی تھی اور کہا تھا کہ ایک مرد ایسا پیدا ہوگا کہ اُسکے رخسارے چاند سے زیادہ روشن اور اُسکا کلام شہد سے زیادہ شیرین ہوگا۔ پس
جو کوئی اُسپر ایمان لائیگا دارین مین نجات پائیگا وہ پدر یتیمون کا اور سکینون کا ہوگا اور صاحب شمشیر ہوگا اور دراز گوش پر سواری کریگا
کفش مین پیوند لگائیگا شراب اور زنا کو حرام کریگا قتل اور سود سے مانع آئیگا۔ خاتم انبیا ہوگا اُمت اُسکی پانچ وقت روز شب مین نماز پڑھے گی
اور ماہ رمضان کے روزے رکھی گی۔ اور خانہ کعبہ کا حج کرے گی اُسپر ایمان لاؤ جب تو نے یہ کہا تو تیری قوم جمع ہوگئی اور درپے تیرے ایذا
آزار کی ہوئی۔ اور چاہا کہ تجھکو ہلاک کرے پس تجھکو ایک چاہ عمیق مین ڈالدیا اور اپنی دلجمعی کی اور تو اتبک اُس کوئین مین قید تھا جبکہ جناب
رسالتمآب نے انتقال فرمایا تو تیری قوم کو خدا تعالے نے ہلاک کیا اور تجھے اُس قید سے نجات بخشی بعد اُسکے تجھے عالم غیب سے آواز آئی
کہ اے مضیر محمدؐ نے دار دنیا سے دار عقبیٰ کیطرف انتقال فرمایا تو اُسکے اصحاب سے ہے مدینہ مین جاکر اُسکی قبر کی زیارت بجالا پس تو قطع منازل
کرکے یہان آیا تاکہ زیارت روضہ منورہ سے مشرف ہووے مضیر نے یہ باتین سنین تو رونے لگا۔ اور پوچھا کہ آپ کو اس قصے سے کس نے
آگاہ کیا فرمایا کہ حضرت رسولخدا نے مجھے خبر دی تھی کہ مضیر میری وفات کے بعد تیرے پاس آئیگا تو میرا سلام اُسکو پہنچانا مضیر نے سلام کا نام
سنا تو کھڑا ہوا اور امیرالمومنینؑ کے پاس آکر سر مبارک پر بوسہ دیا اور پھر بیٹھ گیا حضرتؑ نے فرمایا اے مضیر تو نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادے
اُس نے نقاب منہہ سے اُٹھائی تو ایک نور اُسکی پیشانی سے ساطع ہوا کہ تمام مسجد روشن ہوگئی مضیر نے عرض کی یا حضرت مین کئی سوال
رکھتا ہون کہ اُن کا کوئی جواب نہین دیسکتا مگر نبی یا وصی نبی حضرتؑ نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتا ہے اُس نے عرض کی یا علیؑ خبر دیجے کہ
وہ نر کونسا ہے جو بے مان اور بے باپ کے پیدا ہوا۔ اور وہ مادہ کونسی ہے جو بے مان اور بے باپ پیدا ہوئی۔ اور وہ نر کونسا ہے جو
فقط بے باپ کے پیدا ہوا اور خبر دو مجھکو اس رسول سے کہ نہ انسانون سے ہے نہ جنات سے اور نہ ملائکہ نہ بہائم وسباع سے۔ اور وہ
قبر کونسی ہے جو اپنے صاحب کو لئے پھری اور سیر کرائی۔ اور وہ حیوان کونسا ہے جس نے اپنے اصحاب پر رحم کیا اور وہ کونسا جسم ہے جس نے
کھایا مگر پیا نہین۔ اور وہ کونسی زمین ہے جسپر آفتاب صرف ایک مرتبہ چمکا پھر کبھی نہ چمکیگا۔ اور وہ کونسا جماد ہے کہ جس نے زندہ جنا اور وہ

سوالات مضیر از حضرت امیرالمومنینؑ

کونسی عورت ہے جس نے تین ساعت مین بچہ جنا اور وہ دو ساکن کونسے ہین جو کبھی حرکت نہ کرینگے اور وہ دو متحرک کونسے ہین جو کبھی ساکن
نہون گے۔ اور وہ دو دوست کون ہین جو کبھی دشمنی نہ کرینگے۔ اور وہ دشمن کونسے ہین جو کبھی دوستی نہ کرینگے اور خبر دو مجھے شے و
لاشے سے اور خوب ترین اشیاء اور زشت ترین اشیا سے اور سب سے اول رحم مین کیا شے منعقد ہوتی ہے اور قبر مین کیا شے سب سے آخر
گرتی ہے۔ پس مضیر نے جب یہ بیس سوال عرض کئے تو جناب امیرؑ نے انکا بیان بتفصیل بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ وہ نر کہ جو بے مان
باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت آدمؑ ہین اور وہ مادہ کہ بے مان باپ کے پیدا ہوئی وہ حضرت حوا ہین اور وہ نر کہ بے باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت عیسیٰؑ
ہین اور وہ رسول کہ نہ قبیل انس وجن سے ہے نہ ملائکہ نہ بہائم وسباع سے وہ غراب (کوا) ہے کہ حقتعالے نے واسطے تعلیم قابیل کے
بھیجا تھا جیسا کہ حقتعالے فرماتا ہے فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض کہ خدا تعالے نے ایک غراب کو بھیجا کہ زمین کو کھودتا تھا اور
وہ قبر کہ جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی وہ ماہی تھی کہ یونس تین روز تک اُسکے پیٹ مین رہے اور وہ اطراف وجوانب بحر مین سیر
کرتی تھی اور وہ حیوان کہ جس نے اپنی قوم پر رحم کیا وہ چیونٹی تھی کہ واسطے طلب رزق کے اپنی قوم کے ساتھ گھر سے نکلی تھی اور سب
چیونٹیان ستون پر کہ حضرت سلیمانؑ اُسکے نیچے سوتے تھے چڑھنے لگین تو اُس چیونٹی نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار حضرت سلیمانؑ کے
سر پر مٹی نہ گرنے پائے کہ پیغمبر خدا کو ایذا پہنچے گی۔ اور وہ جسم جس نے کھایا تو مگر پیا نہین وہ عصائے موسیٰ ہے کہ سحر ساحرون کا نگل گیا
چنانچہ اُسکی شان مین آیا ہے تلقف ما یافکون کہ وہ نگل جاتا تھا اُس سحر کو کہ جو وہ مکر کرتے تھے۔ اور وہ بقعۂ زمین کہ جسپر آفتاب ایک دفعہ
چمکا اور پھر نہ چمکیگا وہ دریائے نیل کا وہ مقام ہے کہ خدا تعالے نے قوم موسےؑ کے لئے اُسکو شگافتہ کیا اور تہ زمین کی اُس جگہہ سے
ظاہر ہوئی تو آفتاب اُسپر چمکا بحدیکہ وہ اسقدر خشک ہوگیا کہ گرد اُسپر سے اوڑی اور جب سب اُس سے گذر گئے تو پانی دریا کا ملگیا
اور وہ جماد جس سے حیوان پیدا ہوا وہ پتھر تھا جس مین سے ناقہ صالح نکلا اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہون گے آسمان و زمین ہین
اور مراد حرکت سے حرکت این ہے یعنی انتقال کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کی پس وہ مکان کو نہین چھوڑتے۔ اور
وہ دو متحرک کہ ساکن نہونگے وہ چاند سورج ہین کہ ہمیشہ پھرتے ہین اور وہ عورت کہ تین ساعت مین بچہ جنی وہ حضرت مریم ہین کہ ایک
ساعت مین حاملہ ہوئین اور ایک ساعت دردزہ مین مبتلا رہین اور ایک ساعت مین حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اور وہ دوست کہ کبھی دشمن
نہون گے جسم وجان ہین اور وہ دشمن کہ کبھی دوست نہونگے موت وحیات ہین اور شے مومن ہے اور لاشے کافر ہوتا ہے اور خوب ترین
اشیا صورت انسان ہے اور تمام چیزون سے زشت وقبیح بدن بے سر ہے۔ اور اول رحم مین جو چیز منعقد ہوتی ہے انگشت شہادت
ہے اور آخر بدن سے جو چیز قبر مین گرتی ہے وہ ہڈی ہے جو انتہائے پشت مین ہے۔ مضیر نے جو یہ جواب اپنے سوالات کے پائے
اُٹھ کھڑا ہوا اور سر مبارک امیرالمومنینؑ اور جبین مبین آنحضرتؑ پر بوسہ دیا اور سب اصحاب نے بھی دست ہائے مبارک اُس جناب کے چومے
اور تعریف وتوصیف آپ کی کی پس مضیر نے کہا یا علیؑ مجھے مرقد منور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ پر لیچلو تاکہ زیارت اُس جناب سے مشرف
ہون وہ جناب اُسکو روضہ رسولخدا پر لائے اُس نے قبر مبارک کو بغل مین لیا اور اپنے سینہ سے اُسکو مس کیا حضرت امیرؑ نے حاضرین سے

ارشاد کیا کہ اسکے پاس سے دور ہو جاؤ کہ اسکا وقتِ مفارقت دنیا سے نزدیک ہے سب ہٹ گئے بعد ایک ساعت جو اُسکے پاس آئے تو دیکھا کہ طائر روح اُسکا قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا تھا اصحاب نے اُسکی تجہیز و تکفین کر کے قریب بقبر حمزہ سید الشہدا اُسکو دفن کیا۔

نیز معارج النبوہ و زہرۃ الریاض میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک یہودی پر حقیقت بنوت حضرت خاتم الانبیا توریت سے منکشف ہو گئی تو اُس نے آنحضرت کا حال دریافت کیا تا کہ آپ سے ملاقات کرے لوگون نے کہا کہ وہ محمد ہین کہ تہامہ مین دعوائے نبوت کرتے ہین مگر اُنسے نہ ملنا اولے ہے یہودی نے کہا بحق توریت موسیٰ کہ مجھکو انکی زیارت سے منع نکرو پس طے منازل کر کے شام سے مدینہ مین آیا سلمان فارسی سے ملا اور اظہارِ اشتیاق ملاقات سرور کائنات ظاہر کیا آنحضرت کے انتقال کو اُسوقت تیس روز کا عرصہ گذرا تھا سلمان نے بخیال بیدلی یہودی کے حال پُرملال وفات آنحضرت کا بیان نکیا اور اُسکو مسجد رسول اللہ مین مجمع اصحاب مین لیگئے یہودی نے وہان پہنچکر کہا السلام علیک یا ابا القاسم یا محمد اصحاب نام نامی رسولخدا سُنکر رونے لگے اور صدائے نالہ و آہ اُنسے بلند ہوئی۔ حضرت امیرالمومنین نے سر مبارک اُٹھا کر کہا کہ اے شخص کون ہے تو کہ ہماری مصیبت کو تازہ کیا اور ہمارے زخمون پر نمک چھڑکا ظاہرا تو ناواقف ہے اور آنحضرت کے فوت ہو جانیکا حال تجھے معلوم نہین ایک ماہ کامل گذرا کہ ماہ فلک نبوت و رسالت محاق مین آگیا یہودی نے ایک آہ سرد دلِ پُردرد سے کھینچکر کہا کہ افسوس کہ میری محنت رائیگان گئی مینے شوقِ زیارت آنحضرت مین طے راہ درازکی تھی تم مین کوئی ایسا ہے کہ آنحضرت کی صورت و شمائل و اخلاق و خصائل کو بیان کر سکے حضرت نے فرمایا مین تجھ سے کہتا ہون یہودی نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے فرمایا علی ابن ابیطالب کہا مینے تمہارا نام توریت مین پڑھا ہے تم ہی آنحضرت کے وصی ہو اب حلیہ مبارک آپکا مجھ سے بیان کرو حضرت نے فرمایا روئے مبارک اسقدر روشن تھی کہ آفتاب بھی اُسکے سامنے تیرہ معلوم ہوتا تھا قد دلپذیر معتدل سر مدور پیشانی نورانی کشادہ اور چشمہائے فرخندہ سیاہ ابرو پیوستہ اور دندان کشادہ تبسم کرتے تو نور لبون سے چمکتا ہر دو کف پہن و فراخ اور شکم سیمون پشت ہمایون سے ملا ہوا دُو دوش کے درمیان مہر نبوت ظاہر تھی جسمین قلم قدرت سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر تھا۔ امیرالمومنین نے شمائل اقدس بیان کئے تو یہودی نے کہا صدقت یا علی راست کہا تمنے مینے بھی اسیطرح توریت مین دیکھا ہے اگر ملبوسات آنحضرت سے کوئی جامہ تمہارے پاس ہو تو مجھے دکھلاؤ کہ اُسکی خوشبو سونگھون حضرت نے سلمان کو کہا کہ در دار رسولِ خدا لے آ سلمان حسب الحکم در دولت پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت سیدہ اپنے پدر بزرگوار کے فراق مین گریہ و بکا کر رہی ہین اور حسنین علیہما السلام بھی اُن کے ساتھ رو رہے ہین سلمان نے کنڈی دروازے کی کھڑکائی تو فرمایا کون ہے کہ یتیمونکا دروازہ کھڑکاتا ہے اور بیکسون کا تفقد کرتا ہے سلمان نے کہا مین ہون سلمان خادم اہلبیت پھر حال یہودی کے آنے اور امیرالمومنین کے ردا رسولِ خدا طلب کرنیکا بیان کیا جناب سیدہ نے خرقہ متبرکہ رسولخدا نکالکر سلمان کے حوالے کیا منقول ہے کہ وہ خرقہ سات مقام سے لیف خرما سے پیوند تھا۔ اصحاب نے سر اور آنکھون سے ملا پھر یہودی کو دیا یہودی نے اُسکی خوشبو سونگھی اور روضہ رسول اللہ پر

حلیہ مبارک رسول خدا

۵ معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے رکن چہارم باب سیزدہم فصل پنجم مین بضمن وقائع بعد از دفن آنحضرت صفحہ ۳۵۵ پر مذکور ہے ۱۲۰ ٭٭٭

آیا اور آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ اللہم ان قبلت اسلامی فاقبض روحی فی الساعۃ یعنی بارِ خدایا اگر میرا اسلام تو نے قبول کیا ہے تو اسی وقت میری روح کو قبض کر یہ کہتا تھا کہ جان اُسکے بدن سے نکل گئی اصحاب متوجہ اُس کی تجہیز و تکفین کے ہوئے اور اسکو بقیع غرقد مین دفن کیا اور کتاب ذخائر العقبے تصنیف محب الدین طبری سُنی مین عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ کچھ یہود ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ اے صاحب یعنی رسول اللہ کا حلیہ ہم سے بیان کرو ابوبکر اسکے بیان سے عاجز رہے اور امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اِنسے پوچھو چنانچہ فرمایا یا معشر الیہود لقد کنت معہ فی الغار کاصبعی ہاتین ولقد صعدت معہ جبل حرا و خنصری لفی خنصرہ ولکن الحدیث عنہ شدید وہذا علی بن ابیطالب یعنی اے گروہ یہود مین آنحضرت کے ساتھ غار مین اسطرح تھا جسطرح کہ یہ میری دو انگلیان (اپنی دو انگلیون کو ملا کر دکھایا) اور کوہ حرا پر آنحضرت کے ساتھ چڑھا حالانکہ میری انگشت انکی انگشت مین تھی۔ لیکن اُنکا حال بیان کرنا دشوار ہے یہ علی ابن ابیطالب موجود ہین اُنسے پوچھو پس یہود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے ابوالحسن آپ اپنے پیغمبر کا حلیہ بیان کرین حضرت نے حلیہ مبارک رسولخدا اُنسے بیان کیا۔ انتہی یہان حضرت عتیق نے بیان حلیہ رسول اللہ مین اپنے عجز و نادانی ہی کے اظہار پر اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت چالاکی سے مع اسکی آنحضرت کے ساتھ اپنا کمال تقرب و اختصاص سے بگھارا ہے تا کہ سامعین کے نزدیک اس سے کوئی عیب و منقصت خلافت مآب کی طرف عائد نہو لیکن اگر وہ غور سے دیکھتے تو جانتے کہ یہ کلام اُنکا زیادہ تر موجب عیب و عار واقعہ ہوا کہ باوجود اسقدر قرب و منزلت کے بھی شکل و شمائل آنحضرت کا بیان نکر سکے۔ اور جیسا یہان یہود کے سامنے خلیفہ اول حلیہ مبارک رسول اللہ بیان نہ کر سکے ایسا ہی اویس قرنی کے سامنے حضرت خلیفہ ثانی اتنا بھی نہ تبلا سکے کہ ابروئے مبارک رسول اللہ کشادہ تھین یا پیوستہ مجالس المومنین مین کتاب تذکرۃ الاولیا سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی و عمر خرقہ متبرکہ رسول اللہ حسب وصیت آنحضرت کے اویس کے پاس لیگئے تو عمر نے اویس سے کہا اے اویس تم کیون نہ آئے کہ پیغمبر خدا کی زیارت سے مشرف ہوتے اویس نے کہا اے عمر تو نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہے کہا ہان دیکھا ہے اویس نے کہا انکی پیشانی نورانی کو دیکھا ہے اگر دیکھا ہے تو تبلا کہ ابروئے دلجوئے آپ کے باہم ملے ہوئے تھے یا کشادہ عمر کچھ جواب دے سکے قاضی صاحب نقل روایت کے بعد کہتے ہین کہ اس کلام مین اویس نے عمر پر استہزا کیا اور معرفت رسول اللہ سے اُنکی جہل و نادانی کا اظہار فرمایا اور انکو عوام کے آگے ذلیل و رسوا کیا۔ **نیز** کتاب مذکور سے نقل کیا ہے کہ عمر نے اویس کو دیکھا کہ ایک شتری کمبلی اوڑھے سر و پا برہنہ کئے گویا دولتِ دو عالم کو اپنی بغل مین لئے ہوئے ہین حکومت و بادشاہی سے دل کھٹا ہو گیا اور کہنے لگے کہ کون ہے کہ ایک روٹی کے عوض یہ خلافت مجھ سے خریدلے اویس نے کہا کون بیوقوف ہے کہ تیرے اس قول کا اعتبار کرے بیچتا کیا ہے اگر دل سے کہتا ہے تو اسکو ڈالدے کوئی اُٹھا لیگا۔ صاحب مجالس کہتے ہین کہ یہ کلام اویس کا مشتمل ہے طعن عمر پر کہ خلافت مین بیع و شرا کو جاری کرتے تھے حالانکہ عقل شاہد ہے کہ وہ عطیہ ایزدی ہے یؤتیہ من یشاء ابوبکر سے اسکو خریدنا اور عثمان کے ہاتھ بیچنا خلاف عقل و شرع تھا۔ اور نیز انکا کلام مشعر ہے اسکا کہ عمر نے واقعی خلافت سے دل نہین اُٹھایا تھا اگر فی الواقع انکو بیچنا منظور ہوتا تو طلحہ زبیر و معاویہ اسکو ہزار جان سے خرید لیتے ہم جانتے کہ ایک نان سے مگر وہ جانتے تھے کہ عمر بھی ابوبکر کے اقالہ کی طرح جھوٹی تواضع اور خلاف واقع زہد و تجرد کا اظہار کرتے ہین +

سوال و جواب خلیفہ ثانی و اویس قرنی

نیز نقل کیا ہی کہ عمر نے اویسؓ سے کہا کہ میرے لئے دعا کرو انہوں نے کہا مین ہر نماز و تشہد مین جملہ مومنین و مومنات کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہون اگر تو ایمان پر مریگا تو میرے دعا تجھکو نفع بخشے گی ورنہ مین اپنی دعا کو ضائع نہین کرتا قاضی صاحب کہتے ہین کہ یہ کلام ہی اویسؓ کا مشعر ہے اسکا کہ اویسؓ کو سوء عاقبت عمر کا حال معلوم تھا اور وہ بالخصوص اُنکے لئے دعا کرنا نہین چاہتے تھے۔ **نیز زین الفتی** تفسیر سورہ ہل اتےٰ تصنیف ابو محمد احمد عاصمی مین سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ انہون نے کہا رسولِ خدا نے وفات پائی تو نصارے قیصر روم کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ انجیل مین ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد ایک رسول احمد نام خروج کریگا ہم اُن کے خروج کو دیکھتے رہے تا اینکہ اب اُن کے مرنیکی خبر آئی ہے بس اب تو ہمکو اس امر مین مشورہ دے بتحقیق کہ ہمارے دین و دنیا کے کاروبار تیری رائے پر منحصر ہین۔ قیصر نے اپنے ملک کے ایک سو عالمون کو جمع کیا اور اُنسے عہد لیا کہ کوئی امر اس سے نہ چھپائین اور اُنکو بھیجا کہ جا کر اُس پیغمبر عربی کے وصی سے سوالات کرو جیسے کہ انبیا سے سوال کرتے ہین اگر درست تبلادے تو اسپر اور اُسکے وصی پر ایمان لے آؤ اور مجھکو یہ حال لکھو اور اگر جواب نہ دے سکا تو جاننا کہ وہ ایک اپنے قوم کا مطاع تھا پس یہ لوگ وہان سے چلکر بیت المقدس مین داخل ہوئے۔ وہان یہودیون نے راس جالوت سے ایسی ہی درخواست کی تھی جیسی کہ نصارے نے قیصر سے کی تھی پس اُس نے بھی اپنی قوم سے ایک سو آدمی جمع کئے اور یہ سب لوگ باہم روانہ ہوئے تا اینکہ مدینہ پہنچے سلمانؓ کہتے ہین کہ روز جمعہ تھا کہ یہ مجمع داخل مدینہ ہوا۔ ابوبکر مسجد رسولؐ اللہ مین بیٹھے لوگون کو فتوے دے رہے تھے مینے اس گروہ کے آنے کی اُنکو اطلاع کی انہون نے اجازت دی وہ داخل ہوئے۔ راس جالوت نے کہا کہ ہم یہود و نصارے ہین آئے ہین کہ تمسے تمہارے دین کی فضیلت کا حال دریافت کرین اگر اُسکو اپنے دین سے افضل پائین گے تو اسکو اختیار کرینگے ورنہ ہمارا دین خیر ادیان ہے ابوبکر نے کہا سوال کر جو تیرا جی چاہے کہا مین اور تو خدا تعالے کے نزدیک کیا چیز ہین ابوبکر نے کہا مین خدا کے نزدیک اور اپنے نزدیک بھی اسوقت تک مومن ہون اسکے بعد کا حال معلوم نہین کہ کیا ہو یہودی نے کہا جنت مین اپنے مکان کی اور جہنم مین میرے مکان کی کیفیت بیان کرو تاکہ اسمین رغبت کرون اور اس سے نفرت ابوبکر حیران رہ گئے اور کبھی حیرت سے معاذ بن جبل کیطرف دیکھتے تھے اور کبھی عبد اللہ مسعود کی طرف راس جالوت نے عبرانی زبان مین اپنے اصحاب سے کہا کہ یہ شخص نبی نہ تھا سلمانؓ کہتے ہین کہ مینے جب اُنکی یہ کیفیت دیکھی تو کہا ایہا القوم اُس شخص کو بلواؤ کہ اگر مسندِ قضا اُسکے لئے آراستہ کرو تو اہلِ توریت کے درمیان موافق اُنکی توریت کے حکم کرے اور اہلِ زبور کے درمیان موافق اُنکی زبور کے اور اہلِ انجیل کے درمیان بموجب اُن کی انجیل کے اور اہلِ قرآن کے درمیان بموجب اُنکے قرآن کے اور وہ ظاہر و باطن آیات کو جیسا کہ چاہیے جانتے ہین پس معاذ نے کہا علی ابن ابیطالب کو بلا لا مین گیا اور تمام ماجرے یہود و نصارے کے آنیکا عرض کیا حضرت تشریف لائے اور آکر رسولؐ اللہ کے بیٹھنے کی جگہہ بیٹھ گئے۔ عبد اللہ مسعود کہتے ہین کان علینا ثوب الذل فلما جاء علی بن ابیطالب کشفہ اللہ عنا ہمارے اوپر ثوبِ ذکر (ذلت و رسوائی کا پڑا ہوا تھا علی کے آنے سے خدا تعالے نے اُسکو ہمسے اُٹھا دیا۔ پس حضرت نے کہا اے یہودی سوال کر مجھ سے جو تجھ کو چاہیے کہ انشاء اللہ تعالے اُسکی بابت خبر دونگا۔ یہودی نے وہی سوال حضرت سے بھی کیا جو اوّل ابوبکر سے کیا تھا کہ مین اور تم خدا کے نزدیک کیا ہین حضرت نے فرمایا کہ مین اُس جلّ شانہ کے نزدیک اور اپنے نزدیک اسوقت تک مومن ہون آیندہ کا حال نہین

جانتا علیٰ ہذا تو خدا کے نزدیک اور میرے نزدیک اب تک کافر ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ یہودی نے دوسرا سوال مکانِ جنت و نار کا پیش کیا آپنے فرمایا اے یہودی مینے ہنوز ثواب جنت و عذاب دوزخ نہین دیکھا کہ اُسکو جانون مگر حقتعالے نے مومنون کے لئے جنت اور کافرون کے واسطے جہنم مہیا کیا ہے اگر اسمین شک کرون تو پیغمبر کے خلاف ہوا اور اسلام پر نہ ہون راس جالوت نے کہا درست ہے انبیا جو کہتے ہین اسمین امین ہوتے ہین اگر انکی تصدیق کرے تو مومن ہے ورنہ کافر مجھکو خبر دو کہ تمنے اللہ کو برائے محمدؐ پہچانا یا محمدؐ کو برائے خدا پہچانا حضرت نے فرمایا اللہ کو برائے محمدؐ نہین محمدؐ کو برائے خدا پہچانا ہے کیونکہ محمدؐ محدود و مخلوق ایک بندہ ہین بندگانِ خدا سے حقتعالے نے اپنی خلقت کے لئے اُنکو برگزیدہ کیا اور چنا اور الہام کیا اُنپر اپنی طاعت و بندگی کا جیسا کہ الہام کیا فرشتون کو اور اپنی معرفت سے مطلع کیا بلا کیفیت و شبہ کے کہا صدقت راست کہا تمنے اب خبر دو مجھکو کہ حقتعالے دنیا مین ہے یا آخرت مین حضرت نے فرمایا اگر دنیا یا آخرت مین ہو تو محدود ہو جائے لیکن وہ دنیا و آخرت دونو کا علم رکھتا ہے اور اُسکا عرش ہوائے آخرت مین ہے اور وہ محیط دنیا ہے اور آخرت اُسکے اندر بمنزلہ ایک قندیل کے ہے اگر اُسکو چھوڑتے ہین تو ٹوٹ جاتا ہے اور اس سے نکالتے ہین تو کسی جگہہ مستقیم نہین رہتا۔ پس اسی طرح دنیا آخرت کے درمیان ہے اُس نے کہا صدقت۔ اب مجھکو خبر دو کہ حقتعالے حامل یعنی اُٹھانیوالا ہے یا محمول ہے فرمایا حامل ہے عرض کی یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ توریت مین آیا ہے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ کہ اُس روز اُٹھائینگے تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر حضرتؑ نے فرمایا اے یہودی ملائکہ حاملانِ عرش ہین اور ثرے حامل ہوا ہے اور ثرے قدرت پر ٹکی ہوئی ہے جیسا کہ فرماتا ہے ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ کہ وہ چیز ہے کہ آسمانون مین ہے اور زمین مین اور اِن دونو کے درمیان اور ثرے کے نیچے۔ یہودی نے کہا راست کہا تمنے رحمتِ خدا ہو تمپر **مؤلف** کہتا ہے کہ بحار الانوار مین اس حدیث کو بہت شرح و بسط کے ساتھ روایت کیا ہے اسمین سو مرد نصارے کا کہ قیصر روم کی طرف سے آئے تھے مقدم جاثلیق کہا گیا ہے اور وہی ہے سوال کنندہ سوالاتِ مذکورہ کا ابوبکر سے اور بعد ازان امیر المومنینؑ سے اور مذکورہ سوالات کے سوا اور بہت سے سوال اُسنے حضرتؑ سے دریافت کئے جنکو ہم بخوف طوالت یہان نقل نہین کر سکے آخر حدیث مین ہے کہ اِن سب لوگون نے کلمۂ شہادتین پڑھا اور رسولؐ اللہ کی نبوّت اور امیر المومنینؑ کی وصایت و امامت کا اقرار کیا بعد ازان حضرت نے بہت سی اسرار و حکم و اخبار و آثار اُنسے بیان کئے اور امور آیندہ سے ظہور موفور السرور حضرت صاحب الزمان تک اُنکو خبر دی راوی کہتا ہے کہ حضرتؑ کو رقت ہوئی اور گریان ہوئے اور جاثلیق بھی معہ اپنے توابع و لواحقین کے گریان ہوا اور وداع کیا آنحضرت کے تئین اور کہا ہم گواہی دیتے ہین تمہارے لئے وصایت و خلافت و اخوت رسولؐ اللہ کی اور ہمارے پاس تمہاری صفت و صورت پہلے سے موجود ہے اور تمام انبیاء سابقین اور خاتم النبیین محمد مصطفےٰ کی تصویرین معہ تمہاری اور تمہارے دو فرزندون حسنؑ و حسینؑ اور تمہاری زوجۂ مطہرہ مریم کبرے سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے موجود ہین۔ اب ہم اپنے بادشاہ کی طرف جاتے ہین اُسکو اس نورِ ہدایت و برہان و حجت سے کہ تمسے پایا اور اس صبر و سختی سے جسمین تم بسر کرتے ہو مطلع کرینگے اور ہم تمہارے ہی خواہ و دعا گو اور تمہاری سلطنت کے خواستگار ہین اور اقرار کرتے ہین کہ تمہاری مصیبت عظیم مصیبت ہے اور تمہاری مدّت درازمدّت والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ +

حکایت ابو الضمضام عیسیٰ و ادائے دین رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن شہر آشوب مازندرانی علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب مین روایت کی ہے کہ ابوضمضام عیسیٰ حضرت رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا اور سوال کیا کہ بارش کب نازل ہوتی ہے اور میری اس ناقہ کے پیٹ مین نر ہے یا مادہ۔ اور کل کیا ہوگا۔ اور مین کب مرونگا۔ اور صاحب مناقب مرتضوی نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ابوضمضام اپنی ناقہ پر سوار ہوا رسول اللہ کے آگے آیا اور کہا تم مین کون ہے کہ دعوے نبوت کرتا ہے سلمان رضؓ نے کہا اے اعرابی مگر نہین دیکھتا تو روئے انور مثل ماہ شب چار دہم کے وہی نبی و مولیٰ و مقتدائے دین و دنیا ہین پس اعرابی آنحضرت کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اگر تم پیغمبر ہو تو تبلاؤ کہ قیامت کب قائم ہوگی اور بارش کسوقت برستی ہے اور ناقہ کے پیٹ مین کیا ہے اور کل ہم کیا کسب کرینگے اور مین کس دن مرونگا۔ بہرحال رسول اللہ ان سوالات کے جواب مین خاموش تھے کہ اتنے مین جبرئیل نازل ہوئے اور آیات ذیل لائے ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی بتحقیق کہ اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی مینہہ برساتا ہے اور جو کچھ رحمون مین ہے اسکو وہ جانتا ہے اور کوئی نفس نہین جانتا کہ کل وہ کیا کسب کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس زمین پر مریگا پس ابوضمضام ان آیات کو سنکر ایمان لے آیا اور عرض کی کہ جا کر اپنی قوم کو بھی اسلام کی ہدایت کرتا ہون حضرت رسولخدا نے فرمایا اے ابوالضمضام میرے ذمہ ہین تیرے لئے اسی ناقہ سرخ پشت سفید آنکھ اور سیاہ حدقہ چشم والے جن پر طوائف یمین اور نقد حجاز لدا ہو۔ پھر امیرالمومنینؑ سے فرمایا اے اخی لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقرار کیا محمد بن عبد اللہ رسولخدا نے بثبات عقل وصحت بدن مین برضا واختیار خود کہ میرے ذمہ ہین ابوضمضام عیسیٰ کے لئے اسی ناقہ سرخ مو سفید وسیاہ چشم پر از تحائف یمن ونقد حجاز کے یہ کاغذ ابوضمضام کو دیا وہ اسکو لیکر اپنے وطن کو لوٹ گیا اور وہان تمام قبیلہ اسکے ہاتھہ پر اسلام لے آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے چاہا کہ یہ ناقے حاصل کرے تو معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ رحلت کر گئے۔ پوچھا انکے بعد انکا خلیفہ وجانشین کون ہوا کہا۔ ابوبکر پس اسنے سند لی اور مدینہ مین ابوبکر کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے خلیفہ رسول رسول اللہ پر میرے اسی ناقے ان صفات کے واجب الادا ہین آنحضرت نے کہا تھا کہ میرا وصی اسکو ادا کریگا اور وثیقہ دکھلایا ابوبکر متحیر ہوئے کہا اے اخ العرب تیرا دعوی عقل مین نہین آتا۔ رسول اللہ صرف ایک خچر دلدل اور حمار یعفور اور تلوار ذوالفقار اور زرہ فاضل نام چھوڑ گئے ہین یہ تمام چیزین علیؑ کے پاس ہین اور فدک چھوڑا تھا وہ تمام مسلمانون کا حق ہے کیونکہ انبیا کے مال مین میراث نہین ہوتی سلمانؓ نے کہا تمنے کچھہ کیا کہ حق حضرت امیر کا دبالیا اسکو آنحضرت کیطرف رد کرو پس ابوضمضام کا ہاتھہ پکڑ کر اٹھالیا اور حضرتؑ کے مکان پر لیجا کر دروازہ کھڑکایا حضرتؑ نے اندر سے فرمایا کہ اے سلمان اور اے اباضمضام اندر آجاؤ ابوضمضام کو تعجب ہوا کہ کسطرح بغیر دیکھے میرا نام حضرت نے لیا۔ سلمانؓ نے کہا اے شخص علیؑ وصی رسول و در مدینہ علم نبی ہین اور آنحضرت سے وہ نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی اور وہ ہین خیر بشر جس نے اس سے انکار کیا کافر ہوا آفتاب چھپکر دوبارہ ان کے لئے آسمان پر لوٹا اور اس نے مہاجر و انصار کے ساتھہ سات مرتبہ آنحضرت پر سلام کیا۔ اور دیگر فضائل ومناقب جس جناب کے ذکر کئے تھے کہ دونو اندر داخل ہوئے ابوضمضام نے خدمت مین پہنچکر بعد سلام اپنا قرض طلب کیا

حضرتؑ نے فرمایا اے سلمان مدینہ مین پکار دو کہ جو شخص قرض رسولخدا کے ادا کرنیکو دیکھنا چاہے تو کل علی الصباح شہر کے باہر حاضر ہو پس اگلے دن حضرت معہ اپنے فرزندون اور دوستون کے برآمد ہوئے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے کان مین کچھ آہستہ سے کہکر ابوضمضام سے فرمایا کہ میرے اس فرزند کے ساتھہ ان ریتے کے ٹیلے کے پاس جا کہ تیرا قرض وہان ادا ہوگا ابی ضمضام امام علیہ السلام کے ساتھہ روانہ ہوا لوگ انکو دیکھتے تھے اور منافق کہتے تھے کہ اس ریت کے ٹیلے مین کیا دھرا ہے جب قریب پہنچے تو امام حسن علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور کچھ کلمات زمین سے کہے اور عصائے رسول اللہ کو اس ٹیلہ پر لگایا ٹیلہ پھٹ گیا اور ایک پتھر سفید اسمین سے ظاہر ہوا۔ جسپر دو سطر نور کی تحریر تھین اول سطر مین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسری مین لا الہ الا اللہ علیؑ ولی اللہ تھا امام حسنؑ نے پھر عصا کو اس پتھر پر مارا وہ پتھر شگافتہ ہوا اور اسمین سے مہار ناقہ ظاہر ہوئی حضرت نے ابوضمضام کو فرمایا کہ اس مہار کو پکڑ وہ مہار کو کھینچتا تھا تا آنکہ اسی ناقے اسی صورت وصفت کے کہ ذکر ہوئے نکل آئے ابوضمضام اس قطار کو لئے ہوئے حضرت امیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ قرض رسول اللہ ادا ہوا کہا ہان ادا ہوا۔ حضرت امیر نے وہ وثیقہ اس سے لیلیا اور حضرت امام حسنؑ کے سپرد کیا کہ مین رحلت کرون تو یہ میرے کفن مین رکھدینا۔ اور فرمایا ایہا الناس جانو اور آگاہ رہو کہ رسول اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ حقتعالے نے ان ناقون کو اس پتھر کے اندر ناقہ صالح سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے منافقون نے کہا یہ بھی علیؑ کا جادو ہے

ع کردہ بمعجز ادا قرض رسولخدا ٭ قرض رسولخدا کردہ بمعجز ادا
عہد نبی را وفا غیر از علی کس نہ کرد ٭ غیر از علیؑ کس نکرد عہد نبی را وفا ٭

آمدن حکیم یونانی برائے معالجہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وملاقات او با امیر المومنین علیہ السلام

احتجاج طبرسی مین امام ہمام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک مرد یونانی کہ مدعی طب و حکمت تھا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجھے تمہارے صاحب (رسولخدا) کا حال معلوم ہوا کہ انکو جنون ہے پس مین ان کے علاج کیلئے آیا تھا یہان پہنچکر سنا کہ انکا انتقال ہوگیا ہے پس جس تمنا مین یہان آیا تھا وہ جی کی جی ہی مین رہ گئی۔ اب سنا ہے کہ تم ان کے چچازاد بھائی اور داماد ہو مین تمہارا رنگ زرد پاتا ہون اور تمہاری ساق یا (پنڈلیان) پتلی اور باریک ہین اس قابل نہین کہ تمہارے جسم کے بوجھ کو اچھی طرح اٹھا سکین اس زردی رنگ کی تو میرے پاس دوا ہے آپکو دونگا۔ مگر ساقون کے موٹا کرنیکا کوئی علاج میری سمجھ مین نہین آتا بجز اسکے کہ تم چلنے پھرنے مین کمی کرو اور اپنی لپشت پر یا بغل مین زیادہ بوجھ کی شئے نہ اٹھاؤ کیونکہ تمہاری ساقین باریک ہین بھاری بوجھ اٹھانے مین مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین ٹوٹ نہ جائین۔ اور زردی کے لئے یہ دوا ہے (ایک دوا حضرت کے سامنے رکھدی) اور کہا اس سے آپکو کچھہ تکلیف اور ایذا نہوگی صرف چالیس روز گوشت سے پرہیز کرنا ہوگا پس یہ زردی جاتی رہے گی امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے اس دوا کا تو نفع بیان کیا کہ رنگ کی زردی کو دفع کرتی ہے آیا کوئی ایسی دوا بھی تیرے پاس ہے جو بجائے نفع کے ضرر کرے اور رنگت کی زردی کو بڑھائے کہا کیون نہین یہ دوا (دوسری دوا کی طرف اشارہ کیا) ہے اگر وہ آدمی جسکا رنگ زرد ہوا اسکو کھائے تو اسیوقت ہلاک ہو اور جسکا رنگ زرد نہو وہ کھائے تو اسکا رنگ زرد ہوجائے حتے کہ اسی روز مرجائے حضرت نے اس مضر دوا کو اٹھا لیا

اور فرمایا اسکی مقدار خوراک کیا ہے۔ کہا کہ دو مثقال اسکا سم قاتل ہے اور ایک حبہ بھی انسان کے مارنیکے لئے کفایت کرتا ہے۔ حضرت نے اسکو اٹھا کر منہہ مین رکھلیا اور چبا کر نگل گئے اس سے تھوڑا سا عرق آیا مگر یونانی یہ دیکھکر کانپ گیا کہ اب پسر ابوطالب کے خون مین پکڑا جاتا ہون لوگ یہی کہین گے کہ تونے اسکو قتل کیا یہ کوئی نہ سنے گا کہ انہون نے آپ اپنے تئین مارا ہے حضرت یونانی کا اضطراب دیکھکر متبسم ہوئے اور کہا اے بندۂ خدا مین اب پہلے سے زیادہ تندرست ہون مجھکو اس دوا نے جسکو تو زہر قاتل بتلاتا تھا ذرا بھی نقصان نہین کیا پھر فرمایا تو اپنی آنکھون کو بند کرلے اُس نے بند کرلین پھر کہا کھول لے اُس نے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ رنگ روئے مبارک نہایت سُرخ و سفید ہے اور زردی کا کہین نام و نشان باقی حیران رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہان گئی وہ زردی کہ تو مجھہ مین بتلاتا تھا اُس نے کہا قسم بخدا کہ گویا تم وہ نہین ہو جسکو مینے پہلے دیکھا تھا پہلے تمہاری رنگت زرد تھی اب گلاب کے پھول کی مانند ہے حضرت نے فرمایا تیرے اسی زہر قاتل سے میری زردی جاتی رہی لیکن میری یہ دونو ساقین جنکو تو کمزور بتلاتا ہے بعد یکہ کہتا ہے کہ مین چلنے مین کوتاہی کرون اور کوئی ثقیل چیز نہ اٹھاؤن کہ وہ ٹوٹ نہ جائین پس مین تجھکو دکھلاتا ہون کہ طبع تیرے طب کے خلاف ہے یہ کہکر ستون کلان پر جسکے اوپر وہ چھت تھی جسکے نیچے بیٹھے تھے اور اُسکے اوپر ایک حجرہ اور حجرہ کے اوپر ایک اور حجرہ تھا۔ ہاتھہ مارا اور حرکت دی اُسکو اور بزور یداللہی اُسکو اُٹھا لیا کہ اُسکے ساتھہ ہی دیوارین اور چھت اور دو منزلہ مکان تمام اُٹھہ کھڑے ہوئے یونانی کو یہ دیکھکر غش آگیا حضرت نے فرمایا اسپر پانی چھڑکو پانی چھڑکنے سے ہوش آیا تو بولا قسم بخدا کہ مینے آجتک ایسی عجیب طاقت نہین دیکھی تھی۔ حضرت نے فرمایا یہ نہین باریک اور پتلی پنڈلیون کی طاقت ہے کہ انہون نے بار گران کو اُٹھا لیا یونانی نے کہا محمد بھی تمہاری ہی مثل تھے حضرت نے فرمایا میرا علم و عقل اُنکے علم و عقل سے ہے اور میرا زور و طاقت اُنکے زور و قوت سے ہے حارث ابن کلدہ ثقفی طبیب عرب اُنکے پاس آیا تھا کہ مین تمہارے جنون کا علاج کرونگا حضرت نے اُس سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ مین تجھکو ایک آیت و علامت دکھلاؤن کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مین تیری طبابت سے مستغنی اور تو میری طب کا محتاج ہے۔ اُس نے کہا ہان چاہتا ہون حضرت نے ایک نخل بلند کی طرف اشارہ کیا وہ درخت زمین کو پھاڑتا آنحضرت کے پاس آکھڑا ہوا۔ فرمایا یہ تیرے تئین کافی ہے کہا اسکو حکم کیجے کہ پھر اپنے مقام پر چلا جائے حضرت نے پھر اشارہ کیا درخت پھر اپنی جگہہ لوٹ گیا اور وہین جا کر کھڑا ہو گیا۔ یونانی نے کہا یہ معجزہ پیغمبر کا ہے مین تمسے اسکی نسبت کمتر بات چاہتا ہون وہ یہ کہ مین تمسے دور جا کر کھڑا ہو جاؤن تم مجھکو بلاؤ اور مین آنا نہ چاہون پھر دیکھون کہ کسطرح بزور مجھکو بلاتے ہو حضرت نے فرمایا یہ آیت فقط تیرے لئے ہوگی کہ تو آنا نہ چاہیگا اور مین بقہر و غلبۂ ایزدی تجھکو بلاؤنگا اورون کو معلوم نہوگا کہ تو اپنی ارادہ سے آیا یا باکراہ لایا گیا ہے۔ اس لئے ایسی درخواست کر کہ تمام عالم کے لئے آیت و معجزہ ہو۔ اُسنے کہا تو مین چاہتا ہون کہ آپ اس درخت کو کہین کہ اسکے اجزا منفصل و متفرق ہو جائین اور اُن کے درمیان بُعد و دوری واقع ہو۔ پھر امر کرین کہ وہی اجزاء منفصلہ باہم مجتمع ہو کر ویسا ہی درخت بنجائے۔ فرمایا تو تو میری طرف سے اسکے پاس جا اور کہہ کہ وصی رسول اللہ محمد مصطفےٰ تجھکو کہتا ہے کہ تیرے اجزا متفرق و متباعد ہو جائین یونانی نے ایسا ہی کیا یہ کہنا تھا کہ تمام درخت ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑا اور خاک مین ملگیا تا اینکہ اُسکا کوئی نشان باقی نرہا گویا کہ وہان کبھی درخت تھا ہی نہین یونانی پر اس واقعہ کے دیکھنے سے ہیبت چھاگئی اور کہا اے وصی رسول ایک خواہش میری پوری ہوگئی دوسری باقی ہے کہ یہ درخت پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ حضرت نے حکم دیا کہ اجزا ریزہ جمع ہو کر پھر درخت بنجائے پس یہ کہتے ہی ذرات

خورد مثل غبار زمین سے اُٹھے اور ہوا مین باہم پیوست ہو کر تنا شاخین پتے بننے لگے تا اینکہ سالم درخت جیسا کہ تھا بنگیا۔ یونانی نے عرض کی یا حضرت ایک اور میری خواہش ہے وہ یہ کہ اس درخت پر پھل آجائے اور وہ سبز سے زرد اور پھر سُرخ ہو کر پختہ تازہ خرما کھانیکی لائق ہو جائین پھر آپ بھی اُسمین سے تناول کرین اور مین اور جملہ حاضرین اُسکو کھائین حضرت نے فرمایا تو ہی میرا قاصد ہے میری طرف سے درخت کو یہ پیغام پہنچا یہ پیغام پہنچتے ہی درخت مین جنبش پیدا ہوئی اور اسمین سے سرسبز پھل نکل آیا پھر وہ زرد ہوا پھر سرخ ہو کر نفیس خرما ہو گئے اور بڑے بڑے خوشے لٹکنے لگے یونانی نے کہا اتنا اور چاہتا ہون کہ یہ خوشے زمین پر میرے نزدیک آجائین یا میرے ہاتھہ اسقدر دراز ہون کہ اُن کے نزدیک پہنچ جائین اور منتہائے آرزو یہ ہے کہ بعض خوشون پر میرا ہاتھہ پہنچ جائے اور بعض خود جھک کر دوسرے ہاتھہ مین آجائین حضرت نے فرمایا جس ہاتھہ کو خوشون تک پہنچانا چاہتا ہے اُسے دراز کر اور کہہ یا مقرب البعید قرب یدی الیہا اے دور کو نزدیک کرنیوالے میرے ہاتھہ کو اُس تک پہنچادے اور دوسرے ہاتھہ کو سکیڑ لے اور کہہ یا مسہل العسیر سہل لی تناول ما بعُد عنی اے دشوار کام کے سہل و آسان کرنیوالے جو شے مجھ سے بعید ہے اُسکو لیلینا مجھپر سہل کر۔ یونانی نے حسب الارشاد عمل کیا اُسکا دہنا ہاتھہ دراز ہو کر درخت تک پہنچگیا اور دوسرے کے خوشے خرما خود پاس آگئے۔ اُسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے یونانی اگر تو نے یہ کھجورین کھائین اور جو امور تیرے لئے ظاہر ہوئے ہین اُن پر ایمان نہ لایا تو حقتعالٰے تجھکو عذاب عاجل مین مبتلا کریگا یونانی نے کہا اگر یہ معجزات بینات دیکھکر بھی کفر پر رہون تو معاند حق اور انبیا آپ دشمن ہونگا۔ گواہی دیتا ہون کہ تم خاصانِ خدا سے ہو جو کہتے ہو سب حق و صدق ہے جو چاہو مجھکو حکم کرو کہ مین اطاعت کو تیار ہون پس حضرت نے اُسکو مراسم اسلام و لوازم ایقان تلقین کئے اور فرمایا پہلے اقرار کر کہ خدا واحد احد و یکتا و جواد و دانا ہے اور عبث و فساد و ظلم و بیداد اُس سے نہین ہوتا اور شہادت دے کہ محمد مصطفےٰ جنکا مین وصی و جانشین ہون سید انام و خیر خلق خدا ہین اور علی جسنے یہ معجزات با برکات تجھے دکھلائے بعد آنحضرت کے بہترین خلائق اور اُنکی خلافت کے لئے تمام سے اولےٰ ہے اُسکے دوست دوستانِ خدا ہین اور اُسکے دشمن دشمنانِ الٰہی اور اور جو مومن کہ دین مبین مین تیرا مشارک اور بجا آوری احکام رب العالمین مین مددگار و مساعد ہو اُسکو خلاصۂ امت اور ہمارا خالص شیعہ گن اور امر کرتا ہون تجھکو کہ برادرانِ مومن کے ساتھہ جو رسول اللہ کی تصدیق اور ہماری اطاعت و انقیاد مین تیرے موافق ہون مواسات و غمخواری پیش آئے اور رزق خدا ہین کہ تیرے پاس ہو اُنکو اپنا شریک گردانے۔ اُنکی آتش جوع کو بجھاوے اور انکا جبر نقصان کرلے یعنی جو کوئی ایمان مین تیرا مماثل و مساوی ہو بذلِ مال مین بھی اُسے اپنے برابر جانے اور جو دینداری مین تجھپر فضیلت و فوقیت رکھتا ہو مال مین بھی اُس کو اپنے اوپر ترجیح دے حتےٰ کہ حقتعالٰے جان لے کہ دینِ خدا تجھکو مال سے زیادہ عزیز ہے اور دوستانِ خدا اپنے اہل و عیال سے زیادہ گرامی اور تجھکو تاکید کرتا ہون کہ ان علوم کی جو تیرے سپرد کئے گئے اور ان اسرار کی جو تجھپر حمل ہوئے کمال حفاظت کرے اور معاندین اشرار سے کہ تجھ سے بغض و عناد رکھین اور ہتک عرض و ناموس تیرا چاہین اُنکو پنہان رکھے اور ہرگز ہمارے اسرار ان لوگون پر ظاہر نہ کرے جو ہمپر طعن و تشنیع کرین یا ہمارے مدارج عالیہ سے بیخبر ہون اور نیز تجھکو تقید کرتا ہون کہ دینِ خدا مین تقیہ کا استعمال کیجیو کیونکہ وہ ضرورت کے وقت مطلوب اور مامور بہ ہے حقتعالٰے نے قرآن مین اسکا حکم دیا ہے اور عقل سلیم اسپر شاہد ہے کہ اگر زبان سے کوئی ناہموار کلمہ کہے

درانحالیکہ دل مین اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہو تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ آپ اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالے +

ذکر پارہٴ از حالات خلافت خلیفہ اوّل و کردار ہائے ناصواب خالد بن ولید

جب خلیفہ اوّل کو مہم بیعت ستانی سے فراغت ہوئی اور اکثر اہل مدینہ طوعاً و کرہاً انکے حلقہٴ اطاعت مین داخل ہو گئے تو انہون نے عنان توجہ بسیر و نجات کی طرف معطوف کی بعض قبائل ادائے زکوٰة سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہؐ نے علیؑ ابن ابی ابیطالب اپنے ابن عم و داماد کو ہمپر حاکم اور خلیفہ مقرر کیا ہے اگر وہ ہمسے زکوٰة طلب کرینگے تو دینگے ورنہ ابوبکر کوئی حق زکوٰة لینے کا نہین رکھتے ہم انکو کیون زکوٰة دین جلال الدین سیوطی تفسیر دُرّ مین رقم طراز ہین کہ ابوبکر کو حسرت و افسوس تھا کہ مینے تین امر رسول اللہؐ سے کیون نہ پوچھ لئے کہ انکا دریافت ہونا میرے نزدیک شتران سُرخ مو سے زیادہ عزیز تھا عن الخلیفة بعدہ۔ وعن قوم قالوا نقر بالزکوٰة من اموالنا ولا نودیھا الیک ایحل قتالھم وعن الکلالة یعنی اوّل یہ کہ آنحضرت کے بعد خلافت کسکے لئے ہے دوسرے یہ کہ آیا اُس قوم کے ساتھ حرب و قتال جائز ہے یا نہین جو کہتے ہین کہ ہم اسکا تو اقرار کرتے ہین کہ ہمارے اموال مین زکوٰة واجب ہے اِلّا تمکو نہین دیتے سوم کلالہ کے معنے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جن لوگون کو تہمت ارتداد قتل اور قید کیا گیا اور آجتک ملقب باہل ردّہ یا ارتداد موسوم ہین۔ وہ ضروریات دین سے کسی امر کے منکر نہ تھے حتےٰ کہ زکوٰة مال کو بھی واجب جانتے تھے اِلّا ابوبکر کو مستحق خلافت نہین جانتے تھے اسلئے ان کو دینے سے انکار کرتے تھے۔ قاضی نور اللہ شستری نور اللہ مرقدہٗ مجالس المومنین مین لکھتے ہین کہ اکثر وہ لوگ جن پر ابوبکر کے زمانہ مین ارتداد کی تہمت لگائی گئی اسلام پر ثابت قدم تھے۔ اِلّا اہل بیت علیہم السلام کو حقدار خلافت جانتے تھے اور ابوبکر کی خلافت سے منکر تھے مؤید اسکے ہے جو کچھ کہ احمد بن اعثم کوفی نے اہل حضرموت کے قصہ مین حارث بن سراقہ وغیرہ کا حال لکھا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مارا گیا تو ابوبکر نے زیاد بن لبید انصاری کو اپنی خلافت کے مقرر کرنے اور بیعت لینے کے لئے اہل حضرموت و کندہ و حنین کے پاس بھیجا بعض اِن قبائل سے مثل کندہ کے کہ اشعث بن قیس انکا سردار تھا بیعت ابوبکر سے انکاری ہوئے اور کہا جب تمام مسلمان اسپر متفق ہو جاوینگے تو ہم بھی بیعت کرینگے مگر بعض نے زیاد بن لبید کی چرب زبانی سے بیعت کرلی اور زیاد نے اُن کے درمیان اقامت کرکے زکوٰة تحصیل کرنی شروع کردی ایک روز ایک جوان یزید منادیہ القری نام کا اونٹ داغ صدقات سے موسوم کرکے گلہ شتران بیت المال مین داخل کیا تھا کہ وہ جوان دوڑا آیا اور کہا یہ شتر مجھے بہت عزیز ہے اسکی عوض اِس سے بہتر اونٹ لیلے اور اسکو مگر زیاد نے نہ مانا وہ جوان حارث بن سراقہ کے پاس کہ اُس ملک کے رؤسا سے تھا گیا اور اُس سے یہ حال بیان کیا اور کہا اس اونٹ کے عوض اُس سے زیادہ قیمت کا اونٹ لئے دلوا دو اور میرا اونٹ دے دو۔ حارث نے زیاد کے پاس جاکر کہا کہ یہ امر سہل ہے اِس شتر کے بدلے دوسرا اونٹ تجھکو دیتا ہے لیلے اور وہ اونٹ اُسکو واپس کردے زیاد نے کہا وہ اونٹ داغ صدقات سے موسوم ہو چکا اب واپس نہین ہو سکتا اسپر حارث کو غصہ آیا اور خود گلہ شتران مین جاکر اُس جوان سے کہا کہ اپنا اونٹ کھول لے اور اپنے

اس روایت کا ترجمہ تاریخ اعثم کوفی فارسی مترجمہ احمد بن مستوفی الہروی مطبوعہ بمبئی سے مقابلہ کیا گیا صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۳ پر موجود ہے۔ ۱۲۰

گھر لیجا اگر کوئی تجھسے کچھ کہے گا تو اِس تلوار سے مغز اسکے دماغ سے نکال لونگا۔ ہم خدا کے حکم سے اُسکے نبی کے تابع فرمان تھے جبتک وہ زندہ رہے اُن کی اطاعت کرتے رہے اب اُنکا انتقال ہو گیا ہے اگر اُنکی اہلبیت سے کوئی اُنکا جانشین ہوگا تو اُسکی اطاعت کرینگے پسر ابو قحافہ کو ہمپر حکومت کرنیکا کوئی حق نہین نہ ہم اُس سے کچھ مطلب رکھتے ہین اور چند شعر مشتمل بر ولائے خاندان مصطفےٰ و برات از ابوبکر کہکر زیاد کے پاس بھیجدے زیاد اُن شعرون کو سُنکر خائف و ترسان وہانسے بھاگا اشعث بن قیس وغیرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہون نے لوگون کو جمع کرکے کہا کہ اپنے تئین نگاہ رکھو اور اپنے ملک کی حفاظت کرو اور دشمنون سے بچاؤ ہمکو ہرگز یقین نہین کہ عرب بنی تیم بن مرہ (قبیلہ ابوبکر) کی سرداری پر راضی ہوگا اور بنی ہاشم کو کہ سران بطحا و معدن رسالت و شایان امامت ہین چھوڑ دیگا اگر اُن کے سوا خلافت کسی دوسرے کو پہنچ سکتی ہے تو ہم اسکے زیادہ سزاوار ہین کسلئے کہ ہمارے باپ دادا پشت ہا پشت سے اِس مُلک کے بادشاہ چلے آئے ہین۔ اُدھر زیاد نے بنی زبید مین پہنچکر بنی کندہ کی شکایت کی اور اُنکو اطاعت ابوبکر کی طرف مائل کیا انہون نے کہا اے زیاد کسلئے ہمکو ایسے شخص کی اطاعت کا حکم دیتا ہے جنکی اطاعت کی رسول اللہؐ نے وصیت نہین کی زیاد نے کہا یہ درست ہے مگر مسلمانون نے اتفاق کرکے ابوبکر کو خلافت کیلئے انتخاب و اختیار کیا ہے۔ انہون نے کہا جب اجتہاد کرتے تھے تو کسلئے اہلبیت رسول اللہ کو اپنے ساتھ شامل نہ کیا حالانکہ خلافت اُنکا حق تھا بموجب قول حق سبحانہ تعالےٰ کے اولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ کہ صاحبان رحم و قرابت بعض اُنسے اولے ہین بعض دیگر کے لئے کتاب خدا مین۔ زیاد نے کہا مہاجرین و انصار مسلمانون کے کاروبار مین تم سے زیادہ دانا ہین انہون نے کہا کچھ دانا نہین قسم بخدا کہ اُنہون نے حسد کیا اور حق کو حقدار ونسے چھین لیا ہمکو یقین ہے کہ رسول اللہؐ دنیا سے نہین گئے جبتک کہ اپنی اہلبیت سے کسی کو اُمت کا پیشوا مقرر نہین کیا اے زیاد تو ہمارے قبیلہ سے باہر جا کہ تیری دعوت درست نہین ہم تیری بات نہین مانینگے صاحب مجالس کہتے ہین کہ یہ ہے جو کچھ ابن اعثم نے اپنی کتاب فتوح مین وارد کیا ہے اور بعض روایات مین ہے کہ جب ابوبکر نے مالک بن نویرہ سے مال زکوٰة طلب کیا تو اُس سے کہلا بھیجا کہ پیغمبر خدا نے حکم نہین دیا کہ مین زکوٰة تجھکو دون اور نہ تجھکو ہماری زکوٰة وصول کرنیکا امر کیا ہے پس کس حجت سے تو زکوٰة طلب کرتا ہے اِس سنت سے ابوبکر نے اُنکا نام اہل ردّہ رکھکر خالد کو اُنپر مقرر کیا کہ اُن کے مردون کو قتل اور زن و فرزند کو اسیر کرے۔ اور اصابہ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے مالک کو اُسکی قوم پر عامل زکوٰة مقرر کیا جب آنحضرتؐ نے وفات پائی اور ابوبکر کے خلیفہ ہونیکی خبر مالک کو پہنچی تو اُس نے مال زکوٰة کو جو اُسکے پاس جمع تھا فقرائے قوم پر قسمت کردیا۔ پھر دوسرے مقام پر مالک کے حال مین لکھتے ہین کہ مالک بن نویرہ حنیفی یربوعی شاہان و شجاعان روزگار و فصحائے شیرین گفتار و صحابہ رسول مختار و مخلصان صاحب ذوالفقار سے تھا براء بن عازب سے منقول ہے کہ ایک روز رسول اللہؐ بیٹھے تھے کہ رؤسا بنی تمیم کہ از انجملہ ایک مالک مذکور تھا آنحضرت کی خدمت مین داخل ہوئے۔ مالک نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھکو آداب دین تعلیم فرمائیے آپنے ارشاد کیا کہ ایمان یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ کوئی معبود سوائے حق تعالےٰ کے نہین اور مین رسولخدا ہون اور نماز پنجگانہ بجالائے اور روزہ ماہ رمضان رکھے اور زکوٰة دے اور حج خانہ کعبہ کا کرے اور یہ میرے بعد میرا وصی ہے امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ اسکی اطاعت کرے اور دوست رکھے اسکے

تئین اور جملہ بدکاریوں سے مثل ناحق خونریزی اور دزدی و خیانت اور یتیمون کے مال کھانے اور شراب پینے سے پرہیز کرے اور اور بہت سی باتین اسکو تلقین کین حتے کہ مالک نے انکو یاد کر لیا اور خوشی خوشی دامن کشان جاتا تھا اور کہتا تھا تعلمت الایمان برب الکعبۃ یعنی بخدائے کعبہ کہ مینے ایمان سیکھ لیا جب نظر رسولخدا سے غائب ہوگیا تو حضرت نے فرمایا من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا الرجل جو کوئی چاہے کہ ایک مرد کی طرف اہل جنت سے نگاہ کرے اسکو چاہیے کہ اس شخص کو دیکھے ابوبکر و عمر نے یہ سنا تو حضرت سے اجازت لیکر اسکے پیچھے گئے اور یہ مژدہ اسکو پہنچایا پھر کہا تو حسب ارشاد رسولخدا اہل جنت سے ہے ہمارے لئے بھی دعائے مغفرت کر مالک نے کہا لا غفر اللہ لکما تمکو خدا نہ بخشے کیونکہ حضرت رسولخدا کو کہ صاحب شفاعت ہین چھوڑ کر مجھ سے دعا کے طلبگار ہو وہ شرمندہ ہو کر واپس آئے حضرت نے فرمایا فی الحق مبغضۃ کہ کلام حق کا سننا آدمی کو غضبناک و رنجیدہ کرتا ہے۔ **الغرض** حضرت رسولخدا نے وفات پائی اور مالک نے سنا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اسکو سخت ناگوار ہوا اور بادیہ سے مدینہ مین آیا جمعہ کا دن تھا اور ابوبکر ممبر رسولخدا پر خطبہ کہہ رہے تھے کہ وہ مسجد مین داخل ہوا ابوبکر کو ممبر پر دیکھکر بیتاب ہوگیا اور بیساختہ بولا اے ابوبکر کیون اپنے تئین اس جھنجھٹ مین ڈالا گوشہ خانہ مین بیٹھکر تمکو اپنے لیے دعائے مغفرت کرنی تھی یہ جگہہ اختیار کرتے تمکو شرم نہین آتی کہ اس جگہہ بیٹھے ہو جسکو خدا و رسول نے اورون کے لئے مقرر کیا ہے پس حق کو اہل حق کی طرف رد کرو مگر تمکو یاد نہین رہا کہ علی علیہ السلام کو بلفظ امیر المومنین تمنے سلام کیا تھا اے مہاجر و انصار اگر حق کو اسکے مرکز پر قرار نہ دوگے تو تمہارے کام سخت و دشوار ہونگے ابوبکر یہ باتین سنکر افروختہ ہوگئے اور کہا کہ خاموش رہ کہ تجھکو سابقہ اسلام نہین نہ راہ خدا مین کوئی جہاد تو نے کیا ہے مالک نے کہا تمنے کونسے جہاد کئے ہین جنسے اورون پر فخر و فضیلت چاہتے ہو۔ ابوبکر نے کہا اس اعرابی پاشنہ پا پر مشاب کرنیوالے کو میرے پاس سے دور کرو لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور مالک کو مسجد سے دھکیا کر باہر نکال دیا۔ ابوبکر نماز سے فارغ ہو کر گھر گئے تو خالد ولید کو بلوایا خالد اور مالک کے درمیان ایام جاہلیت سے کچھ کاوش چلی آتی تھی۔ ابوبکر نے اُس سے کہا جسقدر آدمی چاہے ساتھ لے اور مالک کے قبیلہ پر چڑھائی کر اور بہانہ منع زکوۃ اسکو قتل کر اور اسکی قوم کو قتل اور اسیر کر کیونکہ مجھکو اس سے اندیشہ ہے کہ ہمارے کام مین خلل نہ ڈالے۔ **اور** کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین و جملہ انصار و مہاجرین حتے کہ خلیفہ ثانی و ثالث تک ابوبکر کی اس فوج کشی کے برخلاف تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ چڑھائی کیجائے مگر ابوبکر نے کسی کی نہ سنی اور خالد کو فوج دیکر ان کے سرون پر بھیج ہی دیا۔ صاحب تشئید المطاعن علیہ الرحمہ نے کنز العمال سے بقصین ایک روایت طولانی نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے مہاجرین و انصار سے اس جنگ کے بارے مین مشورہ کیا اول تو سب دیر تک خاموش رہے ثم تکلم عمر بن الخطاب فقال اری واللہ یا خلیفۃ رسول اللہ ان تقبل من العرب الصلوۃ و تدع لھم الزکوۃ فانھم حدیث عھد بالجاھلیۃ لم تقید ھم الاسلام فاما ان یردھم اللہ تعالی الی خیر و اما ان یعز اللہ الاسلام فنقوی علی قتالھم فما لبقیۃ المہاجرین والانصار یدان بالعرب والعجم قاطبۃ فالتفت الی عثمان فقال مثل ذلک وقال علی مثل ذلک وتابعھم المھاجرون ثم التفت الی الانصار فتابعوھم یعنی پھر عمر خطاب نے کلام کیا اور کہا اے خلیفہ رسولخدا قسم بخدا کہ میری رائے یہ ہے کہ تو عرب سے نماز کو قبول کرے اور زکوۃ کو انپر چھوڑ دے

کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین اور جیسا چاہیے مقید بہ اسلام نہین ہوئے یا تو اللہ تعالے انکو بہتری کی طرف پھیریگا یا اسلام کی یہ حالت بدلجائیگی اور ان کے مقابلے کی طاقت ہوجائیگی اسوقت بقایائے مہاجرین و انصار کے دو ہاتھ نہین کہ ایک کو عرب کی طرف اور دوسرے کو عجم کی طرف دراز کرین۔ پس ابوبکر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے انہون نے بھی ایسا ہی کہا اور علی علیہ السلام نے بھی یہی رائے دی اور پیروی کی ان کے تمام مہاجرین نے پھر وہ انصار کی طرف ملتفت ہوئے انہون نے بھی مہاجرین کی متابعت کی۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابوبکر نے یہ لڑائی خلیفہ دوم و سوم و چہارم تینوں خلفائے راشدین و جملہ انصار و مہاجرین کے خلاف لے کھڑی تھی پس اہلسنت کو چاہیے تھا کہ انکی اس حرکت کو کہ اجماع مسلمانان کے برخلاف تھی چھپاتے اور بھولکر بھی اسکو زبان پر نہ لاتے مگر وہ الٹے اور اس فعل مین انکی مدح سرائی کرتے اور اسکو آسمان پر پہنچاتے ہین اور انکی اعلمیت کی دلیل گردانتے ہین ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب ابوبکر کی بزرگی علم پر دلیل لاتے ہین ان کے اس قول سے کہ بخاری و مسلم مین النے ثابت ہے واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ قسم بخدا کہ مین ان لوگون کے ساتھ ضرور جنگ کرونگا جو درمیان نماز و زکوۃ کے فرق کرتے ہین یعنی نماز بجالاتے اور زکوۃ مجھکو نہین دیتے یہان اہلسنت کے اقوال کا تعارض و تناقض قابل دید ہے کہ یہی اجماع اہل حل و عقد و اتفاق صحابہ کہ جس سے اکثر مقامات مین دلیل و حجت لاتے ہین اور اسکو سپر مذہب بنا رکھا ہے حتے کہ انعقاد خلافت بکریہ کی بنیاد بھی اسی پر رکھ چھوڑی ہے اس مسئلہ حکم مانعین زکوۃ مین اسکی ذرا بھی قدر و قیمت نہین رکھتے بلکہ اسکی مخالفت مین ابوبکر کو اعلم تبلاتے ہین حقیقت یہ ہے کہ انحضرات کو اجماع و غیر اجماع کی کچھ بھی پروا نہین ہر جگہہ اپنے کام سے کام رکھتے ہین جہان اجماع سے کارروائی دیکھی وہان اسکو آگے کر دیا ورنہ اسکا ذکر تک بھی زبان پر نہین لاتے اگر اجماع درحقیقت کچھ وقعت ان کے نزدیک ہوتی تو جیسا اجماع قولی و فعلی قتل عثمان پر صحابہ وغیرہ کا ہوا ہے ویسا آجتک کسی مسئلہ اسلامیہ مین نہوا ہوگا مگر انہون نے اسکا ذرا بھی لحاظ نہین کیا اور ویسا ہی اسکو خلیفہ راشد جانتے اور ذی النورین وغیرہ کے القاب سے پکارتے ہین قتل عثمان کا ذکر اس کتاب مین آگے آتا ہے یہان ہمکو خالد ولید سپہ سالار خلیفہ اول کی کچھ کرتوت بیان کرنی مقصود ہین ناظرین اسکے گذشتہ حالات کو ان روایات کے ساتھ ملا کر خود دیکھ لین گے کہ آیا اس شخص کے اوضاع و اطوار بہ نسبت سابق کے کچھ اصلاح پذیر ہوئے ہین یا اسی ایک طرز و روش پر جیسے بحالت کفر و بت پرستی و صدر اسلام ظاہری مین تھے۔ اب بھی سرتاپا بیباکی سفاکی کینہ توزی سنگدلی سینہ زوری شہوت پرستی وغیرہ وغیرہ سے مملو ہین افسوس کہ اسی شخص کا بڑے ادب سے رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ نام لیا جاتا ہے اور عموماً اسکو سیف اللہ کہا جاتا ہے۔

قصہ قتل خالد ولید مالک بن نویرہ یربوعی را

اب ہم خالد کے ظلم و زیادتیون کو جو اُس نے مالک مذکور کے حق مین کین کرتے ہین اور عبارات کتب اہل سنت کو زیادہ تر مولانا مفتی محمد قلی کنتوری ثم الکھنوی اعلی اللہ مقامہ کی کتاب مستطاب تشئید المطاعن و کشف الضغائن سے نقل کرتے ہین اور ہمکو اُن پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ اصل کتب کو بچشم خود دیکھکر ہوتا کس لئے کہ تصحیح نقل مین جو چھان بین اُس دودمان عالیشان نے کی ہے کمتر کسی نے کی ہوگی **الغرض** خالد ولید حسب الحکم خلیفہ اول لشکر ساتھ لئے مونچھون کو تاؤ دیتے قبیلہ مالک کی طرف روانہ ہوئے اور دل مین

کہتے جاتے تھے کہ جسطرح ہو اُسکو قتل کیا چاہیے ابو قتادہ حرث بن ربعی انصاری اور عبد اللہ بن عمر خطاب وغیرہ جماعت مہاجرین و انصار اُسکے ساتھ تھے قریب پہنچے تو کچھ آدمی ابو قتادہ کو دیکر آگے روانہ کیا۔ ابو بکر نے کہدیا تھا کہ جس قوم سے اذان سنو اُنکو کچھ نہ کہو جبتک کہ دریافت نکرلو کہ وہ کس لئے ادائے زکوۃ سے متقاعد ہین اور جو اذان کی آواز تمہارے کان مین نہ آئے تو بے تحاشا اُنکو قتل کرو اور اموال و اسباب کو لوٹ لو اور گھرون کو آگ لگادو ابو قتادہ نے اذان و نماز وغیرہ شعائر و علامات اسلام اُنسے مشاہدہ کئے۔ لہذا وہ وہین ٹھہر گیا۔ اتنے مین خالد بھی وہان آ پہنچا رات کا وقت تھا قبیلہ مالک فوج کی آمد معلوم کرکے مسلح ہوگیا اور پوچھا تم کون ہو کہا مسلمان ہین اُنہون نے کہا ہم بھی مسلمان ہین خالد نے کہا تو پھر یہ ہتھیار کسلئے لگائے ہین اُنہون نے ہتھیار رکھدے خالد نے اپنے لشکر کو حکم کیا کہ اُنکو گرفتار کرو ابو قتادہ نے کہا یہ مسلمان ہین ہمنے نشانِ اسلام اُنسے مشاہدہ کئے ہین اُنکا پکڑنا روا نہین۔ کچھ اثر نہوا۔ اور آخر کار اِس سفاک بیباک نے لشکر کو حکم دیا کہ تمام کو قتل کرین بروایتے خالد وہان پہنچا تو شجاعت مالک سے ڈرا اور لڑنا مناسب جانکر ظاہر کیا کہ ہم کہین اور جاتے ہین آجکی رات تمہارے مہمان ہین لاجرم مالک اور اُسکے قبیلہ نے اُنکی خاطر تواضع کی اور کھانا کھلایا مگر آدھی رات کیوقت خالد تلوار لیکر مالک کے سرہانے آیا اور اُسکو وہین مار ڈالا پھر اُسکے لشکر نے اکثر قبیلہ کو تہ تیغ کیا اور عورات و اطفال کو اُن کے اسیر کرلیا۔ ابن اثیر جزری اسد الغابہ مین کہتا ہے قیل ان المسلمین لما غشوا مالکا و اصحابہ لیلا فقالوا نحن المسلمون فقال اصحاب مالک و نحن المسلمون فقالوا ضعوا السلاح و صلوا و کان خالد یعتذر فی قتلہ ان مالکا قال ما اخال صاحبکم الا قال کذا قال و ما تعدہ لک صاحبا فقتلہ یعنی کہا گیا ہے کہ جب مسلمان مالک اور اُسکے اصحاب کے پاس رات کے وقت پہنچے تو اُنہون نے پکارنے کیلئے اُنہون نے کہا ہم مسلمان ہین اصحابِ مالک نے کہا ہم بھی مسلمان ہین اُنہون نے کہا مسلمان ہو تو ہتھیار ڈالدو اور نماز پڑھو اور خالد مالک کے قتل کرنیکا یہ عذر کرتا تھا کہ اُس نے اثنائے کلام مین کہا تھا ما اخال صاحبکم الا قال کذا کہ مین خیال نہین کرتا کہ تمہارے[1] صاحب نے یہ کہا ہو۔ خالد نے اِس سے کہا کہ تو اُسکو ہمارا صاحب کہتا ہے اپنا صاحب نہین جانتا اور اِسی پر اُسکو قتل کیا اور واقدی سے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے مالک کے قتل کا ارادہ کیا تو ابو قتادہ نے کہا کہ مین تجھکو خدا کا

[1] جس زمانہ مین حقیر جناب خاتم المتکلمین مولانا السید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ کی خدمت مین بمقام لکھنؤ حاضر تھا اُسوقت جو اہتمام اُس جناب کو تصحیح نقل عبارات مین تھا بچشم خود دیکھا ہے کہ اول تو بوقت مطالعہ کتب عبارات مفید مطلب پر نشان بنا دئے جاتے تھے پھر ایک شخص اُنکو ان کتابون سے بقید صفحہ و سطر و فصل و باب جداگانہ پرچہ پر نقل کرلیتا تھا پھر دوسرا شخص اِس پرچہ کو اصل کتاب سے مقابلہ کرتا کہ ایک حرف کا فرق اُس مین نرہے اِن پرچون کی کثرت اِسقدر ہوئی تھی کہ اُنکو جو مضمون وار علیحدہ علیحدہ مجلد کرایا تھا تو اِن مجلدات سے الماریان پُر ہوگئی تھین بوقت تصنیف جس مضمون کو لکھنا ہوتا اُسی مجلد سے عبارات متعلقہ کو نکالکر پھر اصل کتب منقول عنہا سے مقابلہ فرماتے تھے۔ فشکر اللہ مساعیہ و اعلی فی علیین مدارجہ و معالیہ ۱۲ منہ عفی عنہ

[2] اب تک ہمکو یہی گمان تھا کہ خالد نے جو قتل مالک مین عذر کیا کہ اُسنے اثنائے کلام مین صاحبکم کہا صاحبنا نہ کہا وہ حضرت رسولخدا کی نسبت تھا کہ اُسپر اُس نے مالک کو قتل کیا۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین یہی عذر کیا ہے کہ اتفاقا مالک بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبر این کلمہ گفت قال رجلکم کذا [illegible] الاآنکہ ترجمہ تاریخ ابو الفدا مرتبہ مولوی کریم الدین پانی پتی سے دریافت ہوا کہ مالک نے پیغمبر خدا کی نہین حضرت ابو بکر کی شان مین یہ کلمہ کہا تھا اور اِسپر خالد نے اُسے قتل کیا تھا چنانچہ اصل عبارت ترجمہ ابو الفدا کی یہ ہے ... مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب نے یہی حکم دیا ہے صاحب سے مراد حضرت ابو بکر تھی خالد نے کہا کیا تیرا صاحب نہین قسم خدا کی کہ تیرا سر اُڑا دونگا اِس بات پر جھگڑا بڑھگیا خالد نے کہا مین تجھکو مار ڈالونگا مالک نے کہا کیا تیرے صاحب نے یہی حکم کیا ہے۔ خالد نے کہا یہی علم [illegible] ہے بعد اِس کلام کے ہر چند حضرت رسولخدا کو بھی بلفظ صاحبکم تعبیر کرنے سے کوئی شخص ہرگز کافر مستوجب قتل نہین ہوسکتا جیسا کہ صاحب [illegible] شاہ صاحب کے اِسی قول کے جواب مین اسکو بخوبی کامل وضوح سے ثابت کیا ہے الا ابو بکر کی نسبت صاحبکم کہنے سے مالک کا کافر ہوجانا ایسی عجیب و غریب بات ہے کہ اُسپر معلم [illegible]

واسطہ دیتا ہون کہ اُسکو قتل نکر قسم بخدا کہ مینے اُنسے اذان سُنی اور نماز پڑھتے ہوئے اُنکو دیکھا ہے خالد نے اُسپر التفات نہ کی بلکہ اُسکو جھڑکا پس ابو قتادہ کو غصہ آیا اور کہا واللہ لا کنت فی جیش انت فیہ ابدا قسم بخدا کہ مین کبھی اُس لشکر مین نرہونگا جسمین تو ہوگا یہ کہکر ابو بکر کے پاس آیا اور اُس سے ماجرا بیان کیا اور کہا خالد نے میری بات نہ مانی اور اعراب صحرا نشینون کا قول باور کیا جنکی غرض لوٹ مار کرنا اور بردہ و اسیر بنانا تھی۔ اور پھر خالد کے پاس نہ گیا اور کہا گیا ہے کہ ابو بکر نے اُسے جیش خالد مین چلے جانیکا حکم دیا تب بھی نگیا اور ایک قول ہے کہ وہ پلٹ گیا تا اینکہ خالد کی ہمراہ مدینہ مین آیا اور اُسکے برخلاف شہادت دی۔ اور خالد نے مالک اور اُسکے اصحاب کو قتل کیا اور مالک کو ضرار بن ازور نے خالد کے کہنے سے مارا تھا۔ اور کتاب مراۃ الزمان تصنیف شیخ ابو المظفر یوسف بن قزعلی معروف بہ سبط ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ ابو قتادہ نے کہا ہم خالد کے ساتھ تھے جبکہ وہ اہل ردہ کی طرف روانہ ہوا جب بطاح مین پہنچا تو ادعا کیا کہ مالک مرتد ہوگیا ہے اور حجت گردانا اُسکے ایک کلام کو جو اُس سے پہنچا تھا مالک نے اُس سے انکار کیا اور کہا مین دین اسلام پر ہون اسمین تغیر و تبدل نہین کیا اور ابو قتادہ و عبد اللہ بن عمر دونو نے گواہی دی کہ وہ مسلمان ہے لیکن خالد نے ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا اور اُس نے اُسکا سر قلم کیا۔ نیز مراۃ الزمان مین ہے کہ جب قبیلہ مالک نے لشکر خالد کو دیکھا پوچھا تم کون ہو کہا مسلمان اُنہون نے کہا ہم بھی مسلمان ہین فلم یسمع منہم خالد و وضعوا فیہم السیف خالد نے ان کے قول کو نہ سُنا اور اُنہون نے اُنکو (قبیلہ مالک کو) قتل کرنا شروع کردیا۔ پس مالک نے ہتھیار لگائے اور نکلکر پکارا اے آل عبید بنی تیہان نے اُسکی اجابت کی پس خالد کو خوف ہوا اور مالک جنگ پر آمادہ تھا۔ خالد نے اُسکو کہا اے پسر نویرہ اسلام مین شامل ہو اور اُسکو خدا و رسول کا ذمہ اور اپنا اور ابو بکر کا ذمہ دیا پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کے ہاتھ مین دیدیا و خالد علی تلک العزیمۃ من ابی بکر فی قتلہ اور خالد اپنے اُسی ارادہ قتل مالک پر تھا جیسا کہ ابو بکر نے اُسے امر کیا تھا۔ پس اُس نے مالک کے قتل کا حکم دیا مسلمانون کو یہ امر ناگوار گذرا اور مہاجرین نے کہا اتقتل رجلا مسلما وقد اعطیتہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ کہ تو ایک مرد مسلمان کو قتل کرتا ہے حالانکہ اُسکو خدا و رسول کا ذمہ دے چکا پس ضرار بن ازور کہ بنی کور سے تھا اُٹھا اور اُسکو قتل کیا بقولے عبید بن ازور برادر ضرار نے اُسکو مارا اور منہال بن عصمہ ریاحی نے اُسکا کفن دفن کیا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ علاوہ اِس ذاتی کاوش کے جو خالد کو مالک سے زمانہ جاہلیت سے تھی اور علاوہ حکم قطعی خلیفہ اول کے کہ اُسکے قتل کرنے کیلئے دے چکے تھے اور اُسکی اپنی خلقی خباثت نفس و شراشت خو کے کہ خونِ ناحق پر اُسکو برانگیختہ کرتی رہتی تھی۔ **ایک** اور علت بھی مالک کے قتل کی تھی وہ مالک کی بی بی تھی کہ حسن و جمال و غنج و دلال مین سرآمد زنانِ جہان تھی اِس لشکر کشی سے جو کھلبلی قبیلہ مین پڑی تھی اُسمین وہ بیتابانہ بار وے برہنہ نکل آئی خالد کی نگاہ اُسپر جا پڑی اُسوقت سے اُسکے شوہر کے قتل کا ارادہ مصمم کرلیا۔ روایت گذشتہ واقدی مین جو مراۃ الزمان فی تاریخ الاعیان سے لی گئی ہے مذکور ہے کہ ایک روایت مین ہے کہ جب خالد نے مالک کے قتل کا ارادہ کیا تو اُسکی عورت ام متمم بنت منہال کہ حسین ترین زنان سے تھی نکل آئی اور اپنے تئین مالک پر گرادیا اُسوقت اُسکا منہہ کھل گیا مالک نے اُسکو کہا کہ دور ہو میرے پاس سے تحقیق کہ تو نے ہی مجھکو قتل کرایا ہے اِس سے اُسکا یہ اشارہ تھا کہ خالد اُسے دیکھکر

عاشق ہوگیا تھا اور اسکے لینے کے واسطے اُسے قتل کرتا تھا پھر واقدی کہتا ہے رُوی عن بعض من حضر ھذہ السریۃ قال لما عنا القوم تحت اللیل فزیعت المرأۃ فخرجت عُریانۃ فواللہ لقد عرفنا حین رأیناھا انہ سیقتل عنھا صاحبھا یعنی ایک شخص جو اس جنگ مین شامل تھا کہتا ہے کہ ہمنے رات کے وقت ان لوگون کو بیم دلایا اُسوقت وہ عورت بیتاب ہوکر عریان نکل آئی قسم بخدا کہ جسوقت ہمنے اسکو دیکھا جان لیا کہ اُسکا شوہر ضرور مارا جائیگا۔ سبحان اللہ خالد کی شہوت پرستی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ اہل لشکر نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھتے ہی جان لیا تھا کہ وہ اسکو کبھی نہ چھوڑیگا اور ضرور اسکی خاطر اسکے شوہر کو مار ڈالیگا۔ اور فوات الوفیات ذیل ابن خلکان مین ہے ان خالدًا کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ کہ خالد زوجہ مالک پر زمانہ جاہلیت سے عاشق تھا۔ بہر کیف مالک کے قتل کرنے کے بعد خالد نے اُسی رات زوجہ مالک سے جماع کیا اور اصلاً انتظار گذرنے عدہ کا نفرمایا۔ اہل سنت نے خالد کے اس صاف اور فاش زنا کے عذر مین بالکل لچر پوچ باتین بنائی ہین کبھی کہتے ہین کہ شاید مالک کے مرنیکے بعد بوجہہ وضع حمل اُسکی زوجہ کا عدہ منقضی ہوگیا ہو کبھی کہتے ہین کہ محتمل ہے کہ انقضاء عدہ کے بعد ازدواج سے بطریق جاہلیت اُسکے پاس قید ہو۔ یہ باتین ابن حجر کی ہین صواعق محرقہ مین شیعون کے مقابلہ مین اسکے بعد حسن ظن صحابہ کی کہ اکثر مقامات مین گریزگاہ اہلسنت ہے آڑلی ہے چنانچہ کہتے ہین وعلی کل حال خالد اتقی للہ من ان یظن بہ مثل ھذہ الرذالۃ التی لا یصدر من ادنی المؤمنین فکیف من سیف اللہ المسلول علی الاعداء یعنی بہرحال خالد زیادہ پرہیزگار ہے خدا کے لئے اُس سے کہ اُسکی نسبت ایسی رذالت کا گمان کیا جائے جو ادنے مومنین سے بھی صادر نہین ہوتی چہ جائے کہ سیف خدا سے کہ دشمنون پر کھنچی ہوئی ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین کہتے ہین کہ عجائبات سے ایک یہ ہے کہ شارح جدید تجرید کا مدعی ہوا ہے کہ زوجۂ مالک اسکی طرف سے مطلقہ تھی اور اُسکا عدہ گذر چکا تھا پھر کہتے ہین کہ جسپر شقاوت غالب ہوا اور حیا اُس سے مسلوب و مفقود ہوجائے اُس سے عجب نہین کہ ایسے طعن فاحش کے دفع کرنے مین ایسے ایسے احتمال پیدا کرے کہ اُس سے پہلے اُنکا ذکر تک بھی کسی نے نہین کیا اور کسی روایت مین نہین مذکور ہوا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ خالد کا ارتکاب قتل اور زنا اور خلیفہ اول کا اُسپر اجراء حد شرعی نکرنے کا طعن حضرت عمر کے کلام سے ماخوذ ہے پس اُنہون نے نظر بصحابیت خالد کیون اس حسن ظن کو ترک کیا اور کسلئے ایسے احتمالات پیدا نہ کئے اور کاہے کو فرماتے رہے غدا علی مسلم فقتلہ ثم نزا علی امرأتہ کہ اُس نے مرد مسلمان سے دغا کی اور اُسکو مار ڈالا پھر اُسکی زوجہ کے ساتھ زنا کیا۔ چنانچہ آگے اسکا ذکر آتا ہے۔ **الغرض** خالد کی آتش حقد و عداوت مالک کے قتل کرنے اور اُسکی زوجہ کے ساتھ زنا کرنے سے بھی نہ بجھی اور اُس نے اپنی قساوت قلبی کا ایک اور یہ ثبوت دیا کہ اُسکے سر بریدہ کو دو پتھرون کے ساتھ سنگ دیگدان بنایا اور اس چولھے کے اندر آگ روشن کرکے اسپر ہنڈیا گوشت کی پکائی اور پھر اس گوشت کو نوش جان فرمایا چنانچہ یہ حکایت سراپا نکابت کتاب انسان العیون برہان الدین حلبی اور تاریخ علامہ ابن کثیر شامی شافعی مین مذکور ہے اور موخر الذکر کتاب مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے ویقال ان شعر مالک جعلت النار یعمل فیہ الی ان نضج اللحم ولم یفرغ الشعر من کثرتہ کہ آگ مالک کے سر کے بالون مین کار کرنے لگی حتے کہ گوشت پک کر تیار ہوگیا مگر بال تمام نہین جلے تھے اسلئے کہ وہ کثرت سے تھے اور ترجمہ تاریخ ابو الفدا مولوی کریم الدین پانی پتی مین مذکور ہے کہ

بوقت قتل مالک عبداللہ بن عمر اور ابو قتادہ بھی اس جا حاضر تھے وہ دونو خالد کو سمجھانے لگے آخرکار مالک نے کہا اے خالد تو مجھکو ابوبکر صدیق کے پاس بھیج جو وہ حکم کریگا مین بجالاؤنگا خالد نے کہا یہ نہین ہوسکتا مین تو تجھے قتل ہی کرونگا ضرار ابن ازور کو حکم کیا کہ تلوار مار اُسوقت مالک نے اپنی جورو کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اس نے مجھے قتل کروایا ہے وہ عورت بہت خوبصورت تھی خالد نے جواب دیا نہین خدا نے تجھکو قتل کروایا ہے کیونکہ تو مسلمان ہوکر اسلام سے پھر گیا۔ مالک نے کہا نہین مین اسلام پر قائم ہون خالد نے کہا اے ضرار گردن مار اُس نے ایک ضربت اُسکے ایسی گردن پر ماری کہ سر الگ ہوگیا اور اُسکے سر کو ہنڈیا کے نیچے جلایا اس شخص کے سر پر بہت بال تھے اسکے مرتے ہی خالد نے اسکی جورو کو پکڑ کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ انتہی بلفظہ۔ پھر ذرا آگے بڑھکر لکھا ہے۔ کہتے ہین کہ خالد نے ابن عمر اور ابن قتادہ کو کہا تھا کہ تم بھی مجلس عقد نکاح مین حاضر ہونا ان دونو نے انکار کیا ابن عمر نے تو یہ کہا کہ مین ابوبکر کو لکھتا ہون اور اُسکو تیرے نکاح کرنیکی خبر بھیجتا ہون اُسوقت اُسکے سامنے انکار کیا مگر پھر نکاح کرلیا اس باب مین ابو نمیر سعدی نے شعر کہے ہین +

ذکر تباین و تخالف آراء شیخین درمقدمہ قتل مالک بن نویرہ

واضح رہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کو جو خالد سے قصاص لئے جانے اور اُسپر حد شرعی جاری کرنے کی لاانتہا رغبت تھی اور جو کچھ اُنہون نے اس معاملے مین غیر معمولی طور سے داد فریاد مچائی اُسکا باعث کوئی درد دین و ترویج احکام شرع مبین نہ تھا بلکہ اُسکی وجہ یہ تھی کہ مالک کو اُن کے ساتھ آپکا پرانا زمانہ جاہلیت کا یارانہ تھا اور سلسلہ مصادقت و یک جہتی فیما بین محکم و استوار اور مالک آپکے ہم عہد و خلفا سے شمار ہوتا تھا۔ اور نیز خالد سے بھی کما ینبغی صفا نتھا انہی وقتون کی کدورت و کشیدگی چلی آتی تھی یہی وجہ تھی کہ خالد کے ہاتھ سے اُسکا مارا جانا سخت ناگوار طبع اقدس ہوا اور جو ہین اس حادثہ ہائلہ کے اخبار مدینہ پہنچے تو حضرت عمر افروختہ ہوگئے اور اُنہون نے نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا ابوبکر سے کہا ان فی سیف خالد لرھقا فاقتلہ کہ خالد کی تلوار مین ظلم و زیادتی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اُسکو قتل کرنا چاہیئے۔ مگر وہان تو جو کچھ ہوا تھا دلی خواہش کے موافق اپنے حکم و اشارے سے ہوا تھا حضرت عمر کی کیونکر شنوائی ہوتی لامحالہ سوکھا جواب ملا اور عمر تلملاتے رہ گئے۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے قال عمر لابی بکر ان سیف خالد فیہ رھق واکثر علیہ کہ عمر نے ابوبکر سے کہا خالد کی تلوار نے ستم ڈھایا ہے اور بہت مبالغہ کیا اسمین۔ اور مرآۃ الزمان مین ہے کہ جب عمر کو خالد کے حالات معلوم ہوئے اور دریافت ہوا کہ اُس نے مالک کو قتل اور اُسکی زوجہ پر تصرف کیا تو کہا اے بندگان خدا اُس عدو اللہ نے ایک مرد مسلم کو قتل کیا اور اُسکی عورت پر سوار ہوا واللہ لنرجمنہ بالحجارۃ قسم بخدا کہ ہم پتھرون سے اُسکو سنگسار کرینگے اور ابوبکر سے کہا کہ تجھپر ہے کہ اُسکو معزول کرے مالک کا قصاص اُس سے لے بتحقیق کہ اُسکی تلوار مین رہق و طغیان ہے پس مالک کا بھائی متمم بن نویرہ حاضر ہوکر خالد سے اپنے بھائی کے خون کا دعویدار ہوا ابوبکر نے کہا اے عمر ارفع لسانک عنہ اپنی زبان کو خالد کی عیب جوئی سے باز رکھ وہ کوئی پہلا شخص نہین جس سے

سلہ رہق بالتحریک نادانی و گولی و سبکی و فتنہ انگیزی و بدی و ظلم و ستم و طغیان و نافرمانی و خود را بر حرام و تباہی داشتن و ارتکاب منہیات کردن دروغ و شتاب زدگی و تکلیف دادن کسے را بر کارے کہ طاقت آن ندارد۔ ۱۲ منتہی الارب + + +

خطا واقع ہوئی ہو عمر نے کہا وارثانِ مالک اسکے خون کے طلبگار ہین خالد سے قصاص لینا بھپر فرض و واجب ہے ابوبکر نے کہا لا اشیم
سیفاسلہ اللہ علی الکفار ابدا مین اس تلوار کو کبھی میان نہ کرونگا جسکو خدا تعالےٰ نے کفار پر کھینچا ہے اور تاریخ ابو الفدا سے معلوم ہوتا ہے
کہ عمر نے ابوبکر سے تین درخواستین علی الترتیب کین تینون مین خشک جواب پایا اوّل کہا خالد نے زنا کیا ہے اُسے سنگسار کرو ابوبکر نے کہا مین
یہ نکرونگا پھر کہا ایک مرد مسلم کو ناحق مار ڈالا اقتل کرو کہا اُسنے جلدی کی اور خطا کی پھر کہا عہدہ سے معزول کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے ان لوگو پر
کھینچا ہے مین اُسکو میان نہین کرسکتا۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے۔ گویند برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد و صورت واقعہ
را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر التماس رد سبایائے خویش کرد عمر خطاب رضی اللہ عنہ متمم را امداد و اسعاد نمود با بوبکر گفت شمشیر
خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد اگر این سخن مطابق واقع باشد او را القصاص باید رسانید و روایتے آنکہ چون عمر مبالغہ در آن باب از حد گذرانید
صدیق گفت شاید خالد را درین قضیہ تاویلے رو دادہ باشد و او را دران تاویل خطائے افتادہ اے عمر زبان خود را در شان او نگہدار انتہے
عجب تماشا ہے کہ خلیفہ ثانی خالد کو برابر عدو اللہ واجب القتل کہے چلے جارہے ہین مگر اوّل صاحب انکے ارشاد پا سداد کی کہ بموجب روایت
صحیح ترمذی وغیرہ حق انکی زبان پر جاری ہوتا تھا ذرا پروا نہین کرتے اور برعکس اسکے اُسکو سیف اللہ کا خطاب دیتے ہین اب مقتدی
لوگ کیا کرین کسکا اعتبار کرین کسکی بات کو صواب جانین کسکو خطا۔ اور ذرا اس فقرہ پر بھی لحاظ ہو کہ شاید او را درین قضیہ تاویلے رو
دادہ باشد الخ وہان تو سیکڑون مسلمان نمازی بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہو گئے اور اُن کے سرون پر ہنڈیان پک گئین اور اُن کے مال و اسباب
غارت ہو گئے یہان شاید اور باشد ہی ہو رہا ہے کیا اچھی خلافتِ راشدہ ہے۔ اور کیسا عدل و انصاف۔ تاریخ طبری کبیر مین ہے

فلما بلغ قتلہم عمر بن الخطاب تکلم فیہ عند ابی بکر فاکثر فقال عدو اللہ غدر علی مسلم فقتلہ ثم نزا علی امرأتہ
یعنی عمر خطاب کو قبیلۂ مالک کے قتل ہوجانیکی خبر پہنچی تو انہون نے ابوبکر سے اس مقدمہ مین گفتگو کی اور زیادہ کیا کلام کو اور کہا دشمن خدا
نے ایک مسلمان کو غدر و مکر سے مار ڈالا پھر اُسکی زوجہ پر چڑھ بیٹھا۔ تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابو نہشل شاعر مشہور
کم رو و یک چشم تھا چونکہ اسکے جملہ اخراجات کا کفیل اُسکا بھائی مالک تھا وہ نہایت فارغ البالی سے اپنے گھر پر رہتا تھا۔ جب اُسکو مالک کے مارے
جانیکا حال معلوم ہوا تو مدینہ مین آیا اور نماز صبح مسجد رسول اللہ مین ابوبکر کے پیچھے پڑھی بعد ازان اُن کے سامنے کھڑا ہو کر اور گوشہ کمان
پر تکیہ کر کے ایک دردناک مرثیہ مالک کے حال کا پڑھنے لگا پڑھتا تھا اور روتا تھا حتےٰ کہ روتے روتے کمان پر گر پڑا اور اُسکی کانڑی آنکھ سے
بھی اشک جاری ہوئے۔ روایت ہے کہ عمر نے کہا لو کنت اقول الشعر کما تقول لرثیت اخی کما رثیت اخاک اے متمم اگر مین بھی تیری طرح
شاعر ہوتا تو ایسا ہی اپنے بھائی کا مرثیہ کہتا جیسا کہ تو نے اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔ غرض متمم کے واویلا کرنے اور حضرت عمر کے شور و غل مچانے کا
اتنا اثر ہوا کہ بارگاہ خلافت سے خالد کے نام حکم جاری ہوا کہ لشکر کو وہین چھوڑ کر جریدہ یہان ہو جائے اور خالد کو بھی دار الخلافہ کی طرف سے اطمینان
کلی نہ تھا اپنی زیادتیان اور عمر کی اپنے سے رنجش اُسکے نصب العین تھی لہذا اُس نے راستے مین یہ انتظام سوچا کہ خلوت مین ایسے وقت ابوبکر
سے ملاقات کرے جب عمر وہان نہون اسکے لئے اُس نے حاجب دربان ابوبکر کو گانٹھا۔ اور آدمی بھیجکر اظہار مطلب کیا اور دو دینار زر سرخ

اس کام کی حق الخدمت کے اُسکو بھجوا دے کہ یہ اوّل رشوت تھی کہ اسلام مین دی اور لی گئی روضۃ الصفا مین ہے کہ خالد بنا بر فرمودہ خلیفہ سوئے
رد کے توجہ بمدینہ نہاد و بدان بلدہ طیبہ نزدیک شدہ دو دینار برسم تحفہ بپیش بواب ابوبکر فرستادہ التماس نمودہ کہ او را تنہا در محلے مناسب پیش
ابوبکر گزارد و دیگر را در دخول بادے شریک نگرداند دربان مبلغ مذکور گرفتہ ملتمس او قبول کرد گویند اوّل رشوتے کہ در اسلام صدور یافت آن
بود۔ کہتے ہین کہ ابوبکر کا معمول تھا کہ صبح سویرے نماز فجر پڑھکر گھر مین چلے جاتے اور وہان کچھ دیر تک ورد وظائف مین مشغول رہتے پھر دربان
باہر آتا اور لوگون کے لئے اندر داخل ہونیکی اجازت ہوتی پس اُسنے دو اشرفی رشوت کی لیکر خالد کو کہلا بھیجا کہ علی الصباح چلا آئے تاریخ طبری مین
ہے کہ یہ دربان مرقشی بلال حبشی تھا اور روضۃ الاحباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خالد کی ابوبکر سے علیحدہ ملاقات بلال ہی نے کرائی
مگر راقم کے نزدیک صحیح نہین کیونکہ ہمارے نزدیک بلال حضرت رسول خدا کی وفات کے بعد مدینہ مین نہین رہا شام کو چلا گیا تھا اور اُس نے
ابوبکر کی خدمت تو خدمت انکی بیعت بھی نہین کی۔ غرض خالد صبح کو اپنے ناقہ پر سوار قبا جس مین نشان سیاہ زرہ کے زنگ زدون کے نمودار تھے
پہنی اور عمامہ مین دو تین تیر خون آلودہ برسم بہادران جاہلیت لگائے بڑے طمطراق سے مدینہ مین داخل ہوا بقول ابو جعفر محمد بن جریر
طبری چونکہ ابوبکر کے مکان کا دروازہ مسجد مین تھا مسجد مین آیا اور وہان حضرت عمر نے اُسکو دیکھا اور بروایت روضۃ الصفا انکا مکان
ایک مسجد کے متصل تھا جسکے دروازے پر حضرت عمر کھڑے تھے بہر کیف عمر نے جو اُسکو باین تبختر دیکھا بیتاب ہو گئے اور اچھلکر وہ تیر اُس کے
عمامہ سے کھینچ لئے اور پیرون مین کچلکر توڑ ڈالے اور کہا قتلت مسلما و نزوت علی زوجتہ تو نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا اور اُسکی
بیوی کے ساتھ زنا کیا پھر یہ تکبر و تبختر کرتا ہے واللہ لارجمنک باحجارک قسم بخدا کہ مین تجھکو پتھرون سے سنگسار کرونگا خالد خاموش تھا اور
کچھ ہان مین نہ کہتا تھا بگمان اسکے کہ عمر ابوبکر کی اسکے حق مین ایک رائے ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہین ابوبکر کے امر و اشارے سے کہتے ہین عمر خالد کو
کشان کشان دروازہ ابوبکر پر لے گئے اور اندر جانا چاہا حاجب مانع آیا اور خود اندر گیا اور واپس آکر کہا کہ صرف خالد کو بلایا ہے خالد اندر گیا اور
عمر بیرون در ہاتھ ملتے رہ گئے طبری کہتا ہے کہ عمر دست بر دست میزد و میفرمود در یغا کہ خون مالک باطل گشت و ہم اکنون ابوبکر رضی اللہ عنہ ا را
بزبان لطف و عذر خواہد داد و غدرش بہ پذیرد۔ تھوڑی دیر بعد جب خالد وہان سے واپس آیا تو اُسکی حالت بدل گئی تھی عمر کو دیکھا تو انکی مان کا نام
لیکر کہا ھلم الی یا ابن حنتمہ اے پسر حنتمہ اب تو میرے پاس آ۔ اور تاریخ طبری کبیر دست بقبضہ شمشیر ہو کر کہا یا ابن الاسیر صاحب تاریخ کہتا ہے
کہ خالد نے عمر کو ابن الاسیر اسلئے کہا کہ وہ دست چپ سے کار کرتے تھے جو کہ روز دہنے ہاتھ سے کرتے ہین یہ کہکر خالد جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا
عمر کے دل کی اسوقت جو کیفیت تھی ہر کوئی خیال کرسکتا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ تمام زمانہ خلافت ابوبکر خالد پر دانت پیستے رہے۔ تاریخ مرآۃ الزمان
مین ہے کہ عمر ابوبکر کی مدتِ خلافت مین خالد پر غضبناک رہے بسبب اُس کلام کے جو اُسکی طرف سے اُنکو پہنچا تھا کہ وہ اُنکی ہتک حرمت کرتا ہے
اور ذرا وقعت نہین سمجھتا اور کبھی اُنکا سیدھی طرح نام نہین لیتا ہے حقارت سے مان کے نام کے ساتھ یا اعسر کہتا ہے پس سب سے بڑا گناہ خالد
کا عمر کے نزدیک مالک بن نویرہ کا قتل تھا باوجود اسکے اسلام کے اور اُسکی عورت کے ساتھ زنا کرنا اور تیرہائے خون آلود عمامہ مین لگا کر مسجد مین داخل
ہونا وہ عمر کو ہمیشہ اُسکے معزول کرنیکی ترغیب کرتے رہتے تھے اور اس سے مالک کے خون کا عوض لینے کو کہتے تھے مگر ابوبکر اسمین متوقف تھے +

نیز مراۃ الزمان میں ابو ریاش سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ خالد مدینہ میں آیا تو زوجہ مالک اُسکے ساتھ تھی پس عمر اُٹھے اور علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا حق خدا ہے کہ اِس مرد سے جسنے ناحق ایک مسلمان کا خون بہایا اور اُسکی زوجہ پر اسطرح کود اجسطرح کبوتر کبوتری پر جست کرتا ہے قصاص لیا جائے۔ پھر علی و عمر دونو سعد وقاص اور طلحہ بن عبد اللہ کے پاس گئے اور چارون ہم عہد ہو کر ابوبکر کے پاس داخل ہوئے اور اُنسے کہا لا بُدَّ مِنْ ذٰلِکَ ضرور خالد کو قتل کرنا چاہیے اُنہون نے کہا لا اغمد سیفاسلہ اللہ **پارۂ از شرف و سخا رمالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ** تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ عرب اور غیر عرب کسی کو نہیں سُنا کہ وہ اپنے مردے کے غم میں اسقدر رویا ہو جتنا کہ متمم اپنے بھائی مالک کے غم میں رویا اور نوبت اسکے گریہ و بکا کی یہ پہنچی تھی کہ شعرانے بطور ضرب المثل اپنے اشعار میں اُسکا ذکر کیا ہے واقدی نے کتاب الردہ میں روایت کی ہے کہ عمر خطاب نے ایکبار متمم سے پوچھا ما بلغ من حزنک علی اخیک کہ تیرا حزن والم تیرے بھائی پر کہانتک پہنچا کہا ایک سال تک میری یہ کیفیت تھی کہ رات بھر نہیں سوتا تھا اور یونہیں صبح کر دیتا تھا۔ اور جہان کہین آگ روشن دیکھتا تو گمان ہوتا کہ میری جان بدن سے نکل جائیگی کیونکہ اسکو دیکھکر مجھکو اپنے بھائی کی آگ یاد آتی جو اُسکے حکم سے رات بھر روشن رہتی تھی تاکہ اُسکا کوئی مہمان کہین قرب و جوار مین رات کو نرہ جائے آگ دیکھکر اسکی منزل پر چلا آئے اور نوبت اسکی مہمان نوازی کی یہ پہنچی تھی کہ رات کو چھپکر اور دن کے مہمانون کو اپنے ہان لے آتا۔ عمر نے کہا واقعی وہ بڑا سخی جوانمرد تھا۔ نیز عمر نے متمم سے کہا کہ کچھ اپنے بھائی مالک کا حال بیان کر اُس نے کہا اے امیر المومنین مین ایکبار قبائل عرب کے ایک قبیلہ میں اسیر ہو گیا تھا میرے بھائی کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیا جسوقت لوگون نے اُسے آتے دیکھا تو جو بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور کوئی عورت باقی نرہی جس نے گھر میں سے اُسے جھانک کر نہ دیکھا ہو پس ابھی اپنے ناقہ سے نہیں اُترا تھا کہ مجھکو رسن بستہ اسکے آگے لا کر حاضر کر دیا اُس نے اپنے ہاتھ سے مجھے کھولا عمر نے کہا ھذا لھو الشرف کہ بیشک شرف و بزرگی اِسی کو کہتے ہین۔ **قصۂ خولہ بنت جعفر الحنفیہ**۔ واضح رہے کہ جناب خولہ مادر محمد بن حنفیہ فرزند دلبند امیر المومنین کہ اسی مہم خالد مین گرفتار ہو کر مدینہ آئین۔ اِس قوم کے بزرگان و روُسا سے ایک شخص مسمی جعفر کی بیٹی ہین حضرت امیر المومنین نے بتعیین مہر اِس مخطمہ کے ساتھ نکاح کیا اور ابو القاسم محمد بن حنفیہ اُنسے متولد ہوئے **بحار الانوار** مین منقول ہے کہ دو مرد امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے ابو جعفر تم کہتے ہو کہ امیر المومنین اپنے سے پہلے خلیفون کی خلافت پر رضامند نہ تھے یہ تو فرمائے کہ اگر ایسا تھا تو اُنہون نے خولہ حنفیہ پر جو ابوبکر کے عہد مین گرفتار ہو کر آئی تھی کیون تصرف فرمایا حضرت نے جابر بن عبد اللہ انصاری کو بلوایا حالانکہ بسبب ضعف پیری بصارت اُنکی جاتی رہی تھی۔ پس جابر آئے اور سلام کیا آنحضرت پر حضرت نے جواب سلام دیا اور اپنے پہلو مین بٹھالیا اور فرمایا اے جابر حنفیہ کا قصہ تمہارا چشم دید ہے اِن لوگون سے بیان کرو کیونکہ یہ چاہتے ہین کہ اُسے حقیت خلافت ابوبکر کی دلیل گردانین جابر نے یہ سُنا تو گریان ہوئے یہانتک کہ اُنکی ریش اُن کے آنسوؤن سے تر ہو گئی اور کہا اے مولے میرے مین ڈرتا تھا کہ دنیا سے اُٹھ جاؤن اور کوئی مجھ سے اس حال کی بابت سوال نہ کرے۔ قسم خدا کی کہ مین ایک روز ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ بنی حنیف کے اسیر اسکے سامنے حاضر کئے گئے جنکو خالد ولید نے پکڑ کر بھیجا تھا۔ اُن کے درمیان ایک لڑکی جوان تھی جب مسجد مین داخل ہوئی تو وہ لڑکی روضہ مبارک رسول اللہ کی طرف

منہہ کر کے پکاری السلام علیک یا رسول اللہ درود و رحمت خدا ہو تم پر شہادت دیتی ہون کہ تم میری آواز سُنتے ہو اور جواب دیسکتے ہو۔ اُنہون نے ہمکو اسیر کیا ہے حالانکہ ہم مسلمان کلمہ گو ہین وحدانیت خدا اور تمہاری رسالت کا اقرار کرتے ہین یہ کہکر بیٹھ گئی بروایت ابن شہر آشوب کہا یا رسول اللہ آپ کی اُمت نے ہمکو کافرون کی طرح اسیر کیا حالانکہ ہمارا کچھ گناہ نہیں بجز اسکے کہ تمہاری اہلبیت کو دوست رکھتے ہین پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ایہا الناس کسلئے تمنے ہمکو قید کیا بحالیکہ ہم شہادتین کا اقرار کرتے ہین ابوبکر نے بقولے زبیر سے کہا اس سبب سے کہ تمنے مال خدا کے ہمارے پاس ادا کرنے سے انکار کیا کہا انکار نہیں کیا ایسا اور ایسا کہا اور مانا کہ انکار ہی کیا تھا تو مردون نے کیا تھا عورتون کا اسمین کیا قصور تھا ابوبکر کو اسکا کچھ جواب نہ آیا پس مہاجرین سے دو مرد یعنی طلحہ زبیر نے اُسپر چادر ڈالدی (یہ نشان تھا خریداری کنیز کا) خولہ نے کہا اے معشر اعراب تمکو کیا ہوا کہ اپنی عورتون کو چھوڑ کر پرائی عورتون کی ہتک حرمت کرتے ہو کہا ہم تجھکو بھاری قیمت پر خرید کرینگے خولہ نے کہا تم مجھکو نہیں لے سکتے قسم خدا کی اور محمد مصطفٰے کی کہ مجھکو وہ لے سکتا ہے جو تبلائے کہ میرے حمل کے وقت میری مان نے کیا خواب دیکھا اور کیا بیٹنے اُس سے کہا اور میرے اور اُسکے درمیان کیا علامت تھی اور جو بغیر اسکے میرا قصد کریگا مین اپنے ہاتھ سے اپنا پیٹ پھاڑونگی اور یون میری قیمت ضائع ہوگی ابوبکر نے کہا اگر تو نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کر کہ اُسکے تعبیر کیجائے بروایت الخرائج والجرائح فرمایا اِس مجمع کو دیکھکر خوف اُسپر چھا گیا ہے اور بیہوشانہ یہ باتین کرتی ہے خولہ نے کہا جو میرا شوہر بنا چاہتا ہے وہی اِس خواب کی تعبیر تبلائیگا دوسرا نہیں تبلا سکتا پس طلحہ زبیر نے مایوس ہو کر اپنے اپنے کپڑے اُٹھا لیے بروایتے اُس نے کہا ایھا الناس لست بعریانۃ فتلبسونی ولا سائلۃ فتصدقون علی تو گو مین ننگی نہیں ہون کہ تم مجھکو ڈھانپتے ہو نہ سائل ہون کہ مجھے خیرات دیتے ہو۔ غرض یہی باتین تھین کہ حضرت امیر کبیر وہان تشریف فرما ہوئے لوگون نے یہ حکایت حضرت سے بیان کی آپ نے فرمایا راست کہتی ہے یہ حال اُس سے بیان کرو اور اُسپر متصرف ہو جاؤ کہا اے ابو الحسن تم جانتے ہو کہ جب سے رسول اللہ نے رحلت کی تو اخبار سماوی ہمپر بند ہو گئے پھر علم غیب کے دریافت ہونیکی کیا صورت ہے فرمایا اگر مین اُس سے خبر دون تو معترض تو نہو گے کہا نہیں پھر خولہ سے فرمایا اگر تجھے تیرے قصہ سے آگاہ کرونگا تو تجھپر قبضہ کرونگا کہا تو کون ہے فرمایا علی ابن ابیطالب کہا تم وہی ہو جنکو رسول اللہ نے بروز غدیر امامت پر نصب فرمایا۔ فرمایا ہان وہی ہون خولہ نے کہا ہم تمہاری ہی وجہ سے تباہ ہوئے کیونکہ ہمارے مرد کہتے تھے کہ ہم سوائے امام نصب کردہ پیغمبر خدا کے کسی کی اطاعت نہیں کرینگے اور کبھی زکوٰۃ ندینگے امیر المومنین نے فرمایا ان اجرکم غیر ضائع وان اللہ توفی کل نفس ما عملت من خیر کہ تمہارا اجر ضائع نہوگا اور حقتعالے پورا کریگا ہر شخص کے لئے بدلا نیکی کا جو اُس نے کی ہے۔ پھر فرمایا اے حنفیہ کیا یہ راست نہیں کہ تیرا حمل قحط سالی مین رہا تھا جبکہ آسمان سے قطرۂ آب نہ برستا تھا اور نہ زمین سے پر کاہ نکلتا نہرین اور چشمے خشک ہو گئے تھے اور جانوران صحرا چراگاہ کی تلاش مین مارے مارے پھرتے تھے نہ ملتی تھی۔ تیری مان کہتی تھی کہ تو ایک منحوس حمل ہے جو ایسے نحس وقت مین رہا جب تو مہینے پورے ہوئے تو تیری مان نے خواب مین دیکھا کہ گویا تو تولد ہوئی اور اُس نے تجھے کہا تو منحوس ہے کہ نامبارک زمانہ مین پیدا ہوئی تو نے کہا اے مادر ایسا نہ کہو بتحقیق کہ مین بابرکت ہون مبارکی سے نشو و نما پاؤنگی پھر ایک سید و سردار سے میرا عقد ہوگا اور اُس سے

میرے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بنی حنیف کے لئے عزت اور فخر کا باعث ہوگا خولہ نے کہا راست کہا تُمنے اب فرمائیے کہ میرے اور میری ماں
کے درمیان کیا علامت تھی. فرمایا جب تو پیدا ہوئی تو اُس نے اِس خواب کو تیرے کلام سمیت ایک تانبے کی تختی پر لکھ واکر عتبہ خانہ کے
نیچے دفن کردیا جب تو برس کی ہوئی تو یہ ماجرا تجھ سے بیان کیا تو نے اسکی تصدیق کی چھ سال کی ہوئی تو پھر اِس قصّے کو تجھپر دوہرایا۔
تو نے پھر اِسکا اقرار کیا اُسوقت اُس نے وہ تختی نکالکر تیرے حوالہ کی اور کہا اِسکو بازو پر باندھ لے اور حفاظت کر اسکی جب اِس قبیلہ پر
مصیبت پڑے اور وہ شخص اِنپر چڑھ آئے جو اُنکے مردون کو قتل اور زن وبچّہ کو اسیر کرے اور مال واسباب کو لوٹ لے اور تو بھی اُنکے
درمیان قید ہوجائے تو اِس لوح کو اپنے پاس رکھنا جو شخص اِس خواب کا حال تجھ سے بیان کرے اور عبارت لوح تجھکو بتلائے اُس سے نکاح
کرنا خولہ نے کہا صَدَقتَ یا امیر المؤمنین راست کہا تمنے اے امیر مومنون کے یہ کہکر وہ تختی نکال کر حضرت کے آگے ڈالدی بروایت
ابن شہر آشوب وخرائج حضرت نے فرمایا جب تو گرفتار ہوئی تو بڑا اہتمام تجھکو اِسکا تھا کہ وہ تختی تجھ سے گم نہو جائے پس تو نے اُسے اپنے
بازوئے راست پر محکم باند ھا اب وہ تختی مجھکو دے کہ مین اُسکا صاحب ہون اور مین ہی باپ ہون اُس پسر ارجمند کا اور نام اُسکا
محمد ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا کہ خولہ روبقبلہ ہوئی اور کہا اللّٰھم[1] انت المتفضل المنان اودعنی ان اشکر نعمتک
التی انعمت علی ولم تعطہا احدا واتممہا علیہ اللہم بصاحب النبوۃ التی اخبرہا ھو کائن الا اتممت فضلک علی
یہ دعا پڑھکر اُس لوح کو نکالکر حضرت کے آگے ڈالدی یا ابوبکر نے اُسے اُٹھایا اور عثمان کو دی کہ قرأت کرے عثمان نے پڑھا قسم خدا کی کہ جو
کچھ امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا اُس سے نہ ایک حرف زیادہ تھا نہ کم تھا۔ دوست شاد دشمن نامراد ہوئے اور صدا مجلس سے بلند ہوئی
کہ راست کہا ہے رسولؐ اللہ نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کہ مین شہر علم ہون اور علیؑ اُسکا دروازہ ابوبکر نے خولہ کو امیر المومنینؑ کے
حوالہ کیا اور آپ نے اسماء بنت عمیس مومنہ پاک کے پاس کہ اُن ایام مین زوجہ ابوبکر تھی بھیجدیا کہ اچھی طرح رکھے تا اینکہ کچھ دنون بعد اُسکا
بھائی آیا اور حضرت نے اُسکی ساتھہ نکاح پڑھالیا۔ جابرؓ نے اتمام حدیث کے بعد عرض کی اے ابوجعفر قسم بخدا کہ علیؑ نے بعد اتمام حجت وثبوت
شاہد وبینہ اُسیے نکاح اُسپر تصرف فرمایا پس لعنت خدا کی اُسپر کہ حق اُسپر واضح اور روشن ہوجائے پھر وہ آنحضرت کی فضیلت سے انکار کرے
اور اُن کے اور حق کے درمیان اوروں کو حائل گردانے۔ **رجوع بحال خالد ولید**۔ خالد مین جہان اور اوصاف حمیدہ جمع تھے
وہان یہ بھی ایک وصف تھا کہ وہ فضول خرچ پرلے سرے کا تھا اموال غنیمت کو وہ بہت بیدردی سے اُڑاتا تھا اور ابوبکر کو مطلقاً اُسکا
حساب نہ بھیجتا تھا ہرچند ابوبکر بھی اُس سے ناواقف نہ تھے مگر وہ دیدہ ودانستہ اغماض کرتے تھے عمر نے چاہا کہ اُسکا ہاتھہ روکا جائے
ابوبکر سے کہا کہ اُسکو لکھو کہ بغیر تمہاری اجازت کے کسی کو کچھ نہ دے ابوبکر نے اُسکو لکھا تو اُس نے حضرت کو لکھا اما ان تدعنی وعملی
والافشانک وعملک یعنی یا تو تو مجھکو میرے کام پر چھوڑ دے کہ مین جو چاہون سو کرون ورنہ تو جان اور تیرا کام عمر نے کہا اُسکو معزول

[1] ترجمہ پروردگارا تو ہی ہے فضل واحسان کرنیوالا پروردگارا مُلہم وموفق کر تو مجھکو کہ مین تیری نعمت کا کہ تو نے مجھکو عطا کی شکر بجالاؤن اور خداوندا تو نے کسی کو
کوئی نعمت عطا نہین کی الا یہ کہ اُسپر تمام کی خداوندا بحق اِس صاحب نبوت کے جسنے خبر دی اِس امر کی جو کہ ہونیوالا ہے تو اپنے فضل کو مجھپر تمام کر۔ ۱۲ ٭ ٭

کرنا چاہیے ابوبکر نے کہا مَیں اُسکو معزول کرون تو اُسکی بجائے کون میرا کام انجام دے عمر تیار ہوگئے کہ سپہ سالاری کا کام مین کرونگا مگر اور
لوگون نے ابوبکر کو کہا کہ عمر تمہارے پاس رہنے چاہئین اور خالد اِسی کام کے لئے موزون ہے جسپر کہ ہے اور معاملہ رفت گذشت ہوا چنانچہ
یہ تمام کیفیت زبیر بن بکار کی روایت سے ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین نقل کی ہے **اور ایک اور حرکت** اِس پسر ولید کی یہ ہے
کہ جنگ یمامہ مین بارہ سو مرد اصحاب رسولؐ اللہ سے شہید ہوئے تھے کہ اکثر اُنسے مہاجرین وانصار وحافظانِ قرآن تھے اِس مصیبت عظیم مین
اہل اسلام ومسلمین پر واقع ہوئی چاہیے تھا کہ وہ محزون ومغموم ہوتا۔ مگر اُس نے اِسی موقعہ پر دختر مجاعہ بن مرارہ سے کہ ارکان دولت مسیلمہ کذاب
سے تھا شادی کے ٹھہرائی ہرچند خود مجاعہ نے کہا کہ اے امیر اِسوقت مصیبت مین کہ کثرت قتل وقمع سے گھر گھر مین سوگ وماتم بپا ہے کون موقعہ
شادی کا ہے مگر اِس شہوت پرست نے ایک نہ سُنا اور مزے سے شادی کدخدائی رچائی اور ایک لاکھہ درہم دلہن کے مہر مین دیکر نکاح کیا اور
وہین عیش وعشرت مین غرق ہوگیا اور الیاست بادہ سرور رہا کہ بجز اقربا دلہن کے اسکی نظر مین کسی کی وقعت نرہی صحابہ کبار رسول مختارؐ
کو وہ مُنہہ نہ لگاتا تھا چنانچہ کبار صحابہ اسکی اِس حرکت سے ناخوش ہوگئے اور حسان بن ثابت نے ایک قطعہ ابوبکر کو بدین مضمون لکھکر بھیجا کہ
تو خلیفہ رسولؐ اللہ ہے روا رکھتا ہے کہ ہمارے شہید ونکا خون خشک نہو اور خالد عروس کے ساتھ حجلۂ عشرت مین پاؤن پھیلائے
اور اعضا وجوارح مسلمانون کے ہنوز خاک وخون مین غلطان میدان مین پراگندہ ہون اور وہ دلجمعی سے مسند حریر ودیبا پر تکیہ لگائے خویش
واقارب منکوحہ کو محترم رکھے اور ہمارے سلام کا جواب بھی مشکل سے دے۔ یہ قطعہ خلیفہ صاحب کو پہنچا اور ادھر خلیفہ ثانی کا بھائی زید بن
الخطاب بھی اِس معرکہ مین قتل ہوا تھا اِنکو یہ حالات معلوم ہوئے تو بہت روز سے خالد کی شکایت کی اور کہا اُسکو اب امیر لشکر نہین رکھنا
چاہیے بارے حضرت ابوبکر نے اُسے معزول تو نکیا لیکن ایک نامہ بکمال زجر وعتاب تحریر کیا جسکو ہم اصل عبارت روضۃ الصفا مین نقل
کرتے ہین **وہو ہٰذا** اے خالد دائم الاوقات بازدواج واختلاط نسوان اشتغال مینمائی واستیلائے شہوت میان تو وحیا وشرم ومصلحت
حائل است واز مصیبت ہزار ودویست مسلمانان کہ بیشتر ازان قرآن خوان بودند فراغت داری وغزائے یاران پیغمبر گاہے نداشتی و
نمیداری واین حرکات ناشایستہ علاوہ قتل مالک بن نویرہ شد۔ نفرین بر تو واحوال قبیح واعمال شنیع تو باد کہ نسبت بنی مخزوم را معیوب
گردانیدی۔ والسلام۔ کہتے ہین کہ ابوبکر نے زوجہ مالک کے ساتھہ زنا کرنے پر بھی خالد کو بہت جھڑکا تھا۔ کیونکہ لڑائی کے موقعون پر یون لذات
نسا مین منہمک ہوجانا عرب مین نہایت معیوب گنا جاتا تھا۔ اور اسوقت تو بیحیا وبے شرم یاران پیغمبر کے قتل سے بے پروا بنی مخزوم کی ذات کو بٹہ
لگانیوالا سبھی کچھ کہڈالا۔ اور لعن ونفرین تک نوبت پہنچادی۔ اگر اہل تشیع کسی ادنے صحابی کی نسبت بھی یہ کلمات زبان پر لاتے تو خدا جانے
اہل سنت اُنکا کیا حال کرتے مگر یہ خلیفہ اول ہین اِنہین کچھ نہین کہتے۔ طرّہ یہ کہ خالد نے خلیفہ صاحب کی اِس درازنفسی پر ذرا بھی خیال نہین کیا
اور خالی بات نہین بلکہ اُسے ٹھٹھہ مین اُڑادیا اِسلئے کہ اِس خط پڑھنے کے بعد کی جو اُسکی کیفیت روضۃ الصفا مین تحریر ہے وہ یہ ہے۔ چون نامہ ابوبکر
بخالد رسید واز فحوائے آن وقوف یافت بقہقہہ خندید وگفت این کلمات از سخنان عمر است وابوبکر از ہمہ آنہا بیخبر **ایہا الناظرین** آپ نے
خالد کے حالات پڑھے اور معلوم کیا کہ وہ کس قماش کا آدمی تھا ہمنے بھی اِن کو الف کو ذرا بسط سے اسواسطے قلم بند کیا تا کہ آپ دیکھین کہ یہ وہی

اصل عبارت روضۃ الصفا مشتمل بر مضمون طعن خلیفہ اول بنام خالد ولید

شخص ہے جسنے نورِ خدا کے مٹانے اور عمودِ دین کے گرانے اعنی امیر المومنین نفس رسول ربّ العالمین کے قتل کرنیکا ارادہ کرلیا تھا جو کہ ہرچند قوۃ سے فعل مین نہین آیا مگر وزر و بال مین وہ پسر ملجم قاتل امیر المومنین سے کم نہین رہا۔ پس آپ جانین کہ آنحضرت کی دشمنی ایسے ہی لوگونکا کام ہی جو اسطرح دین و ایمان سے بیگانہ اور فسق و فجور مین مستغرق ہون اب ہم کچھ سلوک خلیفہ ثانی کے جو اُنہون نے اپنے بااختیار ہونیکے زمانہ مین خالد کے ساتھ کیے اُور لکھتے ہین اور اِس قصے کو تمام کرتے ہین۔ **واضح** رہے کہ حضرت عمر کو جو حصّہ غنائم قبیلہ مالک سے ملا تھا اُنہون نے اُسپر اصلا تصرّف نہ کیا بلکہ بجنسہ اُٹھا رکھا تا اینکہ خلافت پر فائز ہوتے ہی جو لوگ اِس قبیلے کے رہ گئے تھے اُنکو بلایا اور وہ حصّہ معہ دیگر اموال و نفوس کے جو مسلمانون کے پاس سے دستیاب ہوئے اُنکو دلوا دیا تا اینکہ کہتے ہین کہ کچھ عورات نواحی شُشتر سے واپس منگائی گئین کہ بعض اُنمے حاملہ تھین۔ یہان قدرتی طور سے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر اِس مقدمے مین حضرت ابوبکر برسر خطا تھے تو وہ تحت مواخذ دار آخرت ہین کہ مسلمانون کو مال حرام کھلایا اور ناجائز لونڈی غلامون پر انکو تصرّف بخشا کہ اُنہون نے اُنکی عورتون سے بحرام جماع کیا اور اولادِ زنا اُنسے پیدا ہوئی اور جو اُنکا فعل حق و درست تھا تو نہایت ناروا جسارت حضرت عمر سے سرزد ہوئی کہ انہون نے یہ مال حلال مسلمانون سے اگلوایا اور غلام و کنیزون کو اُن کے جائز مالکون سے چھینا اور غیر مستحقون کو بلا بیع و نکاح بخشا کہ وہ بحرام اُن پر متصرف ہوئے۔ غرض دونو باتون سے ایک بات ضرور لازم آئیگی۔ **الغرض** کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ بعد بیعت اوّل کلمہ کہ خلیفہ ثانی کی زبان سے نکلا اُنکا خالد کو امارت لشکر شام سے معزول کرنا تھا وہ کلمہ یہ تھا۔ لا یلی لی خالد عملاً ابداً یعنی خالد کبھی میرے کسی کام کا والی نہو گا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ یہ پہلا خط جو خلافت پناہ نے لکھا ابوعبیدہ کی طرف تھا جسمین خالد کو سپہ سالاری سے معزول کرکے ابوعبیدہ کو اُسکی جگہہ مقرر کیا تھا۔ کیونکہ وہ تمام زمانہ خلافت ابوبکر خالد سے ناراض تھے بباعث قضیہ مالک بن نویرہ کے اور بوجہ ان افعال کے جو وہ لڑائیون مین کرتا تھا۔ اور [1]بعض کتب مین ہے کہ اصلی باعث عداوت کا خالد اور عمر کے درمیان یہ تھا کہ ایک مرتبہ شروع جوانی مین اِن دونو کی باہم کُشتی ہوئی خالد ازبس طاقتور مُسٹنڈا تھا اُس نے جو عمر کو اُٹھا کر ٹپکا تو اُنکی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی جو بہت سے علاج معالجہ کے بعد درست ہوئی تھی اُسوقت سے عمر اسکی طرف سے بغض و عداوت رکھتے تھے۔ بہرکیف آپنے ابوعبیدہ کو لکھا کہ خالد کو مجمع عام مین کھڑا کرکے اُسکے سر سے ٹوپی اور عمامہ اُتارے اور اُسی عمامہ سے اُسکے ہاتھ باندھکر اُس سے اُن افعال کے بابت جو اُس سے سرزد ہوئے دریافت کرے اگر وہ اپنی تکذیب کرے تو اپنے کام پر بدستور برقرار رہے انکار کرے تو امیر تو ہے اُسکے اموال کا مقاسمہ کرکے نصف اُسکا بیت المال مین داخل کر۔ ابوعبیدہ نے مضمونِ خط خالد کو سُنایا تو اُس نے کہا اتنی مہلت دے کہ مین اِس بارے مین مشورہ کرلون ابوعبیدہ نے مہلت دی پس خالد نے فاطمہ بنت ولید اپنی بہن سے کہ حارث بن ہشام کے نکاح مین تھی۔ صلاح لی۔ اُس نے کہا واللہ لا یحبک عمر ابداً وما یرید الا ان تکذب نفسک ثم ینزعک کہ قسم خدا کی عمر کبھی تجھہ سے دوستی نہ کریگا وہ صرف یہ چاہتا ہے تو اپنے تئین تکذیب کرے پھر تجھکو علیحدہ کردے خالد

[1] مراد از بعض کتب سے کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون تصنیف علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی ہے کہ یہ اصلی وجہ عداوت کی اسمین بضمن بیان سریۂ خالد بن الولید الی بنی خذیمہ ذکر کی ہے جیسا کہ مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے تشئید المطاعن مین نقل کیا ہے۔ ۱۲ ٭ ٭

نے یہ کلام دانش نشان اپنی عاقلہ بہن سے سُنا تو بے اختیار اُسکے سر پر بوسہ دیا اور کہا صَدَقتِ وَاللہِ قسم بخدا تو نے راست کہا پس اُسنے اپنی تکذیب سے انکار کیا۔ اور مراۃ الزمان مین ہے کہ خالد نے یہ حکم خلیفہ صاحب کا ابوعبیدہ سے سُنا تو کہا فعلہا الاُعیسر بن حنتمہ یعنی حسب عادت خود عمر کی دونو طرح کی مذمت کی کہ پسر حنتمہ اور چپہ دست (بائین ہاتھ سے کام کرنیوالا) کا یہ کام ہے لا یزال کذا وہ ہمیشہ ایسا ہی کریگا۔ اور ابوعبیدہ کو کہلا بھیجا کہ مین اپنی تکذیب نہین کرسکتا تو اگر میرے مال کا مناصفہ کرلے ابوعبیدہ نے ٹھیک نصفا نصف کرلیا تا اینکہ اگر ایک جفت نعلین پایا تو اُسمین سے بھی ایک پوائی لے لی۔ پس لوگو نمین عمر کی نسبت گفتگوئین ہونے لگین اور اُنہون نے کہا قسم بخدا کہ یہ خالد کی عداوت کے سبب سے ہے اور صحابہ کو اصلاً پسند نہ آیا جو کچھ خالد کے ساتھ کیا گیا۔ اور کہتے ہین کہ خالد نے مجمع مین اسطرح بعزت ہونا گوارا نہ کیا جب بلال بن حمامہ مؤذن کھڑا ہوا کہ اُسکو اُسکے عمامہ سے باندھے تو اُس نے بلال کو جھڑکا اور کہا ایہہ تو کیا چاہتا ہے اور اُسکو دشنام دی پھر تھوڑی دیر بعد کہا کر جو چاہے پس بلال نے اُسکے عمامہ سے اُسکو باندھا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ اِس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ نے یہ فعل عمر کا پسند نہین کیا اور اِسمین لوگون نے گفتگوئین کین اور بحلف شرعی کہا کہ عمر نے صرف عداوت سے خالد کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اور نیز خالد نے بھی سیدھی طرح سے اِس حکم کو نہین مانا بلکہ بلال حبشی جیسے بزرگوار صحابی کو جبکہ وہ اجراء حکم عمری کے لئے کھڑا ہوا جھڑکا اور گالیان تک اُسے دین کہ لفظ نال مِنہُ کہ روایت مین ہے اُسپر دلالت صریح رکھتا ہے پس صاحب ازالۃ الخفاء نے جو جوش مدح خلیفہ ثانی مین لکھدیا کہ تحفہ ترانیکہ خالد باینہمہ جلادی کہ داشت براین ماجرا مجال دم زدن ندید و دیگر لشکریان و امرا ازدید این معاملہ بددل نشدند از سرتا پا باطل ہے اور علی ہذا جو کہ بمفاد بنائے فاسد علی الفاسد اسپر متفرع و مترتب فرمایا ہے کہ این از خصائص صولت حضرت فاروق بودہ است وہ بھی صحیح نہو گا کیونکہ یہان ناظرین نے دیکھ لیا کہ خالد نے بھی اسمین کم دم زنی نہین کی اور اہل لشکر بھی خلیفہ صاحب کی عیب جوئی سے باز نہ رہے بلکہ وہان تو وہان خود مدینہ مین حضرت عمر کی روبرو مین اسوقت جبکہ وہ منبر پر فخریہ اِس عزل و نصب کا ذکر فرما رہے تھے لوگون نے اِن پر رد و انکار کیا ہے اور ذرا پاس و لحاظ صولت عمری کا نہین رکھا واقدی فتوح الشام مین کہتا ہے کہ عمر نے عزل خالد کے بعد خطبہ کہا ایہا الناس انی اَمَّرتُ ابا عبیدۃ الرجل الامین وقد رایتہ لذلک اہلا وقد عزلت خالدا عن امارتہ فقال رجل من بنی مخزوم انعزل رجلا اشہر اللہ بیدہ سیفا ناطقا و جعلہ دافعا للمشرکین وقد قیل لابی بکر اعزلہ فقال لا اعزل سیفا سلّہ اللہ ونصر بہ دینہ وان اللہ لا یعذرک ولا المسلمون ان انت غمدت سیف اللہ وعزلت امیرا امّرہ اللہ لقد قطعت الرحم وحسدت ابن العم یعنی عمر نے کہا لوگو مینے ابوعبیدہ کو کہ مرد امین ہے امیر مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک وہ اِس عہدہ کے اہل اور لائق ہے اور خالد کو مینے معزول کیا۔ اِسپر ایک مرد نے بنی مخزوم سے کہا کہ تو اُس شخص کو معزول کرتا ہے کہ حقتعالےٰ نے اُسکے ہاتھ مین شمشیر بران کھینچی اور اُسکو دافع اہل شرک بنایا ہے تحقیق کہ ابوبکر سے کہا گیا تھا کہ اُسکو معزول کرے تو اُس نے کہا تھا کہ مین اِس تلوار کو میان نہین کرتا جسکو خدا نے کھینچ رکھا ہے اور اپنے دین کی اُس سے نصرت فرمائی ہے پس اے عمر ضرور تمکو حقتعالےٰ معذور

نرکھے گا اور نہ مسلمانون کے نزدیک تو معذور ہوگا اگر تو نے شمشیر خدا کو میان کیا اور اُس شخص کو معزول کیا جسکو خدا نے امیر مقرر فرمایا ہی تو اسمین شک نہین کہ تو نے قطع رحم کیا اور اپنے پسر عم پر حسد لیگیا ہے پس عمر یہ باتین اس مخزومی کی جسکا نام بعض روایات مین عمرو ابن حفص لیا گیا ہے سُنکر بجائے اسکے کہ اپنی صولت وشوکت کا اثر دکھاتے اور اِس گستاخی کی اُسکو سزا دیتے۔ اور خوشامد کی سی باتین بنانے لگے۔ چنانچہ اسی روایت واقدی مین ہے ثم نظر عمر الی المخزومی فراٰہ غلاما حدث السن فقال شاب حدث السن غضب لابن عمہ یعنی عمر نے اس مخزومی کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ ایک جوان نوخیز ہے۔ فرمایا جوان نوعمر ہے اُسکو اپنے چچازاد بھائی (خالد) کیلئے غصہ آگیا ہے۔ فرمائیے یہان صولتِ عمری کہان چلی گئی کہ اس جوان مخزومی نے جو جو دل مین آیا کہہ ڈالا اور برملا خلافت پناہ کو قاطع رحم و حاسد بتلایا اور اُنسے کچھ بھی نہ ہوسکا۔ **القصہ** عزل خالد دومرتبہ عمل مین آیا ایک امارت لشکر ہائے شام سے صدر خلافت عمر مین دوم حکومت قنسرین سے جہانکہ وہ ابو عبیدہ کی طرف سے حکومت کرتا تھا ۱۷ھ ہجری مین اس دوسری معزولی کی وجہ ابن اثیر وغیرہ نے یہ بتلائی ہے کہ کچھ لوگ جنمین اشعث بن قیس بھی شامل تھا طلب احسان خالد کے لئے اسکے پاس گئے تھے اُسنے ہر ایک کو زر ومال بخشا چنانچہ ایک اشعث کو دس ہزار درہم ملے اسکی خبر عمر کو پہنچی تو بہت برہم ہوئے اور اُنہون نے اسی خواری سے قنسرین سے اُسکا معزول کرنا تجویز کیا جیسا کہ پیشتر سپہ سالاری سے ہوچکا تھا چنانچہ اُنہون نے ابو عبیدہ کو کہ حمص مین حکومت کرتا تھا لکھا کہ اسکو ویسے ہی ٹوپی پگڑی اُتار کر اور پگڑی سے مشکین باندھکر کھڑا کر اور پوچھ کہ یہ دس ہزار درہم کہاں سے اشعث کو دئے اگر اپنے پاس سے دئے تو سخت فضول خرچ وہ ہے نہین تو اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا مال لُٹاتا ہے اور پکا خائن ہے اور کسی صورت لائق حکومت نہین اسکے علاقہ کو اپنی حکومت مین شامل کرے پس ابو عبیدہ نے اُسکو قنسرین سے طلب کیا اور اہل لشکر کو جمع کرکے منبر پر گیا اور قاصد عمر نے کھڑے ہوکر سوال کیا کہ امیر المومنین دریافت کرتے ہین کہ اسقدر مال اشعث کو کہاں سے دیا خالد خاموش تھا اور ابو عبیدہ بھی منبر پر چپکا بیٹھا تھا اُسوقت بلال نے اُٹھکر کہا کہ امیر المومنین کا تیرے بارے مین ایسا اور ایسا حکم ہے اور اُسکا عمامہ اُتار لیا اور ٹوپی نیچے ڈالدی پھر کھڑا کرکے عمامہ سے اُسکو باندھا اور وہی سوال کیا کہ دس ہزار اشعث کو کس گھر سے دئے خالد نے کہا اپنے مال سے دئے پس اُسکو رہا کیا اسکے بعد خالد مدینہ مین آیا تو عمر نے اس سے پوچھا کہ یہ ثروت وتونگری تجھکو کہاں سے حاصل ہوئی کہا غنائم سے اور اپنے حصون سے پھر کہا کہ ساٹھ ہزار درہم سے زیادہ اگر میرے پاس ہو وہ تمہارا مال ہے لیلو عمر نے اُسکے جملہ اموال واثاثہ کی قیمت کرائی تو بیس ہزار زیادہ کا نکلا وہ بیت المال مین شامل کیا گیا تمام ہوئی روایت ابن اثیر کی کسی قدر اختصار سے۔ اور روضۃ الصفا مین ہے کہ خالد بجانب مدینہ روان شد بعد ازانکہ بآن بلدہ مکرمہ رسید بسعادت خدمت عمر استسعاد یافتہ بار دیگر از موقف خلافت بتنصیف مال او حکم صادر شد چہل ہزار درہم دیگر از وے گرفتہ اضافہ بیت المال مسلمین کردند اور تاریخ طبری مین ہے وکان عمر کلما مر بخالد قال یا خالد اخرج مال اللہ من تحت استک فیقول واللہ ما عندی من المال یعنی جب عمر خالد کے پاس سے گزرتے اُسکو کہتے کہ اے خالد مال خدا کو اپنی مقعد کے نیچے سے نکال وہ کہتا قسم بخدا کہ میرے پاس کچھ بھی مال نہین۔ جب زیادہ اصرار کیا تو کہا اے امیر المومنین مینے جو کچھ تمہاری سلطنت مین کمایا ہے اس تمام کی قیمت

[illegible] ۴۱۲

چالیس ہزار درہم کو نہین پہنچتی عمر نے کہا ہمنے اسکو چالیس ہزار پر خرید لیا خالد نے کہا بہتر ہے مینے بیچا۔ پس اسکی قیمت کرائی گئی تو کل اسی ہزار درہم کی مالیت کا تھا عمر نے اسکو نصفا نصف کر لیا چالیس ہزار کا اسکو دیا اور چالیس ہزار باقی کو داخل بیت المال فرمایا۔ لوگون نے کہا اے امیر المومنین خالد کا مال رد کر دیتے تو بہتر ہوتا فرمایا مین مسلمانون کا تاجر ہون انکی تجارت مین یہ نفع ہوا ہے واللہ کہ ہرگز اسکو واپس نہ کرونگا اسکے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے فکان عمر یری انہ قد اشتفی من خالد حین صنع بہ ذٰلک کہ عمر خیال کرتے تھے کہ ایسا کرنے سے اُنہون نے خالد کی طرف سے اپنی دل کو شفا بخشی تھی۔ لیکن **مؤلف** اوراق کہتا ہے کہ گویہی کیسقدر شفائے غیظ خلیفہ صاحب کا باعث ہوا ہو کہ اُنہون نے بار بار اسکو ذلیل ورسوا کیا اور بہت سا مال اسکا چھین کر داخل خزانہ فرمایا الا تمام تران کے غصہ کے فرو ہونے بلکہ بکلی اس سے رضامند ہوجانے کا باعث خالد کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو اس سے قتل سعد بن عبادہ انصاری مین بروئے کار آیا پیشتر گزارش ہوا کہ سعد عبادہ شروع خلافت عمر مین شام کو چلے گئے تھے اُسوقت خالد نے وہان پہنچکر عمر کے خوشنود کرنیکے لئے اسکو حیلہ سے قتل کیا اور یارون نے شعشعہ یہ اُڑایا کہ جن اسکو مار گئے ہین **مجلسی** علیہ الرحمہ بحار الانوار مین رقم طراز ہین کہ عمر ایک روز بعض حیطان مدینہ مین خالد سے ملے اور کہا تو وہی نہین جسنے مالک بن نویرہ کو قتل کیا اُس نے کہا اے امیر المومنین خفا نہوجئے اگر مینے اپنی عداوت مین مالک کو تہ تیغ کیا تو تمہاری عداوت کی وجہ سے سعد عبادہ کو بھی تو قتل کیا ہے عمر یہ سُنکر خوش ہوگئے اور اسکو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا انت سیف اللہ وسیف رسولہ کہ تو ہے شمشیر خدا اور شمشیر اُسکے رسول کا۔

ذکر وفات حسرت آیات ابوبکر

حضرت خلیفہ اوّل تقریباً ترسٹھ سال دنیا مین زندہ رہا ہی منجملہ اسکے زمانہ حکومت وامارت جسکے لئے اتنے بکھیڑے کئے اسقدر مواخذے آخرت کے سر پر لئے کل دو سال تین مہینے چند روز ہے مرض الموت جسمین آپ نے قضا کی یہ تھا کہ ایک روز ہوا خنک تھی نہائے سردی لگ کر بخار چڑھ آیا پندرہ روز اسمین مبتلا رہ کر راہی دار البقا ہوئے۔ خلافت آپ کو زیادہ تر جناب عمر کے جد وجہد سے حاصل ہوئی تھی انکے بعد اسکے حقدار وہ تھے چنانچہ پہلے ہی سے پخت وپز ہوچکی تھی اب وعدہ وفائی کا وقت آیا بنا برین آپ کو خلیفہ وجانشین بنایا اور اس معاملہ مین ایک وثیقہ تحریر کیا کاتب وثیقہ حضرت عثمان تھے جو خود ہر قسم کے محرم راز ہم پیالے ہم نوالے ہونیکا شرف رکھتے تھے ابوبکر نے اُنسے کہا لکھو یہ عہد ہے کہ خلیفہ رسول اللہ ابوبکر نے اسکو لکھا ہے کہ خلیفہ اسکے بعد" اتنا کہکر بیہوش ہوگئے عثمان نے یہ لکھکر اپنی طرف سے لکھدیا "عمر بن خطاب ہوگا" ابوبکر کو حواس آئے تو عمر کا نام کاغذ مین درج پایا پوچھا یہ نام کسنے لکھا عثمان نے کہا مینے تحریر کیا بہت خوش ہوئے اور کہا مرحبا شاباش۔ **ناظرین** اِس حکایت کو کہ ابن اثیر وغیرہ مورخین معتبرین نے نقل کی ہے۔ حدیث قرطاس بخاری سے ملائین اور الحضرت کی خود غرضی کو ملاحظہ فرمائین کہ وہان تو حضرت عقل کل کی وصیت کو ہجر وہذیان کے حیلہ سے روکدیا اور نہ لکھنے دیا اور یہان کہ واقعی حضرت ابوبکر وصیت نامہ لکھاتے وقت بیہوش ہو ہوجاتے تھے اُنکی بات سر وآنکھون پر رکھی جاتی ہے اسکی کوئی وجہ نہین بجز اسکے کہ وہ وصیت امیر المومنین کے حق مین تھی اور یہ خود اپنے لئے شاعر نے درست کہا کہ

ہمہ بند پیری وچون ز آل نبی باشد حرف
زود بجز وشی وگوئی نہ صواب است خطا است
بیگمان گفتہ تو باز نماید کہ ترا
بدل اندر غضب ودشمنیٔ آل عبا است
الغرض سب سے

[illegible]

پہلے جس نے اِس تجویز و تحریر سے مخالفت کی وہ طلحہ بن عبید اللہ تھے کہ یکے از دہ یار بہشتی یعنی داخل عشرہ مبشرہ ہین اُنہون نے دو بدو خلیفہ اول پر اعتراض کیا کہ عمر ایک درشت خو سخت آدمی ہے تیری زندگی مین خلقت اسکی شدت و غلظت سے نالان رہتی تھی تیرے بعد تو کیا حال ہوگا اے ابوبکر جبکہ دنیا سے رحلت کرکے حق جل و علا کے سامنے جائیگا تو تجھ سے سوال کرینگے کہ رعایا و زیر دستون پر کسکو چھوڑا تو وہان کیا جواب دیگا **بروایت** کنز العمال یہ اعتراض امیر المومنین اور طلحہ دونو نے کیا۔ اور روضۃ الصفا مین ہے کہ اصحاب رسول اللہ جمع ہوکر ابوبکر کے پاس آئے اور کہا تو عمر کو ہم پر حاکم مقرر کرتا ہے حالانکہ وہ مرد تند خو درشت گو ہے اور ریاست و حکومت کیلئے رفق و مدارا مطلوب فردا قیامت جبکہ حقتعالے تجھ سے سوال کریگا کہ میرے بندون پر کسکو والی مقرر کیا تو کیا جواب دیگا اور خطاب باعتاب حضرت رب الارباب کو کس حجت سے دفع کریگا بی بی عائشہ راوی حدیث کہتی ہین کہ ابوبکر کو یہ باتین سُنکر اسقدر غصہ آیا کہ اس سے پہلے کبھی اسکو اسقدر غصہ نہ دیکھا تھا اور کہا تم مجھکو خدا سے ڈرلاتے ہو جسوقت وہ سبحانہ تعالے مجھ سے سوال کریگا کہ میرے بندون پر کسکو امیر مقرر کیا تو مین کہونگا کہ ایسے شخص کو مقرر کیا ہے کہ تقوے و پرہیزگاری مین تمام آدمیون سے بڑھا ہوا اور رضائے خدا کو رضائے مخلوق پر مقدم جانتا ہے اور اور بہت سے محامد اوصاف خلیفہ ثانی کے بیان کئے **نیز** روضۃ الصفا مین ہے کہ ابوبکر نے ایک کاغذ سر بمہر اپنے ایک معتمد کے ہاتھ مہاجر و انصار اصحاب رسول مختار کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو مسلمان مطیع و فرمان بردار ہے چاہیے کہ جس شخص کا نام اِس کاغذ مین درج ہے اسکی ساتھ بیعت بجالائے حاضرین نے حسب الایما بیعت کی جب علی ابن ابیطالب کی باری آئی تو انہون نے کہا بایعت ممن کان فیہا وان کان عمر مولف روضۃ الصفا اسکے بعد کہتا ہے کہ اہل بصیرت جانتے ہین کہ یہ قول خالی از ضعف نہین **نیز** روضۃ الصفا مین ہے کہ ابوبکر نے علی علیہ السلام کے خطاب مین کہا کہ ماہمہ کار گزار ایم و سرور و بادشاہ و امیر تو ئی وماہمہ نجوم سپہر ہستیم و تو بدر منیری بعد ازان فرمود کہ من عمر را بر شما والی و خلیفہ ساختم باید کہ ہیچیک از شما پائے از دائرہ مطاوعت و متابعت او بیرون نہ نہد و گردن از فرمان واجب الاذعان او نکشد باوجود حسن تدبیر او حال شما منتظم و مہم شما متمم خواہد بود۔ سبحان اللہ اس مختصر اور چھوٹی سی تقریر مین اتنا تناقض آپ ہی حضرت امیر المومنین کو اپنا سردار و بادشاہ و امیر کہتے ہین اور آپ ہی اُنپر ایک تند خو درشت گو کو فرمان روا مقرر کرکے اُسکی اطاعت کی تاکید اکید فرماتے ہین جب وہ حضرت بدر کامل اور دیگر صحابہ ستارے تھے تو اُنکے ہوتے عمر کو خلیفہ کرنا چاند کو چھوڑ کر ستارے سے روشنی طلب کرنا کونسی دانائی کی بات تھی **ع** مرتضےٰ اندر میان و کس کجا جوید امیر ؛ افتاب اندر سما و کس چرا جوید سُہا **روایت** ہے کہ ابوبکر مرض الموت مین کہتے تھے کہ مین کبھی اسقدر آزردہ و دلگیر نہین ہوا جتنا کہ تین امر سے دلگیر ہون جنکا مرتکب ہوا اور سزاوار یہ تھا کہ انکو نہ کرتا۔ اور اور تین امر سے جنکو ترک کیا حالانکہ چاہیے تھا کہ اُنکو عمل مین لاتا اور دیگر تین امر سے کہ حضرت رسولخدا سے اُنکی بابت استفسار نہ کیا۔ لیکن وہ تین امر جنکا کہ مرتکب ہوا اور لایق تھا کہ نہ کرتا یہ ہین پہلے یہ کہ دوست رکھتا تھا کہ خانہ فاطمہ کی پردہ دری اور اُسکو کشف نکرتا۔ گو اُسمین بیٹھکر میرے ساتھ جنگ کرنے کی تدبیرین سوچتے۔ دوسرے فجاۃ سلمی کو آگ مین نہ جلاتا۔ قتل کرنا تھا تو قتل کرتا ورنہ چھوڑ دیتا۔ تیسرے بروز سقیفہ بنی ساعدہ امر خلافت کو اِن دو مرد یعنی عمر و ابو عبیدہ سے کسی ایک کے

گلے مین ڈالتا کہ وہ امیر ہوتا اور مین اُسکا وزیر۔ لیکن وہ تین امر جو کرنے سے رہگئے ایک اشعث بن قیس مرتد ہے کہ جب اسیر ہوکر آیا تو اُسکو قتل کرنا چاہیے تھا مینے اُسکو چھوڑ دیا تھین کہ وہ شریر ہے جہان شرارت پائیگا البتہ اُسکی مدد کریگا۔ دوم خالد ولید کو شام بھیجا تھا تو عمر خطاب کو عراق پر بھیجتا تاکہ اپنا داہنا اور بایان ہاتھ راہ خدا مین مشغول رکھتا۔ سوم جو لشکر اہل ردہ پر بھیجا تھا آپ بھی اُسکے ساتھ جاتا اور ذی القصہ مین توقف کرتا کہ جب اُنکو ضرورت امداد ہوتی تو مین اُنکی مدد کرتا۔ اور تین سوال کہ رسول اللہ سے نہ پوچھے ایک یہ کہ چاہیے تھا کہ خلافت کی نسبت آنحضرت سے پوچھ لیتا کہ کسکا حق ہے کہ پھر اُسکی ساتھ ذرا نزاع نکرتا۔ دوم آنحضرت سے سوال کرتا کہ آیا انصار کا بھی خلافت مین کچھ حق و حصہ ہے یا نہ۔ سوم میراث عمہ و دختر خواہر کی مجھکو ضرورت پیش آئی یہ مسئلہ بھی آنحضرت سے استفسار کرنا چاہیے تھا۔ **مولف** کہتا ہے کہ یہ حدیث کنز العمال و مروج الذہب وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت مین مذکور ہے اسکی صحت مین کلام نہین ہو سکتا۔ پس پہلا امر یعنی کشف خانہ فاطمہ زہرا جس پر حضرت خلیفہ اول اپنے آخر وقت مین تاسف کرتے تھے اور کہتے تھے لم اکن اکشف بیت فاطمۃ وان اُغلق علی الحرب کہ کاش مین خانہ فاطمہ کو بے پردہ نہ کرتا اور اُسکو بحال خود رہنے دیتا گو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے پر بند کیا جاتا۔ کثرت نقل سے کتب اہلسنت مین حد تواتر کو پہنچگیا ہے روایت مروج الذہب مین بعد عبارت مذکورہ اسقدر اور لکھا ہے وذکر فی ذلک کلاماً کثیراً یعنی ابوبکر نے اسی امر کشف خانہ فاطمہ مین بہت سا کلام ذکر کیا۔ ظاہرا وہ کلام کثیر انہین شدائد اور سختیون کا ذکر ہوگا جو اِس معصومہ اور اُن کے شوہر عالیقدر کے ساتھ کی گئین کہ خانہ ملائک آشیانہ کے جلانے کو آتش اور ایندھن لے گئے اور وہ وہ تشدد و تہتک اُس معصومہ کے کئے جنکے تصور سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہین کہ کچھ اُنسے پہلے اس کتاب مین ذکر ہوئے دل سوز راویون نے ابوبکر کی زبان سے اُنکا شائع ہونا نامناسب جانکر روایت سے نکالدئے۔ **اور** فجاءہ سلمی جسکا نام ایاس بن عبد یالیل لکھا ہے اعراب سے ایک مومن مسلمان شخص تھا اُسکا یہ قصور تھا کہ اُس نے بیعت خلافتمآب سے انکار کیا تھا اور ہر چند اس سے بیعت کو کہا گیا مگر اُس نے نہ مانا لاجرم بتہمت رہزنی و اقتضاقی اُسکو پکڑ کر اور آگ روشن کرکے زندہ جلا دیا خلیفہ اول کے اس جوش غضب پر حضرت عمر نے بھی اعتراض کیا تھا اور حدیث پیغمبر لایعذب بالنار الا رب النار کہ سزاوار نہین کہ آگ سے سوائے خدا کے کوئی کسی کو عذاب کرے" انکو یاد دلائی مگر کچھ فائدہ نہوا۔ **منقول ہے** کہ فجاءہ کو آگ کے درمیان کلمہ توحید کا تکرار کرتا اور خدا و رسول کو یاد کرتا تھا تا اینکہ درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ اور اشعث بن قیس کے ساتھ حضرت خلافت پناہ نے یہی رعایت نہین کی کہ باوصف اُسکے کفر و ارتداد کے اُسکی جان بخشی فرمائی بلکہ اُسکے قرب و قرابت کو موجب فخر و عزت جانکر اپنی نابینا ہمشیر ام فروہ بنت ابی قحافہ کا اِسکے ساتھ نکاح کر دیا چنانچہ لوگ آپ کے اِس فعل پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے اکان ثواب الکفر تزویجہ البکر کہ آیا اسکے کفر کا اجر و ثواب یہ تھا کہ اپنی خواہر دوشیزہ کی اسکے ساتھ شادی کر دی ام فروہ سے اشعث کے گھر مین محمد و اسمٰعیل و اسحاق تین بیٹے اور جعدہ بنت اشعث ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ **ازانجملہ** محمد بن اشعث معرکہ کربلا مین عمر سعد کے لشکر مین حاضر تھا اور اسکے اعمال و افعال مشہور ہین آخر مختار کے ہاتھ سے فی النار ہوا اور جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیکر شہید کیا غرض شرارتین اشعث اور اسکے اولاد کی کسی پر مخفی نہین۔ **بروایت** بیضاوی اُس نے زوجہ رسولخدا سے جس نے بوقت خلوت

حال اشعث بن قیس

آپ سے استعاذہ کیا اور اسوجہ سے حضرت نے اس سے کنارہ کیا تھا نکاح کیا اور امیر المومنین کے ساتھ جو جو کچھ اِس ملعون نے کیا تھوڑا سا اس سے جلد حالات خلافت ظاہری اس جناب مین مذکور ہے اور نوبت عداوت اسکی آنحضرت کے ساتھ اس درجہ کو پہنچی تھی۔ کہ حسب روایت ابن ابی الحدید اسنے اپنے گھر مین ایک مبذنہ (منیار اذان) بنایا تھا جب مسجد کوفہ سے صدائے اذان حضرت امیر سنتا تو اپنے اس مبذنہ پر چڑھکر پکارتا اے مرد تو ساحر و کذاب ہے کہتے ہین کہ اشعث بعد شہادت آنحضرت کے کل چالیس روز زندہ رہا چالیسوین دن اپنے مقر و مقام کو چلا گیا۔ اور قول ابوبکر وددت انی سئلتہ من فی ھذا الامر فلا تنازع اھلہ کہ دوست رکھتا تھا کہ رسول اللہ سے امر خلافت کی بابت دریافت کرتا کہ کسکا حق ہے کہ پھر اسکے ساتھ نزاع نکرتا۔ اور نیز انکا ارشاد و سئلتہ ھل للانصار فی ھذا الامر شیٔ کہ پوچھتا کہ آیا انصار کے لئے بھی اسمین کچھ شرکت ہے۔ عجیب و غریب ہے حیرت ہے کہ جب اصل حقدار خلافت آپ کو معلوم تھا نہ انصار کی عدم شرکت ہی کا یقین رکھتے تھے تو پھر کسطرح خلافت انکو حلال ہوئی اور کس حجت و دلیل سے اموال و نفوس مسلمانان مین اپنے دنون تصرف فرماتے رہے ایسی تذبذب کی حالت مین اس سے علیحدہ رہنا چاہئے تھا نہ کہ خلیفہ بن بیٹھنا۔ اِلّا یہ کہ کہا جائے کہ یہ بیچارے تو اپنی سی بہت کچھ کرتے رہے بہتیرا سر بنبر غل مچایا کئے اقیلونی اقیلونی لستُ بخیرکم و علی فیکم مجھکو خلافت سے نکالو نکالو کہ مین تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان موجود ہین مگر یہ تمام کارسازی و سقیفہ پردازی حضرت ثانی لاثانی کی تھی انہون ہی نے اوّل انکو اس جنجال مین پھنسایا اور وہی اس سے مستعفی نہونے دیتے تھے کچھ روزون آپ وزارت کے لطف اٹھائے پھر امارت و خلافت پر ترقی پائی مگر اِس خود مطلبی کو تو دیکھئے کہ جب اپنا مطلب سیدھا کر چکے تو آخر مین آپ بھی کانون پر ہاتھ دھر کر الگ ہو گئے اور صاف کہدیا کہ بیعت ابوبکر ایک فلتہ یعنی بن سوچی سمجھی بات تھی خدا نے مسلمانون کو اس کے شر سے بچالیا جو کوئی پھر ایسا ارادہ کرے اُسے قتل کرے جیسا کہ آیندہ اُسکا ذکر آتا ہے۔ اور نیز ہم کہتے ہین کہ جب خود حضرت ابوبکر کو مستحق خلافت معلوم نہ تھا اور وہ اُسمین مشتبہ و مذبذب تھے اور رسولخدا سے اُسکے پوچھنے کی حسرت گور مین اپنے ساتھ لے گئے تو اُن کے مریدون نے کسطرح اطمینان کر لیا کہ انعقاد خلافت کے لئے اجماع اہل حل و عقد درکار ہے اور وہ خلافت ابوبکر مین حاصل ہو گیا تھا۔ اور جبکہ انصار کا امر خلافت مین شریک ہونا حضرت عتیق کے دل مین آخر وقت تک کھٹکتا رہا تو صحت حدیث الائمۃ من قریش جسے پیش کر کے آپنے سقیفہ مین انصار سے میدان مارا اور جو اب تک بھی ارادتمندون کی زبان پر ہے گدھر گئی غرض خلیفہ اوّل کے اُن آخری کلمات پر بہت کچھ گفتگو ہو سکتی ہے مناسب رسالہ ہذا انحا نکر چھوڑ دی گئی۔ کامل بہائی وغیرہ مین کتب شیعہ سے ابو غسان مالک بن اسمعیل نہدی نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ مین بوقت نزع اپنے باپ کے پاس حاضر تھا انکو حالت کرب و اضطراب مین دیکھکر مینے کہا اے پدر مین تمکو اسوقت بہت زبون حالت مین پاتا ہون اُنہون نے کہا اے محمد ایک شخص کا مجھپر مظلمہ ہے اگر وہ عفو کرے تو امید نجات ہے ورنہ نہین مینے پوچھا وہ کون شخص ہے کہا علیؑ ابن ابیطالب مینے کہا مین جانتا ہون کہ علیؑ سے معافی کی درخواست کرون تحقیق کہ وہ ایک مرد سلیم ہین ضرور معاف کر دینگے پس امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے باپ

اسوقت بہت بُری حالت مین ہین چونکہ اُنہون نے آپ پر ظلم کیا ہے اور تمہارا حق بزور دبالیا ہے لہذا اسو عاقبت پر یقین کامل رکھتے ہین مین ضامن ہوا ہون کہ آپ سے اُسکی عفو و بخشش کا خواستگار ہون حضرت نے فرمایا کرامۃ لک یا محمد اے محمد مین تیری خاطر سے بحل کرتا ہون اِلّا اُسکو کہہ کہ سب کے سامنے اقرار کرے کہ خلافت و امامت میرا حق نہ تھا بظلم اسپر متصرف ہو گیا تھا مین اُسکو عفو کر دونگا مینے واپس آکر ابوبکر سے کہا تو اُنہون نے کہا اگر ایسا کرون تو قیامت تک مجھکو لعن و نفرین کرین پس انتقال کیا اس آیۂ شریفہ کو وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید ترجمہ آئین موت کی سختیان بحق و راستی کہ جن سے تو جدا اور علیحدہ نہین رہ سکتا تھا۔ پس ایک دمسرد کھینچی اور کہا کاش مجھکو فاطمہ و خانہ فاطمہ سے کچھ سروکار نہوتا۔ اور کاش مین فجا سلمی کو آگ مین نہ جلاتا اور اشعث قیس کو زندہ نچھوڑتا اور اپنی بہن کا اُسکے ساتھ نکاح نکرتا۔ یہ کہتے تھے اور آہ و فغان کرتے تھے تا اینکہ جان بحق تسلیم ہوئے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ جب وقت وفات ابوبکر کا نزدیک آیا تو اُنہون نے عائشہ سے پوچھا فی کم کفنتم النبی کہ تمنے رسولخدا کو کے پارچہ مین کفن دیا اُس نے کہا تین پارچہ سفید سحولیہ[1] مین کہ قمیص و عمامہ اُنمین شامل نہ تھا۔ پھر پوچھا کس روز آنحضرت نے وفات پائی کہا بروز دو شنبہ۔ فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ بعید ہے کہ باوصف قرب عہد کے ابوبکر کو تعداد پارچہائے کفن حضرت رسالت پناہ یاد نرہی ہو۔ لیکن اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے تجہیز و تکفین کے وقت حاضر نہ تھے کیونکہ اسوقت سقیفہ بنی ساعدہ مین اخذ بیعت مین مشغول تھے لیکن تعیین روز وفات کی بابت انکا استفسار کرنا پس ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ حضرت شب چارشنبہ کو دفن ہوئے تو انکو تردد ہو گیا کہ آیا انتقال دو شنبہ کے روز یا سہ شنبہ کے الحاصل خلیفہ اوّل القول مشہور میان علماء اہل سنت شب سہ شنبہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری کو فوت ہوئے اور عمر خطاب نے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی اور اُسی رات کو حجرۂ رسولخدا مین پہلوئے چپ آنحضرت پر دفن ہوئے اور اس دفن مین جو اُنکے اعلےٰ فضائل سے شمار ہوتا ہے علماء شیعہ نے بہت سی معقول بحثین وارد کین ہین بخوف طوالت مناسب اِس کتاب کے نجانکر ترک کی گئین۔ تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ وہ کشیدہ قامت ہلکے چہرہ کے معروق الوجہہ تھے یعنی رگین مُنہہ پر نمودار تھین اور آنکھین اندر کو بیٹھی ہوئی اور استخوان خسار باہر کو اُبھرے ہوئے تھے مفاصل انگشتان پر بال نرکھتے تھے اور نیل و مہندی سے خضاب کیا کرتے تھے **تتمہ**۔ حضرت ابوبکر کو جو عزت واقتدار دنیوی حاصل ہوئی اسلام کی بدولت حاصل ہوئی۔ ورنہ وہ پہلے سے قریش مین کوئی خاص شرافت نرکھتے تھے خاص شرافت تو درکنار وہ ایک معمولی اوسط درجہ کے آدمی بھی نہین گنے جاتے تھے اُن کے باپ ابو قحافہ پہلے چڑی مار کا پیشہ کر کے پیٹ پالتے تھے فاختہ قمری وغیرہ پکڑتے اور ذو الحلیفہ مین بیچ آتے۔ بعد کو جب نابینا ہو کر اُس سے بھی بیٹھ رہے تو عبداللہ بن جدعان رئیس مکہ سے التجا کی یہ شخص بہت بڑا مالدار اور سخی تھا اُسکا دسترخوان ہر وارد و صادر و مقیم و مسافر کے لئے کھلا رہتا تھا۔ اُس نے

[1] سحولیہ سحول بروزن صبور ایک موضع ہے یمن مین کہ جہان عمدہ کپڑا بنا جاتا ہے یا سحول کے معنے گاذر یعنی دھوبی کے ہین اور پارچہ سحولیہ منسوب ہے اِس موضع کی طرف یا دھوبی کی طرف کہ اسکو دھووے۔ ۱۲ کذا فی منتھی الادب

ابو قحافہ کو مہمانون کے بلانے پر نوکر رکھ لیا وہ آوازین لگاتے کہ لوگو کھانا کھانے چلو اور اسکی اجرت مین جو بچا کھچا کھانا انکو ملجاتا بعض علمانے کہا ہے کہ پس خوردہ کے علاوہ ایک درہم بھی ہر روز پاتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ ابو قحافہ منادی گری پر نوکر تھے اور ابو بکر کھانا پکانے پر باورچی تھے مگر بعض نے ابو بکر کا پیشہ معلم اطفال بیان کیا ہے اور بقولے اوّل خیاطی اسکے بعد بزازی سے بسر اوقات کرتے تھے یعنی گاڑہ گزی موٹے کپڑونکا گٹھہ لیکر دروازے بیچتے پھرتے تھے چنانچہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو بھی یہی پیشہ کرتے تھے۔ **روضتہ الاحباب** مین ہے کہ جب امر خلافت ابو بکر پر قرار پایا تو اگلے روز بازار کو چلے کہ بدستور معہود خرید و فروخت کرین عمر و ابو عبیدہ راستے مین ملے کہا تم اب مسلمانون کے سردار اور حاکم ہو مناسب نہین کہ پہلے کی طرح سودا بیچتے پھرو فرمایا عیال کو کیا کھلاؤن۔ اُنہون نے دیگر اصحاب کے مشورے سے کھانا کپڑا انکا اور اُن کے عیال کا بیت المال سے مقرر کر دیا اور حاشیہ زین العرب مشکوٰۃ سے منقول ہے کہ ابو بکر سے بیعت ہوئی تو دیکھا کپڑون کا پشتارہ کندھون پر رکھے لئے جارہے ہین مسلمانون کو یہ سخت ناگوار گزرا اُنہون نے کہا مالِ خدا اور ہمارے اموال موجود ہین اسمین سے جتنا چاہو لیلو اور اس کام سے باز رہو۔ **نیز** انکا خاندان قبیلہ تیم عرب مین کوئی نامی قبیلہ نہ تھا اُنکے درمیان کبھی کوئی سردار مشہور و تاجر معروف نہین گزرا جریر شاعر کہتا ہے ~ **ویقضی الامر حین تغیب تیم ۔ ولا یستأذنون وھم شھود** یعنی کاروبار بلا شرکت مردان بنی تیم طے ہوتے تھے اور ہر چند وہ حاضر ہوتے تھے پر کسی بات مین دخل نہ دے سکتے تھے دغفل نسابہ معاویہ سے قبائل عرب کا حال بیان کرتا تھا۔ آخر مین تیم کا ذکر آیا تو کہا وہ ایک جماعت ہے کہ فحش و زنا اُنکے فراش مین ظاہر و فاش ہے ان شبعوا فخروا وان افتقروا الحوا کہ انکی خصلت ہے کہ سیر ہوتے ہین تو بخل کرتے ہین اور فقر و احتیاج مین بالحاح و سماجت پیش آتے ہین۔ ابو بکر سے بیعت ہوئی اور اسکی خبر ابو قحافہ کو پہنچی تو بہت تعجب کیا اور کہا کیف رضی بنو عبد مناف بذلک کہ اولاد عبد مناف اس پر کیونکر رضامند ہوئے چونکہ جانتے تھے کہ اشراف قریش اُنکے بیٹے کی اطاعت نہین کرینگے تو حیرت مین تھے اور یقین نہ کرتے تھے جب تحقیق ہوا تو کہا اللھم لا مانع لما اعطیت پروردگارا تو جسکو عطا کرے کوئی روک نہین سکتا **مروج الذہب مسعودی** مین ہے کہ ابو بکر کو ابو سفیان بن حرب کی طرف سے ایک امر پہنچا تھا اس لئے اسکو بلوایا تھا اور اسپر خفا ہو رہے تھے اور چلا رہے تھے۔ اور ابو سفیان تملق اور خوشامد کی باتین کرتا تھا اتنے مین ابو قحافہ بھی وہان آنکلے ایک آدمی انکی لاٹھی پکڑنے آ رہا تھا ابو بکر کی چیخین سُنکر اس مرد سے پوچھا کہ میرا بیٹا کسپر خفا ہو رہا ہے اُس نے کہا ابو سفیان پر ابو قحافہ نے ابو بکر کے پاس جا کر کہا اے عتیق تم اپنے طور و طریق پر نہ رہے اور اپنی مقدار سے تجاوز کر گئے یعنی اپنے آپ کو نہین دیکھتے اور ابو سفیان سے اسطرح پیش آتے ہو یہ سُنکر ابو بکر و دیگر مہاجر و انصار کہ وہان موجود تھے ہنسنے لگے اور ابو بکر نے کہا ان اللہ قد رفع بالاسلام قوما واذل بہ اخرین اے پدر حقتعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے پست مرتبہ لوگون کو بلند کیا اور بلند درجہ والون کو پست فرمایا ہے۔ فی الواقع ابو بکر انہین لوگون سے تھے جو کہ پستی سے بلندی کو پہنچے تھے جو حال ابو بکر کے قبیلہ

کا ہے اُسی کے قریب قریب بنی عدی خلیفہ ثانی کے کنبہ کا ہے۔ اور خود حضرت عمر اور اُنکے باپ خطاب محنت مزدوری کر کے لکڑیونکا گٹھا اپنے سرون پر لاتے تھے جب بسر اوقات ہوتی تھی۔ عقد ابن ربہ مین ہے کہ عمر نے عمرو عاص کا مال جرمانہ کر کے ضبط کر لیا تو اُسنے کہا قبح اللہ زمانا یعمل فیہ عمرو بن العاص لعمر بن الخطاب بُرا ہو اُس زمانے کا جسمین عمرو عاص عمر خطاب کے بیٹے کا عامل بنے واللہ انی لاعرف یحمل علی رأسہ حزمۃ حطب وعلی ابیہ مثلھا قسم بخدا کہ مجھکو یاد ہے کہ وہ پشتہ ہیزم اپنے سر پر لادکر لاتا تھا اور نیز اُسکے باپ خطاب کے سر پر ویسا ہی گٹھا ہوتا تھا حالانکہ میرا باپ عاص بن وائل لباسہائے ابریشمین اور عیش و عشرت مین تھا اب وہ خلیفہ ہے اور مجھکو اُسکا تابع و عامل بنا پڑا انتہیٰ۔ کبھی کبھی عمر کو پہلی باتین یاد آتی تو کہا کرتے تھے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ مین خطاب کی بکریان چرایا کرتا تھا اور اُسمین غفلت ہوتی تو وہ مجھکو مارتا تھا۔ یا اب مین ہون کہ میرے اور خدا کے درمیان کوئی تیسرا نہین جس سے کہ مین خوف کرون **مروی ہے** کہ آخری حج مین جسکے بعد پھر حج نہین کیا آپ مکہ سے واپس آرہے تھے وادی ضجنان مین پہنچے تو اپنی پچھلی کیفیت کو یاد کر کے بولے الحمد للہ لا الہ الا اللہ یعطی من یشاء ما یشاء خدا کا شکر ہے کوئی معبود اُسکے سوا نہین جسکو جو چاہتا ہے بخشتا ہے قسم بخدا کہ مین اس جنگل مین خطاب کی بکریان چرایا کرتا تھا اور وہ فظ غلیظ یعنی تند خو سخت مزاج آدمی تھا۔ کام کرتا تو تعب مین ڈالتا کوتاہی ہوتی تو مارتا تھا ولقد اصبحت وامسیت ولیس بینی وبین اللہ احد اخشاہ الا اللہ اور ابن اثیر نہایہ مین لفظ خبط کے معنون مین لکھتا ہے کہ وہ ورق شجر یعنی برگ درخت ہے چنانچہ حدیث عمر مین ہے لقد رایتنی فی ھذا الجبل اختطب مرۃ واختبط اخری کہ مینے اپنے تئین اس پہاڑ مین دیکھا ہے کہ کبھی سوکھی لکڑیان چنتا تھا اور کبھی درختون سے پتے جھاڑتا تھا یہ حضرت کے ابتدائی حالات ہین جب ذرا بڑے ہوئے تو ولید بن مغیرہ مخزومی کے یہان نوکر ہو گئے اُسکے اونٹ چراتے اور بوجھ اُٹھاتے اور اسباب کی نگاہبانی کرتے اس سے ترقی کی تو بازار دنین دلالی کا پیشہ کرتے تھے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین نہایہ ابن اثیر سے نقل کیا ہے کہ عمر زمانہ جاہلیت مین مبرطش تھے اور وہ مثل دلال کے ایک شخص ہوتا ہے کہ بائع و مشتری کے درمیان سعی کرتا ہے اور یہ لفظ سین مہملہ کے ساتھ بھی آیا ہے یعنی مبرطس اور وہ صاحب قاموس کے نزدیک وہ شخص ہے کہ لوگون کو اونٹ اور گدھے کرایہ پر لیدے اور اپنا بھی کچھ حق اسمین ٹھہرا لے۔ اور یہ پیشہ آپکا اسلام مین بھی رہا ہے چنانچہ زمانہ خلافت مین جب کوئی حدیث انکو معلوم نہوتی اور راوی لوگ اُسکو بتلاتے تو وہ اسکے عذر مین کہا کرتے تھے الھانی عنہ الصفق بالاسواق کہ مجھکو بازار دن مین پھرنے نے اسکے جاننے سے باز رکھا۔

ذکر بعضے از حالاتِ خلافت خلیفہ ثانی

حضرت ابو بکر کے مرنے پر جناب عمر خطاب نے عنانِ حکومت ہاتھ مین لی ابو بکر اپنے آپ کو خلیفہ رسول کہلاتے تھے عمر کو یہ پسند نہ آیا اُنہون نے اپنا نام امیر المومنین مقرر کیا یعنی جسطرح حضرت امیر علیہ السلام کا منصب و مقام لیا تھا لقب و نام بھی نہ چھوڑا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ عمر نے کہا ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے مجھکو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہین گے تو طول ہوگا اور روز مرہ کی گفتگو مین تکلیف اور تنگی واقع ہوگی مغیرہ بن شعبہ حاضر درگاہ تھا بولا ہم مومنین ہین اور تم ہمارے امیر پس تمہارا نام امیرالمومنین ہونا چاہئے عمر نے اسکو پسند کر لیا۔ **بروایت** دیگر جس نے سب سے پہلے خلافت پناہ کو اس نام سے آگاہ کیا وہ عمرو عاص تھا۔ **مدارج النبوۃ** مین ہے کہ مغیرہ بن شعبہ عمرو عاص معاویہ بن ابوسفیان زیاد بن ابیہ یہ چار شخص دہاۃ و عقلاء عرب سے شمار کئے گئے ہین یعنی دنیا طلبی کے ہتھکنڈے انکو خوب آتے تھے خواہ بحق یا بباطل اپنا کام نکال لینے مین مشق و مہارت رکھتے تھے۔ کیونکہ ذرا آگے بڑھکر صاحب مدارج لکھتے ہین کہ لفظ عقل تین معنون مین بولا جاتا ہے ایک قوت عاقلہ نفس ناطقہ دوسرے دریافت ہونا ان امور کا جنسے انسان کے مبدا و معاد کی کاروبار اصلاح پذیر ہون۔ تیسرے تحصیل اغراض دنیوی اور اسکی تدابیر گو جھوٹ و باطل سے ہون اس تیسرے قسم کی مثال مین شیخ عبدالحق دہلوی مصنف مدارج عمرو عاص وغیرہ کا ذکر کرتے ہین وغیرہ سے وہی معاویہ و مغیرہ بقرینہ سابق مراد ہین مگر ہم حیران ہین کہ جب جماعت صحابہ کی بقول اس فاضل کے حق و ناحق دنیا طلبون کی سرگروہ ٹھہری تو کلیۃ الصحابۃ کلہم عدول کہ ضروری مذہب سنت و جماعت ہے کہان سلامت رہا۔ علاوہ برین ان لوگون کی حالت کذائی کو اس حدیث کے ساتھ ملائے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کہ میرے اصحاب مثل ستارہ ہائے آسمان ہین انمے جس ایک کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔ اسوقت دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس دنیا سازی و حیلہ بازی مین بھی انکی اقتدا موجب اہتدا ٹھہرتی ہے پس دیکھا چاہئے کہ یہ حضرات صحابہ کی طرفداری مین کسقدر حق سے دور جا پڑے۔ یہی مغیرہ بن شعبہ دیگر خلفاء کی طرح حضرت امیرالمومنین کے نزدیک بھی قرب و رسوخ حاصل کیا چاہتا تھا چنانچہ ابتدائی خلافت اس جناب مین حاضر خدمت ہو کر کہنے لگا یا امیرالمومنین آپ معاویہ وغیرہ عاملان عثمان کو ابھی معزول نکرین ثانی الحال جبکہ بنائے خلافت مضبوط ہو جائے تو اختیار ہے جو چاہے سو کیجئے یہ صلاح نظر بمصالح سلطنت اچھی تھی۔ مگر دنیوی بادشاہی کے لئے نہ کہ دینی فرمانروائی کے اسلئے وہان قبول نہوئی جواب مین ارشاد ہوا والله لا اتخذ المضلین عضدا نہین قسم خدا کی نہین مین گمراہون کو اپنا مددگار نہ بناؤنگا مغیرہ اپنا سا منہہ لیکر رہ گیا۔ دوسرے موقعہ پر اس مضمون کو زیادہ وضاحت سے ارشاد کیا ہے فرماتے ہین قسم بخدا کہ معاویہ مجھ سے عقل و دہا مین زیادہ نہین مگر وہ فسق و فجور و مکر و زور کا مرتکب ہے مین اس سے کراہت کرتا ہون ایسا نہوتا تو سب سے زیادہ داہی مین تھا۔ لیکن قیامت کے روز ہر غدار بدکار کے لئے ایک نشان ہوگا جس سے وہ پہچانا جائیگا قسم بخدا کہ مین مکر و فریب کام مین نہ لاؤنگا اور اپنے تئین اس شدت و تنگی مین نہ ڈالونگا۔ اور یہ بات کہ امیرالمومنین لقب خاص حضرت امیر کا ہے کتب اہل سنت مین متواترات سے ہے اور اس کتاب مین بھی منقولا عنہم جابجا اسکا ذکر آیا ہے۔ صاحب مودۃ القربیٰ نے کہ انکی کتاب رشید الدین خان جیسے بزرگون کے لئے مایۂ ناز ہے ایک علیحدہ باب اس امر کے بیان کے لئے ترتیب دیا ہے چنانچہ کہتے ہین **المودۃ الرابعۃ فی انہ امیرالمومنین وسید الوصیین** کہ چوتھی مودت اسکے بیان مین ہے کہ وہ حضرت امیر ہین مومنون کے اور سید و سردار ہین وصیون کے پھر پیغمبر خدا سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا **ان فی اللوح المحفوظ تحت العرش مکتوب علی بن ابیطالب امیرالمومنین**

کہ لوح محفوظ پر زیر عرش لکھا ہوا ہے کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام امیرالمومنین ہین۔ **دیگر** حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر لوگون کو معلوم ہوتا کہ علی کب سے امیرالمومنین کے نام سے نامزد ہوئے تو ہرآئینہ انکی فضیلت کا انکار نکرتے آپکا نام امیرالمومنین رکھا گیا حالانکہ آدم ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے۔ یعنی روح ان کے بدن مین داخل نہوئی تھی انتہی۔ فقط امیرالمومنین ہی پر موقوف نہین صدیق و فاروق بھی اسی جناب کے خاص القاب ہین کہ اہلسنت زبردستی ابوبکر و عمر کے نامون کے ساتھ لگاتے ہین ابن حجر مکی صواعق محرقہ کی تیسوین حدیث مین فضائل امیرالمومنین سے بروایت عبداللہ بن عباس نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا **الصدیقون ثلثۃ حزقیل مؤمن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یسین وعلی بن ابیطالب** کہ صدیق کل تین ہین حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار صاحب یسین اور علی ابن ابیطالب اور ابونعیم اور ابن عساکر نے اسقدر اور زیادہ نقل کیا ہے۔ **وعلی بن ابیطالب وھو افضلہم** یعنی تیسرے ان تین کے علی ابن ابیطالب ہین اور وہ ان سب مین افضل ہین اور یہ بہت صحیح ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ جناب اپنے آپ کو صدیق اکبر کہا کرتے تھے جیسا کہ نسائی نے خصائص مین نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مین ہون بندہ خدا اور برادر رسول اللہ کا اور صدیق اکبر ہون سات سال پہلے سب سے ایمان لایا۔ میرے سوا کوئی اسکو نکہیگا مگر کذاب۔ اور طبرانی نے بسند خود سلمانؓ و ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے علی علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے ساتھ مصافحہ کرینگے اور وہ ہین صدیق اکبر اور فاروق اس امت کے کہ فرق کنندہ ہین درمیان حق و باطل کے اور وہ ہین یعسوب مومنون کے بموجب ان روایات کے صدیق و فاروق صرف حضرت امیر کے القاب ہین۔ اور اورون نے جو یہ نام اپنے مقرر کر لئے وہ جھوٹے کذاب ہین۔ اور طرفہ یہ کہ اہلسنت نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر کو فاروق کا لقب پہلے یہود و النصاریٰ نے دیا ہے مسلمان انسے سنکر کہنے لگے رسولخدا سے اس بارے مین کچھ نہین پہنچا **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول وے (عمر) را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند و از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در این باب چیزے بما نرسیدہ انتہی +

تجسس خلیفۂ ثانی

غرائب حالات خلافت پناہ سے ایک آپکا راتون کو گلی کوچون مین چکر لگانا اور مسلمانون کے خفیہ عیوب کی تلاش کرنا ہے یہ بدعت اسلام مین انسے شروع ہوئی۔ پیشتر نہ تھی کیونکہ شرع مین تجسس کی سخت ممانعت آئی ہے حقتعالے قرآن شریف مین بصیغہ نہی **لا تجسسوا** اس سے منع کرتا ہے اور حضرت رسولخدا سے احادیث کثیرہ تجسس کی مذمت مین وارد ہوئی ہین از انجملہ آنحضرت نے فرمایا اے لوگو کہ ظاہرا زبان سے اسلام لائے اور ایمان تمہارے دلون مین داخل نہین ہوا مسلمانون کو ایذا نہ دو اور انکی عیب جوئی نکرو اور انکی لغزش اور خطاؤن کی تلاش مین نرہو۔ بتحقیق کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی خطائین ڈھونڈتا ہے حقتعالی اسکی خطائین ڈھونڈتا ہے اور اسکو اسکے گھر کے اندر فضیحت اور رسوا فرماتا ہے۔ یہ حدیث کتب معتبرہ اہل سنت مین بطرق متعددہ متکثرہ وارد

ہوئی ہے اور نیز ان کے یہان ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ان پلید گیون سے کسی مین مبتلا ہووے چاہیے کہ اُسکو مخفی رکھے کیونکہ ہمارے سامنے ظاہر ہونگی تو ہم اُنپر حدود شرعی جاری کرینگے۔ صاحب شرح مواقف ایسے احادیث نقل کرنیکے کے بعد لکھتے ہین وقد علم من سیرتہ انہ کان لایتجسس عن المنکرات بل یسترھا ویکرہ اظہارھا یعنی معلوم ہے کہ رسول اللہ کی عادت تھی کہ بدکاریون کی تجسس و تفتیش نکرتے تھے بلکہ ستر پوشی کو کام مین لاتے اور اُسکے اظہار سے کراہت فرماتے تھے۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ درحقیقت آنحضرت کی ایسی ہی شریف عادت تھی۔ مگر خلیفہ ثانی اسکے برعکس مسلمانون کی پردہ دری سے رغبت اور اُن کی عیب جوئی کا شوق رکھتے تھے اور گو اُن کے خیر خواہ انکو روکتے اور مانع آتے بلکہ وہ خود بار بار اسمین ندامت و خجالت اُٹھاتے مگر اُس سے باز نہ آتے تھے وہ راتون کو اکیلے دوکیلے راستون بازارون مین گشت لگاتے اور بیدھڑک گھرون مین گُھس جاتے دروازے بند پاتے تو بکمال چستی و چالاکی دیوارون کو پھاند جاتے یا پشت خانہ سے چھت پر چڑھکر دفعتہً لوگون کے سر پر جا پہنچتے اور انکو خجل و شرمندہ فرماتے تھے گویا حضرت مخبر صادق انہی کے حال و مآل پر نظر فرماکر تکرار کہتے تھے یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یدخل الایمان فی قلبہ لاتتبعوا عورات المسلمین اے ظاہر کے مسلمانون دلی ایمان کی دولت سے بے نصیبو تم مسلمانون کی عیب جوئی کروگے تو حقتعالے تمکو فضیحت و رسوا کریگا۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین رقمطراز ہین کہ خلیفہ صاحب ایک رات عبدالرحمن عوف کے ساتھ دورہ کر رہے تھے کہ ایک چراغ کی روشنی نظر آئی اُسکی طرف چلے قریب پہنچے تو مکان کے اندر سے صدائے شور و غل سُنی ابن عوف سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ کسکا مکان ہے کہا نہین فرمایا ربیعہ بن امیہ بن حلف کا اب ہمکو کیا کرنا چاہیے عبدالرحمن نے کہا ہمنے وہ کام کیا جس سے حقتعالے نے ہمین منع کیا ہے یعنی تجسس کیا کہ اس سے نہی فرمائی ہے پس عمر نے اُنسے تعرض نکیا اور وہانسے واپس چلے آئے اور کنز العمال مین ایک اور موقعہ کا ذکر کیا ہے کہ عمر کسی کے گھر کے اندر جا گھسے تو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اور زوجہ پیالے مین بھر بھر کر اُسے شراب پلا رہی ہے۔ اُسوقت عبدالرحمن نے کہا یہ عیب جوئی و تجسس ہے خلافت پناہ نے کہا اسکی توبہ کیا ہے کہا یہ کہ تو اپنے علم سے اسے آگاہ نکرے اور بجز بھلائی کے اُسکی طرف سے دل مین کچھ نرکھے یہ کہکر دونو پلٹ آئے اور **نیز** کنز العمال مین ابو محجن ثقفی اور اُسکے اصحاب شراب خوار کے سر پر آپکا دفعتہً جا پہنچنا روایت کیا ہے اس مرتبہ زید بن ثابت و عبدالرحمن بن ارقم اردلی مین تھے۔ دونو نے کہا اے امیر المومنین یہ تجسس منہی عنہ ہے۔ غرض اس قسم کی بہت سی حکائتین صاحب تشئید علیہ الرحمہ نے کتب اہل سنت سے نقل کی ہین کہ لوگ آپ کو اس خصلت زبون سے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتے تھے ازالۃ الخفا مین ہے کہ عمر ایک دفعہ مدینہ مین رات کیوقت عسعسی کر رہے تھے کہ ایک مکان سے ایک مرد کے گانے کی آواز سُنی دیوار پھاند کر اندر گئے تو دیکھا ایک عورت بیٹھی ہے اور شراب رکھی ہے کہا یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیتہ کہ اے دشمن خدا تو جانتا ہوگا کہ حقتعالے تیری پردہ پوشی کریگا درانحالیکہ تو اُسکی نافرمانی مین مشغول ہے وہ بیباک بھی بڑا چالاک تھا بولا اے امیر المومنین جلدی نکرو اگر مینے خدا کی ایک معصیت کی تو تم سے تین گناہ سرزد ہوئے اوّل یہ کہ حقتعالے فرماتا ہے

کہ تجسس مت کرو تمنے تجسس کیا دوسرے تم دیوار پھاند کر گھر مین آئے اللہ جل شانہ کہتا ہے واتوا البیوت من ابوابھا کہ آؤ تم گھرون مین اُنکے دروازون سے۔ سوم ارشاد فرماتا ہے لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا کہ تم بیگانے گھرون مین مت جاؤ جبتک کہ موانست نہو اور سلام کرو گھر والون پر۔ تم بے محابا بلا کسی موانست کے چلے آئے اور سلام کا تو کیا ذکر ہے۔ خلیفہ صاحب یہ برجستہ تقریر سُنکر بغلین جھانکنے لگے اور کہا تو یہ کہا کہ اگر مین تیرا قصور معاف کردون تو تیرے پاس کوئی بھلائی ہے اُس شخص نے کہا ہان اے امیر المومنین آپ یہ خطا معاف کردینگے تو مین پھر ایسا کام کبھی نکرونگا۔ پس وہانسے چلے آئے ابن ابی الحدید اس روایت کے نقل کے بعد شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے وروی فی روایۃ اخری فلحقہ الخجل یعنی دوسری روایت مین ہے کہ خلیفہ صاحب کو شرمندگی عارض ہوئی **مترجم** کہتا ہے کہ خلافت پناہ سے جسطرح اس شرابی کا جواب بن نہ آیا اسی طرح وہ اکثر مقامات مین بند و لاجواب ہوجایا کرتے تھے۔ حتے کہ لڑکون اور عورتون کے مقابلے مین مبہوت و حیران ہوجاتے تھے۔ اور کبھی کبھی بھرے مجمع مین اپنی جہالت کا اقرار بھی کرلیتے تھے حتے کہ تمام عالم کو اپنے سے فقیہ اور عالم تر بتلاتے تھے۔ چنانچہ اسی سبب سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے ھو یکثر العثار والاعتذار منھا کہ عمر بار بار غلط اور خطا کرتے تھے اور اس سے عذر چاہتے تھے۔ ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عمر ایک روز انصار سے ایک جوان کے پاس سے گذرے چونکہ تشنہ تھے پانی مانگا اُس نے شہد کا شربت آپ کے لئے حاضر کیا آپ نے اُسکے پینے سے استکراہ کیا اور فرمایا حقتعالے فرماتا ہے اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا یعنی لیگئے تم اپنی اچھی چیزون کو زندگانی دنیا مین۔ اُس جوان نے کہا اے امیر المومنین یہ کافرون کا حال ہے مسلمانونکا نہین اور ماقبل آیہ کو آپکے سامنے پڑھا ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا جس روز کہ عرض کیے جائین وہ لوگ کہ کافر ہین آتش جہنم پر اور کہا جائے اُنکو کہ لیگئے تم اپنی طیبات کو زندگانی دنیا مین پس عمر نے وہ شہد پیا اور کہا کل الناس افقہ من عمر کہ تمام آدمی عمر سے زیادہ فقیہ ہین۔ اور مشہور ہے کہ ایک مرتبہ سر منبر فرمایا ایھا الناس اپنے ازواج کے مہر کو گران اور بھاری نکرو تحقیق کہ جو کوئی چارسو درہم سے زیادہ مہر مقرر کریگا مین اُس زیادتی کو چھینکر بیت المال مین داخل کرونگا۔ خطبہ کہکر واپس آرہے تھے کہ قریش سے ایک عورت نے آگے آکر کہا اے پسر خطاب خدا کا کلام پیروی کی لائق ہے یا تمہارا کہا خدا کا عورت نے کہا پھر تم زائد مہر کو کیونکر لے سکتے ہو جبکہ خداتعالے فرماتا ہے وآتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اگر تم کسی عورت کو بقدر قنطار[1] مال بھی دیدو تو اُسمین سے ذرا سا بھی واپس نہ لو۔ بروایتے بہادر عورت نے مسجد ہی مین یہ جواب دیا تھا بہر تقدیر عمر نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کل الناس افقہ من عمر حتی النساء کہ تمام آدمی عمر سے زیادہ فقیہ ہین یہانتک کہ عورتین بھی۔ بروایتے فرمایا تم تعجب نہین کرتے ایک عورت سے کہ اُس نے درست بات کہی اور ایک امام سے کہ خطا کی بروایت دیگر کہا امرأۃ خاصمت عمر فخصمتہ کہ ایک

[1] قنطار ایک چرم گاؤ پر از زر یا پر از سیم - ۱۲ - منتہی ⁂ ⁂

عورت لئے کمر بستہ خصومت کی اور دستبرِ غالب آئی - شاہ عبد العزیز تحفہ مین کہتے ہین کہ ایسا کہنا عمر کا براہ انکسار تھا نہ کہ واقعہ مین اُنسے خطا ہوئی تھی ہم کہتے ہین کہ یہ صحیح نہین اگر انکسار کے راہ سے ہوتا تو وہ اِس مسئلے سے رجوع نفرماتے حالانکہ اُنہون نے عورت کے ٹوکنے سے اپنی رائے بدلدی اور لوگون کو زیادہ مہر مقرر کرنیکی اجازت عطا فرمائی **کنز العمال** مین ہے ثم رجع الی المنبر فقال للناس انی کنت نھیتکم ان لا تغالوا فی صداق النساء فلیفعل رجل فی مالہ ما شاء یعنی بعد اسکے عمر واپس آئے اور دوبارہ منبر پر جاکر کہا مینے تمکو بھاری مہر باندھنے سے منع کیا تھا اب ہر شخص کو اختیار ہے اپنے مال مین جو چاہے سو کرے - اِس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کے تنبیہ کرنے سے خلیفہ صاحب کو اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور وہ اِس سے باز رہے - پس انکسار کی کہان گنجائش رہی - خیر اِس مقام پر تجسس عیوب و شب گردی کا مذکور تھا - جہالات عمر کو ہم آئندہ علیحدہ لکھنے والے ہین یہان جو امر درپیش ہے اُسکی نسبت سُنئے خلیفہ صاحب کے اِس راتون دوڑے دوڑے پھرنے سے بجائے نفع کے خلقت کو نقصان پہنچتے تھے - بیچارہ **نصر بن حجاج** سلمی حضرت کے اسی کوچہ گردی کا شکار ہوا ہے - مجمل کیفیت اسکی اِس طرح پر ہے کہ ایک رات

قصہ نصر بن حجاج

عمر حسب معمول روند کو اُٹھے تو ایک مقام سے ایک عورت کی آواز آئی کہ یہ شعر پڑھتی ہے ؎ ھل من سبیل الی خمر فاشربھا ام ھل سبیل الی نصر بن حجاج ۔ اے کاش مجھکو شراب کی طرف راستہ ملتا کہ اُسکو پیتی یا کوئی راہ نصر بن حجاج ہی کی طرف پاتی خلیفہ صاحب کے یہ شعر سُنکر کان کھڑے ہوگئے اور صبح سویرے اُٹھکر پوچھنے لگے کہ یہ نصر بن حجاج کون شخص ہے معلوم ہوا کہ قبیلہ سلیم سے ایک جوان رعنا جمال باکمال و زلف و خال بیمثال رکھتا ہے حکم دیا کہ فوراً حاضر کرین سامنے آیا تو دیکھا کہ فی الواقع حسن و خوبی کا پُتلا ہے صاحب روضۃ الاحباب یہ ابیات باآب و تاب اسکی شان مین لکھتے ہین **نظم** رُخ بخوبی زماہ دلکش تر ✣ لب شیرین ہی از شکر خوشتر ✣ مشک با زلف او جگر خوارے ✣ گل و ریحان زباغ او خارے ✣ قدے افراختہ چو سرو بباغ ✣ روے افروختہ چو شمع و چراغ ✣ تازہ روئش تازہ تر ز بہار ✣ خوب رنگیش خوب تر ز نہار ✣ غرض خلیفہ صاحب دیکھتے ہی اُسکے دشمن ہوگئے کیونکہ اپنے کمال دانائی سے یہ سمجھلیا کہ ضرور وہ عورت اسپر عاشق ہے اُسکے فراق مین اشعار پڑھتی تھی اور اُسکا یہ قصور ہے کہ عورتین اُسکے اوپر فریفتہ ہوکر آوارہ ہوتی ہین حالانکہ یہ گمان اُنکا باطل تھا کسلئے کہ ممکن ہے کہ کسی شاعر نے اپنے اشعار مین نصر کے حُسن کو تمثیلاً ذکر کیا ہو اور وہ عورت بطور نقل و حکایت اُسکو پڑھتی ہو اور سلمنا کہ شعر بھی عورت ہی کا تھا اور وہ نصر پر عاشق بھی تھی اور اپنا ہی حال اِس شعر مین بیان کرتی تھی - تاہم نصر کا اسمین کیا قصور تھا غرض پیشگاہِ خلافت سے حکم صادر ہوا کہ اِسکے موئے سر کہ باعث زیب و زینت ہین تراش دین مگر حُسن خداداد اس سے کم نہوا بلکہ زیادہ تر دمکنے لگا - تو خلافت مآب نے بیگناہ بلاخطا اُسکو بصرہ کی طرف جلاوطن کرادیا - مدینہ مین اسکی ضعیفہ ماں تھی اُس نے بہتیرا داد فریاد کی شور و غل مچایا خود نصر نے بہت کچھ منت و سماجت کے خطوط لکھے مگر یہان ایک سماعت نہوئی بیچارہ یونہین کربت غربت مین وطن کی صورت کو ترستا مر گیا - **روضۃ الاحباب** مین ہے القصہ نصر چند از بصرہ بوسیلہ کتابت عرض ضراعت و اظہار کربت و مجاعت خود میکرد و والدہ او در مدینہ بوساطت شفاعت میخواست تا امیر المومنین ویرا رخصت

معاودت بمسکن مالوف دہد میسر نشد و در غریبی وفات یافت **تنبیہ** واضح رہے کہ حسن ظاہری کہ حضرت عمر کے نزدیک بدظنی کا منشا ٹھہرا تھا عقلاً کمال انسانی ہے اور مظنہ خیر و خوبی ملّا جلال الدین دوانی اخلاق جلالی مین لکھتے ہین کہ حکیمون نے کہا ہے کہ آدمی کے باطنی اخلاق بیشتر اُسکے ظاہری خلقت کے تابع ہوتے ہین یعنی جسکی صورت شکل چہرہ مہرہ اچھا ہے اُسکی عادت و اخلاق بھی اکثر اوقات اچھے ہوتے ہین اور اسکے خلاف شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور فارس کے حکیم کہتے ہین کہ بدصورت بھونڈی شکل والے مین کوئی خیر و خوبی نہین ہوتی اسکے بعد کہتے ہین کہ پیغمبر خدا سے حدیث وارد ہوئی ہے کہ اُطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ کہ خیر و خوبی کو خوبصورتون سے طلب کرو اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ جب چاہین کہ کہین قاصد بھیجین چاہیے کہ نیک نام اور خوبصورت ہو کیونکہ حسن صورت پہلی نعمت ہے کہ آدمی سے پہنچتی ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ تمام انبیا خوبصورت اور خوش آواز گزرے ہین - پس یہان دیکھا چاہیے کہ خلیفہ ثانی نے بخلاف ارشاد پیغمبر نصر بن حجاج کی خوبصورتی سے بدی طلب کی اور بے حجت و برہان اسکے حسن صورت کو منشا شرور و فساد گنا بار الہا چونکہ حضرت خود بھدے بہنگم لمبے ناموزون تھے اور سیاہ فام[1] عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اسلئے خوبصورتون سے عداوت رکھتے تھے - شاید یہی وجہ تھی کہ اُنہون نے اپنی ایک قبول صورت بی بی کو طلاق دیدیا تھا - گو پیچھے سے ارادتمندون نے یہ بات بنائی کہ اِس خوف سے کہ مبادا کاروبار خلافت مین دخل دے اور آپ کو فرط محبت سے اُسکا کہنا ماننا پڑے اُسکو طلاق دیا تھا ✣

درّہ عمری

آثار مشہورہ خلیفہ ثانی سے ایک آپکا تازیانہ تھا کہ ہر وقت حضرت کے ہاتھ مین رہتا تھا اور جابیجا جہان چاہتے تھے اُسکو کھینچ مارتے تھے ظاہراً شوکت عمری کہ سنیون مین بہت مشہور ہے اسکی بنیاد اسی تازیانہ پر ہے - مسجد مین نماز کے لئے صفوف جماعت کھڑی ہوتین تو عمر درہ لئے نمازیون کے آگے دیوانہ وار پھرتے تھے جسکا پاؤن ذرا آگے یا پیچھے پاتے تڑاق سے اُسکے کوڑا مارتے بچے اور عورتین تک اِس تازیانے کی زد سے نچھوٹتے تھے - کوچہ ہائے مدینہ مین جہان آپکا گذر ہوتا لڑکے شکل دیکھتے ہی بتا توڑ وہان سے بھاگتے کہ مبادا اِس کوڑے کے ہاتھون کسی کی شامت نہ آجائے - روایت ہے کہ خلافت پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جسپر اِس کوڑے سے ہاتھ صاف کیا گیا وہ ام فردہ خواہر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر تھین ابوبکر کے جنازہ پر زنان قرابت دار حسب معمول مشغول گریہ و بکا تھین عمر نے اُنکو منع کیا باز نہ آئین پھر کہا چپ نہوئین آخر عورتون مین گھس گئے اور اُنکے درمیان سے ام فردہ کو جسکی آواز سب مین بلند سُنائی دیتی تھی پکڑ لیا اور عورتون سے علیحدہ کرکے کوڑون سے اُسکی خبر لی دیگر عورات یہ دیکھکر منتشر ہوگئین **تاریخ الخلفا** مین ہے کہ ایک مرتبہ خود بدولت گھر مین داخل ہوئے ایک لڑکا بالون مین کنگھی کئے اُجلے کپڑے پہنے نظر پڑ گیا - کوئی بات نہ چیت اُسکے کوڑا کھینچ مارا بچہ بلبلا اُٹھا بی بی حفصہ آپ کی دختر نیک اختر حاضر تھین یہ بیدردی دیکھکر بولین کیون تمنے

[1] مروج الذہب مین ہے کہ خلیفہ ثانی کی ماں حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ سیاہ رنگ تھی - ۱۲ منہ ✣ ✣ ✣

اسکو مارا کیا خطا اسکی بھی فرمایا یہ اپنے تئین دیکھتا اور خوش ہوتا تھا مینے چاہا کہ اسکے نفس کو اسکے آگے ذلیل کرون۔ اور تو اور صحابہ کبار تک کو تو اس تازیانہ ستم نشانہ سے امان نہ تھی سعد بن ابی وقاص کہ مبشر بہ نعیم جنت و داخل عشرہ مبشرہ تھے اور خود عمر نے اپنے بعد انکو بنام نہاد خلافت داخل شورے فرمایا ایک مرتبہ کسی مقام مین بیٹھے تھے شامت نفس سے کہین خلیفہ ثانی بھی وہان آنکلے انکو بیٹھا دیکھکر ایک کوڑا سر پر رسید کیا کہ کس لئے تعظیم کو نہین اُٹھا اور فرمایا کہ تو خلافت سے ہیبت نہین مانتا تو خلافت بھی تجھ سے ہیبت نہین مانتی۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین مطاعن عثمان کے جواب مین اس حکایت کو نقل کر کے کہتے ہین جب عمر ایسا کرتے تھے اور کوئی دم نہ مار سکتا تھا تو عثمان نے بھی اگر عبد اللہ مسعود کو پٹوایا عمار یاسر کو لگد کوب کیا تو کیا ہوا ہم کہتے ہین کہ یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے عمر نے سعد وقاص کو بخیطا تازیانہ لگایا تو بیجا کیا عثمان نے ان جلیل القدر صحابیون پر دست درازی کی تو اور بھی برا کیا ایک کی ظلم و زیادتی سے دوسرے کی تعدی جائز نہین ہوسکتی عمر کی یہ حرکت بلا شبہ ظالمان بیباک کی حرکت کی مانند تھی کہ خواہی نخواہی لوگون کو اپنی تعظیم کے لئے اُٹھانا چاہتے تھے نہ اٹھتے تو کوڑون سے اُنہین سدھاتے تھے اس ظلم کو اگر کوئی سہ گیا اور زبان سے کچھ نہ بولا تو وہ نہ خود حلال ہوسکتا ہے نہ اورون کے لئے مثال بن سکتا ہے اور عمر کا یہ کہنا کہ انک لم تہب الخلافۃ فاردت ان تعرف ان الخلافۃ لا تھابک کہ تو خلافت کا رعب نہین مانتا اسلئے مینے چاہا کہ تجھکو معلوم کراؤن کہ خلافت بھی تیرا رعب نہین مانتی عجیب و غریب استدلال ہے سعد کے سر و قد تعظیم کے لئے کھڑا ہونے سے خلافت پناہ کو یہ کہان سے معلوم ہوگیا تھا کہ اسکے نزدیک خلافت یعنی خود بدولت سعد سے ڈرتے ہین کہ کوڑا مار کر اسے بتلایا گیا کہ ہم تجھ سے نہین ڈرتے۔ اور سنئے جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور مین نقل کرتے ہین کہ کسی نے آیہ شریفہ فاکہۃ و ابا مین لفظ ابا کے معنے آپ سے دریافت کئے آپ کو علم نہ تھا چاہیے تھا کہ خاموش رہتے یا حاضرین سے سوال کرتے فرمانے لگے ما کلفنا بھذا وما امرنا بھذا ہمکو اسکی تکلیف نہین دی گئی ہمکو اسکا حکم نہین دیا گیا۔ حضار سے کسی نے اُسکے بتلانے کا ارادہ کیا تو عمر درہ لیکر اُسکے سر پر آئے اور بضرب تازیانہ اُسے تادیب کیا۔ کیا خوب خود تو معانی قرآن سے بیخبر ہون اور جو کوئی اور بتانا چاہے تو اُسکی درون سے خبر لیجائے۔ اسکا احسانمند ہونا چاہیے تھا نہ کہ الٹا کوڑون سے مارنا۔ اہا ہمکو یاد آیا یہ ابا لفظ ہی غضب کا بجھا ہوا ہے اسکے معنی حضرت ابوبکر کو بھی نہ آتے تھے پس اس حساب سے تو انہون نے خلیفہ اول کی خیر خواہی کی کیونکہ اسمین انکی بھی رسوائی تھی اسلئے اُس شخص کو ڈانٹا۔ سیوطی نے تفسیر اتقان مین روایت کی ہے کہ ابوبکر سے یہ سوال کیا گیا تو انہون نے فرمایا کونسا آسمان مجھپر سایہ ڈالیگا اور کونسی زمین مجھکو اپنے اوپر اُٹھائیگی اگر مین کتاب خدا مین وہ بات کہونگا جو مجھکو خود نہ آتی ہو۔ غرض ابا کے معنے ابوبکر و عمر دونو کو نہین آتے تھے فرق اتنا تھا ابوبکر نے سادگی سے اپنی نادانی کا اقرار کر لیا عمر چالاکی سے اُسکے جاننے ہی کو فضول بتلاتے اور بتلانے والے کو مارنے لگے گویا کہ آپ کو الفاظ قرآن کو زبان سے کہہ لینے کا حکم ہے اسکے معانی کے کہنے اور سننے سے منع کئے گئے ہین۔ کیا خوب کہا ہے اس مقام پر مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین کہ روایات اہل سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لفظ ابا دونو شیخون کے

نزدیک عقدہ لاینحل تھی۔ اور انہون نے اسکے جاننے کی توفیق نہین پائی حالانکہ گدھے تک اسکو جانتے ہین **بنیاد اعتقاد** مولانا مفتی سید محمد عباس شوستری ؒ جمع الجوامع ایک سیوطی کی ہے کتاب ٭ لکھی ہے اسمین نقل یہ سنئے باب و تاب ٭ ایک شخص تھا نماز حق بے نیاز مین ٭ کوڑا اُسے عمر نے لگایا نماز مین ٭ اُس نے کہا اشارہ سے بیٹھ اس مقام پر ٭ جب پڑھ چکا نماز تو بولا کہ اے عمر ٭ کسواسطے نماز مین ایذا یہ مجھکو دی ٭ بولا کہ بعد عصر نماز اور کیون پڑھی ٭ اُس شخص نے کہا کہ عبث تو خفا ہوا ٭ پڑھتے تھے یہ نماز اسیوقت مصطفےٰ ٭ **نیز** مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہین ؒ کوڑے سے مارنا بھی عمر کا شعار ہے مشاہر ایک شر کا وہی نامدار ہے ٭ مارا ہے تازیانہ اسی نے بتولؑ کو ٭ ایذا سے جسکے ہوتی تھی ایذا رسولؐ کو ٭ دروازہ علیؑ پہ جو وہ تندخو گیا ٭ آنے مین کچھ جو دیر ہوئی آگ ہوگیا ٭ توڑا در مدینۂ علم نبی کا در ٭ سرگرم اسپہ تھا کہ جلائے علیؑ کا گھر ٭ اسکو ہراس آتش عقبے کا کچھ نہ تھا ٭ پاس و لحاظ فاطمہ زہرا کا کچھ نہ تھا ٭ **القصہ** خلافت مآب کے اس درہ بازی سے خلقت کا ناک مین دم تھا جتنے کہ آپ کے بعد بھی مدتون تک عرب مین اس کے ظلم و ستم کا چرچا رہا۔ اور لوگ اسکو حجاج کی تلوار ستم آثار سے زیادہ خوفناک گنتے تھے چنانچہ لدرۃ عمر اھیب من سیف الحجاج مشہور و معروف ہے۔ باوجود اسکے متعصبین اہل سنت جو اس تازیانے کی مدح سرائی کرتے ہین تماشے کی قابل ہے کبھی اُسے ناقہ صالح کی کھال کا بتلاتے ہین کبھی اُس دنبہ کی جلد کا جو فدیہ اسمٰعیل مین حضرت خلیل اللہ پر نازل ہوا تھا۔ کبھی شعیب پیغمبر کی بکریون کے چمڑے کا۔ غرض یہ سب کچھ بطیب خاطر قبول و منظور ہے الا ذو الفقار حیدر کرار کی نسبت جس سے بنار اسلام قائم ہوئی اگر کوئی انہی کے علمار کے قول کے موافق یہ کہدے کہ آسمان سے نازل ہوئی تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے فور اس روایت پر کذب و وضع کے اور راوی پر کفر و رفض کے فتوے لگ جاتے ہین خدا ایسے تعصب سے بچائے +

تصرفات خلیفۂ ثانی در بیت المال مسلمانان

عمر کے زمانہ مین کچھ تو کثرت فتوحات سے مال کی خود ہی فراوانی تھی۔ کچھ انہون نے خمس کہ حق اقربار رسولخدا تھا اور حقتعالے نے بعوض اسکے کہ صدقہ انپر حرام تھا یہ حصہ انکو عنایت کیا تھا ضبط کر لیا فدک اس سے پہلے خلیفہ اول کے نذر ہوچکا تھا حصہ ذوی القربے دوسرے صاحب نے دبا لیا اب کوئی صورت خاص اہلبیت علیہم السلام کی اوقات بسری کی نرہی۔ اسکے علاوہ خلیفہ ثانی نے توفیر مال کی ایک اور تدبیر یہ کی کہ برخلاف حکم خدا و رسول زکوۃ کو موقوف کر کے زمین پر بروے پیمائش محصول لگا دیا چنانچہ عراق مین یہ محصول فی جریب[٢] ایکدرہم وصول ہوتا تھا

[١] اب لغت مین چوپائون کے کھانیکی چیز کو کہتے ہین اور وہ بہائم کیلئے ایسا ہے جیسا کہ انسان کیلئے فاکہہ (میوہ) پس کون گدھا ایسا گدھا ہوگا جو اپنی خوراک کو نہ پہچانے ١٢ منہ

[٢] یہ موافق مشہور رقم ہے لیکن علامہ حلی علیہ الرحمہ منتہی المطلب مین رقم طراز ہین کہ خراج مذکورہ اس شرح سے لگایا گیا تھا کہ زمین خرما مین فی جریب دس درہم اور زمین انگور مین اٹھارہ درہم اور دیگر اشجار میوہ دار تر و تازہ پر چھ درہم اور اراضی گندم پر چار درہم اور جو پر دو درہم تھا اور یہہ تمام اُس زمین پر لگایا گیا تھا کہ فارس سے بقہر و غلبہ ہاتھ آئی تھی۔ اور سواد عراق کے نام سے موسوم تھی پھر اس کے حدود اربعہ بتلائے ہین اور لکھا ہے کہ عثمان بن حنیف انصاری نے بامر عمر اس کو پیمائش کیا تو تین کروڑ بیس لاکھ جریب برآمد ہوئی اسکا مالیانہ سالانہ عمر کے زمانہ مین سولہ کروڑ درہم تھا اور ارض سواد اسکو اس لئے کہا کہ اول اول جو لشکر اسلام بادیہ عرب سے اس سرزمین پر داخل ہوا تو کثرت اشجار سے وہ انکو سیاہ نظر آئی پس انہون نے ارض سواد کے نام سے اسکو موسوم کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام خلافت پر فائز ہوئے تو اس بدعت عمری کو تغیر نہین دے سکے لہذا آپ کے عہد مین بھی یہ خراج اسی طرح وصول ہوتا تھا۔ ١٢ منہ عفی عنہ ٭ ٭ ٭

اور مصر مین ایک دینار فی جریب ٹھیک اُسی شرح سے کہ شاہانِ مصر و فراعنہ کے زمانہ مین لیتے تھے۔ غرض کچھ ہو اِن تدابیر سے روپے کی ریل پیل ہوگئی پھر مال بھی مال ہے اُسنے بھی اپنا اثر دکھلایا اور خلافت پناہ کی رگ طمع نے زیادہ جنبش کی اور اُنکو جمع مال اور خزانہ رکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آگے مسلمانون کا بیت المال برائے نام بیت المال تھا ورنہ جو روپیہ آتا فوراً تقسیم ہو جاتا ٹھہرنے نہین پاتا تھا۔ اور سب کو برابر ملتا چنانچہ عہد عدالت مہد رسول اللہ مین یہی دستور تھا آپ کے بعد خلیفہ اول بھی اِسی سنت پر کاربند رہے مگر خلیفہ دوم نے یہ دونو باتین بدلدین بجائے فوری تقسیم کے اُنہون نے سال بسال بانٹنے کا رویہ نکالا اور علی السویہ قسمت آپ کو مطلقاً پسند نہ تھی لہذا اُسکو یک قلم موقوف کرکے مسلمانوں کے درجا و رتبے قرار دئے مہاجرین کو انصار پر اور اُنکو دیگر مسلمانون پر ترجیح دی اور عرب کے رہنے والون کو اور ملک کے باشندون پر فوقیت بخشی اور مہاجر و انصار مین بھی شرکت بدر وغیرہ کے لحاظ سے تفریق کی تا اینکہ پندرہ پندرہ ہزار درہم سالانہ تک لوگ پاتے تھے اور مسلمانون ہی ایسے بھی تھے جنکو صرف دو سَو درہم سال مین ملتا تھا۔ ازواج رسولؐ سے بعض کو پانچ پانچ چھ چھ ہزار باقی کو دس دس ہزار اِلّا عائشہ بقولے عائشہ و حفصہ دونو کو بارہ بارہ ہزار درہم ہر سال ملتے تھے خلاصہ یہ کہ جسکی رعایت منظور تھی۔ یا جسکو ذرا چلتا ہوا اپنے کام کا پایا جس سے اندیشہ ہوا اُسے نہال کر دیا باقیون کو کچھ یونہین سا اشک شوئی کے طور پر دیدیا جاتا تھا بخاری و مسلم وغیرہ نے باسناد متعدد وہ نقل کیا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے قرب زمانِ وفات مین انصار کو تسلی دیتے وقت کہا۔ ستلقون بعدی اُثرۃً فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض یعنی میرے بعد تمپر زیادتی کرینگے پس تم صبر کرنا تا اینکہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو پس وہ زیادتی یہی تھی کہ انہین مہاجرین سے کم دیا حالانکہ رسول اللہ انہین اُنکی برابر رکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتظام تفاوت درجات کا بہت سوچ سمجھکر کیا گیا تھا اس سے اُسوقت جسقدر سلطنت کو فائدہ پہنچا اس سے چوگنا نفع یہ ہوا کہ عہد خلافت امیرالمومنین مین بیعت کے ہوتے ہی بکھیڑے کھڑے ہوگئے طلحہ زبیر نے کہ ان بردون کے عادی ہو رہے تھے آنحضرت کی بالسویہ تقسیم سے ناراض ہوکر نکث بیعت پر مبادرت کی اور جنگ جمل اِس سے قائم ہوا۔ پھر جنگ صفین و نہروان بلکہ خلافت آلِ ابوسفیان و بنی مروان و قتل و قمع اولادِ رسول اسی شاخ کے شگوفے ہین اگر وہی برابر تقسیم کا قاعدہ جاری رہتا تو اُسوقت طلحہ زبیر کا فساد نہ اُٹھتا شاید معاویہ کی بغاوت ہوتی جو رفع دفع ہو جاتی۔ غرض کہان برابر کی سیدھی سادی تقسیم کہان سلطانی عہدہ دار دنکی طرح اعلی و ادنی تنخواہین اسکے لئے ویسے ہی اسکے لازمی منشی محرر دفتر رجسٹر تمام شاہانہ سامان درکار ہوا جو کسرے و قیصر کے ڈھنگ پر مہیا کیا گیا کہتے ہین کہ ابوبکر کو بھی خلافت مآب نے یہی صلاح دی تھی۔ مگر وہ اس تہ کو نہ پہنچے یا کچھ اور مصلحت سمجھکر خاموش ہو رہے کہ یہ امور اسوقت رائج نہو سکے لیکن عمر نے اپنی خلافت کے دوسرے ہی سال اسپر عملدرآمد شروع کر دیا اس بندوبست مین جیسا کہ امید تھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی خزانے مین ان گلو تراشیون سے کافی بچت ہونے لگی گاہ گاہ قرض کے نام سے روپیہ نکالا جاتا تھا حتی کہ بڑھتے بڑھتے رقم قرضہ چھیاسی ہزار کو پہنچ گئی جسکو خلیفہ صاحب قبر مین اپنے سر پر لیگئے بعض علمائے سنیہ نے ازراہ جہل یا تجاہل عمر کے مقروض مرنے سے انکار کیا ہے اور نافع غلام عمر سے نقل کیا ہے کہ وہ اسکو نہ مانتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ کیونکر قرضدار ہو سکتے ہین حالانکہ اتنے

قرضہ بیت المال بذمہ خلیفہ ثانی

بڑے مالدار تھے کہ مرنیکے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو متعدد ورثہ سے بعض کو لاکھ روپے کی مالیت ملی۔ حقیر مترجم کہتا ہے کہ علامہ حسین علی رضائے اردکانی شیرازی نے استیعاب ابن عبد البر سے سفینۃ النجات مین نقل کیا ہے کہ خلیفہ صاحب اِسقدر متمول تھے کہ اُنکے انتقال کے بعد انکے ترکہ سے اُنکی ایک ایک زوجہ کو کہ بروایتے چار و بقولے تین تھین اسی اسی ہزار دینار زر سرخ ملے تھے۔ غرض ابنِ حجر عسقلانی شارح بخاری نے روایت گذشتہ نافع کو نقل کرکے جب دیکھا کہ یہ توجیہ نافع کی محض لغو و لوچ اور اصلاً نافع بحال عمر نہین تو اُسکو بدین عبارت رد کیا ہے هذا لا ینفی ان یکون علیه دین عند موته فقد یکون الشخص کثیر المال ولا یستلزم نفی الدین عنه یعنی یہ امر کا اسقدر مالِ کثیر ورثہ کے لئے چھوڑ جانا، مانع نہین اسکا کہ بوقت مرگ وہ قرض دار ہون کیونکہ بعض اوقات آدمی مالدار ہوتا ہے اور یہ اسکے قرضدار نہونے کو مستلزم نہین ہوتا۔ اور یہ بہت درست ہے خاصکر ایسی صورت مین جبکہ قرضہ حاصل کرنے مین کچھ دشواری نہو نہ اُسکے ادا کی کوئی ضرورت تو اُسوقت کتنا ہی مالدار کیون نہو اُسکو بھی قرض لینے مین کچھ تامل نہوگا۔ اسکے بعد ابن حجر کہتے ہین فلعل نافعا انکر ان یکون دینه لم یقض کہ شاید نافع نے اِس قرضہ سے انکار کیا ہو کہ ادا نہین ہوا۔ یعنی انکار قرض سے نافع کی یہ مراد ہو گی کہ قرض انکے ذمہ باقی نہین رہا سب ادا ہوگیا تھا۔ مگر یہ تاویل ابن حجر کی اُسوقت درست ہو سکتی تھی کہ جب کسی صحیح روایت سے وہ یہ ثابت کر دیتے کہ یہ قرضہ واقعہ مین بھی ادا ہوگیا وانی له ذلک یہ بات انکو کہان میسر تھی۔ تاریخ الخلفا مین ہے کہ عمر خطاب کو جب ضرورت پیش آتی تو وہ دارغہ بیت المال کے پاس جاتے اور روپیہ قرض لیلیتے جب وہ اسکے ادا کرنیکا تقاضا کرتا تو ٹالتے اور حیلہ کرتے اور بعض اوقات جبکہ اُنکا حصہ عطیات برآمد ہوتا تو ادا کرتے۔ مگر اس ادا کرنیکے باوجود بھی چھیاسی ہزار کی رقم مرتے وقت اُن کے ذمہ نکلی کیونکہ تاریخ الخلفا ہی مین ہے کہ انہون نے آخر وقت مین اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ دیکھ میرے ذمہ کسقدر مال قرض ہے لوگون نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم ہے عمر نے عبداللہ سے کہا کہ آلِ عمر کا مال اُسکو وفا کرے تو اُنسے لیکر اسکو ادا کرنا ورنہ بنی عدی سے اسکی درخواست کرنا انکی املاک بھی کافی نہون تو تمام قریش سے سوال کیجیو کہ اسکو ادا کرین انتہی۔ اِس وصیت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر کے نزدیک اسکا ادا کرنا کوئی ضروری امر نہ تھا۔ ورنہ وہ باوجود اسقدر مال چھوڑ جانے کے کہ ایک ایک زوجہ کو اسی اسی ہزار دینار ملین۔ اسکے ادا مین ایسی مہمل پادر ہوا باتین نہ بناتے اور ادائے قرض بیت المال جیسے اہم مسئلہ کو یون براتِ عاشقان برشاخ آہو کا مصداق نہ بناتے واضح رہے کہ علامہ سیوطی نے تو اس روایت مین بیت المال کا ذکر نہین کیا مگر فتح الباری مین صاف لکھا ہے کہ یہ مال خلیفہ صاحب کے ذمے بیت المال کا تھا اور عمر نے عبداللہ کو بطریق مذکور گدائی کرکے بیت المال ہی مین اسکے داخل کرنیکی وصیت فرمائی تھی اور وہان تتمہ روایت میں اسقدر اور ذکر کیا ہے کہ اُسوقت عبدالرحمٰن بن عوف نے خلیفہ صاحب سے اس قرضہ کی بابت استفسار کیا تو اُنہون نے کہا مین حج کرتا تھا اور نوائب و سختیان مجھپر پڑتی رہتی تھین اس سبب سے قرضدار ہوگیا انتہی۔ کوئی ذاتی سختی و مصیبت جسمین خلیفہ صاحب کو اِسقدر قرض اُٹھانیکی ضرورت ہوئی ہو دوران خلافت مین ہمکو نظر نہین آتی باقی رہا حج وہ خود قرض لیکر جانا ضرور نہ تھا۔ قطع نظر اسکے آپ سفر حج مین ایسی تنگ مٹھی سے خرچ کیا کرتے تھے کہ اُسمین کچھ واجبی ہی خرچ ہوتا تھا۔ تاریخ الخلفا مین ہے عن ابن عمر ان عمر حج فانفق فی حجته

ستۃ عشر دینارا فقال یا عبد اللہ اسرفنا فی ھذا المال کہ عبد اللہ عمر نے کہا کہ عمر نے ایکبار حج کیا اسمین کل سولہ دینار خرچ ہوئے تو مجھ سے کہا اے عبد اللہ ہمنے اس مال مین فضول خرچی کی۔ پس جن حجون مین سولہ دینار خرچ ہوتا فضول خرچی سمجھی جائے وہ کیا قرضداری کا باعث ہو سکتے ہین علاوہ آپکا یہی قول اسرفنا فی ھذا المال ہمنے اس مال مین فضول خرچی کی صاف بتاتا ہے کہ یہ انکا اپنا مال نہ تھا بلکہ جیسے تمام خرچ خوراک پوشاک وغیرہ اپنا اور اپنے عیال کا بیت المال سے لیتے تھے ویسا ہی مصارف حج بھی وہین سے نکالتے تھے ابن ابی الحدید نے کتاب طبقات ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ عمر نے خطبہ کہا لوگو مجھکو اس مال سے صرف اسقدر حلال ہے کہ ایک حلہ گرمی مین اور ایک سردی مین پہننے کے لئے لون اور سواری جسپر کہ حج وعمرہ بجالاؤن اور اپنا اور اپنے عیال کا خرچ خورونوش جتنا کہ قریش سے ایک متوسط درجہ کے آدمی کو جو نہ بہت امیر ہو نہ نہایت غریب درکار ہے حاصل کرون بس اسکے سوا مین سب مسلمانون کی برابر ہون میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ اورون کا اور **تاریخ الخلفا** مین ہے کہ خلافت پناہ لوگون سے پوچھا کرتے تھے کہ مین بادشاہ ہون یا خلیفہ وہ جواب دیتے کہ بادشاہ ظلم سے مال وصول کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے دے ڈالتا ہے خلیفہ وہ ہے کہ بحق مال لے اور بحق خرچ کرے بعض خوشامدی یہ بھی کہدیتے کہ آپ فضل الٰہی سے ایسے ہی ہین لیکن سلمان فارسی سے جو ایک مرتبہ یہ سوال کیا تو انہون نے کہا اگر تو نے مسلمانون کے مال سے ایکدرہم یا اس سے کم و زیادہ لیا ہے اور اسکو بیجا صرف کیا ہے تو تو بادشاہ ہے اور خلیفہ نہین فاستعبر عمر عمر یہ سُنکر رونے لگا۔

اعتراف خلیفہ ثانی بانیکہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اولیٰ واحق بخلافت بودہ و مباحثات عبد اللہ بن عباس باایشان درایں باب

واضح رہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے احق بخلافت رسول اللہ ہونے کا اقرار خلیفہ اوّل نے بھی کیا ہے اور خلیفہ ثانی نے بھی خلیفہ اوّل کا اقرار تو مجمع عام مین کھلا اور آشکار ہوا تھا۔ کیا معنی کہ انہون نے سر منبر فرمادیا تھا لستُ بخیرکم و علیٌ فیکم کہ مین تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان ہین چنانچہ بروایت طبری وغیرہ پیشتر گذرا۔ لیکن عمر تدبیر ملکداری کے ماہر خیال کئے جاتے ہین لامحالہ وہ اس بارے مین سخت محتاط ہونگے مگر پھر بھی حق انکے چھپائے نہ چھپا اور چار ناچار انکو بھی اسکا اقرار کرنا پڑا اور نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا ہم اس جگہہ چند روائتین اس مضمون کی کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین۔ **مولانا علی بن طاوس** علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب حافظ ابن مردویہ سنی سے نقل کیا ہے کہ عمر شام کو گئے تو عباس بن عبد المطلب آپکے ہمراہ تھے چونکہ عباس مرد شکیل و وجیہ تھے تو جو لوگ خلیفہ صاحب سے ملنے آتے عباس کو خلیفہ جانکر بخطاب امیر المومنین انپر سلام کرتے عباس عمر کی طرف اشارہ کرکے کہتے ھذا صاحبکم تمہارا مقصود یہ ہین جب بار بار ایسا ہی اتفاق ہوا تو عباس عمر سے کہنے لگے تری اللہ احق بھذا الامر منی و منک رجل خلفتہ انا و انت بالمدینۃ علی بن ابی طالب یعنی دیکھتے ہو قسم بخدا کہ اولیٰ و احق امر خلافت کے لئے مجھ سے اور تمسے زیادہ علی ابن ابیطالب ہین جنکو ہمنے مدینہ مین چھوڑا ہے خلافت پناہ یہ سنکر خاموش ہو گئے یعنی کچھ جواب سوجھا جس سے اسکی تردید کرتے اسلئے سکوت کیا پس انکا یہ سکوت قبول و تسلیم پر دال تھا اور نیز اس روایت سے آپ کی شان و شوکت و شکل و صورت کا بھی پتا لگتا ہے۔ اور ابن الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین کتاب موفقیات زبیر بن بکار سے

روایت موفقیات زبیر بن بکار

نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ مین ایک مرتبہ بعض کوچہائے مدینہ مین عمر خطاب کے ساتھ جارہا تھا انہون نے کہا اے ابن عباس مین دیکھتا ہون کہ تمہارے صاحب یعنی علی ابن ابیطالب پر ظلم ہوا ہے ابن عباس کہتے ہین کہ مینے دل مین کہا کہ قسم بخدا کہ مجھکو پھر ایسا موقعہ ہاتھ نہ آئیگا پس مینے کہا اے امیر المومنین ایسا ہے تو جو شے تمنے انسے بظلم لی ہے اُسکو واپس کیون نہین کردیتے اسپر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوڑا لیا اور کچھ بڑبڑ کرتے آگے چلے تھوڑی دور جاکر پھر ٹھٹکے اتنے مین مین بھی انکے پاس پہنچگیا کہنے لگے اے پسر عباس میرا گمان ہے کہ ان لوگون نے جو انکو خلافت نہین دی تو صغیر السن جانکر نہین دی مینے اپنے دل مین کہا کہ یہ پہلے سے بھی بدتر ہے اور انسے کہا قسم بخدا کہ خدا و رسول نے انکو کمسن نہین جانا جبکہ تمہارے دوست ابوبکر سے سورۂ برات لے لینے کا حکم دیا یہ سُنکر خلیفہ صاحب نے میری طرف سے منہہ پھیر لیا اور جلد جلد وہانسے روانہ ہو گئے۔ مخفی نرہے کہ زبیر بکار جس سے یہ روایت نقل ہوئی ہے زبیر بن عوام کی اولاد سے پکا سُنی اور انکے ثقہ و سند عالم ہونے مین کیا کلام ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ وہ علمار اعیان سے ہے اور مکہ کا قاضی تھا اور اسی قضا کے درمیان ۲۵۶ھ ہجری مین اُس نے قضا کی اور وہ ہی مصنف فائدہ مند کتابون کا پس ایسے ثقہ و سند کی روایت سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب حضرت امیرؑ کے مظلوم ہونے اور اپنی بظلم خلافت پر متصرف ہونیکا اقرار رکھتے ہین فللہ الحمدُ اور **راغب** اصفہانی نے محاضرات مین مطابق روایت ابن مردویہ کے روایت کی ہے کہ عبد اللہ عباس نے کہا کہ مین ایک رات عمر خطاب کے ساتھ جارہا تھا عمر خچر اور مین گھوڑے پر سوار تھا کہ انہون نے ایک آیہ پڑھی جسمین علیؑ ابن ابیطالب کا ذکر تھا پھر کہنے لگے اے پسران عبد المطلب قسم بخدا کہ علی مجھ سے اور ابوبکر سے زیادہ اولےٰ بخلافت تھے مینے اپنے دل مین کہا لا اقالنی اللہ ان اقلت کہ خدا مجھ سے درگذر نکرے اگر مین اسوقت تجھ سے درگزر کرون۔ پس مینے کہا اے امیر المومنین تم اور تمہارے یار ابوبکر ہی نے تو ہمارا حق غصب کیا ہے کسی اور نے نہین یہ سُنکر خلیفہ صاحب بگڑ گئے اور لگے اولاد عبد المطلب کی توہین کرنے اور ابن عباس کو بھی دھمکایا ابن عباس کہتے ہین کہ اسوقت مین ذرا پیچھے کو کھسک گیا اور عمر آگے بڑھگئے پھر موڑ کر کہنے لگے سِرْ لا بِرحتَ یعنی چل کہ تو چل نہ سکیو اور فرمایا پھر تو وہ بات کہہ جو تو نے پہلے کہی تھی مینے کہا اے امیر المومنین تمنے ایک بات کہی مینے اُسکا جواب دیا اگر تم خاموش رہتے تو مین بھی کچھ نہ بولتا پس فرمایا قسم بخدا کہ ہمنے جو کچھ کیا عداوت کی رو سے نہ تھا۔ مگر انکو کمسن دیکھا اور جانا کہ عرب انپر اتفاق نہین کرینگا اور قریش انکے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ ابن عباس کہتے ہین کہ میرا ارادہ ہوا کہون کہ رسولخدا انکو لڑائیون پر بھیجتے تھے اور وہ وہان جاکر لشکروں کو تہ و بالا کر ڈالتے تھے آنحضرت نے کبھی انکو کمسن نجانا تم کمسن جانتے ہو الّا ابھی زبان سے کچھ کہنے نہ پایا تھا۔ کہ عمر خود بولے کہ لاجرم ہم جیسا کہ تم دیکھتے ہو کوئی کام انکے بغیر طے نہین کرتے ہر کام مین انکی صلاح لے لیتے ہین **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ ہر چند خلیفہ ثانی بعض مشکلات امور مین حضرت حلال مشکلات کی خدمت مین التجا لیجاتے اور وہ حضرت اُن کی عقدہ کشائی فرماتے تھے تاہم بہت سی باتون مین انحضرت کو خبر تک بھی نکرتے اور بعض اوقات آپکا کہنا نہ مانتے اور صریح آپکی مخالفت کرتے تھے جیسا کہ ہم آگے اسکا ذکر مفصل کرنیوالے ہین۔ **کامل** ابن اثیر مین ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس کچھ اشعار زہیر بن ابی سلمی کے

روایت راغب اصفہانی

روایت ابن اثیر

کہ بنی غطفان کی مدح مین کہتے تھے خلافت مآب کے سامنے پڑ رہے تھے عمر انکو سنکر بولے کہ خوب شعر ہین یہ اور قسم بخدا کہ غطفانیونکی
نسبت بنی ہاشم اس مدح کے زیادہ سزاوار ہین کیونکہ انکو رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے خاص فضیلت ہے ابن عباس نے کہا توفیق
پائی تمنے اے امیرالمومنین اور تم ہمیشہ توفیق پاتے رہتے ہو۔ عمر نے کہا یا ابن عباس تجھے معلوم ہے کہ خلافت رسول اللہ کو تمسے کس لئے
منع کیا اسلئے کہ نبوت اور خلافت دونو تمہارے لئے جمع نہو جائین اور تم لوگون پر فوقیت نہ چاہو پس قریش نے اپنے درمیان سے
ایک کو خلیفہ بنایا اور خوب کیا اور توفیق پائی انہون نے ابن عباس نے کہا کہ خوب جب ہوتا جبکہ جسے حقتعالے نے انکے لئے اختیار کیا
تھا اسکو اختیار کرتے اور تمہارا یہ کہنا کہ انہون نے نہ چاہا کہ خلافت و نبوت ہمارے لئے جمع ہون پس یہ تحقیق کہ حقتعالے نے اس
قوم کا حال بیان کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے ذٰلک بانہم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم یعنی یہ اسلئے کہ انہون نے مکروہ جانا
اس امر کو جو اللہ نے انکے لئے نازل کیا تھا پس حبط و ضائع ہو گئے انکے عمل۔ عمر نے کہا ہیہات اے پسر عباس مجھکو تیری طرف سے
کچھ باتین پہنچی ہین کہ مین نہین چاہتا کہ وہ راست ہون اور جو قدر و منزلت تیری میرے نزدیک ہے جاتی رہے ابن عباس نے کہا
وہ کیا باتین ہین بیان کیجئے اگر صحیح ہونگی تو کیون میری قدر و منزلت انکسے جانے لگی اور باطل ہین تو اپنے تئین انکسے پاک و بری
کرونگا۔ عمر نے کہا مینے سنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ ہمسے خلافت حسد و ظلم و بغاوت کی راہ سے چھینی گئی ہے ابن عباس نے کہا لیکن
ظلم سے لیگئی ہے پس یہ بات ہر جاہل و حلیم پر روشن ہے اور حسد سے پس تحقیق کہ آدم علیہ السلام پر حسد کیا گیا اور ہم انکی اولاد محسو
دین عمر نے کہا ہیہات ہیہات اے بنی ہاشم تمہارے دلون سے حسد نہین نکلتا ابن عباس نے کہا اے امیرالمومنین ذرا ٹھہر و اور
اُن لوگون کے دلون کو حسد و غش سے نسبت نہ دو جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے تحقیق کہ رسول اللہ کا دل بھی بنی ہاشم
کے دلونمین شامل ہے یہ سنکر خلیفہ صاحب بھڑک اٹھے اور وہ عبداللہ بن عباس ابن عم خیر الناس کو جھڑکنے لگے اور کہا الیک عنی
دور ہو میرے پاس سے عبداللہ اٹھنے لگے تو کچھ حیا آئی۔ کہا بیٹھ جا اے ابن عباس قسم بخدا کہ مین تیرے حق کا رعایت رکھنے والا
اور تیرا خیر خواہ ہون ابن عباس نے کہا اے امیرالمومنین میرا حق تمپر اور تمام مسلمانون پر ہے پس جس نے اسکی حفاظت کی اپنا
بہرہ حاصل کیا جس نے اُسے ضائع کیا اپنا حصہ و نصیبہ کھو دیا۔ یہ کہکر اٹھے اور چلے گئے **مولانا مفتی محمد قلی** علیہ الرحمہ نے کتاب

روایت ترمذی

نظم درر السمطین زرندی مدنی سے نقل کیا ہے کہ نبیط بن شریط نے کہا کہ مین علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ چلا عبداللہ بن عباس بھی
ہمارے ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک انصاری کے باغ مین پہنچے دیکھا کہ عمر خطاب وہان تنہا سراسیمہ و پریشان بیٹھے ہین علی علیہ السلام
نے کہا اے امیرالمومنین کسلئے آپ یہان اکیلے بیٹھے ہین کہا مین ایک امر مین متردد ہون حضرت نے کہا کہو تم ہمسے ایک مرد تمہارے
پاس ٹھہر جائے کہا یہی ہے تو عبداللہ عباس کو چھوڑ دو پس عبداللہ اُن کے پاس رہ گئے اور ہم دونو روانہ ہو گئے تھوڑی دیر
بعد عبداللہ بھی ہمارے پاس آگئے علی علیہ السلام نے انسے ماجرا پوچھا تو انہون نے کہا عجیب و غریب کیفیت ہے اے ابا الحسن مین
آپکو سناتا ہون آپ پوشیدہ رکھین جب تمنے وہانسے پشت موڑی تو مینے دیکھا کہ عمر تمہاری طرف دیکھتے ہین اور ٹھنڈی سانسین

بھرتے ہین مینے کہا اے امیرالمومنین کسلئے آپ آہ آہ کرتے ہین کہا تیرے اس بھائی کے سبب اے ابن عباس انہون نے وہ فضل و کمال
پایا ہے کہ آل محمدؐ سے کسی کو نصیب نہین ہوا اگر تین باتین انمین نہوتین تو خلافت رسول اللہ کا انکے سوا کوئی دوسرا لائق نہ تھا۔ مینے کہا وہ کیا باتین
ہین کہا ایک کثرت مزاح و خوش طبعی دوم عداوت قریش کہ انسے رکھتے ہین تیسرے انکی صغر سنی حضرت امیرؑ نے پوچھا پھر تو نے کیا جواب
دیا ابن عباس نے کہا یہ سنکر مجھکو وہ جوش آیا جو ایک ابن عم کو اپنے ابن عم بھائی کی خاطر آتا ہے پس مینے کہا اے امیرالمومنین لیکن کثرت مزاح
و خوش طبعی پس رسول اللہ مزاح بحق کرتے تھے اور بچون سے ایسی باتین کرتے جنسے انکی دلجوئی ہو اور انکو ناگوار نگزرین اور قریش کا آنحضرت
سے بغض و عداوت رکھنا قسم بخدا کہ اسکی ذرا پرواہ نہین چاہیے کیونکہ آنحضرت نے راہ خدا مین انپر جہاد کیا اور بتائید ایزدی انکے سردارونکو
قتل فرمایا اور انکے معبودون کو خاک مین ملایا اور انکی عورتون کو بیوہ بنایا لیکن صغر سنی پس تمکو معلوم ہے کہ جب سورہ برات نازل ہوئی
تو رسول اللہ نے ابوبکر کو دیکہ آنحضرت کیطرف سے مکہ مین لیجائے پس آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اسکو وہ شخص لیجائے جو تمہارے اہل سے
ہو اسلئے آنحضرت کو ابوبکر کے پیچھے روانہ کیا کہ اُس سے یہ سورہ لے لین پس کس لئے حقتعالے نے انکو کم سن نجانا عمر نے یہ سنکر کہا خاموش
رہ۔ اور ان باتون کو مخفی رکھ اگر کسی اور نے یہ سن پایا تو مین مدینہ مین آرام نلے سکونگا **مترجم** کہتا ہے کہ عداوت قریش کا بھی عجب
عذر ہے قریش رسول اللہ کے بھی شروع شروع مین دشمن تھے بلکہ وہ دشمنی بدرجہا زیادہ تھی۔ پس چاہیے تھا کہ عمر آنحضرت کو نبی بھی نہو نے
دیتے۔ اسکے سوا حضرت امیرالمومنینؑ نے جو قتل و قمع کیا کسی اپنی ذاتی غرض سے نہین کیا دین کے لئے کیا پس قریش سے جو دیندار
مومن خالص تھے وہ کاہیکو یہ عمل برا جانتے اور کیون آنحضرت کے دشمن ہوتے رہے منافقین بد کار انکا کیا لحاظ و پاس تھا اور کم سنی
کا عذر بالکل لغو و پوچ ہے کیونکہ رسول اللہ کی رحلت کیوقت امیرالمومنینؑ کا سن شریف موافق مشہور تینتیس ۳۳ سال کا تھا اس سن و سال کا
آدمی ہرگز صغیر السن نہین ہوتا بلکہ اسوقت شباب ختم ہو کر سن کہولت شروع ہو جاتا ہے دیگر یہ کہ معلوم ہے کہ حضرت سلیمانؑ و عیسیٰؑ و یحییٰؑ
وغیرہم انبیائے کرام کم سنی مین نبی ہو گئے تھے پس کم سنی مانع نبوت نہوئی تو مانع امامت کیون کر ہو سکتی ہے اور مانا کہ اسوقت آپ
کم سن ہی تھے خلیفہ ثانی کا انتقال تو رسول خدا سے بارہ تیرہ سال بعد ہوا اُسوقت تو کم سن نہین رہے تھے اور خوش طبعی کی نسبت عبداللہ
بن عباس نے بہت درست کہا کہ رسول اللہ خود مزاح بحق کرتے تھے علےٰ ہذا امیرالمومنینؑ بھی مزاح بحق کرتے تھے پس یہ مزاح آنحضرت
کی مدح و منقبت تھی نہ کہ عیب و منقصت ہم حضرت رسول خدا کی مزاحین آیندہ بحث شورے مین کتب اہلسنت سے انشاءاللہ تعالیٰ نقل کرینگے
جنکو دیکھکر معلوم ہو گا کہ خلیفہ صاحب کا یہ مزاح کا اعتراض بہت ہی بیہودہ تھا۔ اور آخر روایت مین خلافت پناہ کا ارشاد امسک علی و
اکتم واکتم فان سمعتہا من غیرک لم انم بین لابتیہا کہ چپ رہ اور اسکو چھپا اور مخفی رکھ کیونکہ اگر مین ترے سوا کسی اور سے یہ بات سنونگا
تو درمیان دو سنگستان مدینہ خواب نہ کر سکونگا عجیب ارشاد ہے آپ جو تن تنہا باغ مین حیران پریشان بیٹھے تھے ظاہر ہے قضیۂ خلافت
ہی مین غلطان پیچان تھے۔ پھر امیرالمومنینؑ کو دیکھکر بے اختیار آہ و بکا کرنا قطعاً دلالت کرتا ہے کہ اسوقت غصب خلافت کا مواخذہ

لابتیہا سنگلاخ سوختہ حدیث مین ہے کہ رسول خدا نے درمیان دو لابہ مدینہ کے حرم قرار دیا اور وہ دو پہاڑ کی چوٹی ہین جسکے درمیان مدینہ آباد ہے۔ ۱۲ منتہی

آخرت آپ کو یاد آگیا تھا اسلئے بیتاب ہوگئے چنانچہ ابن عباسؓ کے قول پر تھا وہ یا امیرالمومنین اے امیر کسلئے آپ آہ آہ کرتے ہین،،
کے جواب مین اُنہون نے پوست کندہ ظاہر کردیا من اجل صاحبک الخ کہ تیرے صاحب یعنی امیرالمومنین کی وجہ سے کہ وہ تمام اہلبیت
رسول مین بے مثل دیکھا ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکی برابر خلافت کے لائق نہ تھا۔ پھر سنبھلکر اپنے اعذار باردہ عضب خلافت کے ابن
عباس سے بیان کئے جنکے اُنہون نے وہ شافی جواب دئے کہ خلیفہ صاحب دست پاچہ ہوگئے اور ابن عباس کو اخفار کیفیت جلسہ کی
تاکید اکید کی پس باستمالکید سے اُنہون نے دنیوی انتظام تو کرلیا کہ خلافت مین خلل وخرخشہ پیدا نہوا مگر مواخذہ آخرت کا کیا انتظام سوچا
دو سنگستان مدینہ کے درمیان خواب وآرام کا بندوبست کیا تھا تو قبر کی دو دیوارون کے بیچمین بھی میٹھی نیند سونیکا فکر کرنا چاہئے تھا
برا روناتو وہان کا تھا فَاِنَّ عَذَابَ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَقْوٰی وَالْعَاقِبَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی بتحقیق کہ عذاب آخرت شدید تر وقوی تر ہے
اور نیکیان آخرت کی پرہیزگارون کے لئے ہین۔ **بعضے از قضایاے مشکلہ کہ خلیفہ ثانی در حل آن**
بباب مدینہ علم نبی التجا بردہ وآنحضرت بے واسطہ تفکر وتدبر آنرا فیصلہ فرمودہ۔ ایسے
قضئے بکثرت ہین مگر ہم یہان چند اُنکے نقل کرتے ہین۔ از انجملہ کنزالعمال مین ہے کہ عمر کو ایک قضیہ مشکل پیش آیا بحدیکہ آسائش وآرام
انکا جاتا رہا اور فکر وتردد عارض ہوا اور حال اُنکا متغیر ہوا ماتھے پہ بل اور رویہ چین پڑ گئے پس آپنے اصحاب رسول اللہ کو جمع کرکے وہ قضیہ
اُنکے روبرو بیان کیا اور مشورہ چاہا سب نے کہا اے امیرالمومنین تم ہمارے جائے پناہ اور ملجا وماوے ہو ہر بات کو ہم سے بہتر جانتے ہو عمر
کو غصہ آیا اور کہا خدا سے ڈرو اور وہ بات کہو جس سے تمہارے کام اصلاح پذیر ہون پس اُنہون نے کہا اے امیرالمومنین جو بات
آپ دریافت کرتے ہین اُسکا جواب ہمکو معلوم نہین عمر نے کہا قسم بخدا کہ مین جانتا ہون جو اس مشکل کا حل کرنیوالا اور ایسی شدتون مین
فریادرس وجائے پناہ ہے کہا گویا آپکا مقصود علی ابن ابیطالب ہین کہا ہان وہی حضرت ہین کہ اُنکا مثل ومانند شکم مادر سے پیدا نہین
ہوا اٹھو کہ اُنکے پاس چلین عرض کی آپ اُنکو یہین بلوالین فرمایا ہیہات ہیہات وہ بنی ہاشم سے ہین اور رسول اللہ سے قرابت قریبہ
رکھتے ہین اور بقیہ علم وآثار اولین ہین علم حاصل کرنیکو اُن کے پاس جانا چاہئے نہ اُنکو بلوانا پس اُسطرف روانہ ہوئے حضرت امیرؑ اُسوقت
اپنے باغ مین تشریف رکھتے تھے اور آیہ شریفہ ایحسب الانسان ان یترک سدی ترجمہ آیا گمان کرتا ہے انسان کہ مہمل چھوڑ دیا
جائے،، کی تلاوت کر رہے تھے بار بار اسکو پڑھتے اور گریان ہوتے عمر نے شریح قاضی سے کہا خبر دے ابوالحسنؑ کو جو بات کہ تو نے
مجھ سے کہی شریح نے کہا کہ ایک شخص اپنی دو عورتین ایک آزاد اور ایک کنیز ایک کے سپرد کر گیا کہ جبتک مین سفر سے نہ پھرون اُنکے
نان نفقہ کی خبر لیتا رہے۔ آج شب کو دونو کا حمل وضع ہوا ایک کے لڑکا دوسری کے لڑکی پیدا ہوئی مگر ہر ایک کہتی ہے کہ لڑکا میرا ہے
اور لڑکی سے انکار کرتی ہے تاکہ میراث پسر ہاتھ آئے حضرت نے شریح سے پوچھا کہ تو نے اسمین کیا حکم کیا اُس نے کہا اگر مین اسکا
حکم جانتا تو آپ کے پاس کیون آتا پس حضرت نے ایک گھاس کا تنکا زمین سے اُٹھا لیا اور فرمایا میرے نزدیک اس معاملے مین حکم
کرنا اس پرکاہ سے بھی آسان تر ہے پس ایک پیالہ منگوایا اور اُنمین سے ایک عورت سے کہا کہ اپنا دودھ اسمین دوہے اُسکو وزن کیا

پھر دوسری کا دودھ دوہایا اور اُسکو تولا پس اُسکا دودھ پہلی عورت کے دودھ سے وزن مین آدھا نکلا اُسکو فرمایا کہ لڑکی تیری ہے
اور لڑکا پہلی کا اور شریح سے فرمایا کہ لڑکی کا دودھ لڑکے کے دودھ سے نصف ہوتا ہے اور اسکی میراث نصف اور اسکی عقل نصف
اور شہادت نصف اور خون بہا نصف ہوتی ہے عمر یہ صورت دیکھکر حیران رہ گئے اور کہا یا ابا الحسن لا ابقانی اللہ لشدیدۃ
لست لھا ولا فی بلد لست فیہ اے ابوالحسن حقتعالے مجھپر کوئی سختی نہ ڈالے جسکے دور کرنیکو تم موجود نہو اور نہ کبھی ایسے شہر
مین رکھے جسمین تم نہو۔ **مخفی نرہے** کہ اس حدیث کے راویون مین ایک یحییٰ بن عبدالحمید ہے کہ بعض علماء اہلسنت ذہبی وغیرہ
نے اسکے بارے مین کلام کیا ہے مگر اورون نے اسے رد کیا ہے۔ یحییٰ بن معین سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ اسکی مدح کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ وہ ایک ہے محدثون کا اور مشہور راست گو ہے کو فہ کا رہنے والا جو کچھ اسکی نسبت لوگ کہتے ہین حسد سے کہتے ہین اور تقریب
ابن حجر وکاشف ذہبی سے ظاہر ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین یحییٰ مذکور سے روایت کی ہے اور یہ اُسکی روایت کے قبول کرنے مین
کافی ہے **نیز** کنزالعمال مین ہے کہ عمر خطاب کے پاس ایک عورت آئی کہ عجیب الخلقت بچہ جنے تھی جسکے دو سر دو سینے چار ہاتھ دو شکم
اور دو فرج تھے لیکن نیچے کا جسم اکہرا یعنی دو رانین دو ساقین دو پانو رکھتا تھا پس عورت اُسکی میراث اُسکے باپ یعنی اپنے شوہر کے
ترکے سے طلب کرتی تھی۔ عمر نے اصحاب رسول اللہ کو جمع کرکے فتوے طلب کیا وہ کچھ حکم نہ دے سکے پس جناب امیر علیہ السلام کو بُلایا
حضرت نے فرمایا اسکی خبر پیچھے سے معلوم ہوگی فی الحال اس عورت کو معہ اس مولود کے اپنے پاس نظربند رکھو اور اسکے مال کو ضبط کرو
اور اسمین سے اُنکے لئے ایک خادم مقرر کردو عمر نے ایسا ہی کیا کچھ عرصہ بعد وہ عورت مر گئی اور عجیب الخلقت بڑا ہوکر طالب میراث ہوا
حضرت نے حکم دیا کہ ایک خادم خصی اُن دو فرجون کے لئے مقرر ہو پس ایک بدن النسے طالب جماع ہوا عمر نے اسکی بابت استفسار کیا
تو آپ نے فرمایا کہ حقتعالے ایسا نکریگا کہ اسکا ایک بندہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور دوسرا اُسکو دیکھے اسکو تین روز رہنے دو
کہ عنقریب حقتعالے اپنا حکم اسمین جاری کریگا اس شخص نے جماع کی خواہش نہین کی الآیہ کہ اجل اُسکے نزدیک آگئی پس تین روز بعد وہ
بدن کہ طالب جماع ہوا تھا مر گیا پس عمر حیران ہوئے کہ اب کیا کرین اسکو کاٹ کر علیحدہ کرتے ہین تو زندہ بھی مرجاتا ہے نیز اس زندہ
نے غل مچایا کہ یارو مجھکو مارتے ہو حالانکہ مین مسلمان ہون قرآن پڑھتا ہون پھر حضرت حلال مشکلات کی طرف رجوع کی آپنے فرمایا کہ
مُردے کو غسل دو کفن کرکے اسکے بھائی کے ساتھ چھوڑ دو کہ وہی اسکا معین ومددگار ہے اور اپنے ساتھ اُٹھائے پھرے جب
خشک ہو جائے تو اُسکو قطع کرنا تاکہ زندہ کو ایذا نہ پہنچے۔ مگر مین جانتا ہون کہ حقتعالے اسکو بھی تین دن سے زیادہ زندہ نرکھے گا اسکے
بوئے بد سے متاذی ہوکر وہ بھی جلد مر جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی دوسرا بدن بھی تین دن مین مر گیا اُسوقت عمر نے کہا یا ابن ابیطالب ما زلت
کاشف کل شبھۃ وموضح کل حکم اے پسر ابیطالب تم ہمیشہ ہر شبہ کے کھولنے والے اور ہر حکم کے واضح کرنیوالے ہو۔ اور **مناقب**
مرتضوی مین احسن الکبار سے نقل کیا ہے کہ عمر خطاب کے زمانہ مین ایک خواجہ مالدار صاحب عزت وجاہ فوت ہوا اسکے تین
غلام تھے مرض کی شدت مین وصیت کی کہ ایک غلام کو اسکی دختر معہ تمام مال ومتاع واملاک وجائداد کے ملے۔ دوسرے کو ایک ہزار

طفل عجیب الخلقت

قصہ خواجہ و سہ غلام

دینار دیگر آزاد کردین تیسرا قتل کیا جائے آقا کے مرنے پر غلامون مین تکرار ہوا ہر ایک کہتا تھا کہ دختر و تمام مال میرا ہے کوئی نجانتا تھا
کہ کسکے لئے دختر و تمام مال کی وصیت کی ہے اور کسکے واسطے ہزار دینار کی اور کون قتل ہونا چاہیے۔ دختر خواجہ تینون غلام سمیت دار الشرع
مین حاضر ہوئی خلیفہ صاحب معہ جماعت اصحاب حیران تھے کہ کیا کرین آخر کے سب حاضر درگاہ جناب ولایت پناہ ہوئے امیر المومنینؑ انکے
ساتھ دار الشرع مین تشریف لائے اور تین غلامون مین سے ایک کو کہا کہ باعث اس فتنہ و فساد کا تمہارا آقا ہے جس نے علیحدہ علیحدہ ہر
شخص موصی الیہ کو معین نہین کیا یہ خنجر مجھ سے لے اور جاکر اسکا سر کاٹ لا غلام نیک انجام نے کہا یا امیر المومنین یہ مجھ سے نہوگا کہ ایسی ادبی
اپنے آقا سے اسکے مرنیکے بعد کرون حضرت نے ذرا ناخوشی ظاہر کرکے خنجر دوسرے غلام کو دیا اور کہا تو اسکا سر کاٹ کہ وہ اسی سزا کا مستوجب
ہے وہ چند قدم چلکر سوچا کہ کیونکر اپنے ولی نعمت و مخدوم سے اسطرح پیش آؤن۔ پلٹ کر وہی عذر کیا جو غلام اول نے کیا تھا حضرت نے
تیسرے کو کہا وہ سنتے ہی خنجر لیکر تیر کی طرح سے چلا آپ نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسکے پیچھے رہے اگر قبر کھودنے کا ارادہ کرے تو نہ کھودنے
دے اور واپس لے آئے غلام نمکحرام وہان پہنچکر نبش قبر مین مشغول ہوا اس مرد نے اسکو پکڑ لیا اور حضرت کی خدمت مین لاکر ماجرا
بیان کیا آپ نے فرمایا غلام اول جس نے اپنے آقا کے حقوق کا خیال کرکے خنجر ہاتھ سے بھی نہین چھوا مستحق اسکی دختر اور مال و جائداد
کا ہے اور دوسرا جو چند قدم جاکر لوٹ آیا اسکو ہزار دینار دیکر آزاد کرین اور تیسرا بموجب وصیت خواجہ واجب القتل ہے الا یہ کہ
شرع اسکو قتل نہین کر سکتے۔ اسلئے چاہیے کہ غلام اول شوہر دختر کی خدمت کرتا رہے کہ یہ بھی قائم مقام قتل ہے۔ خلیفہ ثانی نے اس
حکم کو نافذ کرکے درمیان دو چشم امیر المومنینؑ کے بوسہ دیا اور کہا اے ابو الحسن حقتعالے مجھکو تمہارے بغیر دنیا مین زندہ نرکھے
از الۃ الخفا و تذکرہ خواص الامۃ مین ہے کہ دو شخصون نے ایک زن قرشیہ کے پاس سو دینار امانت رکھے اور کہا ہمسے کسی ایک کو
یہ مال ندینا جبتک کہ دونو اکٹھے ہوکر تیرے پاس نہ آئین سال بھر گزرا تھا کہ انمین سے ایک شخص آیا اور کہا میرا صاحب مر گیا ہے وہ
مال مجھکو واپس دے عورت نے انکار کیا وہ اصرار کرتا تھا تا انکہ رشتہ داران عورت سے شفاعت خواہ ہوا آخر عورت نے وہ سو دینار
اسکو دیدیئے ایک سال بعد دوسرا آیا اور طالب مال ہوا عورت نے کہا کہ تیرے رفیق نے آکر کہا کہ میرا صاحب مر گیا ہے وہ مال مجھکو دے
مینے اسے دیدیا اسمین تنازعہ ہوا اور یہ قضیہ عمر کے سامنے پیش ہوا انہون نے فیصلہ کرنا چاہا۔ برواتیے حکم دیدیا کہ عورت اس مال کی
ضامن ہے عورت نے کہا خدا کے لئے امیر المومنین اس قضیہ کو علیؑ بن ابیطالب کے پاس بھیجدو خلیفہ صاحب نے فریقین کو حضرت کی خدمت
مین بھیجدیا آپ اس قصہ کو سنتے ہی جان گئے کہ ان دونو مردون کی چالاکی ہے مکر فریب کیا چاہتے ہین فرمایا تمنے نہین کہا کہ ہمسے
تنہا ایک کو مال ندینا کہا ہان کہا فرمایا تو تمہارا مال موجود ہے تو جاکر اپنے صاحب کو بلا لا کہ تم دونو کو دیا جائے چونکہ انکا فریب تھا اور سازش
کرکے اس عورت کو لوٹنا چاہتے تھے لہذا خاموش چلا گیا عمر نے یہ سنا تو کہا لا ابقانی اللہ بعد ابن ابیطالب کہ حقتعالے مجھکو علیؑ ابن
ابیطالب کے بعد زندہ نرکھے۔ **ریاض النضرہ** مین محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا مین مسجد دمشق مین داخل ہوا
ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اسکے دو استخوان چنبر گردن ضعف پیری سے مڑ گئے ہین۔ پس مینے پوچھا کہ اے شیخ تو نے کس کا زمانہ

ادراک کیا کہا عمر کا جنگ یرموک مین ان کی ساتھ تھا مینے کہا کوئی حدیث بیان کر جو تو نے سنی ہو کہا ہم چند جوان حج کے لئے چلے تھے راہ
مین ہمکو شتر مرغ کے بیضے ملے انکو توڑ کر کھا گئے حالانکہ حالت احرام مین تھے بعد فراغت حج عمر خطاب کے پاس آئے اور یہ مسئلہ انسے پوچھا
انہون نے کہا میرے ساتھ آؤ ہمکو لیکر حجرہ ہائے رسولخدا کی طرف گئے اور انمین سے ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکایا ایک عورت نے اندر سے
کہا کہ کون ہے عمر نے کہا ابو الحسن کہان ہین کہا وہ اپنے مزرعہ پر تشریف لیگئے ہین پس عمر وہان سے چلے اور ہمکو کہا میرے ساتھ چلے آؤ
حتے کہ آنحضرت کے پاس پہنچے آپ اسوقت اپنے دست مبارک سے مٹی کو برابر کر رہے تھے۔ عمر کو دیکھکر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین عمر نے
کہا ان لوگون نے حالت احرام مین شتر مرغ کے بیضے توڑے ہین انکا کفارہ کیا ہے فرمایا اے امیر المومنین تمنے کسلئے زحمت اٹھائی مجھکو
کیون نہ بلا بھیجا کہا مین زیادہ سزاوار ہون تمہارے پاس آنیکے لئے پس فرمایا کہ جتنے بیضے توڑے ہین اسیقدر شتران نر کو مادون پر
چھوڑین پس جو بچے انسے پیدا ہون انکی قربانی کرین عمر نے کہا کبھی وضع حمل سے پہلے حمل ساقط ہو جاتا ہے فرمایا ایسا ہی کبھی بیضے بھی گندے
نکلتے ہین عمر وہان سے چلے اور کہتے جاتے تھے اللھم لا تنزل بی شدۃ الا و ابو الحسن الی جنبی خداوندا کوئی سختی مجھپر نازل نکر
مگر یہ کہ ابو الحسن میرے پہلو مین موجود ہون اور **مودۃ القربے** مین سید علی ہمدانی نے عبد اللہ بن خولقہ سے روایت کی ہے کہ عمر
خطاب کے پاس دو مرد آئے اور انسے طلاق کنیز کی بابت سوال کیا وہ انکو ہمراہ لئے حلقہائے مردم سے ایک حلقہ مین گئے جس مین ایک مرد
اصلع بیٹھے تھے انسے دریافت کیا کہ لونڈی کے طلاق مین آپ کیا حکم دیتے ہین انہون نے اپنی دو انگلیون ایک انگشت شہادت اور
ایک اسکے پاس کی انگلی سے اشارہ کیا عمر نے انسے کہدیا کہ دو یعنی دو طلاق ہین ان دو مردون نے ایک نے کہا سبحان اللہ ہم امیر المومنین
سمجھکر تمہارے پاس مسئلہ پوچھنے آئے تھے تم ایک مرد کے پاس گئے جسنے تمہارے ساتھ قسم خدا کی زبان سے بات تک بھی نکی۔ عمر نے
کہا جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے کہا نہین کہا یہ علیؑ ابن ابیطالب ہین شہادت دیتا ہون کہ مینے رسول اللہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے
اگر اہل آسمان و زمین کے ایمان ایک پلے رکھے جائین اور علی کا ایمان دوسرے پلے مین تو ہر آئینہ علیؑ کے ایمان کا پلہ جھک جائیگا

برخے از مواضع کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی را بر خطاے ایشان تنبیہ نمودہ براہ صواب دلالت فرمودہ

منقول ہے کہ ایک زن باردار کو حضرت خلیفہ صاحب کے سامنے لائے اور کہا اس نے
زنا کیا ہے آپ نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرین حضرت امیر المومنین کو یہ حال معلوم ہوا تو مانع آئے اور کہا اگر تمکو اس عورت پر دست
قدرت ہے تو بچہ پر کہ اسکے شکم مین ہے اختیار نہین رکھتے حقتعالے فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخرای کوئی گناہگار دوسرے
کے گناہ مین گناہگار نہین ہوتا۔ پس بچہ کسلئے مان کے جرم مین سزا پائے خلافتمآب اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور فرمایا عجزت النسلو
ان یلدن مثل علی بن ابیطالب عورتین عاجز ہین کہ علیؑ بن ابیطالب کی مثل بچہ جنین لولا علی لھلک عمر اگر علیؑ نہوتے تو عمر ہلاک
ہوگیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ عمر کو اس عورت کے حمل کا معلوم نتھا اسلئے یہ حکم دیا تھا نہ یہ کہ انکو مسئلہ عدم جواز رجم حاملہ معلوم نہ تھا واضح رہے
کہ یہ صرف دھوکہ دہی ہے اگر خلیفہ صاحب یہ مسئلہ جانتے ہوتے اور امیر المومنینؑ صرف حمل کی خبر دیتے تو اسطرح نہ کہتے ان یکن

لت علیہا سلطان الخ کہ اگر تجھکو اس عورت پر دست قدرت ہے تو اس بچہ پر دست قدرت نہیں جو اسکے پیٹ مین ہے صرف اسقدر
کہنا کافی تھا کہ یہ عورت حاملہ ہے اور نہ عمر صرف خبر حمل دینے پر آنحضرت کی لمبی چوڑی مدح فرماتے۔ بعض خیر خواہان خلفا نے اس روایت
مین ایک اور ہوشیاری کی ہے کہ بجائے حضرت امیرؑ کے معاذ بن جبل کا نام روایت کیا ہے یعنی معاذ نے عمر کو ان کی غلطی پر آگاہ کیا۔ اور
انہون نے معاذ کی نسبت فرمایا کہ عورات معاذ کی مانند جننے سے عاجز ہین لولا معاذ لہلک عمر مگر اس سے کچھ فائدہ بحال عمر نہین پہنچا
انکا ایسے عام مسئلہ سے ناواقف رہنا بدستور ثابت رہا بلکہ ہمارے نزدیک تو بجائے باب مدینۃ علم نبی کے معاذ جیسون کا خلافت پناہ کو انکی
غلطی پر ٹوکنا اور عمر کا انکی اسطرح مدح سرا ہونا انکے لئے اور بھی کسر شان کا باعث ہے **علیٰ ہذا**۔ ایک زن مجنونہ کی نسبت بھی جس سے وقوع
زنا ثابت ہوا تھا رجم کرنیکا حکم فرما دیا تھا۔ چنانچہ اسکو سنگسار کرنے کو لے جا رہے تھے کہ راہ مین حضرت امیر المومنینؑ ملے اور فرمایا اس مجنونہ
کو کہان لئے جاتے ہو۔ کہا خلیفۂ وقت نے اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیا ہے۔ حضرت اسکو اپنے ساتھ پھر لائے اور خلافت پناہ سے ارشاد کیا
اما سمعت النبی یقول رفع القلم عن ثلث کہ کیا نہین سنا تھے کہ تین شخصون سے قلم اٹھا لیا گیا ہے یعنی کوئی گناہ انپر نہین لکھتے
عن النائم حتی یستیقظ وعن الصغیر حتی یکبر وعن المجنون حتی یفیق سونے والے سے جبتک کہ بیدار نہو اور کم سن سے
جب تک بالغ نہو اور دیوانہ سے جبتک کہ اسحالت سے افاقہ نہ پائے۔ خلیفہ ثانی مدح وثنائے امیر مومنان مین رطب اللسان ہوے اور
فرمایا لولا علی لہلک عمر **دیگر** قدامہ بن مظعون نے شراب پی خلافت پناہ کے سامنے لائے کہ اجرار حد کرین قدامہ نے اس آیہ
شریفہ کو تلاوت کیا لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الخ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے
انہون نے جو کچھ کھایا پیا اسمین انپر کوئی گناہ نہین عمر نے یہ آیہ سُنی تو اسکی حد سے درگذرے۔ حضرت امیرؑ کو خبر ہوئی تو فرمایا قدامہ
ان لوگون سے نہین جنکے حق مین یہ آیہ نازل ہوئی ہے اور وہ مقرر سزاوار حد ہے کسلئے کہ جب آیہ حرمت شراب نازل ہوئی تو بعض
اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ان بھائیون کا کیا حال ہوگا جنہون نے مسلمان ہوکر شراب پی اور اب مر گئے ہین اسوقت یہ آیہ
نازل ہوئی پس یہ آیہ ان مُردون کے حق مین ہے قدامہ تو زندہ ہے عمر نے یہ سنکر اسکو بلایا کہ حد لگائین مگر جانتے نہ تھے کہ حد شرب خمر
کیا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اسّی تازیانے لگائے جائین فان شارب الخمر اذا شربہا سکر واذا سکر ھذی واذا
ھذی افتریٰ تحقیق کہ شراب خوار جب شراب پیتا ہے تو مست ہوتا ہے تو ہذیان بکنے لگتا ہے اور ہذیان مین افترا کرتا ہے
حقتعالے نے افترا پرداز کی حد اسّی تازیانے مقرر فرمائے ہین۔ اس قضیہ مین آپنے دو مرتبہ خطا کی ایک واجب الحد کو چھوڑ دیا دوم
حد شرب الخمر کیا انکو معلوم نہ تھی جو خلیفہ رسول کا اول فرض ہے۔ **دیگر** بیت اللہ کے خزانے مین سونا چاندی زیورات بکثرت تھے عمر
کے مُنہ مین انکو دیکھکر پانی بھر آیا اور بحیلہ تجہیز لشکر وتیاری جہاد اُس پر قبضہ کرنا چاہا امیر المومنین علیہ السلام مانع آئے اور فرمایا قرآن
رسول اللہ پر نازل ہوا تو اموال چار طرح پر تھے ایک مسلمانون کا اپنا مال اسکو انکے ورثا پر حسب فرائض تقسیم فرمایا۔ دوسرے مال غنیمت اسکو
اسکے مستحقون پر قسمت کیا۔ تیسرے خمس اسکو اسکے محل مین خرچ کیا۔ چوتھے صدقات انکا جو مصرف مناسب جانا ارشاد کیا اموال خانۂ کعبہ

اُسوقت بھی موجود تھے حقتعالے نے انکو بحال خود رہنے دیا اور یہ رہنے دینا از روے سہو ونسیان کے نتھا اور نہ انکا محل و
مکان باری تعالے پر مخفی تھا پس تم بھی انکو اُسی طرح رہنے دو کہ جسطرح خدا اور رسول نے رہنے دیا بروایت جلال الدین سیوطی سالہ
اخبار مہدی مین آپنے فرمایا امض یا امیر المؤمنین فلست بصاحبہ انما صاحبہ شاب من قریش ویقسمہ فی سبیل اللہ فی آخر الزمان
اس خیال سے درگزر دیہ کار تمسے تعلق نہین رکھتا اسکا صاحب ہمسے ایک جوان قرشی (امام مہدیؑ) ہے وہ اسکو راہ خدا مین تقسیم کریگا
آخر زمانہ مین پس حضرت عمر نے فرمایا یا علیؑ تم نہوتے تو ہم فضیحت ورسوا ہو گئے تھے یہ کہا اور ان اموال کو بحال خود چھوڑ دیا۔ **دیگر**
روضۃ الاحباب مین ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ اُنہون نے کہا ہم ایک دفعہ عمر کے ساتھ حج مین تھے جب حجر اسود کو بوسہ دینے
لگے تو انہون نے کہا اگر مین پیغمبر خدا کو تقبیل کرتے نہ دیکھتا تو ہرگز یہ کام نکرتا۔ تو صرف ایک پتھر ہے نہ کوئی نفع تجھ سے متصور ہے نہ ضرر
علی مرتضےٰ نے فرمایا اس سے نفع وضرر دونو متصور ہین اگر تم اس آیہ کی تاویل وتفسیر جانتے ہوتے تو میرے کلام کی راستی تمپر ظاہر ہوتی
واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علیٰ انفسہم الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا یعنی جبکہ لیا تیرے
رب نے بنی آدم سے انکی پشتون سے انکی ذریت کو اور اُسکو انکے نفسون پر گواہ گردانا آیا نہین ہون پروردگار تمہارا انہون نے کہا ہان
ہم گواہی دیتے ہین پس جب انہون نے حقتعالے کی ربوبیت اور اپنی بندگی کا اقرار کیا تو حق سبحانہ تعالے نے اس عہد وثیاق کو
ایک کاغذ پر لکھکر حجر اسود کے مُنہ مین ودیعت رکھا اور تحقیق کہ ہین اس سنگ اسود کے زبان اور دو آنکھین اور دو ہونٹ کہ گواہی دیگا
اسکی جو اُسکے پاس پہنچا اور اسکا استلام وتقبیل کیا اور وہ حقتعالے کا امین ہے اس مکان مین۔ عمر نے یہ سُنکر کہا لا ابقانی اللہ تعالی
بارض لست بہا یا ابا الحسن اے ابو الحسن حقتعالے مجھکو اس ملک مین باقی نرکھے جسمین کہ تم نہو **ابن ابی الحدید** معتزلی شرح نہج البلاغہ
مین اس روایت کی نقل کے بعد لکھتا ہے کہ ہمنے عمر سے ایسی بہت سی باتین دیکھی ہین چنانچہ انہون نے اس شجرہ کو جسکے نیچے بیٹھکر
رسول اللہ نے بیعت رضوان کا انصرام کیا کٹوا دیا رسول اللہ کی وفات کے بعد لوگ اس مبارک درخت کے پاس آتے اور اسکے سایہ
مین آرام لیتے عمر نے پہلے لوگون کو دھمکایا کہ کوئی اسکے پاس نجائے اسکے بعد حکم دیا کہ اسکو کاٹ ڈالین **دیگر**۔ تاریخ ہجری کہ جسپر
مسلمانون کے حساب کتاب وداد وستد وغیرہ تمام معاملات وجملہ کاروبار کا مدار ہے اور قیامت تک رہیگا۔ بالاتفاق حضرت امیر المومنینؑ
کے ارشاد وہدایت بنیاد کے موافق قائم ہوئی۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ عامل بصرہ نے عمر کو لکھا کہ آپ کے خطوط آتے ہین
حالانکہ بعض اُنمین باعتبار مضامین باہدیگر متضاد ومتخالف ہوتے ہین معلوم نہین ہوتا کہ متقدم کون ہے اور متاخر کونسا کہ ناسخ و
منسوخ جانکر ٹھیک ٹھیک تعمیل کیجائے۔ لہذا اگر ہر حکم کے آخر تاریخ لکھدیجایا کرے تو یہ دقت رفع ہو جائے۔ بروایت محمد بن سیرین
اہل مجلس سے کسی نے تقرر تاریخ کا التماس کیا عمر تاریخ کے نام تک سے واقف نہ تھے فرمانے لگے کہ تاریخ کیا چیز ہوتی ہے عرض کی
وہ بڑے کام کی چیز ہے وثیقون خطون اور واقعات پیدایش واموات وغیرہ مین اسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہے اہل عجم اسکا بڑا اعتبار
کرتے ہین اُسوقت سمجھے اور فرمایا کہ واقعی فائدہ مند شے ہے پس صحابہ کو جمع کرکے کمیٹی کی کہ ابتدائی تاریخ کس وقوعہ سے کرنی چاہیے

علامات واوصاف خراسان از زبان امیرمومنان

کسی نے ولادت حضرت رسالت پناہ کی صلاح دی کوئی بعثت آنحضرت کی رائے دیتا تھا مگر لوگ اُنپر اعتراض کرتے تھے حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ہجرت اُس جناب سے ابتدائی تاریخ مقرر ہو کیونکہ وہ حق وباطل مین فرق ہونے اور ظہور علیہ السلام ونزول شرع واحکام کا زمانہ ہے سب نے اِسکو پسند کیا اور اسی پر تاریخ کی بنیاد رکھی گئی اور ماہ محرم کہ شہر حرام ہے اور لوگ اسمین حج سے اپنے گھرون کو واپس آتے ہین ابتدائی سال کے لئے مقرر ہوا۔ تاریخ الخلفا مین ہے کہ عمر نے سولھوین سال ہجرت سے اپنی خلافت کے اڑھائی سال بعد علی علیہ السلام کی صلاح سے تاریخ ہجری لکھنی شروع کی۔ **ودیگر** تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ جب ابوموسے اشعری نے فارس وکرمان کو فتح کیا تو عمر خطاب کو نامہ لکھا عمر نے اُسکے جواب مین لکھا کہ تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا جو فتح ونصرت عنایت الٰہی سے تجھکو حاصل ہوئی اور فارس وکرمان ہاتھ آئے اِس پر خدا کا شکر ادا کیا گیا اور یہ جو لکھا ہے کہ مین یہ خط سرحد خراسان سے لکھتا ہون ظاہرا تیرا ارادہ آگے بڑھنے اور خراسان پر چڑھائی کرنیکا ہے سو خبردار اُسطرف کا عزم نہ کیجو بلکہ مقبوضہ شہرون پر حکمران نصب کر کے واپس چلا آ اور بصرہ مین مقیم ہو کہ ہمکو خراسان سے اور خراسان کو ہمسے کچھ سروکار نہین کاش ہمارے اور خراسان کے بیچ مین لوہے کے پہاڑ اور آگ کے دریا ہوتے اور سدِ سکندر جیسی ہزار سدین درمیان حائل ہوتین کیونکہ وہ ایک ملک پُر شور وشر ہے اور وہان کے باشندے حیلہ جو اور منافق ہین حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے ابوحفص ایسا نہین بلکہ خراسان مین بہت سی خوبیان ہین اُسکی زمین پاکیزہ ہے اور چشمہائے آب اُسمین جاری ہین اور ایک شہر اُسمین ہے جسے ہرات کہتے ہین سکندر ذوالقرنین نے اُسے آباد کیا ہے اور عزیر پیغمبر نے اسمین نماز پڑھی ہے اُسکے ہر ایک دروازہ پر ایک فرشتہ شمشیر بکف کھڑا ہے کہ آفات وبلیات کو اُس شہر اور اُسکے گرد ونواح سے دور کرتا ہے اور دور کرتا رہے گا تا بروز قیامت اِس شہر کو کوئی بزور نہین لے سکتا اور نہ کبھی لے سکیگا اِلّا قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ اور نیز خراسان مین ایک شہر خوارزم نام ہے وہ اسلام کی سرحدون سے ایک سرحد ہے جو کوئی وہان جا کر آباد ہوا اِسقدر ثواب اُسکو ملے کہ گویا تلوار ہاتھ مین لیکر کفار پر جہاد کر رہا ہے پس خوشا حال اُسکا جو خوارزم مین سکونت اختیار کرے اور عبادت خدا اور رکوع وسجود وہان بجا لائے۔ اور خراسان مین ایک شہر بخارا ہے کہ وہان کے باشندے کثرت ریاضت سے اپنے بدن کو مثل ادھوری کے زمین پر ملتے ہین۔ نیکی ہو اہل سمرقند پر کہ وہ عبادت وپرستش کا مقام ہے اِلّا آخر مین برکت اُنپر غلبہ پائیگی اور وہ ترکون کے ہاتھ پر ہلاک ہونگے۔ اور اہل شاش وفرغانہ کے حق مین حقتعالے کی نیک تقدیرات ہین خوشا حال اُسکا جو اُس مقام پر چند رکعت نماز بجالائے اور شہادت مین جو مرے رتبہ شہادت پائے۔ بلخ ایک مرتبہ خراب ہو چکا ہے دوبارہ ویران ہوگا تو پھر کبھی آباد نہوگا۔ نیکی ہو اہل تالقان پر کہ وہان حقتعالے کے خزانے ہین لیکن سونے چاندی کے نہین بلکہ کچھ مرد ہونگے کہ حقتعالے کو جیسا چاہئے پہچانتے ہونگے۔ اور جب میرا فرزند مہدی پیدا ہوگا تو وہ اُسکے اصحاب سے ہونگے۔ اور ترمذ مین مومنین ہونگے کہ سوائے رضائے حق سبحانہ تعالے ودوستی محمد مصطفےٰ اور اُنکے اہلبیت اطہار کے کوئی چیز اُنکے دلون پر نگذرے گی۔ مگر وہ طاعون سے ہلاک ہونگے اور قہستان مین زلزلہ عظیم آئیگا کہ اُسکی ویرانی کا باعث ہو۔ اکثر باشندگان شہر اُسکے خوف سے مر جائینگے اور سیستان مین کچھ لوگ

ہون کہ قرآن پڑھین لیکن قرآن اُنکے گلے سے نہ اُترے۔ یعنی دل پر اسکا ذرا اثر نہو اور دین سے اسطرح نکل جائین جیسا کہ تیر کمان سے اور آخر زمانے مین اُنپر ریگ برسے حتےٰ کہ اُسکے تلے دب جائین سختی ہو قوسینج پر کہ وہان سے تیس دجال نکلینگے کہ ہر ایک اُنمے ایسا بیباک ہوگا کہ اگر تمام بندگان خدا اُسکے ہاتھ پر قتل ہون تو ذرا اندیشہ نکرے۔ لیکن نیشاپور کے باشندے رعد وبرق سے ہلاک ہونگے اور وہ شہر کمال رونق وآبادی کے بعد ایسا ویران ہوگا کہ پھر آباد نہوگا۔ اور گرگان کے لوگ سنگدل ہین اور بدکار ہین زیادہ برخلاف اس کے قومس مین نیکوکار بہت ہین اور وہ اہل صلاح سے کبھی خالی نہین رہتا۔ اور دامغان پوری ترقی پر پہنچکر اوجڑ جائیگا اور اہل سمنان ظہور مہدی علیہ السلام تک تنگی سے زندگی بسر کرینگے۔ طبرستان مین مومن کم فاسق فاجر بہت ہون دریا اس شہر کے نزدیک ہے اسلئے اُسکے پہاڑ اور میدان سب زرخیز ہین شہر رے فتنہ وفساد کا مقام ہے آخر عہد مین دیلمون کے ہاتھ سے تباہ ہوگا اور دروازہ متصل بکوہ مین بے انتہا خلق اللہ ماری جائیگی اور نیز اس دروازے پر آٹھ شخص بزرگان بنی ہاشم سے نماز پڑھینگے کہ ہر ایک اُنمے دعویدار خلافت ہوگا اور ایک بزرگ ہمنام پیغمبر علیہ السلام کو چالیس روز محاصرے مین رکھکر قتل کرینگے اور سفیانی کے زمانہ مین رے والونکو سخت مصیبت پیش آئیگی اور قحط عظیم اُنمین پڑیگا خلیفہ ثانی نے یہ حالات خراسان کے شہرون کے امیرالمومنینؑ سے سُنے تو کہنے لگے اے ابوالحسنؑ تمنے مجھکو فتح خراسان کی رغبت دلائی حضرت نے فرمایا کہ ہرچند جو کچھ مینے بیان کیا اُسمین ذرا شک وشبہ نہین اِلّا چاہئے کہ تو اُسکی فتح کا ارادہ نہ کرے۔ اسلئے مقدر یہ ہے کہ اُسکی فتح کی ابتدا بنی امیہ سے ہو اور انتہا بنی ہاشم پر ہو **مؤلف** کہتا ہے کہ بعض اِن شہرون سے کہ اس روایت مین مذکور ہین مثل تالقان وغیرہ کے بعض اوقات مجمع اہل ایقان ومظہر انوار ایمان رہے ہین۔ چنانچہ تفصیل اِسکی مجالس المومنین وغیرہ کتب شیعہ مین مذکور ہے اور سب سے زیادہ جو فخر وفضیلت خراسان کو حاصل ہے بوجہ روضۂ منورہ امام ضامن ثامن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علیہما کے ہے کہ لوگ اطراف واکناف عالم سے اِس بقعۂ مبارکہ کی زیارت کو آتے ہین اور اجر وثواب بحساب پاتے ہین۔ لیکن خلیفہ ثانی کی باتین اکثر ایسی ہی ہوتی تھین وہ اپنی بوالفضولی سے جس امر کے چاہتے خلاف ہو جاتے اور مذمت کرنے لگتے تھے۔ جیسے یہان خراسان کی فتح سے پرلے سرے کی نفرت ظاہر فرمائی اور آرزو کی کہ کاش ہمارے اور اُسکے درمیان کوہ آہن اور دریائے آتش ہوتے ویسے ہی ایک اور دانائی کی بات آپ کی یہ تھی کہ وہ سفر دریا کے بالکل خلاف تھے۔ حتےٰ کہ دریائی جہاد سے مسلمانون کو قطعاً منع کر دیا تھا۔ یعنی جو فوائد کہ بحری سفر سے خلائق کو خاصکر مسلمانون کو آپ کے بعد پہنچی یا اِس سے محض غافل وذاہل تھے یا دیدہ ودانستہ اُنکو اِس برکت سے محروم رکھنا چاہتے تھے گویا ترقی اسلام کو محدود بلکہ مسدود کرنا چاہتے تھے ابن اثیر کامل مین لکھتا ہے۔ فجعل عمر علی نفسہ ان لا یحمل فی البحر احدا ابدا یعنی فی الغزو۔ یعنی عمر نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا کہ وہ کسی کو دریا پر جہاد کے لئے سوار نہونے دینگے۔ اور نیز اُنہون نے حکم دیا تھا کہ جو کشتیان مصر سے غلّہ لاتی ہین وہ اصلاً تردد نکرین اور ظاہر یہ کیا کہ یہ امر شتربانون کے جو کرایہ پر غلہ بھر کر لاتے ہین نقصان کا باعث ہے۔ ابن اعثم لکھتا ہے کہ معاویہ نے کنار بحر پر پہنچکر عمر کو لکھا کہ جزیرہ قبرس کہ نہایت سرسبز وزرخیز ملک ہے اور نعمات گوناگون سے مملو ومشحون ہے

اسقدر نزدیک ہے کہ صدائے مرغان وہانسے سُنتے ہین اگر امیرالمومنین اجازت دین تو کشتیون مین بیٹھکر اسکو فتح کرلین یقین ہے کہ بیشمار غنیمت وہانسے مسلمانون کے ہاتھ آئیگی۔ عمر کو دریا کے نام سے عداوت تھی سُنکر غوطے مین چلے گئے بڑی دیر مین سر اُبھارا تو عمرو عاص کو کہ اسکندریہ مصر مین تھا یہ حال لکھا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ عمرو کو رشک ہوا کہ معاویہ یہ میدان ماریجائیگا۔ جواب مین لکھا کہ امیرالمومنین جو دریا مین سوار ہونے سے کراہت رکھتے ہین بہت درست ہے وہ نہایت خوف و خطر کا مقام ہے جو کچھ کہ مینے اُسکے ہول و ہیبت و تلاطم امواج کا مشاہدہ کیا ہے آپ دیکھتے تو اِس سے زیادہ اُسکو مکروہ جانتے جتنا کہ اب جانتے ہین غرض پیشگاہ خلافت سے حکمِ ممانعت صادر ہوا۔ اور جزیرہ کی فتح برسون پر جا رہی معاویہ کو فرمان ممانعت پہنچا تو کہا عمرو عاص کو گوارا نہوا کہ یہ کام میرے ہاتھون نکلے۔ اسلئے یہ صلاح دی اگر اسکو کہتے تو فوراً چلا جاتا۔ مورخ مذکور کہتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو معاویہ کا قول پہنچا تو فرمایا سچ کہتا ہے اگر ہم اسکو اجازت دیتے تو وہ کبھی نہ چوکتا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ جب آپ کو عمرو کی دیانتداری یہانتک معلوم تھی تو اُس سے صلاح ہی کیون لی۔ اور نیز جب جزیرۂ قبرس خشکی سے اتنا نزدیک تھا کہ جانورون تک کی آوازین وہانسے سُنائی دیتی تھین۔ تو اُس سے ڈرنے کی ہی کیا وجہ تھی اور سرے سے آپ کشتی مین سوار ہونے اور دریا مین سفر کرنے سے اسقدر کیون گھبراتے تھے اسکا سبب کہین یہ تو نہ تھا کہ سفینۂ اہلبیت سے کہ مثل کشتی نوح کشتیِ نجات ہے اور من تخلف عنہا فقد غرق وھوے اسکی شان مین آیا تھا آپنے تخلف کیا تھا۔ **اور نیز** ان حالات سے صحت قول شیعہ کہ فتح ممالک کسرے و قیصر بموجب ارشاد پیغمبر موعود من اللہ تھی ہوتی ہے اور ہونی ہی چاہیے تھی خلیفہ ثانی کا اُسمین کچھ احسان نہین۔ بخوبی ظاہر ہے کہ آپ اور انکے ترقی اسلام کے سدِ راہ ہوتے تھے کبھی خراسان پر چڑھائی کے تصور سے ہراسان ہوتے کبھی دریائی سفر کے خوف سے جزیرہ قبرس پر لشکر کو نجانے دیتے تھے مگر جو کچھ منظور الٰہی تھا وہ ہو کر رہا خراسان بھی فتح ہوا اور جزیرہ قبرس پر بھی اسلام کا تسلط ہو گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ بقول اعثم کوفی حضرت عثمان بھی تباسیِ خلیفہ ثانی اوّل اوّل دریائی جہاد کو تجویز نکرتے تھے اور آخر مین معاویہ کے اصرار سے اسپر رضامند ہوئے تو اس شرط پر کہ وہ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجائے چنانچہ اُس نے یہ شرط بھی قبول کی اور جاکر جزیرہ پر فتحیاب ہوا **دیگر** بحار الانوار مین تہذیب الاخبار شیخ طوسی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ اور عمر خطاب حمام مین داخل ہوئے عمر نے کہا بئس البیت الحمام یکثر فیہ العناء و یقل فیہ الحیاء کہ حمام بُری جگہہ ہے کہ زحمت اسمین زیادہ ہوتی ہے اور حیا کم حضرت نے فرمایا نعم البیت الحمام یذھب الاذیٰ و یذکر بالنار کہ اچھا مکان ہے حمام کہ مرض کو دفع کرتا ہے اور آتش جہنم کو یاد دلاتا ہے۔ **دیگر** حضرت امیرالمومنینؑ کا خلیفہ ثانی کو جنگ ہائے روم و ایران کی شرکت سے باز رکھنا عظیم مصلحت و جزیل منفعت پر شامل تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض موقعون پر جبکہ کفار نابکار ہجوم کرتے اور مسلمانون پر کار دشوار ہو جاتا تو بعض اصحاب کی یہ صلاح ہوتی کہ خلافت پناہ برائے چندے دار الخلافہ کو خیرباد کہین اور بہ نفس نفیس شریک معرکہ جہاد ہو کر جوہر مردانگی دکھائین تاکہ اُنکو دیکھکر مسلمانون کا جوش دوبالا ہو جائے اور داد جہاد دیکر نصرت پائین مگر حضرت کبیر نظر بمصالح اس رائے کے خلاف ہوتے اور خلیفہ خود شریک معرکہ ہونا تجویز نکرتے ایک مرتبہ جنگ یرموک مین جبکہ ماہان رومی بھاری جمعیت کے ساتھ

چڑھ آیا اور ابوعبیدہ نے بکمال تشویش و اضطراب یہ حال خلافتمآب کو لکھکر مدد و معاونت طلب کی تو صلاح ہوئی کہ خلیفہ خود اسطرف متوجہ ہون شیرِ خدا پر آپ کی دلیری و دلاوری کا حال بخوبی روشن تھا اور اُنکی پایداری کو جنگ احد وغیرہ مین ملاحظہ فرما چکے تھے اس سے مانع آئے اور فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہین نظر بخدا چاہیے جس جل شانہ نے جبکہ ہم قلیل تھے مظفر و منصور کیا ہے وہ اب بھی زندہ ہے تم خود لڑائی مین جاؤ گے تو مسلمانون کی پشت و پناہ جس کیطرف وہ بازگشت کرین باقی نرہے گی اسلئے بہتر ہے کہ کسی جنگ آزما پختہ کار کو اُس طرف بھیجدو اور خود یہین رہو۔ اگر کام حسب دلخواہ انجام پایا تو بہتر ورنہ اور مدد یہانسے جا سکتی ہے فائدہ کی بات تھی خلیفہ صاحب کے فوراً سمجھ مین آگئی اور شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی اور بقول اعثم کوفی سوید بن صلامت انصار کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجدیا گیا اور کام سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ علٰے ہذا ہجرت کے اکیسوین برس عراق سے خبر آئی کہ اہل عجم پھر جمع ہو گئے ہین حتےٰ کہ ڈیرھ لاکھ کے قریب انکی بھیڑ بھاڑ ہو گئی ہے عمر نے اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا حضرت عثمان کی یہ رائے تھی کہ افواج شام و یمن طلب کیجائین اور مکہ و مدینہ سے جسقدر آدمی بہم پہنچین خلیفہ صاحب سب کو ساتھ لیکر خود عزم جہاد کرین آپ خاموش تھے امیرالمومنین نے فرمایا شام کی فوج آئیگی تو رومی دلیر ہو جائینگے اور اکٹھے ہو کر مسلمانون کے اہل و عیال و اسباب و اموال کو لوٹ لینگے پس ایسا وسیع ملک جو اسقدر عرق ریزی سے لیا ہے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ نیز یمن سے فوج منگانے مین اندیشہ ہے کہ اہل حبش کی رگ طمع جنبش مین آئے اور وہ یمانیون کے ساتھ وہ سلوک کرین جو رومی شامیون سے کرتے ایسا ہی حرمین کو بھی بالکل خالی کر دینا قرین مصلحت نہین اعراب بدوی کہ لوٹ مار کے عادی ہین فوراً آپڑینگے پس مسلمانون کی جان و مال و عزت و آبرو کی نگہداشت سب سے زیادہ ضرور ہے۔ علاوہ بر این اہل عجم خلیفہ کو بہیئت کذائی دیکھین گے کہ اصل عرب راس و رئیس اسلام یہ ہے اسے مار لیا تو تمام خرخشہ مٹ جائیگا پس جہانتک اُنسے بنے گا جی توڑ کر لڑینگے اسلئے مصلحت یہ ہے کہ خلیفہ اصلاً یہان سے حرکت نکرے۔ اور یہ بات کہ اُنکی تعداد زیادہ ہے اور ہماری کم سو ہم کبھی کثرتِ عدد پر نہین لڑے بلکہ ہمارے محاربے فقط تائید الٰہی و امداد غیبی پر ہوئے ہین سو اب بھی وہی جل شانہ مسلمانون کی نصرت کریگا کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بہت سے چھوٹے گروہ بڑے گروہون پر باذن خدا غالب آئے ہین پس بہتر ہے کہ تو اہل بصرہ کو لکھے کہ ایک حصہ اُنسے اپنے اہل و عیال پر رہے ایک حصہ اس نواح کے ذمّی کفار کی نگرانی رکھے کہ عہد شکنی کر کے اہل حرب کے شامل ہو جائین باقی کوفیون کی امداد کو معرکہ جنگ مین جائین علاوہ براین یہانسے جسقدر ممکن ہو اُنکی امداد کیلئے سپاہ بھیجی جائے۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ خلیفہ ثانی شاہمردان کی یہ باتین سُنکر شاد ہو گئے اور شدتِ سرور مین اُنہون نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا بخدا اسوقت مین بھی یہی چاہتا تھا۔ مگر منتظر تھا کہ اصحاب الباب سے کوئی اور بھی میرا ہمرائے ہو۔ ع المنۃ للہ کہ بمقصود رسیدم اتنی کیون نہین بیشک آپکا یہی مقصود تھا کہ گھر مین بیٹھے آرام سے مزے لوٹین اور ذرا اپنے ہاتھ پانون کو تکلیف ندین سو آپ کو حاصل تھا۔ ایک عجیب حمایت دینی و مسلمانی و غریب حفاظت و نگہبانی خلیفہ ثانی کہ حضرت علیِ عمرانی سے بمنصۂ ظہور و شہود جلوہ گر ہوئی وہ تھی جسکو صاحب کشف علی بن عیسیٰ الاربلی اور ابو المؤید خوارزمی نے محمد بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے کہ ایک روز عمر خطاب نے منبر پر

جا کر خطبہ کہا اور اسکے درمیان میں فرمایا لو صرفنا کم عما تعرفون الی ما ینکرون ما کنتم صانعین قال فازموا فقال ذلک ثلاثا فقام علیہ السلام وقال اذا کنا نستتبک فان تبت قبلناک فقال عمر وان لم قال اذن تضرب الذی فیہ عیناک فقال الحمد للہ الذی جعل فی ھذہ الامۃ من اذا اعوجنا اقام اودنا

اے امت محمد اگر ہم تمکو اس چیز سے جسکو تم پہچانتے ہو یعنی دین اسلام سے اُس شے کیطرف پھیرین جسکے تم منکر ہو یعنی مسلمانی سے ہٹا کر تمہارے اصلی کفر و بت پرستی کیطرف تمکو لیجائین تو تم کیا کرو گے راوی کہتا ہے کہ لوگ یہ عمیق سوال سنکر خاموش تھے حتے کہ خلیفہ صاحب نے تین مرتبہ اسکو زبان مبارک سے ارشاد کیا۔ اسوقت امیر المومنینؑ نے کہ گوشہ مسجد مین نماز پڑھتے تھے بیتاب ہو گئے اٹھے اور فرمایا کہ ایسا ہو تو ہم تجھ سے توبہ کرائین اگر توبہ کرے تو اگرچہ عمر اصلی مسلمان نہ تھے کافر سے مسلمان ہوئے تھے اتیری توبہ قبول کرین پس عمر نے کہا اگر مین توبہ نکرون فرمایا اسوقت تیری گردن مارین اجب حضرت سے یہ کلام سنا اور دیکھا کہ وہ حضرت حمایت دین ختم المرسلینؐ مین ویسے ہی مستعد و سرگرم ہین جیسے کہ جنگ بدر و احد کے وقت تھے تو عمر اُسکے تئین اور طرف لیگئے کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اس امت مین ایسے شخص کو مقرر کیا ہے کہ جب ہم راہ راست سے منحرف ہون تو وہ ہماری کجیون کو درست کرے اور ہمکو سیدھے راستے پر لاوے صاحب کشف الغمہ اس حدیث کے نقل کے بعد لکھتے ہین وھذا عجیب وفیہ سر یظھر لمن تاملہ کہ یہ عجیب سوال و جواب ہے اور اسمین ایک ستر ہے کہ جو اسمین تامل کرے اور سوچے اسپر ظاہر ہوگا۔ صاحب قطب شاہیہ جس سے مولف اوراق نے حدیث مذکور نقل کی ہے کہتے ہین کہ ظاہر ہے کہ وہ ستر یہی تھا کہ خلیفہ صاحب کو دین سے پھر جانیکی فکر تھی۔ اور اسمین رفقا چاہتے تھے لہذا یارون سے استفسار کرتے تھے۔ کہ کوئی موافقت کرتا ہے یا نہین جب کسی سے جواب سُنا اور حضرت امیرؑ نے جواب دیا تو ایسا کچھ دیا تو اپنے آپ کو شکر و حمد پر لائے اور حاضرین کو راضی کرنے مین ساعی ہوئے۔

ذکر مواضعیکہ دران خلیفہ ثانی با جناب علی عالی مصداق الحق مع علی مخالفت فرمودہ وارشاد با سداد انحضرت را بسمع رضا اصغا نمودہ

اب ہم ان امور کا ذکر کرتے ہین جنمین خلیفہ اپنی خلافت کے زمانے مین امیر المومنین نفس رسول رب العالمین کے خلاف کے مرتکب ہوئے۔ واضح رہے کہ خلافت پناہ کا یہ کہنا کہ واللہ ما نقطع امرا دونہ ولا نعمل شیئا حتی نستاذنہ کہ خدا کی قسم کہ ہم بغیر انحضرت کے کوئی امر طے نہین کرتے اور کوئی کام نہین کرتے جبتک کہ آپسے اجازت نہین لے لیتے کہ پیشتر بروایت راغب اصفہانی و ابن مردویہ سے نقل ہوا ہرگز صحیح نہ تھا۔ کیونکہ جو باتین انہون نے دوران خلافت مین خلافت شروع کین اور جسقدر بدعتین دین مین جاری فرمائین وہ سب قطعا انحضرت کے خلاف تھین ہر چند ایسے امور بکثرت آپ سے سرزد ہوئے الا ایہان حسب حیثیت اس رسالے کے تھوڑے سے ذکر ہوتے ہین۔ **ازانجملہ** ایک اکابر خلاف حکم خدا و رسول متعہ نسا و متعہ حج کو حرام کرنا ہے یہ مخالفت خلافتماب سے ایسی صریح و صاف واقع ہوئی ہے کہ خود آپ کی عبارت متعتان کانتا فی عھد رسول اللہ وانا احرمھما واعاقب علیھما

متعۃ النساء ومتعۃ الحج کہ دو متعہ یعنی متعہ زنان و متعہ حج زمانہ رسول خدا مین تھے مین انکو حرام کرتا ہون انکے کرنیوالے کو عذاب کرونگا۔ بندا بلند اسکی شہادت دیتی ہے۔ تاریخ الخلفا مین ہے وھو اول من حرم المتعۃ کہ عمر پہلے شخص ہین جنہون نے متعہ حرام کیا پس کیا انہون نے یہ مخالفت رسول بھی امیر المومنین کی اجازت سے اور اُنسے پوچھکر کی تھی۔ صحیح ترمذی مین روایت کی ہے کہ کسی نے عبد اللہ بن عمر سے نکاح متعہ کی نسبت سوال کیا انہون نے کہا حلال ہے سائل نے کہ اہل شام سے تھا کہا تمہارے باپ اسکو حرام کہتے تھے کہا باپ حرام کہتے تھے اور رسول اللہ نے حلال فرمایا تو مین باپ کے کہنے سے رسول اللہ کے قول کو تو نہین چھوڑ سکتا۔ پس جبکہ عمر نے لخت جگر تک اس مسئلہ مین انکے ساتھ نہ رہے تو امیر المومنینؑ تو اسکو کیونکر گوارا کر سکتے تھے۔ **واضح رہے** کہ امیر المومنینؑ و جملہ اہلبیت اطہار نے حلت متعہ پر اجماع و اتفاق کیا ہے اور بزرگان صحابہ مثل عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ انصاری و عبد اللہ بن مسعود و ابو سعید خدری وغیرہ حلت متعہ کے برخلاف خلیفہ صاحب کے قائل تھے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام افسوس کرتے تھے کہ اگر عمر متعہ سے منع نکرے تو پھر کوئی شقی ہی زنا کرتا تو کرتا ورنہ کوئی نکرتا چنانچہ لولا ما نھی عمر عن المتعۃ ما زنی الا شقی آپکا قول مشہور ہے اور تفسیر ثعلبی اور تاریخ طبری مین مذکور اور بعض نے شقی بقاف کو شفی بفا ریکنقطہ پڑھا ہے یعنی بصورت عدم ممانعت عمر کوئی کمتر ہی زنا کرتا۔ ابن اثیر نہایہ مین کہتا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے کہا متعہ نہ تھا مگر ایک رحمت خدا کی کہ حقتعالے نے اُمت محمدؐ پر اس سے رحم کیا تھا ولا نھیہ عنھا ما احتاج الی الزنا الا شفا یعنی اگر عمر اس سے منع نکرتا تو کوئی زنا کا محتاج نہوتا مگر قلیل و کمتر۔ اور اکثر کتب فقہ اہلسنت مین ہے کہ امام مالک اجازت متعہ پر فتوے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ایک امر مشروع ہے جبتک کوئی ناسخ ظاہر نہو۔ ویسا ہی مشروع رہے گا **منجملہ** ان امور کے ایک بدعت تراویح ہے یعنی ماہ مبارک رمضان مین نماز نافلہ کو بجماعت کرانا حضرت عمر ہی کا ایجاد ہے تاریخ الخلفا مین تعداد اولیات عمر مین لکھتے ہین و اول من سن قیام شھر رمضان کہ خلیفہ ثانی اول ہین جنہون نے قیام شہر رمضان کو سنت کیا۔ بخاری وغیرہ مین ہے کہ عمر ایک رات کو شبہائے رمضان سے مسجد مین تشریف لائے دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ نمازین پڑھ رہے ہین فرمایا اچھا ہوتا اگر ملکر ایک قاری کے ساتھ بجماعت پڑھتے۔ پھر حکم دیا کہ ابی بن کعب نماز پڑھائے اور سب اُسکے ساتھ پڑھین چنانچہ دوسرے روز جو مسجد مین گذر ہوا تو دیکھا کہ حکم کی تعمیل ہو رہی ہے یعنی ابی بن کعب کھڑا تراویح پڑھا رہا ہے بہت خوش ہوئے اور فرمایا نعمت البدعۃ التراویح کہ تراویح اچھی بدعت ہے۔ پس تراویح کا بدعت ہونا خود بقول عمر ثابت ہے اور بدعات کے لئے جو کچھ شارع مقدس نے ارشاد فرمایا ہے ہر کوئی جانتا ہے مشہور ہے کہ فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلھا الی النار کہ ہر ایک بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور تمام گمراہیون کی راہ آتش دوزخ کی طرف ہے پس بموجب اس حدیث کے بدعت تراویح کا راستہ بھی معہ اُسکے عاملون کے جہنم کی طرف ہوگا۔ طرفہ یہ کہ حضرات اہلسنت خود نقل کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی نے یہ نماز آپ نہین پڑھی صرف اورون ہی کو اسکے بجالانیکا حکم دیا ہے اسپر انکو اس بلا کا اہتمام ہے اگر خود تکلیف مسجد مین آنے اور جماعت کرانے کی گوارا فرماتے تو نہ معلوم یہ لوگ کیا کچھ کرتے ملا علی قاری شرح موطا مین حدیث مذکور کے فقرہ

ثم خرج لیلۃ اخریٰ والناس یصلون بصلوٰۃ قارئہم کہ عمر دوسری شب مسجد مین آئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری (امام کے
کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہین" کی شرح مین لکھتا ہے وھو صریح فی ان عمر کان لایصلی بہم لانہ کان یری ان الصلوٰۃ فی بیتہ
ولاسیما فی آخر اللیل افضل کہ اس سے صریح ظاہر ہے کہ عمر خود ان لوگون کے ساتھ نماز نہین پڑھتے تھے کیونکہ ان کے
نزدیک نماز کو گھر مین پڑھنا خاصکر آخر شب مین بجالانا افضل تھا۔ **بہرکیف** حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت مین
اس بدعت کے مٹانے مین بہت سعی کی مگر عمریون کی کثرت وقوت سے کارگر نہوئی اور بدعت تراویح بدستور جاری رہی چنانچہ
جلد حالات خلافت ظاہری مین اسکا ذکر گزرا۔ **منجملہ اسکے** خلافت پناہ نے حکم طلاق مین خدا ورسولؐ کے خلاف عظیم تبدیلی
اپنی طرف سے کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ طلاق بموجب آیہ وافی ہدایہ الطلاق مرتان دو مرتبہ ہے یعنی دو مرتبہ ایک طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے
ہان تیسرے طلاق پر عورت مرد طلاق دہندہ پر حرام ہو جاتی ہے اور پھر حلال نہین ہوتی حتیٰ تنکح زوجاً غیرہٗ تا اینکہ وہ کسی اور مرد سے
نکاح کرے یعنی نکاح کرکے جبتک طلاق وغیرہ سے اس سے جدا نہو تب تک شوہر اول پر حلال نہوگی۔ حضرت خلیفہ ثانی نے دو
مرتبہ تک جواز رجوع کی سہولت کو مسلمانون سے اٹھا کر صرف تین طلاق زبان سے کہلینے کو تین مرتبہ جدا جدا طلاق دینے کے
قائم مقام گردانا گو وہ تینون ایک ہی مجلس مین دئے ہون اور گو ایک ہی مرتبہ لفظ تین طلاق زبان سے کہا ہو پس اسپر حتیٰ
تنکح زوجاً غیرہ کا حکم عائد کرکے مرد طلاق دہندہ پر اسکی زوجہ کو حرام گردانا۔ صحیح مسلم وسنن ابوداؤد وغیرہ صحاح اہلسنت مین
مروی ہے کہ زمانہ رسولخدا وابوبکر و دو سال اول خلافت عمر تک یہ قاعدہ تھا کہ تین طلاق کو ایک گنتے تھے پس جو شخص تین طلاق بغیر درمیان
مین رجوع کرنیکے دیتا وہ ایک ہی طلاق اعتبار ہوتا۔ مگر عمر نے کہا ان الناس استعجلوا فی امر کانت لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم
کہ لوگ جلدی کرتے ہین اس امر مین کہ انکے لئے درنگ وتوقف تھا پس بہتر ہے کہ ہم اسکو انپر جاری کرین یعنی ان کے تین طلاق کو جو
کہ مجلس واحد مین ہون تین شمار کرکے ان کے ازواج کو انپر حرام کرین فامضاہ پس انہون نے اس حکم کو جاری کردیا معنے کہ خدا و
رسولؐ نے یہ حکم کہ جبتک دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع ہو تب تک تیسرا طلاق موجب حرمت نہوگا بن سوچے سمجھے دیا تھا کہ آپ کو اسمین
اصلاح کی ضرورت ہوئی بالجملہ بہت لوگون نے عمر کی اس سینہ زوری کو نہین مانا اور وہ ویسے ہی حکم شرع پر قائم رہے کہ انکے تین طلاق کو
طلاق واحد گنتے تھے ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین کہتے ہین کہ علی وعبداللہ مسعود وعبدالرحمن عوف وزبیر کا یہی مذہب تھا۔ اور مشائخ
قرطبہ مثل محمد بن تقی بن مخلد ومحمد بن عبدالسلام حسمی وغیرہ اسپر فتوے دیتے تھے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس عطا وطاؤس وعمر
بن دینار سے ایسے نقل کیا ہے اور احمد بن حنبل نے تصریح کی ہے کہ محمد بن اسحاق کا یہ مذہب تھا۔ اور طاؤس وعکرمہ اسکے قائل تھے۔ اور
لکھا ہے کہ ابن عباس اس مذہب پر حدیث ابو رکانہ سے سند لاتے تھے کہ اس نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیئے تھے اور ملول تھا کہ مبادا
زوجہ سے ہاتھ دھوئے حضرت رسولخدا نے اس سے پوچھا کہ تو نے کسطرح طلاق دے آیا مجلس واحد مین تو نہین دئے کہا ہان یارسولؐ اللہ
مجلس واحد ہی مین دئے ہین فرمایا تو یہ ایک طلاق ہوا اگر تو چاہے تو اپنی زوجہ کی طرف رجوع کرسکتا ہے **ازانجملہ** خلافت پناہ نے ایک

اور صلاح شرع مین یہ کی کہ حکم دیا جو کنیز اپنے آقا سے بچہ جنے وہ کنیز کنیز نہ رہے آزاد ہو جائے بلکہ اگر حاملہ ہو اور وہ حمل گر بھی جائے تب بھی
مالک اسکو فروخت نہین کرسکتا یہ حکم بموجب روایات کثیرہ سُنیہ شارع مقدس کے خلاف تھا اور نیز حضرت ابوبکر کے بھی جنکے زمانہ مین کنیزان
ذات الولد برابر فروخت ہوتی تھین بلکہ حضرت عمر کے عہد مین بھی ابتدا ابتدا مین یہ عمل جاری رہا۔ **کنزالعمال** مین زید بن وہب سے روایت
کی ہے کہ اس نے کہا باع عمر امہات الاولاد ثم رجع کہ عمر اول اول بیع ام ولد کے قائل تھے بعد ازان انہون نے اس مسئلہ
رجوع کیا مشکوٰۃ مین سنن ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے تھے کہ ہم رسولؐ اللہ اور ابوبکر دونو کے زمانہ مین کنیزان
ذات الولد کو فروخت کرتے تھے حتیٰ کہ عمر نے اپنے عہد خلافت مین اس سے منع کیا پس باز رہے **تاریخ الخلفا** مین اولیات (بدعات)
عمر مین لکھتے ہین واول من منع عن بیع امہات الاولاد کہ وہ یعنی حضرت عمر پہلے ہین جنہون نے بچے والی لونڈیون کے بیچنے سے
ممانعت کی پس کیا یہ ترمیم شریعت بھی آپ نے حضرت امیرؑ کے اذن واجازت سے فرمائی تھی۔ **نیز** کنزالعمال مین ہے کہ عبداللہ بن
فارط نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خرید کی جو اپنے مالک سے حاملہ تھی۔ اسکا حمل ساقط ہوا تو عمر نے ابن فارط کو کہ آپکے دوستون
مین سے تھا اسکے خریدنے پر بہت سرزنش کیا اور مالک فروشندہ کنیزک کی تازیانہ سے خبر لی۔ کہ کیسلئے تم ان کو بیچتے ہو اور انکی قیمتین
کھاتے ہو جبکہ تمہارے گوشت وخون ان کے گوشت وخون کے ساتھ مل چکے ہین۔ سبحان اللہ یہ نکتہ خدا ورسولؐ پر پوشیدہ تھا۔
اور وہ نہ جانتے تھے کہ جب گوشت وخون شامل ہوگیا تو پھر بیچنا سزاوار نہین کہ بیع امہات اولاد سے قطعاً ممانعت نہ فرمائی۔ اب
حضرت امیر علیہ السلام کی کیفیت سُنیے جن سے پوچھکر خلیفہ صاحب بقول خود تمام کاروبار کرتے تھے انہی کنزالعمال مین ہے۔
عن علی ان شاء اعتق الرجل ام ولدہ وجعل عتقہا مہرہا کہ اگر کوئی مرد چاہے کہ اولاد والی کنیز کو آزاد کرکے اسکی آزادی کو اسکا
مہر قرار دے تو ایسا کرسکتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کے نزدیک ام ولد از خود آزاد نہین ہو جاتی تھی۔ نیز کنزالعمال
مین حکم بن عنیہ سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ علی علیہ السلام نے ام ولد کے مقدمہ مین عمر خطاب سے مخالفت کی کہ وہ بمجرد بچہ جننے کے
آزاد نہین ہوتی۔ اور شاہ عبدالعزیز باب امامت تحفہ مین کہتے ہین کہ علی در زمانہ خلیفہ ثانی وخلیفہ ثالث در مقدمہ بیع امہات اولاد و
حج تمتع ودیگر مسائل مناظرہ فرمودہ واز جانبین نوبت بعنف وخشونت رسیدہ انتہیٰ بلکہ کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے امیرالمومنین
کے دیگر بزرگان اصحاب مثل ابوبکر ابن عباس وابن مسعود وزید بن ثابت وعبداللہ زبیر وغیرہ کا یہی مذہب تھا کہ بیع امہات اولاد بمثل
دیگر کنیزون کے فتوے دیتے تھے مگر عمر کسی کی نہین سُنتے تھے اور انہون نے اس مسئلہ مین ایسا غلو کیا تھا کہ جو ایسی کنیزین
فروخت ہوکر دور کے شہرون مین چلی گئی تھین انکو واپس منگایا اور انکی قیمتین ان کے مالکون سے واپس دلوائین۔ **ازانجملہ**
حرم کعبہ کے اندر خلافت پناہ نے یہ تصرف کیا کہ مقام ابراہیم کو اسکے مقام سے اٹھوا کر وہان رکھوا دیا جہان کہ ایام جاہلیت مین رکھا تھا
مقام مذکور ایک سنگ بزرگ ہے جسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم خلیل نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا ہے وہ سنگ اسوقت آنحضرت کے
اعجاز سے بقدر ضرورت پست وبلند ہو جاتا تھا چنانچہ اسمین پائے مبارک ابراہیم کے نشان ابتک موجود ہین اور اسکے نزدیک

کھڑے ہو کر نماز بجالانا ارکان حج مین داخل ہے۔ چونکہ تعمیر خانہ کعبہ مین وہ سنگ پاڑ کا کام دیتا تھا۔ اسلئے ظاہر ہے کہ اسکا اصلی مقام متصل بدیوار کعبہ تھا لیکن کفار قریش نے ایام جاہلیت مین براہ جہالت وہان سے اُٹھا کر فاصلہ سے رکھدیا تھا حضرت رسولخدا نے مکہ فتح کیا تو اُسکو پھر اُسکی اصلی جگہہ رکھوایا چنانچہ عمر کے زمانہ تک وہین تھا آپ نے سُنّتِ کفر کو پھر تازہ کیا اور مقام کو اُسی مقام پر رکھوا دیا جہان مشرکون نے رکھہ چھوڑا تھا۔ سُنّی فخریہ اسکا ذکر کرتے ہین تاریخ الخلفا مین اسکو بھی اولیات عمر مین شمار کیا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ حق الیقین مین کہتے ہین کہ عمر سال اوّل خلافت حج کو گئے تو پوچھا کہ جاہلیت مین یہ مقام کہان رکھا تھا۔ ایک منافق نے کہا مینے تسمہ سے اسکا اندازہ لگا رکھا ہے اور وہ تسمہ میرے پاس موجود ہے عمر نے اُسکو منگایا اور خود ناپ تول کر فاصلہ ٹھیک کیا اور مقام کو عین اُسی جگہہ رکھوا دیا جہان سے رسول اللہ نے اٹھوایا تھا۔ چنانچہ اب تک اُسی جا پر ہے اور وہین رہیگا جبتک کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام پھر اُسکی اصلی جگہہ پر نہ پہنچاین پھر کہتے ہین کہ قصہ مقام ابراہیم کے آنیوالے کا مشہورات متواترہ سے ہے اور اُسکی جگہہ اب کبوتر رکھتے ہین اور اُسکو مقام جبرئیل کہتے ہین بعد ازان صاحب کشاف اور ابن ابی الحدید کی عبارتین اسکے استشہاد مین نقل کرکے کہتے ہین کہ اس سے زیادہ واضح وصریح معاندہ رسولخدا کے ساتھہ اور کیا ہوگا کہ آنحضرت کی سُنّت کو دیدہ ودانستہ برطرف کرکے بدعت کفر وجاہلیت کا احیا کیا جائے۔ **از انجملہ** یہ کہ چونکہ حضرت رسولخدا وامیرالمومنین کو کہتے سُنا تھا کہ ہمارے دوست وانصار اہل عجم سے ہونگے اسلئے اُنسے عداوت رکھتے تھے حتےٰ کہ احکام اسلام ان پر جاری نہونے دیتے تھے امر کیا تھا کہ قریش عرب وعجم سے دختر لین اور عرب عجم سے لین مگر قریش عرب وعجم سے کسی کو بیٹی ندین اور عرب عجم کو ندین حالانکہ بموجب ارشاد نبوی تمام مسلمان ایکدوسرے کے کفو مین اور صاحب جامع الاصول نے موطا مالک سے نقل کیا ہے کہ عمر نے منع کیا تھا کہ عرب کی میراث عجم کو نہ دیجائے اِلّا اس عجم کو جو عرب مین پیدا ہوا ہو یہ بلا تشبیہ ایسی ہی صورت ہے جیسی کہ آجکل انگریزون نے فاتح ومفتوح کا فرق کرکے یوروپ زادہ کے ہندوستانیون کے مقابلے مین کچھہ خاص خاص حقوق مقرر کر رکھے ہین اور اخوت اسلام کے اور احکام میراث کے جو قرآن مین نازل ہوئے ہین برخلاف ہے۔ **از انجملہ** تقسیم فرائض مین عول کا اختراع کرنا یعنی ترکے کو حسب زیادتی سہام بڑھا کر تمام ورثہ کو نقصان پہنچانا باوجودیکہ بموجب شرع نقصان صرف بنات واخوات وغیرہ پر پڑتا ہے جنکی دو سہم فرائض مین مقرر نہین مثلاً کوئی عورت مرے اور شوہر ومادر وخواہر تین شخص وارث چھوڑے تو شوہر اپنا مفروض حصہ شوہری ایک نصف لیگا اور مادر کو ایک ثلث بلا کم وکاست پہنچیگا کمی خواہر پر ہوگی کہ اُنسے بجائے نصف کے بقیۂ ترکہ یعنی چھٹا حصہ اصل کا ملیگا کیونکہ شوہر کے نہونے مین زیادتی بھی اُسی کو ملتی کہ دو ثلث پاتی یہی ہے مذہب علمار امامیہ کا اس مسئلہ مین مگر حضرت خلیفہ ثانی نے زید بن ثابت وغیرہ اپنے مشیرون کے مشورہ سے عول ایجاد کیا۔ مثلاً صورت مذکورہ مین بجائے اسکے کہ چھہ سے تقسیم کرین آٹھہ سہم کرکے نصف چھہ کا یعنی تین سہم شوہر کو اور ثلث اُسکا یعنی دو سہم مادر کو اور باقی کہ تین سہم رہے انکو نصف سمجھکر خواہر کو دیدئے گویا اپنے نزدیک ایک شے مین سے دو نصف اور ایک ثلث نکال دیا۔ کنز العمال مین ہے کہ عبداللہ بن عباس اسی تقسیم کے اسقدر بدخلاف تھے کہ اسکے قائلون کے ساتھہ مباہلہ کرنیکو تیار تھے اور کہتے تھے کہ خدائے کریم کہ بیابان عالج کے ریگ کی تعداد

جانتا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اتنی بات کو نجانے کہ ایک شے مین سے نصف اور نصف اور ثلث نہین نکل سکتے جب دو نصف نکلگئے تو پھر ثلث کہان رہا۔ علی ہذا نماز جنازہ مین خلاف کتاب پانچ تکبیر سے ایک کم کرکے چار مقرر کی تاریخ الخلفا مین ہے۔ وھو اول من جمع الناس فی صلوٰۃ الجنائز علی اربع تکبیرات کہ عمر پہلے شخص ہین جنہون نے لوگون کو نماز جنازے مین چار تکبیرون پر جمع کیا۔ اسیطرح فصول اذان مین آپنے یہ کتربیونت کی کہ ایک فصل حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَل یہ کہکر نکالدی کہ لوگ نماز کو خیر عمل جانینگے تو جہاد کو چھوڑ بیٹھین گے اور بجائے اسکے اذان صبح مین ایک کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم مختل المعنے اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ بھلا خواب صبح مین کونسی دینی خوبی تھی کہ نماز کو اُس سے خوبتر کہا اور نماز صرف خواب صبح سے بہتر ہوئی تو یہ کیا اسکی مدح ومنقبت ٹھہری۔ غرض ایسی ہی نو ایجاد باتین ابدعتین ہین جنکی طرف اشارہ کرکے حضرت امیر اکثر فرماتے تھے لو قد استوت قدمای فی ھذہ المداحض لغیرت اشیاء کہ اگر میرے دو قدم ان لغزش گاہون مین قرار پکڑتے تو مین بہت سی باتون کو بدل ڈالتا۔ **کتب خانہ مصر**۔ ایک اور عظیم نادانی کا کام جو خلافت پناہ سے حضرت نفس رسول صلوات اللہ علیہ کے برخلاف سرزد ہوا یہ تھا کہ آپنے اسکندریہ مصر کا بہت بڑا کتب خانہ کہ علوم قدیم کا بے بہا ذخیرہ تھا یک لخت جلوا دیا اُس زمانہ مین کہ ملک فرنگستان مین حکمت وفلسفہ کا چرچا کمال کو پہنچا تو نصاریٰ وہان کے باشندے اس کتب خانہ کو یاد کرکے اور اُسکے تلف ہوجانے پر اندوہ وملال کرتے ہین اور خلیفہ صاحب کی اس حرکت پر اعتراض کرتے ہین کہ وہ عقل وعلم سے کورے تھے نہین تو کتابون کو کیون جلواتے۔ ہمارے سُنی بھائی خصوصاً نیچری جب اُنکے مقابلے مین عمر کے اس فعل کی کوئی توجیہ وتاویل نہین کرسکے تو اصل قضیئے سے انکار کرنے لگے ہین مگر انکا یہ انکار کسی نادان کے آگے چل سکتا تھا فرنگیون کے پاس مسلمانون کی تاریخین اسقدر ہین کہ شاید خود مسلمانون کے پاس بھی نہون گی۔ اس قصے سے انکار کرنیوالے اسکو ان کتب سے کیونکر نکالدینگے۔ صاحب تاریخ الحکما نے کتاب طبقات الامم قاضی ساعد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ عمر کے زمانہ مین ملک مصر عمرو عاص کے ہاتھہ پر فتح ہوا تو مشہور حکیم یحییٰ نام کہ زمانہ نصرانیت بن عمر ماطیفوس کے نام سے معروف تھا۔ عمرو عاص کے پاس آیا۔ عمرو نے اسکی بہت آؤ بھگت کی اور اسکی صحبت محظوظ ہوتا تھا یحییٰ کا مرتبہ عمرو عاص کے نزدیک دن بدن بڑھنے اور بلند ہونے لگا کیسلئے کہ وہ باوصف حکیم متبحر ہونیکے خوش صحبت اور اداب دان بھی تھا چونکہ عرب مین حکیم کم ہوتے تھے عمرو اُسکی حکمت آمیز باتون پر فریفتہ ہوگیا پس اُسکے نزدیک اُسکا تقرب راسخ اور اُسکی صحبت مستحکم ہوگئی تو ایک روز اُس نے بڑے بھروسے سے کہا اے امیر مصر واسکندریہ کے نفائس غنائم سونا چاندی جواہرات وغیرہ پر تم قابض ہوئے مجھکو اسمین ذرا طمع نہین ایک چیز باقی ہے کہ تمہارے کام کی نہین نہ تمہاری سپاہ کی نظر مین کچھہ قدر و قیمت رکھتی ہے اور ہم اُسکے حاجتمند ہین اگر اُسکو ہمارے لئے چھوڑ دو تو کمال عنایت ہے عمرو عاص نے کہا وہ کیا چیز ہے یحییٰ نے کہا وہ حکمت کی کتابین ہین کہ یہان کے بادشاہون کے خزانے مین جمع تھین ازبسکہ وہ علوم حکمیہ کے پڑھنے پڑھانے اور شائع کرنے اور پھیلانے مین خاص اہتمام رکھتے تھے اُنکی بہت نگہداشت کرتے تھے۔ عمرو عاص نے کہا ہر چند یہ کتابین ہمارے کارآمد نہین اِلّا امیرالمومنین عمر خطاب سے اجازت حاصل کئے بغیر مین تجھکو انمین تصرف کرنیکی اجازت نہین دے سکتا اتنا صبر کرکہ وہان لکھکر

اجازت منگالون پس عمرو نے حقیقت حال مدینہ کو لکھی حضرت فاروق نے جواب مین لکھا کہ جو کچھ تو نے کتابون کے بارے مین کہ اس ملک کے بادشاہون کے خزانے مین تھین لکھا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ اُنکو جمع کرکے تمام کو جلوا دے کسلئے کہ اگر جو کچھ انمین لکھا ہے قرآن کے موافق ہے تو قرآن اس سے کافی ہے اور اُنکی احتیاج نہین اور جو اُنکا مضمون خلاف قرآن ہے تو اُنکا جلا دینا واجب ہے۔ امیر المومنین علی نے یہ سنا تو عمر کو منع کیا اور کہا کہ اُنکا مضمون قرآن کے مطابق ہے الا قرآن مجمل ہے اور ہر شخص اُن مضامین کو اُس سے استنباط نہین کرسکتا اور بالفرض قرآن کے خلاف بھی ہون تب بھی اُنکا جلانا روا نہین کسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ شرائع دلوامیس سابقہ پر مشتمل ہون اور پہلی شرعیو نکا جلوانا کسی صورت مین جائز نہین مگر فاروق پر اس سے ذرا اثر نہوا۔ اُدھر عمر عاص کو عمر کا فرمان پہنچا تو اُس نے مصر اور اُسکے گرد و نواح سے تمام کتابین جمع کراکر اُس ملک کے حامون پر تقسیم کردین کہ بجائے گھاس پھونس کے جلاکر اُنسے پانی گرم کرین یحییٰ یہ درخواست کرکے پشیمان ہوا مگر کچھ فائدہ نہ تھا۔ **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو کتب عقل و حکمت کے ساتھ کچھ خاص عداوت تھی وہ نہین چاہتے تھے کہ کوئی اُنکو دیکھے یا اُنکا وجود روئے زمین پر رہے۔ روضۃ الاحباب مین ایک اور قصہ اسی قسم کا لکھا ہے کہ ایک شخص نے عمر سے کہا کہ دائن فتح ہوا تو ہمکو وہانسے ایک کتاب ہاتھ آئی جسمین بہت ہی خوب مرغوب باتین کہ باعث طمانیت قلب ہون درج تھین آپ نے کہا وہ باتین کتاب اللہ سے مستند تھین کہا نہین تو خلافت مآب نے اُس شخص کی دُرہ سے خبر لی کہ کسلئے اُس کتاب کو دیکھا پھر کچھ آیتین فضیلت قرآن مین پڑھین گویا وہ قرآن کا منکر تھا۔ بعد ازان فرمایا کہ پہلی اُمتین کتب حکمار کے دیکھکر اور اُسقفون کی باتین سُنکر ہلاک ہوئین اور احکام توریت و انجیل کو چھوڑ بیٹھین۔ ہم کہتے ہین کہ احکام توریت و انجیل کو چھوڑا نہین بلکہ انمین تحریف و تبدیل کی سو یہ اُنکی اپنی نفسانی شرارت و خیانت تھی یا شیطانی وساوس کتب حکمت کا اسمین کیا قصور حکمت بموجب آیہ وافی ہدایہ **مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا** موجب خیر و برکت ہے اور ہرگز کتب آسمانی کے خلاف نہین بلکہ اُنپر متفرع اور اُنکے اجمال کی تفصیل ہے جیسا کہ حضرت باب مدینہ علم نبی نے ارشاد کیا ایسی مسلمانونکو چاہیے کہ مضامین حکمیہ کو کتاب اللہ سے مطابقت بخشین نہ کہ سرے سے اُسکو چھوڑ بیٹھین اور ڈرین کہ اِن کتابون کو دیکھین گے تو عقائد مختل ہوجائینگے ایسا کہنا بودے پن کی دلیل ہے۔ **دفع حدِ زنا از مغیرہ بن شعبہ**۔ اگر خلیفہ اوّل نے خالد ولید کی خاص رعایت کرکے حد زنا وغیرہ اُسپر جاری نہین کی تو خلیفہ ثانی نے بھی اپنے عہد حکومت مین یہ رعایت مغیرہ بن شعبہ کی ساتھ استعمال کی ہے۔ تفاوت اتنا ہے کہ ابوبکر نے صاف کہدیا تھا کہ خالد ہمارے کام کا آدمی ہے ہم اُسے قتل نہین کرینگے اور عمر وغیرہ کے شور مچانیکی پروا نہین کی عمر کا ہر ایک فعل تہ دار ہوتا تھا وہ ثبوت جرم مغیرہ ہی مین سد راہ ہوئے اور گواہون کو ذرا دھمکا سکھا و سمجھا کر تکمیل شہادت زنا نہونے دی۔ لکھا ہے کہ یہ مغیرہ زمانہ جاہلیت مین انتہا درجہ کا زانی تھا اسلام مین داخل ہوا تو چار ناچار اُسکے قیود مین جکڑ گیا تاہم اسمین اس خصلت زبون کا بقیہ رہگیا تھا جو حکومت بصرہ کے دنون مین اُس سے ظاہر ہوا ابن ابی الحدید نے اقرار کیا ہے کہ وہ جاہلیت کا ایک مشہور زناکار تھا اور اپنے اصحاب اہل بغداد سے نقل کیا ہے کہ اُنہون نے کہا جسکا اسلام یہ ہو کہ بخوف و مصلحت مسلمان ہوا ہو اور خاتمہ یہ کہ منبرون پر چڑھکر امیر المومنین علی کی سبّ کرے اور مرتے دم تک اِس بدکاری سے باز نہ آئے اور وسط عمر مین مشغول زنا رہے

اور خواہشات شکم و فرج کے پورا کرنے اور فساق و فجار کے امانت مین مصروف ہو اور نافرمانی خدا مین عمر بسر کرے۔ ہم ایسے شخص کو کسلئے دوست رکھین اور کیون اسکا فسق و فجور جہان پر ظاہر نکرین۔ غرض مغیرہ عامل عمر ہو کر بصرہ مین گیا تو وہان ایک عورت مسماۃ افطار سے کہ بنی ہلال سے تھی اور ام جمیل کنیت کرتی تھی اُسکی آشنائی ہوگئی وہ خفیہ اُسکے مکان پر جاتا اہل بصرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُنکو سخت ناگوار ہوا طبری کہتا ہے کہ مغیرہ و ابوبکر کے مکان پاس پاس تھے صرف ایک راستہ درمیان تھا دونو مکانو نمین ایک کھڑکی مقابل یکدیگر واقع تھی۔ ایک روز ابوبکرہ اپنے مکان مین بیٹھا اپنے اصحاب سے باتین کررہا تھا کہ ہوا سے کواڑ کھڑکی کا کھل گیا وہ اُسکے بند کرنیکو اُٹھا تو اُسکی نظر مقابل کی کھڑکی پر کہ اُسکے کواڑ بھی ہوا سے کھل گئے تھے جا پڑی کیا دیکھتا ہے کہ مغیرہ ام جمیل پر چڑھا ہوا اُس سے زنا کررہا ہے آہستہ سے اپنے اصحاب کو بلایا کہ دیکھو سب نے دونو کو اس حال مین دیکھا فارغ ہو کر اُٹھی تو پہچانا کہ اُم جمیل ہے پس مغیرہ نے مسجد مین جاکر چاہا کہ بدستور نماز پڑھائے ابوبکرہ نے منع کیا کہ ہم تیرے ساتھ نہ پڑھین گے اور یہ تمام حال عمر کو لکھ بھیجا خلافت پناہ نے ابو موسیٰ اشعری کو اُسکی جگہ بھیجکر مغیرہ کو مع شہود کے مدینہ بلوایا۔ واقدی کہتا ہے کہ مغیرہ روانہ مدینہ ہوا تو اُس نے راہ مین ایک عورت کے ساتھ بنی مرہ سے جماع کیا۔ عمر کے سامنے گیا تو اُس نے کہا انک لفارغ القلب شدید الشبق طول العزمول یعنی تو بہت بے پروا ہے اور شہوت جماع از حد رکھتا ہے اور عزمول تیرا دراز ہے۔ پس مجلس قضا مرتب ہوئی تو پہلے ابوبکرہ پیش ہوا خلافت پناہ نے اُس سے پوچھا کیا گواہی دیتا ہے۔ کہا مینے مغیرہ کو اسکے دورانون کے درمیان دیکھا ہے گویا دیکھ رہا ہون کہ چیچک کے داغ عورت کی ران پر نمایان ہین مغیرہ نے کہا نظر دقیق و لطیف کی تو نے۔ ابوبکرہ نے کہا ہان تیری فضیحت و رسوائی کا پورا ثبوت دونگا عمر نے کہا لا واللہ جبتک کہ گواہی ندے کہ مثل سلائی کے سرمہ دانی مین داخل ہوتے اور نکلتے دیکھا ہے تب تک شہادت پوری نہوگی ابوبکرہ نے کہا مینے ایسا ہی دیکھا ہے اور اسی پر شہادت دیتا ہون۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب آغانی مین کہتا ہے کہ اُسوقت رنگ روئے عمر متغیر ہوگیا اور حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ذَهَبَ رُبُعُكَ یا مغیرہ اے مغیرہ چوتھائی تیرا گیا اور ہلاک ہوا پس نافع گواہ دوم طلب ہوا اُس نے کہا میری گواہی بھی مثل ابوبکرہ کی گواہی کے ہے عمر نے کہا لا حتی تشهد انک رایتہ یلج فیها ولوج المرود فی المکحلۃ نہین جبتک گواہی ندے کہ مینے دیکھا ہے کہ وہ سلائی کی طرح سرمہ دان مین اسکو گھسیڑتا تھا اسوقت تک کچھ فائدہ نہین اُس نے کہا مین یہی گواہی دیتا ہون اور ایسا ہی مینے دیکھا ہے کہ بر سوفار تک اسمین داخل ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس سے انزعظیم عمر مین ہوا امیر المومنین نے فرمایا ذَهَبَ نِصْفُكَ کہ اے مغیرہ تیرا نصف گیا گذرا۔ پس تیسرا گواہ آیا اور وہ شبل بن معبد تھا اُس نے بھی ویسی ہی گواہی دی آپ نے فرمایا تین ربع مغیرہ کے گئے۔ اور رنگ روئے عمر اُسوقت ایسا ہوگیا گویا خاکستر اُسپر ملا ہے گواہ چہارم زیاد بن ابیہ تھا کہ ہنوز داخل مدینہ نہوا تھا۔ مغیرہ روتا تھا اور مہاجرین سے استغاثہ کرتا تھا کہ اسکی سفارش کرین اور ازواج رسول اللہ کے پاس جاکر آہ و زاری و نالہ و بیقراری کرتا کہ اس اثنا مین زیاد بھی آگیا عمر نے دوبارہ مجلس آراستہ کی تو دیکھا کہ وہ جوان مغرور ہے ہاتھون کو ہلاتا چلا آرہا ہے عمر نے اسکو دیکھکر کہا اری رجلا لا یخزی اللہ علی لسانہ رجلا من المهاجرین

کہ مین ایک مرد کو دیکھتا ہون کہ حقتعالے اُسکی زبان سے ایک مرد کو مہاجرین سے رسوا نکریگا۔ یہ اُسکو سمجھانا اور سکھانا تھا پاس آیا تو ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے چیخ کر کہا ما عندک یا سلح العقاب کہ اے بچہ عقاب تو کس امر کی گواہی دیتا ہے عبدالکریم یکے از راویان حدیث کہتا ہے کہ ابو عثمان نہدی مجھہ سے یہ حدیث نقل کرتا تھا جب اس مقام پر پہنچا تو عمر کی چیخ کی نقل و حکایت مین اُس نے ایک نعرہ مارا جسکو سُنکر قریب تھا کہ مین غش کھا کر گر پڑتا۔ غرض اس نرمی و گرمی کا یہ اثر ہوا کہ زیاد اپنی گواہی کو اسطرح سوئی کے ناکے سے نہ نکال سکا جیسا پہلون نے نکالا تھا۔ یعنی میل و مکحلہ والی مثال پر پہنچکر اُسکے پانون ڈگمگا گئے۔ ابوالفرج کہتا ہے کہ بہت سے راویون نے روایت کی ہے کہ زیاد نے کہا مینے مغیرہ کو دیکھا کہ ام جمیل کے پانون اُٹھائے ہے اور اُسکے خصئے اُسکی دوران کے درمیان تردد کرتے ہین اور صدائے بلند و انفاس تند مینے سُنے۔ عمر نے کہا تو نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اسطرح اُسمین ڈالتا اور نکالتا ہے جیسے کہ سلائی سرمہ دان مین ڈالتے اور نکالتے ہین کہا نہین عمر نے فرط سرور مین صدائے تکبیر بلند کی اور کہا اُٹھ اے مغیرہ اور ان گواہون کو حد قذف یعنی اسّی اسّی کوڑے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ عمر کو زیاد کا قول اور مغیرہ سے حد کا دفع ہونا بہت ہی خوش معلوم ہوا مگر ابوبکرہ نے حد لگنے کے بعد کہا گواہی دیتا ہون کہ مغیرہ نے زنا کیا ہے عمر نے چاہا کہ دوبارہ اُسکو حد لگوائے امیرالمومنینؑ مانع آئے اور کہا اگر تو پھر اسکو حد لگائیگا تو مین مغیرہ کو سنگسار کئے بغیر نہ چھوڑونگا۔ ابوالفرج کہتا ہے کہ عمر نے ابوبکرہ سے کہا کہ توبہ کرا اُسنے کہا تو اسلئے مجھہ سے توبہ کراتا ہوگا تاکہ آیندہ میری گواہی قبول ہو کہا ہان ابوبکرہ نے کہا جبتک تو زندہ ہے مین کبھی دو شخصون کے درمیان گواہ نہونگا۔ پس جب اُسکو گواہی کے لئے بُلاتے وہ کہتا کسی اور کو اس کار کے لئے طلب کرو۔ تحقیق کہ زیاد نے میری گواہی فاسد کردی۔ حد لگ چکی تو مغیرہ نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تمکو خوار کیا۔ عمر نے کہا خاموش رہ خوار وہ جگہہ ہوئی جہان کہ اُنہون نے تجھکو دیکھا ہے۔ ابوالفرج کہتا ہے کہ اسکے بعد عمر حج کو گئے تو ام جمیل اور مغیرہ دونون وہان اُنکو ملے۔ کہا او لئے ہو تجھپر اے مغیرہ تو جان بوجھکر میرے سامنے جاہل بنتا ہے قسم بخدا کہ میرا گمان نہین کہ ابوبکر نے تجھپر جھوٹ لگایا ہو مین جب تجھکو دیکھتا ہون تو ڈرتا ہون کہ مجھپر آسمان سے پتھر نہ برسین اور امیرالمومنین علیہ السلام کہتے تھے کہ مجھکو قدرت ہوگی تو مغیرہ کو سنگباران کراؤنگا۔

بعضے از جوابات مسائل یہود و نصارے کہ حضرت امیرالمومنینؑ در عہد خلیفہ ثانی ارشاد فرمودند

علامہ سبط ابن الجوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامہ مین روایت کی ہے کہ ابن مسیب نے یحیی بن سعید سے کہا تو جانتا ہے کہ عمر خطاب جو کہا کرتے تھے اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابوالحسن پناہ لیجاتا ہون مین خدا کیطرف اُس شدت و سختی سے کہ جسکے حل کرنیکو ابوالحسن موجود نہون تو اسکا کیا سبب تھا۔ اسکا یہ باعث تھا کہ شاہ روم نے چند مسائل عمر سے دریافت کرائے تھے خلافت پناہ نے وہ مسئلے تمام صحابہ کو دکھلائے کوئی اُنکا جواب ندے سکا۔ علی علیہ السلام کے سامنے پیش کئے تو آپنے بہت جلد تمام کے جواب لکھدئے۔ پھر سوال و جواب نقل کرکے آخر مین لکھتے ہین کہ قیصر روم نے یہ جواب دیکھے تو کہا درست ہین اور یہ کلام سوائے خانوادۂ نبوت کے دوسری جگہہ سے نہین نکل سکتا۔ پھر دریافت کیا کس نے یہ جواب لکھے معلوم ہوا ابن عم محمد مصطفےٰ علی مرتضےٰ نے پس قیصر نے امیرالمومنینؑ کی خدمت مین نامہ لکھا۔ **اما بعد** مجھکو تمہارے جوابات پہنچے معلوم ہوا کہ تم اہلبیت نبوت و معدن رسالت سے ہو اور

موصوف ہو ساتھہ علم و شجاعت کے تا آخر عبارت خط ۔ سبحان اللہ کفار تک بھی جانتے تھے کہ علوم غامض مخصوص اہلبیت رسالت ہین اور امیرالمومنینؑ اُنکے جاننے مین ممتاز ہین اور نہین جانتے تو ہمارے سُنی بھائی اُسکو نہین جانتے جو ابوبکر و عمر کو آنحضرت سے افضل و اعلم بتلاتے ہین اور خود عمر کے ارشاد بابسداد لولا علی لھلک عمر و اعوذ باللہ من للمعضلۃ الخ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتے۔ ثعلبی نے قصص الانبیا مین روایت کی ہے کہ عمر خطاب خلیفہ ہوئے تو چند نفر علمار و احبار یہود سے اُن کے پاس آئے اور کہا اے عمر تم محمدؐ کے بعد اور اُنکے خلیفہ و جانشین ہو ہم تم سے کچھ سوال کرتے ہین اگر تمنے درست جواب دئے تو جانینگے کہ دین اسلام برحق ہے اور محمدؐ رسول خدا ہین ورنہ اس کے برعکس جانینگے۔ عمر نے کہا سوال کرو جو چاہو۔ کہا آسمانون کے قفل کیا ہین اور اُنکی کنجیان کیا اور وہ قبر کونسی ہے کہ اپنے صاحب کو لئے پھری ہے اور وہ نبی کون تھا جسنے اپنی قوم کو انذار کیا اور ڈرایا حالانکہ نہ نوع بشر سے تھا نہ جنات سے۔ اور خبر دو ہمکو ان پانچ جاندارون سے کہ روے زمین پر روان ہوئے اور سیر کی باوجودیکہ پشت پدر و رحم مادر سے متولد نہین ہوئے تھے۔ اور تیتر بولتا ہے تو کیا کہتا ہے اور مرغ خانگی کیا کہتا ہے اور اسپ و حمار کیا آوازین نکالتے ہین اور مینڈک اور چنڈول کیا کیا صدائین لگاتے ہین۔ راوی کہتا ہے کہ عمر یہ سوالات سُنکر سرنگون ہوگئے اور کہا لا عیب لعمر اذا سئل عما لا یعلم ان یقول لا اعلم اگر عمر سے ایسی باتین پوچھین کہ وہ اُنکو نجانتا ہو اور کہے کہ مین نہین جانتا تو یہ اُسکے لئے کوئی عیب کی بات نہین پس یہود اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم شہادت دیتے ہین کہ محمدؐ نبی نہ تھے اور دین اسلام باطل ہے اُسوقت سلمان فارسیؓ اُٹھے اور کہا ذرا ٹھہرو اور دوڑے ہوئے علی علیہ السلام کی خدمت مین گئے اور کہا اے ابوالحسن دین اسلام کی فریاد کو پہنچو فرمایا کیا بات ہے سلمانؓ نے تمام قصہ بیان کیا تو حضرت ردائے رسولخدا زیب تن کئے خرامان خرامان تشریف لائے عمر نے آپ کو آتے دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا آنحضرت سے اور کہا اے ابوالحسن تم ہی ہو کہ ہر سختی و شدت مین بلائے جاتے ہو پس علیؑ نے یہودیون کو طلب کیا اور فرمایا سوال کرو جس امر سے کہ چاہو بتحقیق کہ حضرت رسولخدا نے ایک ہزار باب علم کے مجھے تعلیم کئے ہین کہ ہر باب سے ہزار باب در مجھپر منکشف ہوتے ہین پس یہود نے پوچھنا شروع کیا حضرت علیؑ نے فرمایا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر مینے تمہاری توریت کے موافق ٹھیک ٹھیک جواب دئے تو تمکو دین اسلام قبول کرنا ہوگا یہود نے اقرار کیا پس وہ ایک ایک بات پوچھتے تھے اور حضرتؑ اُسکا جواب فرماتے تھے قفلہائے آسمان کی نسبت آپنے فرمایا کہ وہ شرک خدائے وحدہ لاشریک لہ ہے کہ مشرک کا کوئی عمل خیر اوپر نہین جاتا اور کنجیان اُسکی شہادت وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ ہین یہ سُنکر یہودی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ جوان راست کہتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو قبر اپنے صاحب کو لئے پھرے وہ مچھلی ہے کہ یونس بن متےٰ پیغمبر کو نگل گئی تھی اور اُن کے سمیت سات سمندرون مین پھری۔ اور رسول جس نے اپنی قوم کو انذار کیا مورچہ سلیمان بن داؤد ہے کہ اُس نے کہا یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون اے گروہ مورچگان اپنے گھرون مین گھس جاؤ کہ مبادا سلیمان اور اُنکا لشکر بیخبری مین تمکو پاؤن مین نہ کچل ڈالے۔ اور پانچ چیزین کہ زمین پر روان ہوئین حالانکہ ارحام مادران سے پیدا نہوئین تھین ایک آدم ہین دوسری حوا تیسری ناقہ صالح چوتھی دنبہ ابراہیم پانچوین عصائے موسیٰ۔ اور دراج کہتا ہے الرحمن علی العرش استوی کہ اللہ

عرش پرستوی ہے اور مرغ پکارتا ہے اذکروا اللہ یا غافلین غافلو خدا کو یاد کرو اور گھوڑا جب مومن کافر پر جہاد کو جاتے ہین تو دعا سے
خیر کرتا ہے کہ خداوندا اپنے مومن بندون کو کافرون پر مظفر و منصور فرما۔ اور حمار عشار کو لعنت کرتا ہے اور شیاطین کی نظر کے سامنے رنگتا ہے
اور مینڈک کہتا ہے سبحان ربی المعبود یسبح فی لجج البحار پاک ہے میرا معبود جو گرداب ہائے بحار مین بہرا ہوا ہے یا تسبیح کردہ
شدہ ہے۔ اور قبرہ (چنڈول) کہتا ہے خداوندا لعنت کر دشمنان آل محمد کو **راوی کہتا ہے** کہ یہود تین شخص تھے یہ جوابات سنکر
دو نے اُنمین سے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہو گئے تیسرے نے کہا یا علیؑ ایک سوال اور ہے اسکو بتلادو گے تو مین بھی مسلمان ہو جاؤنگا
فرمایا سوال کر جو کچھ کہ چاہے کہا وہ کون لوگ ہین کہ تین سے نو برس تک موئے پڑے رہے پھر حقتعالے نے انکو زندہ کیا انکا قصہ تبلائیے
کسطرح پر ہے فرمایا وہ اصحاب کہف ہین اور انکا قصہ قرآن مین مذکور ہے تو کہے تو مین اُسکو قرأت کرون یہودی نے کہا قرآن مجمل ہے آپ
مفصل انکا نام اور انکے شہر و بادشاہ کا اور کتے اور پہاڑ اور غار کا نام تبلاوین اور تمام داستان اول سے آخر تک بیان کرین حضرت نے
تمام قصہ معہ جملہ اسمار و احوال کے تقریر کیا اور وہ یہودی بھی مشرف باسلام ہوا۔ اس مقام پر دیکھا چاہیے کہ کیسا معرکہ آ پڑا تھا اگر حضرت
حلال مشکلات یہ جواب شافی اُن یہودیون کو نہ دیتے تو دین اسلام کی سبکی تھی اور یہودیون نے اقرار حقیت اسلام اور نبوت خیر الانام
کو جواب مسائل پر منحصر کیا تھا بس اگر یہ جواب اُنکو نہ ملتے تو وہ بعوض اسکے کہ اسلام لاتے ہین اسلام پر ہنستے چلے جاتے۔ مناقب مرتضوی مین
احسن الکبار سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر کے بعد عمر کے لئے مسند حکومت آراستہ ہوئی تو علمار یہود سے ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہا تم
کتاب خدا و سنت مصطفے کا سب سے زیادہ کون عالم ہے عمر نے علی مرتضے کی طرف اشارہ کیا یہودی نے کہا اے خلیفہ جبکہ تم خود اقرار کرتے ہو
کہ وہ اعلم ہین تو تم باوجود انکے لوگون سے کاہیکو بیعت لیتے ہو آپ نے فرمایا کہ وہ اسطرف متوجہ نہین ہوتے پس یہودی امیرالمومنین کیطرف
رجوع ہوا اور کہا اچھا آپ بتلائیے کہ اول قطرہ خون کہ زمین پر ٹپکا کونسا تھا۔ اور اول چشمہ کہ روئے زمین پر جاری ہوا کونسا اور پہلا درخت
کونسا زمین پر پیدا ہوا حضرت نے فرمایا تمہارے عقیدت کے موافق پہلا خون ہابیل کا تھا جبکہ قابیل نے اُسے قتل کیا۔ مگر یہ درست نہین
بلکہ پہلا خون حوا کا تھا کہ قبل ولادت شیث زمین پر گرا اور تمہارے عندیہ مین پہلا چشمہ بیت المقدس کا تھا ایسا نہین بلکہ وہ چشمہ آب حیات
ہے کہ خضر و ذوالقرنین کے عہد مین اُسپر پہنچے اور ماہی مردہ اُس کے پانی سے زندہ ہوئی۔ اور موسیٰ و یوشع بن نون بھی اُس چشمہ پر پہنچے ہین
اور تم کہتے ہو کہ پہلا درخت زیتون کا ہے کہ نوح نے اُسکو کشتی مین رکھا یہ صحیح نہین وہ درخت عجوہ (ایک قسم کا خورما) ہے کہ آدم بہشت سے
اپنے ساتھ لائے تھے اور ہر قسم کے اشجار اس سے بہم پہنچے۔ یہودی نے کہا قسم بخدا کہ جو کتاب میرے باپ ہارون نے موسیٰ کے بتانے سے
لکھی تھی اُسمین ایسا ہی لکھا ہے جیسا آپنے ارشاد کیا۔ اب تین باتین ہمکو اور بتائیے اول یہ کہ پیغمبر خدا کے بعد کے امام ہونگے دوسرے
وہ حضرت کس بہشت مین ہونگے۔ تیسرے پہلا پتھر کہ آسمان سے نازل ہوا کونسا ہے حضرت نے فرمایا اے یہودی بتحقیق کہ آنحضرت کے
بعد بارہ امام ہونگے کہ انکو کسی ظالم کا ظلم نقصان نہ پہنچا سکے گا اور نہ کسی مخالف کے خلاف سے وہ دل تنگ ہونگے اور سید کائنات معہ
ان بارہ امامون کے جنت عدن مین ہونگے اور سنگ اول کہ آسمان سے نازل ہوا تمہارے قول کے موافق صخرہ بیت المقدس ہے

سوالات یہود

مگر درحقیقت حجر الاسود خانہ کعبہ ہے کہ جبرئیل اُسکو آسمان سے لائے یہودی نے کہا قسم خدا کی مینے کتاب ہارون علیہ السلام مین اسی طرح
لکھا دیکھا ہے اب ایک بات اور باقی ہے کہ وصی خاتم الانبیا کی کتنی عمر ہوگی اپنی موت سے مرینگے یا کوئی انکو قتل کریگا حضرت نے فرمایا وصی
پیغمبر آخرالزمان مین ہون میری عمر تریسٹھ ۶۳ سال کی ہوگی اور تلوار کے زخم سے شہید ہونگا میرا قاتل عاقر ناقہ صالح سے بدتر ہوگا یہودی یہ سنکر زار زار
رونے لگا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وانک وصی رسول اللہ بعد ازان ایک ورق کاغذ جسپر بخط عبرانی لکھا ہوا
تھا اپنی آستین سے نکالکر حضرت امیرؑ کو دیا آپ نے اُسکو پڑھا اور اپنا اسم مبارک اُسمین دیکھکر گریان ہوئے اور فرمایا الحمد للہ کہ میرا نام کتب و صحف
ابرار مین ثبت ہے فراموش نہین ہوا۔ **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ یہ حدیث بحار الانوار مین چند طریق سے روایت ہوئی ہے ایک روایت مین ہے
کہ یہ یہودی سائل جوان خوبصورت خوش لباس اولاد ہارون پیغمبر سے تھا اور بروایتے بزرگان یثرب و عظمار یہود سے بگمان یہود مدینہ
اُس زمانہ کے تمام یہودیون سے اعلم و دانا تھا۔ پس اُس نے عمر سے کہا اے امیرالمومنین تم اس اُمت مین سب سے زیادہ خدا و سنت رسول اللہ
کے عالم ہو عمر نے جواب نہ دیا اور سر جھکا کر خاموش رہ گئے یہودی نے دوبارہ کہا مین تم ہی کو کہتا ہون کہا کیا مدعا تیرا ہے کہا مجھکو اپنے دین
مین شک عارض ہوا ہے کچھ سوال کرنا چاہتا ہون کہا تو اس جوان (امیرالمومنینؑ کیطرف اشارہ کیا) سے پوچھ یہودی نے وہی اُنسے کہا کہ الیا
تو تم کسلئے خلیفہ بنے ہو آپنے حضرت کی مدح سرائی کی۔ یہودی نے حضرت امیرؑ سے کہا مین تین اور تین اور ایک سوال کرنا چاہتا ہون۔
آپ تبسم ہوئے اور فرمایا کیون نہین ایک مرتبہ کہتا کہ سات سوال رکھتا ہون یہودی ہارونی نے کہا اول تین سوال کرونگا اگر انکے جواب باصواب
پائے تو تین اور کرونگا ورنہ جانونگا کہ تمہارے درمیان کوئی عالم نہین۔ حضرت نے اُس سے اقرار لیا کہ درصورت حق و صدق جواب پانیکے
دین اسلام قبول کریگا۔ بعد ازان وہی سوال و جواب مذکور ہین جو ابھی بروایت مناقب گزرے۔ سنگ اسود کی نسبت آپنے یہ بھی فرمایا کہ
وہ بہشت سے آیا تو برف سے زیادہ سفید تھا بعد ازان عصاۃ و بدکاران بنی آدم کے استلام سے سیاہ ہو گیا۔ آخر حدیث مین ہے کہ یہودی
نے یہ جوابات شافی حضرت خطیب ممبر سلونی سے سُنے تو ایک چیخ ماری اور اپنا کستیج (چھوٹا زنار) توڑ کر پھینکدیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری
کیا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ تم وصی رسول خدا ہو اور سزاوار ہو سب سے بلند رتبہ پانیکے اور کسی کو تم پر فوقیت نہین پہنچتی حضرت اسکو اپنے ساتھ
دولت سرا مین لیگئے اور معالم دین و معارف صدق و یقین تلقین فرمائے۔ **صاحب تشئید** علیہ الرحمہ نے کتاب ین الفتی احمد بن
محمد بن علی عاصمی سے نقل کیا ہے کہ عمر خطاب کے پاس نصارائے نجران سے ایک اسقف باحسن و جمال و جاہ و جلال آیا اُنہون نے اسکو دین
اسلام کی طرف دعوت کیا اور فضیلت اسلام اور خیر و برکت کہ مسلمانون کے واسطے ہے بیان فرمائے پادری نے کہا اے عمر تمہارے
قرآن مین لکھا ہے جنۃ عرضہا کعرض السماء والارض جب جنت کا عرض زمین و آسمان کے عرض کی برابر ہوا تو پھر
دوزخ کی کہان گنجائش رہی۔ خلیفہ صاحب کو جواب بن نہ آیا علی علیہ السلام تشریف رکھتے تھے فرمایا اے نصرانی تو بتلا کہ جب رات ہوتی ہے
تو دن کہان چلا جاتا ہے اور دن کو رات کہان رہتی ہے اسقف حیران تھا کہ کیا جواب دے کہا یہ جوان عجیب کون ہے عمر نے کہا
یہ ابن عم و داماد رسول الثقلین پدر حسنؑ و حسینؑ علی بن ابیطالب ہین اسقف نے کہا وہ قطعہ زمین کون ہے جسپر صرف ایک مرتبہ آفتاب

سوالات پادری نجران

چمکا نہ اس سے پہلے کبھی چمکا ہے نہ کبھی بعد کو چمکیگا۔ حضرت نے فرمایا وہ دریائے نیل سے وہ قطعہ زمین ہے جہان بنی اسرائیل کیلئے راستہ کھل گیا تھا۔ پادری نے کہا راست ہے۔ آیا دنیا مین کوئی شے مثل میوہ ہائے جنت موجود ہے کہ ہرچند اُس سے صرف کرین کم نہو فرمایا ایسی شے کلام اللہ ہے کہ لوگ جتنا چاہتے ہین اس سے فائدہ اٹھاتے ہین۔ مگر وہ بحال خود باقی ہے۔ کہا راست کہا تمنے پھر پوچھا آسمانون کے قفل کیا ہین اور انکی کنجیان کیا۔ آپنے فرمایا شرک کرنا خدا مین اُنکے قفل ہین اور اقرار وحدانیت خدا کلید اِن قفلون کی کہ اِسکے لئے عرش تک کہین روک نہین۔ عرض کی کہ اوّل خون کہ زمین پر گرا کونسا ہے فرمایا بقول تمہارے شب پر کا خون ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نفاس حوا ہے بوقت تولد ہابیل کے یہ کہا صدقت پھر عرض کی کہ ایک مسئلہ اور باقی ہے فرمائے حقتعالےٰ کہان ہے عمر کو غصہ آیا مگر علیؑ نے کہا مین جواب دونگا اے اسقف ہم ایک روز رسول اللہ کی خدمت مین حاضر تھے کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا پوچھا کہان سے آتا ہے کہا ساتوین آسمان سے خداوند عالمیان کے پاس سے دوسرا فرشتہ پہنچا اس نے بیان کیا کہ طبقہ ہفتم زمین سے حضرت رب العالمین کے پاس سے علی ہذا تیسرا مشرق سے اور چوتھا مغرب سے آیا اور اظہار کیا کہ خدا تعالےٰ کے پاس سے آرہے ہین۔ پس حقتعالےٰ یہان وہان بالائے عرش برین و زیر زمین سب جگہہ موجود ہے۔ **ناواقفی خلیفہ ثانی از مسائل کثیر الوقوع**۔ ہرچند جو کچھ اوپر مذکور ہوا اس سے ناظرین خلیفہ صاحب کی عام دینی معلومات کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہین لیکن یہان چند ایسے خاص مسئلے نقل ہوتے ہین جنکے کثیر الوقوع ہونے اور بیشتر اوقات کارآمد ہوتے رہنے سے ادنیٰ مسلمان بھی ناواقف نہین ہوسکتا مگر خلافت پناہ باوجود ریاست عامۂ مسلمانان اِنکو نہ جانتے تھے مثلاً مسائل متعلقہ نماز پنجگانہ کہ اُنکا جاننا ہر مکلف کو لازم ہے مگر عمر اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ اگر کوئی جنب ہو اور پانی نہ پائے تو خاک پاک سے تیمم کرے اور نماز بجالائے وہ اس صورت مین سرے سے نماز ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم مین ہے کہ کسی نے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا تو فرمایا چاہئے کہ نماز نہ پڑھے۔ اور ابوداؤد نے اپنے سنن مین روایت کی ہے کہ ایک شخص عمر کے پاس آیا اور کہا ہم بعض مقامات مین مہینے مہینے اور دو دو مہینے رہتے ہین اور پانی نہین پاتے آپنے فرمایا مین تو ایسی جگہہ ہون تو نماز نہ پڑھون جبتک پانی نہ ملے گویا آیہ شریفہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدًا طیبًا کہ اگر پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمم بجالاؤ آپکے گوش زد نہوئی تھی۔ اور طرفہ یہ کہ بموجب تتمہ حدیث حضرت عمار نے آپ کو آگاہ کیا کہ اے عمر تم کو یاد نہین رہا کہ ایک مرتبہ ہم دونو ہمراہ تھے جنب ہوئے تو مینے زمین پر لوٹ کر تیمم کیا اور نماز پڑھی تمنے نہ پڑھی حضرت رسولخدا کی خدمت مین آکر یہ قصہ بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ کافی تھا تجھکو یہ کہ اپنے دونو ہاتھون کو زمین پر مار کے اور جھاڑ کر پیشانی اور دونو ہاتھون کا اُنسے مسح کرے تو خلافت پناہ سخن پروری کی راہ سے حدیث عمار کو خاطر مین نہ لائے اور مرتے دم تک اپنے قول پر ثابت قدم رہے۔ مگر شکر ہے کہ اہل سنت نے دیگر مسائل متعہ وغیرہ کی طرح اس مسئلہ مین حضرت کی تقلید نہین کی اور ان کے برخلاف جنب فاقد الماء کے لئے بالاتفاق تجویز تیمم کرتے ہین ازالۃ الخفا مین ہے۔ ترک الفقہاء الاربعۃ قول عمرؓ لانہم وجدوہ مخالفًا لما صح عن النبی صلعم من مسند عمران بن الحصینؓ و ابی ذرؓ و عمرو بن العاصؓ و غیرہم امرہ للجنب بالتیمم اذا لم یجد الماء یعنی فقہاء اربعہ ابوحنیفہ شافعی احمد بن حنبل و مالک نے قول عمر کو ترک کیا کسلئے کہ اُسکو مخالف پایا اُسکے جو صحیح ہوا ہے پیغمبر خداؐ سے حدیث مسند

عمران بن حصین و ابوذر و عمرو عاص وغیرہ سے کہ آپنے جنب کو تیمم کرنیکا حکم دیا جبکہ پانی نہ پائے **نیز** آپکو عدد رکعات مین شک کا علم مسدوم تھا ازالۃ الخفا مین ہے کہ عمر نے صحابہ سے احکام شک رکعات دریافت کئے تو عبد الرحمٰن عوف نے کہا مینے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ دو اور تین رکعت مین شک کرے تو دو پر بنا رکھے اور تین چار مین شک ہو تو تین پر تاکہ زیادہ نماز بجالایا ہو۔ فرمائے جبکو شکیات نماز کے مسائل تک معلوم نہون تو وہ اور کیا جانیگا۔ تعجب ہے کہ خلافتمآب عبد اللہ اپنے بیٹے کے حکم طلاق عورت کے نجاننے کو مانع استحقاق خلافت بتاتے تھے کما سیجیٔ اور اپنے لئے ایسی موٹی باتین نجاننیکو ذرا مُخل خلافت نجانتے تھے **نیز** عمر کو اسقدر معلوم نہ تھا کہ نماز عیدین مین جو بآواز بلند پڑھی جاتی ہین اور بارہا حضرت رسولخدا کے ساتھ آپ کو اس نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ کیا کیا سورتین پڑھی جاتی ہین حمیدی جمع بین الصحیحین مین لکھتا ہے کہ عمر نے ابوواقد سے دریافت کیا کہ رسولؐ اللہ نماز عید مین کیا پڑھتے تھے وسئل ابو واقد اللیثی ما کان یقرأ رسول اللہ فی الاضحی والفطر یعنی واقد لیثی سے پوچھا کہ رسولخدا عید الفطر و عید الضحٰی کی نمازون مین کیا کیا پڑھا کرتے تھے۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ اسقدر معلوم نہ تھا کہ روزہ مین جماع کرنا مفسد صوم ہے۔ **کنز العمال** مین سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ عمر نے اپنے اصحاب سے کہا کہ فتوےٰ دو مجھکو اس کار مین کہ آج مینے کیا ہے کہا کیا کام کیا ہے تمنے اے امیر المومنین فرمایا ایک کنیز میرے سامنے سے گذری کہ مجھکو خوب معلوم ہوئی مینے اُسکے ساتھ نزدیکی کی حالانکہ مین روزہ سے تھا پس یہ امر لوگون پر عظیم گران گزرا علی علیہ السلام خاموش تھے عمر نے کہا یا ابن ابیطالب تم اسمین کیا کہتے ہو آپنے کہا تمنے حلال کام کیا ہے روزہ کی عوض روزہ رکھ لو۔ عمر نے کہا انت خیرہم **فتوی** کہ تمہارا فتوےٰ ان سب سے بہتر ہے۔ یہان دو صورتین ہین یا تو خلیفہ صاحب جانتے تھے کہ جماع مفسد صوم ہے اور انہون نے دیدہ و دانستہ یہ حرکت کی تو بڑی دلیری و جسارت کے مرتکب ہوئے گو اُنسے بعید نہین اور یا اس حکم سے مطلقًا واقف نہ تھے تو پرلے سرے کی نابلدی و غباوت ہے کہ باوجود اسقدر تقرب کے حضرت رسولخدا کے ساتھ کہ انکے معتقد اُسکے دعویدار ہین آپ کو یہ معلوم نہوا کہ مقاربت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **نیز کنز العمال** مین ہے کہ خلافتمآب ایک مرتبہ کچھ اونٹ خرید کر رہے تھے قیمت ہنوز طے نہین ہوئی تھی کہ آپ اُنکو ٹھوکرین مار مار کر اٹھاتے اور دوڑاتے اور کداتے تھے اعرابی مالک شتران اس سے مانع آیا مگر وہ باز نہ آئے حتےٰ کہ اُس نے خفا ہوکر کہا خل ابل لا ابالک یعنی عرب کے محاورے مین کو سکر کہا۔ میرے اونٹ چھوڑ دے مگر عمر پر اسکا بھی اثر نہوا تا اینکہ انہون نے اسطرح پر ایک ایک اونٹ کو دوڑایا اعرابی نے کہا لا ظنک رجل سوء کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو بُرا آدمی ہے۔ غرض معاملہ طے ہوا اور اونٹ خریدے گئے تو آپکی پالان و دیگر ساز و سامان پر تکرار ہوئی مالک کہتا تھا مینے صرف اونٹ بیچے ہین خلافت پناہ سب چیزون کو اپنی بتلاتے تھے آخرش حضرت امیر المومنین کو حکم کیا آپنے فرمایا اے امیر اگر تمنے خریداری کے وقت شرط کی تھی تو خیر ورنہ یہ اشیا تمہاری نہین ہوسکتی کیونکہ بیشتر اوقات تاجر لوگ اپنے مال کی ایسی چیزون سے زینت کرتے ہین کہ اُنکی قیمت اصل مال کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ پس وہ تمکو کیونکر دینگے آخر معلوم ہوا کہ شرط ورط کچھ نہین ہوئی تھی۔ بس مالک نے صرف اونٹ دئے اور قیمت لیکر لمبا ہوا۔ اس سودے مین خلیفہ صاحب سے دو غلطی ہوئی ایک بیگانی شے مین بلا رضا مالک تصرف کرنا دوم اتنی بات نہ جاننا کہ اونٹ کی ہمراہ اسکا ساز و سامان نہین بکجاتا۔ ایک اور

مسئلہ طلب اذن دخول در مکان بیگانہ

عجیب امر کہ سر سید عجائب وغرائب ہے یہ ہے کہ آپ کو باوجودیکہ حضرت متمم مکارم اخلاق کے ساتھ اسقدر دراز مدت صحبت رہی یہ معلوم نہوا کہ اگر کوئی کسی کے مکان پر جائے تو چاہیئے کہ مالک مکان سے اذن دخول طلب کرے اگر وہ اذن دے تو جائے ورنہ لوٹ جائے۔ بخاری نے عبید بن عمران سے روایت کی ہے کہ ابو موسی اشعری نے عمر کے یہان جاکر اذن طلب کیا آپ اسوقت کسی کام مین مصروف تھے اجازت نہوئی ابو موسی الٹے پاؤن پھر گیا تھوڑی دیر بعد عمر کو مشغل سے فراغت ہوئی تو پوچھا عبید اللہ بن قیس یعنی ابو موسی کی آواز نہین سُنائی دیتی اُسکو اندر آنے دو کسی نے کہا وہ واپس چلا گیا کہا اُسکو بلواؤ حاضر ہوا تو اُس نے کہا ہمکو رسول اللہ نے امر کیا ہے کہ اجازت نہ پاؤ تو پلٹ جاؤ عمر نے کہا اسپر کوئی شاہد رکھتا ہے تو ابو موسی مجالس انصار مین جاکر خواستگار ہوا کہ کسی نے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سُنی ہو تو شہادت دے انصار نے کہا کوئی ہمسے اس امر مین شہادت نہ دیگا الا عمر مین سب سے چھوٹا۔ پس ابو سعید خدری کو بھیجا اُس نے جاکر گواہی دی عمر نے کہا یہ امر مجھپر مخفی رہا اور بازارون مین پھرنے اور سیر کرنے نے مجھکو اس سے باز رکھا۔ بخاری کہتا ہے سیر بازار سے مراد تجارت کے کاروبار مین جو عمر کو درپیش رہتے تھے سبحان اللہ کیا علم وفقاہت تھی کہ ایسی چھوٹی بات جسکو علم اخلاق کی الف بے کہنا چاہیئے اس بزرگوار پر مخفی رہی اگر یہ حدیث بالخصوص حضرت رسولخدا سے نہین سُنی تھی تو کیا آنحضرت کا رات دن کا برتاؤ بھی مشاہدہ نکیا تھا۔ اسی سے یہ قاعدہ معلوم ہو سکتا تھا۔ ملا جامی نے راست کہا ہے ع هر که را روئے به بهبود نداشت ٭ دیدن روئے نبی سود نداشت ٭ ہمارے نزدیک انصار نے خوب سمجھا کہ ایسی چھوٹی بات کی گواہی کو اپنی کسر شان جانا اور سب سے کم سن کو اپنے درمیان سے اس کار کے لئے انتخاب کرکے بھیجا کرمانی شارح بخاری کہتا ہے قال النووی قال الانصار انکارا علی عمر فیما قاله قالوا انه حدیث مشهور متنا معروف عندنا حتی ان اصغرنا حفظه وسمعه من رسول الله یعنی نووی نے کہا کہ انصار نے کلام عمر کے رد کرنے اور اسپر انکار کرنی کی غرض سے یہ کہا تھا کہ یہ حدیث از روئے متن کے ہمارے نزدیک معروف ومشہور ہے حتے کہ ہم مین سب سے چھوٹی عمر والے نے بھی اسکو رسول اللہ سے سُنا۔ اور یاد رکھا ہے۔ شاباش انصار یو شاباش کیا ہی لطافت سے تمنے اس بوڑھے شیخ کی خبر لی ہے اور انکی حدیث دانی کو عالم پر روشن کیا ہے خیر الکلام مہ قل و دل المختصر ان سے اور انکی مثل اور بہت سی باتون سے جنکے لکھنے مین طول ہے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب اول تو حضرت رسالت پناہ کی خدمت اقدس مین حاضری کم ہوتے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین بیشتر اوقات تحصیل اغراض دنیوی کے واسطے بازارون مین گھومتے اور چکر لگاتے رہتے تھے اور بیشتر گذرا کہ وہ مدینہ مین بھی دلالی کا پیشہ کرتے تھے۔ اور جو گاہ گاہ حاضر ہونیکا اتفاق ہوتا تھا تو قرآن وحدیث کے سیکھنے سے مطلقا سروکار نرکھتے تھے۔ نہین تو ممکن نہ تھا کہ ایسے ایسے ادنی مسائل آپ پر پوشیدہ رہین اور یون بات بات مین شرمندگی اُٹھاتے

تقسیم کردن خلیفہ ثانی فرائض خلافت را

اب اس آئے دن کی رسوائی اور ان مشکلات کی دلدل مین پھنسے رہ جانے سے نجات کی تدبیر کہ حضرت نے سوچی وہ بھی سُننے کی قابل ہے۔ توجہ سے سُنئے اور آپ کے کمال عقل وفطانت کی داد دیجئے اور اسپر صاد کیجئے وہ تدبیر یہ ہے کہ اُنہون نے اپنے فرض منصبی کو حصہ حصہ کرکے اپنے خاص خاص دوستون اور ہوا خواہون پر بانٹ دیا اور آپ ہلکے پھلکے ہوگئے یعنی مقرر کیا کہ قرآن اور اُسکی تفسیر وتشریح کے مسائل تو ابی ابن کعب سے پوچھا کرین اور فرائض وحصہ کشی کے مشکلات زید بن ثابت حل کیا کرے اور فقہ واحکام کا بکھیڑا معاذ بن جبل

چکائے اپنے لئے کیا رکھا فقط مال کہ سینہ کا سکھ کلیجہ کی ٹھنڈک آنکھون کا نور دل کا سرور تھا شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا وقرۃ العینین مین علی بن رباح لخمی سے روایت کرتے ہین ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال من اراد ان یسئل من القرآن فلیات ابی بن کعب ومن اراد ان یسئل عن الحلال والحرام فلیات معاذ بن جبل ومن اراد ان یسئل عن الفرائض فلیات زید بن ثابت ومن اراد ان یسئل من المال فلیاتنی فان الله جعلنی خازنا کہ عمر خطاب نے خطبہ مین کہا ایہا الناس جو کوئی قرآن کی کوئی بات پوچھنا چاہے ابی ابن کعب کے پاس جائے اور جسکو حلال وحرام سے کچھ دریافت کرنا ہو معاذ جبل سے دریافت کرے اور فرائض کے مسائل پوچھا چاہے تو زید بن ثابت سے پوچھے اور جو مال کا طلبگار ہو وہ میرے پاس آئے بتحقیق کہ حقتعالے نے مجھکو اسکا خازن بنایا ہے انتہے۔ کیا کہنے آپ کی اس صاف گوئی کے کہ قرآن کو فلان سے پوچھو اور حلال وحرام کو فلان سے ہم تو فقط مال کے لئے ہین درحقیقت آپ مال کے لئے تھے اور مال آپکے لئے دراین چہ شک پس طلبگار مال آپکے پاس نجائے تو اور کہان جائیگا۔ اسکے خازن جو آپ ٹھہرے اور خود بخود ملکہ اللہ تعالے نے ایک خاص وحی کے ذریعہ آپ کو اسپر مسلط کیا تھا ایک خزانے دار کسی زمانہ مین قارون ہوا تھا دوسرے اس عہد کے آپ قارون ہوئے۔ مگر وہ کمبخت ایک کوڑی کسی کو ندیتا تھا لاجرم اپنا خزانہ سر پر لئے تحت الثری کو گیا مگر آپ خدا نخواستہ ایسے نہین تھے آپ دیتے بھی تھے الا ویسا ہی دینا جیسا کہ ہم تصرفات بیت المال والی سرخی کے نیچے لکھ آئے ہین کہ اپنے کام کے لوگون کو نہال کر دیتے تھے باقیون کے آنسو پونچھ دئے جاتے یہ نہین تو آپ ہی فرمائے کہ آپ نے شرع اقدس کے ایک سیدھے سادے قاعدے برابر کی تقسیم کو کیون تہ وبالا کر ڈالا۔ خیر ہمکو اس خطبہ مین خلیفہ صاحب سے ذرا بھی محل شکایت نہین اُنہون نے جو کچھ کہا بہت درست کہا اور ایسا ہی چاہیئے تھا کسلئے کہ اُنہون نے جو اسلام کا کھڑاگ اپنے سر پر لیا تھا تو اسی مال کی خاطر لیا تھا اب جبکہ پس از انتظار بسیار شاہد مقصود ہمکنار ہوا تو وہ بیوقوف تھے کہ اسکے ساتھ مسئلہ مسائل کا جنجال بھی اپنے سر پر رکھتے اور بلاوجہ بے سبب لوگون سے دست وگریبان رہ کر اپنی آبروریزی کراتے اور ناحق اپنے عیش وصافی کو منغص ومکدر فرماتے۔ پس اُنہون نے یہ خطبہ کہکر سارا جھگڑا ہی چکا دیا واہ کیا خطبہ بلیغ کہا ہے گویا حضرت امیر کبیر اُسی کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین ع رضینا قسمة الجبار فینا ٭ لنا علم وللجهال مال ٭ کہ ہم قسمت خداوند جبار پر کہ اُسنے ہمارے درمیان کی راضی ہوگئے کہ ہمارے لئے علم مقرر کیا اور دشمنون کے لئے مال ہان شکایت اُنکے مریدون اپنے سُنی بھائیون سے ہے کہ وہ بمصداق مدعی سست گواہ چست اُنکو ہنتم پر پہنچاتے اور علوم دین فقہ واحکام کا ماہر بتلاتے ہین اور جبتک خطیب منبر سلونی وارث مرتبہ ہارونی جناب مرتضوی پر انہین ترجیح وتفضیل نہین دے لیتے آرام نہین پاتے۔ یہی شاہ ولی اللہ کہ خطبہ مذکورہ کے راوی ہین۔ ازالۃ الخفا مین کس کس پیرایہ مین اس مطلب کو لکھتے اور بزعم خود ثابت کرکے چھوڑتے ہین۔ صاحبو ذرا انصاف کرو تحقیق عدالت نہین تو عدل تقدیری عمری سے کام مین لاؤ تو بھی معلوم کر سکتے ہو کہ ان لوگون کو اُس جناب کے مقابل کرنا پرکاہ کو کوہ عظیم الشان سے ٹکرانا اور ذرہ ناچیز کو آفتاب عالمتاب کی برابر ٹھہرانا ہے حضرت امیر تو اپنی جگہہ ہین تمہارے خلفا علم ومعرفت مین عبد اللہ بن عباس کی برابری تو کر سکتے ہی نہین جو آپ کی شاگردی پر فخر کرتے اور اپنے علم کو اُس جناب کے علم کے آگے تالاب کے سامنے قطرہ بتاتے تھے۔ اب اسکی سند انہی کتابون سے لیجئے۔ جلال الدین سیوطی

علم عبد اللہ بن عباس

تفسیر اتقان مین نقل کرتے ہین کہ ایکبار ابن عباس حرم کعبہ کے آگے بیٹھے اور لوگ چار طرف سے انہین گھیرے تفسیر قرآن کے سوال کر رہے تھے نافع بن ازرق نے نجدہ بن عویمر سے کہا آؤ ذرا اس مرد کے پاس چلین کہ قرآن کی تفسیر مین بلا علم جرأت کرتا ہے یہ کہکر دونو انکے پاس آئے اور کہا ہم کچھ کلام مجید کی باتین دریافت کیا چاہتے ہین تم انکی تفسیر بیان کرو اور کلام عرب سے انکی سند لاؤ کیونکہ قرآن عرب کی زبان مین نازل ہوا ہے۔ ابن عباس نے کہا سوال کرو جو کچھ کہ چاہو۔ نافع نے کہا بتلاؤ قول حق سبحانہ تعالیٰ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ مین لفظ عزین کے کیا معنے ہین اور کلام عرب سے اسکو مدلل فرماؤ ابن عباس نے بے تامل کہا کہ عزین سے مراد حلق رفاق ہے۔ مگر نہین سنا تو نے قول عبید بن ابرص کا کہ وہ کہتا ہے ؎ فجاؤا یهرعون الیه حتیٰ یکونوا حول منبره عزینا یعنی وہ دوڑتے ہوئے اسکی طرف آئے تا اینکہ اسکے ممبر کے گرد پراگندہ ہوگئے۔ اسیطرح وہ سوال کرتے اور ابن عباس بہیم انکا جواب دیتے اور اشعار عرب سے اسپر استشہاد لاتے تھے حتیٰ کہ دو سو سوال مجلس واحد مین کئے اور تمام کے خاطر خواہ جواب پائے منجملہ انکے آیہ فَاكِهَةً وَأَبًّا سے بھی لفظ اب کے معنے دریافت کئے ابن عباس نے کہا مَا يَعْتَلِفُ مِنْهُ الدَّوَابُّ کہ وہ گھاس جو چوپاؤن کی خوراک ہے چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے ؎ تری به الاب والیقطین مختلطا * علی الشریعة تجری تحتها العرب * تو دیکھتا ہے گیاہ و روئیدگی باہم آمیختہ کو اسکے کنارے پر کہ انکے نیچے آب تیز و تند روان ہے۔ فرمائیے کہ جو شخص دو سو مسئلے قرآن کے جلسہ واحد مین حل کرے اور ہر ایک کیساتھ اشعار عرب سے بھی سند دیتا جائے تو عمر یا ابوبکر اسکی برابری کیونکر کر سکتے ہین جنکا معانی قرآن سے بیخبر ہونا طشت از بام ہے۔ بیشتر گذرا کہ وہ لفظ اب کے سیدھے معنے بھی نہ جانتے تھے اقوال عرب سے مستند کرنا تو بڑی بات ہے۔ **نیز** یہ دونو بزرگ لفظ کلالہ کے معنون سے ناآشنائے محض تھے۔ ابوبکر کا تو دم واپسین تک اسمین پریشان رہنا پیشتر گذرا عمر کے حال مین بھی صاحب تشیید علیہ الرحمہ نے بہت سی عبارتین کتب اہلسنت سے نقل کی ہین جنسے ظاہر ہے کہ باوجود صراحت بسیار انہون نے اسکے جاننے کی توفیق نہ پائی آخر مین اپنی بیٹی بی بی حفصہ زوجہ رسول خدا سے ملتجی ہوئے کہ کسی اچھے موقعہ خوشدلی و سرور مین آنحضرت سے سوال کرے انہون نے موقعہ پاکر دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا تیرے باپ نے اسکے لئے تجھسے کہا ہوگا ما اری اباک یعلمها ابدا مین نہین دیکھتا کہ تیرا باپ کبھی بھی اسکو جانے۔ راوی کہتا ہے کہ عمر اسکے بعد کہا کرتے تھے کہ مین کبھی اسکو نجانونگا کیونکہ رسول اللہ یہ کہہ چکے ہین اور وہ آرزو رکھتے تھے کہ مین کلالہ کے معنے جانتا ہوتا تو یہ میرے لئے بہتر تھا قصرہائے شام سے بروایتے فرماتے تھے واللہ لئن اعلمها احب الی من ان یکون لی ما علی الارض من شیء قسم بخدا کہ اگر مین اسکو جانون تو یہ میرے لئے ان تمام اشیا سے بہتر ہے جو روئے زمین پر ہین هکذا فی کنز العمال بھلا اس بلادت و غباوت کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ ایک لفظ کے معنے بارہا زبان مبارک رسول اللہ سے سنین اور پھر اسکو نہ جانین یہ سورہ بقر کے یاد ہوجانے پر قربانی شتران کی نذر قبولنے سے بھی کہین زیادہ ہے۔ کہتے ہین کہ آپ کو آخر ایام خلافت مین نسیان بھی بہت ہوگیا تھا حتیٰ کہ عدد رکعات تک یاد نہ رہتی تھی۔ محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ خلافت پناہ نماز مین ایک مرد کو آگے کھڑا کر لیتے کہ وہ انکو رکوع و سجود وغیرہ اشارہ سے بتلاتا رہتا تھا۔ رہی یہ بات کہ حضرت امیر المومنینؑ کا علم عبداللہ بن عباس کے علم سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ یہ بھی

اہلسنت پر پوشیدہ نہین شیخ عبدالحق دہلوی رجال مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ ابن عباس نے کہا کہ علی کو علم کے کل دس حصون سے نو حصے مرحمت کئے گئے اور ایک حصہ تمام عالم پر قسمت ہوا اور قسم بخدا کہ وہ اس دسوین حصہ مین بھی سب کے شریک ہین۔ اور ابن اثیر نے نہایہ مین نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ علمی بالقرآن الی علم علی کالقرارة فی المثعنجر کہ میرا علم قرآن علی کے علم کے مقابلے مین ایسا ہے جیسا کہ چھوٹا تالاب دریائے عمیق کے سامنے ہم اس مقام پر کچھ بیان علم و معرفت حضرت امیر المومنینؑ بھی کرتے ہین *

شرح شمہ از علم و معرفت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

علوم وہبی و لدنی جو حضرت امیر المومنینؑ کو عطا ہوئے ایسے نہین کہ کوئی انکے بیان کا ارادہ کر سکے بڑے بڑے علما و عرفا نے اس مقام پر اپنے عجز و قصور کا اعتراف کیا ہے بلکہ خود وہ حضرت بخوف گمراہی خلائق پورے طور سے انکا اظہار نہین کر سکے الا یہان بمناسبت مقام حسب اسلوب اس کتاب کے چند احادیث مشہورہ اس باب کے نقل ہوتی ہین۔ **از انجملہ** متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا انا مدینة العلم و علیؑ بابها فمن اراد العلم فلیات الباب یعنی مین شہر علم ہون اور علیؑ اسکا دروازہ جو علم حاصل کرنا چاہے چاہیئے کہ دروازہ سے آئے۔ یہ حدیث بہت مشہور ہے حتیٰ کہ علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی اسکی شرح مین کہتے ہین کہ احمد بن حنبل نے اسکو آٹھ طریق سے روایت کیا ہے اور ابراہیم ثقفی نے سات طریق سے۔ اور ابن بطہ نے چھ طریق سے اور قاضی جعابی نے پانچ طریق سے اور ابن شاہین نے چار سے اور خطیب تاریخی نے تین طریق سے اور یحییٰ بن معین نے دو طریق سے اور روایت کیا ہے اسکو سمعانی نے اور قاضی نے اور ماوردی اور ابو المنصور سکری اور ابو الصلت ہروی اور عبدالرزاق اور شریک نے۔ ابن عباس اور مجاہد اور جابر سے۔ پھر کہتے ہین کہ بموجب اس حدیث کے ہر شخص پر آنحضرت کیطرف رجوع لانا واجب و لازم ہے۔ کیونکہ رسول اللہ نے اپنے تئین شہر علم کہا اور دروازہ اس شہر کا جسکے بغیر اس مین داخل ہونا ممکن نہین علیؑ کو بتایا۔ پس مقرر کر دیا آنحضرت نے کہ کوئی علم نبی کو بلا واسطہ علیؑ نہین پا سکتا۔ پھر مزید تاکید کی اسکے ساتھ فقرہ فلیاتِ الباب کے کہ آنا چاہیے صرف دروازہ سے۔ پس معلوم ہوا کہ علوم نبوی سے کسی علم کے حاصل کرنیکے لئے علیؑ کے در پر جانا اور انسے ملتجی ہونا ضروریات سے ہے۔ اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اوپر معصوم ہونے اس جناب کے کیونکہ غیر معصوم سے صدور خطا جائز ہے اور بصورت صدور خطا اسکی اقتدا قبیح و باطل ہوگی اور محال ہے کہ پیغمبر خدا امر باطل و قبیح کا حکم دین پس ثابت ہوا کہ آنحضرت سے خطا کبھی ہوتی ہی نہین۔ اور یہی معنے عصمت کے ہین۔ اور **نیز** اس سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت اعلم امت ہین چنانچہ اسی وجہ سے اور لوگ باہمدیگر مسائل مین اختلاف کرتے تھے اور ایکدوسرے کیطرف رجوع لاتے تھے۔ بخلاف امیر المومنینؑ کے کہ تمام سے مستغنی تھے۔ اور **نیز** آنحضرت نے اس حدیث سے امیر المومنینؑ کی خلافت کو بیان کیا ہے کیا معنی کہ آپ نے ظاہر کیا کہ علم دین آپ کی حیات مین اور وفات کے بعد سوائے آنحضرتؑ کے اور کسی سے نہین لینا چاہیے۔ کیونکہ حقتعالیٰ فرماتا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا کہ آؤ تم گھرون مین انکے دروازون کے راہ۔ اور یہی استخلاف ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ خلفائے ثلثہ کے شیدائیون نے حدیث مذکور کی اصلاح اسطرح پر کی ہے کہ انا مدینة العلم و ابو بکر اساسها و عمر حیطانها و عثمان سقفها و علی بابها

یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین شہر علم ہون اور ابوبکر اسکی بنیاد اور عمر اسکی دیوارین اور عثمان اسکی چھت اور علیؑ اسکا دروازہ ہے۔ اور ابن مکر بھی بس نکر کے اسقدر اور زیادہ کیا ہے ان کلا من الاساس والحیطان والسقف اعلی من الباب کہ تحقیق کہ بنیاد اور دیوارون اور چھت سے ہر ایک شے دروازہ کی نسبت اعلیٰ ہے۔ کتاب مستطاب قطب شاہیہ مین لکھا ہے کہ ایک رات بادشاہ جم جاہ یعنی صاحب قران ثانی کی مجلس مین اراکین دولت و امرا و علما و زہاد و عباد حاضر تھے۔ کہ علماء اہل سنت سے ایک شخص نے یہ حدیث پڑھی اور اور دو تین مردون نے اسکی تصدیق کی ایک ظریف نے آگے بڑھکر کہا کہ حدیث مذکور کا ایک تتمہ بھی تو ہے اسکو کیون نہین نقل کرتے کہا وہ کیا ہے اسنے کہا اسکے بعد یہ ہے ومعاویۃ فی بلتھا کہ معاویہ اس شہر کا کوڑا اور نجاست ڈالنے کی جگہہ ہے اسپر ایک فرمائشی قہقہہ لگا اور بادشاہ اور حاضرین کو مبلغ صحت روایت کا معلوم ہوگیا۔ جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ اس مقام پر ایک دلچسپ حکایت لکھتے ہین مناسب مقام جانکر ہم بھی اسے نقل کرتے ہین **حکایت** ملا حسین واعظ کاشفی سبزواری ہرات مین میر علی شیر کی صحبت مین گرفتار رہے اور ملا عبد الرحمن جامی کی دامادی مین مبتلا ہوئے لہذا انکے ہم وطن ایک جانب سے بدگمان ہوگئے کہ وہ سنی ہوگئے ہین عرصہ دراز کے بعد جو ملا کو اپنے وطن مالوف کیطرف واپس آنیکا اتفاق ہوا تو وہ لوگ انکے امتحان کی فکر مین تھے تا اینکہ ایک روز مسجد جامع سبزوار مین وعظ کررہے تھے کہ ایک پیر مرد عصا ہاتھ مین لئے اٹھا اور انکے منبر کے قریب آکر کھڑا ہوا کہ ملا کے عقیدے کی تحقیق کرے۔ اتفاقاً اسوقت ملا حسین کی زبان سے نکلا کہ جبرئیل امین حضرت رسولخدا پر بارہ ہزار مرتبہ نازل ہوئے پیر روشن ضمیر نے موقعہ پاکر فوراً کہا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے پاس کتنی مرتبہ آئے۔ ملا سوچے کہ اگر کہتا ہون کہ علیؑ پر بھی جبرئیل نازل ہوئے تو ظاہر اخلاف واقعہ ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہون تو پیر صافی ضمیر کہ محو دلائے امیر کبیر ہے مقر عصائے تعذیر سر پر لگائیگا۔ بس حیران تھے کہ کیا کہین آخر حسن عقیدت ملا نے انکی امداد کی اور انہون نے کہا کہ علیؑ ابن ابیطالب پر جبرئیل چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے بوڑھے نے کہا میری خوشامد کرتا ہے یا اس دعوے پر کوئی دلیل بھی تیرے پاس ہے۔ ملا نے کہا دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا پس جبکہ جبرئیل بارہ ہزار مرتبہ شہر مین آئے تو امیر المومنینؑ کے پاس کہ دروازے اس شہر کے ہین کیونکر چوبیس ہزار مرتبہ نہ آئے ہونگے۔ صدائے تحسین و آفرین اسپر بلند ہوئی۔ **نیز** تفسیر نقاش سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ علیؑ علم و علامت علم مین انکو رسول اللہ نے علم تعلیم کیا ہے پس علم رسولخدا کا علم خدا سے ماخوذ ہے اور علم علیؑ کا علم رسولخداؐ کے علم سے اور علم میرا علیؑ کے علم سے۔ لیکن میرے اور جملہ اصحاب محمدؐ کے علم کو علیؑ کے علم سے وہ نسبت ہے جو قطرہ آب کو سات سمندرون سے۔

حدیث الف باب علم

اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا مین باسناد خود امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا علمنی رسول اللہ الف باب یفتح کل باب الی الف باب یعنی رسول اللہ نے مجھکو ہزار باب علم کے تعلیم کئے ہر ایک باب سے ہزار باب در مجھپر کھل گئے۔ ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو شیخ صدوق محمد بن بابویہ نے اپنی کتاب خصال مین چوبیس طریق سے اور سعد بن عبد اللہ نے بصائر الدرجات مین چھبیس طریق سے۔ علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مین کہتے ہین کہ تعلیم رسول اللہ سے آنحضرتؐ کے تیئن صرف صور جزئیہ علمیہ پر آپکا واقف کردینا کہ آپ انکو حفظ و ضبط کرلیتے مراد نہین کیونکہ جزئی باتون کا سمجھنا اور یاد رکھنا ایک خفیف اور سہل امر ہے جسکو ادنے فہم ہو وہ بھی

کلام ابن میثم رحمہ

انکو سمجھتا اور یاد رکھتا ہے بلکہ مدعا اس سے یہ ہے کہ بوجہ طول صحبت حضرت رسالت و ارشاد کیفیت سلوک و ریاضت کے نفس قدسی اس جناب کا قابل و صالح اسکا ہوا تھا کہ صور غائبہ مخفیہ اسمین منقش ہون اور بانواع اعدادات امادہ و مہیا تھا واسطے ادراک امور کلیہ عامہ کے اور واسطے دریافت کیفیت منشعب و متفرع ہونے جزئیات کے ان کلیات سے چنانچہ اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے مجھے ہزار باب اور کھل گئے اور رسولخدا نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم و اعطی علیؑ جوامع العلم عطا کئے گئے مجھکو کلمات جامعہ اور عطا کئے گئے علیؑ کو علوم جامعہ۔ چونکہ آنحضرتؐ کو اور حضرت امیر کو جوامع کلم و جوامع علم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے بخشے گئے تھے اسلئے بصیغہ مجہول اسکو ادا کیا اور علیؑ کو جوامع علم عطا کرنا اپنی طرف منسوب نفرمایا۔ پھر علامہ ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ ابن البوالنجری نے چھ طریق سے اور ابن مفضل نے دس طریق سے اور ابراہیم ثقفی نے چودہ طریق سے۔ عدی ابن حاتم و اصبغ بن نباتہ و علقمہ بن قیس و یحیی بن ام الطویل و زر بن حبیش و عبایہ بن ربعی و عبایہ رفاعہ و ابو الطفیل سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنینؑ نے مجمع مہاجرین و انصار کے سامنے فرمایا اور اشارہ کیا طرف اپنے سینہ حقائق گنجینہ کے کہ یہ علم سے مملو ہے اگر کوئی اسکا طلبگار ہو سلونی قبل ان تفقدونی یعنی سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ۔ یہ صندوق علم ہے یہ لعاب رسول اللہ ہے یہ وہ ہے جو آنحضرتؐ نے مجھکو چکھایا ہے۔ سوال کرو مجھ سے بتحقیق کہ میرے پاس علم اولین و آخرین ہے۔ قسم بخدا کہ اگر مسند میرے لئے بچھائی جائے تو حکم کرون درمیان اہل توریت کے موافق انکی توریت کے اور درمیان اہل زبور کے موافق انکی زبور کے اور درمیان اہل انجیل کے موافق انکی انجیل کے اور درمیان اہل فرقان کے بموجب انکے فرقان کے تا اینکہ ہر ایک کتاب انکے آواز دے کہ علیؑ نے بموجب حکم خدا حکم کیا ہے۔ بروایتے فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی قسم بخدا کہ اگر تم مجھ سے کسی آیت کی نسبت سوال کروگے کہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو مکی ہے یا مدنی سفر مین اتری یا حضر مین ناسخ ہے یا منسوخ محکم ہے یا متشابہ اور اسکی تاویل و تنزیل کی بابت پوچھوگے تو مین یہ سب باتین تمکو تبلاؤنگا۔ اور بروایت نہج البلاغہ فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی کہ میری جان اسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ اگر اسوقت سے لیکر قیامت تک کا حال پوچھوگے اور ہر ایک گروہ کی بابت جنسے سو مرد راہ راست پائین یا سو مرد گمراہ ہون سوال کروگے تو مین انکے ناعق (اونٹون کا آواز دینے والا) اور قائد (پیش رو) اور سائق (پس رو) اور انکے اونٹ بٹھانے اور پالان رکھنے کے مقام سے اور جو ان سے قبل ہوگا اس سے اور جو اپنی موت سے مریگا اسکے حال سے خبر دونگا۔ ابن مسیب کہتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ مین سوائے علیؑ ابن ابیطالب کے کوئی ایسا نہ تھا کہ سلونی کہہ سکے اور ابن شبرمہ نے کہا کسی نے سر منبر سلونی نہین کہا سوائے علیؑ ابن ابیطالب کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حقتعالیٰ نے تمام علوم انبیاء اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کو عطا فرمائے اور آپنے وہ سب علیؑ کو بخشے اس سبب سے وہ حضرت وہ کلمہ (سلونی) کہتے تھے جو آجتک کسی نے نہین کہا اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین ابن سعد سے روایت کی ہے کہ کسی نے امیر المومنینؑ سے کہا کیا باعث ہے کہ تم اصحاب رسول اللہ مین سب سے زیادہ احادیث آنحضرتؐ سے نقل کرتے ہو تو آپ نے فرمایا انی کنت اذا سألتہ انبأنی و اذا سکتّ ابتدأنی کہ میری آنحضرت کے سامنے یہ کیفیت تھی کہ جب آپ سے کچھ پوچھتا تو اس سے خبر دیتے اور جو خاموش ہوتا تو خود ابتدا کرتے اور تعلیم فرماتے پس میرا حدیث کہنا

حدیث سلونی قبل ان تفقدونی

کیونکر اور ونسے زیادہ نہو۔ **مروی** ہے کہ حضرت رسولخدا پر رات کو وحی نازل ہوتی تو دن سے پہلے حضرت کو اُس سے آگاہ کرتے اور جو دن کو آتی تو رات نہونے دیتے کہ انکو اُسکی خبر دیتے۔ اسلیے علماء صحابہ مثل سلمان و عمار و حذیفہ و ابوذر و ابی بن کعب و جابر انصاری و ابن عباس و ابن مسعود و زید بن صوحان سب آنحضرت کے تابع تھے اور نہین تخلف کیا آپ سے مگر زید بن ثابت و ابو موسیٰ و معاذ و عثمان نے حالانکہ وہ بھی آپ کی فضیلت کے معترف تھے۔ ابو عثمان جاحظ کہتا ہے کہ اجماع امت ہے کہ صحابہ چار شخصون علیؑ و ابن عباس و ابن مسعود و زید بن ثابت سے و بقولے عمر خطاب سے بھی علم حاصل کرتے تھے پھر سب متفق ہین کہ چار پہلے عمر سے زیادہ قاری قرآن تھے اور رسول اللہ نے فرمایا کہ امامت کے لیے سب سے زیادہ قاری ہونا لازم ہے پس عمر اس شرط سے ساقط ہوگئے پھر بموجب ارشاد رسول الائمۃ من قریش کہ امام صرف قریش سے ہونے چاہیین ابن مسعود اور زید ان سے گر گئے اور باقی رہے علیؑ و ابن عباس یہ دونو عالم فقیہ و قریشی ہین لیکن امامت اسکو چاہیے کہ سن مین بڑا اور ہجرت مین سابق ہو اس قید سے ابن عباس بھی خارج ہوگئے اور صرف امیر المومنینؑ رہ گئے پس شک نہین کہ وہ حضرت بالاجماع لائق امامت تھے سب لوگ اُنسے مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ کسی سے کچھ نہ پوچھتے تھے۔ ابو المؤید خوارزمی نے نقل کیا ہے کہ ابو درداء صحابی کہتا تھا کہ اسلام مین اسوقت تین عالم ہین ایک شام مین ایک کوفہ مین ایک مدینہ مین عالم شام سے وہ اپنے تئین مراد لیتا اور کوفہ سے عبد اللہ مسعود کو اور عالم مدینہ سے حضرت امیر المومنینؑ کو پھر کہتا فالذی بالشام یسئل الذی بالکوفۃ وھو یسئل عن الذی بالمدینۃ وھو لا یسئل احد یعنی شام کا عالم تو کوفہ والے سے پوچھتا ہے اور کوفہ کا صاحب مدینہ سے اور وہ یعنی اہل مدینہ کبھی کسی سے نہین پوچھتا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکبار عمر خطاب نے امیر المومنینؑ سے کہا اے ابو الحسن قضیے تمہارے سامنے پیش ہوتے ہین تو تم بہت جلد اُنکو فیصل کر دیتے ہو۔ ذرا توقف نہین ہوتا حضرت نے اپنا پنجہ مبارک عمر کے سامنے کیا کہ یہ کے انگلیان ہین کہا پانچ آپنے فرمایا بہت جلد بتلا دیا تمنے اسکو ابو حفص نے کہا میرے سامنے تھین پوشیدہ تو نہ تھین کہ بتانے مین دیر ہوتی آپنے ارشاد کیا کہ فیصل خصومات بھی میرے آگے اسی طرح روشن تھے اور ذرا مخفی نہین واقعی جملہ معارف و علوم آپ پر منکشف و ظاہر تھے اور نوبت کشف و یقین کی آپکے یہ پہنچی تھی کہ مکرر فرماتے تھے لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا کہ پردہ میرے سامنے سے اُٹھا دیا جائے تو میرا علم و یقین ذرا بھی زیادہ نہو۔ مناقب مرتضوی مین تفسیر بحر الدرر و ریاض القدس سے منقول ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایکبار بعد نماز عشا کے عبد اللہ بن عباس کو اپنے پاس بُلایا اور ایک پہر کامل تک الف و لام الحمد کی تفسیر و تشریح اسطرح پر کرتے رہے کہ اُسکا شمہ بھی کسی کے دل پر نگزرا تھا۔ پھر حا الحمد کی شرح مین ایک پہر اور گزرا پھر فرمایا اے عبد اللہ جو کچھ مینے بیان کیا تو نے سُنا کہا ہان اے امیر المومنینؑ مینے سُنا اور مبہوت و متحیر رہا۔ پھر فرمایا یا عبد اللہ لو کتبت فی معانی الفاتحۃ لاوقرت سبعین بعیرا اے عبد اللہ اگر مین معانی سورہ الحمد کو لکھنے لگون تو ہر آئینہ ستر اونٹ اس کتابت سے بار ہو جائین اور **نیز** آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورہ فاتحہ کو درست پڑھے آتش دوزخ سے بیخوف ہو جائے۔ اور جو اسکے معانی ٹھیک ٹھیک جانے جنت اُسپر واجب ہو۔ اور حقتعالیٰ اُسکو اپنے قرب و دیدار سے عزت بخشے ابن عباس کہتے ہین گویا میرے اپنے علم کو آنحضرت کے علم کے سامنے ایک قطرہ پایا دریا کے سامنے۔ اور ابن فخری سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا لو شئت لاوقرت

ثواب قرات سورہ الحمد و السبع المثانی یعنی قرآن

بباء بسم اللہ سبعین بعیرا کہ اگر مین چاہون تو فقط بائے بسم اللہ کی تفسیر سے ستر شتر بار بھیا کر دون۔ نیز اُس جناب سے روایت ہے کہ فرمایا قسم بخدا اگر مین چاہتا تو تمام آدمیون کے حال سے خبر دیتا مگر یہ خیال ہے کہ مبادا لوگ میری محبت مین شرع و دین رسول سے کافر ہو جائین۔ محقق لاثانی ابن ہیثم بحرانی بحث علم امیر المومنینؑ مین لکھتے ہین کہ آپنے اپنے مشہور خطبہ موسوم قاصعہ مین فرمایا کہ مین پیروی کرتا تھا رسول اللہ کی اور آنحضرت کے ساتھ ساتھ رہتا تھا جسطرح پر کہ بچہ شتر اپنی مان کے ساتھ رہتا ہے وہ حضرت ہر روز ایک نشان اپنے اخلاق کریمہ کا بلند کرتے اور مجھکو اُسکے اقتدا کرنیکا حکم فرماتے اور ہر سال کچھ عرصہ تک کوہ حرا پر مقیم رہا کرتے تھے اُسوقت کوئی اُنکی خدمت مین بجز میرے نہین پہنچ سکتا تھا۔ گھر مین تشریف رکھتے تو خدیجہ ہوتین اور مین اُنکا تیسرا ہوتا مین نور وحی و رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوت کو سونگھتا استشمام کرتا۔ مبعوث بہ نبوت ہوے تو مینے صدائے گریہ شیطان سُنی پوچھا یہ کیسی آواز ہے فرمایا نوحہ شیطان ہے کہ اپنی عبادت سے مایوس ہوا یا علیؑ تو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے جو کچھ کہ مین دیکھتا اور سنتا ہون۔ اور گو تو نبی نہین الا امیر اور وزیر ہے اور خیر و خوبی پر ہے اسکے بعد ابن ہیثم کہتے ہین کہ نتیجہ اس ملازمت و اتباع اور اس تعلیم و تربیت کا یہ ہوا کہ وہ حضرت جمیع علوم مین پیغمبر خدا کے بعد اُستاد عالم ہو گئے چنانچہ مجملاً بیان اُسکا یہ ہے کہ بموجب حدیث شریف انا مدینۃ العلم الخ حضرت رسولخدا تمام علوم اسلامیہ و اسرار حکمیہ کے کہ قرآن و حدیث اُن پر شامل ہے حاوی و محیط تھے جیسا کہ شہر جملہ مافیہا پر حاوی و محیط ہوتا ہے اور علیؑ اُن علوم و حکم کے خلقت تک پہنچنے اور اُنسے منتفع ہونے مین واسطہ و ذریعہ تھے کیونکہ شہر سے جسقدر لین دین ہوتا ہے اور جتنا نفع خلق کو پہنچتا ہے سب دروازہ کے راہ پہنچتا ہے پس ثابت ہوا کہ منبع و ماخذ تمام علوم دینیہ کے امیر المومنینؑ ہین اور تفصیل اسکی اسطرح پر ہے کہ افضل علوم اور اعلیٰ و اہم اُنکا علم الہیات ہے پس ہر شخص جانتا ہے کہ اسرار توحید و نبوت و آثار قضا و قدر و احوال قیامت جسقدر آپ کے کلام و خطب مین پائے جاتے ہین کسی عالم کسی حکیم کے کلام مین نہین پائے جاتے۔ علاوہ برآین تمام فرق اسلامیہ اپنے اپنے علوم کا سلسلہ آنحضرت تک پہنچاتے ہین۔ لیکن متکلمین پس معتزلہ کا آنحضرت سے منتسب ہونا ظاہر ہے کیونکہ اکثر اصول اُنکے آپ کے ظواہر کلام سے ماخوذ ہین۔ **نیز** وہ اپنے مشائخ حسن بصری و واصل بن عطا وغیرہ سے علوم اخذ کرتے ہین اور وہ سب علیؑ سے منسوب اور اُنسے علم حاصل کرنیوالے ہین۔ اور اشعریہ کا حال بھی معلوم ہے کیسلیے کہ اُنکا پیر و مرشد ابو الحسن اشعری شاگرد ابو علی جبائی کا ہے وہ خود مشائخ معتزلہ سے ایک تھا اس ابو الحسن کو معتزلہ کے خلاف کچھ امور دریافت ہوئے تھے اسلیے اُس نے اپنے اُستاد کا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ علیٰ ہذا شیعون کا آپ تک منتہی ہونا مثل آفتاب نیم روز ظاہر ہے وہ علوم اپنے اماموں سے کہتے ہین اور آئمہ بالکید یگر علم حاصل کرتے ہین اور سلسلہ اُنکا امیر المومنینؑ تک ختم ہوتا ہے اور وہ ہین امام اوّل شیعون کے اور خوارج باوصف اسکے کہ آنحضرت سے بکمال بعد و دوری رکھتے ہین تاہم سب اپنے مشائخ کے علوم مین دست نگر ہین جو سب علیؑ کے کاسہ لیس تھے **لیکن** مفسرین پس راس و رئیس اُنکا عبد اللہ بن عباس ہے جو شاگرد امیر المومنینؑ ہے اور لیکن فقہاء پس اُنکے چار مذہب مین پہلا مذہب ابو حنیفہ کوفی کا ہے جو بنا بر مشہور شاگرد امام جعفر صادقؑ کا تھا اور علم احکام کو اُنسے اخذ کیا اور امام جعفر صادقؑ کا تعلق امیر المومنینؑ سے جو کچھ ہے ظاہر ہے دوسرا مذہب مالک کا ہے مالک نے ربیعہ رازی سے علم حاصل کیا اور ربیعہ نے عکرمہ مولائے ابن

عباس سے اور اُس نے ابن عباس سے اور ابنِ عباس تلمیذ با تمیز امیر المومنینؑ ہین **تیسرا** مذہب شافعی کا ہے اور شافعی شاگرد امام مالکؒ کو رکا - **چوتھا** احمد بن حنبل کا اور وہ شاگردان شافعی سے تھا - پس چارون اماموں کی فقہ آنحضرت کی طرف رجوع ہوئی - اور مؤید ہے آپ کی کمال فقاہت کے ارشاد باسداد حضرت رسولخدا کا اقضاکم علیؑ اسلیے کہ اقضا ہونے کے لئے اعلم وافقہ ہونا اور فقہ واصول فقہ کے اعلےٰ مدارج کو پہنچنا ضرور ہے - اور لیکن فصحا پس اسمین شبہ نہین کہ جو لوگ مثل اصبغ بن نباتہ کے اس فن مین مشہور ہین وہ سب آنحضرت سے منسوب ہین اور آپکے الفاظ وعبارات سے اُنہون نے اپنے ظروف پر کئے ہین - اور لیکن اہل نحو واضع اس علم کا ابوالاسود دُوئلی ہے اُس نے آپکے ارشاد واشارے سے اس علم کے تئین تدوین کیا - اور لیکن صوفیہ اُنہون نے تصفیہ باطن وکیفیت سلوک آنحضرت کی تعلیم سے سیکھا ہے اور شجاع وماہران حرب ضرب آپ کی طرف منسوب اور آپکے خرمن کمالات کے خوشہ چین ہین - پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ کے بعد آپ استاد خلق اور ہادی الطریق حق آپ ہین تمام ہوا کلام ابن ہثیم علیہ الرحمہ کا - اب ہم مبحث علم امیر المومنینؑ کو کہ دریائے ناپیدا کنار ہے اسی مقام پر چھوڑ کر بقیہ حالات خلیفہ ثانی کی طرف متوجہ ہوتے ہین +

نکاح امّ کلثوم با خلیفۂ ثانی

جو فضائل وکمالات وخرق عادات وکرامات حضرت خلافت مآب کے کتب اہلسنت مین مذکور ہین انحضرات نے انہی پر بس نہین کی بلکہ انکو حضرت علی مرتضےٰ وجناب سیدہ کا داماد بنا کر خاندان رسالت سے ناطہ قائم کرانے مین بھی سعی بلیغ فرمائی ہے یعنی بزعم خود حضرت امّ کلثوم بنت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے ساتھ اس پیرانہ سری مین حضرت کی شادی رچائی اور اس فرضی وصلت پر بہت کچھ دھوم مچائی ہے اور اتنا نہین سوچا کہ جب ہمارے قول کے موافق دختران رسول اللہ زینبؑ وامّ کلثومؑ ورقیہؑ ابو العاص بن ربیع وعتبہ وعینیہ پسران ابولہب کافرون کے ساتھ بیاہی گئین اور کوئی فخر وفضیلت اُن کافرون کو اس سے حاصل نہوا تو اگر حضرت امیرؑ کی بیٹی بھی عمر کے نکاح مین آئی تو کیا بڑی بات ہوئی - صاحب مجالس المجرات لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ کافرون کو بیٹی دینا پہلے جائز تھا پھر منع ہو گیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ کافرون کے لئے منع ہو گیا مطہران اسلام سے تو منع نہین ہوا اور بلا ضرورت منع ہوا ضرورت مین تو منع نہین سو روایات اہلسنت بہ ندائے بلند پکار رہی ہین کہ حضرت اس نکاح پر بدل راضی نہین تھے - غلبہ ودباؤ سے اسطرح مجبور وملجا کئے گئے جیسے کہ دیگر امور مین مثل بیعت وغیرہ کے مجبور کئے گئے اور چار ناچار انکو یہ خیالی نکاح کرنا پڑا پس کیا ایسے نکاح سے کوئی فخر وفضیلت حاصل ہو سکتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین - واضح رہے کہ علمار شیعہ ہمیشہ سے اس عقد کے منکر چلے آئے ہین اور اس انکار پر آئمہ کرام علیہم السلام سے روایات نقل کرتے ہین جو اس فرقہ کی تسکین خاطر کے لئے کافی ووافی ہین - مگر ہم یہان اُن روایات کا مطلقاً ذکر نہین کرتے صرف سنیون کی روایتین لکھتے ہین انہی سے اس گمان فاسد کا بطلان بوجہ احسن ظاہر ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے - اور نیز انکی روات کی کہ درپئے تفضیح وتذلیل حضرات عالیات اہل البیت ہین قلعی کھل جائیگی - **صواعق** محرقہ مین ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ عمر سے صحیح ہوا ہے کہ اُنہون نے علی علیہ السلام سے امّ کلثوم کی درخواست کی آپ نے انکی کم سنی کا عذر پیش کیا اور یہ بھی کہا کہ مینے اسکو اپنے بھتیجے جعفر کے بیٹے کے لئے رکھ چھوڑا ہے - عمر نے کہا مین خواہش

نفسانی کی راہ سے یہ درخواست نہین کرتا بلکہ مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تمام نسب وسبب بروز قیامت منقطع ہو جائینگے الا میرا نسب وسبب کہ بدستور سلامت رہیگا اسلیے چاہتا ہون کہ آنحضرت کے ساتھ رشتہ سببی قائم کرون - اور ذخائر العقبیٰ سے نقل ہوا ہے - قال علیؑ انہا صغیرۃ فقال عمر لا واللہ ماذلک بک ولکن اردت منعی یعنی علی علیہ السلام نے کہا وہ کم سن ہے عمر نے کہا نہین قسم خدا کی یہ بات نہین ہے بلکہ تم اس حیلہ سے چاہتے ہو کہ مجھکو اس نکاح سے باز رکھو اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین کہتے ہین - ان علیاً لما ابی عن نکاح ابنتہ لعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجأ ان یراہا ایاہ کہ جب علی علیہ السلام نے اپنی لڑکی عمر کے ساتھ بیاہ دینے سے انکار کیا اور عذر اُسکی کم سنی کا فرمایا تو عمر اس عذر کو قبول نکرتے تھے حتے کہ آنحضرت کو ملجا ومجبور کیا کہ اُسکے تئین عمر کو دکھلائین فارسلہا الیہ فلما رأہا عمر اخذہا وضمہا الیہ وقبلہا پس علیؑ نے اُس دختر کو عمر کے پاس بھیجدیا جب عمر نے اُسے دیکھا تو اُسکو لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور بوسے لئے اُسکے - وبروایت استیعاب وضع یدہ علی ساقہا کہ عمر نے اپنا ہاتھ اُسکے ساق پر رکھا اور اُسے کھولا تو اُس لڑکی نے کہا کیا کرتا ہے تو اگر امیر المومنین نہوتا تو مین تیرا ناک توڑ ڈالتی - پس دیکھنا چاہیے کہ اس فرقہ کو ان حالات کے وضع کرنے سے کیا مقصود ہے انکا مدعا یہی نہین کہ اس فرضی رشتہ سے خلیفہ صاحب کی قدر افزائی کرین بلکہ اسکے ساتھ حضرت شاہمردان شیر یزدان کی توہین وتحقیر بھی مدنظر ہے - یعنی معاذ اللہ توبہ توبہ آپ ایسے بےحمیت تھے کہ اپنی لڑکی کو گو وہ صغیرہی تھی ایک مرد اجنبی کے پاس بھیجدیا - **نیز** صواعق مین ہے کہ علیؑ نے اُسکو امر کیا کہ زینت کری بعد ازان عمر کے پاس بھیجدیا اُنہون نے اسکو دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکو گود مین بٹھالیا اور بوسے لیتے تھے جب وہ اُٹھنے چلی تو عمر نے اُسکی پیر کی پنڈلی پکڑی اور اپنی رضامندی ظاہر کی انتہی - لعنۃ اللہ علی الکاذبین بھلا اس افترا پردازی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ حضرت امیر کبیر اپنی دختر صغیر کو بنا سنوار کر بوڑھے خرانٹ کے پاس کہ اُسکے ساتھ نکاح کرنیکے درپے ہے بھیجین کہ جسطرح چاہے وہ اسکی ساتھ پیش آئے خیر ہم ان دروغ زن زادون کو کہ آبروریزی اہلبیت اطہار پر تلے ہوئے ہین کچھ نہین کہتے انکی سزا جیسا کہ چاہیے حضرت رب العزت بروز قیامت انکو بخوبی دیگا - یہان اس بات کا ذکر ہے کہ ان روایات کتب معتبرہ سے انحضرات پر حجت ہین اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ امّ کلثوم اسوقت اسقدر کم سن تھین کہ بے تکلف مجلس عمر مین چلی آئین اور عمر نے بھی اُنکے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جیسا چھوٹے بچون کے ساتھ کرتے ہین چنانچہ صاحب صواعق محرقہ بھی عمر کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے لکھتے ہین وضمہ وتقبیلہ علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حد المشتہی حتی یحرم ذلک کہ سینہ سے لگانا اور بوسے لینا عمر کا بروجہ اکرام تھا کس لئے کہ وہ اپنی کم سنی کی وجہ سے خواہش کے درجہ کو نہ پہنچی تھی - تاکہ یہ آخر اُن پر حرام ہوتا - پس یہان سے بخوبی ثابت ہے کہ امّ کلثوم اسوقت بہت ہی کم سن تھی - بلکہ جیسا کہ صاحب کتاب المودۃ نے تصریح کی ہے اسکی عمر فقط چار سال کی یا چار وپانچ کے درمیان تھی - حالانکہ عمر کی عمر اسوقت ساٹھ سال کو پہنچی تھی پس اب دیکھنا چاہیے کہ یہی امّ کلثوم کہ بوقت شصت سالگی عمر کے چار پانچ برس سے زیادہ کی نہ تھی امّ کلثوم بنت فاطمہ زہراؑ تھین یا کوئی اور - جہانتک دیکھا جاتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اکثر مورخین کے قول کے موافق یہ امّ کلثوم بنت زہراؑ ہو نہین سکتی

کیونکہ عمر تریسٹھ سال کی عمر مین ۲۳ سنہ ہجری مین قتل ہوئے۔ پس وہ ساٹھ برس کے سنہ ۲۰ ہجری مین تھے اور ولادت حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا حسب تصریح علماء اہلسنت قبل ولادت رقیہ و محسن السقط سہ سنہ ہجری یا آٹھ ہجری میں ہوئی تھی بنابرین وہ سنہ ۲۰ ہجری مین تیرہ یا چودہ برس کی ہوتی ہین اس سن کی کوئی لڑکی خصوصاً دختران بنی ہاشم بچہ نہین رہتین پس ثابت ہوا کہ وہ ام کلثوم بنت فاطمہ نہ تھی۔ دیگر یہ کہ شارح مواقف نے حضرت ام کلثوم کا نام گواہان فدک مین شمار کیا ہے گو انکی اور حسنین علیہم السلام کی گواہی بوجہ فرعیت قبول نہین کی۔ مگر اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ جناب بوقت دعویٰ فدک لائق ادائے شہادت یعنی کم از کم پانچ سال کی تھین۔ نیز بعض رواۃ اہلسنت نے جناب فاطمہ ؑ سے بواسطہ انکی دختر ام کلثوم کے روایت کی ہے جیسا کہ کتاب مستطاب عبقات الانوار مین مفصل مذکور ہے اس بنا پر بھی ضرور ہے کہ وہ جناب بوقت وفات اپنی مادر گرامی کے قابل تحمل روایت یعنی کم از کم پانچ سال کی ہون کیونکہ اس سے کم سنی کی روایت اہلسنت کے یہان مقبول نہین پس اس حساب سے سنہ ۱۷ مین پندرہ سولہ برس کی ہوتی ہین نہ کہ چار پانچ سال کی۔

پس معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم کے نکاح کے یہ حالات نقل کئے ہین وہ بنت فاطمہ ہرگز نہ تھین علاوہ ان سب باتون کے شاہ عبد العزیز تحفہ اثنا عشریہ مین رقمطراز ہین۔ کہ متواترات سے ہے کہ زید بن عمر خطاب ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور اسکی ماں ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا اسی روز مرض مین جان بحق ہوئین دونو جنازے ایک وقت مین اٹھائے گئے اور عبد اللہ بن عمر و امام حسین علیہ السلام نے ان پر نماز پڑھی۔ اب اس متواتر کو ایک اور متواتر سے ملائے کہ جناب ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا شہادت جناب سید الشہداء کے بعد تک زندہ رہین اور انہون نے بروایت صاحب روضۃ الصفا در روضۃ الشہداء و حبیب السیر و مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحاق و تحریر الشہادتین مولوی سلامت اللہ پانی پتی وغیرہ نے وہ مرثیہ کہا جسکا پہلا شعر یہ ہے ؎

مدینۃ جدنا لا تقبلینا + فبالعبرات والحسرات جینا

اے ہمارے جد کے شہر تو ہمکو قبول نہین کرتا بس ہم گریہ و بکا و حسرتون کے ساتھ آئے ہین۔ ان دو متواترون کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ام کلثوم مادر زید کہ زوجہ عمر خطاب تھی اور تھی اور ام کلثوم بنت امیر المومنین اور۔ صاحب جی الجمرات لکھتے ہین کہ شیعون کو اس سے انکار نہین کہ ازواج عمر مین کوئی عورت ام کلثوم نام نہین تھی بلکہ ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی زمانہ جاہلیت سے انکی زوجہ تھی۔ چنانچہ عبید اللہ و زید اسی سے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ کامل ابن اثیر وغیرہ مین درج ہے دوسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھی کہ بقول فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بعد صلح حدیبیہ نکاح عمر مین آئی تھی۔ تیسری ام کلثوم بنت ابی بکر ہے کہ عمر کا اس سے نکاح کی درخواست کرنا کامل ابن اثیر جزری و اسماء الرجال و دیگر کتب سے ثابت ہے بلکہ بعض کتب مثل کتاب ابو المحاسن جرجانی و بوارق محرقہ وغیرہ اسکا انکار کے بعد عمر کے ساتھ نکاح کر لینا بھی پایا جاتا ہے اور رجال مشکوۃ مین شیخ عبد الحق دہلوی اسطرح لکھتے ہین کہ ابو بکر کے مرنیکے بعد ایک لڑکی زوجہ ابوبکر سے پیدا ہوئی عائشہ نے اسکا نام ام کلثوم رکھا۔ عمر نے اس سے نکاح کی درخواست کی تو اس نے انکار کیا اور عائشہ سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر فظ غلیظ یعنی نہایت بدمزاج و تندخو ہے میرا نکاح اس سے کرو گی تو مین روضہ رسول اللہ پر جا کر فریاد کرون گی انتہی۔

الحاصل ان ام کلثومون کے حالات بروئے اولاد و مہر و سن و براہ انکار از نکاح اولاً و قبول بمجبوری بعد اصرار ثانیاً راویان اہلسنت نے ام کلثوم بنت فاطمہ کی طرف منسوب کر دئے۔ بعض نے نام کے اشتباہ سے اور بعضون نے دیدہ و دانستہ بغرض فاسد اثبات فضیلت عمر و توہین و تحقیر حضرت امیر المومنین اور اظہار مجبوریت و مقہوریت آنحضرت کے باضافہ چند لغویات دیگر مثل بوس و کنار و کشف ساق وغیرہ کے

مگر ان باتون سے آنحضرت کا کچھ نہ بگڑا۔ کیونکہ غایۃ الامر اس سے آپ کی مظلومیت ثابت ہوئی۔ سو مردان خدا کے لئے مظلوم ہونا فخر کی بات ہے عیب نہین۔ جناب امیر خود معاویہ کے خط کے جواب مین تحریر کرتے ہین لاغضاضۃ للمرء المسلم فی ان یکون مظلوما یعنی مرد مسلمان کے لئے کوئی برائی نہین اسمین کہ وہ مظلوم ہو۔ اور مظلومون اور ستمدیدون کی گو ظاہر حال مین ہتک حرمت ہو مگر حقیقت مین انکی عزت و حرمت دنیا و آخرت مین مدارج و مراتب بلند ہوتی ہے دیکھئے کربلا مین جناب سید الشہداء صلوات اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا کہ بنات رسول اللہ بے مقنع و چادر ہوئین انہی ام کلثوم بنت فاطمہ ؑ کے شانون مین رسن ظلم و ستم باندھی گئی مگر اس سے کچھ کسر شان انکی نہوئی وہ دنیا مین بھی ہر ایک کی نظر مین معزز و محترم رہے اور آخرت مین بھی مدارج عالیہ پر فائز ہوئے اور یزید پلید کہ باعث اس ظلم کا تھا گلے مین لعنت کا طوق پڑا اور عقوبات اخروی تو جو اسکے لئے ہین ان کی کوئی حد ہی نہین

قتل خلیفہ ثانی

ظاہرا خلافت پناہ کی غلظت و سخت گیری سے خلقت تنگ آ گئی تھی اسلئے وہ بھی آخر مین انکی امارت و حکومت سے اکتا گئے اور جان لیا تھا کہ ان لوگون کی طبیعتین اب مجھ سے سیر ہو گئی ہین اگر اور زندہ رہا تو بار خلافت میرے سنبھالے نہ سنبھلے گا اور عجب نہین کہ کوئی فتنہ عظیم ایسا برپا ہو کہ اسکا دبانا ہمارے احاطہ قدرت سے باہر ہو جائے بنابرین وہ خواستگار ہوئے کہ زمان ناگزیر پیش آئے تاکہ عوام الناس مین جو بات انکے نزدیک دور نیکی ہے اسمین فرق نہ آئے۔ پس وہ دعا مانگتے تھے۔ اللھم قد کبرت سنی و رقت عظمی و ضعفت قوتی و انتشرت رعیتی فاقبضنی الیک اے پروردگار میری عمر بہت آئی اور میری ہڈیان بڑھاپے سے رقیق و باریک ہو گئین اور قوئے مین ضعف و سستی نے اثر کیا۔ اور رعیت یا رعیت پریشان و متفرق ہوئی پس مجھکو اپنے پاس قبض کر لے۔ حضرت عمر مسلمانون کی طرف سے ایسے متوہم و مشتبہ ہو گئے تھے۔ کہ ابو لؤلؤ نے انکے شکم مین خنجر لگایا تو انہون نے منادی کرائی کہ اے اہل مدینہ یہ کار تمہاری صلاح و رضا سے تو واقع نہین ہوا۔ کذا فی روضۃ الاحباب اور کامل ابن اثیر مین ہے کہ زخم لگنے کے بعد جو لوگ مہاجر و انصار سے خلیفہ سے ملنے آتے وہ ان سے پوچھتے کہ تم تو اسمین شریک نہین ہو وہ انکار کرتے۔ ہر چند عمر کا یہ شبہ کہ انکا قتل صحابہ کی شہ سے ہوا ہے بے بنیاد نہ تھا الا اسطرح بر بازارون مین منادی کرانا اور یون ہر آئندہ و رونده سے استفسار کرنا کہ تم تو اسمین شامل نہین ہو ہم نہین جانتے کہ کونسی دانائی کی بات تھی۔ یہ امور ایسے نہین ہوتے کہ اسطرح کوئی انکا اقرار کرے۔ عمر تو مردہ تو زندہ و قائم اور بہر نوع اپنا بدلا لینے پر قادر تھے۔ عثمان کے قتل پر باوجودیکہ ہر کس و ناکس کا اتفاق تھا اور کھلم کھلا مفتون اور مہینون شکنجہ حصار مین رکھکر انکو مارا انکے قتل کا تو کوئی یون زبان سے اقرار کرتا ہی نہ تھا۔ حضرت امیر المومنین تک نے تو کہ بقول اہل جمل و صفین راس و رئیس قاتلان عثمان تھے اپنے عہد حکومت مین اسکا اعتراف کیا ہی نہین جب ذکر آیا یہی کہا قتلہ اللہ و انا معہ کہ خدا نے اسے مارا ہے اور مین خدا کے جدا نہ تھا۔ پس عمر کے مونہہ پر کیونکر کوئی کہدیتا کہ ہان مینے تمکو مروا دیا ہے یا مین اس مشورے مین شریک تھا۔ بہر حال جس نے ظاہر مین خلیفہ صاحب کے پیٹ مین خنجر لگایا وہ ابو لولو فیروز تھا کہ بابا شجاع الدین کے لقب سے معروف ہے یہ شخص عجم کا رہنے والا تھا اور جس زمانہ مین فتح فارس کے بعد دختران کسرے مدینہ مین آئین یہ بھی اسیوقت یہان آیا تھا۔ سنی مورخ کہتے ہین کہ اس نے عمر سے شکایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے

میرے اوپر سو درہم ماہوار کا بھاری جزیہ لگا رکھا ہے آپ اُس سے کہکر کم کرا دین عمر نے کہا تو لوہار بڑھئی نقاش کے کام جانتا ہے تیرے اوپر یہ ٹیکس چندان گران نہین پس ابو لولو اس بات پر عمر سے بگڑ گیا اور اُس نے طیش مین آکر قتل خلیفہ پر اقدام کیا ہمارے نزدیک بہت بعید ہے کہ فقط اتنی بات پر کہ عمر نے اُسکے آقا سے اُسکی سفارش نہ کی وہ ایسا افروختہ ہوا کہ اتنے بڑے خطرناک کام کا ارتکاب کر بیٹھے اور یون اپنی جان پر کھیل جائے۔ اگر گرانی جزیہ ہی کی کوفت تھی تو چاہیے تھا کہ اول مغیرہ نابکار کو قتل کرتا بس صحیح اس بارے مین وہ ہے جو صاحب کامل بہائی وغیرہ علما شیعہ نے نقل کیا ہے کہ ابو لولو شیعیان و دوستان امیر المومنین علیہ السلام سے تھا اور آنحضرتؑ کی خدمت مین آمد و رفت رکھتا تھا عمر اُسکو اس سے مانع آئے مگر وہ باز نہ آتا تھا لاجرم اُنہون نے مغیرہ سے کہکر اُسکا محصول بڑھوا دیا اور ایذا دیتے تھے اُسکو۔ اور عجب نہین کہ عمر کی عام عجمیون سے عداوت اور اُنکے حقوق گھٹانیکو بھی اسمین کچھ دخل ہو۔ بہرکیف ایکبار عمر نے اُس سے کہا کہ ہمنے سُنا ہے کہ تو اسیائے بادی کہ ہوا کے زور سے چلے اچھی بنانا جانتا ہے۔ اگر راست ہے تو ہمارے لئے بھی ایک بنا دے ابو لولو نے کہا اے امیر اگر مین زندہ رہا تو تمہارے لئے ایسی چکی بناؤنگا کہ مشرق سے مغرب تک اُسکا شہرہ ہو جائے عمر کو اس کلام سے دہشت معلوم ہوئی اور دل پر چوٹ لگی کہ اُس نے یہ کیا بات کہی۔ غرض چکی بنی شروع ہوئی آپکو اُسکا شوق از حد تھا ہمیشہ دیکھنے جاتے تیار ہوئی تو اُس نے ایک مکان کے گوشے مین لگا دی عمر اُسکے اشتیاق مین مکان کے اندر گھس گئے فیروز نے موقعہ پاکر وہان خنجر پیٹ مین بھونکدیا یعنی دعا جناب سیدہ کی کہ بوقت چاک کرنے ہبہ نامہ فدک کے فرمائی تھی درجۂ اجابت کو پہنچی۔ کہتے ہین کہ اُس نے بارہ آدمیون کو زخمی کیا چھ جانبر ہوئے باقی کھیت رہے خلیفہ صاحب کو اُٹھا کر گھر لیگئے طبیب آیا نبیذ پلائی خون مین شامل ہوکر نکلی دودھ پلایا بجنسہ زخم کی راہ باہر آیا۔ کہا یہ اب زندہ نہ رہین گے جن لوگون نے عمر کے قتل کا حال لکھا ہے سب اس پر متفق ہین کہ انکو آخر حیات مین اذعان مرگ کے ساتھ سخت پیچ و تاب و قلق و اضطراب عارض تھا یعنی جو ظلم و زیادتیان غصب خلافت وغیرہ مین اُنکے ہاتھون اہلبیت اطہار پر ہوئے تھے سب اُسوقت نصب العین تھے۔ اُنکی یہ حالت مختلف عبارتون اور اشارتون مین اُنسے ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی گذشتہ گناہون کو یاد کرکے روتے اور یہ شعر پڑھتے تھے ع وما بی حذار الموت انی لمیت ؛ و لکن حذار الذنب یتبعه الذنب مجھکو موت سے تو اندیشہ نہین کیونکہ موت تو آنیوالی ہے۔ مگر خوف گناہون کا ہے جو یکے بعد دیگرے ہوتے رہے ہین۔ کبھی کہتے تھے کہ اگر میرے پاس بمقدار تمام زمین کے سونا ہوتا تو تمام کو اہوال قیامت پر فدا کرتا۔ واقدی فتوح الشام مین کہتا ہے کہ جب آپکے ضربت لگی اور حضرت عثمان نے دوڑکر زمین سے اُٹھانا چاہا تو کہا مجھکو یہین رہنے دے ویلی من النار الان لو کانت الدنیا لی لافتدیت بها من النار ولم اره یعنی ویل و عذاب ہے میرے لئے آتش جہنم سے اگر اسوقت تمام دنیا میری ہوتی تو آتش جہنم سے بچنے کے لئے اُسکو فدا کرتا۔ اور نیز واقدی کہتا ہے کہ ابوبکر بھی اپنے مرض موت مین کہتے تھے کہ یہ تو مجھکو معلوم ہے کہ مین جہنم مین داخل ہونگا کاش یہ بھی جانتا کہ اسمین سے نکلونگا بھی یا نہین طرفہ یہ کہ خلفاء ثلثہ کے معتقد انکی خلافت کو خلافت راشدہ موروث حسنات و علو درجات خیال کرتے ہین لیکن عمر بلا ثواب و عذاب اس سے سلامت نکل جانے ہی کو غنیمت جانتے تھے تاریخ الخلفا مین ہے کہ لوگ اُنکی مدح کرتے تھے کہ آپ ایسے اور ایسے خلیفہ تھے وہ کہتے تھے کہ مین دوست رکھتا ہون کہ یہ امر میرے لئے کفاف ہو نہ کوئی نفع اس سے مجھے پہنچے نہ نقصان اور صحبت رسول اللہ میرے لئے

باقی رہجائے پس اُنکی منتہائے آرزو یہ تھی کہ برابر سرابر رہین کسی فضیلت و شرف کا حاصل ہونا اُنکے گمان و وہم مین بھی نہ تھا۔ بلکہ روضۃ الاحباب مین ہے کہ وہ خلافت کو اپنے لئے وبال و عذاب تجویز کرتے تھے چنانچہ کسی نے اُنکے بیٹے عبداللہ کے خلیفہ بنانیکی صلاح دی تو فرمایا کفی لآل عمر ما علی عمر من وبال هذا الامر یعنی آل عمر کے لئے وہی وبال کافی ہے جو اس امر سے عمر کے اوپر پڑا ہے۔ لکھا ہے کہ ایک گھاس کا تنکا آپنے اُٹھا لیا اور کہا کاش مین برگ کاہ ہوتا اور میری مان مجھکو نہ جنتی اور حلیۃ الاولیا و تاریخ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ عمر نزع کے وقت کہتے تھے کہ اے کاش مین اپنے گھر والونکا مینڈھا ہوتا وہ کھلا پلا کر مجھکو فربہ کرتے اور جب کوئی مہمان عزیز اُنکے ہان وارد ہوتا تو مجھکو ذبح کرتے اور کچھ گوشت تو بریان کرتے باقی کو خشک کر رکھتے کہ بتدریج کھائین۔ غرض ہین اُنکے شکم مین جاکر فضلہ ہوتا تو یہ اس سے بہتر تھا کہ انسان ہوا سبحان اللہ عجب خلیفہ راشد تھے کہ ایسی نجس و ناپاک شے بننے کی آرزو رکھتے تھے کہ جسکے ذکر سے بھی گھن آئے اندرینصورت اُنکو خلافت راشدہ نے کیا نفع بخشا۔ کفار بھی اپنے اعمال نکوہیدہ کو دیکھکر آرزو کرینگے تو یہ کہ کاش وہ خاک ہوتے جیسا کہ حق تعالی اپنے قول و یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا مین اس سے خبر دیتا ہے اور یہ خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین اس سے بھی پلید شے یعنی نجاست انسانی بنا چاہتے تھے۔ واضح رہے کہ حضرت عمر ہی اس آرزو مین کہ کاش مین فضلہ ہوتا منفرد نہ تھے حضرت ابوبکر کو بھی مرتے وقت یہی تمنا تھی کہ مین بجائے آدمی ہونیکے شکل شتر یعنی اونٹ کی لید ہوتا۔ تاریخ الخلفا مین ہے کہ ابوبکر کہتے تھے کہ دوست رکھتا تھا کہ مین راستہ کے سرے پر ایک پیڑ ہوتا ایک شتر میرے پاس سے گذرتا اور مجھکو لیکر اپنے منھ مین رکھ لیتا اور دانتون مین چباکر نگل جاتا تا اینکہ لید ہوکر اُسکے پیٹ سے نکلتا اور آدمی نہوتا ان باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت اپنے اعمال نکوہیدہ کو یاد کرکے اپنی مغفرت سے ناامید ہوگئے تھے۔ نہین تو ہرگز ایسی باتین نکرتے دوستان خدا و اولیاء اللہ کا قاعدہ ہے کہ گو زندگانی دنیا مین ہمیشہ خائف و ترسان رہتے ہین کہ مبادا کوئی امر خلاف رضائے حق سبحانہ تعالے اُنسے سرزد ہو۔ لیکن مرنیکے وقت چونکہ جانتے ہین کہ کشاکش دنیا سے نجات پاکر نعمات آخرت و غایت قرب حضرت رب العزت پر فائز ہونے والے ہین ایک حالت بدل جاتی ہے اور اس کرب و اضطراب مین سکون و آرام ہو جاتا ہے۔ دیکھو حضرت امیر المومنینؑ کے مسجد کوفہ مین ضربت لگی تو پہلا کلمہ جو آپ کے منھ سے نکلا یہ تھا کہ فرمایا فزت برب الکعبة فائز ہوا اور مطلوب و مدعا کو پہنچا مین قسم بخدائے کعبہ برعکس اسکے حضرت عمر خنجر کھا کر گرے تو کہا ویلی من النار ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ **القصہ** بی بی عائشہ حجرہ رسول اللہ کی جسمین آپ مدفون تھے مالک بن رہی تھین چنانچہ اسیوجہ سے حضرت ابوبکر اسمین دفن ہوئے اب حضرت عمر کی باری آئی حجرہ مین تین قبرون سے زیادہ کی جگہ نہ تھی دو بن چکی تھین باقی جگہہ کے لئے اُنہون نے درخواست کی عائشہ نے کہلا بھیجا کہ یہ جگہہ مین نے اپنے لئے رکھ چھوڑی تھی مگر عمر کو اپنے اوپر ایثار و اختیار کرتی ہون۔ عبداللہ بن عمر یہ خوشخبری لے گئے عمر سنتے ہی باغ باغ ہو گئے۔ **لطیفہ** فضال بن حسن نے ایک مرتبہ ابوحنیفہ کی مجلس مین داخل ہوکر کہا اے ابوحنیفہ میرا ایک بھائی ہے جو کہتا ہے کہ افضل خلق بعد رسول اللہ علی بن ابیطالبؑ ہین مین کہتا ہون کہ افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان ہین تم مجھکو کوئی دلیل تلقین کرو کہ اسپر حجت لاؤن ابوحنیفہ سوچنے لگے تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر بولے کہ ابوبکر و عمر کی فضیلت مین یہی کافی ہے کہ وہ حضرت رسولخدا کے پہلو مین ایک حجرے کے اندر دفن ہین فضال نے کہا مینے یہ کہا تھا میرا بھائی کہتا ہے کہ وہ حجرہ یا رسول اللہ

کی ملکیت تھا یا ابوبکر و عمر کی اگر آنحضرت کا مملوک تھا تو انہون نے ظلم کیا کہ اُسپر متصرف ہوئے اور جو اُنکا تھا اور رسول اللہ کو ہبہ کر چکے تھے تو دیگر رجوع کیا اور یہ بھی بُرا کیا ابو حنیفہ تھوڑی دیر سوچکر کہنے لگے کہ وہ اپنی بیٹیون کے مہر مین دفن ہوئے فضال نے کہا مینے یہ کہا تھا میرا بھائی کہتا ہے کہ ہو خدا جبتک اپنی ازواج کا مہر ادا نہین کرتے تھے تب تک آنحضرت پر حلال نہین ہوتی تھین بموجب قول حق سبحانہ تعالےٰ انّا احللنا لک ازواجک اللّتی آتیت اُجورھُنّ کہ ہمنے تیرے اوپر حلال کیا تیری اُن ازواج کو کہ دیا تو نے اُنکا اجرہ یعنی مہر۔ امام صاحب نے کہا اُنکو کہہ کہ وہ اپنی بیٹیون کی میراث مین دفن ہوئے فضال نے کہا مینے کہا تھا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ کی وفات کیوقت آنحضرت کی نو بیبیان تھین تمام کا اس مکان مین آٹھوان حصہ تھا پس ہر ایک بی بی کو نوان آٹھوین کا یعنی بہتروان حصہ ملا جسکی بالشت بھر زمین سے زیادہ نہین ہوتی پس ایسی دراز قد لاشین آمین کیونکر سما ئین اور نیز فاطمہ زہرا کو میراث نہین ملی اور کہا گیا کہ پیغمبرون کی میراث نہین ہوتی تو عائشہ و حفصہ کیونکر میراث پا سکتی ہین۔ جب نوبت کلام اس مقام تک پہنچی تو ابو حنیفہ نے کہا یہ خود رافضی ہے اسکا بھائی کوئی نہین اِسے یہان سے نکالو۔ حضرت عمر زخم کے بعد تین روز زندہ رہکر بروز چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری ترسیٹھ سال کی عمر مین دنیا سے رخصت ہوئے اُنکی مدت خلافت بنا بر مشہور دس سال پانچ مہینے بیس روز ہے جنازے کی نماز اُنکی وصیت کے موافق صہیب رومی نے پڑھائی اور حجرہ رسول اللہ مین پہلوے ابوبکر مین دفن ہوئے کہتے ہین کہ سر ابوبکر محاذی شانہ رسول اللہ تھا عمر کا سر ابوبکر کے شانہ کی برابر رکھنا چاہا تو پاؤن دیوار حجرہ مین اڑے لہذا دیوار حجرہ توڑ کر بنیاد کو شامل قبر کیا۔ آپ گندمی رنگ خفیف العارضین یعنی رخسارے کم گوشت کے تھے اور دراز قد اور دراز ریش تھے جو اکثر سفید رہتی تھی گاہ گاہ حنا سے رنگین بھی کرتے تھے اور ایسر یعنی بائین ہاتھ سے کام کرتے تھے +

انجام حال قاتل خلیفہ ثانی

سُنی کہتے ہین کہ ابو لولو فیروز عمر کے خنجر لگا کر چلا تو لوگ اُسکے پیچھے دوڑے نزدیک پہنچ جاتے تھے کہ اُسکو پکڑین مگر اُس نے پہلے اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ لیکن کامل بہائی وغیرہ کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ نہین آیا اور اس مہلکہ سے صاف نکل گیا نقل ہے کہ بابا شجاع الدین عمر کے ضرب لگا کر سیدھا حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت مین پہنچا اور آپکے پاس رہتا رہا تا اینکہ حضرت نے اُسکو قم دکاشان کی طرف بھیجدیا صاحب مجالس المومنین کہتے ہین کہ وہ کاشان مین شیعیان امیر المومنین کی حفظ و حمایت مین رہتا تھا حتے کہ اپنی طبعی موت سے

لہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین کہتے ہین کہ عمر کا ماہ ذی الحجہ مین قتل ہونا فقہائے شیعہ مین ویسا ہی مشہور ہے جیسا کہ علمائے عامہ مین اور ابراہیم بن علی کفعمی کے کتاب جُنۃ الواقیہ مین ربیع الاول کے اعمال کے ذکر مین لکھا ہے کہ صاحب مسار الشیعہ نے نقل کیا ہے کہ جو اس مہینے کی نوین تاریخ کو راہ خدا مین انفاق کرے اسکے گناہ بخشے جاتے ہین اور مستحب ہے اس روز کھانا کھلانا برادران مومن کو اور خوشبو لگانا اُنکی اور توسعہ کرنا اپنے اہل و عیال کے نفقہ مین اور لباس جدید پہننا اور عبادت کرنا۔ اور وہ روز ہے دور ہونے غمون کا اور اس روز روزہ نہین اور جمہور شیعہ کہتے ہین کہ اس روز عمر خطاب قتل ہوئے یہ درست نہین اُسکے بعد محمد بن ادریس صاحب سرائر اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا کلام اسکی تائید مین لکھکر مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین لیکن مشہور ہمارے اس زمانہ مین شہرون اور ملکون مین یہ ہے کہ یہ واقعہ نوین ربیع الاول ہی کو ہوا ہے اور وہ روز عید ہے پھر کہتے ہین کہ اصل اسکی روایت محمد بن علاء ہمدانی واسطی و یحییٰ بن محمد جریح بغدادی ہے کہ اسکو خلف الرشید سید علی بن طاوس علیہما الرحمہ نے کتاب زوائد الفوائد مین اور شیخ حسن بن سلیمان نے کتاب مختصر مین نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو مذکورہ اشخاص نے کہا ہم ایکبار نہم ربیع اول کو احمد بن اسحاق قمی صاحب امام ہمام ابو الحسن علی بن محمد النقی علیہما السلام سے ملنے کے لئے قم مین اسکے گھر پر گئے تو دیکھا کہ وہ لوازم

فوت ہوا چنانچہ اسکی قبر کاشان مین بیرون شہر موجود ہے پھر لکھتے ہین کہ بابا کو اصل فارسی مین باپ کو کہتے ہین الا گاہ گاہ اسکا اطلاق اُس شخص پر بھی ہوتا ہے جسکے ہاتھ سے کوئی بڑا معرکہ کا کام نکلے نیز صاحب مجالس نے نقل کیا ہے کہ عوام کاشان ہر سال ۲۶ ذیقعدہ روز قتل عمر کو ایک پتلا آرد خمیر کردہ کا بنا کر اسمین شیرہ انگور بجائے خون کے بھرتے ہین اور باجے بجواتے شور و غل کرتے اُسکو ابو لولو کی قبر پر لیجاتے ہین اور وہان خنجر مار کر پتلے کو توڑتے اور شیرہ پی جاتے ہین گویا تشنہ خون عمر تھے اور اُنکا خون پیا ہے۔ پس کاشان مین عمر کی خواری ضرب المثل زبان و عوام ہے مولانا حیرتی نے کہا ہے ؎ خوارم اندر ولایت قزوین + چون عمر در ولایت کاشان

ذکر قضیہ شورے و قصص و حکایات متعلقہ بآن

اعاظم واقعات و نوادر واردات سے کہ حضرت مولائے مومنین یعسوب المسلمین کو مدت حیات اپنی مین پیش آئے ایک قضیہ شورے ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ حضرت ابوبکر کہتے تھے کہ خلافت علی ابن ابیطالب کو کسی راہ نہین پہنچتی کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و الہ نے فرما دیا ہے کہ حقتعالے نبوت و خلافت کو ایک گھر مین جمع نکریگا۔ اور بڑے گواہ اس حدیث کے حضرت عمر تھے کہ آمنا و صدقنا کا شور مچاتے تھے یا اب قہر و سطوت حقانیت کو ملاحظہ کیجیے کہ خود حضرت عمر نے آپ کو نامزد خلافت کر کے داخل شورے فرمایا گو اسکے ساتھ کچھ ایسی تجویزون اور تدبیرون کا دم چھلا بھی لگا دیا جس سے وہ حضرت خلیفہ ہرگز نہو سکین مگر روایات موضوعہ کی تو تکذیب اچھی طرح ہو گئی نیز اسقدر اور فائدہ ہوا کہ حضرت کو اپنے تظلم اور ستم رسیدگی کے اظہار کا حسب دلخواہ موقعہ ملگیا اور ایک مجمع عام کی روبرو اپنے حقوق کو بوجہ اتم بیان کر کے اتمام حجت فرمایا چنانچہ آگے اسکا بیان واضح طور سے آتا ہے۔ یہی وجہ تھے کہ آپ نے بھی اس مین شریک ہونا قبول کر لیا۔ اب ہم حکایات متعلقہ بشورے کو شروع کرتے ہین۔ واضح رہے کہ عمر کو اپنے آخر زندگی مین سخت قلق و اضطراب و کمال پیچ و تاب اسلئے تھا کہ اپنے بعد کسکو اپنا جانشین کر جائین۔ اپنے خاندان مین تو وہ کسی کو اس دل

کردہ لوازم عید مین مشغول ہے غسل کیا ہے اور مشک سے اپنے تئین معطر کر رکھا ہمنے کہا کیا آج کسی عید کا دن ہے کہا ہان آج نہم ربیع الاول عید بزرگ ہے پھر نقل کیا کہ مین بھی آج کے دن اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے مولیٰ و امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت مین بمقام سامرہ حاضر ہوا جبکہ تم میرے پاس آئے ہمنے دیکھا کہ آنحضرت نے اپنے خادمون کو امر کیا کہ لباس نو پہنین اور مجمر آپ کے سامنے رکھا تھا اور دست مبارک سے اسمین عود ڈالتے اور خوشبو کے لئے جلاتے تھے ہمنے کہا ہمارے مان باپ تمپر فدا ہون یا ابن رسول اللہ کیا آج کے دن کوئی تازہ فرحت اہلبیت رسالت کو حاصل ہوئی فرمایا کونسا دن اس سے بزرگتر ہے آپکے لئے پس کر حدیث حذیفہ متضمن بر فضیلت اس دن کے اپنے آبا ر طاہرین سے روایت کی کہ بحار مین باتمام مذکور ہے محمد بن علا اور یحییٰ بن محمد کہتے ہین کہ ہمنے اس حدیث شریف کو احمد بن اسحاق سے سُنا تو اُٹھکر اُسکے سر کو بوسہ دیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ ہمکو تمہاری وجہ سے اس دن کے فضائل معلوم ہوئے پس ہمنے اپنے گھرون پر آ کر عید کی۔ پھر مجلسی علیہ الرحمہ نے عبارت کتاب اقبال سید ابن طاوس کی جسمین روایت محمد بن بابویہ اس واقعہ کا نہم ربیع الاول کو واقع ہونا مذکور ہے نقل کیا ہے اس کے بعد کہتے ہین کہ خلف سید نے اور چند روایتین اس قول کی تائید مین نقل کی ہین پس استبعاد ابن ادریس وغیرہ علمائے شیعہ کا بجائے خود نہین کس لئے کہ شیعہ خلفاً عن سلف ان روایات کا اعتبار کرتے رہے ہین اور انکا یون اعتبار کرنا مورخین مخالفین کے اسکے برخلاف روایت کرنے سے ہرگز کمتر نہین۔ اور ممکن ہے کہ انہون نے اس خیال سے کہ صحیح تاریخ شیعون کو معلوم ہو گی تو وہ اس روز خوشی و سرور کرین گے اس کو بدلکر بیان کیا ہو۔ اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا عظیم امر باوجود کثرت دواعی نقل مشتبہ رہے تو اُس کا یہ جواب ہے کہ قتل عمر حضرت رسالت پناہ کی وفات سے تو عظیم تر نہین جب اسمین شیعہ و سُنی کے درمیان اختلاف رہا تو اسمین کیا تعجب ہے۔ علے ہذا القیاس مسائل نماز روزہ حج وغیرہ مین ہمارے اور اُنکے درمیان اختلاف ہے باوصف کثرت ناقلین و ضرورت نقل کی تو اگر قتل عمر کی تاریخ مین اختلاف ہوا تو کون موقعہ تعجب کا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ + + +

و دماغ کانپاتے تھے کہ بار رسالت اُٹھا سکے عبد اللہ بن عمر اپنے نور نظر فرزند اکبر کی صاف اور کھلی نااہلی سے انکا دل پہلے ہی سے کھٹا تھا وہ بقول خود عمر زوجہ کو سیدھی طرح طلاق دینا بھی نہ جانتے تھے۔ اسلئے عمر انکو ایک شہر ایک قریہ کی حکومت کے قابل نہ گنتے تھے چہ جائیکہ حکومت عامہ مسلمانا نکی اہل جانتے۔ اسلئے جب مغیرہ بن شعبہ جیسے دل سوزون نے خلافت پناہ کو یہ صلاح دی تو انہون نے نہ سُنی بلکہ اُسکو جھڑکا کہ قاتلک اللہ ما اردت اللہ بھذا خدا تجھکو غارت کرے تو نے اس کلام سے رضائے الٰہی نہین چاہی۔ جو شخص اپنی زوجہ کو درست طلاق ندے سکے اُسکو کیونکر مسلمانون پر خلیفہ کردون۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ عمر کی مراد اس کلام سے یہ تھی کہ عبد اللہ نے ایک مرتبہ حضرت رسولخدا کے زمانے مین بہ حالت حیض اپنی زوجہ کو طلاق دیدیا تھا حضرت کو یہ حال معلوم ہوا تو عمر سے فرمایا کہ عبد اللہ سے کہو کہ اپنی بی بی کی طرف رجوع کرے۔ پس عبد اللہ کے ولیعہد کرنے مین بڑا بھاری کھٹکا اسکا تھا کہ وہ اسکو سنبھال نہ سکے گا اور پھر خلافت ایسے ہاتھون مین جا پھنسے گی جنسے بموجب اُن کے گمان کے پھر کبھی نکلنے کی امید نہ تھی یعنی حق بحقدار پہنچ جائیگا۔ اسلئے انہون نے اول ہی سے اسکا ارادہ نہین کیا۔ اُدھر وہ حقدار بھی بمرور زمان اب پہلے سے نرہے تھے کیا معنی کہ ابتدا مین جو عذر بد تر از گناہ صغر سنی کا عمر ہی کی فطانت طبع کا نتیجہ تھا وہ عرصہ تیرہ چودہ سال کے گذر جانے سے اب فرسودہ ہو چکا تھا قطع نظر اسکے دوران خلافت مین وقتاً فوقتاً ایسے قضیے پیچیدہ اور مشکل معاملے آن پڑتے تھے جنسے عہدہ برا ہونے مین کونسل عمری کا بھی قافیہ تنگ ہو جاتا اور چار نا چار حضرت حلال مشکلات کی طرف رجوع کرنا اور آپکے فیضان علم سے مستفید ہونا پڑتا تھا بنابرین آپکے وفور علم کو سراہنا اور آپکے اعلم و افقہ امت ہونیکا علانیہ اقرار کرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ شمہ اسکا مباحث گذشتہ مین ناظرین رسالہ ہذا نے بھی دیکھا ہے بیسون مرتبہ زبان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا تھا لولا علی لھلک عمر اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا اور رفتہ رفتہ نوبت یہ پہنچی تھی کہ حکم دیدیا تھا کہ مسجد رسول اللہ مین کوئی فتوے ندینے پائے جبکہ علی تشریف رکھتے ہون وکان یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابو حسن اور تھے وہ یعنی حضرت عمر کہ پناہ مانگتے تھے خدا سے ایسی مشکل سے جسکے حل کرنیکو ابو الحسن موجود نہون کما فی تاریخ الخلفاء وغیرہ پس ایسی باتون سے کہ بشیک اقرار العقلاء علی انفسھم کی مصداق تھین کار زیادہ دشوار ہو گیا تھا انہون نے منزل مقصود اعنی امیر المومنین کے خلافت سے محروم رکھنے کی راہ مین اور بھی کانٹے بودئے۔ نیز وہ حضرت جیسے خدا و رسول کی طرف سے منصوب و منصوص تھے ویسے ہی اپنے حق کی طلب پر تلے ہوئے تھے کبھی اس سے خاموش نہین بیٹھے تھے۔ ہمیشہ خلوت و جلوت مین تصریح و کنایہ اپنا حق مانگتے رہتے تھے اور صلحاء صحابہ و اخیار امت انکے طرفدار بھی تھے۔ پس ان خیالات سے عمر کی جان عجب طرح کے مخمصے اور خلجان مین تھی وہ چاہتے تھے کہ اگر علی خلیفہ ہوئے تو ہماری خیر نہین جو شہرت و نیکنامی بڑی جانفشانی سے برسون مین حاصل ہوئی ہے تمام برپانی پھر جائیگا یعنی جو باتین کہ اخاص جلسو نمین پردون کے پیچھے ہوتی مین سر عام ممبرون پر پکاری جائینگی پس صدر خلافت ابو بکر مین کیا فکر و تردد لاحق حال ہوگا جو اسوقت انکو تھا۔ ایک مرتبہ عبد اللہ بن عباس حاضر درگاہ تھے۔ اور عمر اپنے اسی درد دورنی مین غلطان و پیچان کہ یکایک آہ ایک سرد اُن کے دردمند دل سے ایسی نکلی کہ ابن عباس کہتے مین ظننت ان نفسہ قد خرجت مینے گمان کیا کہ انکی روح شریف اس آہ کے ساتھ بدن سے نکل گئی۔ مینے کہا واللہ ما اخرج ھذا منک الا ھم شدید کہ قسم بخدا کہ یہ آہ کسی الم شدید ہی کے باعث تمسے نکلی ہے۔ عمر بولے ھم واللہ شدید غم سا ہے

قسم بخدا کہ سخت غم ہے ان ھذا الامر لم اجد لہ موضعاً یعنی الخلافۃ یعنی اے ابن عباس باعث اس غم جانکاہ کا یہ ہے کہ امر خلافت کا مجھکو کوئی محل و موقعہ نظر نہین آتا جہان اسکو قرار دون۔ یہ روایت محب الدین طبری کی ہے ریاض النضرہ مین اور شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ کی ازالۃ الخفاء مین مگر علامہ ابن عبد البر استیعاب مین اور نیز شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین اسکو دوسرے لفظون مین یون روایت کرتے ہین کہ ابن عباس نے کہا مین ایک روز خلیفہ صاحب کے ساتھ جا رہا تھا اذ تنفس نفساً ظننت انہ قد قضت اضلاعہ کہ ناگاہ انہون نے ایک آہ کی کہ مینے خیال کیا کہ وہ انکے استخوان ہائے پہلو چھید کر پار نکل گئی۔ دوسرے مقام پر ہے ظننت ان اضلاعہ قد انفرجت کہ مینے جانا کہ انکے پہلو کی ہڈیان شگافتہ ہو گئین۔ بروایت اول اپنی غایت فکر و تردد کا باعث بیان کرنے کے بعد خلیفہ صاحب نے دفع دخل مقدر کی طرح پر فرمایا۔ یا ابن عباس لعلک تری صاحبک لھا اھلاً یعنی اے پسر عباس شاید تو اپنے صاحب یعنی امیر المومنین کو اس امر کا اہل و لائق جانتا ہوگا ابن عباس کہتے ہین مینے کہا وما یمنعہ من ذلک مع جھادہ وسابقتہ وقرابتہ وعلمہ کون چیز انکو اس سے مانع ہے باوصف انکے جہاد و سبقت اسلام و قرابت قریبہ خیر الانام و علم کامل و تمام کے یہ سُنکر عمر نے کہا صدقت ولکنہ امرء فیہ دعابۃ تم یہ درست کہتے ہو مگر علی ایک مرد ہین جنمین خوش طبعی و مزاح ہے۔ یہ بنا مانع خلافت خوش طبعی کا جو خلافت پناہ نے اب تازہ تراشا ہم ذرا آگے چلکر اسپر گفتگو کرینگے یہان صرف اسقدر گزارش ہے کہ گو وہ زبان سے ایسا کہتے تھے مگر دل مین خود بھی جانتے تھے کہ ہمارا یہ بودا عذر کہانتک قابل قبول ہے لہذا وہ بدستور اپنی اسی اُدھیڑ بن مین لگے ہوئے تھے کہ اس معاملے مین کیا کیا جائے اور کسطرح انحضرت کو ٹالا جاوے +

حدیث فلتہ

انہی دنون مین حضرت خلافت مآب نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے لو ان مات عمر بایعت فلاناً یعنی عمر جا ہین تو مین فلان شخص سے بیعت کرلونگا آخر ابو بکر کی بیعت بھی تو یونہین ہو گئی تھی جو پوری ہو گئی یعنی خلافت ابو بکر بھی تو صرف ایک عمر ہی کی بیعت کر لینے سے منعقد ہو گئی تھی یہ روایت بخاری و مسلم وغیرہ محتاط گروہ کی ہے مگر ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین پردہ اُٹھا دیا اور صاف کہدیا کہ یہ کلمہ عمار یاسر نے کہا تھا کہ عمر کے مرنے پر مین علی ابن ابیطالب سے بیعت کرونگا۔ غرض یہ فقرہ سُنکر عمر کے ہوش باختہ ہو گئے اور کمال پیچتاب و شدت اضطراب مین انہین اور کچھ تو نہ سوجھا بجز اسکے کہ بیعت ابو بکر کی مذمت پر اُتر آئے۔ چنانچہ ممبر پر چڑھکر ایک خطبہ بہت روز سے انہون نے پڑھا اور اسمین بہت سے اتار چڑھاؤ کے بعد ارشاد کیا کہ مینے سُنا ہے کہ تمسے کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ امیر المومنین مر جائیگا تو مین فلان شخص سے بیعت کرونگا۔ تم ابو بکر کی بیعت سے دھوکہ نہ کھاؤ الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ اگاہ رہو کہ ابو بکر کی بیعت ایک فلتہ یعنی بن سوچی سمجھی بات تھی۔ یا ایسی بات تھی جس پر پیچھے سے ندامت و پشیمانی اٹھانی پڑے وقی اللہ شرھا اسپر بہت سے فتنہ و فساد اُٹھنے چاہین تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس امت کو اسکی شرارتون سے بچا لیا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ جو پھر ایسا کرنا چاہے اُسے قتل کرو۔ افسوس یہ وہی بیعت ابو بکر تھی جسکی تمہید و تکمیل مین خلیفہ ثانی کیسے کچھ نہ سرگردان تھے اور جسکے پروان چڑھانے کے لئے انکو آتش و ہیزم دروازہ بیت الرسالت پر لیجانا پڑا۔ اسوقت انکو کہان معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جبکہ اپنی ہی زبان سے انکو اس بیعت کی مذمت کرنی ہوگی اور کیا تو وہ بیعت انکے نزدیک ایسی محبوب

اور اتنی مطلوب تھی کہ اسکی خاطر رسول اللہ کی تجہیز و تکفین مین شریک نہوئے یا زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ اسی کو مجمع عام مین شرارت و فساد کہنا پڑا اور اسکے مرتکب کو قتل کا فتوے دیکر آپ اپنے تئین مستوجب قتل ٹھہرایا۔ وہ کیا جانتے تھے کہ وہ درخت جسے آپ لگایا اور خود سینچا تھا یون اپنے ہی ہاتھون اُسکی جڑین کاٹنی پڑینگی اور وہ بنائے عالی جو اُنکی اپنی چابکدستی سے بنکر کھڑی ہوئی تھی اُسکو آپ ہی ڈھائینگے۔ اور یون یخربون بیوتھم بایدیھم کے مصداق قرار پائینگے یعنی جس امر کی سوچ بچار مین کیا کیا خون جگر نہین پیا اسکو فلتہ بتائینگے۔ ہمکو اِس حدیث کی ذیل مین شیخین کے باہمی تعلقات کی نسبت کچھ اور نفیس حالات دریافت ہوئے جنہین بجنسہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ سید مرتضے علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ عمر کا بیعتِ ابوبکر پر رضامند ہونا اسلئے تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ امر خاندانِ رسالت سے باز رہے اور علی علیہ السلام تک خلافت نہ پہنچنی پائے اور نیز اُنکو امید تھی کہ اِس صورت مین ایک ایک روز مین بھی اِس سے منتفع ہونگا۔ اگر ممکن ہوتا کہ خود خلیفہ بن بیٹھین تو ہرگز ابوبکر کی بیعت پر راضی نہوتے اور مقر اُنکی خلافت کو خطا اور نا روا تبلاتے چنانچہ یہ باتین اکثر اوقات عمر سے سنی گئی ہین۔ پھر باسناد خود سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہین کہ اُس نے کہا مین ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر کے پاس حاضر تھا کہ اُنکے باپ عمر اور ابوبکر کا ذکر درمیان آیا ایک مرد نے کہا قسم بخدا کہ وہ دونو اِس امت کے شمس و قمر تھے۔ عبداللہ نے کہا تو نے یہ کہانسے جانا کہا اِس الفت و دوستی سے کہ باہم رکھتے تھے۔ عبداللہ نے کہا ایسا نہین بلکہ وہ باہدیگر مخالف تھے تحقیق کہ مین ایک روز اپنے باپ کے پاس بیٹھا تھا اُنہون نے کہہ کھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دون کہ اتنے مین معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر دروازہ پر کھڑا اذن دخول طلب کرتا ہے۔ عمر نے کہا دُوَیبۃ سُوء ولھو خیر من ابیہ یعنی عبدالرحمٰن چارپایہ زشت ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے باپ سے بہتر ہے عبداللہ نے کہا۔ یہ سنکر میرے ہوش اُڑ گئے اور مینے تعجب سے کہا کہ اے پدر کیا ہو سکتا ہے کہ عبدالرحمٰن ابوبکر سے بہتر ہو۔ کہا من لیس بخیر من ابیہ لا ام لک کہ کون ہے کہ اُسکے باپ سے بہتر نہو۔ پھر کہا عبدالرحمٰن کو اندر آنے دو وہ اندر آیا حطیئہ شاعر بامر عمر قید تھا عبدالرحمٰن اُسکے واسطے آیا تھا کہ عمر اُسکا قصور معاف کرکے اُسکو رہا کردین عمر نے اُسکی سفارش نہ سُنی اور عبدالرحمٰن بے نیل مرام چلا گیا۔ اُسوقت پھر مجھ سے کہا اے فرزند تجھے اب تک معلوم نہین کہ اِس احمق بنی تیم نے تیرے باپ پر کیا ظلم کیا کہ خلیفہ ہونے مین مجھپر سبقت لیگیا مینے کہا مجھکو معلوم نہ تھا قسم بخدا کہ لوگ تمھے آنکھون کے نور سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔ کہا یہ بھی تیرے باپ کے برخلاف ہے مینے کہا ایسا ہے تو کیون سب کے سامنے یہ باتین نہین کہتے اور کسلئے اُسکو اِس شرف و منزلت سے نہین گراتے کہا اے فرزند تو خود کہتا ہے کہ لوگ اُسکو نور چشم سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پھر مین کیا کر سکتا ہون اگر راست کہون تو مجھپر پتھر برسنے لگین۔ اور باسناد معتبرہ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ سفر مکہ مین ابوموسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ باہم ملاقاتِ عمر کو جا رہے تھے۔ ابوموسیٰ نے کہا عمر کو خلافت ابوبکر سے ملی ہے۔ اُس نے بھی تو اُسکے کام کی اصلاح مین بہت سر دردی اُٹھائی ہے مغیرہ نے کہا سر دردی نہ اُٹھاتا تو کیا کرتا کونسی اُسنے بخوشی خاطر سر دردی اُٹھائی ہے۔ اگر اُسکے قبضہ قدرت مین ہوتا تو وہ کبھی ابوبکر کو خلیفہ ہونے دیتا مگر تمکو قریش کے حسد کا حال معلوم نہین اگر کل حسد کے دس حصے کئے جائین تو اُس سے نو حصے قریش مین ہونگے اور ایک دسوان تمام جہان مین یہی باتین تھین کہ عمر کے قیام گاہ پر پہنچے وہ طواف کعبہ کے لئے جانے کو تیار تھے ساتھ ہو لئے راہ مین عمر اُنکے درمیان ہو گئے اور مغیرہ سے تجیہ کرلیا اور پوچھنے لگے کہ کیا باتین تھین جو تم کرتے تھے۔ اور نوبت یہانتک پہنچی کہ نو عشر حسد کا قریش مین ہے اور ایک

مخالفت شیخین باہمی

حسد خلیفہ اول بقول خلیفہ ثانی

عشر تمام عالم مین اور اگر ابوبکر سے ہو سکتا تو عمر کو اپنے بعد بھی خلیفہ نکرتا۔ عمر نے یہ سُنا تو ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ثکلتک امک یا مغیرہ تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھے صرف نو عشر نہین بلکہ عشر باقی کے نو عشر بھی یعنی سو مین سے ننانوے حصے حسد کے قریش مین ہین اور عشر العشر یعنی سوان حصہ تمام جہان مین اور قریش اِس سوین مین بھی اُنکے شریک ہین۔ یہ کہکر ذرا خاموش ہو گئے پھر کہا اگر تم کہو تو مین تمکو اُس شخص کو بتا دون جسمین تمام قریش سے زیادہ حسد تھا۔ پھر دو شعر کعب بن زبیر کے پڑھے جنمین اخفاء راز کی تاکید تھی پھر کہا جو کچھ مین تمکو کہتا ہون اسکو کم از کم میری زندگی تک تو پوشیدہ رکھو بعد ازان تمکو اختیار ہے۔ خاصکر بنی ہاشم سے زیادہ ضرورت اخفا کی ہے۔ پھر دوبارہ آہ کی اور کہا افسوس کہ اِس ناکس بنی تیم بن مرہ (ابوبکر) نے مجھپر ظلم کیا اور خلیفہ ہونے مین مجھپر سبقت کی اور عصیان و طغیان اختیار کیا۔ مغیرہ نے کہا ایسا تھا تو بروز سقیفہ جبکہ اُس نے بیعت کے لئے ہاتھ دراز کیا کیون تمنے بیعت لیلی۔ اور کا ہیکو اُس سے انکار کیا عمر نے کہا اے مغیرہ مین تجھکو عقلاء عرب سے جانتا ہون جسوقت اُس نے ہاتھ دراز کیا تھا۔ وہ وہ وقت تھا جبکہ لوگ کہتے تھے کہ ہم ابوبکر کے سوا دوسرے کو نہین جانتے۔ اُسکو اطمینان تھا۔ کہ یہ کام اس سے تجاوز نہین کرینگا پس اُسنے میرا امتحان کرنا چاہا تھا اگر مین بیعت قبول کرلیتا تو وہ میرا دشمن ہو جاتا۔ اور اُسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آج مین خلیفہ نہین ہو سکتا تھا۔ بموجب اِس بیان کے حضرت عمر کی پہلی پچھلی حالتون مین کوئی تباین و تناقض نہین رہتا پس جو کچھ اُنہون نے حدیث فلتہ مین ارشاد کیا سب درست تھا۔ خیر ہم یہان عمر کی اُس حالت فکر و تردد کو بیان کر رہے تھے جس نے انجام کار اُنکو ایجاد تجویز شورے پر انگیختہ کیا شیخین کی باہمی صفائی و عدم صفائی سے ہماری زیادہ غرض متعلق نہین ہان اتنا ضرور اِس بارے مین کہے دیتے ہین۔ کہ یہ بات بہت قرین قیاس ہے کہ جو لوگ حکومت و بادشاہی کی دُھن مین اپنے مولے و امام حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ اِس بے اعتنائی و کج ادائی سے پیش آئے وہ اگر اسی کے اپنجاتانی مین باہدیگر بھی سینہ صاف نرہے ہون تو اسمین کوئی تعجب کی بات نہین۔ القصہ عمار کے اِس کلمہ سے خلیفہ صاحب کا فکر و تردد اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اور ہر چند اُنہون نے فوراً بیعت ابوبکر کی مذمت اور ویسی بیعت کرنیوالے کیلئے حکم قتل دیکر حتی المقدور اِس خیال کی پیش بندی کردی اِلّا بالکل اِس بکر کے دفع ہو جانیکی تو کوئی صورت نہین تھی حتے کہ اِن ہی ایام مین بابا شجاع الدین نے اُنکے شکم مین خنجر لگایا تو عمر سے وہ منصوبہ ظاہر ہوا جسے اُنکے اِس فکر دراز و تامل و تدبیر کا نتیجہ کہا جائے اور جو اُنکی رشادت و اعلیٰ قابلیت کے شایان شان تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو وہ پہلے ہی طے کر چکے تھے کہ عثمان اُنکی حکمت عملی کی پیروی کرتے رہینگے اور چونکہ وہ کنبے قبیلے والے شخص تھے لہذا یہ بھی امید تھی کہ وہ اِس بار کو سنبھال بھی لینگے۔ اِلّا صاف صاف اُنکے خلیفہ بنا دینے مین وہی رکاوٹین تھین جسکی طرف پیشتر اشارہ کیا گیا۔ بنا برین اُنہون نے حضرت امیرالمومنین کو خلافت پر نامزد کیا مگر اِس خوبصورتی سے کہ بجائے اسکے کہ خلافت پائین زندگی سے بھی ہاتھ دھوئین۔ وہ تجویز و تعین شورے تھے۔ یعنی آپنے حضرت امیرالمومنان و عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف و طلحہ و زبیر و سعد وقاص اِن چھ شخصون کو بحصہ مساوی مستحق خلافت قرار دیکر حکم کیا کہ ہمارے بعد یہ چھون ایک کو اپنے درمیان سے خلافت کے لئے انتخاب کرلین جس پر پانچ شخص اتفاق کرین وہ خلیفہ ہو اور جسپر چار اتفاق کرین وہ بھی خلافت پاوے اور ایک مخالف مارا جائے۔ علیٰ ہذا تین کے اتفاق سے بھی خلافت دیجائے اور دو مخالف تہ تیغ ہون۔ اور جو دو ایک پر اور دو ایک پر متفق ہون تو جس فریق مین

کیفیت بیان شوریٰ

عبدالرحمن ہو وہ کامیاب مراد ہو فریق ثانی قتل کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ ابن عوف اپنے سالے صاحب عثمان کو شوق سے پگڑی بندھوائے سعد وقاص اُسکا چچازاد بھائی ہے کبھی مخالفت نہین کریگا باقی رہین علیؑ طلحہ زبیر سے جو عثمان کو خلیفہ جانے زندہ رہے ورنہ مارا جائے چلئے چھٹی ہوئی واہ کیا رائے رزین وفکر متین ہے کہ سقیفہ کے دن کی کارستانی مین تو پھر بھی امید ہوسکتی تھی کہ شاید کبھی نہ کبھی حق اپنے مرکز کی طرف رجوع کرے۔ آج خیر سے وہ چال چلے ہین کہ اپنے نزدیک تسمہ لگا نہین رکھا سرے سے قضیہ ہی چکا دیا اب بعض روایات متعلقہ قصۂ شوریٰ جنسے منصوبہ مذکورہ بالا کے سوا دیگر حالات وخیالات حضرت خلیفہ ثانی کی توضیح وتشریح ہوتی ہے کتب معتبرہ اہلسنت سے نقل ہوتی ہین۔ **ریاض النضرہ** مین عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ انہون نے اپنے باپ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ تم اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کرنا نہین چاہتے اے پدر بزرگوار اگر کوئی چرواہا تمہارے اونٹون یا بھیڑ بکریون پر مقرر ہو اور وہ اُنکو جنگل مین چھوڑ کر چلا آئے تو تمہارے نزدیک ملزم وقصوروار ہوگا حالانکہ آدمیون کی رعایت بھیڑ بکری کی رعایت سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر تم کسی کو خلیفہ مقرر نکروگے تو خدا کو کیا جواب دوگے۔ عمر نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور دیر تک سوچا کئے پھر مونہہ اٹھا کر بولے **ان اللہ حافظ الدین** کہ حقتعالے اس دین کا نگہبان ہے میرے لئے دو نو راستے کھلے ہین ترک استخلاف کرون تو رسول اللہ نے ترک استخلاف کیا ہے اور خلیفہ مقرر کرون تو ابوبکر نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ عبداللہ کہتے ہین کہ مجھکو اس سے معلوم ہوا کہ یہ اپنی طرف سے کسی کو خلیفہ نہین مقرر کرینگے۔ اور مایوس ہوگیا **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا پر ترک استخلاف کی تہمت محض تہمت ہی تہمت ہے آنحضرت نے تو سوا لاکھہ کے مجمع مین حضرت امیرالمومنینؑ کو اپنا وصی وجانشین مقرر فرمایا جسپر خود حضرت عمر نے بڑے تپاک سے مبارکباد کہی تھی۔ آپ تو دو روز کے لئے بھی مدینہ سے باہر جاتے تھے تو کسی کو نہ کسی کو اپنے مقام پر خلیفہ کرتے تھے کیونکر ہوسکتا ہے کہ سفر آخرت مین جسکی کوئی حد نہین جانشین نکرین اور امت کو حیران پریشان مثل گلہ بے چوپان چھوڑ جائین اگر وہ ایسا کرتے تو کیا بقول حضرت ابن عمر خدا کے آگے جوابدہ نہوتے اور کیا آنحضرت کے نزدیک امت کی رعایت بھیڑ بکری کی رعایت سے بھی معاذاللہ کمتر تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ عمر خطاب مجروح ہوئے تو کسی نے اُنسے کہا اے امیرالمومنین آپ کسی کو اپنا قائم مقام کر جائین۔ انہون نے کہا کسکو کرون اگر ابوعبیدہ جراح زندہ ہوتا تو اسکو خلیفہ کرتا اگر حقتعالے سوال کرتا تو کہتا کہ مینے تیرے پیغمبر سے سنا تھا کہ کہتے تھے **انہ امین ھذہ الامۃ** کہ وہ امین ہے اس امت کا یا اگر سالم مولائی ابوحذیفہ جیتا تو اسکو کرتا اور خدا پوچھتا کے جواب مین کہتا کہ مینے تیرے نبی کو اُسکے حق مین یہ کہتے ہوئے سنا تھا **ان سالما شدید الحب فی اللہ** کہ بیشک سالم سخت محبت رکھنے والا ہے راہ خدا مین۔ یہ اور مثل اسکے دیگر روایات قرینہ قوی ہین صحت روایات شیعہ پر کہ ابوبکر عمر ابوعبیدہ جراح وسالم وغیرہم نے باہم عہد کیا اور صحیفہ لکھا تھا۔ کہ پیغمبر خدا کے بعد سلطنت اسلام حاصل کرین اور اہلبیت کو خلافت نہ پہنچنے دین چنانچہ اسی صحیفہ کی نگہبانی کی بدولت ابوعبیدہ امین امت کہلائے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ نہین تو ابوعبیدہ وسالم مین کونسا سرخاب کا پر تھا کہ خلیفہ ثانی مرتے دم اُن کے زندہ ہونے کی آرزو کرین اور حضرت امیرالمومنین وجملہ انصار ومہاجرین پر اُنکو ترجیح دین کیا حضرت امیر کبیر باوجود اُن مناقب ومفاخر کثیرہ کے کہ سنیون کی کتابین اُنسے بھری پڑی ہین اس جراح کے بیٹے اور ابوحذیفہ کے

سلہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط عثمان کی مادری بہن تھی کہ عبدالرحمن کے نکاح مین تھی وہ انکی ماں کے شکم سے تھی جسنے عفان کے بعد عقبہ مذکور سے نکاح کیا تھا ۱۲۔ کذا فی الکامل لابن اثیر

غلام کے بھی معاذاللہ برابر نہ تھے کہ اُنکے ہوتے اُنکی تمنا کرتے تھے بس یہان سے ظاہر ہے کہ حضرت خلافت پناہ کی یہ آرزو اسی عہدنامہ کے نشہ کی ترنگ تھی جسکے موافق بفحوائے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو شیخین کے بعد ان دو شاہت کرنیکی انکی باری آئی تھی ورنہ اہلسنت کے مذہب کے موافق بھی عمر کے بعد فضیلت مین عثمان کا نمبر ہے نہ ابوعبیدہ وسالم کا پھر عثمان کے ہوتے انکی تمنا یعنی چہ۔ اور ایک اور لطف یہ ہے کہ آنحضرت کے بیان حدیث **الائمۃ من قریش** کہ خلفا صرف قریش سے ہونے چاہئین متواترات سے ہے چنانچہ اسی حجت سے شیخین نے بروز سقیفہ انصار کے دعوے کو دسمس کیا اور خلافت اُنسے جیتی تھی۔ غرضیکہ یہ روایت مشہورات مسلمہ سے ہے کہ اسکی صحت وغیرہ مین چون وچرا نہین ہوسکتا حالانکہ خلیفہ ثانی کے آخر وقت کی یہ آرزو بالکل اسکے مخالف ومناقض ہے کیونکہ سالم قریش سے کیا ملک عرب سے بھی نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ علماء حال نے تصریح کی ہے وہ فارس اصطخر یا کسی اور عجمی شہر کا رہنے والا تھا اور ایک ن انصار مسماۃ لیلی بنت یعار زوجہ ابی حذیفہ بن عتبہ کا غلام تھا۔ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ مین قضیہ شورے کی شرح مین لکھتا ہے کہ صورت اس واقعہ کی یہ ہے کہ جب عمر ابو لولو کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور جانا کہ اس زخم سے جان بر نہونگے تو انہون نے امر خلافت مین مشورہ کیا کسی نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ کردیجئے تو فرمایا اولاد خطاب سے ہرگز دو مرد خلافت کے کفیل نہونگے بس ہے عمر کے لئے جو کچھ کہ اس نے برداشت کیا۔ مین ہرگز زندہ ومردہ اس بار کا متحمل نہونگا پھر کہا رسول اللہ نے انتقال کیا در انحالیکہ وہ قریش سے ان چھ اشخاص عثمان علی طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص وعبدالرحمن بن عوف سے رضامند تھے میری صلاح یہ ہے کہ اس امر کو ان کے درمیان شورے مین قرار دون تاکہ وہ اپنے درمیان سے کسی ایک کو انتخاب کرلین پھر کہنے لگے کہ اگر مین کسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہون تو بتحقیق کہ خلیفہ مقرر کیا ہے مجھ سے بہتر شخص نے یعنی ابوبکر نے اور ترک کرون تو ترک کیا ہے مجھ سے بہتر نے یعنی رسول اللہ نے۔ پھر کسی کو بھیجکر ان سب کو بلوایا حاضر ہوئے تو خلیفہ اُسوقت بستر مرگ پر لیٹے دم توڑ رہے تھے سامنے آئے تو انکی طرف دیکھکر کہنے لگے۔ **اکلکم یطمع فی الخلافۃ** آیا تم سب کو میرے بعد خلافت کی امید ہے وہ پیچتاب کھا کر خاموش ہو رہے عمر نے پھر اسی کلام کا اعادہ کیا تو زبیر نے جواب دیا **ما الذی یبعدنا منہا ولیتہا انت فقمت لہا ولسنا دونک فی قریش ولا فی السابقۃ ولا فی القرابۃ** یعنی کون چیز ہمکو اس سے مانع ہے۔ تمنے اسکو لیا اور اسپر قیام کیا ہم تمہاری نسبت قریش مین کمتر درجہ کے نہین نہ سبقت اسلام وقرابت پیغمبر مین تمسے گھٹکر ہین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ شیخ ابوعثمان جاحظ نے کہا قسم بخدا کہ اگر زبیر نہ جانتا ہوتا کہ عمر اسی مجلس مین مرجائینگے تو اس کلام سے ایک کلمہ اور ایک حرف بھی مونہہ سے نہ نکال سکتا۔ پھر عمر نے کہا آیا مین تمکو تمہارے نفسون سے خبر دون یعنی تمسے ہر ایک کے عیب بیان کرون سب نے کہا کہو جو کچھ تمکو کہنا ہے بتحقیق کہ اگر ہم تمسے معافی چاہینگے تو تم باز نہ ہوگے۔ پس عمر نے کہا **فاما انت یا زبیر فوعقۃ لقس مؤمن الرضا کافر الغضب یوما انسان ویوما شیطان ولعلہا لو افضت الیک لظلت یومک تلاطم بالبطحاء علی مد من شعیر** یعنی لیکن تو اے زبیر مرد وعق ولقس یعنی حریص جاہل تنگ نفس کج خلق ہے حالت رضا مین مومن ہوتا ہے اور غیظ وغصہ مین کافر ہوجاتا ہے ایک روز انسان ہے تو دوسرے دن شیطان اگر تجھکو خلافت ملے تو دن بھر بطحا مین ایک ایک مد جو پر جھگڑتا طمانچہ کھاتا رہیگا۔ پس اگر تو خلیفہ ہوا تو مین نہین جانتا کہ جس روز باعث غلبہ غیظ وغضب کے تو شیطان ہوگا اُس دن

مثالب طلحہ از زبان عمر

امام وپیشوائے خلق سے کون ہوگا۔ خدا تجھکو اس اُمت کا حکمران نکرے جبتک کہ تو اس صفت پر ہے یہ کہکر خلافت مآب طلحہ کیطرف متوجہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ جب سے طلحہ نے بروز وفات ابو بکر سے عمر کی نسبت ایک کلمہ کہا تھا عمر اُس روز سے اسکی طرف سے سینہ صاف نہ تھے بلکہ بغض و عداوت رکھتے تھے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ طلحہ نے ہنگام رحلت ابو بکر برملا اعتراض کیا تھا کہ عمر جیسے فظ غلیظ کو ہماری گردنون پر سوار کرتے ہو کل کو خدا کے آگے کیا جواب دوگے۔ چنانچہ یہ اعتراض اُنکا تمام کتب اہلسنت مین مذکور ہے مگر بعض متعصبون نے طلحہ کا نام نہین لکھا بلفظ قائل تعبیر کیا ہے تاریخ الخلفا مین ہے **ودخل بعض الصحابة وقال قائل منهم** کہ ابو بکر کے پاس بعض صحابہ آئے اور انمین سے ایک کہنے والے نے کہا۔ غرض خلیفہ صاحب نے طلحہ سے کہا تیرے حق مین بھی کچھ کہون یا خاموش رہون طلحہ نے کہا کہو بتحقیق کہ تم کبھی اچھی بات نہ کہوگے۔ عمر نے کہا اے طلحہ مین تجھے اُسوقت سے جانتا ہون جبکہ بروز احد تیری انگلی کٹ گئی تھی اور بدین سبب نخوت تجھ مین پیدا ہوگئی تھی۔ وبروایت ازالۃ الخفا فرمایا **ما كان الله ليراني اوليه امر امة محمد وهو على ما فيه من الزهو** کہ البتہ مجھکو خدا نہ دیکھے گا کہ مین امت محمد پر اسکو والی کرون حالانکہ جو کچھ کہ غرور سے اسمین ہے سو ہے بروایت اول کہا ہر آئینہ رسول اللہ نے انتقال کیا اور وہ حضرت تجھ سے بوجہ ایک کلمہ کے کہ تونے بروز نزول آیہ حجاب کہا تھا ناخوش تھے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ہمارے شیخ ابو عثمان جاحظ نے کہا کہ کلمہ مذکورہ یہ تھا کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے اُن لوگون کے سامنے جنہون نے اسکے کلام کو رسول اللہ سے نقل کیا یہ کہا **ما الذي يغنيه حجابهن اليوم وسيموت غدا فننكحهن** کہ آج اپنی ازواج کا پردہ مین رکھنا اُنکو کچھ فائدہ ندیگا۔ کل جبکہ وہ مرینگے تو ہم اُنکے ساتھ مقرر نکاح کرینگے **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ شیخ ابو عثمان جاحظ جس سے ابن ابی الحدید نے یہ تمام حدیث نقل کی ہے بزرگان اہلسنت اور اُنکے مشہور علما سے ہے کہ جمہور علما اسکے کلام کو جا بجا سنداً نقل کرتے ہین بلکہ اس لحاظ سے کہ جاحظ مذکور عدو خاص امیر المومنین کا ہے بحدیکہ تواتر حدیث غدیر کا تمام جہان کے خلاف منکر ہے چاہئے کہ اُنکے نزدیک معمول سے زیادہ موقر و مقبول ہو۔ پس اب دیکھئے کہ ایسے ثقہ و سند کی روایت سے کسقدر شوخ چشمی و بیباکی جناب طلحہ کی عیان ہے کہ ننگ و ناموس رسول اللہ بھی اُنکی زبان سے نچھوٹا۔ اور وہ کلمہ انہون نے کہا جسکے تصور سے ایک مسلمان بسینہ بسینہ ہوجائے چہ جائے کہ اسکو مُنہہ سے نکالا جائے یہ ناہنجار کلام سنکر کیا کچھ صدمہ حضرت رسالت پناہ کو نہوا ہوگا۔ آخر یہی باعث ہوا کہ آیہ شریفہ **وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه ابدا** نازل ہوئی (ترجمہ) تمکو کوئی حق نہین اور تمہارے لئے جائز نہین کہ رسول اللہ کو آزار دو اور نہ یہ کہ کبھی اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کرو۔ اور ازواج رسول اللہ ہمیشہ کیلئے اُمت پر حرام ہوگئین پس ایسے دشمن خدا و رسول دریدہ دہن کو مسلمان مومن جاننا اور ممدوح و مومن ماننا اہلسنت ہی کا کام ہے پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جاحظ کہتا ہے کہ اگر کوئی کہنے والا اُسوقت عمر سے یہ کہتا کہ تم پہلے کہہ چکے ہو کہ رسول اللہ نے وفات پائی درانحالیکہ وہ چھ شخصون سے رضامند تھے۔ اب اسکے خلاف طلحہ سے آنحضرت کا ناراض مرنا بیان کرتے ہو یہ تو تمہارے کلام مین صریح تناقض ہے۔ مگر کسکا مقدور تھا کہ عمر کے سامنے اس سے کمتر بات پر بھی جرات کرسکتا چہ جائیکہ یہ کلمہ کہہ سکتا۔ غرض پھر خلافت مآب سعد بن ابی وقاص کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تو صرف لشکر کشی اور جنگ آوری کے کام کا آدمی ہے تجھ سے کمان و تیر و صید و نخچیر کے سوا دوسرا کام نہین ہوسکتا۔ اور نیز قبیلہ زہرہ کو خلافت و حکمرانی سے کوئی نسبت نہین بعد ازان عبد الرحمن عوف پر آئے اور کہا اے عبد الرحمن اگر تمام

مثالب سعد وقاص

مثالب عبد الرحمن بن عوف

مسلمانون کا نصف ایمان تیرے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ہر آئینہ تیرا ایمان راجح نکلے۔ مگر خلافت کے کام کے واسطے تجھسا سست و ضعیف آدمی لائق نہین **وما زهرة وهذا الامر** اور کہان بنی زہرہ اور کہان امر خلافت و بروایت ازالۃ الخفا فرمایا **انه رجل ضعيف لو صار الامر اليه لوضع خاتمه في يد امرأته** کہ عبد الرحمن ایک ضعیف اور سست آدمی ہے اگر وہ خلیفہ ہو تو اپنی انگوٹھی اپنی زوجہ کے ہاتھ مین پہنادے یعنی تمام کاروبار خلافت اُسکی رائے اور صلاح سے کرے اور خود کچھ نکرسکے۔ اور عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین روایت کی ہے کہ عبد الرحمن کو کہا تو اس امت کا فرعون ہے بروایت اول **ثم اقبل الى علي** کہ خلافت پناہ ان سب کے بعد علی علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا **لله انت لولا دعابة فيك** کہ تو خدا کے لئے ہے یعنی پسندیدہ و اختیار کردہ خدا ہے اگر مزاح و خوش طبعی تجھ مین نہوتی پھر کہا قسم خدا کی اگر تو انپر والی ہو تو حق واضح اور راہ روشن پر اُنکو تین چلائے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اکثر روایات اہلسنت سے کہ صاحب تشئید علیہ الرحمہ نے اس مقام پر نقل کی ہین معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے مدح و ستائش امیر المومنین مین اس موقعہ پر کوتاہی نہین فرمائی اور اپنے تئین صاف اور بے لاگ ثابت کرنیکے لئے بار بار آپکے احق و اولیٰ بخلافت ہونیکا اقرار کیا ہے۔ کبھی فرمایا کہ یہ انکو حق پر رکھین گے گو تلوار اُنکی گردن پر ہو۔ کبھی آپکے ایمان کو تمام جہان کے ایمان سے باوزن و راجح فرمایا۔ الا خصوصیت کے ساتھ آپکے خلیفہ کردینے مین عذر بارد مزاح اور خوش طبعی کا فرماتے رہے بادی النظر مین حیرت ہوتی ہے کہ باوصف اقرار فضیلت باین شد و مد کے پھر اس عذر پوچ اور لغو کے کیا معنی۔ مگر قاعدہ ہے کہ حق الامر کا مخالف خواہ کیسی ہی سنجیدگی سے کیون نہ کام کرے کبھی سرخرو و سرسبز نہین ہونے پاتا بلکہ جسقدر دقت نظر و باریک بینی کو کام مین لاتا ہے اسیقدر اُلٹا بدنام و رسوا ہوا کرتا ہے اسکی مثال ٹھیک ایسی ہے جیسے کوئی مسافر راہ راست سے منحرف ہوجائے تو جسقدر وہ تیز و تند چلیگا اُسیقدر منزل مقصود سے دور ہوتا جائیگا۔ یہی حال بعینہ خلیفہ ثانی کا اس مقام پر ہے کہ حق کو حقدار سے روکنے مین جو حیلے وہ کرتے ہین ٹھیک نہین بیٹھتا اور جسقدر رفع تہمت کی نیت سے امیر المومنین کے مناقب و مفاخر بیان کرتے ہین اتنا ہی الزام کے دلدل مین پھنستے جاتے ہین۔ بھلا جب وہ حضرت بقول آپکے اُمت کو راہ راست پر چلانیوالے اور اس امر مین یہانتک سخت و شدید ہین کہ کبھی اُنکو حق سے ادھر اُدھر نہونے دینگے گو آنحضرت کے گلے پر تلوار بھی رکھدی جائے تو فرمائیے کہ مزاح و خوش طبعی اُنکو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ مزاح و خوش طبعی جسکو خلیفہ صاحب نے خلافت ندینے کا عذر قرار دیا اور جسے پیچھے پیچھے عمرو عاص جیسے جلتے بُرزون نے آنحضرت کا مستقل عیب گردانکر موجب طعن ٹھہرایا۔ اگر حضرت عمر جیسے چڑچڑے اور عبوس طبیعت والون کے واقع مین بھی خلاف ہو تب بھی کچھ حرج نہین جبکہ یہ خصلت سلیم الطبع لوگون کے نزدیک مکارم اخلاق و محاسن آداب مین شمار ہوتی ہے اور انبیاء کرام تک اس صفت سے موصوف ہین روضۃ الاحباب مین ہے عبد اللہ بن حارث بن حرو گفت ندیدم من احدے را کہ مزاح بیشتر از رسول اللہ کردہ باشد لکن مزاح او ہمہ حق بود چنانچہ صحابہ یکبار گفتند یا رسول اللہ تو با ما مزاح میکنی و حالانکہ این طریقہ مناسب منصب تو نیست فرمود **انی لا اقول الا حقا** ترجمہ نہین کہتا ہون مین مگر حق۔ عائشہ رضی اللہ عنہا گوید پیغمبر بسیار مزاح میکرد و میگفت **ان الله لا يؤاخذ المزاح الصادق في مزاحه** کہ حقتعالے مواخذہ نہین کرتا سچے مزاح کرنیوالے سے اُسکے مزاح کرنے مین انتہیٰ۔ علامہ ابو عیسےٰ محمد بن سورہ ترمذی نے جسکی کتاب صحیح ترمذی صحاح ستہ اہلسنت مین داخل ہے کتاب شمائل النبی مین مزاحات پیغمبر خدا کو تفصیل وار بیان کیا ہے حتےٰ کہ ایک علیحدہ باب اپنی کتاب مین اسکے لئے ترتیب دیا ہے۔ اسمین ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ

مزاح امیر المومنین

مزاح رسول اللہ

سواری طلب کی آپنے براہ خوش طبعی فرمایا مین تجھکو بچہ ناقہ سوار ہونیکو دونگا اُس مردنے کہا یا رسول اللہ مین ناقہ کے بچے کو لیکر کیا کرون فرمایا هَل تَلِدُ الاِبِلُ اِلاَّ النُّوق یعنی کونسا اونٹ ہے جو ناقہ (اونٹنی) کا بچہ نہو۔ اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک مرد زاہر نام اہل بادیہ سے کوتاہ قد زشت رو تھا رسول اللہ اُسکو دوست رکھتے تھے ایکروز وہ بازار مین بیٹھا مال بیچ رہا تھا کہ رسولخدا نے پیچھے سے آکر اُسکو آغوش مین لیلیا چونکہ اُس نے آنحضرت کو نہ پہچانا تھا بولا کون ہے مجھکو چھوڑ دے پھر جو موڑ کر دیکھا اور حضرت کو پہچانا تو پیچھے کو سر کنے لگا تاکہ پشت کو سینہ اطہر سے ملا دے رسولخدا نے فرمایا مَن یَشتَرِی العَبدَ کون اس غلام کو خرید تا ہے زاہر نے کہا قسم بخدا یا رسول اللہ آپ فروخت کرینگے تو مجھکو کاسد اور کھوٹا مال پائینگے حضرت نے فرمایا مگر تو خدا کے نزدیک کاسد نہین۔ بروایتے فرمایا اَنتَ عَبدُ اللہِ تو بندہ خدا ہے دیکھئے حضرت رسولخدا کس فراخدلی کے ساتھ اپنے اصحاب کیساتھ مزاح کرتے تھے پس چاہیے کہ حضرت خلیفہ ثانی کے نزدیک وہ حضرت بھی قابل نبوت نہون بہت بجا کہا ہے اس موقع پر مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے کہ یہ اعتراض خلافتمآب کا امیرالمومنین پر نہین درحقیقت حضرت خاتم المرسلین پر ہے اور کلمہ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَهجُر سے کمتر نہین۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ مراد عمر کی مزاح سے وہ مزاح ہے کہ منافی تمکین و وقار ہو کہ نفاذ حکم مین اس سے خلل پڑے اور متضمن ہوا و پر لہو و لعب کے سو تمام جہان جانتا ہے کہ وہ حضرت اِن اوصاف کے برخلاف سے موصوف تھے کیونکہ آپکا رعب کفار و منافقین کے دلونمین اسقدر جاگزین تھا کہ صرف نام سُنکر تھراتے تھے بلکہ اسی سبب سے اکثر منافقین انکے برخلاف پر رضامند نہوتے تھے ابن عباس کہتے ہین کہ جب آپ خاموش ہوتے تو ہمکو جرات نہ تھی کہ بات شروع کرسکین عمر خود آنحضرت کو فخر و تکبر سے منسوب کرتے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے کہ عمر نے ابن عباس سے کہا کہ اگر تمہارے صاحب والی ولایت و امامت ہون تو مجھکو خوف ہے کہ انکی خود پسندی و عجب انکو راستی سے بھٹکا دے۔ نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ ایکبار امیرالمومنین عمر کے پاس بیٹھے تھے اُٹھے تو اُسکے اصحاب سے ایک مرد نے آپ کو کبر و فخر سے نسبت دی عمر نے کہا سزاوار ہے کہ وہ تکبر کرین بتحقیق کہ اگر انکی تلوار نہوتی تو عمود اسلام راست نہوتا اور وہ علم قضا مین سب سے فائق ہین اور انکے لئے ہے سوابق اسلام اور شرف اس امت کا۔ حاضرین سے ایک شخص نے کہا ایسا ہے تو کیون تم انکے تئین خلیفہ نہین بناتے۔ کہا ہم انکی خلافت کرتے ہین بسبب انکی صغر سنی کے اور نیز اس سے کہ وہ اولاد عبدالمطلب کو بہت دوست رکھتے ہین۔ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ کم سنی جب عیسیٰ و یحییٰ و سلیمان کے لئے مانع نبوت نہوئی تو امیرالمومنین کے لئے مانع امامت کیونکر ہوسکتی ہے اور محبت صلحا۔ اقربا قربۃ اللہ تھی اور ضرور رسالت یہ باعث عیب و منقصت

لطیفہ۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ ثانی کو بھی اپنے عہد خلافت مین چہل و دل لگی سوجھی مگر خلاف عادت بات تھی جامہ عاریت کی طرح راس نہ آئی خفت اُٹھائی۔ استیعاب وغیرہ مین ہے کہ سواد بن قارب نام ایک شخص بنی سدوس سے تھا بعض نے اُسکو صحابہ مین بھی گنا ہے وہ پیشتر کہانت کا پیشہ کیا کرتا تھا اب مسلمان ہو کر تمام نامشروع کامون سے توبہ خالص کرچکا تھا۔ خلافت پناہ ایکروز اُس سے مزاح کرنے لگے کہ مَا فَعَلَت کَهَانَتُکَ یاسواد اے سواد اب وہ تمہاری کہانت کہان گئی سواد اس کلام سے بوے طرز ہا کر مارے غصہ کے سُرخ ہوگیا اور بولا جو باتین کفر و جاہلیت کے زمانے مین ہم تم کیا کرتے تھے وہ کہانت سے بھی بدتر تھین تم کسلئے اس امر پر طعن کرتے ہو جس سے مین توبہ کرچکا ہون اور حقتعالے سے امید وار عفو و مغفرت کا ہون۔ **القصہ** ریاض النضرۃ وغیرہ مین ہے کہ جب اصحاب شوریٰ عمر کے پاس سے باہر نکلے تو انہون نے امیرالمومنین کیطرف

اشارہ کرکے مکرر کہا کہ اگر لوگ انکو والی امر کرینگے تو وہ انکو طریق حق پر لیجا ئینگے۔ اُسوقت آپ کے لخت جگر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اے امیرالمومنین پھر آپ کسلئے انکو اپنے سامنے خلیفہ نہین کردیتے تو فرمایا مین کراہت کرتا ہون کہ زندہ و مردہ اس بوجھ کے متحمل ہون۔ **بروایت** ابن ابی الحدید حضرت امیر سے فارغ ہو کر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کلمہ ھَا ھَا اِلَیکَ جس سے اونٹون کو زجر کرتے اور جھڑکتے ہین انکے خطاب کیا۔ پھر فرمایا گویا مین دیکھتا ہون کہ قریش نے بباعث محبت کے کہ تیرے ساتھ ہے تجھکو فرمان روا مقرر کیا ہے اور تو نے بنی امیہ اور پسران ابی معیط کو خلائق کی گردنون پر سوار کیا یعنی انکا حاکم بنایا اور اموال فی کو انکے لئے مخصوص کردیا ہے پس ایک گروہ گرگان عرب نے آکر تیرے فراش پر تجھکو قتل کیا ہے قسم بخدا اگر تجھکو خلافت ملی تو تو ایسا کئے بغیر نرہیگا اور تو نے یہ کیا تو وہ تجھے قتل کئے بغیر نچھوڑینگے پھر حضرت عثمان کی پیشانی کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا جب یہ باتین ہون اور ضرور ہونگی تو اُسوقت مجھکو یاد کرنا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ تمام روایت ہے جسکو جاحظ نے کتاب سفیانیہ مین نقل کیا ہے اور ایک اور جماعت نے اُسکو درباب فراست عمر ذکر کیا ہے اور علامہ ابوالحسن ماوردی نے کتاب احکام سلطانیہ مین نقل کیا ہے۔ کہ عمر نے عثمان سے کہا کَیفَ یُحِبُّ المَالَ وَالجَنَّۃَ کہ تو کیونکر مال اور بہشت کی محبت کو جمع کرسکتا ہے اور بعض روایات مین خلیفہ ثالث کو بدتر از روشہ و سرگین ارشاد کیا۔ غرض ان تمام حکایات و روایات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ ثانی نے اکابر صحابہ و بزرگان امت کو کہ بعد شیخین کے دوسرا انکے رتبہ کو نہین پہنچ سکتا بھرے مجمع مین ذلیل کیا اور پیٹ بھر کر انکی توہین و تحقیر فرمائی عثمان ذی النورین ثالث خلفاء راشدین کی بہت بُری طرح خبر لی کہ انکو فساق و فجار کا مسلمانون پر مسلط کرنیوالا اور مال خدا کا ناحق نار وا لٹانیوالا بتایا اور نیز انکو طالب مال اور معتقد خیال محال روپیہ اور جنت کی دوستی کا جامع فرمایا اور بموجب بعض روایات روشہ و سرگین سے بھی بدتر کہا۔ قبیلہ زہرہ کی کہ سعد وقاص و عبدالرحمن عوف جیسے دو رکن رکین اسلام اس سے تھے بہت بیقدری کی کہ انکو عموماً ناقابل حکومت و ریاست قرار دیا۔ ابن عوف کی ہرچند بموجب بعض روایات مدح کی مگر ساتھ ہی ضعیف و سست کہا لیکن بعض دیگر کے موافق اُسکو فرعون امت فرمایا اور بیوی کے کہنے پر چلنے والا یعنی مطیع زن عبدالزوج کا لقب عنایت کیا۔ طلحتین جواری رسول الثقلین کی وہ مٹی خراب کی کہ عمر بھر اس صحبت کو نہ بھولے ہونگے۔ زبیر کو صاف صاف کافر کہا شیطان فرمایا انتہا درجہ کا کنجوس مکھی چوس بتایا طلحہ کو کافر منافق و دشمن خدا لیڈر بند رسول جو کچھ کہئے ارشاد کیا اور یہ کہا کہ وہ ایک انگلی جہاد مین کٹوا کر اتنا غرور کرتا ہے کہ آپے مین نہین رہا غرض بہت بڑا سلوک خلافت مآب نے جماعۃ بزرگان اصحاب سے کیا۔ اس سے بڑھکر صحابہ کی مذمت اور بدگوئی اور کیا ہوگی تعجب ہے اہ شیعہ خلفاء ثلثہ کی نسبت کچھ لب کشائی کرین تو حضرات اہلسنت کے نزدیک کافر زندیق اور کیا اور کیا قرار پائین اور یہان حضرت عمر برملا ان بزرگوارون کی کہ خود انکے ہی قول کے موافق رسول اللہ آخر تک انسے رضامند رہے یون مٹی پلید

ا؎ بغرض صحت روایت خلیفہ ثانی کی حضرت عثمان کی نسبت اس وثوق کے ساتھ پیشین گوئی کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ آپ کو علماء اہل کتاب کی زبانی پہلے سے یہ حالات معلوم ہوگئے تھے۔ صاحب حدائق الحقائق علیہ الرحمہ نے سنن ابو داود و جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ عمر نے بیت المقدس مین اسقف عالم نصاریٰ سے خلفاء کے حالات دریافت کئے تھے اور اُس نے ہر ایک کی کیفیت آپ سے بیان کی تھی۔ اور ابن ابی الحدید نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کعب الاحبار نے آپ کو اس سے مطلع کیا تھا۔ اور ممکن ہے کہ حضرت رسالت پناہ سے یہ باتین سُنی ہون۔ بہرکیف صاحب ازالۃ الخفاء وغیرہ نے جو اس کو فراسات عمر مین داخل کرکے انتہٰی درجہ کی آپ کی مدح سرائی فرمائی ہے ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ ❊ ❊ ❊

کرین اور ان پر ذرا حرف نہ آئے بلکہ الٹا اور یہ امر انکے مناقب و مآثر مین شمار کیا جائے۔ اگر ثلثہ کی بدگوئی شیعون کے مناقب مین شمار نکرین تو کاش انکو معذور و معاف ہی رکھین تو بھی غنیمت ہے۔ اسکے بعد ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ عمر نے ابو طلحہ انصاری کو بلوا بھیجا حاضر ہوا تو کہا اے ابو طلحہ دیکھو جب مجھکو دفن کرکے واپس پھرو تو پچاس مرد انصار کے ساتھ ننگی تلوارین لیکر حاضر ہو اور اہل شورے سے کہو کہ کارروائی شروع کرین انکو ایک مکان مین داخل کرکے تم اسکے دروازے پر کھڑے رہنا کہ وہ شورے کرکے ایک کو اختیار کرلین پس اگر پانچ شخص ایک طرف ہو جائین اور ایک جدا رہے تو اُسے قتل کرد اور جو چار اتفاق کرین اور دو انکار کرین تو اُن دو کی گردن مارو اور اگر تین علیحدہ ہو جائین تو عبد الرحمن والے تین کو دیکھو کہ کونسے ہین دوسرے تین کو جو اسکے خلاف ہون مار ڈالو۔ اور اگر تین روز گزر جائین اور یہ لوگ کسی امر پر متفق نہون تو تمام کو قتل کرو مسلمان اپنے آپ کسی کو اپنے لئے اختیار کرلین گے تمام ہوئی روایت سبحان اللہ کیا فیصلہ ناطق ہے کہ تین روز مین اتفاق نکرین تو سب مارے جائین کوئی پوچھے تین دن کی قید آپنے کونسی آیت اور کس حدیث سے استنباط کی۔ اگر نصب خلیفہ اتنا اہم و ضروری امر تھا کہ اسمین کوتاہی کرنیوالا کوئی کیون نہو آپ کے نزدیک واجب القتل تھا اور درحقیقت ایسا ہی تھا بھی نہوتا تو آپ رسول اللہ کے جنازے کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ کیون دوڑے جاتے) تو اُسی روز بلکہ اسیوقت طے ہو جانا چاہیے تھا۔ نہ یہ کہ تین روز تک اُسکا انتظار کرنا۔ علاوہ برین جب آپ باین تسلط و تجبر اتنے عرصہ دراز مین خود اس معاملے کو طے نکر سکے یعنی ان چھ اشخاص سے کسی ایک کو ترجیح ندیسکے تو اُنسے بحالت ہمسری تین دن کے اندر تصفیہ کرلینے کی کیونکر آپ کو امید ہوگئی اس حساب سے تو آپنے تین دن کے بعد چھیون کے قتل کا حکم دیکر اسلام ہی کا خاتمہ کرنا چاہا تھا۔ حق یہ ہے کہ یہ صرف خلیفہ صاحب کی ظاہری باتین تھین کہ اپنے تئین اسطرح سے صاف اور بے لاگ ثابت کرنا چاہتے تھے ورنہ اصلی مدعا تو آپ کا اس سارے گورکھ دھندے سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنانا تھا کیونکہ انکو اپنی گون کا دیکھ لیا تھا اور جان گئے تھے کہ کنبہ قبیلہ والا ہے کام بھی چلا لیگا۔ چنانچہ اسی غرض کی تکمیل کے لئے عبد الرحمن والی پخ بڑھائی تھی۔ کیا معنے کہ آپ کو یقین تھا کہ اس صورت مین بے شبہ عثمان خلیفہ ہو جائینگے۔ اول تین شخص عبد الرحمن سعد طلحہ انکی طرف ہونگے نہین تو پہلے دو تو باعث قرابت ہرگز اُنسے تجاوز نہین کر سکتے پس باقی دو یا تین اگر مخالفت بھی کرینگے تو چونکہ عبد الرحمن کے خلاف ہونگے مارے جائینگے۔ پس اس تمام منصوبہ سے درحقیقت آپ کے دو مقصود تھے ایک عثمان کو خلافت دلوانا دوم نفس رسول کا قتل کرانا جسکے وہ آج نہین خلیفہ اول کے عہد سے خواہان تھے۔ جبکہ دونو نے خالد ولید کو اس کار کے لئے مقرر کیا تھا جیسا کہ بیشتر مذکور ہوا۔ یہ اسکے لئے وہ تقریر خلیفہ صاحب نے وفات سے پہلے عام مسلمانون کے خطاب مین فرمائی اور جو روضۃ الاحباب مین بدین عبارت نقل ہوئی ہے بترسیکہ نمی ترسم بر شما مگر از دو شخص یکے آنکہ گمان وے باشد کہ او احق است بخلاف از صاحب خود بنا برین با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقاتلہ و محاربہ کند دوم آنکہ کتاب اللہ را بعد عار خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی و غیر معنی مراد۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپکو امیر المومنین کی طرف سے کھٹکا تھا کہ شاید بوجہ اپنی حقیت کے وہ عثمان سے لڑائی کرین اور جو آیات قرآن کہ انکے حق مین نازل ہوئین اور ہمنے باغراض نفسانی انکے معنے بدل رکھے ہین وہ اصلی معنے بیان کرکے اپنی طرف خلقت کو دعوت کرین اسلئے اُسکا یہی بند و بست کر دیا کہ اگر وہ ایسا کرین تو قتل کرو۔ ان سب باتون کے علاوہ ایک اور تدبیر اُنہون نے یہ کی کہ معاویہ و عمرو عاص کو چلتے چلتے خلافت کی چاٹ لگا گئے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جب عمر کے خنجر لگا اور اُنہون نے جانا کہ مین اس زخم سے جان بر نہونگا تو انہون نے کہا اے اصحاب محمد تم باہم اتفاق رکھو اور ایک دوسرے کی نصیحت و خیر خواہی مین سرگرم رہو ایسا

نکروگے تو مجھکو اندیشہ ہے کہ معاویہ و عمرو عاص نہ تمسے اس امر کو لے لین اسکے بعد شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ غرض عمر کی اس کلمہ سے یہ تھی کہ اگر علی تک خلافت پہنچ جائے تو عمرو عاص مصر و معاویہ شام کا حاکم ہے وہ ان ملکونکو دبالین گے۔ اور نیز ابن ابی الحدید نے قضیہ شورے کی دیگر مطاعن پر ایک روایت طولانی محمد بن سلیمان بن قتلمش حاجب الحجاب سے بواسطہ ابو جعفر بن مکی حاجب کے نقل کی ہے اسکے صدر مین کہتا ہے کہ محمد مذکور ایک مرد ظریف و ادیب تھا چونکہ علوم حکمیہ ریاضیہ مین توغل رکھتا تھا اسلئے کسی خاص مذہب مین تعصب اُسکو نہ تھا ابو جعفر مسطور نے اُس سے اختلافات واقعہ درباب خلافت کا سبب دریافت کیا تو اُس نے دو امر اصل اور منبع ان تمام نزاعون اور اختلافون کے بتلائے۔ ایک کہ خود رسول اللہ نے اس امر مین امعاذ اللہ اہمال و سستی کی کہ معاملہ یکسو نفرمایا پس اس بیان کو مشرح لکھکر اسکی نسبت آپکے عذرون کو بالتفصیل ذکر کیا ہے ہمارے نزدیک تمام جھک مارا اور بیہودہ بکا ہے کیونکہ ہم بار بار کہہ چکے کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ نے اس مقدمہ مین سر مو کوتاہی نہین فرمائی۔ خلافت امیر المومنین کو حسب ارشاد رب العالمین بوجہ اتم و اکمل امت کو پہنچایا۔ اور کیونکر نہ پہنچاتے جبکہ اس مقدمہ مین وعید و شدید وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ وارد تھی یعنی ارشاد حقتعالے تھا کہ اے محمد اگر تم امر امامت علی ابن ابیطالب کا امت کو نہ پہنچاؤ گے تو گویا تمنے خدا کی کچھ بھی رسالت نہین ادا کی تمام رسالت پس اسمین ذرا شبہ نہین کہ خدا و رسول کی طرف سے اسکا اعلان کما حقہ ہوا اور جنکو توفیق الٰہی شامل حال تھی اُنہون نے اس ارشاد خدا و رسول کو قبول کیا باقی بطمع مال و جاہ اسکے منکر ہوئے سو وہ جانین آنحضرت کا اسمین کیا قصور آپ کی نبوت کی بھی تو تمام عالم نے تصدیق نہین کی۔ کروڑون اسکے منکر رہے اور ہین اس سے تبلیغ رسالت کو کیا عیب لگ سکتا ہے پس اس حاجب محجوب العقل نے جو کچھ نبوت کو سلطنت دنیا پر قیاس کرکے اپنی عقل ناقص کے موافق یہان کلام کیا ہے سراسر لغو بلکہ کفر محض ہے اسلئے ہمنے بھی ان ہزلیات کو نقل نہین کیا۔ ہان قضیہ شورے کی نسبت وہ جو کچھ اعتراض کرے قبول و منظور ہے اور اسپر اور ابن ابی الحدید پر حجت ہے کسلئے کہ دونو سنی المذہب اور عام اہل سنت کی طرح ترتیب خلافت اور رشادت خلفاء ثلثہ کے قائل ہین پس حاجب مذکور نے کہا لیکن دوسرا امر سبب اختلاف امت کا پس وہ عمر کا خلافت کو چھ شخصون کے شورے مین مقرر کرنا ہے کہ انہین سے یا اور وان نے کسی ایک کو معین و مخصوص نکیا۔ اسلئے ہر ایک کو اُنسے یہ خیال رہا کہ وہ ریاست و حکومت کے لائق اور ملک و سلطنت کے شایان ہے اور یہ بات اُنکے دلونمین قائم اور اُنکے ذہنونمین مرتکز و مرتسم ہوگئی پس اُنکی طبیعین اسپر نزاع کرتین اور انکی آنکھین اسطرف تاکتی تھین تا کہ مین علی و عثمان کے درمیان اس سے شقاق و دشمنی پیدا ہوئی اور حتے کہ عثمان کے قتل کی اسوجہ سے نوبت پہنچی کیونکہ اصل باعث اس قتل کا طلحہ تھا اسکو شبہ تھا کہ خلیفہ اسکے بعد مین ہونگا بوجہ اپنے سابقہ و جہاد کے اور بباعث اسکے کہ وہ ابو بکر کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور ابو بکر کی قدر و منزلت اس زمانے کے لوگون کے دلونمین اس سے زیادہ تھی جتنی کہ اب ہے اور نیز اسوجہ سے ہے اسکو امید تھی کہ وہ نیر چشم و دلیر تھا۔ اور ابو بکر کی حیات مین عمر کا مقابلہ کر چکا تھا۔ یعنی اس سے خواستگار ہوا تھا کہ مجھکو خلیفہ بنائے پس طلحہ عثمان کے درپے رہا اور اسمین ترقی کرتا اور زیادہ ہوتا رہا۔ قلوب کو اسکی طرف سے پھیرتا اور دلون کو مکدر کرتا تھا اور مدینہ والون و دیگر اہل شہر و بادیہ کے سامنے اسمین عیب نکالتا تھا اور زبیر اُسکا معاون و مددگار تھا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے لئے خلافت کا امیدوار تھا اور ان دونو کی امیدین خلافت کی علی کی امیدون سے کمتر درجہ کی نتھین بلکہ ان سے بڑھکر تھین کیونکہ علی کا رتبہ اول و ثانی پست کرچکے تھے اور اب لوگون کے نزدیک اُنکی وہ وقعت نرہی تھی جو پہلے تھی

جو اشخاص کہ آپ کی عہد نبوت کے خصوصیات و فضائل سے واقف تھے اکثر اُنمیں فوت ہو چکے تھے جو گروہ اُسوقت اٹھا اور جوان ہوا تھا وہ اُنکو صرف مسلمانون سے ایک مرد خیال کرتا تھا اور یہ کہ وہ رسول خدا کے چچا کے بیٹے اور اُنکی دختر کے شوہر اور اُن کے نواسون کے باپ ہین ماسوا اسکے تمام باتیں اُنکی فضیلت کی بھول بسر گئی تھین علاوہ برین اُنکو قریش کے بغض و انحراف سے وہ امر پیش آیا تھا کہ کسی کو نہ آیا ہوگا یہ لوگ جسقدر آنحضرت سے عداوت رکھتے تھے ویسے ہی طلحہ زبیر کے دوست تھے کیونکہ کوئی وجہ عداوت کی اُنکے ساتھ نہ تھی اور وہ آخر عہد عثمان مین قریش کی تالیف قلوب کرنے اور عطا و بخشش کا اُنکو وعدہ دینے لگے تھے پس وہ اپنے نزدیک اور اورون کے بھی بالفعل نہین تو بالقوہ خلیفہ بنے ہوئے تھے کسلئے کہ عمر نے اُنپر نص کی تھی اور اُنکی خلافت پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ اور عمر کا قول و فعل عموماً مقبول و پسندیدہ تھا اور وہ زندگی مین اور مرنیکے بعد دونو حالتو نمین نافذ الامر و مطاع تھا پس عثمان قتل ہوا تو طلحہ نے اُسکی خواہش ظاہر کی اور لوگون کو اُسپر اُکسانے اور ترغیب دینے لگا اور مالک اشتر و دیگر شجاعان عرب علیؑ کی طرف وار نہوتے تو خلافت اُسوقت بھی اُنکو نہین پہنچ سکتی تھی۔ پس جب خلافت طلحہ زبیر کے ہاتھ سے نکل گئی تو اُنہون نے علیؑ کی حکومت مین بکھیڑا کھڑا کر دیا۔ ام المومنین کو نکالکر عراق لیگئے اور فتنہ و فساد قائم کیا کہ بنام جنگ جمل مشہور ہے بعد ازان یہ جنگ جمل جنگ صفین کا مقدمہ و پیش خیمہ بنا کیونکہ معاویہ کو علیؑ کے مقابلے کی جرأت جنگ بصرہ سے پیدا ہوئی اُس نے اہل شام کو بھڑکایا کہ علیؑ ام المومنین و دیگر مسلمین سے جنگ کر کے (العیاذ باللہ) فاسق ہو گئے اُنہون نے طلحہ زبیر کو قتل کیا کہ اہل جنت سے تھے جو کسی مومن جنتی کو قتل کرے وہ خود جہنمی ہے پس ظاہر ہے کہ فساد صفین نتیجہ و ثمرہ تھا فساد جمل کا پھر تمام فتنہ و فساد عہد بنی امیہ کے اسی جنگ صفین و ضلالت معاویہ سے پیدا ہوئے اور فتنہ ہائے عبد اللہ بن زبیر فرعین اور شاخین مین فتنہ غدار و گیر (قتل عثمان) کی کیونکہ ابن زبیر کہتا تھا کہ عثمان نے مرنیکے وقت مجھکو خلافت دی اور مروان حکم وغیرہ کو اس دعوے مین اپنا گواہ بنایا تھا پس حاجب نے کہا دیکھا تو نے کسطرح پر یہ امور سلسلہ وار ایک جڑ کے پودے اور ایک درخت کی شاخین اور ایک آتش کے شعلے ہین اور کیونکر بایکدگر متعلق و وابستہ اور چھ اشخاص کے درمیان شورے مقرر کرنے سے پیوستہ ہین اس سے بھی عجیب یہ ہے کہ کسی نے عمر سے کہا تو یزید بن ابو سفیان و سعید بن عاص و معاویہ و فلان و فلان کو طلقاء و مولفۃ القلوب سے عامل و حاکم مقرر کرتا ہے اور علیؑ و عباس و طلحہ زبیر وغیرہ کو نہین کرتا تو اُس نے کہا لیکن علیؑ پس بسبب تمکنت مجھ سے کوئی عمل قبول کرنیوالے نہین اور دیگر قریش سے مجھکو خوف ہے کہ بلاد و امصار مین متفرق ہو کر فتنہ انگیزی کرین پس جو شخص ڈرے کہ یہ لوگ شہرون مین جا کر فتنے برپا کرینگے اور خلافت کے دعویدار ہو جائینگے وہ کیونکر نہ ڈرا جبکہ شورے مین چھ اشخاص کو مساوی قرار دیا آیا اس سے زیادہ کوئی امر قریب بفساد ہے۔ پھر حاجب مذکور کہتا ہے کہ روایت ہے کہ ہارون رشید نے ایک روز اپنی بیٹون محمد و عبد اللہ کو دیکھا کہ باہم کھیلتے اور ہنستے ہین یہ دیکھکر خوش ہوا مگر جب وہ اُسکی نظر سے پوشیدہ ہو گئے تو رونے لگا فضل بن ربیع نے کہا اے امیر المومنین آپ روتے ہین حالانکہ یہ مقام شادی و سرور کا ہے نہ کہ رنج و الم کا کہا اے فضل تو دیکھتا ہے کہ وہ کسطرح ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے اور محبت کرتے ہین قسم بخدا اُنکی محبت بغض و عداوت سے بدل جائیگی اور وہ عنقریب ایکدوسرے کی جان لینے کو تلوار کھینچین گے اور ملک و سلطنت عقیم[1] ہے۔ حاجب کہتا ہے

[1] عقیم بروزن امیر وہ مرد جسکے اولاد نہوتی ہو اور کہا جاتا ہے الملک عقیم کہ ملک عقیم ہے یعنی قرابت و رشتہ داری اسمین فائدہ نہین دیتی کیونکہ آدمی بادشاہت کے واسطے باپ بھائی بیٹے چچا مامون سب کو قتل کر ڈالتا ہے۔ ۱۲۔ کذا فی القاموس

کہ یہ اس صورت مین تھا کہ رشید نے عہد خلافت کو ترتیب کیے بعد دیگرے اُنکے درمیان قرار دیا تھا پس کیا حال ہے ان لوگون کا جو ترتیب وار بھی نہین بلکہ دندانہائے شانہ کی طرح سب برابر و یکسان رکھے جائین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے ابو جعفر اس روایت کے راوی سے کہا کہ یہ سب تو محمد بن سلیمان سے روایت کرتا ہے تیرا اسمین کیا قول ہے تو اُس نے محمد مذکور کی تصدیق کی اور کہا وہ درست کہتا ہے۔ جب بدعت شورے اور اُسکی قباحتین کسی قدر ذہن نشین ناظرین با تمکین ہو گئین تو اب اسکے بعد کے حالات سُناتے ہین ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین ابو بکر جوہری کے حوالے سے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ جب علیؑ عمر کے پاس سے باہر آئے تو مین حضرت کے پیچھے ہو لیا عباس بن عبد المطلب اُنکے ساتھ جاتے تھے راہ مین اُنہون نے عباس سے کہا قسم بخدا کہ خلافت ہمسے نکل گئی عباس نے کہا تمنے کیونکر جانا۔ کہا نہین سُنا تمنے قول عمر کا کہ اسطرف ہو جدھر عبد الرحمن بن عوف ہو پس سعد عبد الرحمن سے مخالفت نکریگا کیونکہ اسکے چچا کا بیٹا ہے اور عبد الرحمن عثمان کے خلاف نہوگا کیونکہ اسکا داماد ہے جب یہ تینون متفق ہو گئے تو دو باقی اگر میرے ہمراہ بھی رہے تو کیا فائدہ ہوا حالانکہ مجھکو بجز ایک کے دو کی بھی اپنی طرف ہونیکی امید نہین قطع نظر اسکے عمر نے یہ بات ظاہر کرنی چاہی ہے کہ عبد الرحمن کو ہمپر فوقیت ہے قسم بخدا کہ حقتعالے نے اُنکو ہمارے اوپر فضیلت نہین دی اور نہ اُنکی اولاد کو ہماری اولاد پر بزرگی بخشی ہے بخدا سوگند کہ اگر عمر زندہ رہا تو مین اُسکو جتلاؤنگا کہ وہ اول سے آخر تک ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتا رہا ہے اور اُسکی رائے ہمارے حق مین کیسی زبون تھی۔ اور اگر مر گیا اور ضرور مر جائیگا تو یہ لوگ بلا شبہ ہمارا حق مارلینے پر اتفاق کرینگے جب ایسا کرینگے اور ضرور کرینگے تو البتہ مجھسے وہ امر مشاہدہ کرینگے کہ اُنکے مکروہ طبع اور ناپسند ہوگا قسم بخدا کہ مجھکو حکومت و بادشاہی مطلوب نہین الا چاہتا ہون کہ عدل و انصاف کرون اور کتاب خدا و سنت رسول اللہ کو اس امت مین رواج دون راوی (سہل بن سعد) کہتا ہے کہ پھر جب ملتفت ہوئے تو مجھکو پس پشت پایا پس میرا وہان ہونا ناگوار ہوا مینے کہا اے ابا الحسن اندیشہ نکرو واللہ کہ مین آپ کی ایک بات بھی کسی سے کہونگا پس قسم بخدا کہ مجھسے کسی متنفس نے یہ روایت نہین سُنی جبتک کہ علیؑ زندہ رہے۔ اور محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عمر نے نامہ شورے تحریر کیا تو عثمان کا نام اول لکھا اور علیؑ کا نام سب سے آخر درج کیا عباس نے کہا تمہارا نام سب سے پیچھے لکھا ہے تمکو ضرور اس سے نکال دینگے میرا کہنا مانو تو شورے مین داخل نہو۔ حضرت نے کچھ جواب نہ دیا جب عثمان سے بیعت ہو گئی تو عباس نے کہا مین کہتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اے عمو میرے داخل شورے ہونیکی ایک وجہ تھی جو کہ تمپر پوشیدہ تھی۔ کیا تمنے نہین سُنا تھا کہ عمر سر منبر کہتے تھے کہ حقتعالے نہین چاہتا کہ اہلبیت کے لئے نبوت و خلافت دونو جمع ہون پس مینے چاہا کہ وہ اپنی تکذیب اپنی زبان سے کرے اور لوگ جانلین کہ پہلا کلام اسکا دروغ و باطل تھا۔ ہم خلافت کی صلاحیت رکھتے ہین اور ہمارے گھر مین نبوت و خلافت جمع ہو سکتی ہے۔ عباس خاموش ہو گئے +

انفاذ وصیت بکمال فراست و فطانت۔ خلیفہ صاحب تو یہ وصیت کر کے اور اسطرح کام ٹھیک ٹھاک کر کے عالم بقا کو سدھارے اور اصحاب شورے حسب الامر اُنکے دفن کے بعد ایک جگہہ جمع ہوئے اُسوقت پہلی چال جو میان عبد الرحمن چلے یہ تھی کہ اپنے تئین خلافت سے نکال لیا تا کہ لوگ اُنکی کارروائی کو بغرضانہ محض نصیحت و خیر خواہی امت خیال کرین اور اُنکے کہنے سے باہر نہون پس زبیر نے اپنا حق امیر المومنینؑ کو بخشا اور طلحہ نے عثمان کو اور سعد نے عبد الرحمن کو عبد الرحمن پہلے ہی اس سے پہلو تہی کر چکے تھے۔ اسلئے امر خلافت

امیر المومنین و عثمان بن عفان کے درمیان دائر ہوا۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ عبدالرحمن نے کہا تم دونو مجھکو اختیار دیدو تاکہ بروے انصاف تمہارے درمیان فیصلہ کردون عثمان نے کہا مجھکو منظور ہے مگر علیؑ خاموش تھے عبدالرحمن نے کہا اے ابا الحسن تم میری بات کا جواب نہین دیتے آپنے فرمایا اے عبدالرحمن عہد کر کہ راہ راست سے انحراف نکرے اور ظلم و اعتساف روا نرکھے اور اصلار و رعایت و رشتہ و قرابت کا لحاظ نفرمائے عبدالرحمن نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا اور سید مرتضے علم الہدیٰ نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ عبدالرحمن نے اہل شورے سے کہا کہ مجھے اختیار دو اور میرے اوپر وثوق و اعتماد رکھو کیونکہ مین اپنے تئین اس سے نکال چکا ہون سب نے اسے قبول کیا الا امیر المومنین نہین مانتے تھے تا اینکہ ابو طلحہ نے عبدالرحمن کے کہنے سے حضرت پر زور دیا اسوقت آپنے اس سے حلف لیا کہ ایسا اور ایسا نکرے پھر کہتے ہین کہ یہ منتہائی امر تھا جو کہ امیر المومنین اس موقعہ پر کرسکتے تھے کیلئے کہ عبدالرحمن نے اپنے تئین علیحدہ کرلینے سے انکے دلونمین اعتبار جما لیا تھا پس حضرت کو قدرت نہ تھی کہ ان سب کے خلاف کرین پس آپنے جن باتون کا اندیشہ تھا تصریح انکو بیان کرکے اس سے حلف لیلیا مگر کچھ فائدہ اس حلف پر نہوا اور اسکو جو کچھ کرنا تھا وہی کیا۔ پھر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ اس روز مجلس اسی پر ختم ہوئی کہ عبدالرحمن امر خلافت کا مرجع و مدار خلائق ٹھہر گیا جس کسی کو کچھ کہنا سننا ہوتا اسکے پاس جاتا۔ بہتون کی رائے عثمان کے حق مین تھی بوجہ اسکے حلم و حیا و جود و سخا و ورع و تقوے و حسن سلوک و مدارا کے بعض علیؑ کی جانب کو ترجیح دیتے تھے بسبب اسکے وفور علم و کیاست و فضیلت و فراست و قرابت و نجابت و منتہائی دلیری و دلاوری و کمال تقوے و پرہیزگاری و فتوت و جوانمردی و عدالت و انصاف پروری و ہیبت و صلابت کے **نیز** روضۃ الاحباب مین ہے کہ بنی امیہ سے ایک شخص نے عمرو عاص کے پاس جاکر کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ اب یہ کار عثمان اور علیؑ کے اوپر ٹھہر گیا ہے ہرچند کثرت رائے عثمان کیطرف ہے الا اندیشہ ہے کہ علیؑ اپنی ہوشیاری سے کام نکال لیجائے اور عثمان منہہ دیکھتا رہجائے عمرو نے کہا کچھ فکر نکرو مین آج شب کو وہ تدبیر کرتا ہون کہ کل عثمان لابد خلیفہ ہوجائین پس علیؑ کے پاس گیا اور بہت خوشامد اور ہمدردی کی باتین بنا کر کہنے لگا کہ عبدالرحمن کل آپسے پوچھے گا کہ اگر خلافت تمکو ملے تو کتاب خدا و سنت رسول و سیرت شیخین پر عمل کروگے یا نہ پس صلاح یہ ہے کہ آپ فی الفور اسکا اقرار نکرین کہ کثرت رغبت و حرص خلافت پر محمول ہوگا۔ بلکہ یہ کہین کہ بقدر طاقت و توان عمل کرونگا۔ اور ظاہر ہے کہ عثمان سے بھی یہی سوال ہوگا وہ بھی اسی خیال سے پہلے خودداری کریگا پس جب دوبارہ پوچھے تو بلا قید قبول کرنا۔ اس تدبیر سے امید قوی ہے کہ خلافت تمپر قرار دیا جائے حضرت علیؑ نے شکر گزاری کے ساتھ اس صلاح کو قبول کیا یہان سے نپٹ کر ابن عاص عثمان کے پاس گیا اور اسے اس منصوبہ سے آگاہ کرکے کہا کہ تم بتامل عبدالرحمن کے کلام کو قبول کرلینا انتہی۔ **مؤلف** اوراق کہتا ہے کہ اس روایت کے تراشنے والے نے اسکو بہت باریک اور دقیق نظر سے تراشا ہے انکی وضع کی علت غائی ہم ذرا آگے چلکر تبلائینگے یہان اسقدر گزارش ہے کہ محشی صاحب روضۃ الاحباب بل دادہ نصرت اصحاب وضع روایت کی اس تہ کو نہ پہنچے صرف عمرو عاص کی دغابازی پر جھلکر آپے سے باہر ہوگئے کہ روضۃ الاحباب جیسی مشہور و مستند کتاب پر طعن کرنے لگے چنانچہ اسکے حاشیہ مین لکھتے ہین "این قصہ حیلہ عمرو بن عاص را از کتب معتبرہ باید جست و بر تقدیر ثبوت آن آنرا باقتضائے بشریت کہ کسے از حضرات انبیاء ازان محفوظ نیست حمل باید کرد۔ اقول روضۃ الاحباب خود بڑے پایہ کی معتبر کتاب ہے جسکو شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ جیسے بزرگون نے معتبر گنا ہے اسکے مصنف جمال الدین محدث شاہ صاحب کے سلسلہ شیوخ صاحبان اجازہ مین داخل مین وہ آپ جیسون کے کہنے سے غیر معتبر نہین ہوسکتی اور نہ

فریب بازی عمرو عاص

اسکی روایت مین آپ کلام کرسکتے ہین۔ مگر خیر ہمنے آپ کی خاطر سے دیگر کتب معتبرہ اہلسنت کو بھی دیکھا ان مین سے بھی عمرو عاص کی حیلہ سازی دربارہ بیعت اظہر من الشمس ہے اور خاص یہ قصہ بھی تاریخ ابو جعفر محمد بن جریر طبری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے صفحہ ۱۷۵ پر ہو بہو موجود ہے بلکہ جس مقام پر صاحب روضۃ الاحباب نے کچھ مصلحت جانکر فروگزاشت کی اور مبہم لکھدیا کہ بعضے از بنی امیہ بنزد عمرو عاص رفتہ گفتند ہمین ان بعض بنی امیہ کو تبلایا ہے کہ وہ حضرت ابو سفیان پدر امیر معاویہ تھے اور یاد رہے کہ ابو جعفر طبری وہ شخص ہے کہ آپ کی تو کیا حقیقت ہے اسکے کلام سے ابن حجر مکی اور ابن اثیر جزری جیسے متعصب و مستند لوگ استناد کرتے ہین۔ پس اب جبکہ یہ روایت دیگر کتب معتبرہ سے بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تو عمرو عاص کی یہ مکاری بمقتضائے بشریت نہین بتقاضائے شیطنت کہنی چاہئی بلکہ اس نے نفس رسول کو بالاتفاق اسکے اور جملہ مسلمین اور مسلمات کے مولے تھے دیدہ و دانستہ دھوکہ دیا اور انبیاء کرام مشمول ائمہ عظام جمیع گناہان خورد و بزرگ سے عمداً و سہواً پاک ہین انکو عمرو عاص جیسے اشخاص انجاس سے نسبت دینا نور کو نار کہنا بلکہ محض تیرہ و تار تبلانا ہے غرض اگلے روز پھر انجمن آراستہ ہوئی آج عبدالرحمن تلوار کمر سے لگائے عمامہ سر پر باندھے بڑے کروفر سے دربار مین آئے۔ اور فیمابین گفتگو مین ہونے لگین۔ کہتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ و عمرو عاص دروازہ دار الشورے پر حاضر ہوئے کہ تا بی الحال سند رہے کہ ہم بھی پانچون سوارون مین داخل تھے مگر سعد وقاص انکے مدعا کو تاڑ گئے اور ڈھیلے مار مار کر انکو وہانسے اٹھایا تاریخ طبری مین ہے کہ عمار یاسرؓ نے کہا یارو اگر چاہتے ہو کہ تمہارے درمیان اختلاف نرہے تو علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کرو مقداد اسود نے انکی تائید کی کہ عمار درست کہتے ہین اگر علیؑ سے بیعت ہوگی تو اختلاف ہمارے درمیان سے اٹھ جائیگا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کہ زمانہ رسولخدا مین مرتد ہوگیا تا اینکہ آنحضرت نے اسکا قتل مباح فرمایا تھا اور عثمان نے بروز فتح مکہ بہت منت سماجت سے جان بخشی کرائی بولا اگر چاہتے ہو کہ اختلاف رفع ہو تو عثمان کے ساتھ بیعت کرو عمار نے اسکو جھڑکا کہ اے کافر مرتد تیرا یہان کیا کام ہے اور تجھکو مسلمانون کے کاروبار مین کیا دخل۔ بنی مخزوم سے ایک شخص نے عمار یاسر کو ناسزا کہا اور بنی ہاشم و بنی مخزوم باہمدیگر برا کہنے اور دشنام دینے لگے۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ علی علیہ السلام نے کہا لوگو تم جانتے ہو کہ ہم اہلبیت رسالت امت کے نگہبان اور انکو خوف و خشیت سے بچانیوالے ہین ہمارا حق ہمکو دو تو حق اپنے مرکز و مقام مین قرار پکڑے۔ ورنہ ہم اپنے اونٹون پر سوار ہونگے اور جہان صلاح دیکھینگے نکل جاوینگے اور واپس نہ پھرینگے جبتک کہ جو وقت ہمارے لئے معین ہوا ہے آنہ جائے گو ہماری غیبت دراز ہو۔ قسم بخدا کہ اگر رسول اللہ ہمسے عہد نہ لیتے اور ان حالات کی خبر نہ دیتے تو مین اپنا حق کسی کے پاس نہ جانے دیتا اور اسکی تحصیل مین ساعی ہوتا گو اسکے پیچھے اپنی جان گنواتا انتہی۔ ایک اور ہوشیاری حضرت عبدالرحمن سرپنچ صاحب نے یہ کر رکھی تھی کہ وہ ابتدا سے اسوقت تک بھی دھوکہ دیتے اور ظاہر کرتے تھے کہ علی علیہ السلام ہی کو خلافت دینے والے ہین چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے روایتے از مسعود آنکہ گفت بامداد کردیم و گمان نمی بردیم برو الا آنکہ با علیؑ بیعت خواہد کرد۔ یعنی از انجا اظہار می ساخت از قرائن تقدیم و تلطف باو۔ الغرض اس موقعہ پر عبدالرحمن نے وہی آڑنگا لگایا جسکو پہلے سے صلاح و مشورے و سوچ سمجھنے کے بعد مہیا کر رکھا تھا یعنی امیر المومنین سے کہا یا علیؑ اگر تمسے بیعت کیجائے تو آیا تم کتاب خدا و سنت رسول و سیرت ابوبکر و عمر پر عمل کروگے یا نہ آپنے اسکا جواب اس طرح پر ارشاد کیا کہ بسیرت شیخین سے جسقدر کتاب اللہ و سنت رسول کی مطابق ہے اسپر عمل کرونگا نہ اسکے مخالف پر۔ کامل ابن اثیر مین ہے کہ فرمایا۔ **فاعمل بمبلغ علمي وطاقتي** کہ بمقدار اپنے علم و طاقت کے عمل کرونگا۔ غرض کچھ ہو حضرت نے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی حامی نہین بھری اور اس سے

انکار ہی کیا۔ یہی انکار آنحضرت کا باعث ہوا کہ واضع کو عمرو عاص والی گزشتہ روایت وضع کرنی پڑی تاکہ ظاہر کرے کہ یہ انکار حضرت نے عمرو عاص کے کہنے سے کیا از خود نہین کیا اور اس سے خلفاء راشدین کے باہمی تعلقات پر حرف نہ آنے پائے۔ مگر بناوٹی بات تو نہین یہی تو عیب ہوتا ہے کہ اُنسے بنانیوالے کا پورا مدعا حاصل نہین ہوتا اس روایت اغوار عمرو عاص سے یہ فائدہ ہوا کہ حضرت امیر المومنینؑ سیرت شیخین کے منکر نہ تھے تو اسقدر نقصان بھی ہوا کہ عمرو عاص کی قلعی کھل گئی کہ وہ بھی تمام صحابہ کی عدالت کے قائلون کے واسطے کچھ تھوڑی بات نہین چنانچہ اسی نقصان کے خیال سے روضۃ الاحباب کا محشی بغیر اسکے کہ نکتہ مذکورہ بالا کو پہنچے اسکے مصنف سے بگڑ گیا کہ اُس نے عمرو عاص کی توہین کی۔ بالجملہ حضرت امیر المومنینؑ شیخین و غیر شیخین کو راہ راست بتانیوالے تھے نہ کہ انکی سیرت بحق و باطل پر عمل کرنیوالے پس بلاشبہ آپنے اس لزوم مالایلزم سے تہ دل سے انکار کیا نہ کہ عمرو عاص کے سکھانے بہکانے سے عمرو عاص جیسون کا مقدور نہ تھا ایسی باتون کے لئے حضرت کے سامنے لب کشائی کر سکے انکا سُننا اور قبول کرنا یعنی دھوکہ کھانا تو بڑی بات ہے۔ القصہ عثمان نے عبد الرحمن کے کہنے کو فوراً قبول کرلیا اور بیعت اُنکے ساتھ ہوگئی۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اُسوقت امیر المومنین علیہ السلام نے کہا اے عبد الرحمن یہ پہلا دن نہین ہے کہ تم ہمارے ضرر رسانی پر متفق ہوئے ہو فَصَبۡرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ قسم بخدا کہ تو نے آج عثمان کو اسلئے خلافت دی ہے کہ کل وہ تجھکو واپس دے واللہ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٍ اور شان کبریائی جناب الٰہی ہر روز ایک نئے رنگ پر ہے۔ **بروایت** ارشاد شیخ مفید فرمایا۔ دامادی عثمان تجھکو اسکی باعث ہوئی جو تجھ سے ظاہر ہوا قسم بخدا کہ تو نے اس سے وہ امید کی جو عمر نے ابو بکر سے کی تھی۔ دق اللہ بینکما عطر منشم ؎ منشم مکہ کی ایک مشہور عطر فروش عورت کا نام ہے قبیلہ خزاعہ و جرہم مین آئے دن جنگ و فساد رہتے تھے یہ لوگ کبھی کبھی اسکے عطر سے اپنے تئین خوشبو کرکے لڑنے جاتے جس مرتبہ ایسا کرتے اسی مرتبہ زیادہ قتل ہوتے اسلئے اُسکا عطر نحوست مین ضرب المثل ہوگیا تھا حضرت نے اپنے اس قول دق اللہ بینکما الخ مین اسکی طرف اشارہ کیا کہ حقتعالے تمہارے درمیان عطر منشم کام مین لائے یعنی پھوٹ اور نفاق تم مین پڑے۔ یہ دعا آپ کی جلد مستجاب ہوئی اور عثمان اور عبد الرحمن کے درمیان ایسے بیر پڑی کہ ایک نے دوسرے کو ترک کیا اور مہاجرت اختیار کی اور باہدیگر صورت دیکھنے اور ملنے کے روادار نہ تھے۔ اور نوبت انکی یہ پہنچی تھی کہ عثمان عبد الرحمن کو منافق کہتے اور عبد الرحمن پیچ و تاب کھاتا اور جھنجھلاتا کہ مینے کسلئے اسکو خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اگر اب میرا اختیار ہو تو جوتی کا تسمہ اُسے نہ دون اور عہد کیا کہ کبھی اسکے ساتھ ہمکلام نہونگا۔ انساب الخلفا مین ہے کہ ولید بن عقبہ نے عبد الرحمن سے کہا کہ تو امیر المومنین پر جفا کرتا ہے کہ اس سے نہین ملتا کہا اس سے کہدینا کہ مین احد کے دن نہین بھاگا۔ جنگ بدر سے غیر حاضر نہ تھا اور سنت عمر کو مینے ترک نہین کیا۔ یعنی یہ سب باتین تجھ سے عمل مین آئی ہین مجھ سے نہین۔ اور کتاب اخبار البشر مین ہے کہ عثمان عبد الرحمن کی عیادت کے لئے اُسکے گھر گئے تو اُس نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔ اور انسے ملاقات نہ کی۔ **حدیث مناشدہ**۔ سنی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ روز شورے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے فضائل حاضرین سے بیان کئے اور اپنے حقوق انکو جتلا کر حجت کو بطرز اکمل اُن پر تمام کیا اخطب خطباء خوارزم نے اپنی کتاب مناقب مین اور ابن مغازلی شافعی ابن مردویہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابون مین باسناد خود ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا بروز شورے مین در

؎ منشم بروزن مجلس ایک خوشبو ہے جو دشواری سے کوٹی جاتی ہے اور ایک حسین و جمیل لڑکی مکہ کی رہنے والی کا نام ہے کہ خوشبو بیچتی تھی اور اسی کی ضرب المثل مشہور ہے انتم من عطر منشم ۱۲ منتہی

حاضر تھا کہ آوازین اندر سے بلند ہوئین پس سنا مینے کہ علی علیہ السلام کہتے ہین کہ لوگون نے ابو بکر سے بیعت کی اور قسم خدا کی کہ مین اس کار کے لئے اُسکی نسبت احق و اولی تھا مگر مینے سنکر اطاعت کی بخوف اسکے کہ یہ لوگ پھر دین آبائی کی طرف لوٹ کر کافر ہو جائین اور ایک دوسرے کو قتل کرین اسکے بعد ابو بکر نے عمر کے لئے بیعت لی قسم بخدا کہ مین عمر سے بہتر تھا۔ مگر اسی خوف سے کہ یہ لوگ اسلام کے بعد مرتد نہو جائین سنکر خاموش رہا اب تم عثمان کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے ہو۔ تو مین نہین سنتا اور نہین مانتا پس آپ نے فضائل بیان کرنے شروع کئے۔ تمام حاضرین نے جملہ فضائل کو تصدیق و تسلیم کیا ابن مغازلی نے بتیس فضائل لکھے ہین کہ اسوقت پیش کئے گئے اور طبری نے لکھا ہے فهذا اكثر من مائة خصلة اوردهو عليه السلام على الامة فضّله الله بها یعنی سو سے زیادہ خصلتین ہین کہ آنحضرت نے اُمت کے سامنے بیان کین کہ حقتعالے نے اُن کے ساتھ آپکو فضیلت بخشی ہے اور علامہ ابراہیم بن محمد الحموینی نے کہ بزرگان علماء اہل سنت سے ہے اس حدیث مناشدہ ؎ کو سلیم بن قیس ہلالی سے اور بھی بسط سے اسکو روایت کیا ہے۔ چنانچہ مرزا محمد تقی لسان الملک صاحب ناسخ التاریخ نے اسکی روایت کو مختلف مقامات مین ٹکڑے ٹکڑے کرکے درج کیا ہے۔ بموجب اس روایت کے کوئی دو سو آدمی مہاجر و انصار کے سامنے حضرت نے ان فضائل کو ارشاد کیا اور اپنی امامت پر انسے احتجاج فرمایا۔ بالجملہ ہم یہان تمام حدیث کو نقل نہین کرتے صرف تھوڑا سا اسمین سے بطور نمونہ کے لکھتے ہین اور پوری روایت کو کتب مبسوطہ پر حوالہ کرتے ہین پس حضرت امیر المومنینؑ نے اصحاب شورے سے کہا کہ مین اب تمپر اسطرح سے حجت تمام کرتا ہون کہ عرب و عجم بھی اُسکے تغیر دینے پر قادر نہونگے۔ **انشدكم بالله ايها النفر جميعا هل فيكم احد وحّد الله قبلي فقالوا اللهم لا** یعنی قسم دیتا ہون مین تمکو اے گروہ حاضرین خدا کی بزرگی و برتری کی کہ آیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے جس نے کہ خدا کو مجھ سے پہلے واحد و یکتا جانا یعنی سب سے پہلے اسلام لایا ہو۔ سبنے کہا اے بار خدا نہین پھر فرمایا آیا تم مین ہے جسکا جعفر طیار سا بھائی حمزہ سید الشہدا سا چچا فاطمہ زہرا دختر رسول اللہ سی زوجہ حسنین سردار جوانان بہشت جیسے فرزند ہون سبنے کہا نہین غرض اسی طرح اپنے مناقب گنواتے اور قسمین دے دیکر ہر ایک کا اقرار لیتے چلے جاتے تھے تا اینکہ فرمایا **انشدكم بالله هل فيكم احد قال له رسول الله اللهم ائتني باحبّ الناس اليك والىّ واشدهم لك حبًّا ولي حبًّا ياكل معي من هذا الطير فاتاه فاكل معه غيري** یعنی تمکو قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ آیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے کہ رسول اللہ نے اسکی نسبت دعا کی ہو کہ خداوندا میرے پاس اُس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک تمام آدمیون سے زیادہ محبوب ہو اور سب سے زیادہ تیرے اور میرے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ کہ آکر میرے ساتھ اس مرغ بریان کو تناول کرے اور وہ آنحضرت کے پاس آیا ہو اور آپکے ساتھ اکل مرغ مین شریک ہوا ہو بجز میرے **قالوا اللهم لا** ان سبنے کہا نہین۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ حدیث طیر کتب اہلسنت مین مشہورات متواترہ سے ہے۔ تا اینکہ کہتے ہین کہ بتیس اشخاص نے اصحاب جناب رسالت مآب سے اسکو نقل کیا ہے اور بزرگان محدثین نے اسمین علیحدہ رسالے لکھے ہین۔ مجمل اس قصہ کا بروایت انس بن مالک وغیرہ اسطرح پر ہے کہ ایک شخص بھنا ہوا مرغ حضرت رسول خداؐ کے کھانے کے لئے ہدیہ کے طور پر لایا تھا و بروایت علامہ طبرسی احتجاج مین بہشت سے آیا تھا اور جبرئیل امین لائے

؎ مناشدہ و نشاد قسم کھلانا۔ چونکہ اس حدیث مین حضرت امیرؑ نے حاضرین کو قسمین دے کر یعنی انشدكم بالله کہکر ایک ایک فضیلت کا اقرار لیا تھا۔ اس لئے یہ حدیث حدیث مناشدہ کے نام سے موسوم ہوئی ۱۲ منہ عفی عنہ + + + +

لائے تھے پس اُسوقت آپ نے بطریق مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطیر
پروردگارا اُس شخص کو کہ تیرے نزدیک محبوب ترین خلائق ہو میرے پاس بھیج تاکہ میرے ساتھ اس پرند کے کھانے میں شریک ہو یہ دعا ختم ہوئی
تھی کہ امیرالمومنین نے دروازہ پر آکر دستک دی انس بن مالک کو کہ خدمت دربانی پر مامور تھا رشک پیدا ہوا اور یہ کہکر حضرت رسالت پناہ اسوقت کسی کام
مین مشغول ہین حضرت کو اندر نہ جانے دیا تھوڑی دیر مین پھر رسولخدا نے دعا کی پھر امیرالمومنین تشریف لائے انس نے پھر وہی خلاف واقع جواب دیکر حضرت
کو ٹالدیا غرض تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رسول دعا کرتے اور امیرالمومنین بر طبق اسکے در دولت پر حاضر ہوتے اور انس جھوٹ بولکر آپ کو ٹالدیتا
چوتھی مرتبہ جو حضرت نے دعا کی تو حضرت امیر نے آکر بزور دروازہ کھٹکا یا رسول اللہ نے آواز سنکر اندر بلالیا۔ اور فرمایا یا علی مین دیر سے تمہارا انتظار کررہا
ہون تم کسلئے نہین آئے تھے حضرت نے حال اپنے بار بار آنے اور بحیلۂ انس پھر جانے کا بیان کیا۔ فرمایا اے انس کیا باعث ہوا کہ تونے علیؑ کو میرے پاس
نہ آنے دیا عرض کی مین چاہتا تھا کہ یہ دعا آپ کی انصار سے کسی کے حق مین قبول ہو فرمایا کہ کوئی انصار مین ہے کہ علیؑ سے بہتر و افضل تر ہو۔ بروایتے
کہا احببتُ ان یکون فی رجلٍ من قومی کہ مینے چاہا کہ یہ دعا میری قوم سے کسی کے حق مین ہو فرمایا ان الرجل یُحبُّ قومہٗ بیشک آدمی
اپنی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ غرض نبی و وصی نے ساتھ بیٹھکر وہ مرغ تناول کیا۔ بموجب اس روایت کے امیرالمومنین محبوب ترین خلائق تھے خدائے
رب العالمین کے نزدیک اور یہ ایک بے نظیر منقبت ہے آپکے لئے افسوس کہ خلیفہ ثانی آپکے ہوتے سالم مولائی ابی حذیفہ کی آرزو کرتے تھے کہ بموجب
انکے اپنی روایت کے شدید الحب فی اللہ تھے نہ کہ احبّ الخلق الی اللہ۔ ان دونو باتو مین زمین آسمان کا فرق ہے **القصہ** حضرت امیرالمومنین
نے حدیث وصایت حدیث مواخات حدیث منزلت وغیرہ کو مجمع کے سامنے پڑھا استخلاف عظیم روز غدیر خم کو یاد دلوایا۔ ابلاغ سورۂ برات کا عزل
و نصب جتلایا غرض فضیلتون کے انبار اور حجتون کے تودے لگادئے مگر ناحق شناس عبدالرحمٰن بن عوف پر کہ یکطرفہ کارروائی کرچکا تھا ذرا
اثر نہوا اور کہا تو یہ کہا جو کہ روضتہ الاحباب مین منقول ہے ؎ درین حال عبدالرحمٰن گفت یا ابوالحسن ہمہ فضائل راکہ شمردی چنین ست کہ تحت
تصرف بیان آوردی و جمیع اصحاب بدین امور اقرار و اعتراف وارند۔ لیکن اکنون اکثر مردم بعثمان بیعت نمودہ اند متوقع از جناب توآن کہ
با جمہور موافقت نمائی و بقدم قبول پیش آئی حضرت نے اُسکا جواب بموجب روایت اسی روضتہ الاحباب کے اسطرح پر دیا بخدا سوگند کہ شما میدانند
کہ احق بخلافت کیست و با این بمقتضاء علم خود عمل نمے نمائید بنا بر ملاحظہ اغراض و مصالح دنیوی خود واللہ کہ من مسلم داشتم بر خود تیرا کہ مے دانم
کہ سلامت مسلمانان دراین تنزل و تسلیم ست چہ دراین تسلیم حیف خاصتہ برمن ست و بر اسلام و مسلمانان ترک مناقشہ و منافسہ کردم طلباً للاجر
پھر صاحب روضہ کہتے ہین کہ یہ اشعار آبدار اس ابر گوہر بار سے صفحۂ روزگار پر یادگار رہے مناسب اس قول و گفتار کے ہین ؎
قد یعلم الناس انا خیرھم نسبا ✤ ونحن افخرھم نسبا اذا فخروا ✤ رھط النبی وھم ماوی کرامتہ ✤ وناصر الدین والمنصور من نصروا ✤
والارض تعلم انا خیر ساکنھا ✤ کما یشھد بہ البطحاء والمدر ✤ والبیت ذی الستر والارکان لو سالوا ✤ نادی
بذلک رکن البیت والحجر ✤ اور مناسب مقام ہین یہ اشعار ؎ کمال قدر تو ہرگز کجا تواند دید ✤ بچشم ہر فلک کحل گر
شود زرقا ✤ فراز قدر تو قدر دگر چنان باشد ✤ کہ وہم از آن سوے گردن گمان برد صحرا ✤ اگر ز کوہ بپرسد کسے ز بانگ بلند ✤ کہ در میانہ اولاد آدم

و حوا ✤ کسے نظیر تو خیز زمانہ ندید ✤ ہر آنچہ گفت گواہی دہد زبان صدا ✤ اور احتجاج مین ہے کہ بعد اتمام مناشدہ کے حضرت امیرالمومنین نے جماعت
حاضرین سے فرمایا کہ اب جبکہ تمنے ان باتونکا اقرار کیا۔ اور بعد ارشاد با سداد حضرت رسولخدا یہ امر اچھی طرح تمہارے اوپر ظاہر و آشکار ہوگیا تو خدائے عزّ و
جل شانہ کی مخالفت و نافرمانی سے ڈرو پس حق کو اہل حق کیطرف واپس کرو تاکہ سنت رسول اللہ کی متابعت کی ہو۔ پس وہ یہ سنکر ایک دوسرے کو دیکھنے
اور باہم غمزہ و کنایہ کرنے لگے کہ بیشک یہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہین اور تمام پر فضیلت و فوقیت رکھتے ہین۔ الا اگر خلافت انکو ملی تو سب کو برابر کرینگے
اور کسی کو کسی پر ترجیح و تفضیل نہ دینگے بخلاف عثمان کے کہ تمہاری مرضی کے موافق کام کریگا پس عثمان کے ساتھ بیعت کی۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے **فخرج
عثمان علی الناس و وجھہ متھلل و خرج علیؑ و ھو کاسف البال مظلم** کہ عثمان لوگون مین برآمد ہوئے۔ حالانکہ انکا چہرہ مارے خوشی کے
چمکتا تھا اور علی علیہ السلام شکستہ دل و غمگین تھے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارے سوا کسی دوسرے کے ساتھ بیعت ہوتی تو ہم نہ کرتے
عبدالرحمٰن نے کہا جھوٹ کہتا ہے تو بخدا قسم کہ اور سے بیعت ہوتی تو لابد تجھکو بیعت کرنی پڑتی تجھکو اسمین دخل ہی کیا ہے اے پسر زن زناکار و بدکار
مجرم کے۔ قسم بخدا کہ اگر کوئی اور خلیفہ ہوتا تو تو اُسکے سامنے بھی خوشامد و طمع دنیا سے ایسی ہی باتین بناتا جیسی عثمان کے آگے بناتا ہے دود ہو یہاں سے
مغیرہ نے کہا اگر امیرالمومنین (عثمان) کا لحاظ نہوتا تو مین بھی تجھے ایسا جواب دیتا جو تیرے تئین ناگوار گزرتا۔ پس دونو وہاں سے چلے گئے۔ پھر شعبی سے
نقل کرتا ہے کہ عثمان اپنے مکان پر پہنچے تو بنی امیہ اُسکے گرد جمع ہوگئے حتےٰ کہ تمام مکان اُنسے پُر ہوگیا۔ پس دروازہ بند کرلیا۔ اُسوقت ابوسفیان بن
حرب نے کہ نابینا ہوگیا تھا پوچھا آیا تمہارے درمیان کوئی غیر شخص تو نہین۔ کہا نہین۔ اُس نے کہا اے گروہ بنی امیہ اب تم اس بادشاہت سے کہ تمہارے
درمیان آگئی ہے منتفع ہو۔ اور ایک دوسرے کی طرف گیند کی طرح اسکو لڑکاؤ اور اس سے کھیلو۔ **فوالذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب
ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ** یعنی اُسی کی قسم ہے کہ جسکی کہ ابوسفیان قسم کھایا کرتا ہے کہ کوئی عذاب ہے نہ حساب و کتاب نہ
بہشت نہ دوزخ نہ حشر و نشر و نہ قیامت۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر عثمان نے اُسے جھڑکا اور یہ کلام اُسکو برا معلوم ہوا اور اُسکو وہاں سے نکالدیا۔ **حقیر
مؤلف** کہتا ہے کہ عثمان نے جھڑکا الخ یہ فقرہ راوی نے ظاہرا اصلاح معاملہ و عثمان کو اعتراض سے بچانیکی غرض سے بڑھایا ہے۔ نہین تو خلیفہ ثالث
ایسے ہی جھڑکنے والے ہوتے تو پہلے سے مکان کا دروازہ کاہیکو بند کیا جاتا دروازہ بند کرنے سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ خلوت کرکے ایسا ہی زہر اگلنا اور کفر
و زندقہ کی باتین کرنی چاہتے تھے۔ نیز اگر عثمان ٹھیک ٹھیک پابند شرع ہوتے تو اس ظاہر و باطن کے اندھے کو پکڑوا کر اس سے توبہ کراتے نہ کرتا تو
اسکو قتل کرواتے۔ یہ جھڑک کر چپکا ہو رہنا کیسا مرتد کے لئے صرف جھڑک دینا اور گھر سے نکلوانا کب کافی ہے۔ بہرکیف امیر معاویہ کے باوا صاحب کے دین و
ایمان کے شعبی جیسے بزرگون کے قول کے موافق یہ کیفیت تھی۔ مگر تعصب بھی کیا بری بلا ہے کہ آدمی کو از خود رفتہ کردیتا ہے۔ ابن حجر مکی ہیتمی نے
رسالہ تطہیر الجنان واللسان عن مثالب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان مین اسی ابوسفیان کی کیا کچھ مدح گستری نہین کی اور تو اور اُسکے ایمان کو سراہا یعنی
اسکو اکابر صادقین و افاضل مومنین سے ایک قرار دیا ہے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** عبداللہ بن عباس کہتے ہین کہ مین ایک رات نماز عشا
کے بعد مسجد مین بیٹھا تھا اور لوگ سب متفرق ہوگئے تھے صرف ابوسفیان اور اُسکا بیٹا معاویہ رہ گئے تھے۔ مین ستون کی اوٹ مین تھا کہ ابوسفیان
نے معاویہ سے کہا دیکھ کہ اس مسجد مین کوئی آدمی تو باقی نہین حالانکہ ابوسفیان اُسوقت نابینا تھا۔ معاویہ نے مسجد کا چراغ ہاتھ مین اٹھا لیا

یہین ابوسفیان ابن حرب

اُسے لیکر چارطرف گھومتا اور تلاش کرتا تھا مین ستون کے پیچھے گردش کرتا جاتا تھا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے جب اچھی طرح دیکھہ بھال کر چکا تو کہا یہان کوئی نہین ابوسفیان نے کہا یابُنیّ اوصیك بدین الاباء والاجلاد اے فرزند مین تجھکو وصیت کرتا ہون کہ تو اپنے باپ دادون کے دین کو نہ چھوڑے وایاك ودین محمد فانه سبب فقرنا اور خبردار کہ محمد کا دین نہ اختیار کرنا کیونکہ وہ باعث ہمارے فقر اور درویشی کا ہے۔ ولا یھولنك قول محمد من البعث والنشور اور زنہار کہ تو محمد کی باتون سے ڈرے کہ مرنیکے بعد پھر زندہ ہونگے اور حشر ونشر و بہشت و دوزخ ہوگا جب نصیحت تمام ہوئی تو معاویہ نے کہا ذلك رأیی یا ابتاہ اے پدر گرامی اطمینان رکھو کہ میرا یہی اعتقاد ہے جو تمہارا ہے۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ علی اپنے مقام پر پہنچے تو اپنے کنبے والون کو خطاب کرکے کہنے لگے اے پسران عبدالمطلب یہ لوگ پیغمبر خدا کی وفات کے بعد تمسے ویسی ہی عداوت کرتے ہین جیسی کہ آنحضرت کی حیات مین اُنکے ساتھہ کرتے تھے۔ جہانتک اُنکا مقدور ہوگا وہ کبھی خلافت وامارت کو تم تک نہ پہنچنے دینگے اور بلا زور شمشیر ہرگز حق کی طرف نہ رجوع لائینگے۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت عبداللہ بن عمر خطاب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور اُنہون نے آتے ہوئے حضرت کا یہ کلام سنا اندر آئے تو کہا اے ابوالحسن تم لوگون کو باہمدگر لڑوانا اور قتل کروانا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا خاموش ہو وائے ہو تجھپر اگر تیرا باپ اور اُسکے پہلے پچھلے سلوک ہمارے ساتھہ نہوتے تو آج پسر عفان اور ابن عوف کی مجال نہ تھی کہ میرے ساتھہ نزاع کرتے عبداللہ اتنا سنکر وہانسے اُٹھے اور چلدیے۔ اگلے روز مقدادؓ۔ عبدالرحمن سے ملے اور اُسکا ہاتھہ پکڑکر کہنے لگے جو تونے کیا ہے اگر اس سے رضائے خدا کا ارادہ کیا ہے۔ تو خداتعالے ثواب دنیا و آخرت تجھکو دیگا ورنہ محض دنیا چاہی ہے تو دنیا تجھے ملے گی اور مال تیرا زیادہ ہوگا یعنی آخرت سے بے نصیب رہیگا عبدالرحمن نے کہا خدا تجھے رحمت کرے سُن مقداد نے کہا مین کچھہ نہین سُنتا اور اُسکے ہاتھہ سے ہاتھہ چھوڑاکر چلے گئے اور ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ مقداد اسود نے عبدالرحمن سے کہا تو نے اُس شخص کو چھوڑا ہے جو بحق فیصلہ کرنیوالا اور عدل و نصفت مین یکتا ہے عبدالرحمن نے کہا قسم بخدا مینے مسلمانون کی خاطر بہت جد و جہد کیا مقداد نے کہا کسی کو وہ پیش نہین آیا جو اہلبیت پیغمبر کو آنحضرت کی وفات کے بعد پیش آیا تعجب ہے کہ قریش نے اُس شخص کو ترک کیا جسکی برابر حاکم عادل ہو نہین سکتا۔ قسم بخدا کہ اگر مجھکو مددگار ملین تو اُنسے جنگ کرون عبدالرحمن نے کہا اے مقداد خدا سے ڈر اور فتنہ انگیزی نکر۔ بروایت اوّل علی علیہ السلام کے پاس جاکر کہا اُٹھو اور جہاد کرو اس قوم پر کہ ہم بھی تمہارے ساتھہ جہاد کرین آنحضرت نے کہا رحمك الله کن لوگون کو لیکر اُن پر جہاد کرون اتنے مین عمار یاسر بھی وہان آئے اور اس شعر کو زور زور سے پڑھتے تھے یاناعی الاسلام قم فانعه قد مات عرف وبدا نکر یعنی اے اسلام کی موت کے خبر دینے والے اُٹھہ اور اُسکے مرگ کی خبر دے تحقیق کہ نیکوکاری جاتی رہی اور بدکاری ظاہر ہوئی۔ پھر کہا قسم بخدا کہ اگر مین معاون و مددگار پاتا تو اُن لوگون پر جہاد کرتا اور قسم خدا کی اگر ایک آدمی بھی اُنسے جنگ کرے تو مین اُسکا دوسرا ہون علی نے کہا اے ابوالیقظان قسم بخدا کہ میرے پاس اعوان و انصار نہین کہ اُنکو ساتھہ لیکر جنگ کرون اور نہین چاہتا کہ تمکو تمہاری طاقت سے زیادہ تکلیف دون راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد علی مع چند نفر اپنے اہلبیت کے اپنے گھر مین بیٹھے رہتے تھے اور بخوف عثمان کوئی اُنکے پاس آنا جانا نہ تھا۔ شیخ سدید مفید علیہ الرحمہ نے جندب ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ اُنے کہا مین عثمان کی بیعت کے بعد علی ابن ابیطالب کے پاس داخل ہوا دیکھا مینے کہ وہ حضرت سرجھکائے مُلول و حزین بیٹھے ہین۔ مینے عرض کی

روایت جناب جندب بن عبداللہ

عجب صدمہ عظیم آپ صاحبون کو پہنچا ہے۔ فرمایا فصبر جمیل مینے کہا سبحان اللہ قسم بخدا کہ آپ بڑے صابر ہین فرمایا اگر مین صبر نکرون تو کیا کرون عرض کی گھر سے نکلکر اِن لوگون کے درمیان کھڑے ہون۔ اور اُنکو اپنی طرف دعوت کرین۔ اور قرابت پیغمبر اور سبقت اسلام کا واسطہ دین اور اِن غاصبون پر اُنسے طلبگار اعانت ہون۔ اگر سو مین دس آدمی بھی آپ کی نصرت کرین تو اِن دس سے اُن سو کو مغلوب فرمادین اطاعت کرین تو فبہا ورنہ اُن کے ساتھہ جنگ کرین فتح ہوئی تو وہ ایک سلطنت ایزدی ہے کہ حقتعالے نے اپنے نبی کو بخشی آپ سب سے زیادہ اسکے حقدار ہین۔ اور جو اسمین کام آئے تو درجہ شہادت آپ کو ملیگا اور بوجہ وراثت رسول اللہ آپ خدا کے نزدیک معذور و ماجور ہونگے۔ فرمایا اے جندب تیرے نزدیک سو مین سے دس آدمی اس دعوت کو قبول کرینگے مینے کہا ہان مجھکو اسکی امید ہے آپ نے فرمایا لیکن مجھکو تو یہ امید نہین بلکہ سو مین سے دو کی بھی امید نہین کرتا۔ اور مین اسکی وجہ تجھے تبلاتا ہون یہ اسلیے ہے کہ تمام خلائق کی نظر اس مقدمے مین قریش کی طرف ہے اور قریش کہتے ہین کہ آل محمد اپنے تئین اورون سے برتر گنتے ہین اور سب سے زیادہ آپ کو اسکا مستحق جانتے ہین پس اگر ہم اُنکو حکومت دین تو وہ ہمیشہ اِن ہی کے درمیان رہیگی اور کوئی دوسرا اس سے منتفع نہوگا اور جو اورون کو خلیفہ مقرر کرینگے تو باری باری سب اس سے فائدہ اُٹھاتے رہینگے قسم بخدا کہ قریش بالطبع و رغبت کبھی ہمکو خلافت نہ دینگے۔ مینے کہا کہ مین جاکر آپ کی یہ باتین لوگون کو سُناکر آپ کی طرف دعوت کرون فرمایا اے جندب ابھی اسکا موقعہ نہین جندب کہتا ہے کہ مین اسکے بعد عراق کو واپس آیا پس جہان کہین آپ کے فضائل و مناقب اور آپکے حقوق مسلمانون کے سامنے بیان کرتا تو وہ مجھکو دھمکاتے اور جھڑکیان دیتے تا اینکہ میری باتین ولید بن عقبہ تک کہ عثمان کی طرف سے حاکم کوفہ تھا پہنچین اُس نے مجھکو بلاکر قید کرلیا اور اُسوقت تک جب تک کہ میرے حق مین اُسکے پاس شفاعت نہوئی مجھکو رہا نکیا ✤

خطبہ نخستین خلیفہ ثالث

حضرت عثمان کو اخذ بیعت سے فارغ ہوکر گھر پر آئے بہت دیر نہوئی تھی۔ اور ابھی وہ اپنے بھائی بندون کے ساتھہ مبارک سلامت ہی مین مصروف تھے کہ اتنے مین عبدالرحمن بن عوف آپکے پاس گئے اور کہنے لگے کہ یہ وقت گھر مین بیٹھنے کا نہین چلو چلکر مسجد مین خطبہ کہو اور لوگونکو وعظ و پند کرو اور عدل و احسان کے وعدے سے اُنکے دل کو تسلّی و اطمینان بخشو بنابرین عثمان مسجد مین آئے حضرت رسولخدا کا منبر تین درجے کا بنا ہوا تھا حضرت سب سے اوپر کے درجہ پر جلوہ فرما ہوتے تھے ابوبکر خلیفہ ہوئے تو بپاس ادب اُس درجے کو چھوڑکر درمیان کے زینے پر بیٹھنے لگے عمر نے اِنکا بھی لحاظ کیا اور آخری درجہ پر بیٹھنا شروع کیا عثمان فرط مسرت مین سب کا پاس و لحاظ بھول گئے آپ سیدھے درجہ مقام رسولخدا پر جا بیٹھے اس مرد آدمی نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ ابھی تو اور سیرت شیخین کی پیروی کا تو ابھی قول و اقرار کرچکا ہون کہ اسی اقرار سے میدان مارا اور خلافت جیتی ہے اسی دم اسکے خلاف کرنا کونسی انسانیت ہوگی۔ حضرت باحیا کا ابوبکر و عمر کی سنت کے برخلاف ممبر کے اوپر کے درجہ پر بیٹھہ جانا صاحب روضۃ الاحباب نے بیان کیا ہے الاّ وہ یہ عذر کرتے ہین کہ پایہ زیرین پر بیٹھتے تو عمر کی برابری کا گمان ہوتا دوسرے پر بیٹھنے مین ابوبکر کی ہمسری پائی جاتی اسلیے وہ رسول اللہ کی جگہہ بیٹھہ گئے کہ اس قسم کا خیال ہی نہو خیر پیچھے سے بات کو سنوارنا اور بگڑی کا بنانا مریدون و معتقدون کا کام ہی ہے مگر اسمین شک نہین کہ قبیح جسارت جناب عثمان سے سرزد ہوئی کہ جو مقام حضرت رسولخدا کا مخصوص تھا اور اُنکے بعد امام بحق علی مرتضےٰ کے سوا کسی کو

شایاں نہ تھا اس پر چڑھ بیٹھے حضرت رسالت پناہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ بندر آنحضرت کے منبر پر بازی کرتے ہیں اور اسکی تعبیر بنی امیہ سے کی تھی گویا اسکی تصدیق اسیوقت سے شروع ہوگئی۔ الغرض اس مقدس جگہہ پر پہنچکر کچھہ خلائق کا اژدحام کچھہ عب مقام رسول انام اور زیادہ تر علم ولیاقت کی کمی اوسان خطا ہوگئے سیٹی بھول گئی بہتیرا چاہا کہ کچھہ کہیں مگر بولا نہ گیا اب تمام مجمع کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ نئے خلیفہ کچھہ زبانِ مبارک سے ارشاد کریں۔ وعظ و نصیحت فرمائیں مگر وہاں مُنہہ خشک زبان سے ایک حرف نہیں نکلتا۔ کریں تو کیا کریں۔ آخر خلیفہ گر جناب عبدالرحمن ہی نے اپنے کئے کی لاج بھری اُٹھے اور کہا الحمد للہ رب العلمین کہو اور نیچے اُتر آؤ عثمان نے الحمد للہ کہا اور شکر خدا کیا کہ اس ورطہ سے نجات ملی۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ اس مکان کے ہول و دہشت سے عثمان کی زبان اداے خطبہ سے عاجز رہی اور اُنہوں نے کہا ایہا الناس انکم الی امام فعال احوج منکم الی قوّال اقول قولی واستغفر اللہ لی ولکم لوگو تم کار کنندہ امام کے زیادہ حاجت مند ہو بہ نسبت بہت بولنے والے امام کے یہ کہکر استغفار کی اور اُتر گئے۔ پھر کہتے ہیں روات آنکہ گفت الحمد للہ و راہ کلام بروے بستہ شد برواۓ فرمایا ہر کام کا آغاز سخت ہوتا ہے ابوبکر و عمر اسجگہہ کیواسطے پہلے سے کلام بنا کر لایا کرتے تھے۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ جیسا چاہیے تمکو خطبہ سنایا کرونگا۔

قصۂ قتل ہرمزان

سب سے پہلا مقدمہ کہ بیعت کے بعد خلیفہ سوم کے اجلاس میں پیش ہوا ہرمزان کا قتل تھا۔ یہ ہرمزان شاہانِ عجم سے ملک اہواز کا فرمانروا تھا۔ عمر خطاب کے زمانے میں اسکا ملک مسلمانوں نے فتح کیا تو وہ مدینہ آکر عباس بن عبدالمطلب کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگیا اُسوقت سے زیر سایہ حمایت بنی ہاشم میں رہتا تھا ابو لولو نے عمر کو قتل کیا تو اُنکے منجھلے بیٹے عبیداللہ کے سر میں یہ جنون سمایا کہ جتنے عجمی مدینہ میں ہیں سب کو نابود کر ڈالئے کیونکہ اُس کے حساب میں وہ سب خلیفہ کے قتل میں شریک تھے۔ عمر کو دفن کرکے پلٹے تھے کہ عبیداللہ نے تلوار سونت لی اور پہلے ابو لولو کی صغیر سن معصوم لڑکی کو مارا پھر ہرمزان کے گھر پر آکر اُس بیگناہ کو قتل کیا بعد ازاں سعد وقاص کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہاں جفینہ نام نصرانی کو تہ تیغ کھینچا سعد یہ غلغلہ سُنکر بیتابانہ باہر نکل آیا اور عبیداللہ سے کہا تو نے ہمارے آدمی کو کیوں مارا عبیداللہ شدتِ غیظ میں ایسا از خود رفتہ ہو رہا تھا کہ بولا مجھکو تجھہ سے بھی عمر کے خون کی بو آتی ہے تجھے بھی مارنا چاہیے یہ روایت محمد بن جریر طبری کی ہے اور بقول ابن اثیر کامل میں عبداللہ کہتا تھا کہ قسم بخدا کہ میں ان تمام کو قتل کرونگا جو میرے باپ کے خون میں شریک تھے اور مراد اسکی اس تعریض سے مہاجرین و انصار تھے کہ انہوں نے اُسے قتل کرایا ہے۔ غرض سعد وقاص نے جھپٹ کر عبیداللہ کے موئے سر کہ شانوں تک لٹکتے تھے پکڑ لئے اور تلوار اسکے ہاتھہ سے چھین کر اُسے زمین پر پچھاڑا پھر اپنے نوکروں کو کہا کہ اسکو فلانے مکان میں لیجا کر قید کرو۔ عثمان تخت خلافت پر بیٹھے تو یہ خونی مجرم اُنکے سامنے پیش کیا گیا مسلمان نگران تھے کہ دیکھئے خلافتماب اس سے قصاص لیتے ہیں یا عمر کی رعایت سے چھوڑ دیتے ہیں عثمان نے اس سے پوچھا کہ کسلئے تو نے مرد مسلم کا خون گرایا عبیداللہ نے کہا خنجر دوسر جس سے عمر قتل ہوئے عبدالرحمن ابن ابی بکر نے دو روز پہلے ہرمزان کے پاس دیکھا اس لئے وہ قتل عمر میں شریک تھا۔ مگر شرع میں ایسی بادہوائی باتوں سے اثبات خون کسی کے ذمہ نہیں ہوسکتا۔ علاوہ برایں عبیداللہ کو اسکی طرف سے شبہ تھا تو صبر کرنا چاہیے تھا۔ اور امر خلافت کے تصفیہ ہو جانے پر حاکم شرع سے رجوع کرنا۔ وہ اپنے آپ کسی کے مارنیکا مجاز نہیں تھا۔ اسلئے اکثر صحابہ اس قتل کو ناحق شمار و ابتلاتے تھے اور عبیداللہ

سے قصاص لینے پر بالاتفاق فتوے دیتے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے عثمان سے کہا کہ اس فاسق خبیث کو کہ ناحق مسلمان کا خون کیا قتل کرنا واجب ہے لیکن عمرو عاص نے کہا یہ واقعہ تیرے عہد حکومت سے پہلے کا ہے کل عمر قتل ہوا آج اسکا بیٹا مارا جائیگا۔ تو لوگ کیا کہیں گے عثمان نے کہا عبیداللہ کا قصور معاف کیا اور ہرمزان کا خون بہا بیت المال سے دلوادیا پس یہ پہلا امر تھا کہ مسلمانوں کو عثمان سے ناپسند ہوا۔ اور وہ اپنی خلافت کے پہلے ہی روز اس طعن سے مطعون ہوگئے۔ امیرالمومنینؑ نے عبیداللہ سے کہا اے فاسق مجھکو جسوقت تجھپر دسترس ہوگا ہرگز قتل کئے بغیر نچھوڑونگا اسی لئے بعد قتل عثمان آنحضرت سے بیعت ہوئی تو عبیداللہ مدینہ میں نہ ٹھہر سکا معاویہ کے پاس چلا گیا اور جنگ صفین میں شامیوں کے ساتھ مارا گیا اور قول امیرالمومنینؑ کہ ان فاتنی الیوم فلن یفوتنی غداً کہ اگر آج وہ میرے ہاتھہ سے نکل گیا تو کل نہیں چھوٹنے پائیگا صادق آیا چنانچہ اُسکا قصہ اپنے محل میں مفصل مذکور ہے۔ سید مرتضےٰ علم الہدےٰ شافی میں نقل کرتے ہیں کہ عثمان نے عبیداللہ کو عفو کیا تو مسلمانوں نے کہا یہ تجھکو جائز نہیں امیرالمومنینؑ مسلمانوں کے قول کی تائید کرتے تھے عثمان نے دیکھا کہ یہ لوگ اسکے قتل کئے بغیر راضی نہونگے تو اُسکو کوفہ بھیجدیا اور وہاں ایک مکان اور کچھہ زمین اسکی مدد معاش کیلئے عطا کی کہ بنام کرنہ ابن عمر معروف ہے فعظم ذلک عند المسلمین واکبروہ وکثر کلامہم پس مسلمانوں کے نزدیک یہ امر عظیم ہوا اور انہوں نے اُسے بزرگ جانا۔ اور اسمیں بہت سا کلام کرتے تھے

شرح شمہ از حالات خلیفہ ثالث کہ بالاخر منجر بقید و قتل ایشان گردید۔

حضرت عثمان نے حکومت پاتے ہی پہلے طرز و طریق یکقلم بدل دئے۔ خلافت رسول اللہ اُنکے عہد میں بادشاہت دنیوی کے رنگ آگئی قصر ہاے عالیشان اپنے رہنے کے لئے تعمیر کرائے۔ غلامان رومی ترکی خطائی۔ خدمتوں پر مقرر ہوئے حکم بن عاص و مروان بن حکم کو کہ طریدان[ل] رسول و ابوبکر و عمر تھے واپس مدینہ بلوایا اور مروان اور اُسکے بھائی سعید بن حکم سے اپنے دو بیٹیوں کی شادی کرکے مروان کو اپنا وزیر اعظم و مختار کل کیا۔ عاملان و نائبان عمر خطاب سے ایک معاویہ تو حکومت شام پر بحال رہا باقی تمام معزول ہوکر اُنکی جگہہ جوانان بنی امیہ بھرتی ہوئے ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان کو حکومت کوفہ ملی عبداللہ بن عامر بن کریز کہ آپکا ماموں زاد بھائی پچیس برس کے سن و سال میں تھا ولایت بصرہ پر سرفراز ہوا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان نے امارت مصر پائی۔ بیت المال پر دست تصرف دراز ہوا تو ہزاروں لاکھوں کا شمار نرہا جو کچھہ چاہا اپنے رشتہ داروں کو بخشدیا اشرار بنی امیہ اس سلطنت میں مالامال تھے اور صلحاے مسلمین محتاج و پریشان حال۔ چار لاکھہ دینار اپنی چار لڑکیوں کے جہیز میں دئے مال افریقہ آیا تو مروان کو اُس سے ایک لاکھہ بقولے دو لاکھہ دینار دئے اور بموجب قول واقدی کل مال اُسکو بخشدیا۔ حکم بن عاص پدر مروان کو عامل زکوٰۃ قضاعہ مقرر کیا تین لاکھہ دینار وہاں سے وصول ہوئے سب کے سب اسی نابکار کو دے ڈالے ایک لاکھہ سعید بن عاص کو دئے علیٰ ہذا حکم بن حارث بن حکم کو مال کثیر عنایت کیا۔ عبداللہ بن خالد داماد عثمان کہیں گیا ہوا تھا حاضر ہوا تو ایک لاکھہ دینار اُسکو عطا کئے صحابہ انکی ان حرکات پر معترض تھے۔ سعد وقاص خازن بیت المال نے خزانہ کی کنجیاں مسجد میں ڈالدیں کہ میں خازن نہیں رہ سکتا جبکہ طرید رسول خدا مستحق ایک لاکھہ دینار کا ہو۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ عثمان نے عبداللہ بن ارقم خازن بیت المال کو لکھا کہ عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی العاص بن امیہ کو تین لاکھہ دینار اور اُسکے ہمراہیوں سے

[ل] طرید مطرود یعنی دور کیا گیا نکالا گیا۔ حکم بن عاص کہ بروز فتح مکہ بظاہر اسلام لایا دل میں حضرت رسولخدا کا سخت دشمن تھا اور اپنی ناجیانہ حرکات سے حضرت کو اسقدر ایذا میں دیتا تھا کہ آخر آپ نے اُس کو معہ اُس کے اہل و عیال کے طائف کی طرف اخراج کیا ابوبکر و عمر نے اپنے اپنے عہد خلافت میں اُسے اور بھی دور کر دیا۔ مگر عثمان نے خلافت پاتے ہی اُسے واپس مدینہ بلوا لیا تھا ۱۲ منہ عفی عنہ

حکایت جوہر رخشان

ہر ایک کو ایک ایک لاکھ دینار عطا کر عبداللہ نے وہ نوشتہ رد کیا اور روپیہ نہ دیا عثمان نے کہا تو خزانچی ہے جو کچھ مین کہون اسکے موافق عمل کر عبداللہ نے کہا مین خازن اموال مسلمین ہون تیرا خزانچی تیرا غلام ہوگا یہ کہکر کنجیان بیت المال کی ممبر پر لٹکا دین اور بروائتے عثمان کے آگے پھینک دین اور قسم کھائی کہ پھر کبھی یہ کام نکرونگا۔ عثمان نے وہ کنجیان لیکر نائل نام اپنے غلام کے سپرد کین۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عثمان نے تین لاکھ درہم عبداللہ بن ارقم کے پاس بھیجے زید بن ثابت حامل مال نے اس سے کہا کہ امیرالمومنین نے یہ مال تجھے دیا ہے کہ اپنے اہل و عیال پر صرف کرے عبداللہ نے کہا مجھکو اسکی حاجت نہین نہ بیت المال کی خدمت اسلیے نہین کی کہ عثمان مجھکو اُجرت دے قسم بخدا اگر یہ مال مسلمانون کا ہے تو میرا کام اسقدر نہین کہ اسکی اجرت تین لاکھ درہم ہو اور جو عثمان کا اپنا ہے تو نہین چاہتا کہ اسکو اتنا ضرر پہنچے تاکہ وہ بیت المال سے حق ناحق جسے جو کچھ چاہے دیدے۔ ابن ابی الحدید نے زہری سے روایت کی ہے کہ ایک جوہر غنائم عجم سے عمر کے پاس آیا تھا جب آفتاب اسپر پڑتا تو مثل مشعل روشن ہو جاتا۔ عمر نے خازن سے کہا کہ اسکو جلد مسلمانون پر قسمت کر کہ مبادا فتنہ عظیم اسکے سبب سے حادث ہو خازن نے کہا یہ ایک عدد تمام مسلمانون مین کیونکر تقسیم ہو سکتا ہے بالفعل کسی کو ایسی مقدرت بھی نہین کہ اسکو خریدے کہ اسکی قیمت تقسیم ہو جائے سال آئندہ شاید کوئی فتح مسلمانون کو میسر ہو تو کوئی اسکو خرید سکیگا پس ابھی اسکو بیت المال مین رہنے دینا چاہیے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ گوہر خزانے مین تھا تا اینکہ عمر قتل ہوئے اور عثمان نے خلافت پائی اُسوقت اُنہون نے وہ دانہ اپنی لڑکیون کو دیدیا علی ہذا اس قسم کی اور بہت سی حکایتین کتب تاریخ مین ہین کہ بخوف طوالت یہان نقل نہین ہو سکتین ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ حرکات ناشائستہ عثمان مسلمانون کو ذہن نشین ہو گئین اور معلوم ہوئین اور اُنہون نے اسکی شکایت عبدالرحمن عوف سے کی کہ **مصرع**

اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست

چونکہ تو نے انکو خلافت دی ہے لہذا اُن تمام سیئات کا وبال تیری گردن پر ہے۔ علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے عبدالرحمن سے ملاقات کرکے کہا کہ تو دیکھتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے کہا اگر جو کچھ عثمان کی نسبت مشہور ہے بیان واقعی ہے تو ہمکو چاہیے کہ تلوار میان سے نکالین یہ خبر عثمان کو پہنچی تو بہت برہم ہوئے اور کہا عبدالرحمن مرد منافق ہے اس سے بعید نہین کہ میرے خون مین ہاتھ رنگین کرے۔ عبدالرحمن نے یہ سنا تو آتش خشم دوبالا ہو گئی اور کہا میرا گمان نہ تھا کہ یہ وقت دیکھون کہ عثمان مجھکو منافق کہے اور قسم کھائی کہ تا زیست عثمان سے کلام نہ کرونگا۔ نیز ابن اعثم کہتا ہے کہ افعال ناصواب عثمان کے حد سے گزر گئے تو اصحاب رسول اللہ نے جمع ہوکر کہا کہ لازم ہے کہ ہم اس مرد کو اُسکے عیبون پر مطلع کرکے حق نصیحت بجالائین قبول کیا تو فبہا ورنہ کوئی اور تدبیر سوچنی چاہیے۔ پس جملہ افعال نکوہیدہ کہ ابتدائی خلافت سے اُسنے سرزد ہوئے تھے ایک کاغذ مین درج کیے اور وہ کاغذ یاسر کو کہ بزرگان صحابہ سے صاحب منصب جلیل تھے دیا کہ عثمان کو پہنچائین عمار وہ کاغذ لیکر دارالخلافہ کے دروازے پر گئے عثمان اُسوقت اندر سے باہر آ رہے تھے کہ اُنہون نے وہ نوشتہ اُنکے حوالے کیا عثمان نے چند سطرین اسکی پڑھی تھین کہ غضب اُنپر مستولی ہوا اور کاغذ کو ہاتھ سے پھینکدیا عمار نے کہا کہ اسکو اصحاب رسول اللہ نے لکھا ہے زمین پر مت ڈالو۔ بلکہ غور و تامل سے اسکا مطالعہ کرو مین تمہاری خیرخواہی کی راہ سے کہتا ہون فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے اور اپنے غلامون کو امر کیا کہ انکو لگدکوب کرین چنانچہ اُنہون نے اسقدر مارا کہ عمار زمین پر گر گئے بعد ازان خلافت پناہ نے خود آگے بڑھکر چند لاتین اُنکے شکم اور اعضاء اسفلیہ پر لگائین کہ انکے صدمے سے حالت غشی اُنپر طاری ہوئی اور علت فتق اُنکو عارض ہو گئی بیہوش زمین پر پڑے تھے بنی مخزوم کہ بنی اعمام و رشتہ داران عمار تھے یہ سنکر دوڑے آئے اور

فتق بالفتح شگافتہ ہونا اور پھٹنا۔ اور ایک مرض ہے کہ امعاء و خصیون کے درمیان کا مقام شگافتہ ہو کر ریاح وغیرہ کے بھر جانیسے عارض ہوتا ہے ۱۲ منہ

انکو اٹھا کر گھر لیگئے بستر پر لٹایا۔ مگر وہ ایسے ہی بدحواس تھے اُنہون نے قسم کھائی کہ اگر عمار اس ضرب سے مر گئے تو ہم اسکی عوض عثمان کو قتل کرینگے عمار آدھی رات تک بیہوش پڑے تھے چنانچہ چار نمازین ظہر عصر مغرب عشا اُنکے فوت ہوئین بعد نصف شب ہوش آیا تو اُٹھے اور وضو کرکے نمازین قضا پڑھین ٭٭

قصۂ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جن لوگون نے حضرت خلیفۂ ثالث کے دست تعدی سے ایذا و اہانت پائی انمین سب سے بڑا حصہ ابوذر غفاری صحابی رسولخدا کا ہے حضرت ابوذر بڑے پرہیزگار باخدا اول درجہ کے صابر و شاکر شخص تھے اُنکا قصہ بہت دردناک ہے اور کچھ تعجب نہین کہ حضرت قتیل دار کو ایذا و آزار و قتل و حصار سے جو کچھ پیش آیا وہ ایسی ہی ستمدیدون کے نالۂ سحری و سوز دردی کا اثر ہو۔ آتش سوزان نکند با سپند ٭ آنچہ کند دود دل دردمند ٭ منقول ہے کہ ابوذر عمر خطاب کے زمانہ مین شام کو گئے اور وہین رہ گئے تھے۔ چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین انکو خاص اہتمام تھا اور حاکم شام معاویہ ابن سفیان کا فسق و فجور و مکر و زور ظاہر و علانیہ تھا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ اُنکی اَن بن رہتی تھی۔ یہ اسپر باب پند و نصائح کھولتے تھے اسنا تو خفا ہوتے اور ذم و تہجین کرتے وہ تخم عداوت دل مین بوتا۔ عثمان کے حالات و عمار وغیرہ صحابہ کے ساتھ اُنکے سلوک شام مین شائع ہوئے تو ابوذرؓ نے اُنپر طعن کیا اور اُنکے اور اُنکے عاملون کی مذمت کرنے لگے قطع نظر اسکے فضائل اہلبیت اطہار و مناقب حیدر کرار اُنکا وظیفہ تھا۔ اُٹھتے بیٹھتے اُنکا تذکرہ کرتے اور لوگون کو آنحضرت کی محبت و ولایت کی طرف دعوت فرماتے تا اینکہ اُنکی فیض صحبت سے بہت سے اشخاص تشیع کی طرف مائل ہوگئے۔ حتے کہ مشہور ہے کہ دمشق و جبل عامل وغیرہ مین جسقدر شیعہ مذہب رائج ہوا۔ ببرکت ابوذر ہوا۔ معاویہ نے اُنکی شکایت خلافت پناہ کو لکھی کہ جلد اسکو یہان سے طلب کرنا چاہیے اگر چندے اور اس جگہ رہا تو ملک شام کو ہمپر تباہ کردیگا۔ عثمان نے جواب مین لکھا کہ جسوقت میرا خط تجھکو پہنچے فوراً ابوذر کو ایک شتر تیز و تند پر بے کجاوے و پالان کے سوار کرکے ایک سرہنگ زشت رو درشت خو کو اُسکی ہمراہ کر کہ رات دن اونٹ کو ہنکاتا رہے اور کہین آرام نہ لینے دے تاکہ خواب اُسپر غلبہ کرے اور ہماری اور تیری یاد اُسکے دل سے فراموش ہو جائے اس فرمان کے پہنچتے ہی معاویہ نے ابوذر کو بلوایا اور حسب ارشاد خلیفہ صاحب کوہان شتر بے جامہ و جہاز پر سوار کرکے روانہ مدینہ کیا اور راہبر سے تاکید کردی کہ اثنا راہ مین آرام و قرار نہ لینے دے ابوذر مرد دراز بالا لاغر اندام تھے اور پیری نے اُنکے بدن مین اثر تمام کیا تھا۔ موئے سر و ریش سفید و سست ہوگئے تھے راہ مین ذلیل کی سختی اور شتر کی ناہمواری سے اُنکو سخت زحمت ہوئی۔ ٹانگین چھلکر زخمی ہوگئین اور رانون کا گوشت اُڑ گیا تھا کوفتہ و بیمار مدینہ پہنچے اور عثمان کی حضور مین حاضر کیے گئے تو اُنہون نے کہا کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہوا ہے جندب ابوذر نے کہا میرا نام میرے باپ نے بیشک جندب ہی رکھا تھا۔ مگر رسول اللہ نے اسکو بدل دیا اور عبداللہ رکھا عثمان نے کہا تو دعوائے مسلمانی کرتا ہے اور ہماری طرف سے لوگون مین کہتا ہے کہ اللہ **فقیر و نحن اغنیاء** خدا فقیر ہے اور ہم تونگر بتا تو مینے یہ بات تجھ سے کب کہی تھی ابوذر نے کہا یہ کلمہ میری زبان سے نہین نکلا۔ اِلّا مینے حضرت رسولخدا سے سُنا ہے کہ فرمایا جب پسران ابوالعاص[*] تیس نفر کو پہنچین گے تو مال خدا کو اپنی حشمت و جاگیر قرار دینگے اور دین خدا مین خیانت کرینگے اور بندگان خدا کو چاکر و خدمتگار بنائینگے۔ حقتعالے اپنے بندون کو اُنکے ہاتھ سے نجات دے۔ عثمان نے برہم ہوکر کہا تو دروغ کہتا ہے حضار مجلس نے بھی براہ خوشامد کچھ ایسا ہی کہا۔ عثمان نے حضرت امیرالمومنینؑ کو بلوایا۔

[*] ابوالعاص عثمان کے دادا کا نام ہے یعنی عفان پدر عثمان کے باپ کا ۱۲ منہ عفی عنہ ٭٭٭

اور انسے اس حدیث کی بابت استفسار کیا آپ نے فرمایا اے عثمان ابوذر دروغ گو نہین تحقیق کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے مَا اَظَلَّتِ
الْخَضْرَاءُ وَاَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ لَهْجَةٍ مِنْ اَبِي ذَرٍّ کہ آسمان سبز کسی پر سایہ افگن نہین ہوا اور زمین غبار آلود نے کسی کو اپنے اوپر
نہین اٹھایا کہ ابوذر سے زیادہ راست گو ہو۔ جملہ حاضرین نے حضرت کی تصدیق کی۔ کہ بیشک ہمنے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سُنی ہے ابوذر نے کہا اے
جماعۂ حاضرین مینے حدیث اولاد ابو العاص زبان مبارک سید المرسلین سے سُنی ہے افسوس کہ تمنے مجھکو جھٹلایا میر الگمان نہ تھا کہ یہ زمانہ دیکھون
کہ تم میری تکذیب کرو اسپر عثمان کا غصہ اور بڑھگیا اور کہا مجھکو بتلاؤ کہ اس پیر کذاب کا کہ فتنہ پردازی کرتا اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالتا ہے کیا علاج کرون
امیر المومنینؑ نے فرمایا اسکو بحال خود چھوڑ دے اگر اس روایت مین کاذب ہے تو اسکا وبال اسکو پہنچیگا عثمان یہ سنکر آپے سے باہر ہوگئے اور کہا
کہ خاک ہو تیرے مُنہہ مین امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خاک تیرے مُنہہ مین ہوگی۔ تو ابوذر کو کہ دوست و مصاحب رسول اللہ ہے ایسی باتین کہتا ہے اور
ایک معاویہ کی بے سروپا تحریر پر اسکو تفرقہ پرداز فتنہ انگیز ٹھہراتا ہے عثمان خاموش ہوگئے یہ روایت ابن اعثم کوفی کی ہے کہ بقول صاحب کامل بہائی
اپنے مذہب مین اسقدر متعصب تھا کہ ایک مقام پر لکھتا ہے کہ جو کچھ روایات اہلسنت ہین یہ ہین باقی روائتین مین نہین لکھتا کہ مبادا شیعون کے
ہاتھ لگین اور وہ ہمپر حجت لائین پس دیکھا چاہئے کہ باوجود اسقدر احتیاط اور حفظ ماتقدم کے کیا کچھ اس مورخ کے قلم سے نکل گیا ہے حاضرین کلمہ
کہ حضرت باحیا نے حضرت علی مرتضےٰ کے خطاب مین فرمایا قابل غور ہے سبحان اللہ یہ حضرات نفس رسولؐ کے ساتھ ایسے بیباک اور اسقدر
دریدہ دہن تھے کہ ایسی گستاخی سے بھی درگزر نہ کرتے تھے کہ جسکے جواب مین آنحضرت کو بھی مضمون جواب ترکی بہ ترکی وہی کلمہ کہنا پڑا۔
احادیث شیعہ مین ہے کہ جب عثمان شکنجۂ عقوبت کے بعد قتل ہوئے تو انکے مُنہہ مین باعجاز حضرت امیرؑ خاک بھری ہوئی تھی۔ اور نیز مروی ہے
کہ ایک روز ابوذر عثمان کی مجلس مین حاضر تھے کہ کچھ مال بیت المال کا انکے پاس لائے تاکہ بنی امیہ کے درمیان قسمت کرین عثمان نے کہا
اسکو رہنے دو تا اینکہ اسی قدر اور آجائے اُسوقت تقسیم ہوگا۔ ابوذرؓ نے کہا اے امیر تمکو یاد ہے کہ ایک روز صبح کو ہم رسولخدا کی خدمت مین گئے
تو آپ کو محزون پایا شام کو حاضر ہوئے تو اسکے برخلاف شاد و خورم تھے مینے صبح کی دلگیری اور اسوقت کی بشاشت کا حال دریافت کیا تو آپنے
فرمایا کہ صبح اموال بیت المال مسلمانون مین تقسیم کیا چار درہم اس سے باقی رہگئے کوئی مستحق نہ تھا کہ اسکو دیئے جاتے اسوقت تمہارے آنے سے
ذرا پہلے وہ دراہم مستحق کو دیدیئے لہذا خوش وقت و مسرور ہون عثمان نے کعب الاحبار سے پوچھا اگر خلیفۂ وقت کچھ مال اہل استحقاق کو پہنچائے باقی
اپنے پاس رہنے دے کہ بتدریج صرف ہو تو اسمین کیا قباحت ہے کعب نے کہا اسمین کوئی مضائقہ نہین۔ ابوذر نے کہا اے کعب تو احکام شرع سے
واقف نہین پس تلاوت کیا آیۂ شریفہ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الخ کو کہ حاصل ترجمہ اسکا یہ ہے جو لوگ جمع کرتے ہین سونے اور چاندی
کو اور اسکو راہ خدا مین نہین صرف کرتے بشارت دے تو اے محمدؐ انکے تئین ساتھ عذاب دردناک کے عثمان یہ سنکر برہم ہوئے اور یہ باعث زیادتی عداوت
ہوا ابوذر کے ساتھ بر وائتے کعب نے کہا اگر امام وقت ایک خشت طلا اور ایک نقرہ کی بنائے جب بھی کچھ ڈر نہین ابوذر نے یہ سنکر کعب کے سر پر عصا مارا اور
کہا اے یہودی زادے تیرا کیا منصب ہے کہ مسلمانون کے احکام مین دخل دے خدا کا کلام تیرے کلام سے زیادہ راست ہے پس آیۂ مذکورہ کو پڑھا۔
بہر کیف خلیفۂ ثالث نے حضرت ابوذرؓ سے ناراض ہو کر سزائے جلائے وطن انکے لئے تجویز کی۔ **روضة الاحباب** مین ہے کہ بعد از دو قدح

بسیار و قیل و قال بیشمار عثمان ابوذر را از افتا منع کرد و حکم باخراج او نمود۔ تاریخ ابن اعثم کوفی مین ہے کہ عثمان نے کہا کہ تو ہمارے شہر سے باہر نکل ابوذرؓ
نے کہا مین تمہارے پاس رہنا نہین چاہتا تو کہے تو شام کو چلا جاؤن۔ کہا شام سے تو تجھکو بلوایا ہے کہ اُس ملک کو فاسد کرتا تھا پھر وہان کیونکر جا سکتا ہے
کہا عراق کو جاؤن عثمان نے کہا اہل عراق فتنہ جو طاعنان امرا و خلفا ہین وہان نہ بھیجونگا ابوذرؓ نے کہا پھر کہان بھیجنا چاہتا ہے جہان جاونگا کلمۂ حق سے
باز نہ ہونگا عثمان نے کہا کون مقام تجھکو زیادہ ناپسند و ناگوار ہے ابوذر نے کہا ربذہ جہان قبل اسلام مقیم تھا۔ عثمان نے کہا تو وہین جا اور وحشی جانورون
اور درندون کے ہمسائگی مین زندگی بسر کر۔ اور مروان کو حکم دیا کہ اسکو شتر پر سوار کر کے شہر سے نکالدو اور خبردار کوئی اہل مدینہ سے اسکی مشائعت نکرنے
پائے پس مروان حسب الامر خلیفہ انکو اونٹ پر بٹھا کر لیگیا۔ کلینی علیہ الرحمہ نے مطابق روایت ابوبکر جوہری صاحب کتاب سقیفہ روایت کی ہے کہ امیر المومنین
علیہ السلام نے عثمان کے حکم کی اطاعت نکی اور وہ حضرت معہ امام حسنؑ و امام حسینؑ و عقیلؓ بن ابیطالب و عمار یاسرؓ مشائعت ابوذر کے لئے بیرون شہر
تک تشریف لیگئے پس امیر المومنین نے فرمایا اے ابوذر تیرا غیظ و غضب محض حقتعالے کیلئے تھا اُسی جل شانہ سے امید وار رہ تحقیق کہ ان لوگون کو اندیشہ
ہوا کہ مبادا تو انکی دنیا مین تصرف کرے اور تو ڈرا کہ ایسا نہو کہ تیرے دین کو بگاڑین پس تونے ہی دین کی حفاظت کی اور اُسکے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا
اُنھون نے تجھے آوارہ وطن مبتلائے درد و محن کیا قسم بخدا کہ اگر زمین و آسمان کے راستے کسی پر بند کردین اور تقوے و پرہیزگاری اسکے ساتھ ہو تو
ضرور حقتعالے اُسکے لئے کوئی مخرج نکالیگا پس تیری مونس تنہائی تیری حقانیت ہوگی۔ اور باطل سے تیرا وحشت کرنا پس حسنین علیہما السلام سے فرمایا
وداع کرو اپنے چچا کے تئین اور عقیلؓ و عمارؓ کو کہا کہ وداع کرو اپنے بھائی کو سب حضرات ابوذر کو تسلی و دلاسا دیتے اور صبر و شکیبائی کی وصیت کرتے تھے
ابوذرؓ یہ جوش محبت و غایت لطف و عنایت آنحضرات سے دیکھکر گریان ہوئے اور کہا رحمت خدا ہو تمپر اے اہلبیت رحمت مین تمکو دیکھتا تھا تو رسول اللہ
مجھکو یاد آتے مجھکو اس شہر سے تمہارے سوا کوئی علاقہ و دلبستگی نہین تحقیق کہ عثمان کو میرا مدینہ مین رہنا ناگوار ہوا اور اس نے نہ چاہا کہ مین کوفہ و بصرہ
مین بھی اُسکے دو بھائیون کے ساتھ رہون کہ مبادا ملک اُنسے برگشتہ ہو جائے پس ایسے مقام کو بھیجا جہان بجز ذات پروردگار کوئی میرا معین و مددگار
نہین و قسم بخدا کہ وہ سبحانہ مجھکو کافی و وافی ہے اور مین باوجود اسکے صحابت کے ذرا وحشت تنہائی سے نہین ڈرتا۔ القصہ مروان نے یہ ہمدردی
آنحضرات سے مشاہدہ کی تو بولا کیا عثمان نے امر نہین کیا کہ کوئی اسکو وداع نکرے۔ پھر کسلئے تم یہان جمع ہوئے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا
دور ہو اے پسر زرقا تیری یہ مجال نہین کہ ہمارے قول و فعل پر اعتراض کرے یہ کہکر ایک تازیانہ شتر مروان کے لگایا پس ابوذرؓ نے منزل مقصود کی راہ
لی اور حضرت امیر معہ اصحاب واپس شہر مین تشریف لائے لیکن مروان نے عثمان کے پاس جاکر شکایت کی اور ماجرائے گزشتہ بیان کیا۔ عثمان نے
حضرت کو بلوایا اور کہا مینے منع کیا تھا کہ کوئی وداع ابوذرؓ کے لئے باہر نجائے پھر تم کسلئے وہان گئے اور نیز مروان تمسے گلہ کرتا ہے کہ اُسکے شتر کے
سر پر تازیانہ مارا اور اسکو سب و شتم کیا۔ آپنے فرمایا واجب نہین کہ جو تو امر کرے ہم اُسکو بجالائین اور رہا تازیانہ لگانا۔ سو میرا شتر دروازہ پر کھڑا ہے
مروان کو کہہ کہ اسکے تازیانہ لگائے یہ آپ کی کمال حاضر جوابی اور منتہائے ظرافت تھی پھر فرمایا لیکن اگر کوئی کلمۂ بیجا مروان زبان سے نکالیگا تو اُسکا
جواب زبان تیغ سے دونگا۔ کیونکہ وہ میرا ہمسر نہین یہ کہکر خشمناک وہان سے اُٹھے۔ اب حضرت ابوذرؓ کا حال سُنئے وہ چلتے چلتے ربذہ پہنچے یہ مقام
ویران جنگل مین ایسی جگہہ واقع تھا کہ بقول مورخین دور دور تک اسکے چارون طرف کہین آبادی کا نشان نہ تھا۔ ابوذر ناچار قہر درویش بجان

کلمات امیر المومنینؑ بوقت وداع ابوذرؓ

حال ابوذرؓ

درویش اسی ویرانے مین رختِ اقامت ڈالکر رہنے لگے کوئی نہ تھا کہ مونسِ تنہائی و موجبِ شکیبائی ہوتا اِلا ایک زوجہ پیرہ زن و بروائتے ایک دختر کہ حق خدمت بجالاتی اور ابوذر لیل و نہار مصروف عبادت پروردگار رہتے چونکہ یہ مقام راہ کوفہ و حجاز پر واقع تھا تو گاہ گاہ حجاج و زوّار وہانسے گزرتے اور بعض اوقات بعض دینداروں کی طرف سے کچھ تحفہ تحائف بھی لاتے مگر وہ ایک قبول نفرماتے اور اسی وحشت سرا مین یاد خدا مین بسر اوقات کرتے حتےٰ کہ رحمتِ خدا کیطرف انتقال کیا۔ مروی ہے کہ جب ربذہ مین کسی نے ابوذر سے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ جسکو رسول اللہ سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے اُسی کو تم دوست رکھوگے پس تبلاؤ کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ دوست کون ہے ابوذر نے کہا محبوب ترین خلق میرے نزدیک وہ پیر مظلوم ہے کہ جسکا حق غصب کیا ہے یعنی علیؑ ابن ابیطالب۔ نعیم بن قعنب کہتا ہے کہ مین ابوذر کے ملنے کے شوق مین ربذہ گیا وہان ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اُس سے پوچھا ابوذر کہان ہین کہا کسی اپنی حاجت کیلئے باہر گئے ہین تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ آئے اور دو شتر کو کہ اُنکی گردن مین ایک ایک مشک پُر آب بندھی ہوئی تھی لاتے تھے مینے اٹھکر سلام کیا جواب سلام دیا اور گھر مین گئے۔ پس ایک کاسہ جسمین ایک پرند مثل اسفرود کے پکا ہوا تھا لاکر میرے آگے رکھدیا اور کہا کھاؤ مین روزے سے ہون پھر اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آکر میرے ساتھ کھانے مین شریک ہوئے مینے کہا تم کہتے تھے کہ مین روزے سے ہون کہا ہان لیکن مین اس مہینے مین تین روزے رکھ چکا ہون اور تمام مہینے کے روزونکا ثواب رکھتا ہون اب چاہون روزہ رکھون چاہون افطار کرون ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب وقتِ وفات ابوذر کا نزدیک پہنچا تو نیک بی بی سرہانے بیٹھی رو رہی تھی۔ سبب گریہ دریافت کیا تو کہا اپنے حال زار پر روتی ہون کہ بے خانہ و خانمان اس صحرا و غربت مین پڑے ہین کوئی پرسان حال شریک رنج و ملال نہین رکھتے اور نیز اندیشہ مند ہون کہ تمکو زمانِ ناگزیر پیش آئے تو مین تن تنہا تمہاری تجہیز و تکفین سے کیونکر عہدہ برآ ہونگی۔ ابوذر نے کہا اے ام ذر اندیشہ کو دل مین راہ ندو کہ حضرت رسولخدا نے مجھکو خبر دی ہے کہ تیری وفات غربت مین ہوگی اور چند مومن نیکو کار اسوقت وہان پہنچین گے اور تجہیز و تکفین کے متکفل ہونگے پس مین رحلت کرون تو تو ایک گوسفند ذبح کرکے طعام تیار کر اور راہ گزر پر بیٹھ ایک جماعت مسلمانون کی وہان گزریگی انکو اس حال سے خبر دے وہ تجھے اس مہم کو کفایت کرینگے اُسوقت اُنکو وہ کھانا کھلا اور چندے ربذہ مین قیام کرکے پھر مدینہ کو چلی جا اور بقیہ زندگانی وہان بسر کر لکھا ہے کہ رسول اللہ جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو ابوذر بھی ہمرکاب تھے لیکن اُنکا شتر از بس لاغر و ناتوان تھا ساتھ نہ چل سکا پیچھے رہ گئے آخر اُنہون نے شتر کو چھوڑا اور اپنا اسباب اپنی پشت پر رکھا اور پیادہ پا روانہ ہوئے گرمی کا موسم تھا دن چڑھا اور آفتاب گرم ہوا تو مسلمانون نے دیکھا کہ ایک مرد تنہا اپنا سامان اُٹھائے ہانپتا چلا آرہا ہے حضرت رسولخدا نے فرمایا ہو نہو ابوذر ہے اور وہ پیاسا ہے جلد پانی پہنچاؤ لوگ پانی لیکر دوڑے ابوذر پانی پیکر حضرت رسالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو پانی سے بھری ہوئی چھاگل اُن کے پاس تھی آپ نے فرمایا اے ابوذر پانی موجود تھا کیلئے نہ پیا اُس عاشق رسول اللہ نے عرض کی یا رسول اللہ مین ایک پتھر پر پہنچا کہ آب باران وہان جمع تھا چکھا تو سرد و شیرین پایا دل مین کہا کہ جبتک میرے حبیب رسولخدا اُسمین سے نہ پئین گے مین نہ پیونگا حضرت نے فرمایا اے ابوذر رحمتِ خدا ہو تمپر تم تنہا غربت و بیکسی مین زندگی بسر کروگے تنہا مروگے اور تنہا مبعوث ہوگے اور اکیلے ہی جنت مین جاؤگے اور ایک جماعت اہل عراق سے توفیق تمہاری تجہیز و تکفین کی پائینگی۔ القصہ ابوذر اپنی زوجہ کو وصیت کرکے عالم باقی کو سدھارے۔ اُم ذر اُٹھی اور اُنکے کہنے کے موافق طعام مرتب کیا۔ پس سر راہ بیٹھکر انتظار کرنے لگی کہ ناگاہ حاجیون کا ایک گروہ مکہ سے واپس آرہا تھا وہان پہنچا اُسمین شرفاء عراق مثل احنف بن قیس تمیمی و صعصعہ بن صوحان

عبدی و جریر بن عبد اللہ بجلی و مالک بن حارث الاشتر النخعی۔ و خارجہ بن الصلت التمیمی وغیرہ شامل تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو سر راہ بیٹھا دیکھکر سمجھے کہ سائل ہے کچھ چاہتی ہوگی نزدیک آئے تو اُم ذر نے کہا اے مسلمانو ابوذر صحابی رسول اللہ نے انتقال کیا مین غریب الوطن بیکس اُسکی زوجہ ہون تمسے التجا کرتی ہون کہ از برائے خدا اُسکے کفن و دفن مین میری مدد کرو اُنہون نے یہ حال سُنا تو گریان ہوئے اور دعائے مغفرت کی ابوذر کے لئے اور اپنی سواریون سے اُتر آئے اور اُنکو غسل دیا لیکن کفن کے لئے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اپنے پاس سے دے آخر بہت قیل و قال کے بعد قرار پایا کہ سب اُسمین شریک ہون اور تھوڑا تھوڑا پارچہ سب نے دیا اس سے کفن تیار ہوا کفن کے بعد حنوط کیا اور نماز پڑھکر دفن فرمایا اسوقت مالک اشتر قبر ابوذر پر کھڑے ہوئے اور کہا پروردگارا یہ ابوذر تیرے پیغمبر کا مصاحب ہے کہ تیری کتابون اور نبیون پر ایمان لایا اور تیری راہ مین جہاد کیا۔ اور آخر وقت تک دین اسلام پر ثابت قدم رہا چند امور خلاف شرع دیکھکر اُنپر انکار کیا تھا اِسلئے اِسے ستایا اور آزار دیا اور جوار پیغمبر سے نکالا کہ اس غربت کربت مین جاندی خداوندا تو اعلیٰ درجہ بہشت مین اسکو عطا کر اور جن لوگون نے اسے آوارہ وطن کیا سزائے واجبی اُنکو دے اشتر یہ دعا مانگتے تھے اور حاضرین آمین کہتے جاتے تھے دن آخر ہوا تو اُم ذر نے وہ کھانا حاضر کیا سب نے کھانا کھایا رات کو وہان رہے صبح رہگرائے مقصد ہوئے۔ ابن اعثم کہتا ہے کہ خبر وفات ابوذر مدینہ مین پہنچی تو عمار یاسر اُسوقت حاضرِ مجلس خلیفہ ثالث تھے اس خبر کو سُنکر کہنے لگے رحم اللہ اباذر خدا رحمت کرے ابوذر پر مین دل و جان سے یہ کہتا ہون عثمان برہم ہوئے کہ اے ناکس تو خیال کرتا ہوگا کہ مینے جو اُسکو اخراج کیا تو اُس سے پشیمان ہونگا عمار نے کہا لا واللہ میرا یہ گمان نہین عثمان نے چیخ کر کہا اسکو مار دو اور وہین بھیجدو جہان ابوذر تھا۔ عمارؓ نے کہا قسم بخدا مجھکو تیری نزدیکی سے کتون اور درندون کی ہمسائیگی پسندیدہ تر ہے پھر وہانسے اُٹھے عثمان نے ارادہ کیا کہ عمار کو بھی مدینہ سے اخراج کرین لیکن بنی مخزوم اقربا عمار یہ سُنکر افروختہ ہوگئے اور کہا ہم ہرگز ایسا نہونے دین گے امیر المومنینؑ عثمان کے پاس تشریف لیگئے اور اُنکو فہمائش کی کہ اِس ارادہ سے باز آئین عثمان نے جھنجلا کر کہا مجھکو چاہئے کہ سب سے پہلے تجھکو اس شہر سے نکالون کہ عمار وغیرہ عمار کو تو مجھپر تباہ کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ تیرا مقدور نہین کہ ایسا خیال بھی دل مین لائے عمل مین لانا تو درکنار اگر یقین نہین تو امتحان کرکے دیکھ لے کہ حقیقت حال تجھپر کھلجائے خود تو خلاف شرع کام کرکے لوگون کو آزردہ کرتا ہے جب وہ شکایت کرتے ہین تو اُلٹا اُنپر خفا ہوتا اور سزائین تجویز کرتا ہے یہ حرکات مروت و انصاف سے بسا بعید ہین۔ غرض اس قسم کی نرم گرم باتین کرکے وہانسے باہر آئے اور عثمان بنی مخزوم کے اتفاق کرنے اور شاہمردان کی حمایت سے عمارؓ کے جلا وطن پر قادر نہو سکے نیز حضرت عثمان کو ایک اور معاملہ پیش آیا جو عام ناراضگی کا باعث ہوا اُنہون نے چاہا کہ تمام مسلمانون کو قرأت زید بن ثابت پر جمع کرین بنابرین جس جس کے پاس قرآن تھے بجبر و قہر اُنسے چھین لئے عبد اللہ بن مسعود کہ پُرانے قرآن دان اور اپنے مصحف کی صحت پر بہت نازان تھے بقدم انکار پیش آئے عثمان خود اُنکے گھر پر گئے اور ہرچند وہ عذر کیا کئے مگر مسموع نہوا اور اُنکا قرآن بھی اورون کی طرح لے لیا گیا بعد ازان اِن سب کو جمع کرکے کچھ کچھ حذف و اسقاط و تقدیم و تاخیر کے بعد ایک نسخہ تیار کیا اور اُسکی چار نقلین کراکر چار بڑے بڑے شہرون مین بھیجدین اور باقی تمام مصاحف کو آگ مین جلوادیا بروائتے پہلے اُنکو پانی مین دھویا پھر آگ مین جلایا۔ یہ حرکت مسلمانون کو بہت ناپسند ہوئی اور قرآنونکا جلانا اُنکے نزدیک اسکی کمال بیحرمتی اور توہین ٹھہرا بس اس سے نہ صرف وہی اشخاص ناخوش ہوئے جنکے مصاحف جلائے گئے بلکہ تمام صحابہ و غیر صحابہ نے اُنکے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔ ام المومنین عائشہ

کلمات مالک اشتر بعد دفن ابوذر

احراق عثمان قرآن را

نے کہ بمفاد خذوا ثلثی دینکم من الحمیراء کہ دو تہائی دین کی حمیرا (عائشہ) سے حاصل کرو (مقبول القول ہتھین اور خصوص اس زمانہ مین دین کا مدار بہت کچھ انکے فتوے پر آرہا تھا صاف صاف کہدیا اقتلوا احراق المصاحف کہ قتل کرو اس قرانون کے جلانیوالے کو۔ زیادہ تر عبداللہ مسعود کو اپنے قرآن کا جلایا جانا سخت ناگوار تھا۔ وہ برملا مذمت عثمان کرتے اور اُنکے اس فعل کو بدعت وضلالت سے تعبیر فرماتے تھے لاجرم عثمان نے اپنے غلامون کو اشارہ کیا اُنھون نے اسقدر مارا کہ بیچارہ تیسرے روز جان سے گزر گیا کہتے ہین کہ اس زد وکوب مین ایک یا دو استخوان انکے پہلو کا ٹوٹ گیا تھا۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ شدتِ مرض عبداللہ کی خبر عثمان کو پہنچی تو اُنکی عیادت کو گئے اور سرھانے بیٹھکر پوچھا جس چیز کو تیرا دل چاہتا ہو بیان کر کہا سوائے رحمتِ الٰہی کے کوئی آرزو نہین رکھتا فرمایا تو کہے تو طبیب کو تیرے لئے حاضر کرون کہا طبیب ہی نے تو مجھکو بیمار کیا ہے پھر کہا چاہتا ہے کہ رزق وعطیہ جو تجھہ سے بند ہو گیا ہے کھولدون کہا جب اُسکی حاجت تھی تو تو نے بند کیا اب کہ اس سے مستغنی ہون عطا کرتا ہے کہا اگر تجھکو حاجت نہین تو تیری اولاد کے کام آئیگا عبداللہ نے کہا اولاد کا رزق خدا تعالےٰ پر ہے وہ کریم ضرور اُنکو پہنچائیگا۔ عثمان نے کہا اے ابو عبدالرحمن میرے لئے حقتعالےٰ سے طلب آمرزش کر کہا مین اس جل شانہ سے دعا کرتا ہون کہ بروز قیامت میرا انصاف تجھہ سے لے پس عثمان وہان سے اٹھکر دار الامارہ کو آئے اور ابن مسعود نے رحمتِ خدا کیطرف انتقال کیا۔ نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے عمار یاسر کو وصیت کی تھی کہ عثمان میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے پائے بنابرین عمار نے چند آدمیون کے ساتھ اس پر نماز پڑھکر دفن کیا عثمان کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسکی قبر پر آئے اور عمار سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو نے ہمکو اطلاع نہ کی عمار نے کہا مجھکو یہی وصیت کی تھی۔ عثمان عمار پر ناراض ہوئے اور یہ ایک اور سبب تھا ناراضگی عثمان کا عمار سے۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود جو اسطرح سرپنجہ ستم عثمانی سے ناچیز ہوئے بزرگان صحابہ سے داخل عشرہ مبشرہ ہین تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حضرت رسولخدا نے ابوعبیدہ جراح کو ان دس سے نکالکر ابن مسعود کو انمین داخل کیا تھا۔ **عمرو عاص** عمر خطاب کے عہد سے حاکم مصر تھا اور خلیفہ ثالث کی بہن کلثوم نام سے اسکا نکاح بھی ہو گیا تھا۔ بنابرین اُسکو گمان تھا کہ ایالت مصر پر برقرار رہونگا۔ چنانچہ اول اول وہ انکی خوشامد کرتا اور طرفدار بنا ہوا تھا۔ مگر جب بیشگاہ خلافت سے حکومتِ مصر اس سے منتزع ہو کر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو دیدی گئی تو اس نے بھی اپنا ڈھنگ بدلدیا کلثوم کو طلاق دیکر دشمن جانی حضرت عثمانی بنگیا۔ محمد بن جریر طبری کہتا ہے کہ یہ طلاق دینا اُسکا عثمان پر سخت ناگوار گزرا اور وہ اُسوقت سے عمرو عاص سے عداوت رکھنے لگے۔ علےٰ ہذا مغیرہ بن شعبہ وسعد بن ابی وقاص بھی یکے بعد دیگرے ایالت کوفہ سے معزول ہوئے تھے وہ بھی خلافت پناہ سے سینہ صاف نہ تھے۔ نیز ایک اور امر عام برانگیختگی کا باعث یہ ہوا کہ فدک جسپر جناب سیدہ کا خلیفہ اول کے ساتھ کیا کچھ نزاع وتکرار نہوا تھا اور جسکو ابوبکر نے حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء کی سپر منہہ پر لیکر آنحضرت سے چھینا اور داخل بیت المال کیا تھا عثمان نے اُسے مروان کو بخشدیا چنانچہ تا دمِ زیست اُسکے قبضہ مین رہا اور اُسکے بعد اُسکی اولاد کے تصرف مین تھا تا اینکہ عمر بن عبدالعزیز کو خلافت ہوئی اُس نے لیکر بدستور بیت المال مین شامل کیا کما فی ابی الفدا ۔ بالجملہ دار الخلافہ کی یہ کیفیت تھی اور صوبجات مین عاملان عثمانی کہ اکثر بنی امیہ انکے رشتہ دار تھے ایک طوفان برپا کر رکھا تھا قانون شریعت بالکل بالائے طاق نفسانی خواہشون سے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے شام سے معاویہ کے فسق وفجور کی متواتر شکایتین آتی تھین اہل مصر ابن ابی سرح کے سرپنجہ ظلم سے جدا نالان تھے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کہ بنص قرآن فاسق وفاجر تھا۔ علانیہ

امارت ولید بن عقبہ

شراب پیتا ودیگر منہیات کا مرتکب ہوتا تھا۔ ایک روز صبح کی نماز تھی کہ یہ ولید پلید نشہ شراب مین سرشار مسجد مین آیا اور بجائے دو رکعت فریضہ صبح کے چار رکعت پڑھگیا اور پھر مقتدیون کی طرف پھر کر کہتا کیا ہے کہ آج مجھکو سرخوشی وسرور ہے کہو تو اور رکعات تمہارے لئے زیادہ کرون عبداللہ بن مسعود کہ جملہ ماموین سے تھے بولے ہم اول دن سے تیرے ساتھ زیادتی مین ہین اور ہمیشہ زیادتی مین رہینگے اہل کوفہ کو اس امامت واقتدا سے مارے شرم کے پانی پانی ہوئے جاتے تھے یہ واقعہ بہت گران گزرا عثمان نے ولید کو معزول کر کے سعید بن عاص کو کوفہ کا فرمانروا کیا مگر کچھ فائدہ نہوا اسکی درشت خوئی زیادہ تر خلقت کی وحشت کا باعث ہوئی ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعد وقاص کے برادر زادے سے باتون باتون مین بگڑ گیا۔ اور اُسکو اسقدر زد وکوب کیا کہ بیہوش ہو کر گر گیا پھر اسکے مکان کو آگ لگا کر جلوا دیا سعد نے اسکی شکایت مدینہ مین خلافت پناہ کے آگے کی کچھ شنوائی نہوئی سعد تو پہلے ہی سے کبیدہ خاطر تھا سعید کے گھر پر چڑھگیا اور اسکو جلا کر راکھہ کر ڈالا اس سے زیادہ بے آبروئی کیا جا سکتا تھا۔ مگر ام المومنین عائشہ کے منع کرنے سے باز رہا **نیز** اس سعید نے سعادت کی آتش مزاجی سے مالک اشتر سے کہ کوفہ مین اول درجہ کے شخص تھے اسکی ان بن ہو گئی اور اُس نے باپار خلیفہ اُنکو معہ بعض دیگر روسار صعصعہ بن صوحان وکمیل بن زیاد وغیرہ کے پکڑ کر شام کو اور وہانسے حمص کو جلا وطن کیا یہ باتین کوفیون کے دل مین خاصکر اور جملہ مسلمانون مین عموماً اثر بد پیدا کرتی تھین اور طرفہ یہ کہ جب ان بیباک ظالمون کی بارگاہِ خلافت مین شکایت وفریاد ہوتی تو ادھر سے الٹی اُنکی حمایت کیجاتی کہ اس سے یہہ چھٹانک بنے تو سیر روباہ سے شیر بنے جاتے تھے اور رعایا کو پاؤن مین پیسے ڈالتے تھے۔ بس مشہور ہے۔ کہ **الملک یبقی مع الکفر والشرک ولایبقی مع الظلم والجور** کہ ملک وبادشاہت کفر وشرک کے ساتھ بھی قائم رہتی ہے نہین تو ظلم وستم کے ساتھ نہین رہتی۔ لاجرم ان سب باتون کا وہی نتیجہ ہوا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام عثمان کے پاس داخل ہوئے اور فرمایا اے ابو عمر تجھکو معلوم ہے کہ خلقت تیرے عاملون کی نسبت کیا کچھ کہتی ہے مین حیران ہون کہ تجھکو کیا سمجھاؤن تو سالہا سال حضرت رسولخدا کی خدمت مین رہا اور شوہر انکی دو دختر کا ہے پسر ابو قحافہ وابن خطاب ملکداری مین تجھہ سے اولی والیق نہ تھے کیا تو نہین جانتا کہ عدل وانصاف کیا چیز ہے اور جور واعتساف کیا شے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور اسکا ثمرہ کیا مجھے خوف ہے کہ اگر چندے اور یہی حال رہا تو ملک چارطرف سے اُٹھ کھڑا ہوگا اور تو اس بلوائے عام مین مارا جائیگا۔ اگر ایسا ہوا تو دروازہ ہائے فتنہ وفساد اس امت پر کُھل جائینگے اور روز قیامت تک بند نہین ہونیکے۔ عثمان نے کہا اے ابوالحسن تم میری جگہہ ہوتے اور اپنے عزیزون کے ساتھ اسطرح کے سلوک کرتے تو مین تمکو ملامت نکرتا مغیرہ بن شعبہ کے اطوار سب کو معلوم ہین عمر نے اسے عامل کوفہ مقرر کیا معاویہ کو شام کی حکومت بخشی مینے اگر اپنی قرابت کے لحاظ سے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا معاویہ کو شام کی حکومت پر برقرار رکھا تو کیا برا کیا امیرالمومنینؑ نے کہا عمر اگر اپنے کسی عامل کی نسبت ایک حرف بھی شکایت کا سن پاتا تھا تو اُسکو معزول کر کے شکنجہ عتاب مین کھینچتا تھا اور بدرجہ غائت زجر وملامت کرتا تو یہ کچھہ دیکھتا اور سنتا ہے اور کچھ نہین کرتا معاویہ ودیگر عاملانِ عمر عمر سے اسقدر ڈرتے تھے کہ اُسکے غلام بھی اتنا نہ ڈرتے ہون گے امیرالمومنینؑ اس گفت وشنید کے بعد گھر تشریف لیگئے اور عثمان پر اثر معکوس اس نصیحت کا یہ ہوا کہ لوگون کو جمع ہونیکا حکم دیا اور خود ممبر پر جا کر انکو سخت سرزنش ولعنت وملامت کی اور کہا مین تمنے ایسی ایسی باتین سنتا ہون میرے سے پہلے عمر کی نسبت بھی تم یہی باتین کیا کرتے تھے مگر وہ درشت خو سخت وصلب آدمی تھا تمکو فتنہ ومالیدہ رکھتا تھا۔ مین تمہارے ساتھ نرمی ومدارا کرتا ہون لہذا تم دلیر ہو گئے ہو۔ اسکے ساتھ ہی مروان

نے کھڑے ہوکر بہت سا لوگون کو ڈرایا دھمکایا اور خوف قتل دلایا عثمان نے اُسے منع کیا **بالجملہ** کچھ مروان وغیرہ کی شرارت و بدذاتی سے اور بہت کچھ خلافت پناہ کی اپنی کوتاہ اندیشی سے کارِ خلافت مین خللِ کلی پڑگیا۔ رعبِ سلطنت مطلقاً جاتا رہا اور لوگ اُن کے اختیارات مین دخل دینے لگے بلکہ ردو در رو بُرا کہنے اور ڈانٹ ڈپٹ بتلانے لگے اور آخر آخر مین مارپیٹ تک بھی نوبت پہنچ گئی تھی۔ ابن اثیر جزری کامل التواریخ مین کہتا ہے کہ اول جس نے عثمان پر لوگون کو دلیر کیا عبدالرحمن بن عوف تھا راقم حروف کہتا ہے کہ وہی عبدالرحمن عوف کہ عقدِ اخوت کی رو سے خلافت پناہ کا سگا بھائی اور علاقہ نسبی مین آپکا بہنوئی اور محبت و یکجہتی مین آپکا گہرا یارِ غار جسکو خلیفہ ثانی مجلس شورے کا صدرِ انجمن بنا گئے تھے اور جس نے ابھی ذکر ہوا کہ انصاف و دیانت کا خون کر کے عثمان کو ذات مجموعہ صفات حضرت مرتضوی پر تفضیل و ترجیح دی تھی۔ قدرتِ خدا ہے اور اثر دعاے مولیٰ کہ وہی عبدالرحمن باوجود اتنے رالطون کے آج اپنی حرکت پر اسقدر نادم و پشیمان ہے کہ اپنے ہاتھ کا لکھا آپ مٹاتا ہے اور خود خلیفہ صاحب کی بیحرمتی کرتا اور اورون کو بغاوت و سرکشی کا سبق دیتا ہے۔ کامل مین ہے **ان ابلاً من الصدقۃ قدم بہا علی عثمان فوہبہا لبعض بنی الحکم فبلغ ذٰلک عبدالرحمٰن بن عوف فاخذہا وقسمہا بین الناس وعثمان فی الدار** یعنی کچھ اونٹ شتران صدقہ سے بیشگاہِ خلافت مین آئے تھے عثمان نے (حسب معمول) وہ حکم بن عاص کی بیٹون سے ایک کو بخشدئے۔ عبدالرحمن نے یہ سُنا تو بابِ عالی کا ذرا پاس لحاظ نہ کیا اور وہ اونٹ اُس سے واپس لیکر لوگون کے درمیان اُنکو تقسیم کیا۔ عثمان گھر مین بیٹھے رہے کچھ نہ کرسکے سُبحان اللہ۔ عجب انقلاب و نادر نیرنگیان زمانہ کی حضرت امیر علیہ السلام معائنہ فرماتے تھے پہلے بیعت ابوبکر کے لئے خلیفہ ثانی کا وہ تلملانا آپنے دیکھا کہ آگ اور ایندھن لائے تھے کہ بیت الرسالت کو جلا ڈالونگا نہین تو نکلکر بیعت کرو پھر اسی مُنہہ سے اس بیعت کو فتنہ و شرارت کہتے اور اُس جیسے کے مرتکب کے لئے قتل کا فتوے دیتے تھے آپنے ملاحظہ فرمایا عثمان کے خلیفہ بنانے مین جناب ابن عوف کیسے کچھ سرگرم تھے کہ وہ چالین اُسکے لئے چلے پھر تھوڑے ہی عرصہ مین اسکے تخریب کے درپے ہوگئے اور اسقدر اسپر پشیمان ہوئے کہ مرنے مرگئے مگر خلیفہ صاحب کی صورت دیکھنے کے روادار نہوئے اس سے بھی غریب تر بی بی عائشہ اور میان طلحہ زبیر و عمرو عاص کا قصہ ہے کہ کس اہتمام کے ساتھ اُنہون نے عثمان کو قتل کرایا۔ بعد کو حضرت ہی سے اُنکے خون کے طلبگار بنے اور کیسے کچھ فتنے و فساد برپا کئے کہ الامان۔ زبیر کو دیکھیے کہ ابتدا مین کسقدر عقیدت و اخلاص کی ڈینگ مارتے اور تلوار گھماتے پھرتے تھے کہ علیؑ کو چھوڑ کر ہم ابوبکر کی بیعت کرین یہ کبھی نہوگا۔ آخر کو جنگ جمل مین وہی تلوار حضرت کے سامنے کھینچکر کھڑے ہوگئے۔ کبھی اپنے اصحاب کے ایک فرقہ کے بیہودہ اصرار سے آپ تحکیم حکمین پر مجبور ہوتے تھے۔ پھر انہی اصحاب کو اس تحکیم پر معترض ہوکر **لا حکم الا للہ** کہتے اور اپنا دین و ایمان گنواتے ملاحظہ فرماتے تھے۔ **الحق** طالبانِ دنیا جسوقت جس صورت مین اپنی مصلحت جانتے تھے گرگٹ کی طرح ویسا ہی رنگ بدل لیتے تھے لیکن اُنحضرت کا چندان نفع و نقصان اس تغیر و تبدیلی سے وابستہ نہ تھا۔ آپ لاکلام خدا کی طرف سے نائب رسول و امام انام تھے پس اُمت کی فلاح و بہبودی تمام تر آپ کی اطاعت و فرمان بری مین تھی یہ انکا اختیار تھا کہ اس فرض کو ادا کرین یا نکرین۔ اور اس بارہ مین اُنحضرت کی مثال ٹھیک خانہ کعبہ کیسی تھی۔ پس اگر کوئی واجب الحج حج نکرے تو کعبہ کو اُس سے کیا ضرر ہے اپنا سر کھائے۔ یزیدیون نے عبداللہ زبیر کے محل رہنے سے اسپر سنگ و آتش برسائے تو کیا کعبہ کعبہ نرہا علیٰ ہذا اگر کچھ لوگ آپ کی امامت کی تصدیق سے محروم رہے تو اُنہون نے کچھ اپنا کھویا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو احادیث متفق علیہ

مین خانہ کعبہ سے تشبیہ دی ہے **یا علی انت مثل الکعبۃ تؤتی ولا تاتی** **ترجمہ** اے علیؑ تو مثل کعبہ کے ہے تیرے پاس لوگ آئین تجھکو کسی کے پاس جانیکی ضرورت نہین۔ اور صواعق محرقہ مین ہے **علیؑ باب حطۃ من دخل فیہ کان مؤمناً ومن خرج منہ کان کافراً** علیؑ کی مثال ایسی ہے جیسے کہ بنی اسرائیل مین باب حطہ تھا جو اسمین داخل ہوا مومن ہوا اور جو خارج ہوا کافر **پھر** ابن اثیر کہتا ہے کہ کہا گیا ہے کہ جس نے عثمان کے سامنے گفتگو مین جرات کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ ایک مرتبہ عثمان جارہے تھے وہ اپنی قوم کے ساتھ مجلس مین بیٹھا تھا اور ایک رسن اُسکے ہاتھ مین تھی عثمان نے اُن لوگون کو سلام کیا اُنہون نے جواب دیا جبلہ نے کہا کسلئے تمنے ایسے شخص کے سلام کا جواب دیا جس نے ایسا اور ایسا کیا ہے اور عثمان سے کہا قسم بخدا کہ تو اپنے اُن خبیث رفیقون مروان و ابن عامر و ابن سعد وغیرہ سے کنارہ کش ہو جنکی مذمت مین قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ نے انکا خون حلال کیا ہے ورنہ یہی رسی تیری گردن مین ڈالونگا اور نیز وہ ایک دن خطبہ کہہ رہے اور ہاتھ مین وہ عصا تھی جسپر رسول اللہ خطبہ کہا کرتے تھے پھر ابوبکر و عمر بھی اُسی کو ہاتھ مین لیکر خطبہ کہتے تھے جہجاہ غفاری اُٹھا اور وہ عصا خلیفہ کے ہاتھ سے چھین لی اور گھٹنون مین دیکر اُسے توڑ ڈالا۔

قتل عثمان بن عفان و رویہ حضرت امیرمومنان درآن میان

مورخین نے لکھا ہے کہ جب جور و عدوان عاملان عثمان کا اہل قریات و بلدان خصوصاً سکنہ مصر و عراق پر حد سے گزر گیا اور باوجودیکہ وہ لوگ بارہا بارسال عرائض و چند بار خود حاضر درگاہ ہوکر مستدعی انصاف و فریاد رسی ہوئے مگر بابِ خلافت سے کوئی انتظام و انسداد اس جور و بیداد کا عمل مین نہ آیا اور سوائے حیلے و حوالے کے کوئی ٹھیک بات عتبہ خلافت سے حاصل نہوئی بلکہ یہ امر زیادتی غیظ و غضب و شور و شغب اِن ظالمونکا ہوکر نتیجہ برعکس پیدا ہوا چنانچہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے کہ حاکم مصر و ظلم و جور مین وحید عصر و فرید دہر تھا بعض فریادیون کو تہ تیغ بیدریغ کھینچا اور بہتون کو ضرب و شتم سے تادیب کیا مابقی کو قید کرلیا تو اہل مصر حرکات ناشائستہ عبداللہ مذکور سے بیش از بیش خستہ و دل ریش ہوکر رؤسا و شرفاء مصر بجمعیت سات سَو مرد کے اور نیز بمعیت اہل کوفہ و بصرہ کے متوجہ مدینہ منورہ ہوئے اور مسجد نبی مین داخل ہوکر اوقات نماز مین صحابہ کبار سے شکایت اِن حرکات کی کرتے تھے۔ ابن اعثم کہتا ہے کہ اول شخص جو اہل کوفہ سے داخل مدینہ ہوا مالک اشتر تھا اُسکے ساتھ ایک سو مرد کوفیون سے تھا اُسکے بعد حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ سے اڑھائی سو مرد کے ساتھ وارد ہوا اور اسکے ساتھ ہی عمرو بن بدیل و وہب بن ورقا خزاعی و کنانہ بن بشر تجیبی و اسید بن حمران مرادی چار سو مصریون کے ساتھ وہان پہنچے اور جماعۃ مہاجر و انصار سے جنکو عثمان کے ہاتھ سے ایذا و آزار پہنچے تھے متفق ہوکر اس مقدمے مین گفتگو کرنے لگے۔ ابن ابی الحدید اپنے شیخ و استاد ابوجعفر سے نقل کرتا ہے کہ اہل مدینہ صحابہ وغیر صحابہ نے اطراف و اکناف ملک مین خطوط لکھے کہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہو تو یہان آؤ اور خلیفہ کو جس نے دین محمد کو فاسد کردیا خلافت سے خلع کرو **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ روایت تنہا ابن ابی الحدید کی نہین ابن اثیر نے بھی کامل مین اسکو اسی طرح روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ صحابہ وغیر صحابہ نے باہر کے مسلمانون کو یہ لکھکر بلایا تھا کہ اگر جہاد کرنا چاہتے ہو۔ تو یہان آؤ اور عثمان کو معزول کرو جس نے دین محمد کو بگاڑ رکھا ہے پس اس سے زیادہ ثبوت صحابہ کے خلافت پناہ سے ناراض ہونیکا اور اُنکے قتل مین اعانت کرنیکا اور کیا ہوگا شاہ عبدالعزیز تحفہ مین زبردستی اس سے انکار کرتے ہین۔ القصہ بہت سے صلاح و مشورے کے بعد اِن سب کی رائے اس پر ٹھہری کہ خلیفہ ثالث کو مجبور کرین کہ اپنے تئین خلافت سے خلع کرین نمانین تو اُنکو قتل کرنا چاہئے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ عثمان نے یہ صورت دیکھی تو عبداللہ بن عمر خطاب کو طلب کیا اور کہا اے عبداللہ تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہین چاہتے ہین

نصیحت عبداللہ ابن عمر بعثمان

که مجھکو خلافت سے خلع کرین۔ عبد اللہ نے کہا زنہار ایسا نکرنا بہ تحقیق کہ تیری زندگی اب زیادہ نہین رہی اور جو زیادہ ہوتی تب بھی سزاوار نہ تھا کہ یہ بدعت اسلام مین چھوڑ جائے کہ جب رعایا امام سے آزردہ ہوئی اسکو خلع کردیا۔ پس جو خلعت کہ حقتعالے نے تمکو پہنایا ہے اُسے بدن سے نہ اُتارنا یہ نصیحت عثمان کو بہت پسند آئی۔ اور اُنہون نے مصمم ارادہ کرلیا کہ کچھ ہو خلافت سے دست بردار نہو جیے پس امیر المومنین علیہ السلام کو بُلایا اور کہا اے ابو الحسن بذل احسان کرو اور آب پند و نصیحت اس آتش سوزان کو بجھاؤ آیندہ کوئی امر خلاف شرع مجھ سے صادر نہو گا جو کچھ وہ کہین سب میری طرف سے قبول و منظور کرو آپ نے فرمایا مین آجتک جو کچھ نیک صلاح تجھکو دیتا رہا اس پر کاربند نہین ہوا اب بھی اپنے قول و قرار پر قائم نرہیگا مروان و سعید و معاویہ و عبد اللہ بن ابی سرح جو تجھے کہین گے وہ کریگا عثمان نے کہا یا علیؑ گزشتہ باتون کو جانے دو اب جو تم کہو گے وہی کرونگا اور ہرگز تمہارے کہنے سے باہر نہونگا غرض حضرت عہد استوار لیکر اس مجمع مین تشریف لیگئے پہلے تو یہ لوگ کچھ مانتے نہ تھے بارے حضرت کی فہمائش سے ڈھیلے ہوئے اور کہا عثمان ایک اقرار نامہ لکھدین کہ آیندہ ہر کار مین کتاب خدا و سنت رسول اللہ پر کاربند ہونگا اور جو امور خلاف شرع اُنسے سرزد ہو چکے ہین حتے المقدور انکی اصلاح عمل مین لائین جنکو آوارہ وطن کیا ہے واپس بلائین جنکا رزق روزینہ بند کیا ہے اجرا کرین اور عبد اللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے محمد بن ابو بکر کو اُسکی جگہہ والی مصر مقرر کرین غرض اسپر تراضی طرفین ہو کر وثیقہ مرتب ہوا اعظمار مہاجر و انصار نے اپنی اپنی گواہی ثبت کی پس اہل مصر محمد کو ہمراہ لیکر اور اہل کوفہ و بصرہ بوعدہ ہائے واثق تسلی پاکر اپنے اپنے وطن کو واپس ہوئے **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ اُسوقت مروان حکم نے عثمان سے کہا اہل مدینہ کہتے ہین کہ تو نے بمنت و سماجت مصریون کو واپس کیا ہے اگر ایسے وقت مین خاموش رہے گا تو یہ بات انکو تیقن ہو جائیگی پس اورونکو جرأت ہوگی جس کا جی چاہیگا چڑھ آیا کریگا۔ صلاح وقت یہ ہے کہ لوگون کو جمع کر کے کہو کہ یہ گروہ فتنہ و فساد کی نیت سے یہان آیا تھا جب دیکھا کہ ہمارا مدعا حاصل ہونیوالا نہین اور محض باطل ہے ہین تو خائب و خاسر پلٹ گئے یہ خطبہ مسجد مین مجمع عام کے سامنے پڑھا گیا۔ تو عمرو عاص نے اُٹھکر کہا اے عثمان خدا سے ڈر کس وقت اور حسن حیل سے تو وہ لوگ واپس کئے گئے ہین تو کہتا ہے کہ نادم و پشیمان ہو کر گئے توبہ کر کہ آیندہ ظلمہ بنی امیہ کے ہاتھ سے خلائق کو نجات دے ورنہ ایسی مصیبت مین مبتلا ہوگا کہ اس سے رہائی نہ ملیگی عثمان نے اُسکو دھتکارا کہ اے پسر نابغہ تو تمام گناہون سے توبہ کر چکا ہے کہ مجھکو تائب ہونیکا امر کرتا ہے تیرا تمام شور و شر اسلئے ہے کہ حکومت مصر سے معزول ہوا عمر نے کہا مین رسول اللہ اور ابو بکر و عمر کے زمانہ مین کہ بمراتب تجھ سے بہتر ہے عامل رہا ہون تو نے معزول کیا تو کیا ہوا تیرے تمام کام سنت خیر الانام کے خلاف ہین اپنی حرکت نکوہیدہ سے تائب ہو ورنہ پشیمان ہوگا پس ایک گوشہ مسجد سے آواز آئی تُب الی اللہ یا عثمانُ عثمان اُسکی طرف دیکھنے لگے کہ چارون طرف سے آوازین بلند ہوئین اے عثمان خدا سے ڈر اور توبہ کر کہتے ہین کہ اس روز کسی نے امیر المومنین کہا عثمان نے حیران ہو کر کہا اللھمّ انی اتوب الیک پروردگار امین توبہ کرتا ہون تیری جانب و مین ہون اول توبہ کرنیوالونکا۔ اسکے بعد عمرو عاص جس سے ملتا اُسکو عثمان کے برخلاف بھڑکاتا۔ یہ روایت روضۃ الاحباب کی ہے لیکن تاریخ ابن اعثم کوفی مین ہے کہ اُسوقت ہر طرف سے پتھر انپر برسنے لگے اور اسپر بھی بس نکرکے کسی نے ٹانگ پکڑ کر ممبر سے گھسیٹ لیا عثمان بیہوش ہو کر زمین پر گرے اور اُنکے غلام انکو اُٹھا کر گھر لیگئے۔ پھر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ ایک روایت یہ ہے کہ جب علیؑ مصریون کو واپس کرکے عثمان کے پاس واپس آئے تو اُنسے کہا اب مناسب یہ ہے کہ جلسہ عام کرکے تو ایسی باتین کہے کہ لوگ اُنکو سنکر امید وار اور مسرور ہون اور جان لین کہ اپنے

عاملون سے بیزار ہے اور اُنکے افعال نکوہیدہ ناپسند کرتا ہے تا کہ یہ امر نزدیک و دور معروف و مشہور ہو اور جو لوگ تجھ سے متنفر ہوگئے ہین درست ہوجائین ورنہ مجھکو اندیشہ ہے کہ مصریون کیطرح اور شہرون کے باشندے بھی چڑھ آئین اور تو پھر کہے کہ یا علیؑ انکو جاکر واپس کردو نجاؤن تو کہے کہ علی قطع رحم کرتے اور میرے حق کو خفیف جانتے ہین پس عثمان نے مسجد مین جاکر حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا ایہا الناس اولاد آدم سے خطا و عصیان سرزد ہوتے ہین مین بھی ہون معصوم ہونیکا دعوے نہین کرتا رسول اللہ نے فرمایا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے کہ گویا اُسنے گناہ کیا ہی نہین پس تمام ناہموار کامون سے جو مجھ سے سرزد ہوئے توبہ کرتا ہون جب یہان سے فارغ ہو کر گھر کو جاؤ تو چاہئے کہ تمسے چیدہ لوگ میرے پاس حاضر ہون اور کاروبار مین مجھے مشورہ دین کہ مین اُنکی صلاح سے کام کرونگا اور مروان وغیرہ کو جن سے تم ناراض ہو اپنے پاس سے نکال دونگا۔ حاضرین عثمان کی رفق آمیز و رقت خیز باتون کو سُنکر رونے لگے خود عثمان بھی گریان ہوئے علی مرتضے نے کہا جو کچھہ اس شخص پر واجب تھا بجالایا حقتعالے توفیق دے کہ اپنے عہد پر استوار رہے پس اکابر و اشراف مدینہ عثمان سے امید وار ہو کر اپنے گھرون کو پلٹے۔ راوی کہتا ہے کہ مروان و سعید بن عاص وغیرہ بنی امیہ کہ ادائے خطبہ کے وقت حاضر نہ تھے یہ سُنکر عثمان کے پاس داخل ہوئے ازانجملہ مروان نے مبادرت کر کے کہا یا امیر المومنین مین کلام کرون یا خاموش رہون نائلہ بنت فرافصہ زوجہ عثمان کہ زن عاقلہ تھی پس پردہ سے بولی اے مروان تیرا خاموش رہنا ہی بہتر ہے تو جو کہے گا مین جانتی ہون تو امیر المومنین کو اُنکے خطبے مین ملامت کرنا چاہتا ہے آگاہ رہ کہ آج وہ یہ باتین نہ کہتا تو اسکو قتل اور اسکے بچون کو یتیم کردیا تھا قسم بخدا کہ اس نے جو اقرار کیا ہے اس سے تجاوز کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین مروان نے کہا اے نائلہ تجھکو ان باتون سے کیا نسبت بخدا کہ تیرا باپ فوت ہوا حالانکہ اچھی طرح وضو کرنا بھی نہ جانتا تھا نائلہ نے کہا اے مروان اپنی زبان کو تھام۔ اور اموات کی عیب جوئی سے باز رہ تیرا باپ میرے باپ سے ہرگز فائق نہ تھا اگر وہ امیر المومنین کا چچا نہوتا تو ابھی تجھکو اسکی حقیقت سے آگاہ کرتی۔ تجھکو مطلق عقل و شعور نہین امیر المومنین کو لازم ہے کہ تجھ سے دوری اختیار کرے۔ مروان نے نائلہ کے جواب سے اعراض کر کے پھر کہا اے امیر مین کچھ بولون یا چپ ہون عثمان نے اجازت دی تو کہا جو خطبہ امیر المومنین نے آج کہا ہے ہرگز مناسب و واقع نہین ہوا اس سے سخت بے آبروئی ہوئی اور عزت و اعتبار کو بٹہ لگا علی ابن ابیطالب کا مقصود یہی تھا کہ خلقت کے سامنے تمکو رسوا کرین اور تمہاری خطاؤن کا اقرار تمہاری زبان سے کرائین سو وہ مقصود حاصل ہوگیا اب لازم ہے کہ ان لوگون کو کہ پہاڑون کی طرح صف باندھے تمہارے دروازے پر کھڑے ہین یہان سے دور کرو کہ مبادا کوئی کلمہ بیجا سامنے منہہ سے نکالین اور باعث فتنہ و فساد ہو عثمان نے کہا تو جاکر کہدے کہ لوٹ جائین مجھکو انکے سامنے جانے سے شرم آتی ہے مروان نے باہر جاکر کہا تم لوگ کسلیئے یہان جمع ہوئے ہو کیا اس گھر کو غارت کروگے یا خلافت و بادشاہی ہمسے چھین نے کو آئے ہو اور بہت سخت و سست باتین بکمال نخوت و غرور سے کہین کہ لوگ ازبس دل شکستہ و آزردہ ہو کر متفرق ہوئے اور بعض نے علی مرتضے کی خدمت مین جاکر ماجرا بیان کیا حضرت نے عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث سے پوچھا کہ تو نے بھی عثمان کی یہ باتین سُنی ہین عرض کی ہان یہی حال ہے جو ان لوگون نے بیان کیا ولایت مآب یہ سُنکر کمال بیتاب ہین آئے اور فرمایا بندگان خدا مجھکو اس شخص کے ساتھ عجب طرح کا معاملہ پڑا ہے اگر اسکے قضئے جھگڑون سے علیحدہ رہتا ہون تو کہتا ہے کہ قطع رحم کرتے اور حق قرابت نہین بجالاتے ہین اور جو اسمین دخل دیتا ہون تو یہ امور اس سے ظاہر ہوتے ہین باوجود صحبت رسول خدا اور اس سن و سال کے مروان نے اُسکو اپنا کھلونا بنا رکھا ہے اور مثل شتر اسکی مہار پکڑ کر جسطرف چاہتا ہے دوڑاتا ہے اور اسی جوش غضب مین عثمان کے مکان پر جاکر کہا کہ

برگشتن اہل مصر وغیرہ بسوئے مدینہ

مروان نے تیرا عقل و دین سب لیلیا ہے اونٹ کیطرح تیرے ناک مین نکیل ڈالکر جدھر چاہتا ہے کھینچتا ہے قسم بخدا کہ وہ اہل عقل و دانش سے نہین پس تیری وہ مثال ہے کہ کہا ہے من عشی علی الغراب سیرجع الی الخراب ہر کرا راہ بر غراب بود ؛ بگمان منزلش خراب بود ؛ **شعر اذا کان الغراب** دلیل قوم ؛ سیہدیہم طریق الھالکینا کہ جس قوم کا راہبر کوا ہوتا ہے وہ عنقریب اُنکو ہلاک ہونیوالونکا راستہ دکھائیگا ؛ پھر فرمایا تونے مروان کے کہنے سے اپنا اعتبار کھویا اور جماعت مسلمین مین رسوا ہوا۔ مین اب تیرے کاروبار مین ہرگز دخل نہ دونگا۔ اور کبھی تیرے پاس نہ آونگا۔ یہ کہکر اپنے گھر چلے آئے۔ آپکے اٹھ جانیکے بعد نائلہ وہان آئی اور کہا مینے علیؑ کی باتین سُنین وہ بہت دلگیر ہوکر گئے ہین اب مشکل ہے کہ تیرے پاس آئین معلوم نہین۔ کہ مروان کی متابعت کو کسلئے اسقدر لازم جان رکھا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہی کرتا ہے گو اہلبیت کرام و اصحاب عظام اس سے ناخوش ہون عثمان نے کہا اب کیا کرنا چاہئے۔ نائلہ عاقلہ بولی۔ کرنا کیا چاہئے خوف خدا و اتباع سُنت رسولخدا و اتباع سیرت ابوبکر و عمر کرنا اور طلحہ بیباک کو اُنکے کامون سے معزول فرمانا اور مروان کی پیروی ترک کرنا چاہئے۔ **القصہ** نائلہ نے بہت کہہ سُنکر عثمان کو مجبور کیا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے گھر جاکر جسطرح ہو اُنکو رضامند کرین۔ اور عثمان اُسکے کہنے کے بموجب اُس وقت آنحضرت کے مکان پر گئے ہر چند امداد و اعانت کی درخواست کی مگر فائدہ نہوا علیؑ اُسکے بعد اپنے تئین اُنکے کام سے علیحدہ رکھتے تھے تا اینکہ عثمان کے گھر کا محاصرہ ہوکر پانی اُنپر بند کیا گیا اُسوقت بنفس نفیس اُنکے دروازے پر تشریف لیگئے۔ اور آب شیرین کی مشکین اندر بھجوا دین۔ **منقول ہے** کہ ابھی اہل مصر کہ مدینہ سے واپس ہوئے تھے راستہ ہی مین تھے کہ تیسری منزل پر اُنہون نے غلام سیاہ عثمان کو دیکھا کہ شتر خاص پر سوار مدینہ سے بجانب مصر روان اور تشویش و اضطراب اُسکے بشرے سے عیان ہے گویا کسی سے بھاگا ہے یا کسی گریختہ کی تلاش مین باختہ حواس باہم دو سواس ہے دریافت کیا تو غلام نے کہا کہ قاصد عثمان ہون والی مصر کو اُنکی طرف سے پیغام لئے جاتا ہون حاضرین نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا کہ والی مصر یہ ہے غلام نے کہا اِنسے غرض نہین میرا مقصود عبداللہ بن ابی سرح سے متعلق ہے پوچھا کیا پیغام لئے جاتا ہے غلام نے کہا اپنے آقا کا راز افشا نکرونگا پوچھا کوئی مکتوب تیرے پاس ہے کہا نہین تفحص کیا تو اُسکے اسباب سے ایک خط برآمد ہوا ایک طرف آب چھڑ یکا خشک اُسکے پاس تھا اُسکو ہلایا تو کوئی شے کھڑکتی اندر معلوم ہوئی اُسے چیر کر دیکھا تو ایک شیشہ سر بمہر اُس سے نکلا شیشہ مین ایک خط تھا جسکے اوپر لکھا ہوا تھا من عبد اللہ امیر المومنین عثمان بن عفان الی عبد اللہ بن ابی سرح خط کو کھولا تو لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکر وہان پہنچے تو اُسکو معہ فلان و فلان کے قتل کر اور فلان و فلان کے ہاتھ پیر کان ناک کاٹ کر باقی کو مقید و محبوس کرے اور اپنے کام پر مستقل رہ جبتک کہ اور حکم تیرے پاس نہ پہنچے۔ بروائتے لکھا تھا کہ یہ لوگ فتنہ انگیزی کیلئے مدینہ آئے تھے کامیاب مراد نہین ہوئے وہان پہنچین تو قتل و حبس و قطع اعضا سے اُنکے تئین سیاست کرتا کہ آیندہ کوئی ایسی جرأت نکرنے پائے۔ خاتمہ مکتوب پر مہر خلافت پناہ کی ثبت تھی اہل مصر مہاجر و انصار کہ اِس قافلہ مین تھے یہ دیکھکر حیران و انگشت بدندان تھے اور غدر و خیانت حضرت پر ہے العجب گویان۔ **المختصر** عزم مصر ملتوی کرکے بارادہ انتقام مدینہ کو پھرے اور اہل عراق کو بھی بارسال خطوط واپس بلالیا۔ علاوہ براین یہ سانحہ ہوشربا حیرت افزا جسنا زبان نفرین دراز کرکے ساتھ ہولیا تھے کہ یہ انبوہ کثیر و جم غفیر دوبارہ وارد مدینہ ہوا اور ایک مجلس مین کہ بوجود ذیجود مولائے مومنینؑ و وجود انصار و مہاجرین رشک فردوس برین بنی تھی حاضر ہوکر زبان شکایت کھولی اور مکتوب بکیدت اسلوب پیش کیا لاجرم حضرت امیر المومنینؑ اُس خط کو لیکر مع طلحہ و زبیر و سعد وقاص وغیرہ عثمان کے پاس داخل ہوئے اور یہ عجیب داستان اُنسے بیان کیا خلیفہ صاحب نے تحریر خط بلکہ اطلاع کیفیت سے انکار کیا۔

محاصرۂ و قتل عثمان

حضرت نے کہا اے عثمان خدا سے ڈر تیرا غلام تیرے شتر پر سوار ہوکر تیری مہر کا خط مصر کو لیجائے اور تجھکو خبر نہو۔ کیونکر قیاس مین آسکتا ہے دیگر حاضرین نے کہا اگر تحریر مین تو شریک تھا تو قتل سزاوار ہے کہ ناحق ناروا چند مسلمانون کے خون گرانے کا امر کیا ورنہ واجب العزل ہے اور خلافت تجھکو شایان نہین کہ ایسے غدار مکار لوگون کو کار خلافت سپرد کرکے خود خواب غفلت مین سوتا ہے۔ خط کو دیکھا تو مروان کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا پس عثمان سے کہا اگر تیری مرضی سے نہین لکھا گیا تو مروان کو ہمارے حوالے کر تاکہ تحقیقات کرین اور بعد ثبوت جرم سزا دین عثمان نے مروان کے دینے سے انکار کیا حالانکہ مروان اُسوقت اُنکے گھر مین موجود تھا پس صحابہ خشمناک وہان سے اٹھے اور جانا کہ یہ کام بلا اطلاع عثمان اکیلے مروان کا نہین نہین تو وہ اُسکی حمایت مین ایسا سرگرم کیون ہوتے ہمارے دل اب اُنسے کبھی صاف نہونگے۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ جب خبر مکتوب و قاصد مدینہ مین شائع ہوئی تو اہل مدینہ سے کوئی نرہا اِلاّ یہ کہ عثمان کو طعن کرتا اور عیب لگاتا تھا۔ اہل کوفہ و بصرہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی مدینہ کی طرف واپس آئے اور قبیلہ بنی زہرہ و بنی مخزوم و بنی ہذیل کہ عبداللہ بن مسعود و عمار یاسر و ابوذر غفاری کے مقدمے مین عثمان سے پہلے سے مکدر خاطر تھے یہ امر اُنکی زیادتی جوش و خروش کا باعث ہوا محمد بن ابی بکر نے قبیلہ تیم سے امداد چاہی ایک جماعت اُسکی مدد کو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اہل مدینہ سے کچھ لوگ اُنکے مددگار ہوگئے آخرکار اِن سب نے اتفاق کرکے قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا یہ محاصرہ چالیس شبانہ روز اور بقولے چھ ماہ رہا کہ عثمان نماز کے لئے بھی مسجد مین نہ جاسکتے تھے اور منع کیا کہ آب شیرین کوئی اُنکے پاس نلیجائے تاکہ لاچار ہوکر یا اپنے تئین خلافت سے خلع کرین یا مروان کو اُنکے حوالے کرین مگر اِن کو دونو باتون سے انکار تھا۔ **بالجملہ** اکابر صحابہ نے قتل خلافتمآب پر فتوے دیدئے اور ایسا تو مدینہ مین کوئی نرہا کہ اس قتل پر راضی نہو۔ اکثر و بیشتر اُنسے اُنکے قتل مین ساعی و سرگرم تھے اور اہل مصر و عراق کی امداد و اعانت کرتے تھے اور بعض نے کنارہ کشی مین مصلحت جانکر خانہ نشینی اختیار کی تھی۔ چنانچہ مولائے مومنین اِن بعض سے تھے اور اعلے و افضل پہلی گروہ کے ام المومنین عائشہ و طلحہ بن عبیداللہ و عمرو عاص تھے کہ ثانی الحال عہد خلافت امیر المومنینؑ مین اُنکی خونخواہی کے ٹھیکہ دار بنے تھے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ سب سے زیادہ حریص قتل عثمان پر عائشہ تھی۔ وہ لوگون کو ترغیب و تحریص کرتی تھین کہ اُنہین قتل کرین واقدی مورخ اہلسنت نے اس زیادتی عائشہ کا سبب یہ لکھا ہے کہ جو روزینہ ابوبکر و عمر کے زمانہ مین اُنکا مقرر تھا عثمان اُسکے دینے مین مضائقہ کرتے تھے اِسلئے عائشہ اُنسے ناراض رہتی تھین اب کہ مسلمان اُنکے قتل کے درپے ہوئے تو اُسکا حوصلہ کھل گیا اور بالمشافہ عثمان سے کہا کہ تونے بیت المال مسلمانان پر دست تصرف دراز کیا اور اُمت محمدؐ کو رنج و کلفت مین ڈالا اشرار بنی امیہ کو بلاد اسلام پر مسلط کیا حقتعالے آب آسمان سے تجھے سیراب کرے اور برکات زمین سے بے نصیب رکھے اگر ظاہری اسلام مانع نہوتا تو نماز پنجگانہ بجالاتا ہے تو مثل شتران قربانی تجھے ذبح کرتے عثمان نے اُسکے جواب مین آیہ قرآنی پڑھی جسمین حقتعالے زن نوح و لوط کی مثال لایا ہے کہ باوجودیکہ وہ دو پیغمبرون کی بیویان تھین مگر خیانت صادر ہوئی تو اس زوجیت نے اُنکو کچھ نفع نہ بخشا اور دیگر جہنمیون کے ساتھ جہنم مین داخل ہوئین **القصہ** بی بی عائشہ بقدر اپنی وسع و طاقت کے قتل عثمان کی ترغیب دیتی تھین اور کہتی تھین کہ ہنوز پیراہن رسول اللہ کہنہ نہین ہوا کہ عثمان نے اُنکی شرع کو کہنہ کردیا اقتلوا نعثلاً قتل اللہ نعثلاً اِس یہودی ریش دراز کو یا اس پیر گفتار کو قتل کرے۔ واقدی کہتا ہے کہ جب عثمان محصور تھے

سے نعثل بروزن جعفر گفتار نر و پیر نادان اور ایک یہودی کا نام ہے کہ مدینہ مین رہتا تھا اور نیز ایک مرد لمبی ڈھاڑی والا عثمان کی مذمت کرنی ہوتی تھی تو انکو اس سے تشبیہ دیکر نعثل کہا کرتی تھی ۔ ۱۲ منتہی الارب ؛ ؛ ؛

تو عائشہ نے مکہ جانیکا ارادہ کیا مروان حکم اُسکے پاس گیا اور کہا اے مادر مومنان اگر اسوقت یہان ٹھہرتی کہ یہ فتنہ فرو ہوتا اور عثمان قتل سے نجات پاتا تو اس کا ثواب حج سے زیادہ تھا عائشہ نے کہا مین ارادہ مصمم کر چکی ہون اور حج مجھپر واجب ہو گیا ہے ٹھہر نہین سکتی مروان نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا ع حرّق قیسٌ علی البلادِ ۔ حتّٰی اذا اضطرمت اجذما یعنی قیس نے شہرونمین آگ لگادی جب وہ جل اٹھی تو علیحدہ ہو گیا۔ مراد یہ کہ عائشہ اِس فتنہ کو برپا کر کے اب علیحدہ ہوتی ہے اور کنارہ کرتی ہے عائشہ نے یہ شعر سُنکر کہا مین تیرا مدعا سمجھی تیرا گمان یہ ہے کہ مین عثمان کے حال سے بیخبر ہون۔ قسم بخدا کہ میری دلی آرزو ہے کہ اُسکو ایک تھیلے مین ڈالکر گلے مین لٹکاؤن اور لیجاکر بحر خضر مین ڈال اٗون مروان نے کہا آخر جو تیرے دل مین تھا ظاہر ہوا پر ہوا عائشہ نے کہا ہان ایسا ہی ہے یہ کہکر مکہ کو روانہ ہو گئی اثناء راہ مین عبداللہ بن عباس سے ملی تو کہا یا ابن عباس تجھکو حقتعالےٰ نے دل بینا و زبان گویا عطاکی ہے زنہار کہ اِس طاغی (عثمان) کے قتل سے کسی کو مانع آئے تحقیق کہ یہ اپنی قوم کے لئے ایسا نحس ہے جیسا کہ ابوسفیان بروز بدر انکے لئے نحس تھا۔ یہ حال بی بی عائشہ کا ہے لیکن طلحہ کی کیفیت روضۃ الاحباب مین اسطرح پر مسطور ہے کہ ایام محاصرے مین ایک روز عثمان بالائے بام چڑھکر اہل محاصرے کے سامنے ہوئے اور کہا السلام علیکم کوئی اسطرف ملتفت نہوا۔ عثمان نے کہا آیا طلحہ بن عبداللہ تمہارے درمیان ہے کہا ہان ہے عثمان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس کہ مین اِن لوگون پر کہ مدعی اسلام ہین سلام کرون اور طلحہ کہ عشرہ مبشرہ سے ہے اُنکے درمیان ہو اور میرے سلام کا جواب تک نہ دے یعنی یہ ایک مصیبت ہے کہ اسمین انا للہ کہنا چاہیے۔ اِسپر طلحہ کھسیانا ہو کر بولا مینے جواب سلام دیا تھا عثمان نے کہا سُنّت جواب مین یہ ہے کہ سلام کرنیوالا اُسکو سن لے مینے تیرا جواب نہین سُنا پھر کہا اے طلحہ تجھکو قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ آیا پیغمبر خدا سے تو نے نہین سُنا کہ کسی مسلمان کا خون تین باتون سے ایک کے بغیر روا نہین یا اسلام کے بعد کافر ہو جائے یا محصن ہو کر زنا کا مرتکب ہو یا ناحق کسی مسلمان کا خون کرے مین انمین سے ایک امر کا مرتکب نہین ہوا اسامعین سے ایک نے کہا کہ حدیث مذکور ماوّل یا مقید ہو گی۔ کسلئے کہ ساعی فساد اور باغی مصر کا قتل کرنا بنص قرآن جائز و مباح ہے **نیز** روضۃ الاحباب مین عبداللہ بن عباس بن ربیعہ سے نقل ہے کہ اُس نے کہا مین ایام محاصرہ مین ایک روز عثمان کے پاس حاضر تھا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ آ سنین کہ یہ لوگ کیا باتین کر رہے ہین پس ہمنے دروازہ کے قریب کھڑے ہو کر سُنا کہ بعض اُنمین سے کہتے ہین کہ اِس مرد کو مہلت نہ دی چاہیے۔ اور دن نے کہا نہین مہلت دینی چاہیے کہ شاید راہ راست پر آجائے اِس اثنا مین طلحہ عبیداللہ اُنکے پاس آیا اور پوچھا۔ عبدالرحمن[1] بن عدیس کہان ہے پس ابن عدیس اُسکے پاس آیا تھوڑی دیر دونو مین بطور سرگوشی کچھ باتین ہوتی رہین۔ بعد ازان ابن عدیس نے امر کیا کہ کسی کو اندر سے باہر اور باہر سے اندر نجانے دو تاکہ تشدد و سختی زیادہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ دیکھا تو نے کہ یہ طلحہ کی تعلیم و ترغیب کا اثر ہے۔ خداوندا طلحہ نے اُن لوگونکو مجھپر دلیر کیا ہے اسکی شرارت کو مجھ سے دفع کر اور جو آرزوئے خلافت اُسکے دل مین جاگزین ہے تیرے کرم سے امیدوار ہون کہ اِس مراد کو نہ پہنچے اور اُسکی طلب مین ذلت و خواری سے مارا جائے۔ **لیکن** عمرو عاص پس ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ وہ لوگون کو قتل عثمان پر برانگیختہ کرتا اور بہکاتا تھا اور اِس بارے مین اسقدر سخت و شدید تھا کہ کہتا تھا کہ اگر ایک گڈرئے سے بھی ملونگا تو اُسکو بھی

[1] یہ عبدالرحمن بن عدیس صحابی شریک بیعت رضوان تحت الشجرہ تھا۔ ابن عبدالبر کتاب استیعاب مین لکھتا ہے کہ عبدالرحمن بن عدیس بلوی مصری اُن لوگون سے ہے جنہون نے حضرت رسولخدا سے زیر شجر بیعت کی اور وہ اُس لشکر کا کہ مصر سے مدینہ آیا اور جنہون نے عثمان کو محصور کر کے قتل کیا امیر تھا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ ٭٭٭

قتل عثمان پر ترغیب دیکر بنگاہ جا بیگاہ دوسار و شرفا کو جب یہ مین آتش فتنہ کو اچھی طرح سُلگا چکا تو فلسطین مین اپنے مقام کو چلا گیا ایک روز وہان قصر مین بیٹھا تھا اور محمد و عبداللہ اُسکے بیٹے معہ سلامہ بن روح جذامی کے اُسکے پاس بیٹھے تھے کہ ایک سوار مدینہ سے آیا۔ اُس سے عثمان کا حال دریافت کیا تو اُسنے کہا ہنوز محصور ہے عمرو نے کہا ابو عبداللہ العیر یضرط والمکواۃ فی النار یعنی اے ابو عبداللہ حمار گوز لگاتا ہے اور مکواۃ (آلہ داغ کردن جانوران) ہنوز آگ مین ہے پھر ایک اور سوار وارد ہوا۔ اُس نے عثمان کا قتل ہونا بیان کیا۔ عمرو نے کہا انا ابو عبداللہ اذا حککت قرحۃ ادمیتہا کہ مین ابو عبداللہ ہون قرحہ یعنی دنبل کو کھجلایا تو اسکو لہولہان ہی کر کے چھوڑا سلامہ بن روح نے کہا اے معشر قریش تمہارے اور عرب کے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا تھا تمنے اُسے توڑ ڈالا۔ عمرو نے کہا ہان ہمنے چاہا کہ حق کو باطل کے پہلو سے نکالین تاکہ لوگ اِس امر مین ایک طریقہ پر ہون **نقل ہے** کہ ایام محاصرے مین جب تنگی عثمان اور اُنکے متعلقان پر غالب ہوئی تو وہ بام قصر پر آئے اور پکار کر کہا کہ کوئی تمہارے درمیان ہے کہ علی ابن ابیطالب کو ہماری پیاس سے آگاہ کرے یہ خبر امیرالمومنینؑ کو پہنچی تو رحم جبلی و سخائے عادی اُس جناب کی جوش زن ہوئی اور چند مشک پر از آب شیرین دارالخلافہ کو روانہ کین اہل محاصرہ اندر نہ جانے دیتے تھے بارے بنی ہاشم کی سعی موفور سے پانی اندر پہنچا اور محصورین سیراب ہوئے **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت ساقی کوثر نے خاصکر زنان و اطفال محیط پر رحم کھاکر پانی بھیجا اور غالباً امام حسنؑ اُسکے ہمراہ کیا کہ بحفاظت اندر پہنچا آئین تو ہوا خواہان خلیفہ صاحب نے اِسپر یہ حاشیہ چڑھایا کہ حضرت امیرؑ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو خلافت پناہ کی ڈیوڑھی پر اُنکی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا اور حاشا کہ ایسا واقع ہوا ہو یا امیرالمومنینؑ اصلاً عثمان کی حفاظت و حمایت کا خیال خصوصاً اُن خرابیون کے بعد رکھتے ہون۔ اگر آپ کے نزدیک خلیفہ کی نگہبانی لازم تھی تو حسنینؑ کو اسکے لئے بھیجنا کیسا چاہیے تھا کہ خود تلوار لیکر موقعہ پر جاتے اور محاصرین کو منتشر و پراگندہ فرماتے نہ یہ کہ آپ تو گھر مین بیٹھ رہے اور بیٹون کو بھیجدیا۔ کیون۔ کیا خود تقیہ کی حالت مین تھے اور یہی کلام طلحہ زبیر کے بیٹون کے حق مین جاری ہے کہ وہ بھی ہرگز اُنکی حفاظت پر متعین نہوئے تھے بلکہ چونکہ طلحتین خود اہل محاصرے کے شریک اور اُنکے مشیر بنے ہوئے تھے تو گیا انہون نے اپنے بیٹون کو اپنے ساتھ لڑنے کو مقرر کیا تھا۔ اِس سے بھی گرم تر یہ فقرہ تراشا گیا ہے کہ خبر قتل عثمان امیرمومنانؑ کو پہنچی تو وہ بیتابانہ دوڑے ہوئے گھر سے آئے اور حسنؑ کے منہہ پر طمانچہ اور حسینؑ کے سینہ پر مکا مار کر کہا کہ تم موجود تھے اور امیرالمومنین (عثمان) قتل ہو گئے تمنے مدد نہ کی۔ بھلا اِس افترا کا بھی کوئی ٹھکانا ہے امیرالمومنینؑ اور فرزندان رسول اللہ کو بخطا بیگناہ طمانچے مارین اگر وہ بالغرض وہان گئے ہوتے بھی تو کیا حضرتؑ اسقدر نجانتے تھے کہ یہ تن تنہا ہزارون کے نرغہ کو کیونکر روک سکتے ہین۔ طرفہ یہ کہ اہل سُنت خود ناقل ہین کہ قاتلان عثمان دروازہ کے راہ سے اندر نہین گئے پشت مکان سے دیوار توڑ کر گھسے تھے پس اِس صورت مین حسنینؑ علیہما السلام کا کہ بقول اُنکے دروازہ پر تھے کیا قصور تھا کہ اُنکے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ ایام محاصرے مین ایک شخص نے کہ اصحاب جناب رسالتمآب سے تھا۔ درخواست کی کہ عثمان بام خانہ پر آئین کہ چند کلمات نصیحت اُنسے کہے جائین سامنے آئے تو صحابی نے کہا یا ابن عفان اب قرین مصلحت یہ ہے کہ لباس خلافت ترک کر رکھو۔ کہ اِس بلیہ سے نجات ہو۔ ابھی اُسکا کلام پورا نہوا تھا کہ کثیر بن صلت کندی نے کہ ہوا خواہان عثمان سے تھا ایک تیر جگر دوز بام قصر سے تاک کر اُس صحابی پر ایسا لگایا کہ بیچارہ جان سے گزر گیا اہل محاصرے نے کثیر رامی تیر کو عثمان سے طلب کیا کہ قصاص صحابی مین قتل کرین عثمان نے اِس سے صاف انکار کیا اور کہا کب ہو سکتا ہے کہ مین اپنے معین و مددگار کو دشمنان جفاکار کے ہاتھ مین دیکر خود اُسکے قتل کا باعث

ہون۔ اسی اثنا مین غلط مشہور ہوگیا کہ معاویہ سپاہ شام لیکر عثمان کی امداد کو آتا ہے۔ لاجرم انہون نے قدم سعی آگے رکھکر باب دار الخلافہ مین آگ لگادی اور پس پشت سے دیوار پھاندکر یا دیوار توڑ کر گھر مین داخل ہوئے۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب کار عثمان اور انکے متعلقین پر تنگ ہوا تو محمد بن ابی بکر آگے گئے اور کہا اے پیر حماقت شعار ہشیار ہو عثمان نے کہا مین عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ ہون تو دروغ کہتا ہے کہ درپے میری تذلیل و اہانت کے ہے محمد نے ہاتھ بڑھاکر انکی ڈھاڑی پکڑ لی اور کہا تقدیر الٰہی کو اپنے حق مین کسطرح پاتا ہے کہا اس جل شانہ نے ہمیشہ میرے ساتھ نیکی کی ہے اے برادر زادے خدا سے ڈر اور میری ڈھاڑی سے ہاتھ اٹھا اگر ابوبکر زندہ ہوتا تو ہرگز راضی نہوتا کہ یہ ذلت مجھکو پہنچے۔ محمدؓ نے کہا میرا باپ زندہ ہوتا تو گوارا نکرتا کہ تو یون خلاف شرع کام کرے عثمان نے قرآن اٹھالیا اور کہا یہ کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان ہے اسکے موافق تمہارے ساتھ عمل کرونگا اور بہر نوع تمہاری رضامندی کا خواہان رہونگا۔ جو مطلوب تیرا ہے کہہ کہ سب قبول و منظور ہے اصلاً مضائقہ نہوگا۔ محمد نے کہا الآن و قد عصیت من قبل و کنت من المفسدین کہ تو اب یہ کہتا ہے حالانکہ اس سے پیشتر عصیان و نافرمانی کرتا تھا۔ اور تھا تو جملہ مفسدین سے اسوقت ایک دستہ تیرونکا محمد کے ہاتھ مین تھا عثمان کی گردن پر لگایا جس سے گردن زخمی ہوگئی اور خون روان ہوا۔ منقول ہے کہ اسوقت کسی نے کہا اے عثمان اب بھی اپنے تئین خلافت سے خلع کر دے کہ جان بچ جائے مگر انکو عبد اللہ بن عمر کی نصیحت یاد تھی کہا لستُ بخالعٍ قمیصٍ کسانیہ اللہ حتی یکرمُ اھلُ السعادۃ و یھانُ اھلُ الشقاوۃ یعنی جو کرتا حقتعالے نے مجھے پہنایا ہے اسکو بدن سے نہ اتارونگا تاکہ اہل سعادت عزیز اور اشقیا و بدبخت ذلیل ہون بالجملہ جب متحقق ہوا کہ عثمان جان دینگے مگر خلافت سے دست بردار نہون گے تو مالک اشتر با شمشیر برہنہ انکے سر پر آئے عثمان نے بہ نگاہ عجز مالک کی طرف دیکھا انکو حیا آئی۔ لوٹ گئے مسلم بن کثیر کندی نے کہا اے اشتر اسکے قتل کو آگے بڑھے دیکھا تو ڈر گئے۔ اشتر نے کہا ڈرا نہین بلکہ جب دیکھا کہ بے یار و مددگار ہے تو مجھکو شرم آئی کہ ایسی بیکسی کیحالت مین قتل کرون پس کنانہ بن بشر آیا اور ایک گرز بے تحاشا سر عثمان پر لگایا۔ بعد ازان سودان بن حمران مرادی نے تلوار ماری اسکے صدمے سے پشت کے بھل گرے معہذا اور ون نے چپ و راست سے چومین لگائین تا اینکہ جان سے گزر گئے۔ منقول ہے کہ نائلہ زوجہ عثمان زن قوی الجثہ فربہ اندام تھی اہل مصر سے کسی نے خلیفہ کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا تو نائلہ نے دوڑ کر اسکی تلوار کو ہاتھ مین پکڑ لیا مصری نے زور سے تلوار کو کھینچا تو نائلہ کا انگوٹھا اوڑ گیا۔ اس نے شور مچایا کہ لوگو جانتے ہو کہ کس پارسا پاکدامن کو قتل کرتے ہو۔ انہون نے نائلہ کے مارنیکا ارادہ کیا تو وہ بھاگ گئی علی ہذا مروان نے حمایت عثمان مین تلوار میان سے نکالی حجاج بن عزیہ انصاری نے ایک تلوار اسکی گردن پر لگائی کہ زرہ کٹ کر کچھ خراش گردن مین آئی۔ مروان بھاگ کر عورتون مین جا چھپا۔ **مروی ہے** کہ کسی نے حضرت امام بحق ناطق جعفر بن محمد صادق علیہما السلام سے پوچھا کہ کیا باعث تھا کہ جسقدر ابوبکر و عمر سے لوگون کو حسن عقیدت تھا اتنا عثمان سے نہ تھا۔ فرمایا ابوبکر و عمر خاندان رسالت

لہ برخلاف اہلسنت محمد بن ابی بکر سے۔ انکے خلیفہ ثالث کے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش آنیسے سخت ناخوش ہین اور زیادہ تر اس خلیفہ زادہ کا انکے نزدیک جرم یہی کہ وہ صلحائے تابعین و شیعیان و مخصوصان حضرت امیر المومنین سے تھے اور آنحضرت کے دامن تربیت مین پرورش پاتے تھے چنانچہ صاحب تحفہ نے بھی اسی وجہ سے انکو اچھے لفظون مین یاد نہین کیا۔ الا ہم بار بار کہہ چکے مین کہ بعض کسی کے چھپانے سے نہین چھپتا باوجود ان سب باتون کے بھی بزرگان اہل سنت کو محمد کی مدح سرائی اور انکی سچے اوصاف بیان کرنے پڑے ہین۔ امام ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی مروج الذہب مین بمقام مقدار و اولاد ابوبکر محمد مذکور کے ذکر مین لکھتے ہین و کان محمد بن ابی بکر یدعی عابد قریش لنسکہ و زھدہ و ربہ علی بن ابیطالب کرتے محمد بن ابی بکر پکارے جاتے تھے ساتھ لقب عابد قریش کے بوجہ انکے زہد و عبادت کے اور پرورش کیا تھا۔ انکو علی ابن ابیطالب نے افسوس کہ حضرت خلیفہ ثالث کی لیئے جنکو انکے ہاتھ سے یہ بیحرمتی ہوئے۔ ۱۲۔ منہ عفی عنہ

تیسری خلیفہ ... فرزند

کے سوا سائر خلائق کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آتے تھے لیکن عثمان کا ظلم عام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ انسے چندان اعتقاد نہین رکھتے الا ان بر فرض شیعہ کے بعض علمائے شیعہ نے شرح حدیث مین لکھا ہے کہ یہ بات کہ ابوبکر و عمر سائر خلقت سے بعدل و انصاف پیش آتے تھے ایسے مراد یہ ہے کہ انکا ظلم عامۂ خلائق پر عثمان کی نسبت کم تھا۔ الا اہلبیت رسالت پر کہ انکے حق مین تینون متساوی الاقدام تھے ورنہ اگر کلام آنحضرت کا اپنے ظاہر پر محمول ہو تو لازم آتا ہے کذب ان احادیث کا کہ تعدی شیخین پر بہ نسبت عامۂ خلائق کے دلالت واضح رکھتی ہین۔ **القصہ** مورخین نے لکھا ہے کہ لاشہ عثمان تین روز تک مزبلہ پر پڑا رہا غسل و کفن و نماز و دفن سے منع کرتے تھے۔ اور کہتے ہین کہ اسکے پانو مین رسی باندھکر بازار و نمین کھینچے پھرتے تھے تا اینکہ حضرت امیر المومنین اس حرکت سے مانع آئے کہ اہل کتاب ہمپر عیب کرینگے کہ مسلمان اپنے امام سے کسطرح پیش آتے ہین اور نجانینگے کہ وہ امام کیسا تھا۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ لاش عثمان تین روز تک خراب و خستہ پڑی رہی۔ اور کتے اسکا پیر گھسیٹ لیگئے تھے۔ عبد اللہ بن سواد کہ بزرگان مصر سے تھا کہتا تھا۔ کہ ہم اسکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہونے دینگے وہ مسلمان نہ تھا کیونکہ تحقیق ہوا ہے کہ ایک روز اپنے مکان سے مسجد کو جارہا تھا اور بنی امیہ اسکے گرد تھے کہ ابوسفیان نے کہا یا بنی اُمیۃ تلقفوھا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب ولا جنۃ ولا نارٍ ولا قیامۃ اے بنی امیہ اس سلطنت و بادشاہی کو اپنے درمیان گیند کیطرح لڑکاؤ اور قسم کھاکر کہا کہ حساب کتاب بہشت و دوزخ حشر و نشر کوئی شے نہین۔ پس عثمان نے بجائے اسکے کہ اسپر مرتد کی حد جاری کرتا اور اسکو قتل کراتا دو لاکھ دینار بیت المال مسلمانان سے اسکو بخشے۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ لاشہ عثمان تین روز تک پڑا رہا کوئی اسکے دفن پر متوجہ نہوا۔ حتےٰ کہ جبیر بن مطعم و حکیم بن حزام نے امیر المومنین علیؑ کے پاس حاضر ہوکر کہا کہ عبد الرحمن بن عدیس سے التماس کرین کہ دفن کی اجازت دے بارے حضرت کے کہنے سے اجازت ہوئی تو ہرچند تابوت تلاش کیا کہین دستیاب نہوا ناچار مکان کا کواڑ اتار کر اسپر لاش کو رکھا اور بخوف شور و غوغا درمیان مغرب و عشا بقیع کو لیگئے باوجود تاریکی شب لوگ تعاقب کرتے اور اینٹ پتھر پھینکتے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ کواڑ بہ نسبت قامت اُس جناب کے چھوٹا تھا لاجرم پانو نکل رہے تھے اور سر ہلتا تھا اور تختہ پر لگ کر طق طق کرتا تھا۔ جنۃ البقیع مین پہنچے تو انصار دفن سے مانع آئے لاچار گورستان یہود مین کہ قریب بہ بقیع واقع ہے لیگئے اور وہان دفن کیا جب ملک حجاز معاویہ کے قبضہ مین آیا۔ تو اُس نے دیوار بقیع کو توڑ کر قبر کو اسمین شامل کیا۔ **مجلسی علیہ الرحمہ** حق الیقین مین کہتے ہین کہ اعاظم مطاعن عثمان سے ایک یہ ہے کہ صحابہ کبار مہاجر و انصار نے کہ بالاتفاق مخالفین عادل و ثقہ تھے اور انکے اقوال و افعال انکے نزدیک حجت ہین عثمان کی تکفیر و تفسیق کی۔ اور اسکے ظلم و کفر پر گواہی دیتے تھے۔ مثل عمارؓ کے کہ بطرق بسیار روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ آیہ شریفہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون **ترجمہ** جو لوگ حکم نہین کرتے بموجب اسکے کہ خدا نے نازل کیا ہے بس وہ کافر ہین عثمان کے کفر پر گواہ ہے کسلئے کہ وہ بلاشبہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرتا تھا۔ اور مثل ابوذر و عبد اللہ مسعود کے اور حذیفہ سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ الحمد للہ امر عثمان مین مجھکو شبہ نہین بجز اسکے کہ آیا کافر کو کافر نے قتل کیا یا مسلم نے اگر قاتل عثمان مسلمان تھا تو شک نہین کہ اسکا ایمان سب سے بڑھکر تھا۔ کہ بہ نیت خالص اس امر کا مرتکب ہوا۔ اور نیز حذیفہ نے کہا جو کوئی کہے کہ عثمان بظلم مارا گیا اسکا گناہ بروز قیامت پرستندگان گوسالہ سامری کے گناہ سے زیادہ ہوگا۔ زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم کسلئے عثمان کو کافر جانتے ہو کہا تین سبب سے مال خدا کو زینت دنیا قرار دیا۔ مہاجران رسول اللہ کو محارب ٹھہرایا۔ کتاب اللہ کے برخلاف عمل کیا۔ مجلسیؒ بعد نقل ان روایات کے

فرماتے ہین کہ تمام مہاجر و انصار کہ مدینہ مین تھے اور باقی مسلمان کہ باہر سے آئے تھے بجز چند نفر بنی امیہ کے سب کے سب قتل عثمان پر متفق ہو گئے تھے اسلئے کہ جو اشخاص اس موقعہ پر حاضر تھے۔ یا خود مرتکب و مباشر قتل تھے یا اعانت کرتے تھے شرکا قتل کی یا انکے اس فعل پر رضامند تھے کیونکہ اسکی نصرت کے تارک تھے پس اہلسنت کہ خلافت ابوبکر کو باجماع ثابت کرتے ہین لازم ہے کہ یہان بھی وجوب قتل عثمان کے قائل ہون کہ کاشف ہے اسکے کفر یا فسق وارتکاب گناہ کبیرہ سے اور ظاہر ہے کہ یہ دونو امر منافی استحقاق خلافت ہین۔ یا اقرار کرین بطلان خلافت ابوبکر کا کیسلئے کہ اکثر شرکا اس اجماع کے اس اجماع مین شریک تھے۔ اور کتب اہلسنت مین منقول ہے کہ امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا کہ عثمان کو کس نے قتل کیا فرمایا قَتَلَهُ اللّٰهُ وَاَنَا مَعَهٗ یعنی خدا نے اُسے قتل کیا اور مین اُسکے ساتھ تھا۔ اس سے اور مثل اسکے دیگر اقوال وافعال سے آنحضرت کا قتل عثمان پر راضی ہونا ظاہر ہے بلکہ اکثر علما قائل ہوئے ہین کہ امیر المومنینؑ نے اس قتل پر فتوے دیا۔ **نقل ہے** کہ زمان سلطنت امیر تیمور گورگان مین علماء ماوراء النہر نے متفق ہو کر ایک محضر لکھا کہ ہر شخص پر بغض وعداوت علی ابن ابیطالب واجب ہے تا اگرچہ بہت ہی تھوڑی ہو۔ اس سبب سے کہ وہ قتل عثمان پر فتوے دیتے تھے۔ پس اس محضر کو امیر تیمور کی خدمت مین گزرانکر ملتجی ہوئے کہ امیر اسکو اپنی قلمرو مین رواج دے تیمور نے محضر کو ملاحظہ کیا تو حکم دیا کہ اسکو شیخ زین الدین ابوبکر تابادی کے پاس لیجائین اور اُسکی رائے اس مقدمے مین دریافت کرین۔ وہ نوشتہ شیخ کی نظر سے گزرا تو اُسکی پشت پر لکھدیا کہ والے اس عثمان پر کہ علی مرتضےٰ اسکے قتل پر فتوے دے تیمور کو کلام شیخ زین الدین کا بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ اس کاغذ کو پھاڑ ڈالین۔ **لطیفہ** ابن جوزی نے کہ اکابر علماء اہل سنت سے ہے ایک روز بتقلید امیر المومنینؑ اثناء وعظ مین کہا سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ یعنی جسطرح امیر المومنینؑ ممبر پر فرماتے تھے کہ سوال کرو مجھ سے جو چاہو قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ ویسا ہی اُس نے بغرور اپنے علم وفضل کے یہ دعویٰ کیا۔ ایک عورت اہل مجلس سے اٹھی اور کہا ایہا العالم کہتے ہین کہ سلمان فارسیؓ نے مدائن مین انتقال کیا اور علی مرتضےٰ مدینہ سے باوجودیکہ ایک ماہ کا راستہ تھا ایک رات مین وہان گئے اور اُسکی تجہیز و تکفین فرمائی پھر مدینہ واپس چلے گئے۔ آیا یہ صحیح ہے ابن جوزی نے کہا ہان ایسا روایت ہوا ہے عورت نے کہا اور عثمان مدینہ مین قتل ہوئے انکی لاش تین روز تک مزبلہ پر پڑی رہی باوجودیکہ علی مدینہ مین تھے تسپر نہ نماز پڑھی نہ دفن کرایا۔ ابن جوزی نے عاجز ہو کر کہا اے عورت تو جو اسوقت اپنے گھر سے یہان آئی ہے تو اپنے شوہر کی اجازت سے آئی ہے یا بلا اجازت آئی ہے۔ اگر تیرے شوہر نے تجھے اس مجمع مین آنیکی اجازت دی تو اُسپر لعنت خدا ہے ورنہ تو قابل نفرین ولعنت ہے عورت نے بے تامل کہا کہ ام المومنین عائشہ کہ جنگ جمل مین امیر المومنین علیؑ سے لڑنے گئی تھین باجازت رسول اللہ گئی تھین یا بلا اجازت۔ ابن جوزی یہ سُنکر مبہوت وحیران ہو گیا اور کچھ جواب اُسکو بن نہ آیا۔ **لطیفہ دیگر** ملا احمد بن نصر اللہ سندھی بموجب حکم جلال الدین اکبر بادشاہ تاریخ الفی یعنی حالات ہزار سالہ لکھتے تھے اور جسقدر ہر روز لکھتے اسیقدر بادشاہ کو سُنا دیتے تھے کہ رفتہ رفتہ قصہ قتل عثمان پر پہنچے تو تفصیل اسباب قتل اور اجماع صحابہ مین کلام کو طول ہو گیا۔ بادشاہ خلیفہ ثالث کی رسوائی سر عام سُنکر فرد محجوب ہوئے کہنے لگے۔ ملا احمد قصہ قتل عثمان را چرا دور دراز بردی ملا نے فی البدیہہ عرض کیا جہان پناہ قصہ کشتہ شدن عثمان روضۃ الشہداء اہلسنت است بہ مکتر ازین اکتفا نمی توان کرد۔ بادشاہ یہ سُنکر متبسم ہوئے اور ملا کو تحسین و آفرین کیا۔

ذکر پارۂ از شکایاتیکہ حضرت امیر مومنان از متغلبان کہ بر آنحضرت تقدم و تفوق جستہ واز انصار و اعوان ایشان فرمودہ

ہر چند یہ امر کہ حضرت امیر خلافت خلفاء ثلثہ پر رضامند نہ تھے اور

ہمیشہ اُنکی اور اُنکے مددگارون کے ظلم وزیادتی کی شکایت فرماتے رہتے تھے ناظرین پر پہلے سے مخفی نہین الا اس مقام پر مزید توضیح کیلئے بعض خطبات وعبارات آنحضرتؑ کی نقل ہوتی ہین جنسے یہ معلوم ہوگا کہ اہلسنت کا یہ دعوے کہ یہ حضرات باہم شیر و شکر تھے کہانتک خلاف واقعہ واقع ہوا ہے۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہین کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب سے حقتعالےٰ نے محمد مصطفےٰ کو مبعوث برسالت فرمایا مجھکو آرام نہین ملا بچپن مین قریش مجھکو ڈراتے اور دھمکاتے تھے جوان ہوا تو میرے دشمن جان بنگئے تا اینکہ آنحضرت نے رحمت خدائے متعال کیطرف انتقال فرمایا۔ فکانت الطامۃ الکبریٰ واللّٰہ المستعان علیٰ ما تصفون پس اسوقت مصیبت عظیم کا سامنا تھا اور اللہ سے نصرت طلب کردہ شدہ اسپر جو کہ تم اسکو کہتے ہو۔ اور **نہج البلاغہ** مین ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا پروردگارا مین تجھ سے طلب اعانت کرتا ہون اوپر قریش کے جنہون نے مجھ سے قطع رحم کیا اور میرے ظرف کو اوندھایا اور میرے اُس حق مین میرے ساتھ نزاع کی جسمین مین ان تمام کی نسبت اولےٰ واَلیق تھا اور وہ مجھ سے چھین لیا اور اسپر بھی بس نکر کے اس ظلم مین اپنی حقیت کے قائل ہوئے اور کہا اَلَا اِنَّ فِی الْحَقِّ اَنْ نَاْخُذَهٗ وَفِی الْحَقِّ اَنْ نَمْنَعَهٗ فَاصْبِرْ مَغْمُوْمًا اَوْ مُتْ مُتَاَسِّفًا آگاہ رہ کہ یہ حق ہمارا خواہ ہم اسکو لین خواہ ترک کرین تو اس غم ویاس پر صبر کر یا حسرت وافسوس سے مرجا۔ پس مینے دیکھا تو بجز اپنے اہلبیت کے کسی کو اپنا معین ومددگار نپایا لہذا اُنکو ہلاکت سے بچایا اور صبر کیا درانحالیکہ آنکھون مین خس وخاشاک اور حلق مین شجی (استخوان وغیرہ جو گلے مین اٹکے) تھا اور اپنے غصے کو ضبط کیا کہ تلخ وتند تھا اور دل کے لئے اُسکا ضبط کرنا چھریون سے ریزہ ریزہ ہونے سے زیادہ ناگوار تھا۔ اور مجالس شیخ مفیدؒ سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امیرؑ نے خطبہ کہا اور اسمین ارشاد فرمایا کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ مین اس منصب ومقام کے لئے تمام سے اولےٰ واحق تھا پس مین اپنے غصے کو پی گیا اور منتظر حکم اپنے پروردگار کا رہا اور اپنے سینے کو زمین سے لگایا۔ پھر ابوبکر نے مرتے وقت عمر کو اپنا قائمقام کیا قسم بخدا کہ وہ خوب جانتا تھا کہ مین اس کام کے لئے زیادہ حقدار تھا پس مینے اپنے غیظ کو ضبط کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کیا۔ عمر ہلاک ہوا تو اُس نے چھ اشخاص کا شورے مقرر کیا جسمین مجھے چھٹا چھ کا بقدر حصہ جدہ (دادی) کے ٹھہرایا۔ اور کہا فریق کمتر کو قتل کردو اس سے اُس نے صرف میرا قتل کرانا چاہا تھا۔ پس مینے بدستور اپنے غیظ کو روکا اور انتظار حکم ایزدی مین رہا اور اپنے سینے کو زمین سے لگایا۔ بعد ازان ان لوگون نے میرے ساتھ بیعت کر کے جو سلوک کیا سو ظاہر ہے قسم بخدا کہ اب مجھے چارہ نہین بجز اسکے کہ یا انکے ساتھ جنگ وقتال کرون یا حقتعالےٰ سے کافر ہو جاؤن **نیز** نہج البلاغہ مین ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا واعجباہ اتکون الخلافۃ بالصحابۃ ولا تکون بالصحابۃ والقرابۃ یعنی بڑے تعجب کی بات ہے کہ خلافت صحبت پیغمبر کو ملے اور صحبت اور قرابت دونو پر نہ ملے۔ سید رضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یہ مضمون آنحضرتؑ سے نظم مین بھی نقل ہوا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورھم ✣ فکیف بھذا والمشیرون غیب ✣ وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمھم ✣ فغیرک اولیٰ بالنبی واقرب ✣

یعنی اگر تو مشورے سے اُنکے کاروبار کا مالک ہوا ہے تو یہ درست نہین کیونکہ مشورہ دینے والے اسوقت وہان موجود نہ تھے۔ اور جو بوجہ قرابت رسول اللہ اُسکے مدعیون پر غلبہ حاصل کیا ہے تو یہ بھی ٹھیک نہین کیونکہ اور لوگ آنحضرتؐ سے تیری نسبت اولےٰ واقرب ہین۔ ابن ابی الحدید معتزلی اسکی شرح مین لکھتا ہے کہ کلام نثر آنحضرتؑ کا عمر کی طرف متوجہ ہے کہ اُنہون نے بروز سقیفہ ابوبکر سے کہا تھا من ذا ینازعنا سلطان محمد ... امد دین لاہانت صاحب رسول اللہ فی المواطن کلہا شدتہا ورخاۓھا یعنی ہاتھ بڑھا کہ تیری ساتھ

بیعت کروں کیونکہ تو صاحب رسول اللہ ہے اور ہر موقعہ پر سختی و آسانی سے آنحضرتؐ کے ساتھ رہا ہے۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے انکے جواب مین فرمایا کہ اگر صحابت اور ساتھ رہنے سے استحقاقِ خلافت حاصل ہو سکتا ہے تو وہ شخص کیونکر مستحق نہوگا جسکو صحابت بھی ہے اور قرابت اسپر مزید ہے اور لیکن نظم پس وہ ابوبکر کے خطاب مین ہے کیونکہ اُنہون نے بروز سقیفہ انصار کو کہا تھا ہم رسول اللہ کے عزیز و یگانے ہین اور اسی حجت سے اُن کو مغلوب فرمایا تھا۔ اور اُسکے بعد کہتے تھے کہ میری بیعت اہل حل و عقد کے اختیار و شورے سے ہوئی ہے تو حضرتؑ نے اِن دونو باتونکا جواب دیا کہ اگر قرابت باعثِ استحقاق خلافت ہے تو مین تجھ سے زیادہ آنحضرتؐ سے قرابت رکھتا ہون اور جو اختیار صحابہ و اجماع اہل حل و عقد پر دار و مدار ہے تو بزرگانِ صحابہ سوقت حاضر نہ تھے پس یہ بیعت کیونکر صحیح ہوئی **نیز** ابن ابی الحدید نے اقرار کیا ہے کہ کلمات تظلم و شکایت غاصبینِ خلافت بکثرت و تواتر آنحضرت سے ثابت ہوئے ہین چنانچہ لکھتا ہے کہ وہ جناب مکرر فرماتے تھے۔ **مازلتُ مظلوماً منذ قبضَ اللّٰہُ نبیّہٗ الی یومنا ھذا**

یعنی مین ہمیشہ ستم رسیدہ و مظلوم رہا ہون جب سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے وفات پائی ہے آجتک۔ اور اسی قبیل سے کلام بلاغت نظام حضرتؑ کا **اللّٰھم اخزِ قریشاً فانّھا منعتنی حقّی و غصبتنی امری** یعنی بار خدایا خم کر تو پشت کو قریش کی۔ بہ تحقیق کہ انہون نے میرا حق غصب کیا اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ جزائے بد دے جامین قریش تحقیق کہ انہون نے مجھپر ظلم کیا اور میرے ابن عم کی بادشاہت کو مجھ سے چھین لیا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ آنحضرت کے سمع شریف مین آواز نالہ و آہ کسی کی پہنچی کہ وہ اسطرح پکارتا تھا **انا مظلومٌ فردٌ** یعنی مین ستم رسیدہ ہون اور اکیلا ہون۔ تو اسوقت آپؑ نے فرمایا اے شخص یہان آ تاکہ مین اور تو کہ دونو ہمدرد ہین باہم ملکر آہ و فریاد کرین کہ ہمپر ظلم و ستم واقع ہوا ہے۔ اور نیز فاضل معتزلی لکھتا ہے کہ آپ شیخین کے حق مین فرماتے تھے۔ **ھما اصغیا باناثنا و حملا الناس علیٰ رقابنا** کہ اُن دونو نے کج کیا ہمارے برتن کو اور لوگون کو ہماری گردنون پر سوار کیا۔ **اور نیز** ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرؑ ایکبار خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آواز نالہ و فریاد اُس نے بلند کی آپؑ نے اُسے قریب بلایا جب پاس آیا تو کہا **لقد ظُلِمتُ عددَ المدرِ و الحجر** یعنی اے اعرابی مضطرب نہو اور گھبرا نہین کیونکہ مین بھی مظلوم ہون اور بقدر سنگریزون اور ڈھیلون کے مجھپر ظلم ہوئے ہین۔ اور معاویہ کہ بتصریح علمائے اہل سُنّت امام برحق و خال المومنین و باتوار صاحب ازالۃ الخفا صاحب فضیلت جلیل القدر و زمرہ صحابہ مقتدی بہم سے اور نزد ابن حجر مکی بغایت ممدوح و موتمن ہے عدم رضائے جناب امیرؑ کا خلافت خلفائے ثلثہ پر بلکہ مسرور ہوئے آنحضرت کا قتل عمر پر مقر ہے اور آنحضرت کو اعانتِ قتلِ عثمان مین شریک جانتا ہے اور آنحضرت کے ساتھ بیعت کرنے مین ایک شتر سے جو مہار سے کھینچا جائے تشبیہ دیتا ہے۔ چنانچہ اُس خط مین جو اُس نے بنام مولائے مومنین لکھا ہے اور مورخین معتبرین اہلسنت نے مثل طبری وغیرہ کے نقل کیا ہے بتصریح اِن امور کے موجود ہے۔ چونکہ وہ خط طولانی ہے اسلئے بقدر ضرورت اُس سے یہان لیا جاتا ہے۔ **لکھتا ہے۔** **لقد حسدتَ ابابکرٍ و التویتَ علیہ و رُمتَ افسادَ امرہ و قعدتَ فی بیتِکَ عندہ استغویتَ عصابۃً من الناس حتی تأخروا عن بیعتہٖ ثم کرھتَ خلافۃ عمرَ و حسدتہٗ و استطلتَ مدتہٗ و سررتَ بقتلہٖ و اظھرتَ الشماتۃَ بمصابہٖ حتی انک حاولتَ قتل ولدہٖ لانہٗ قتل قاتل ابیہ ثم لم یکن اشدّ حسداً منکَ لابن عمّکَ عثمان نشرتَ مقابحہٗ و طویتَ محاسنہٗ و طعنتَ فی فقھہٖ و دینہٖ ثم فی سیرتہٖ ثم فی عقلہٖ و اغریتَ**

بہ السفھاء من اصحابکَ و شیعتکَ حتی قتلوہ بمحضرٍ منکَ لا تدفع عنہم بلسانٍ و لا یدٍ و ما من ھٰؤلاء الا بغیتَ علیہ و تلکأتَ فی بیعتہٖ حتی حُملتَ الیہ قھراً تُساق بحزائم الاقتار کما تُساق الجمل المخشوش

ترجمہ البتہ حسد کیا تمنے ابوبکر پر اور تاخیر کی اُنکی بیعت مین اور چاہا کہ اُسکا کام خراب کرو اور اُس سے جدا ہوکر اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور ایک گروہ کو بہکایا کہ اُنہون نے اُسکی بیعت مین توقف کیا بعد اسکے تمنے عمر کی خلافت سے کراہت کی اور اُسپر حسد لیگئے اور اسکا طول مدت تمکو ناگوار ہوا اور اُسکے مارے جانے پر مسرور ہوئے اور اُسکی مصیبت پر شماتت کی حتے کہ اُسکے بیٹے کو قتل کرنا چاہا جس نے کہ اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا تھا بعد ازان کسی نے عثمان پر اسقدر حسد نہین کیا جسقدر کہ تمنے کیا حالانکہ وہ تمہارا چچازاد بھائی تھا تمنے اُسکے عیبون کو آشکار کیا اور اُسکی محاسن اور خوبیون کا اخفا کیا اور طعن کیا اُسکے دین اور دانائی پر اور اُسکی سیرت اور عقل پر اور ورغلا چند نادانون کو اپنے اصحاب اور اپنے شیعون سے تا اینکہ اُنہون نے تمہارے سامنے اُسکو قتل کر ڈالا اور تمنے ہاتھ اور زبان سے ذرا اُس سے ممانعت نکی اور تینون خلیفون سے ایسا کوئی نہین کہ تمنے اُس سے مخالفت نکی ہو اور اُسکے ساتھ بیعت کرنے مین مسابلہ اور سستی تمسے واقع نہوئی ہو تا اینکہ اُسکے لئے بجبر اسطرح کھینچے جاتے تھے جسطرح کہ شتر نر کی ناک مین نکیل ڈالکر اُسے کھینچتے ہین۔

پس بیان سے بشہادت خال المومنین اہلسنت مثل آفتاب نیمروز ظاہر و آشکار ہے کہ حضرت امیرؑ نے خلفاء سے جو بیعت کی بجبر و اکراہ کی ورنہ بدل وہ ہرگز اسپر راضی نہ تھے بلکہ ہمیشہ درپے فساد اُنکی خلافت کے رہتے تھے اور اپنے شیعون کو اُسپر برانگیختہ کرتے اور خلیفہ ثانی کے قتل ہونے پر وہ مسرور ہوئے اور شماتت کی۔ اور عثمان کو اُنہون نے اپنے دوستون اور شیعون کو سکھلا کر قتل کرایا اور وہ آپکے سامنے قتل ہوئے نہ ہاتھ سے اُنکی مدد کی نہ زبان سے۔ پس دعوے موافقت و مخالطت جناب امیر علیہ السلام با خلفائے ثلثہ کہ اہلسنت رجماً بالغیب اپنی طرف سے کرتے ہین بالکل صحیح نہین۔ اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین اکثر مورخین و محدثین سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے بروز سقیفہ اپنی مظلومیت کا اظہار کیا اور روضہ رسولِ خدا کیطرف خطاب کرکے فرمایا یا **ابن ام ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی** یعنی اے پسر مادر بتحقیق کہ اس قوم نے مجھکو ضعیف و ناتوان کیا اور قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالین اور نیز وہ حضرت کہتے تھے **واجعفراہ لا جعفر لی الیوم و احمزتاہ لا حمزۃ لی الیوم** یعنی افسوس تمپر اے جعفر آج میرے لئے کوئی جعفر نہین اور افسوس تمپر اے حمزہ آج کوئی حمزہ میرے لئے نہین کہ مجھکو قید غم سے چھڑا دے۔ اسکے بعد شارح مذکور کہتا ہے کہ مینے نقیب ابوجعفر یحیےٰ بن محمد ابی زید سے پوچھا کہ اگر جعفر و حمزہ زندہ ہوتے تو کیا حضرت امیرؑ سے بیعت کرتے اور اُنکی خلافت پر راضی ہوتے اُس نے کہا البتہ جسطرح کہ آتش چوب خشک عرفج مین در آتی ہے اسیطرح وہ آنحضرت کی بیعت مین داخل ہوتے۔ مینے کہا میرا گمان یہ ہے کہ جعفر تو البتہ بیعت کر لیتے لیکن حمزہ چونکہ مرد جبار قوی نفس درشت خو شجاع و مفتخر تھے اور معہذا علی علیہ السلام سے سن مین بڑے اور رشتہ مین اُنکے چچا ہوتے تھے اور نیز اُنکے اخبار و آثار جہاد مین مشہور اور اُنکی دلاوری و مردانگی غیر مستور ہے تو البتہ مشکل تھا کہ یہ امر واقع ہو۔ نقیب نے کہا اخلاق و عادات حمزہ البتہ ایسے ہی تھے جیسے کہ تو نے بیان کئے۔ لیکن وہ صاحب دین قوی تھے اور بیشک و ریب تصدیق نبی اُنہون نے کی تھی۔ اگر اسوقت زندہ ہوتے اور حالات امیر المومنینؑ پر اطلاع پاتے اور جو قرب و منزلت اُنکو حضرت رسالت پناہ سے حاصل تھا اُسکو ملاحظہ کرتے تو البتہ اپنی نخوت سے تنزل فرماتے اور اُنکو واسطے رضائے خدا اور رسولِ خدا اپنے اوپر اختیار کرتے اور خلافت اُنکو تسلیم کرتے اور اخلاق حمزہ کو اخلاق امیر المومنینؑ سے کوئی نسبت نہین

کلام تعصب ...

کسلیے کہ آنحضرت کے اخلاق روحانی اور اصلی تھے کہ بباعث صفائی فطرت بلا احتیاج ریاضت تعلیم آپ کو حاصل تھے معانی باریک و دقیق کو وہ اپنی قوت را[ے]
سے اسطرح استخراج کرتے تھے کہ حکمائے مدقق اُنکے فہم و ادراک سے عاجز آتے اور باوجود اسکے قوت و شجاعت حمزہ بھی اُنہین موجود تھی اگر حمزہ اسوقت زندہ ہوتے اور محاسن عادات و
مکارم اوصاف امیر المومنین کو ملاحظہ کرتے تو ابوذر و مقداد سے زیادہ مطیع ہوتے اور یہ جو تونے کہا کہ حمزہ حضرت کے چچا اور سن مین اُنسے بڑے تھے تو عباس بھی آپکے چچا اور سن مین
زیادہ تھے باوجود اسکے جسقدر سعی آنحضرت کی خلافت مین انکو تھی کسی کو نہ تھی ۔ اور چچا ہمیشہ اپنے بھتیجون کی متابعت اور خدمت کرتے رہے ہین ۔ حمزہ
و عباس دونو پیغمبر خدا کے چچا تھے اور پھر انکی اطاعت کرتے تھے اور انکے نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور ابوطالب شیخ و رئیس بنی ہاشم تھے اور تمام قریش
انکے تابع تھے کسطرح شرائط اطاعت و انقیاد حضرت رسالت پناہ بجالاتے باوجودیکہ پیغمبر خدا انکے عیال اور انکی پرورش کردہ اور بمنزلہ انکی اولاد کے تھے
نیز خطب و عبارات حضرت امیر المومنین مندرجہ کتاب مستطاب نہج البلاغہ کہ بالیقین آنحضرت کا کلام ہے شکایت قوم سے صراحۃً و کنایۃً لبریز ہین کسیقدر
انسے بیان نقل ہوتے ہین ۔ ایک مقام پر فرماتے ہین **فلما مضی تنازع المسلمون الامر من بعدہ** یعنی جب رسولخدا نے وفات پائی تو مسلمانون نے
انکے بعد آنحضرت کی خلافت کے بارے مین نزاع کی **فواللہ ماکان یلقی فی روعی ولا یخطر علی بالی ان العرب یزعج ھذا الامر من
بعدہ عن اھل بیتہ ولا انھم منحوہ عنی** یعنی قسم بخدا کہ میرے دل مین نہین ڈالا جاتا تھا اور میری خاطر مین خطور نکرتا تھا کہ اہل عرب خلافت
رسولخدا کو انکے اہلبیت سے نکالینگے اور مین نہ جانتا تھا کہ مجھ سے اسکو مانع آئینگے **فماراعنی الا انثیال الناس علی فلان یبایعونہ**
پس باز رکھا مجھکو اپنے حق کی طلب سے مگر لوگون کی بیعت ابوبکر پر ہجوم لانے نے **فامسکت یدی حتی رأیت راجعۃ الناس قد رجعت
عن الاسلام یدعون الی محق دین محمد** پس مینے اپنے ہاتھون کو روکا تا آنکہ دیکھا مینے کہ لوگ دین اسلام سے پھر کر مرتد ہوگئے اور ان امور کی طرف
دعوت کرتے ہین جنسے دین محمد محو ہوجائے **فخشیت ان لم انصر الاسلام و اھلہ ان اری فیہ ثلما او ھدما یکون المصیبۃ بہ علی
اعظم من فوت ولایتکم** پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ اگر اسلام کی مدد نکرون تو اسمین کوئی رخنہ یا ویرانی پاؤنگا کہ اسکا صدمہ مجھپر عظیم تر ہوگا
تمہاری حکومت کے فوت ہونے سے ۔ یعنی غصب خلافت کے بعد جو مین ان لوگون کو راہ راست دکھاتا اور ہدایت کرتا رہا تو اسکا سبب یہ تھا کہ اگر
ایسا نکرتا تو مسلمان گمراہ ہوجاتے اور دین محمد مٹ جاتا ۔ ایک اور جا پر فرماتے ہین **حتی اذا قبض اللہ رسولہ رجع قوم علی الاعقاب**
یعنی تا آنکہ حقتعالےٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کیا پس ایک جماعت پچھلے پاؤن پھر گئی یعنی اپنے پہلے کفر پر چلی گئی ۔ اور ہلاک کیا ۔ انکے تئین راہہائے
باطل نے **واتکلوا علی الولائج و وصلوا غیر الرحم** اعتماد کیا انہون نے ہر امر نادرست پر اور وصل کیا اور ملگئے غیر اقربائے پیغمبر سے **و ھجروا
السبب الذی امروا بمودتہ** چھوڑدیا اور ترک کیا ذریعہ نجات اپنے کو جسکے ساتھ محبت رکھنے پر حکم دیئے گئے تھے یعنی اہلبیت رسولخدا کو کہ انکی
محبت اجر رسالت اور رسول پر اُمت ہے تھے چھوڑ بیٹھے **و نقلوا البناء عن رص اساسہ فبنوہ بغیر موضعہ** اور عمارت کو اصل و مضبوط بنیاد سے
بنایا اور دوسرے مقام مین کہ اسکے مناسب نتھا قائم کیا مراد یہ کہ خلافت کو اہلبیت عصمت سے لیکر جائز الخطا لوگون کے حوالے کیا **معادن
کل خطیئۃ و ابواب کل ضارب فی غمرۃ** وہ لوگ معدن مین ہر خطا و گناہ کے اور دروازہائے آمد و شد ہر گمراہ کے ہین **قد ماروا فی
الحیرۃ و ذھلوا فی السکرۃ علی سنۃ من آل فرعون** بجنبش کہ چلے گئے وہ وادی حیرانی و سرگردانی مین اور غافل و مست ہوگئے بیہوشی

و گمراہی مین مثل آل فرعون کے کہ ظلم و کفر مین بسر کرتے تھے ۔ اور ذرا اندیشہ روز جزا دل مین نہ لاتے تھے ٭ **خطبہ شقشقیہ**
یہ خطبہ جیسا کہ حضرت امیر المومنین کے غایت درجہ مظلوم و متالم ہونے پر دلالت رکھتا ہے ویسا ہی آنحضرت سے اسکا صدور بھی قطعی و یقینی ہے ہمیشہ سے
علمائے فریقین کے درمیان مشہور و متواتر چلا آیا ہے ۔ **مجلسی علیہ الرحمہ** بحار مین کہتے ہین کہ خطبہ شقشقیہ کو شیعہ و سُنی دونو نے روایت کیا ہے اور
شرح کی ہے اسکی اور اسکے الفاظ کو ضبط فرمایا ہی شیعہ سے شیخ مفید و شیخ الطائفہ و شیخ ابوجعفر طوسی و شیخ صدوق نے اسے نقل کیا ہے اور سید رضی رضی اللہ عنہ نے
نہج البلاغہ مین اور علامہ طبرسی نے احتجاج مین اور قطب راوندی نے شرح نہج البلاغہ مین بسند خود روایت کیا ہے اور اہلسنت سے ابن جوزی نے مناقب
مین اور ابن عبد ربہ نے جزو چہارم عقد مین اور ابو علی جبائی نے اپنی کتاب مین اور ابن الخشاب نے اپنی درس مین اور حسن بن عبداللہ بن سعید العسکری
نے کتاب المواعظ والزواجر مین اسکے تئین نقل کیا ہے اور ابن اثیر جزری نے نہایہ مین اور فیروزآبادی نے قاموس مین اسکے بہت سے الفاظ
کی توضیح و تفسیر فرمائی ہے ۔ اور عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی نے اسکی شرح مین اُن لوگون پر رد بلیغ فرمائی ہے جو اُسے سید رضی کے کلام سے بتاتے
ہین اور کہا ہے کہ مینے بہت سا حصہ اس خطبے کا اپنے شیخ ابوالقاسم بلخی کی تصانیف مین دیکھا ہے ۔ جو زمانہ سلطنت مقتدر عباسی مین شیخ معتزلہ
و بغداد اور سید رضی کی پیدائش سے مدت دراز پہلے تھا ۔ اور نیز بہت سا اس خطبے سے کتاب ابوجعفر بن قبہ متکلم امامیہ مین پایا ہے کہ شیخ ابوالقاسم
مذکور کے تلامذہ سے تھا اور رضی کے پیدا ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تھا ۔ پھر اپنے شیخ و استاد ابوالخیر مصدق واسطی سے حکایت کرتا ہے کہ اُس نے
کہا مین اس خطبے کو اپنے شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد معروف با بن الخشاب کے پاس قرأت کرتا تھا اثنائے قرأت مین اُس سے کہا کہ کیا یہ کلام حضرت امیر پر باندھا
گیا ہے تو اُس نے کہا کہ قسم بخدا کہ مین اسکو اسطرح پر آنحضرت کا کلام جانتا ہون جیسا کہ تجھکو پہچانتا ہون کہ تو مصدق ہے مینے کہا لوگ کہتے ہین
کہ یہ سید رضی کا کلام ہے ابن الخشاب نے کہا رضی اور غیر رضی کو کہان یہ طاقت تھی کہ ایسا کلام کرسکے تحقیق کہ ہم رسائل رضی پر واقف ہوئے اور نثر مین
اسکی طرز و اسلوب کو دیکھا اُسکا کلام اس کلام سے کوئی نسبت نہین رکھتا ۔ پھر اُس نے کہا کہ قسم بخدا کہ مینے اس خطبہ کو ان کتابون مین دیکھا ہے جو
رضی کی پیدائش سے دوسو برس پہلے کی تصنیف کی ہوئی ہین ۔ اور اُن علمائے ادب کے ہاتھ سے اُسکو لکھا ہوا پایا ہے جنکی نسبت مجھکو اچھی طرح سے معلوم ہے
کہ یہ انہی کا خط ہے قبل اسکے کہ نقیب ابو احمد پدر رضی پیدا ہون اور ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین کہ مینے اس خطبہ کا ایک نسخہ دیکھا جسپر
ابوالحسن علی بن محمد بن الفرات مقتدر باللہ کے وزیر کے ہاتھ کی تحریر ثبت تھی اور یہ ولادت رضی سے کچھ اوپر ساٹھ سال کا واقعہ ہے پھر کہتے ہین کہ
میرا گمان یہ ہے کہ وہ نسخہ ابن الفرات کی پیدائش سے پہلے کا لکھا ہوا ہے ۔ مجلسی علیہ الرحمہ ان روایات و حکایات کے بعد کہتے ہین کہ ایک اور دلیل اس
دعوے واہیہ فاسدہ کے بطلان کی کہ یہ خطبہ سید رضی کی تصنیف سے ہے یہ ہے کہ قاضی عبدالجبار معتزلی کہ متعصبین معتزلہ سے ہے کتاب مغنی مین
اسکے بعض کلمات کی تاویل کرتا ہے کہ مطاعن خلفائے سابقین پر دلالت نہین کرتے اور سید مرتضےٰ علم الہدےٰ برادر بزرگ سید رضی نے کتاب شافی مین اسکے
اقوال کی تردید و تزییف کی ہے اور زمانہ اس قاضی مذکور کا ان دونو بھائیون کے زمانون سے مقدم تھا ۔ پس اگر اسکو اس خطبہ کے حضرت امیر کیطرف
منسوب ہونے مین گنجائش کلام ہوتی تو وہ ہرگز ان رکیک تاویلات کیطرف متوجہ نہوتا اور بے تکلف کہدیتا کہ یہ آنحضرت کا کلام نہین آپپر لگایا گیا ہے جیسا کہ
اور بہت سی روایات مین اُسنے قدح کی ہے ۔ پھر مجلسی کہتے ہین کہ کافی ہے منصف کیلئے پایا جانا اس خطبہ کا تصانیف شیخ صدوق مین حالانکہ وفات

maablib.org

انکی ۳۲۹ سنہ ہجری میں ہوئی اور سید رضی ۳۵۹ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور ملا حسین علی رضائی اردو کانی سفینۃ النجاۃ میں کہتے ہیں کہ قطع نظر ان سب باتوں کے جو شخص سید رضی علیہ الرحمہ کے خصوص حالات انکی جودت طبع وکمال فضیلت وتبحر علوم وعلو ہمت وشرافت نسب وغایت اطلاع بر فنون بلغا واحاطہ اطراف کلام فصحا اور انتہائی ورع وتقوے سے ذرا بھی واقف ہوگا اور جو فضائل وکمالات اُس جناب کے علما سنیہ نے مثل ابن ابی الحدید کے شرح نہج البلاغہ میں اور قاضی ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں نقل کئے ہیں جانتا ہو گا وہ جانیگا کہ ایسے امر ناصواب کو اس سید جلیل القدر سے نسبت دینا نہایت خطا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسا بزرگوار پرہیزگار اپنے کلام کو آنحضرتؑ سے منسوب کرے یا اتنی تمیز اسلوب کلام کے جاننے اور اسقدر ذوق سلیم اسکے پہچاننے میں کھتا ہو کہ اوروں کے کلام کو آنحضرت کے کلام سے جدا نکر سکے یا اوروں کے کلام کو انکے کلام کے ساتھ مخلوط روایت کرے - اب ہم اصل خطبہ کو کتاب مستطاب نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اُسکا حاصل ترجمہ لکھتے ہیں فرماتے ہیں - اما واللہ لقد تقمصها فلانٌ[۲] وانہ لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحاً وطفقت ارتأی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مؤمن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری

[۱] شریف رضی ابو الحسن محمد بن ابی احمد الحسین الطاہر ذی المناقب معروف بموسوی صاحب دیوان اشعار ہیں ثعالبی کتاب یتیمہ میں انکے حال میں لکھتا ہے کہ انہوں نے دس سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور آج وہ اعجوبہ زمان ونجیب ترین سادات عراق ہیں باوجود اپنے نسب شریف وفخر منیف کے ادب ظاہر وفضیلت باہر سے اراستہ وجملہ محاسن ومکارم سے پیراستہ ہیں تمام طالبین گزشتہ وموجودین سے باوجودیکہ انہیں کملا شعرا ہیں وہ فن شعر میں گوئے سبقت لے گئے بلکہ اگر کہا جائے کہ تمام قریش سے اس فن میں بڑے ہوئے ہیں تو بالکل درست ہے - چنانچہ ان کے اشعار عالی اس دعوے کے شاہد عادل ہیں - ان کے باپ ابو احمد ذی المناقب طالبیوں کے نقیب النقبا انکے درمیان حکم کرنا اور ان کے مظالم میں نظر کرنا اور خلقت کے ساتھ حج کرنا ان کے مناصب جلیلہ سے تھے اور ۳۸۰ سنہ ہجری میں کہ ہنوز ابو احمد زندہ تھے یہ جملہ امور سید رضی کی طرف رجوع ہوئے ابو الفتح ابن جنی نے اپنے ایک مجموعہ میں لکھا ہے - کہ سید رضی موصوف لڑکپن میں ابن سیرافی نحوی سے علم کو پڑھتے تھے ایک روز حلقہ درس میں بیٹھے اعراب میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ ابن سیرافی نے انسے پوچھا کہ جس وقت ہم کہیں رایتُ عُمَرَ تو عمر میں علامت نصب کیا ہوگی سید نے بے توقف کہا کہ بغض علی ابن ابیطالب سیرافی یہ حدت ذہن اور تیزی طبع دیکھکر دنگ رہ گیا - انکا دیوان چار جلدوں میں مشہور ومعروف ہے چھوٹے سے سن میں قرآن پڑھا اور یاد کر لیا تھا - پھر ایک کتاب معانی قرآن میں لکھی کہ اُس کا مثل نہیں ہوسکتا اور وہ ان کی وسیع لغت دانی اور کمال نحویت پر دلیل کافی ہے - اور ایک کتاب مجازات قرآن میں لکھی جو اپنے فن میں بے نظیر ہے ابو الحسین بن محفوظ کے سامنے کہ سرآمد روسا تھا کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رضی اشعر قریش تھے کہا یہ درست ہے کیونکہ ہر چند قریش میں اور بھی عمدہ عمدہ شعر گو ہوئے ہیں الا ان کا کلام کم ہے زیادہ اور عمدہ کلام کرنے والا رضی کی برابر کوئی نہیں ہوا سید رضی ۳۵۹ سنہ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور صباح شنبہ ۶ محرم ۴۰۶ سنہ ہجری کو انہوں نے وفات پائی اور بغداد میں اپنے گھر کے اندر دفن ہوئے - ان کے بھائی سید مرتضے ابو القاسم علی کو ان کے مرنے سے اسقدر قلق ہوا تھا کہ ان کے دفن میں شریک نہیں ہوئے اور جنازہ نہیں دیکھ سکے مشہد موسی بن جعفر کاظمین کو چلے گئے تھے لہذا نماز جنازہ رضی وزیر فخر الملک نے بہت سے آدمیوں کے ساتھ پڑھی - ۱۲ - ابن خلکان ملخصاً ⁂

[۲] فلان سے مراد ابو بکر ہے یقیناً جیسا کہ آیندہ فلان سے کہ ادلی بها الی فلان میں ہے مراد عمر خطاب ہے چنانچہ بعض نسخ نہج البلاغہ میں بجائے فلان اول ابن ابی قحافہ اور بجائے فلان دوم ابن الخطاب موجود ہے جیسے کہ نسخہ ابن ابی الحدید میں اور نسخہ قاضی عبد الجبار معتزلی میں جسپر معنی میں اپنی تاویلات رکیکہ کی بنیاد رکھی ہے دو نو جگہ بتصریح اسم موجود ہے اور عدول کرنا صریح اسم سے طرف کنایہ کے بعض نسخ میں ممکن ہے کہ بسبب خوف وتقیہ کے ہو بعض اوقات میں یا بعض کاتبین کی طرف سے ہو - ۱۲ - بحار ⁂

تراثی نهباً حتی مضی الاول لسبیلہ وادلی بها الی فلان بعده - ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی علی کورها ویوم حیان[۱] اخی جابر - فیا عجباً بینا هو یستقیلها فی حیوتہ اذ عقدها لآخر بعد وفاتہ - لشد ما تشطرا ضرعیها - فصیرها فی حوزة خشناء[۲] یغلظ کلمها ویخشن مسها - ویکثر العثار فیها والاعتذار منها فصاحبها کراکب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمنی الناس لعمر اللہ بخبط وشماس وتلون واعتراض - فصبرت علی طول المدة وشدة المحنة - حتی اذا مضی لسبیلہ جعلها فی جماعة زعم انی احدهم فیا للہ وللشوری - متی اعترض الریب فی مع الاول منهم حتی صرت اقرن الی هذه النظائر لکنی اسففت اذا اسفوا وطرت اذا طاروا - فصغا رجل منهم لضغنہ[۳] ومال الآخر لصهره[۴] الی ان قام ثالث القوم نافجاً حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضم الابل نبتة الربیع الی ان انتکث علیہ فتلہ - واجهز علیہ عملہ وکبت بہ بطنتہ - فما راعنی الا والناس یهرعون الی کعرف الضبع - ینثالون علی من کل وجہ حتی لقد وطئ الحسنان وشق عطافی - مجتمعین حولی کربیضة الغنم - فلما نهضت بالامر نکثت طائفة ومرقت اخری وفسق آخرون کانهم لم یسمعوا تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقین بلی واللہ لقد سمعوها ووعوها ولکنهم حلیت الدنیا فی اعینهم وراقهم زبرجها اما والذی فلق الحبة وبرأ النسمة

[۱] حیان ایک شخص بزرگان وروسا بنی حنیفہ سے تھا وہ یمامہ میں ایک قلعہ رکھتا تھا اور اپنی قوم میں نافذ الامر ومطاع تھا چونکہ کسری بادشاہ عجم اسکو ہر سال جائزہ وانعام بھیجا کرتا تھا لہذا وہ بکمال عیش وآرام اپنے گھر میں بسر کیا کرتا تھا - کبھی سفر کرنے اور شداید سفر برداشت کرنیکی اسکو ضرورت نہیں ہوتی تھی اسی کا ذکر کرتا ہے کہ میرے اور اسکے حال میں بڑا فرق ہے - ۱۲ - بحار -

[۲] حوزہ خشنا سے لیکر تلون واعتراض تک تمام صفات وحالات خلیفہ ثانی اور انکے عہد خلافت کے ہیں چنانچہ جو مختصر کیفیت انکے عہد خلافت کی کتاب ہذا میں پیشتر گزری اس سے تمام باتیں ظاہر ہیں - خلافت پناہ کی خشونت اور درشت مزاجی ضرب المثل ہے اور انکا بار بار قضایا ومعاملات میں غلطیاں کرنا اور حضرت امیر کی تنبیہ ہوکر عذر خواہ ہونا اور اپنی خطا کا اقرار کرنا بھی انکی تاریخ کے جاننے والوں سے مخفی نہیں - نیز یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضرت کا کام اس عہد میں نہایت نازک تھا - اگر ٹھیک ٹھیک انکو راہ راست پر چلاتے ہیں تو رنج وآزردگی پیدا ہوکر اسقدر اصلاح دین اسلام سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے اور اگر انکو انکے حال پر چھوڑتے ہیں تو نابینا وچاہ کی مثل صادق آتی ہے - طول مدت سے اشارہ انکے زمانہ خلافت کیطرف ہے کہ بقول مورخین سنیہ دس سال چھ ماہ تقریباً تھا - ۱۲ منہ عفی عنہ [۳] ضغن وعداوت رکھنے والا سعد وقاص تھا کہ اس نے عہد خلافت اُس جناب میں بھی آپ سے بیعت نہیں کی اور سبب اس عداوت کا اسکی بقول قطب راوندیؒ یہ ہے کہ اسکا باپ ابو وقاص مالک بن وہیب در زہد امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا مگر ابن ابی الحدید اسکو نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ بنی زہرہ سے کوئی شخص آنحضرت کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوا پس حسد وقاص کی عداوت کا آنحضرت سے اسکی نزدیک سبب یہ ہے کہ اسکی ماں حمنہ بنت سفیان ابن امیہ بن عبد شمس تھی پس اسکے اخوال آنحضرت کے ہاتھ سے مارے گئے تھے - ۱۲ بحار [۴] قرابت زوجہ کے سبب سے پھر گیا عبد الرحمن عوف ہے کیونکہ اسکی زوجہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط خواہر مادری عثمان تھی کہ انکی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ سے پیدا ہوئی تھی ۱۲ بحار [۵] نوالہ کرف ضائعہ وہ موٹے موٹے بال ہیں جو چارپایوں کی گردن پر کھڑے ہوتے ہیں اور عرف الضبع ضرب المثل ہے کثرت وہجوم کیلئے - ۱۲ [۶] ربیضۃ الغنم گلہ گوسفند جو اپنے مربض یعنی آرامگاہ وجای پناہ میں جمع ہوتا ہے ۱۲ [۷] نکثت طائفۃ اس سے مراد ناکثین یعنی طلحہ زبیر وغیرہ اصحاب جنگ جمل ہیں جنہوں نے بیعت شکنی کرکے فتنہ وفساد برپا کیا - روایت ہے کہ حضرت انسے بیعت لیتے وقت اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے تھے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی جو توڑیگا اس عہد کو وہ توڑیگا اسکو اپنے نفس کی ضرر رسانی کیلئے اور مارقین سے مراد فرقہ خوارج ہے جو دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے اور ارباب فسق وفجور معاویہ ودیگر شامیان اصحاب صفین ہیں جنہوں نے جنگ صفین قائم کیا اور مفصل حالات ان تینوں لڑائیوں کے اس کتاب کی دوسری جلد مطبوعہ سابقہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ [۸] زبرج بالکسر آرائش جو نقش ونگار وجواہرات سے کیجائے یا زر خالص بہایت زینت ۱۲ ⁂

لولا حضور الحاضر وقیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ اللہ علی العلماء الا یقاروا علی کظة ظالم ولا سغب مظلوم لالقیت حبلها علی غاربها۔ ولسقیت آخرها بکاس اولها ولالفیتم دنیاکم ھذہ ازھد عندی من عطفة عنز

ترجمہ ہان قسم بخدا کہ پہن لیا جامہ خلافت کو فلان یعنی ابوبکر نے حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ میرا محل ومقام خلافت سے ایسا ہے جیسا کہ قطب کا چکی سے۔ بہجاتا ہے میرے پاس سے رو بانی کا یعنی مقام ومرتبہ میرا بلند ہے اور بلندی اسکی اسقدر ہے کہ پرندہ مجھ تک پر نہین مار سکتا پس ڈھانپ پا مینے اسپر کپڑا یعنی اغماض کیا اس سے اور پہلو تہی کیا اور فکر کرنا شروع کیا مینے اس امر مین کہ آیا مین حملہ کرون دست بریدہ سے یعنی آیا بے دست وپا بے یار ومددگار اس سے لڑون یا صبر کرون اس بلائے ناگہانی پر جو کہ مثل ابر تیرہ وتار کے محیط ہوگئی تھی اور وہ ایسی سخت بلا تھی کہ بوڑھے لوگ اسمین بوڑھے پھونس ہوجاتین اور کم سن بوڑھے ہوجاتین اور تا دم مرگ کسی مومن کا چھٹکارا اس سے نہو سکے پس دیکھا مینے کہ صبر ہی کرنا اس مصیبت پر بھلا ہے پس صبر کیا حالانکہ میری آنکھ مین خاشاک تھا اور گلے مین گریہ اٹکا تھا۔ دیکھ رہا تھا کہ میری جائداد لوٹی جارہی ہے۔ یہانتک کہ پہلا راہ عدم کو چلا گیا اور فلان یعنی عمر خطاب کو اپنے بعد اسپر مقرر کر گیا۔ پھر حسب حال خود یہ شعر اعشی شاعر کا پڑھا یعنی کہان ہین میرے یہ دن جنہین مین کوہان شتر برہنہ پشت پر شدت گرمی وتعب مین کاٹتا ہون۔ اور کہان دن حیان برادر جابر کے کہ وہ ناز ونعمت مین بسر ہوتے ہین۔ پھر فرمایا بڑے تعجب کا مقام ہے کہ ابوبکر اپنی حیات مین تو خلافت سے استعفا کرتا رہا اور ہمیشہ ممبر پر کہتا رہا اقیلونی اقیلونی لست بخیرکم وعلی فیکم یعنی نکالو مجھکو خلافت سے اور معزول کرو اس سے کہ تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی تم مین ہین اور مرتے وقت وہ خلافت کو اور کے لئے مقرر کر گیا۔ بہت ناگوار ہے مجھے یہ کہ انہون نے سر پستان ناقہ خلافت کو آپسمین بانٹ لیا یعنی خلافت کو فیما بین قسمت کرکے مجھے محروم رکھا پھر وہ (ابوبکر) خلافت کو ایسے مقام مین رکھ گیا یعنی اس شخص (عمر) کے سپرد کر گیا جسکی جراحت بہت غلیظ یعنی گہرا زخم تھا اور ایسی خشونت وعونت اسمین تھی کہ چھجا ہی اسکا غضب تھا وہ اسمین بہت لغزشین اور دھوکے کھاتا تھا اور بکثرت اس سے عذر خواہی کرتا پس اسکا ساتھی مثل اس شخص کے ہے جو ناقہ سرکش پر سوار ہو۔ اگر اسکی مہار کھینچتا ہے تو اسکی ناک شگافتہ ہوتی ہے اور جو ڈھیلی چھوڑتا ہے تو منہ کے بھل گرتا ہے۔ پس مبتلا ہوئے آدمی قسم بخدا راستے سے بھٹکنے اور بے راہ چلنے مین اور اضطراب اور رنگ بدلنے اور راہ راست سے نفرت کرنے مین۔ پس مینے مدت مدید وعرصہ بعید تک اس مصیبت عظمی ورنج شدید پر صبر کیا یہانتک کہ جب اس نے بھی اپنی راہ لی تو چلتے وقت اسکو ایک جماعت پر چھ آدمیون کی ڈال گیا کہ گمان کیا کہ مین بھی انہین سے ایک ہون پس حکم خدا کو شورے اور کمیٹی سے کیا نسبت۔ کب اور کس وقت شک عارض ہوا تھا میرے اور اسکے درمیان جو انسے اول تھا یعنی میری فضیلت بہ نسبت ان سب کے سرگروہ (ابوبکر) کے تو مشتبہ تھی ہی نہین چہ جائیکہ مین ان جیسون کے برابر کیا جاؤن یعنی عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابن عوف وسعد وقاص کے لیکن مین پست ہو گیا جبکہ وہ پست ہوئے اور بلند پروازی کی جبکہ وہ اوپر اڑے یعنی موافقت اور ماشات کی انکے ساتھ اور داخل شورے ہو گیا۔ پس ایک انمین سے بسبب اپنے بغض وعداوت کے مجھ سے منحرف ہوا اور دوسرا اپنی زوجہ کے رشتہ دار کی طرف مائل ہوتا تا اینکہ کھڑا ہوا تیسرا اس قوم کا پھیلاتا ہوا اپنی دونو بغلون کو گوبر کرنے اور چرنے کے درمیان اور اٹھے اسکے ساتھ ہم جدی اسکے یعنی بنی امیہ اسکے شریک حال ہو گئے کہ کھاتے تھے مال خدا کو بغیر دانت لگائے یعنی بڑے بڑے منہہ مارتے تھے۔

جسطرح پر کہ اونٹ موسم بہار کی ہری گھاس پر منہہ مارتا ہے تا اینکہ توڑا گیا اوپر اسکے قتل اسکا یعنی اسکی بیعت کو توڑ کر اسے مار ڈالا اور اسکی بدکاریون کے سبب سے اسپر چڑھائی کی۔ اور اسکا پیٹوپن اسکو لے بیٹھا۔ پس نہین تعجب آیا مجھکو مگر اس بات سے کہ وہ لوگ اسوقت میری طرف متوجہ ہوئے اور بیعت کیلئے انہون نے ہجوم کیا اور پروانون کی طرح ہر طرف سے مجھپر ٹوٹ پڑے۔ تا اینکہ انکی کثرت اور ہجوم سے حسنین پیرون مین کچلے گئے اور میری ردا کے ٹکڑے ہو گئے گلہ گوسفند کیطرح سر نہوڑائے میرے گرد جمع ہوئے پس جب مین ایستادہ وآمادہ حکمرانی ہوا تو بیعت شکنی کی ایک گروہ نے اور تیر کی طرح دین سے نکل گئے کچھ فسق وفجور اختیار کیا بعض دیگر نے گویا کہ نہ سنا تھا انہون نے یہ قول حق سبحانہ تعالے کا کہ وہ خانہ آخرت ہے کہ مقرر کرتے ہین ہم اسکو ان لوگون کیلئے جو نہین ارادہ کرتے علو اور بلندی کا زمین پر اور نہ فساد چاہتے ہین اور خوبیان آخرت کی پرہیزگارون کے لئے ہین پھر فرماتے ہین کیون نہین سنا انہون نے قسم خدا کی اسکو سنا ہے اور وہ انکو بخوبی یاد ہے لیکن آراستہ ہوئی دنیا انکی نظرون مین اور عجیب اور زیبا معلوم ہوئی انکو زینت اسکی۔ اور فریب مین آگئے اسکے۔ ہان قسم ہے اس خدا کی جسنے شگافتہ کیا دانہ کو اور پیدا کیا انسان کو اگر نہوتا حاضر ہونا ان لوگون کا جو حاضر ہوئے اور نہ قائم ہوجاتی حجت بوجہ موجود ہوجانے مددگارون کے۔ اور نہوتی یہ بات کہ حقتعالے نے لیا ہے عالمون پر یعنی مقرر کیا ہے انپر کہ نہ آرام لین وہ ظالمون کے پیٹ بھرنے اور مظلوم کے بھوکا رہنے پر یعنی مظلومون پر ظالمون کا ظلم دیکھکر خاموش نہون۔ اگر ایسا نہوتا تو ہر آئینہ مین اسکی یعنی خلافت کی رسی کو اسکے کندھے پر ڈالدیتا کہ جہان چاہے چلی جائے اور سیراب کرتا اسکے آخر کو اسکے پہلے پیالے سے اور پاتے تم اپنی اس دنیا کو میرے نزدیک کمتر اس رطوبت سے جو چھینک لینے مین بھیڑ کی ناک سے نکلتی ہے یا مردار سے کمتر دیکھتے + راوی کہتا ہے کہ جب کلام اس مقام پر پہنچا تو ایک مرد دیہاتی زمین سے اٹھا۔ اور حضرت کو ایک نوشتہ[ف] دیا آپ دیکھنے لگے

ف ابوالحسن کندری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مینے کتب قدیمہ مین دیکھا کہ وہ نوشتہ جو امیر المومنین علیہ السلام کو اثنا خطبہ مین دیا گیا چند مسائل پر مشتمل تھا جنکا جواب آنحضرت نے دیا پہلا مسئلہ انمین یہ تھا کہ وہ کون حیوان ہے کہ دوسرے حیوان کے شکم سے نکلا اور رشتہ نسبی ان کے مابین قرار نہ پایا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ یونس بن متی علیہ السلام ہین کہ شکم ماہی سے برآمد ہوئے۔ دوسرا۔ وہ کیا شے ہے کہ تھوڑا اسکا حلال ہے اور بہت سا حرام فرمایا کہ وہ نہر طالوت ہے کہ چلو بھر پانی اس سے بموجب قول حق سبحانہ تعالی الا من اغترف غرفة بیدہ کے حلال تھا زیادہ حرام۔ تیسرا۔ وہ کون سی عبادت ہے کہ اگر اسکو کرے تو بھی عذاب کا مستحق ہو نہ کرے تو بھی۔ فرمایا وہ نماز سکران (مست) ہے۔ چوتھے پوچھا وہ کونسا طائر ہے جس کے نہ فرج ہے نہ فرع نہ اصل فرمایا وہ طائر عیسی ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے۔ اذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیہ فیکون طیرا باذنی یعنی جبکہ بنائے تو اے عیسی گارے سے بصورت پرندہ کے میرے اذن سے پس پھونکے تو اسمین پس ہو جائے وہ اڑنیوالا میرے اذن واجازت سے پانچوان سوال یہ تھا کہ ایک شخص کے ذمے ہزار درہم ہین اور اس کے پاس بھی یہی ہزار درہم موجود ہین اور ایک دوسرا شخص اس سے ہزار درہم کا ضامن ہو گیا پس زکوۃ ان دو مال سے کس کے اوپر فرض ہوگی پس حضرت نے کہا کہ اگر ضامن اس مقروض کی اجازت سے ضامن ہوا ہے تو اسپر زکوۃ نہ ہوگی اور جو اسکی اجازت سے نہین ہوا تو زکوۃ اسکے مال مین فرض ہوگی۔ چھٹے سوال کیا کہ کچھ لوگ حج کو گئے اور مکہ مین ایک مکان مین فروکش ہوئے انمین سے ایک نے مکان کا دروازہ بند کیا حالانکہ اس مین کبوتر تھے کہ جو انکے واپس مکان مین آنے سے پہلے مارے پیاس کے مر گئے تو کس کو اسکا کفارہ دینا ہوگا فرمایا جس نے دروازہ بند کیا اور نہ انکو نکالا اور نہ انکے لئے پانی رکھا۔ ساتوین چار شخصون نے ایک محصن (صاحب زوجہ) پر زنا کی شہادت دی اور امام نے انکو اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیدیا۔ لیکن انمین سے ایک نے اسکو رجم کیا اور تین باقی ساتھ نہوئے لیکن اور اجنبی لوگ رجم مین اسکے ہمراہ ہو گئے پس اس نے قبل اسکے کہ مرجوم مرجائے اپنی شہادت سے رجوع کیا پھر وہ مر گیا بعد ازان وہ تین باقی بھی اپنی شہادت سے پلٹ گئے تو اس مقتول مرجوم کی دیت کسکے ذمہ ہوگی۔ فرمایا جس شاہد نے اسے رجم کیا اور جن اجنبی لوگون نے اسکا ساتھ دیا ان پر واجب ہوگی۔ آٹھوین دو یہودیون نے گواہی دی ایک یہودی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے آیا انکی شہادت قبول ہوگی یا نہ فرمایا نہین ہوگی کیونکہ وہ خدا کے کلام کا بدل دینا اور جھوٹی گواہی دینا جائز جانتے ہین۔ نوان مسئلہ یہ تھا کہ دو نصارے نے گواہی دی اوپر نصرانی یا مجوسی یا یہودی کے کہ وہ مسلمان ہو گیا آیا ان کی بھی گواہی مقبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول کیجاوے گی۔ بسبب اس قول حق تعالے کے ولتجدن اقربھم مودة للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری اور البتہ پائیگا تو قریب تر واسطے مودت ان لوگون کے جو ایمان لائے ہین ان کو جو کہتے ہین کہ ہم نصارے ہین یعنی نصارے بہ نسبت یہود وغیرہ کے زیادہ تر قریب المحبت ہین مومنون کے ساتھ۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی عبادت خدا سے تکبر نہین کرتا وہ جھوٹی گواہی ندے گا۔ دسوین ایک آدمی کی چار گواہون نے امام کے آگے گواہی دی کہ اس نے اسکا ہاتھ کاٹا ہے اور اس نے زنا کی ہے حالانکہ محصن ہے پس امام نے اسکے سنگسار کرنیکا ارادہ کیا مگر وہ قبل اسکے قطع ید کے صدمہ سے مر گیا۔ آپ نے فرمایا جس نے ہاتھ قطع کیا اسپر صرف قطع ید کی دیت ہے اور اگر وہ شہادت دیتے کہ اس نے بقدر نصاب مقررہ چوری کی تو ہاتھ کی دیت اسپر نہوتی ۱۲۔ شرح نہج البلاغہ +++

اُسکو پڑھکر فارغ ہوئے تو عبد اللہ بن عباس نے کہا یا امیر المومنینؑ اگر آپ اپنے کلام کو وہین سے شروع کرتے جہان سے کہ چھوڑا تھا تو بہتر ہوتا فرمایا
ھیھات یا ابن عبّاس تلک شقشقۃ ھدرت ثم قرّت اے ابن عباس گزر گیا جو کہ تو نے دیکھا تھا وہ ایک حالت تھی مثل شقشقہؔ شتر کے کہ
اب اسمین سکون ہوگیا۔ ابن عباس کہتے ہین کہ قسم بخدا کہ مین کسی کلام پر اسقدر متاسف نہین ہوا جتنا کہ اس کلام پر ہوا کہ امیر المومنینؑ نے حسب
مرضی اپنی کے تمام نہ کیا۔ ابن ابی الحدید ابن خشاب سے نقل کرتا ہے کہ اُس نے کہا مگر مین اُسوقت ہوتا اور ابن عباس سے یہ سُنتا تو کہتا کہ آیا تمہارے
ابن عم کے دل مین کوئی اور بات بھی رہ گئی تھی جسکو انہون نے نہ کہا ہو کہ تم اُسپر تاسف کرتے ہو قسم خدا کی کہ اُنہون نے اولین و آخرین سے کسی کو
بھی تو نہین چھوڑا۔ پھر ابن ابی الحدید چونکہ اُس نے شرح نہج البلاغہ مین جابجا اقرار کیا ہے کہ یہ خطبے حضرت امیرؑ کے کلام سے ہین اور قائل ان مضامین
کے تواتر کا سواے آنحضرتؑ سے۔ لہذا بڑی کوشش و تکلف بعید سے تاویل دور از کار یہ کرتا ہے کہ مقصود آنحضرتؑ کا ان تمام باتون سے بطلان
خلافت خلفاء ثلثہ نہین بلکہ مدعا یہ ہے کہ ہر چند وہ بھی خلیفہ برحق تھے مگر مین اُنکی نسبت اولے و احق ہون اسلیئے بہتر تھا کہ اسکو میرے لیئے چھوڑ دیتے
پس اُنہون نے ترک اولے کیا۔ مگر یہ بالکل لغو ہے۔ ہر ذی شعور ان کلمات سے جان سکتا ہے کہ وہ انکو اصلاً مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ ظالم
اور اپنے حق کا غاصب سمجھتے تھے۔ تب تو اسقدر شاکی تھے ورنہ خلفاء بحق کو کیونکر ظلم و ضلالت و جہالت سے نسبت دیتے۔ خود ابن ابی الحدید نے
یحیی بن سعید بن علی حنبلی سے کہ معروف بابن عالیہ تھا روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مین ایکبار اسمعیل بن علی حنبلی فقیہ کے پاس کہ اُس زمانہ مین
مقدم و پیشواے حنابلہ بغداد وہ تھا حاضر تھا اور ہر قسم کی علمی باتین ہمارے درمیان ہو رہی تھین کہ اُسوقت ایک شخص حنبلیون سے اُسکے پاس آیا
جسکا اہل کوفہ سے ایک پر کچھ قرضہ تھا اور وہ اُسکے وصول کرنیکو کوفہ گیا تھا۔ اور اتفاقاً غدیر کے روز کہ روضہ منورہ حضرت امیر المومنینؑ پر کثرت خاص
و عام ہوتا ہے وہان تھا۔ پس شیخ اسمعیل اُس سے وہان کے حالات پوچھنے لگا کہ تیرا قرض سب وصول ہوگیا یا کچھ باقی رہ گیا اور وہ جواب دیتا تھا تا آنکہ
اُس نے کہا اے سید و سردار میرے کاش تم بروز زیارت غدیر وہان ہوتے اور جو قبیح و شنیع باتین فضیحت و رسوائی کی اور جسقدر مذمت صحابہ کی
علی الاعلان بلا خوف و کتمان قبر علیؑ بن ابیطالب پر اُس روز ہو مین دیکھتے اور سُنتے اسمعیل نے در جواب اُسکے کہا کہ اُن لوگون کا جنکو تو نے یہ باتین
کرتے دیکھا کچھ قصور نہین اُنکو دلیر نہین کیا اور یہ راستہ اُنکے لئے نہین کھولا مگر صاحب قبر نے اُس مرد نے کہا صاحب قبر کون کہا علیؑ بن ابیطالب
اور کون اُس نے کہا اے سید میرے اُنہون نے انکو ایسا کرنیکو کہا ہے اور یہ امر انکا سکھایا ہوا اور یہ راستہ اُنکا کھولا ہوا ہے۔ کہا ہان قسم خدا کی
یہ سب اُنہون ہی نے کیا ہے۔ اُس حنبلی نے کہا اگر وہ ان باتون مین حق پر ہین تو ہم کسلیئے فلان و فلان کے ساتھ دوستی رکھین اور جو وہ باطل
پر ہین تو کسلیئے نہ اُنسے کنارا کرین تمہارے اس کلام کی بموجب دو باتون مین ایک بات ہمکو لازم ہے یا علیؑ سے تبرا کرین۔ یا ان دونو (شیخین)
سے ابن عالیہ نے کہا یہ سُنکر اسمعیل جلدی سے اُٹھا اور اپنی نعلین پہنی اور کہا لعنت ہو اسمعیل پر اگر وہ اس مسئلہ کا جواب جانتا ہو۔ یہ کہکر گھر مین چلا گیا

لہ شقشقہ بالکسر ایک غدہ ہے مثل ریہ کے کہ شتر اُسکو بحالت جوش و مستی اپنے مُنہ سے نکالتا ہے۔ چونکہ اس خطبہ مین شقشقہ کا مذکور آیا ہے لہذا یہ خطبہ شقشقیہ کے نام سے
موسوم ہوا۔ مجاز مین ہے کہ یہ کلام آنحضرتؑ کا کہ وہ ایک شقشقیہ تھا کہ نکل گیا تھا پھر ساکن ہوگیا اشارہ ہے طرف فتنہ [illegible] کے دلون مین
[illegible]
[illegible]

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مین نے شیخ اسمعیل مذکور کو دیکھا تھا۔ اور اُسکی مجلس مین حاضر ہوا تھا وہ باوجود صاحب عقل و دانش ہونیکے شیرین کلام بھی تھا۔
سنہ ۶۱۰ ہجری مین فوت ہوا فی الواقع اگر دیگر علماء اہلسنت اس اسمعیل کیطرح ذرا انصاف کو کام مین لائین تو سب اس مسئلے کے حل سے عجز کا اعتراف کرین

پارہ از کلام بلاغت نظام امیر المومنینؑ کہ در مواعظ و حِکَم از آنحضرتؑ بر صفحہ روزگار یادگار ماندہ

مشہور ہے کہ جنید بغدادی کہتا تھا کہ اگر امیر المومنین علیؑ اُن لڑائیون سے جو اُنکو اپنے مخالفون کے ساتھ پیش آئین فارغ ہوتے تو البتہ اسقدر علوم اُن سے
نقل ہوتے کہ قلوب اُنکے سُننے کی تاب نہ لاتے۔ ہم کہتے ہین کہ باوجود ان مشاغل کے بھی جسقدر اسرار و حِکَم اُس جناب سے باقی رہے صحابہ و غیر صحابہ سے
انکا عشر عشیر بھی نہین سُنا گیا۔ چنانچہ خطبے اُس جناب کے مثل خطبہ توحید و خطب ملاحم و خطبہ لؤلؤۃ و غرا و قاصعہ و اشباح و درہ یتیمہ وغیرہ وغیرہ بلکہ تمام
کتاب نہج البلاغہ سید رضی کی اور کتاب خطب اسمعیل بن مہران سکونی کی اور دیگر کتابین اس خصوص کی نثر و نظم مین کافی شاہد اسکے ہین علامہ قطب الدین
راوندی کہتے ہین کہ مینے بعض علماء حجاز کی زبانی سُنا کہ کہا ہمنے مصر مین ایک مجموعہ امیر المومنینؑ کے کلام کا دیکھا جو بیس کم بیس جلد مین تھا شواہد النبوۃ
مین ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب ستر عارفان ہین اور آنحضرتؑ کیلیئے کلام ہے کہ اُس سے پہلے کسی سے ایسا نہین سُنا گیا نہ اُنکے بعد کوئی ویسا لایا ہے حتے کہ
ایک روز منبر پر فرماتے تھے کہ سوال کرو مجھ سے جملہ حالات زیر عرش سے تحقیق کہ میرے دو پہلوؤن کے درمیان بہت سا علم ہے اور یہ لعاب
رسالت پناہ کا اثر ہے اور یہ وہ شے ہے کہ چکھایا ہے اُسکو میرے تئین رسول خداؐ نے قسم خدا کی کہ میری جان اُسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ
کہ اگر توریت و انجیل کو اذن کلام ہو اور مین مسند پر بیٹھون اور اُنکے مضامین سے خبر دون تو وہ البتہ تصدیق کرین اور کہین کہ راست کہا اپنے
دلش بحر یست پُر از گوہر علم ؛ کلامش غیرت عقد ثریا ست ؛ زبانش مظہر اسرار ذات است ؛ بیانش سر بسر سحر حلال است ؛ جہان بر وے خلائق منکشف شد
کہ دانائے جواب ہر سوال است ؛ ایک مرد و علب یمانی نام اس مجمع مین تھا کلام صدق نظام سُنکر از روئے انکار و اکراہ بولا اس مرد نے بڑا لمبا چوڑا
دعوی کیا ہے مین اس سے ایک سوال کرتا ہون جسکا جواب نہ دیسکے گا اور فضیحت و رسوا ہوگا یہ کہکر اُٹھا اور کہا مین ایک سوال رکھتا ہون امیر المومنینؑ
فرمایا وے ہو تجھپر سوال کرتا ہے تو فقہ و بصیرت کے لئے کر تعنت و آزمائش کیلیئے نکر کہا تمہین نے مجھکو اسپر آمادہ کیا ہے پھر کہا ھل رایت ربک
یا علی حتی عرفتہ یا علیؑ تمنے اپنے رب کو دیکھا ہے کہ اُسکو پہچانا۔ آپنے فرمایا ماکنتُ لااعبدُ ربّاً لم اَرہٗ مین اُس خدا کی عبادت نہین
کر سکتا جسکو مینے نہ دیکھا ہو۔ اُس نے کہا کیونکر دیکھا تمنے اُسکے تئین فرمایا لم ترہ العیون بمشاھدۃ العیان ولکن راتہ القلوبُ
بحقائق الایقان ربی واحدٌ لا شریک لہ احدٌ لا ثانی لہ فردٌ لا مثل لہ لا یحویہ مکانٌ ولا یدٗ ولہ زمانٌ لا یدرک بالحواس
ولا یقاس بالناسِ نہین دیکھا ہے اُسکو آنکھون نے بمشاہدہ ظاہر بلکہ دیکھا ہے اُسکے تئین دلون نے از روئے حقائق ایمان کے
میرا رب واحد ہے اُسکا کوئی شریک نہین ایک ہے اُسکا دوسرا نہین اکیلا ہے اُسکا کوئی مثل نہین نہ کوئی مکان اُسپر حادی ہوتا ہے نہ زمانہ
اُسکو ایک حال سے دوسرے حال مین بدلتا ہے وہ جو اس سے ادراک نہین ہوتا اور آدمیون پر اُسکا قیاس نہین کیا جاتا یہ قول آنحضرتؑ کا دلالت
کرتا ہے اسپر کہ حقیقتاً آنکھون سے نظر نہین آتا۔ جیسا کہ اہلسنت اُسکے دیدار کے قائل ہین۔ نہج البلاغہ مین بحقائق الایمان کے بجاے عبارت
قریبٌ من الاشیاء غیر ملامسٍ بعیدٌ منها غیر مباینٍ متکلمٌ لا برویۃ مریدٌ بلا ھمۃ صانعٌ لا بجارحۃٍ

لطیفٌ لا یوصفُ بالخفا کبیرٌ لا یوصفُ بالجفاء بصیرٌ لا یوصفُ بالحاسّۃ رحیمٌ لا یوصفُ بالرقۃ تعنو الوجوہ لعظمتہ وتوجل القلوب من مخافتہ یعنی نزدیک ہے وہ خدا اشیاء کے بغیر اسکے کہ اُنسے چھوجائے اور دور ہے اُنسے بلا مباینت کے کلام کرنیوالا ہے بلا فکر و اندیشہ کے ارادہ کرنیوالا ہے بلا ہمت کے۔ کاریگر ہے بغیر ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کے لطیف و پاکیزہ ہے مگر خفا و پوشیدگی سے وصف نہین کیا جاتا بڑائی رکھتا ہے مگر ظلم نہین کرتا بینا ہے مگر نہ حس بصر (آنکھ) سے۔ رحم کرتا ہے مگر رقت قلبی انسانون کیطرح اُسمین نہین چہرے اسکے بزرگی کے آگے خاضع و ذلیل ہین اور دل اُسکی ہیبت سے ترسناک ہین۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ وعلب نے یہ سخنان معرفت نشان اس پیشوائے ارباب عرفان سے سُنے تو ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا مینے حقتعالے سے عہد کیا ہے کہ کبھی تعنت و امتحان کی نظر سے سوال نکرونگا حضرت امیرؑ نے فرمایا اگر کام تیرے قبضہ و قدرت مین ہو تو اُسوقت ایسا کرنا۔ مروی ہے کہ حضرتؑ نے سنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔ والذی احتجب بسبع طباقٍ یعنی قسم ہے اُس خدا کی جو سات آسمانون کے اندر پردہ مین ہے آپنے تازیانہ سے اُسے تادیب کیا اور فرمایا اوہو تجھپر حقتعالے بزرگ و برتر ہے اس سے کہ کسی شے سے محتجب ہو سکے سبحان الذی لا یحویہ مکانٌ ولا یخفی علیہ شیٌٔ فی الارضِ ولا فی السماء پاک ہے وہ خدا کہ کوئی مکان اُسکو احاطہ نہین کرتا اور کوئی شے اُسپر پوشیدہ نہین نہ زمین مین نہ آسمان پر اُس مرد نے کہا یا امیر المومنینؑ آیا مین اپنی اس قسم کا کفارہ ادا کرون۔ فرمایا نہین تو نے خدا کی قسم نہین کھائی کہ حانث ہو اور کفارہ قسم تجھپر لازم آئے کسی اور ہی شے کی قسم کھائی ہے جو خدا نہین۔ نیز آپنے تنزیہ شرک بخدا کے مقام پر فرمایا اوّل الدین معرفتہ وکمال معرفتہ التصدیق بہ وکمال التصدیق توحیدہ وکمال التوحید الاخلاص لہ وکمال الاخلاص نفی الصفات عنہ[1] لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ سبحانہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثنّاہ ومن ثنّاہ فقد جزّاہ ومن جزّاہ فقد جہلہ۔ اوّل دین خدا کا پہچاننا ہے اور پورا پہچاننا اُسکی تصدیق کرنا ہے اور کمال تصدیق یہ ہے کہ اُسکو واحد و یکتا جانین اور کمال واحد و یکتا جاننے کا اخلاص یعنی ماسوا اللہ سے اپنے تئین خالی کرنا ہے اور کمال اخلاص یہ ہے کہ صفات کی اُس سے نفی کرین یعنی صفات کو کوئی شے علیحدہ و جدا اُسکی ذات سے نہ جانین بشہادت اسکے کہ ہر صفت غیر موصوف ہے اور ہر موصوف غیر صفت ہے پس جس کسی نے وصف کیا حق سبحانہ کو اُن معنون سے پس اُس نے قرین کیا اُسکو دوسری شے سے اور جس نے قرین کیا اُسکو وہ دو چیزونکا قائل ہو گیا اور جو دو شے کا قائل ہوا اُس نے خدا کے دو جز (موصوف و صفت) قرار دیئے اور جس نے دو جز قرار دئے اُسکے نہین جانا اُسکو اور جاہل رہا اس سے

دربیان قضا و قدر

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد مین روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ جنگ صفین سے واپس آئے تو ایک مرد آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ مجھکو خبر دیجیے کہ آیا ہمارا ان لوگون کے ساتھ جنگ کرنیکو جانا قضائے الٰہی اور اُسکی تقدیر سے تھا حضرتؑ نے فرمایا ہمنے ایک قدم

[1] مقصود اس کلام معجز نظام سے اشاعرہ وغیرہ جاہلون کے توہمات کی تردید ہے جو کہتے ہین کہ خدا حی ہے حیات سے اور عالم ہے علم سے اور قادر ہے قدرت سے اور حیات اور علم و قدرت کو اُسکی ذات سے ایک علیحدہ شے قرار دیتے ہین اور انکو معانی اور صفات زائدہ حالّ فی الذات اور صفات حقیقیہ کہتے ہین اور ہر ایک کو اُنمین سے مثل خدا کے قدیم جانتے ہین پس حضرتؑ نے اس خیال کے ابطال کے لئے فرمایا کہ کمال تصدیق باری تعالیٰ کی یہ ہے کہ ایسی صفات کی اُس سے نفی کیجائے ۱۲۔ حدیقہ سلطانیہ + + +

نہین اٹھایا اور کسی پستی و بلندی سے نہین گزرے اِلّا سب قضا و قدر خدا سے تھا۔ اُس مرد نے کہا اگر ایسا ہے تو جسقدر تکلیفین اور تعب ہمنے اس سفر مین برداشت کئے سب بیکار گئے حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہین بلکہ تمہارا ثواب اس آمد و رفت مین عظیم اور اجر جسیم ہے کسلئے کہ تم باغیون سے لڑنے گئے تھے اُس نے کہا کہ جب قضائے الٰہی ہمکو کشان کشان لے گئی اور جملہ کاروبار ہمارے تقدیر خدا سے ہوتے ہین تو پھر طاعت پر ثواب کیسا اور معصیت پر عذاب کے کیا معنے۔ آپنے فرمایا اَوَ ظننت یا رجل انہ قضاءٌ حتمٌ وقدرٌ لازمٌ لا تظنّ ذلک فانّ القول بہ مقالۃ عبدۃ الاوثان وحزب الشیطان وخصماء الرحمن وقدریۃ[1] ہذہ الامۃ ومجوسہا ان اللہ امر تخییراً ونہی تحذیراً وکلف یسیراً ولم یطع مکرہاً ولم یعص مغلوباً ولم یرسل الرسل عبثاً ولم یخلق السموات والارض وما بینہما باطلاً ذلک ظن الذین کفروا فویلٌ للذین کفروا من النار۔ فقال الرجل فما القضاء والقدر الذی ذکرتہ یا امیر المؤمنین فقال الامر بالطاعۃ والنہی عن المعصیۃ والتمکین من فعل الحسنۃ وترک السیئۃ والمعونۃ علی القربۃ الیہ والخذلان لمن عصاہ والوعد والوعید والترغیب والترہیب کل ذلک قضاء اللہ فی افعالنا وقدرہ لاعمالنا فامّا غیر ذلک فلا تظنّہ فانّ الظنّ لہ محبط للاعمال ترجمہ آیا گمان کیا تو نے اے مرد کہ وہ قضائے حتمی اور قدر لازم ہے ایسا کبھی خیال نکرنا۔ کیونکہ یہ قول بت پرستون اور شیطان کے پیرؤن اور خدا کے دشمنون کا ہے اور قائل ہین اس قول کے قدریہ اس امت کے اور مجوس انکے اور سراپا باطل ہے بلکہ حقتعالے نے حکم کیا ہے طاعت کا حال آنکہ انکو اختیار دیا ہے کرنے اور نکرنے کا اور منع فرمایا ہے انکو معصیت سے از روے تحذیر کے اور تکلیف کی ہے کم و اندک یعنی تکلیف ما لا یطاق نہین دی کوئی اُسکی اطاعت اجبار و اکراہ سے نہین کرتا اور کوئی نافرمانی از روے قہر و غلبہ کے عمل مین نہین لاتا اُس نے رسول عبث و بیفائدہ نہین بھیجے اور نہ آسمان و زمین اور اُنکے درمیان کی چیزین بیفائدہ اور باطل بنائی ہین یہ اُن لوگون کا گمان ہے کہ جنہون نے کفر اختیار کیا۔ پس عذاب ہے کافرون کے لئے آتش جہنم سے۔ پس اُس مرد نے کہا کہ قضا و قدر کہ ہم بغیر اسکے نہین گئے کیا ہے۔ فرمایا وہ امر ہے طاعت کا اور نہی ہے معصیت سے اور قدرت دینا ہے نیکی پر اور ترک کرنا اور چھوڑ دینا ہی بدی کو اور اعانت کرنا ہے اُن امور پر کہ قربۃً الی اللہ کئے جائین اور خذلان اور ترک کرنا ہے گناہگارون کا اور وعدہ دینا ہے نیکی پر اور ڈرانا اور دھمکانا بدی پر اور ترغیب و ترہیب یہی سب باتین قضائے خدا ہین ہمارے افعال مین اور تقدیر اُسکی ہمارے اعمال مین ماورا اسکے اور کسی امر کا گمان نہ کر کیونکہ ایسا گمان کرنا اعمال کو حبط و ضائع کرتا ہے۔ پس وہ مرد یہ سُنکر خوش ہو گیا اور بولا فرّج اللہ عنک یا امیر المؤمنین کما فرّجت عنی اے امیر المومنینؑ خدا تعالے

[1] قولہ قدریۃ ہذہ الامۃ ومجوسہا قدریہ اور مجوس اس امت کے مجبرہ یعنی اشاعرہ ہین کیونکہ انکو کئی طرح سے مجوس سے مشابہت ہے ایک یہ کہ مجوس کہتے ہین کہ حقتعالے ایک شے کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اُس سے بیزار ہو جاتا ہے ایسا ہی اشاعرہ کہتے ہین کہ خدا خود کفر کو انسان مین خلق کرتا ہے پھر اُس سے برات چاہتا ہے نیز۔ مجوس کہتے ہین کہ ماں بہنون کے ساتھ جماع قضا و قدر خدا سے ہوتا ہے۔ اور مجبرہ تمام نیکی بدی کو خدا کی طرف سے جانتے ہین اور بندہ کو محض مجبور بتلاتے ہین۔ مولانا احمد اردبیلی حدیقۃ الشیعہ مین کہتے ہین کہ اکثر کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ ایک مرد قائل بجبر اپنے گھر مین گیا دیکھا کہ ایک مرد بیگانہ اُسکی دختر کے ساتھ بیٹھا ہے۔ تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ مرد کو معہ اپنی لڑکی کے قتل کرے اُسکی بی بی نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا غضب کرتا ہے کہ اپنا دین و مذہب (سب خیر و شر خدا کراتا ہے) چھوڑ کر صاحب بن عباد رافضی کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ اور ایک مرد مسلمان اور بیگناہ دختر کو مارے ڈالتا ہے جبری نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسئلہ دان عورت مجھکو عنایت کی۔ قریب تھا کہ دو بیگناہ کا خون اپنے سر پر لیکر رافضیون کا مذہب اختیار کرلون۔ ۱۲۔ حدیقہ سلطانیہ + + +

تمہارے کام کو کشادہ کرے جیسا کہ تمنے میرے کار بستہ کو کشادہ کیا ہے پھر ذوق طرب مین یہ اشعار اُسنے پڑھے ؎

انت الامام الذی نرجو بطاعتہ ✤ یوم المآب من الرحمان غفرانا ✤ اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا
جزاک ربک بالاحسان احسانا ✤ یعنی تم وہ امام برحق ہو کہ تمہاری اطاعت کیوجہ سے ہم خدا کی درگاہ سے بروز قیامت بخشش اور مغفرت کے امیدوار ہین تمنے ہمارے دین سے اُس امر کو واضح فرمایا جو مشتبہ تھا حقتعالے بعوض اس احسان اور نیکی کے تمہارے ساتھ بھی احسان اور نیکی کرے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے امیر المومنینؑ کی عدل باری تعالےٰ اور نفی جبر اور ثبوت حکمۃ اسکے افعال مین اور نہونا عبث کا اُسکے کاروبار مین بخوبی ظاہر ہے

در فضیلت اہلبیت و خویشتن فرماید۔

ان اللہ خص محمدا بالنبوۃ واصطفاہ بالرسالۃ وانبأہ بالوحی فانال فی الناس وانال وعندنا اھل البیت معاقل العلم وابواب الحکم وضیاء الامر فمن یحبنا ینفعہ ایمانہ ویتقبل عملہ ومن لا یحبنا لا ینفعہ ایمانہ ولا یتقبل عملہ وان داب فی اللیل والنھار۔ یہ تحقیق کہ حق تعالےٰ نے مخصوص کیا محمد مصطفےٰ کو ساتھ نبوت کے اور برگزیدہ فرمایا انکو رسالت کے لئے اور خبر دی انکو وحی سے پس پہنچایا اُسکو اُمت کے درمیان اور پہنچا جو کچھ کہ پہنچا ترویج حق و اعلاء کلمۃ اللہ مین رنج و تعب سے آنحضرت کو اور ہم اہلبیت کے پاس چشمہائے علم و دروازے حکمت کے اور نور و ضیا امور ہے پس جو شخص ہمکو دوست رکھتا ہے اسکا ایمان اُسے نفع بخشتا ہے اور اُسکے اعمال قبول ہوتے ہین اور جو ہمکو دوست نہین رکھتا اُسکا ایمان اُسے فائدہ نہین دیتا نہ اُسکے اعمال قبول ہوتے ہین ہر چند وہ رات دن گردش کرتا رہے ؎ بے حُبِ اہلبیت عبادت حرام ہے + **ایک اور** خطبہ مین ارشاد کیا بقدر ضرورت اس سے یہ ہے الحمد للہ الذی ھدانا من الضلالۃ وبصرنا من العمی ومن علینا بالاسلام وجعل فینا النبوۃ وجعلنا النجباء وجعل افراطنا افراط الانبیاء وجعلنا خیر امۃ اخرجت للناس نامر بالمعروف وننھی عن المنکر ونعبد اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا نتخذ من دونہ ولیا فنحن شھداء اللہ والرسول شھید علینا نشفع فنشفع فیمن شفعنا لہ وندعوا فیستجاب دعاؤنا ویغفر لمن ندعوا لہ ذنوبہ تمام تعریفین ثابت ہین خدا کے لئے جس نے ہمکو گمراہی سے بچایا اور کوری سے بینا کیا۔ اور اسلام سے ہم پر منت رکھی اور گردانا ہمارے درمیان نبوت کو اور کیا ہمکو منتخب اور برگزیدہ اور کیا ہمارے پیش رووں کو پیش رو انبیاء کا اور گردانا ہمکو بہترین امت کہ نکالی گئی لوگون کے لئے امر کرتے ہین ہم نیکی کا اور منع کرتے ہین بدی سے اور بندگی کرتے ہین خدا کی اور ذرا شرک اسمین نہین لاتے اور اسکے سوا کسی کو دوست نہین بناتے۔ پس ہم شہدا رخدا ہین اور رسول خدا ہماری شہادت دینے والے ہین ہم شفاعت کرتے ہین اور شفاعت ہماری جسکے حق مین شفاعت کرتے ہین قبول ہوتی ہے اور دعا کرتے ہین اور دعا ہماری مستجاب ہوتی ہے اور جسکے لئے دعا کرتے ہین اُسکے گناہ بخشے جاتے ہین۔ **اور دوسرے مقام پر** ارشاد فرماتے ہین
لا یقاس بال محمد من ھذہ الامۃ احد ولا یستوی بھم من جرت نعمتھم علیہ ابدا ھم اساس الدین وعماد الیقین الیھم یفیء الغالی وبھم یلحق التالی ولھم خصائص حق الولایۃ وفیھم الوصیۃ والوراثۃ الان قد رجع الحق الی اھلہ ونقل الی منتقلہ

آل محمدؐ پر اس اُمت سے کوئی قیاس نہین کیا جا سکتا اور ہرگز وہ شخص انکی برابری نہین کر سکتا جسپر کہ خود انہین کی طرف سے انعام جاری ہے۔ یعنی جنہون نے علم و معرفت اُنسے حاصل کی ہے کبھی انکی برابر نہو سکین گے وہ بنیاد مین دین کے اور ستون ان علم و یقین مین بڑھ جانیوالا انکی طرف رجوع کرتا ہے اور پیچھے آنیوالا اُنسے ملحق ہوتا ہے اور انکے لئے ہین خصائص اور شروط استحقاق خلافت کے اور انکے درمیان ہے وصیت اور وراثت اب راجعت کی حق نے اہل حق کی طرف اور منتقل ہوا وہ اپنی منتقل ہونیکی جگہہ کو۔ **در صفت عالم و آداب متعلم فرماید۔** حارث اعور روایت کرتا ہے کہ مین نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سُنا کہ فرماتے تھے من حق العالم ان لا یکثر علیہ السوال ولا یعنت فی الجواب ولا یلح علیہ اذا کسل ولا یؤخذ بثوبہ اذا نھض ولا یشار الیہ بید فی حاجۃ ولا یفشی لہ سرا ولا یغتاب عندہ احد ویعظم کما حفظ امر اللہ ولا یجلس المتعلم الا امامہ ولا یعرض من طول صحبتہ واذا جاءہ طالب العلم وغیرہ فوجدہ فی جماعۃ عمھم بالسلام وخصہ بالتحیۃ ولیحفظ شاھدا وغائبا ولیعرف حقہ فان العالم اعظم اجرا من الصائم القائم المجاھد فی سبیل اللہ فاذا مات العالم ثلم فی الاسلام ثلمۃ لا یسدھا الا خلف منہ وطالب العلم تستغفر لہ الملائکۃ وتدعوا لہ ما فی السماء والارض **ترجمہ** کہ عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے کثرت سے سوال نکرین اور جواب مین اُسکے ساتھ تعنت و ایذا دہی سے پیش نہ آئین اور جب اُسکو تکان اور سستی ہو تو الحاح و اصرار نکرین جب وہ اٹھنے لگے تو اُسکا پلا نہ پکڑین اور کسی کام مین اُسکی طرف ہاتھ سے اشارہ نکرین اور اُسکے راز کو آشکار نکرین اور کسی کی اُسکے سامنے غیبت نکرین اور تعظیم کرین اُسکی جیسا کہ اُسنے امر حق کی حفاظت کی اور طالب علم اُسکے سامنے بیٹھے اور اُسکے طول صحبت سے اعراض نکرے اور جب طالب العلم یا کوئی اور اُسکے پاس آئے اور وہ ایک مجمع مین ہو تو اس مجمع عام پر اس طرح سے سلام کرے اور اُسکو خاص دعا دے اور اُسکا ادب سامنے اور پیٹھ پیچھے ملحوظ رکھے۔ اور اُسکے حق کا عارف ہو کیونکہ عالم کا ثواب روزہ دار اور عابد شب زندہ دار اور راہ خدا مین جہاد کرنیوالے سے بھی زیادہ ہے۔ جس وقت عالم مرتا ہے تو اسلام مین ایک رخنہ پڑتا ہے اُسکو بند نہین کرتا الا اُسکا جانشین اور طالب العلم کے لئے ملائکہ آسمان استغفار کرتے ہین اور آسمان و زمین اور جو کچھ اُنمین ہے اُسکے واسطے دعا مانگتے ہین + **اور نیز آپ** نے فرمایا ادرک العلم فی ذل وجوع وفاقۃ وبعد من الاباء والاھل والوطن لو کان کسب العلم اسھل حرفۃ لما کان ذو جھل علی الارض فی الزمن ترجمہ پاتا ہون مین علم کو ذلت اور بھوک اور فاقہ کشی مین اور دور ہونے مین اپنے مان باپ اور اہل و عیال اور وطن سے اگر علم حاصل کرنا کوئی آسان کام ہوتا تو تمام زمانہ مین روئے زمین پر کوئی بھی جاہل باقی نرہتا + **نیز آپ** نے فرمایا انما العلماء فی الناس کالبدر فی السماء یضیء نورہ علی سائر الکواکب خذوا من العلم ما بدا لکم وایاکم ان تطلبوہ لخصال اربع لتباھوا بہ العلماء او تماروا بہ السفھاء او تراؤا بہ فی المجالس وتصرفوا وجوہ الناس الیکم للترؤس کہ صاحبان علم لوگون کے درمیان ایسے ہین جیسے کہ چودھوین رات کا چاند آسمان مین اُسکا نور تمام ستارون کے نور پر غالب ہے علم سے جسقدر چاہو حاصل کرو۔ مگر خبردار چار خصلتون کیلئے علم طلب نکرنا ایک اسلئے کہ اُس سے علماء پر فخر و مباہات کرو دوسرے اسواسطے کہ جاہلون بیوقوفون کے ساتھ بجنگ و جدل پیش آؤ تیسرے تا کہ مجالس مین

اُس سے ریا کرو جو صفتے تاکہ لوگون کو اپنی طرف متوجہ کرو اور انپر فوقیت و ریاست چاہو + **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے امالی مین روایت کی ہے کہ
امیر المومنین نے فرمایا کہ طالبان علم تین نوع پر ہین اُنکے صفات و علامات سے اُنکو پہچان رکھو - ایک جو مرا (جنگ) و جدل کیواسطے علم حاصل کرے - دوم
استطالہ (درازی) و ختل (فریبدہی) کے لئے - سوم فقہ (بصیرت حاصل کرنے) اور عمل کیلئے - لیکن صاحب جنگ و جدل کا وہ مجالس بحث و گفتگو مین
لوگون کو ایذا دیتا ہے گو اظہار خشوع کرے مگر پرہیزگاری سے کورا ہے حقتعالی اسکے سبب سے اسکے مُنہہ اور دھڑ کو توڑے گا - لیکن استطالہ و ختل والا وہ اپنے
برابریون پر اپنے تئین کھینچتا اور انپر فخر چاہتا ہے اور اغنیا کے سامنے تواضع و فروتنی سے پیش آتا ہے - پس وہ اُنکے خوان احسان سے بہرہ ور ہوتا ہے
الّا اپنے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے - پس حقتعالے اسکے بصر بصیرت کو کور کرتا ہے اور آثار علما سے اُسکا نشان مٹا دیتا ہے - لیکن صاحب فقہ و عمل - پس تو
جب اُسکو دیکھے حزین و دردمند نظر آئیگا وہ شب ہائے تاریک مین عبادتِ خدا بجا لاتا ہے باوصف اسکے عذاب خدا کے خوف سے ہر وقت ترسان
و لرزان رہتا ہے حقتعالے اس وجہ سے اُسکے ارکان مضبوط کرتا ہے اور قیامت کے روز اُسکو امان ہوگی - **صفت شیعیان خالص**
منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیر المومنین مسجد سے برآمد ہوئے اور ارادہ گورستان کا کیا چاندنی رات تھی کچھ لوگ آپ کے پیچھے ہو لئے کہ ساتھ جائین
آپ نے جو اُنکو دیکھا تو ٹھہر گئے اور فرمایا تم کون لوگ ہو عرض کی یا امیر المومنین تمہارے شیعہ ہین حضرت اُنکے چہرون کو غور سے دیکھنے لگے کہ کیا بات ہے
و علامات و نشان شیعہ تم مین نظر نہین آتے اُنہون نے کہا کہ علامات شیعہ کیا ہین فرمایا - اُنکی علامت یہ ہے صُفْرُ الْوُجُوْهِ مِنَ السَّهَرِ عُمْشُ
الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ حُدْبُ الظُّهُوْرِ مِنَ الْقِيَامِ خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ عَلَيْهِمْ غَبَرَةُ الْخَاشِعِيْنَ
کہ اُنکے چہرے کثرت بیداری سے زرد ہون اور اُنکی آنکھین روتے روتے کمزور و ضعیف ہو گئی ہون اور اُنکی پشتین کثرت قیام بعبادت ملک علّام سے
خمیدہ و کبڑی ہو جاین اور اُنکے شکم روزون کے سبب خالی اور اُنکے ہونٹ زیادتی دعا سے خشک ہون اور اُنکے اوپر ہو غبار فروتنی اور تذلّل کا +
مواعظ مختلفہ فرماتے ہین - اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُوْنَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ تَعَالَى الْاِيْمَانُ بِهِ وَبِرَسُوْلِهِ
وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ فَاِنَّهُ ذُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ فَاِنَّهَا الْفِطْرَةُ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ
وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ فَاِنَّهَا فَرِيْضَةٌ وَاجِبَةٌ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّهُ جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهُ
فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَيَرْحَضَانِ الذَّنْبَ وَصِلَةُ الرَّحِمِ فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَمَنْسَاَةٌ فِي الْاَجَلِ وَ
صَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيْئَةَ وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَصَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا
تَقِيْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ اَفِيْضُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ اَحْسَنُ الذِّكْرِ وَارْغَبُوْا فِيْمَا وَعَدَ الْمُتَّقِيْنَ فَاِنَّ وَعْدَهُ اَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوْا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ
فَاِنَّهُ اَفْضَلُ الْهَدْيِ وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِهِ فَاِنَّهَا اَهْدَى السُّنَنِ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَتَفَقَّهُوْا فِيْهِ فَاِنَّهُ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِهِ فَاِنَّهُ شِفَاءُ
الصُّدُوْرِ وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَهُ وَاِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ كَالْجَاهِلِ الْحَائِرِ الَّذِيْ لَا يَسْتَفِيْقُ مِنْ جَهْلِهِ بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ اَعْظَمُ وَالْحَسْرَةُ لَهُ اَلْزَمُ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ اَلْوَمُ ترجمہ
بتحقیق کہ افضل اور بہتر اُن وسائل کا کہ وسیلہ جو اُنسے قرب و وسیلہ خدا حاصل کرتے ہین حق سبحانہ تعالے اور اسکے نبی محمد مصطفےٰ پر ایمان لانا ہے اور اسکے
راہ مین جہاد کرنا کیونکہ جہاد مسلمانی کا اعلےٰ مقصد اور اونچا مدعا ہے اور خالص توحید کا دل سے اقرار کرنا کہ یہ مقتضائے فطرت انسانی ہے جسپر کہ آدمی مفطور

و مخلوق ہوا ہے اور نماز کا برپا رکھنا کیونکہ یہ تمامی دین و مذہب ہے اور زکوۃ کا ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے اور ماہ رمضان مین روزہ رکھنا کہ وہ سپر اور پناہ ہے عذاب
جہنم سے اور حج خانہ کعبہ و عمرہ بجا لانا کیونکہ یہ دونو فقر و درویشی کو دفع کرتے ہین اور آلائش عصیان کو دھو ڈالتے ہین اور صلہ رحم اقربا کے ساتھ احسان و نیکی
کرنا کہ اس سے ثروۃ زیادہ اور عمر دراز ہوتی ہے اور پوشیدہ خیرات کرنا کہ کفارہ خطیات و معاصی ہے اور ظاہر مین تصدق دینا کہ بری موت سے مثل جلجانے
ڈوب جانے مکان یا دیوار تلے دبجانے وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے اور نیکی اور احسان کرنا ذلت و خواری مین پڑنے سے بچاتا ہے لوگو اپنے تئین ذکر خدا مین
ڈالو کیونکہ وہ تمام اذکار سے بہتر ہے اور جو وعدہ ہائے ثواب اُس نے پرہیزگارون سے کئے ہین انمین رغبت کرو کیونکہ اُسکے وعدے تمام وعدون سے سچے
اور پکے ہین اور اپنے نبی کی ہدایت پر کاربند ہو کہ وہ ہدایت سب سے بہتر ہے اور آنحضرت کی سنت پر عمل کرو کہ سب سنتون سے زیادہ ہدایت کرنیوالی ہے
علم قرآن سیکھو کیونکہ وہ تمام باتون سے بہتر ہے اور اسمین فقہ و بصیرت حاصل کرو کسلئے کہ وہ دلون کی بہار ہے اور اسکے نور سے شفا چاہو کہ سینون کی
شفا اسمین ہے اور اچھی طرح سے اسکی تلاوت کرو کہ سب قصون سے زیادہ نافع ہے اور جو عالم کہ اپنے علم کے موافق عمل نہین کرتا وہ اُس حیران کی مانند ہے
جو کہ اپنی جہالت سے افاقہ نہین پاتا بلکہ اُسپر حجت زیادہ تمام ہے اور حسرۃ اُسکو زیادہ لازم ہے اور وہ خدا کے نزدیک بہت ملامت کیا گیا ہے
اور حارث ہمدانی کو خط مین لکھا - قرآن کو لازم پکڑ اور اس سے نصیحت لے اور جس چیز کو قرآن حلال کرے حلال جان جسے حرام کرے حرام
سمجھ دنیا کے گزشتہ حالات سے اسکے آیندہ کے لئے عبرت حاصل کر کیونکہ وہ بایکدیگر مشابہ ہین اور مابعد ماقبل سے ملجانیوالا ہے خدا کے نام کو حق الا مرکے
سوا کسی کام مین زبان پر نہ لا موت اور اسکے بعد کی حالت کو یاد رکھ - موت کی آرزو نکر جبکہ اپنے اعمال خیر پر بھروسہ کر لے کہ وہ باعث نجات ہونگے
کوئی کام نکر جس سے کہ تیرا نفس راضی ہو اور عام مسلمان ناراض اور اُس کام سے پرہیز کر کہ چھپ کر اُسے کرے ظاہر ہو تو خفت و ندامت اُٹھائے - اور
اُس سے سوال کریں تو یا انکار و یا عذر کرنا پڑے اپنی آبرو کو تیرہائے ملامت مردم کا نشانہ نہ بنا - ہر ایک بات جو تجھسے اُسکے نقل کرنے پر مبادرت نکر کہ
کہ جھوٹا ٹھہرے گا اور ہر امر جو تجھسے کہین اُسکی تکذیب نکر کہ یہ جہالت ہے - غصہ اور غیظ کے وقت حلم اختیار کر اور قدرت پانے پر درگزر فرما اور شکر نعمت
سے نعمات کی اصلاح کر کہ پایدار ہون اور ضائع نہونے پائین پس نعمتون کا اثر تجھپر ظاہر ہونا چاہئے - جان کہ مومن کامل وہ ہے کہ اپنے نفس اور آل اور مال سے
توشہ آگے بھیجے یعنی نفس کو جہاد و راہ خدا مین کام مین لائے اور اہل و عیال کو خیرات و مبرات کی تاکید کرے اور مال سے زکوۃ وغیرہ حقوق واجب و مستحب نکالے
اُس شخص کی مصاحبت سے پرہیز کر جسکی رائے مقبول ہو اور عمل مردود کیونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور آدمی اپنے ہم صحبت سے اُسکی خصائل اخذ کرتا ہے
بڑے شہرون مین سکونت اختیار کر کہ مجمع مسلمین ہین اور دیہات خورد سے کنارہ کش ہو کہ غفلت و گمنامی مین بسر ہوگی اور طاعت خدا مین مددگار کم
ملین گے - کارآمد باتون پر دل کو لگا اور رائے کو مقصور رکھ بازارون کو نشست گاہ نہ بنا کہ محل شیاطین اور مقام فتن ہین اپنے سے کمتر پر نظر رکھ اور

ف حارث بن عبد اللہ ہمدانی کبار تابعین و خواص اصحاب امیر المومنین سے ہے اور وہ ہے مخاطب اشعار مشہورہ آنحضرت کا کہ ایک شعر انمین یہ ہے ~~ یا حار همدان من یمت یرنی
من مؤمن او منافق قبلا ۶۱ تا آخر ابیات یعنی اے حارث ہمدانی جو کوئی مرتا ہے مجھکو دیکھتا ہے خواہ مومن پہلے سی یا منافق ہو - نقل ہے کہ وہ ایک مرتبہ رات کو بیوقت حضرت کیخدمت مین حاضر
ہوا آپ نے فرمایا کون چیز تجھکو اسوقت یہان لائی اے حارث عرض کی قسم خدا کی سوائے تمہاری محبت کی کوئی شے مجھکو نہین لائی حضرت نے فرمایا تو جان اے حارث کہ کوئی مجھکو دوست نہیں رکھتا
الّا یہ کہ مرنیکے وقت مجھکو دیکھتا اور امیدوار رحمت الٰہی ہوتا ہے اور کوئی مجھکو دشمن نہین رکھتا مگر یہ کہ مرنیکے وقت مجھے دیکھتا اور خجل اور مایوس ہوتا ہے اور امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے
منقول ہے کہ حرام ہے روح پر کہ بدن سے مفارقت کرے جبتک کہ پنجتن آل عبا محمد مصطفےٰ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو نہ دیکھ لے اُسوقت اگر مومن ہے تو اسکی آنکھین ٹھنڈی
ہوتی ہین ثواب آخرت سے برعکس اسکے منافق و کافر عقوبات اخروی معلوم کر کے محزون و مغموم ہوتا ہے - ۱۲ مجالس + + + +

خدا کا شکر بجا لا جمعہ کے روز سفر نکر جبتک کہ نماز جمعہ نہ پڑھ لے الا جبکہ جہاد پر جاے یا کوئی اور ایساہی عذر معقول رکھتا ہو۔ ہر قول و فعل مین اطاعت حکم خدا لازم جان کیونکہ وہ جملہ امور سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنے تئین پھسلا کر عبادت پر رکھ کہ ذوق و نشاط سے اسکو بجا لاے اور قہر نہ کر الا واجبات مین کہ انکا ادا کرنا بہرکیف لازم ہے۔ خوف کر کہ موت تجھپر وارد ہو درانحالیکہ تو طلب دنیا مین مصروف ہو فساق فجار کے سایہ سے بچ کہ انکی شرارت تجھ مین سرایت نکرے۔ حق سبحانہ کی عظمت کو ملحوظ رکھ اور اسکے دوستون کا دوست ہو اور غضب سے باز رہ کیونکہ وہ شیطان کے لشکر ومین سے ایک عظیم لشکر ہے

درمسامحت بطلب رزق

یا ابن آدم الرزق رزقان رزق تطلبه ورزق يطلبك فان لم تاته اتاك فلا تحمل هم سنتك على هم يومك كفاك كل يوم ما فيه فان تكن السنة من عمرك فان الله سياتيك فی كل يوم جديد بما قسم لك وان لم تكن السنة من عمرك فما تصنع بالهم ما ليس لك ولن يسبقك الى رزقك طالب ولن يغلبك عليه غالب ولن يبطئ عنك ما قد قدر لك اے پسر آدم رزق دو طرح پر ہے ایک وہ رزق ہے جسکو تو طلب کرتا ہے دوسرا وہ جو تجھے ڈھونڈتا ہے اگر تو اس تک نہ پہنچے گا تو وہ تیرے پاس پہنچ جائیگا ایک روز کے رزق کی فکر کے بجائے تو سال بھر کے رزق کی فکر اپنے اوپر نہ ڈال ہر روز کا رزق جو اس روز تجھے ملے کافی ہے۔ اگر برس بھر زندہ رہا تو حقتعالے ہر روز نیا رزق جو اس روز کا تیرے لئے مقرر ہے تجھے پہنچائیگا اور جو وہ سال تیری زندگی کا نہین تو ناحق ایسی شے کے لئے جو تیرے واسطے نہین اپنے تئین رنج و تعب مین ڈالتا ہے تو جان لے کہ جو تیرا رزق ہے کوئی اسکی طرف سبقت نہین لیجا سکتا اور کوئی غالب اُسے دبا نہین سکتا جو تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے ہرگز اسکے پہنچنے مین دیر نہو گی۔

ایام ہفتہ

ازدیوان منسوب بآنحضرت صلوات اللہ علیہ۔ معہ ترجمہ نظمیہ اردو از مولف +

لنعم اليوم يوم السبت حقا تبدى الله فی خلق السماء	لصيد ان اردت بلا امتراء وفی الاثنين ان سافرت فيه	وفی الاحد البناء لان فيه ستظفر بالنجاح وبالثراء
ترجمہ: ہفت کا پہلا روز کہ ہفتہ کا روز ہے حق نے فلک کو اسمین کیا آشکار ہے	ترجمہ: بے شبہ خوف از پے صید و شکار ہے اس مین سفر کرے تو ملے مال و مدعا	ترجمہ: یکشنبہ ہے بنا عمارت کے واسطے انسب مسافرت کے لئے سوموار ہے
فائدہ	الا بنی امیہ سے منسوب ہے یہ روز	شیعون کو منع اسمین ہر ایک کاروبار ہے
وان يرد الحجامة فالثلثا فنعم اليوم يوم الاربعاء وفی الجمعات تزويج وعرس	ففی ساعاتها هرق الدماء وفی يوم الخميس قضاء حاج ولذات الرجال مع النساء نبی او وصی الانبياء	وان شرب امرء يوما دواء ففيه الله ياذن بالدعاء وهذا العلم لم يعلمه الا
سہ شنبہ ہے جو فصد و حجامت کا قصد ہو اپنی شفا کا جبکہ کوئی خواستگار ہے	کثر یون مین اسکی خون گرانے کا کار ہے ہوتی مین پنجشنبہ کو پوری جو حاجتین	جام دوا کو نوش کرے چار شنبہ کو کرتا عنایت اذن دعا کردگار ہے
جمعہ ہے بس جماع و عروسی کے واسطے	لذات مرد و زن کی یہ لیل و نہار ہے پیغمبر اور انکے وصی کا شعار ہے	یہ علم ان علوم سے ہے جنکا جاننا

بعضے از وصایا کہ بفرزند دلبند خود فرمودند

یہ وصیت کہ ہنگام مراجعت از جنگ صفین مقام حاضرین پر کہ مواضع شام ایک موضع ہے لکھی۔ بقول جناب سید رضی رضی اللہ عنہ نہج البلاغہ مین حضرت امام حسنؑ کے لئے تحریر فرمائی بتی پس تمام خطابات اسکے آنحضرت کیطرف راجع ہونگے لیکن شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ محمد بن حنفیہؓ کو کی ہے بہرکیف وہ بہت مبسوط و مشرح اور مشتمل ہے اوپر مضامین عالیہ و نصائح ارجمند دنیا و عقبے و فوائد بسیار کے الا یہان بہت جزوی بطور انتخاب نقل و ترجمہ ہوتی ہے۔

درتحریص صدقہ برائے فائدہ اخرویہ

فرماتے ہین واعلم ان امامك طريقا ذا مسافة بعيدة ومشقة شديدة وانه لا غنا بك فيه عن حسن الارتياد وقدر بلاغك من الزاد مع خفة الظهر فلا تحملن على ظهرك فوق طاقتك فيكون ثقل ذلك وبالا عليك واذا وجدت من اهل الفاقة من يحمل لك زادك الى يوم القيامة فيوافيك به غدا حيث تحتاج اليه فاغتنمه وحمله اياه واكثر من تزويده وانت قادر عليه فلعلك تطلبه فلا تجده واغتنم من استقرضك فی حال غناك ليجعل قضاءه لك فی يوم عسرتك ترجمہ جان تو اے فرزند کہ تجھکو ایک راہ درپیش ہے جسکی مسافت دراز اور تکلیف شدید ہے اور تجھکو چارہ نہین بجز اسکے کہ اچھی طرح فکر کرے۔ اور بقدر اس راہ کے طے ہونیکے توشہ اپنی ساتھ لے۔ اور ساتھ ہی ہلکے بیٹھ رہنے کا بھی خیال رکھے پس اپنی پشت پر اپنی طاقت سے زیادہ بار نکر کیونکہ اسکا بوجھ تیرے اوپر وبال ہو گا اور اگر تجھکو اہل فقر و فاقہ سے کوئی شخص ایسا ملجاے جو قیامت تک کے لئے تیرا بوجھ اٹھالے اور پھر فردا ر قیامت اسوقت جبکہ تو اسکا محتاج ہو تجھے دیدے تو تو اسکو بہت غنیمت جان اور اپنا بوجھ اسپر بار کردے اور جسقدر تجھ سے لادا جاسکے لادوے کہ مبادا پھر لادنا چاہے اور تجھے نہ ملے یعنی دنیا میں محتاج کو خیرات دینا ایسا ہے جیسا کہ توشہ سفر آخرت کو دوسرے پر بار کردے اور آپ ہلکا پھلکا ہو جاے پھر منزل پر پہنچکر اس سے واپس لیلے۔ پھر فرماتے ہین کہ اسکی مثال ایسی ہے کہ بوقت تونگری کوئی تجھسے قرض لے اس وعدے پر کہ تیرے افلاس اور احتیاج مین واپس دیدے تجھے تو ایسے قرضخواہ کو بہت ہی غنیمت جاننا چاہیے اور فوراً اسکو قرض دیدینا چاہیے۔

درترغیب دعا و وجوہ تاخیر اجابت آن۔

واعلم ان الذی بيده خزائن السموات والارض قد اذن لك فی الدعاء وتكفل بالاجابة وامرك ان تسئله ليعطيك وتسترحمه ليرحمك ولم يجعل بينك وبينه من يحجبك عنه ولم يلجئك الى من يشفع لك اليه ولم يمنعك ان اسأت من التوبة ولم يعاجلك بالنقمة ولم تفضحك حيث تعرضت الفضيحة ولم يشدد عليك فی قبول الانابة ولم يناقشك بالجريمة ولم يؤيسك من الرحمة بل جعل نزوعك عن الذنب حسنة وحسب سيئتك واحدة وفتح لك باب المتاب وباب الاستعتاب فاذا ناديته سمع نداءك واذا ناجيته علم نجواك فافضيت اليه بحاجتك وانبثته ذات نفسك وشكوت اليه همومك واستكشفته كروبك واستعنته على امورك وسئلته من خزائن رحمته ما لا يقدر على اعطائه غيره من زيادة الاعمار وصحة الابدان وسعة الارزاق ثم جعل فی يديك

مفاتیح خزائنہ بما اذن لک فیہ من مسئلتہ فمتی شئت استفتحت بالدعاء ابواب نعمتہ واستمطرت شآبیب رحمتہ فلا یقنطک ابطاء اجابتہ فان العطیۃ علی قدر النیۃ وربما اخرت عنک الاجابۃ لیکون ذلک اعظم لاجر السائل واجزل لعطاء الامل وربما سئلت الشیء فلا تؤتاہ واوتیت خیرا منہ عاجلا او اجلا وصرف عنک لما ھو خیر لک ولرب امر قد طلبتہ فیہ ھلاک دینک لو اوتیتہ فلتکن مسئلتک فیما یبقی لک جمالہ وینفی عنک وبالہ والمال لا تبقی ولا تبقی لہ

ترجمہ جان تو اے فرزند کہ جس خدائے عزوجل کے قبضہ مین زمین اور آسمان کے خزانے ہین اُسنے تجھکو دعا مانگنے کی اجازت دی ہے اور اُسکے قبول کرنیکا کفیل ہوا ہے بقول خود ادعونی استجب لکم (دعا کرو مجھ سے اجابت کرونگا تمہارے لئے) اور امر کیا ہے مجھکو اس سے سوال کرے کہ وہ عطا کرے اور رحم چاہے اس سے کہ وہ رحم کرے اور تیرے اور اپنے درمیان کوئی حاجب اور پردہ دار قرار نہین دیا اور کسی کا محتاج نہین کیا کہ وہ اُسکے آگے تیرا شفاعت خواہ ہو اگر بدکاری کے بعد تو تائب ہو تو تجھکو اس سے روکتا نہین۔ نیز تیرے عذاب دینے مین جلدی نہین کرتا۔ اور نہ تجھکو فضیحت و رسوا کرتا ہے جبکہ تو خود ان امور کا متعرض ہوتا ہے بلکہ اُسپر پردہ ڈھانپ دیتا ہے اور قبول توبہ و انابت مین تجھپر سختی روا نہین رکھتا اور مواخذہ جرم مین تیرے ساتھ مضایقہ نہین کرتا اور اپنی رحمت سے تجھکو مایوس نہین ہونے دیتا بلکہ ترک معصیت کو تجھ سے ایک حسنہ شمار کرتا ہے اور ایک گناہ کو ایک اور ایک نیکی کو دس حساب کرتا ہے بمفاد قولہ تعالےٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا اور دروازہ توبہ کرنیکا تیرے لئے کھولا اور گناہ سے عذر خواہی کا تجھے موقع دیا جب تو اسے پکارتا ہے تو وہ تیری آواز سنتا ہے اور جب مناجات کرتا ہے تو وہ اس سے واقف ہوتا ہے تاکہ تو اپنی حاجت کو اس تک پہنچائے اور جو کار تجھے پیش آئے اسکے آگے اُسے ظاہر کرے اور اپنے غمون کی اُس سے شکایت کرے اور اپنی سختیون کے کھولنے کی اُس سے درخواست کرے اور اپنے کاروبار مین اُس سے اعانت و امداد مانگے اور اُسکے خزائن رحمت کا کہ کوئی دوسرا اُسکے سوا عطا نہین کرسکتا اُس سے سوال کرے اور زیادتی عمر اور صحت بدن اور وسعت رزق کا اُس سے طلبگار ہو۔ پھر اپنے خزانون کی کنجیان تجھکو دین تاکہ تو ابواب رحمت کو بوسیلہ جمیلہ دعا مانگنے کے کہ اُسکا تجھے اذن دیا ہے کھولے پس تو جب چاہے دعا کے ذریعہ سے اُسکے نعمت کے ابواب کو کھول سکتا ہے اور باران رحمت اُسکی کا سوال کرسکتا ہے پس ہرگز تجھکو دعا کا دیر مین قبول ہونا مایوس نکرے۔ کیونکہ عطاء الٰہی بقدر نیت سائل ہوتی ہے اور بیشتر اوقات قبول دعا مین اسلئے تاخیر ہوتی ہے تاکہ سائل کا اجر اس سے بزرگ ہو اور امیدوار کی عطا و بخشش جزیل ہو۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تو نے ایک شے کی دعا مانگی اور وہ تجھکو ندی گئی لیکن دوسری شے اسکی عوض دنیا یا آخرت مین اس سے بہتر مرحمت ہوگئی۔ پس اس سے تیرا باز رکھنا تیری بہتری کے واسطے تھا اور اکثر اوقات یہ صورت ہوتی ہے کہ تو نے نادانستگی سے وہ شے طلب کی ہے کہ اگر دیدیجائے تو تیرا دین تباہ ہوجائے۔ پس تجھکو چاہئے کہ حقتعالےٰ سے ایسی شے طلب کرے جسکی خوبی تیرے لئے باقی رہے اور اُسکا وبال تجھسے دور ہو اور مال وہ شے ہے کہ تیرے لئے باقی نرہیگا اور نہ تو اُسکے لئے باقی رہیگا

سلوک بایاران باصفا و دشمنان پر جفا

احمل نفسک من اخیک عند صرمہ علی الصلۃ وعند صدودہ علی اللطف والمقاربۃ وعند جمودہ علی البذل وعند تباعدہ علی الدنو وعند شدتہ علی اللین وعند جرمہ علی العذر حتی کانک

فـ؎ یعنی جیسے وصف ایک بیہ کی بادشاہ اور بارہ ابر ... [illegible] ... آفتاب کی اور شاید اسکی جمع ہے

لہ عبد وکانہ ذو نعمۃ علیک وایاک ان تضع ذلک فی غیر موضعہ وان تفعلہ بغیر اھلہ ولا تتخذن عدو صدیقک صدیقا فتعادی صدیقک وامحض اخاک النصیحۃ حسنۃ کانت ام قبیحۃ وتجرع الغیظ فانی لم ار جرعۃ احلی منہا عاقبۃ ولا الذ مغبۃ ولن لمن غالظک فانہ یوشک ان یلین لک وجد علی عدوک بالفضل فانہ احد الظفرین وان اردت قطیعۃ اخیک فاستبق لہ من نفسک بقیۃ یرجع الیہا ان بدا ذلک یوما ما ومن ظن بک خیرا فصدق ظنہ ولا تضیعن حق اخیک اتکالا علی ما بینک وبینہ فانہ لیس باخ من اضعت حقہ

ترجمہ داشت کر اور اُٹھا اپنے دوست سے اپنے اوپر یہ باتین کہ اگر وہ تجھ سے قطع و جدائی ڈھونڈے تو تو اُس سے ملاپ کر اور جو اعراض و روگردانی کرے تو تو لطف اور نزدیکی چاہ اور جو وہ بخل اختیار کرے تو تو جود و احسان سے پیش آ اور جو وہ دوری چاہے تو تو قریب ہو جب تجھ سے سختی کرے تو تو ملائمت اور نرمی کر اور جس وقت تیرے اوپر ظلم یا تیرا کوئی جرم کرے تو اُسے معاف کر بلکہ جو عذر خواہی اُسے کرنی چاہئے تھی تو بجا لا اور اُسکو شرمندہ نہونے دے اور اسطرح اپنے دوست سے پیش آ گویا تو اُسکا بندہ احسان ہے اور وہ تیرا ولی نعمت اور صاحب امتنان۔ اور خبردار کہ یہ امور اُس شخص کے ساتھ کرے کہ اُنکا اہل و مستحق نہو کیونکہ ایسا کریگا تو وہ حمایت اُسے تیری تواضع و فروتنی کو عجز و زبونی پر حمل کریگا۔ ہرگز اپنے دوست کے دشمن کے ساتھ دوستی نکرنا کہ وہ درحقیقت اُس دوست کو دشمن بنانا ہے دوست سے نصیحت کو باز رکھنا نہین چاہئے خواہ شیرین ہو یا تلخ صاف صاف اُسکے روبرو بیان کرنا چاہئے۔ غصہ کو پی جا کیونکہ میرے نزدیک کوئی گھونٹ نہین کہ آخر کار ایسا شیرین اور لذیذ ہو جیسا کہ غصہ کا ضبط کرنا ہے اور جو تیرے ساتھ غلظت اور سختی کرے اس سے نرمی کر کہ وہ بھی آخر نرمی کی طرف مائل ہوگا۔ اور اپنے دشمن پر جبکہ وہ تیرے قابو مین آئے فضل و احسان کر کہ وہ عظیم فتح ہے۔ اگر اپنے دوست سے محبت قطع کرنا چاہتا ہے تو بالکل قطع نکر بلکہ کسی قدر اس سے باقی رہنے دے کہ اگر کبھی وہ دوست صلح کرنا چاہے تو اس بقیہ سے متمسک کرے اگر کوئی دوست تجھ مین کسی خوبی کا گمان کرے کہ وہ خوبی تو نہ رکھتا ہو تو اُسکے گمان کی تصدیق کر اور اُس خوبی کو اپنے لئے حاصل کر۔ کسی دوست کے حق کو اس بھروسہ پر کہ وہ میرا دوست ہے ہرگز ضائع نکر کیونکہ جسکا حق ضائع کیا وہ دوست دوست نہین رہتا۔

طرز معاشرت بازنان وخادمان واکرام خویشاوندان

ایاک ومشاورۃ النساء فان رایہن الی افن وعزمہن الی وھن واکفف علیہن من ابصارھن بحجابک ایاھن فان شدۃ الحجاب ابقی علیہن ولیس خروجہن باشد من ادخالک من لا یوثق بہ علیہن وان استطعت ان لا یعرفن غیرک فافعل ولا تملک المراۃ من امرھا ما جاوز نفسہا فان المراۃ ریحانۃ ولیست بقہرمانۃ ولا تعد بکرامتہا ما جاز نفسہا ولا تطمعہا فی ان تشفع لغیرھا وایاک والتغایر فی غیر موضع غیرۃ فان ذلک یدعو الصحیحۃ الی السقم والبریۃ الی الریب۔ واجعل لکل انسان من خدمک عملا تاخذہ بہ فانہ احری ان لا یتواکلوا فی خدمتک واکرم عشیرتک فانہم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ تصیر ویدک التی بہا تصول

ترجمہ خبردار عورتون سے مشورہ نکرنا کیونکہ اُنکی رائے فن و فریب کے قریب ہے اور اُنکا عزم و ارادہ سستی و ضعف سے خالی نہین۔ اپنی عورتون کو بیگانہ کی نظر سے بچا اور اُنکو پردہ سے باہر نکلنے نہ دے کیونکہ پردہ داری کو مضبوط کرنا اُنکی حفاظت کا عمدہ ذریعہ ہے

۱۲- شرح ... [illegible] ... منہ

اور انکو تہمت سے چھوڑ انیکا اچھا وسیلہ اُس شخص کو اُنکے پاس نہ آنے دے جسکی صلاحیت پر وثوق و اعتماد نہ رکھتا ہو کیونکہ بیگانہ کا اندر آنا عورتون کے باہر نکلنے
سے کم نہین بلکہ اسکی خرابی اُس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تجھسے ہوسکے کہ تیری عورتین تیرے سوا کسی دوسرے کو نجانین تو ایسا کر۔ عورت کو کسی کام مین جو اسکے
اپنے نفس کے سوا ہین دخل ندینے دے کیونکہ عورت بمنزلہ گل خوشبو کے ہے کہ اس سے منتفع ہونا چاہیے نہ کہ حاکم جابر کہ اُسکے زیر فرمان رہین اور اسکو ایسی
عزت کی عادت مت ڈال جو اُسکے نفس سے زائد ہو تا کہ اُسکو طمع اورون کے لئے سفارش کرنیکی پیدا ہو۔ زنہار کہ عورت کے مقدمے مین جو موقعہ
غیرت کا نہین وہان غیرت کرے۔ اور بلاوجہ کافی اُسکو متہم جانے بتحقیق کہ اس سے تندرست بیمار اور پاکدامن ناپرہیزگار ہوجائیگی۔ اپنے خدمتگارون مین
سے ہر ایک کا کام جدا جدا معین کر اور اُسکی بھلائی برائی کا اُس سے مواخذہ فرما۔ اس صورت مین وہ خیانت سے باز رہین گے اور کام کو ایک دوسرے
پر نہ ٹالینگے اور اپنے کنبے اور خاندان کے لوگونکی عزت کر کیونکہ وہ تیرے بازو ہین جنسے تو پرواز کرے اور تیری بیخ و بنیاد ہین جنکی طرف رجوع لائے اور
تیرے ہاتھ ہین جنسے اورون پر حملہ آور ہو۔ **در معنی استغفار فرماید** مروی ہے کہ کسی نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا یا امیر المومنین
مین استغفار کرنا چاہتا ہون فرمایا ثکلتک امک تیری مان تیرے ماتم مین مبتلا ہو تجھکو معلوم بھی ہے کہ استغفار کے کیا معنے ہین بہ تحقیق کہ
استغفار ایک رتبۂ اعلٰے و درجۂ رفیع ہے اور وہ چھ معنون پر بولا جاتا ہے۔ **اولها الندم علی مامضی الثانی العزم علی ترک العود الیه**
ابدا الثالث ان تؤدی الی المخلوقین حقوقهم حتی تلقی الله عزوجل املس لیس علیک تبعة الرابع ان تعمد
الی کل فریضة علیک ضیعتها فتؤدی حقوقها الخامس ان تعمد الی اللحم الذی نبت علی السحت فتذیبه بالاحزان
حتی یلصق الجلد بالعظم وینشا بینهما لحم جدید السادس ان تذیق الجسم الم الطاعة کما اذقته حلاوة المعصیة فعند ذلک
تقول استغفر الله ترجمہ اول یہ کہ جو گناہ تجھسے سرزد ہوئے ہون اُن پر نادم و پشیمان ہو دوسرے ارادہ کرے کہ پھر کبھی اُسکی طرف عود نہ کرونگا
تیسرے حقوق خلائق کو جو تجھپر ہون اُنکی طرف ادا کرے تا کہ حقتعالٰے سے ملاقات ہو درانحالیکہ تو پاک و صاف ہو اور کوئی وزر و بال تجھپر نہو۔
چہارم ہر ایک فریضہ کہ تجھپر فرض تھا اور تونے اُسکو ضائع کیا پس اُسکے حقوق کو ادا کرے پانچوین جو گوشت تیرے بدن پر حرام سے پیدا ہوا ہے
اُسکو غم و اندوہ مین گھلادے تا اینکہ صرف پوست و استخوان تیرے جسم پر باقی رہجائے پھر از سر نو اور گوشت پیدا ہو چھٹے یہ کہ تو اپنے بدن کو طاعت
خدا کا الم اسی طرح چکھادے جیسا کہ اُسکو معصیت کا ذائقہ چکھایا ہے پس اُسوقت تو استغفار کرنا اور استغفر اللہ کہنا۔ **ذکر دنیا و ناپایداری**
آن و ترغیب بہ تہیہ و تزود برائے سفر آخرت۔ چونکہ وہ حضرت زاہد ترین خلائق تھے لاجرم آپکا کلام ہدایت التیام
بیشتر مذمت دنیا اور اُسکی دلبستگی سے باز رکھنے اور موت اور عذاب آخرت سے ڈرانے اور اُسکے ثواب کی رغبت و حرص دلانے پر مبنی ہوتا تھا۔
سید رضی علیہ الرحمہ شرح نہج البلاغہ مین کہتے ہین کہ عجائبات حضرت امیر المومنین سے جسمین آپ اپنا شریک و سہیم و عدیل و نظیر نرکھتے تھے ایک
یہ ہے کہ آپکا کلام کہ تذکیر و وعظ و زہد و تقوے مین وارد ہوا ہے اگر کوئی تامل کرنیوالا اسمین تامل کرے اور سوچے تو اُسکو ظاہر ہو کہ یہ ایک درویش
تارک الدنیا کا کلام ہے جو سوائے زہد و عبادت و فقر و قناعت کے دنیا سے سروکار نہین رکھتا اور بالکل جہان سے قطع تعلق کرکے زاویہ خانہ یا
شگاف کوہ مین عزلت گزین ہے اور ہرگز اُسکے خیال مین نہ آئیگا کہ یہ اُس شخص کا کلام ہے جو بارگاہ عالی اور منصب عظیم رکھتا ہے اور اُسکے احکام اقطاع

عالم مین نافذ اور ایک دنیا اُسکے زیر فرمان ہے یا اُسکا جو ہمہ تن جنگ و جہاد مین ڈوبا تیغ آبدار ہاتھ مین لئے کھڑا ہے اور بہادرون اور سرکشون کے سر قلم
کرتا اور دلیرون اور دلاورون کو خاک ہلاک پر ڈالتا ہے اور وہ باوجود اسکے زاہدون کا زاہد اور بدل الابدال ہے پھر کہتے ہین کہ یہ آپکے فضائل عجیبہ و خصائص
لطیفہ سے ہے جس نے اضداد کو جمع اور اشتات کو متوالف کیا ہے مین اکثر اپنے دوستون آشناؤن سے اُسکا تذکرہ کرتا اور اُنکے تعجب کو بڑھاتا ہون
اور واقعی یہ مقام تفکر و غور و عبرت و خوض کا ہے انتہے۔ **ما اصف من دار اولها عناء واخرها فناء فی حلالها حساب وفی حرامها**
عقاب من استغنی فیها فتن ومن افتقر فیها حزن ومن ساعاها فاتته ومن قعد عنها واتته
ومن ابصر بها بصرته ومن ابصر الیها اعمته صفت دنیا مین ارشاد کرتے ہین کیا بیان کرون اس گھر کا جسکا آغاز رنج
و عنا سے ہے اور انجام نیست اور فنا پر اور جسکے حلال مین حساب دینا اور حرام مین عذاب بھگتنا ہے اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ جو اسمین غنی اور مالدار ہوتا ہے
وہ مفتون ہوجاتا ہے اور جو فقیر و محتاج ہوتا ہے دردمند و محزون رہتا ہے اور جو سعی کرتا اور اسکے لئے دوڑتا ہے اُس سے فوت ہوجاتی ہے اور جو اسے چھوڑ
بیٹھتا ہے اُسکے پاس آتی ہے اور جو اس سے بینائی حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے بینا کردیتی ہے اور جو اسکی طرف بنگاہ رغبت دیکھتا ہے اُسکو اندھا بنادیتی ہے
نیز بے ثباتی دنیا مین فرماتے ہین ایها الناس انما الدنیا دار مجاز والاخرة دار قرار فخذوا من ممرکم
لمقرکم ولا تهتکوا استارکم عند من یعلم اسرارکم واخرجوا من الدنیا قلوبکم من قبل ان تخرج منها ابدانکم
ففیها اختبرتم ولغیرها خلقتم ان المرء اذا هلک قال الناس ما ترک وقالت الملائکة ما قدم لله اباؤکم
فقدموا بعضا یکن لکم ولا تخلفوا فیکون علیکم ترجمہ لوگو دنیا خانۂ مجاز و فانی ہے اور آخرت دار باقی پس اس اپنی گزرگاہ سے آخرت
کے لئے کہ جائے ثبات و قرار ہے توشہ حاصل کرو اور اپنے تئین اُس حق جل و علا کے آگے فضیحت و رسوا نکرو جو تمہارے خفیات و اسرار سے واقف
ہے اور اپنے دلون کو دنیا سے جدا کرو قبل اسکے کہ تمہارے بدن اس سے جدا ہون کیونکہ اسمین صرف آزمائش کے لئے آئے ہو اسکے غیر کے یعنی
آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ بہ تحقیق کہ جب آدمی مرتا ہے تو آدمی کہتے ہین کہ کسقدر مال ہمارے لئے چھوڑ گیا اور فرشتے پوچھتے ہین کہ کتنے اعمال
خیر لیکر آیا میرے پیارو اپنے اموال سے کسیقدر اپنے ساتھ لیجاؤ کہ تمہارے کام آئے اور سب یہین مت چھوڑ جاؤ کہ تمپر وبال ہو یعنی اموال سے
تھوڑا سا خیرات و مبرات زکوٰۃ خمس وغیرہ مین بھی خرچ کرنا چاہیے ورنہ کل مال موجب وبال ہوگا۔ **اور** راویان اخبار و ناقلان آثار نے حکایت
کی ہے کہ بیشتر اوقات رات کو جبکہ نماز عشا سے فراغت پاتے تو بہ ندائے بلند کہ جملہ اہل مسجد اور اُسکے قرب و جوار کے لوگ سنتے ارشاد فرماتے۔
تجهزوا رحمکم الله فقد نودی فیکم بالرحیل واقلوا العرجة علی الدنیا وانقلبوا بصالح ما بحضرتکم من
الزاد فان امامکم عقبة کؤدا ومنازل مخوفة لابد من الورود علیها والوقوف عندها واعلموا ان ملاحظ المنیة نحوکم
دانیة وکانکم بمخالبها وقد نشبت فیکم وقد دهمتکم منها مفظعات الامور ومعضلات المحذور فقطعوا علائق الدنیا
واستظهروا بزاد التقوی ترجمہ بندگان خدا خدا تمکو رحمت کرے کوچ کی تیاری کرو اور آمادۂ سفر آخرت ہو بہ تحقیق کہ تمہارے درمیان ندائے رحیل

لہ قولہ للہ ابوک یا للہ اباؤکم ایک کلمہ ہے کہ اہل عرب مخاطب کی عزت و تعظیم کے موقعہ پر اسکا استعمال کرتے ہین۔ ۱۲

دی گئی ہے۔ پس ہیں دنیائے دنی پر دل نہ لگاؤ اور توشہ راہ عقبیٰ کہ اعمال صالحہ ہین اپنے ساتھ لو کیونکہ عقبات دشوار گزار و منزلہائے خطرناک تمکو درپیش ہین کہ جنسے گزرنا اور انپر قیام کرنا تمکو ناگزیر ہے یقین جانو کہ نگاہین موت کی ہمیشہ تمہاری طرف لگی ہوئی ہین اور اسکے پنجے تمہارے اوپر کشادہ پس اپنے تئین چنگ شہباز اجل مین جانو اور اسکے ناخنون کو اپنے اندر گڑے ہوئے خیال کرو اور سکرات موت اور اسکی سختیان ہمیشہ مد نظر رکھو اور ایک لحظہ اسکی یاد سے غافل نہ ہو۔ دنیا اور علائق دنیا سے قطع تعلق کرو اور زاد تقوے و پرہیزگاری کو اپنے ساتھ لو۔ **نیز آپ نے فرمایا۔**

ایھا الناس انظروا الی الدنیا نظر الزاھدین فیھا الصادفین عنھا فانھا واللہ عما قلیل تزیل الثاوی الساکن وتفجع المترف الامن لا یرجع ما تولی منھا فادبر ولا یدری ما ھو آت فینتظر سرورھا مشوب بالحزن وجلد الرجال فیھا منسوب الی الضعف والوھن فلا تغرنکم کثرۃ ما یعجبکم فیھا لقلۃ ما یصحبکم منھا رحم اللہ امرءا تفکر فاعتبر واعتبر فابصر فکان ما ھو کائن من الدنیا عن قلیل لم یکن وکان ما ھو کائن من الآخرۃ عما قلیل لم یزل کل معدود منقض وکل متوقع آت وکل آت قریب دان

ترجمہ دنیا کی طرف اس نظر سے دیکھو جس سے کہ زاہد لوگ تنفر اور اعراض کی رو سے اسکو دیکھتے ہین کیونکہ قسم بخدا کہ وہ جلدی ہی اپنے مہمان اور سکونت پذیر کو نکال دیتی ہے اور اپنے پناہ گزین کو جسے ناز و نعمت سے پالتی ہے دردمند کرتی ہے اسکی نعمات عمر و شباب وغیرہ سے جو گزر جاتے ہین ہرگز واپس آنیوالے نہین اور آئندہ حالتون کا کچھ ٹھیک ٹھکانا معلوم نہین تاکہ انکا انتظار کیا جاے اسکی خوشیان غمون اور کدورتون کے ساتھ ملی ہوئی ہین اور اسکے جوانمردون کی طاقت ضعف و سستی سے منسوب ہے اسکی بہت سی دل پسند چیزین دیکھکر تم ہرگز دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ انمین سے جو تمہارے ساتھ جائینگی بہت ہی قلیل ہین خدا اس آدمی کو رحم کرے جو اسکی ناپائیداری مین غور کرے اور نصیحت پکڑے اور نصیحت لیکر بینائی حاصل کرے دنیا کی موجودات عنقریب نیست و نابود ہو جائینگے گویا کبھی تھے ہی نہین اور آخرت کے حالات اسطرح آگے آجائینگے گویا وہ زائل ہونیوالے نہین ایام زندگانی کہ معدود ہین گزر جائینگے اور موت کہ آنیوالی ہے آجائیگی اور جلد اور نزدیک آئیگی۔ **نیز** مذمت دنیا مین ارشاد فرمایا بندگان خدا تمکو مذمت دنیا اور اسکی مساوی و معائب کے جاننے مین رسولخدا کی تاسی کفایت کرتی ہے کہ اسکے اطراف آنحضرت سے منقبض و سمٹے رہے حالانکہ اوسکے پہلو اورون پر کشادہ اور اسکے دروازے عیش و عشرت کے اغیار پر باز تھے یعنی کسرے و قیصر و دیگر سلاطین کفر و شرک آرام و رفاہت مین بسر کرتے تھے اور حضرت رسولخدا تنگی معیشت مین مبتلا تھے پستان دنیا سے انہون نے دودھ نہین پیا اور اسکے زخارف سے اصلا منتفع نہین ہوئے۔ اور چاہو تو نظر کرو طرف حال موسیٰ کلیم اللہ کے جبکہ وہ کہتے تھے۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر پروردگارا مین اس احسان کا جو تو مجھپر کرے گدائے حاجتمند ہون قسم بخدا کہ اس سے انہون نے سوائے کھانے کی روٹی کے خدا سے اور کچھ نہین مانگا تھا کیونکہ آنحضرت کو سوائے نباتات زمین کے اور کوئی چیز کھانیکو میسر نہ آتی تھی اور شدت فقر و فاقہ سے اسقدر لاغر ہو گئے تھے کہ جو کچھ بقولات سے تناول کرتے تھے اسکی سبزی پیٹ کے اندر سے دکھائی دیتی تھی۔ اور چاہو تو خیال مین لاؤ حال خوش آواز شیرین نواز حضرت داؤد قاری اہل جنۃ کا کہ وہ اپنے دست حق پرست سے بوریا برگ خرما کا بنتے تھے اور اپنے صاحبون سے کہتے تھے کہ کون تم مین سے اسکو بیچ آوے پس اسکی قیمت سے نان جو خرید کر نوش کرتے۔ اور غور کرو طرف حال جناب عیسیٰ ابن

مریم کے کہ پتھر کا تکیہ لگاتے اور لباس درشت و خشن پہنتے اور روکھی روٹی کھاتے نان خورش انکی جوع و فاقہ تھی اور چراغ شبہا ماہ جہان آرا اور سایبان موسم زمستان مین مشارق و مغارب عالم میوہ اور گل خوشبو انکا زمین کی روئیدگیان تھین کہ چارپایون کے لئے اگتی ہین نہ زوجہ رکھتے تھے کہ اسپر مفتون ہون نہ اولاد کہ اسکے لئے متفکر و محزون نہ مال رکھتے تھے کہ انکو یاد خدا سے باز رکھے نہ حرص و طمع کہ انکو فریب دے انکی سواری انکے دو قدم تھے اور انکا خدمتگار انکے دو ہاتھ۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ چند کلمات ہین کہ آنحضرت سے ذم و نکوہش دنیا مین بکمال اختصار ہمنے نقل کئے تفاصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے اور تھے وہ حضرت زاہد زہاد کہ اصلا دنیا و لذات دنیا کیطرف کبھی مائل نہین ہوئے اور انہون نے دنیا کو تین طلاق دئے تھے جسکے بعد رجوع نہین ہو سکتا پس یہان سے باحسن وجوہ ظاہر ہے کہ آپ جو طالب خلافت تھے اور ہمیشہ غاصبون کی شکایت کرتے رہتے تھے تو فقط اسلئے تھا کہ اجراے حق و اشاعت دین پر متمکن ہون اور ہدایت خلق کہ فرائض الہی سے تھی باطمینان بجا لائین نہین تو جو دلی نفرت اس جیفہ دنیا سے آپ کو تھی انکے ہر ایک قول و فعل سے ظاہر ہے۔ سفر بصرہ مین ربذہ کے مقام پر فروکش تھے کہ کچھ لوگ حجاج سے حضرت کے کلام ہمایون کے شوق مین جمع ہو گئے عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ مین امیر المومنین کی خدمت مین داخل ہوا دیکھا کہ آپ خیمہ مین بیٹھے اپنی جوتی کی اصلاح فرما رہے ہین مین نے کہا ہم اپنے کاروبار کی درستی مین اس سے زیادہ محتاج ہین جسمین کہ آپ مصروف ہین کچھ جواب نہ دیا اور مصروف اصلاح نعل مبارک رہے جب اسے سی کر درست کر لیا تو دوسری پوائی لیکر اسکے ساتھ ملائی اور فرمایا اے ابن عباس تمہارے نزدیک اس جفت نعلین کی کیا قیمت ہو گی کہا کچھ بھی نہین فرمایا تو بھی تو عرض کی کوئی حصہ درہم کا۔ فرمایا واللہ انھما احب الی من امرکم ھذا الا ان اقیم حقا او ادفع باطلا یعنی قسم بخدا کہ یہ پورانا جوڑا جوتے کا میرے نزدیک تمہاری اس حکومت و امارت سے محبوب تر ہے الا یہ کہ اسمین کسی امر حق کو قائم کرون یا باطل کو دفع فرماؤن یہ کہکر باہر تشریف لائے اور تشنگان کلام کو آب فصاحت و زلال بند و نصیحت سیراب فرمایا۔ افسوس کہ دشمن ایسے باخدا تارک الدنیا کو بھی عیب لگانے سے باز نہ رہے اور انکی نسبت بھی یہ کہدیا کہ (نعوذ باللہ) انکو حرص دنیا ہے اسلئے خلافت چاہتے ہین۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین بھی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا مین ایک روز عمر خطاب کے پاس داخل ہوا انہون نے کہا اے ابن عباس اس شخص نے بروے ریا بہت تکلیف اٹھائی اور عبادت کر کر اپنے تئین سخت زحمت مین ڈالا ابن عباس نے کہا کون مرد کسکا تم ذکر کرتے ہو کہا علی بن ابیطالب کا کہا کیون وہ ریا کی عبادت کسلئے کرتے انکا اس سے کیا مدعا تھا عمر نے کہا اسلئے تاکہ اپنے تئین آراستہ کرین اور مستحق خلافت بنائین ابن عباس نے کہا کیا انکو رسول اللہ نے نہین سنوارا اور مستحق خلافت نہین قرار دیا تھا مگر کیا ہوا آخر ان تک پہنچنے دی۔ کہا اسوقت وہ جوان نوعمر تھے عرب نے انکو کمسن خیال کیا اب کامل ہین۔ مگر تجھکو معلوم نہین کہ حقتعالے نے چالیس سال سے پہلے کسی نبی کو نبوت پر مبعوث نہین کیا۔ ابن عباس نے کہا لیکن اہل عقل و معرفت کے نزدیک وہ اسی وقت سے کامل تھے جب سے کہ حقتعالے نے منار اسلام بلند کئے مگر محروم رہے اور انکا حق انکو نہ پہنچا عمر نے کہا وہ آخرکار ایک روز خلافت پائینگے مگر انکے قدم اسمین قائم نہ رہینگے اور لغزش کر جائینگے لہذا کامیاب مراد نہونگے اسوقت تو دیکھے گا اور عرب پر صحت رائے مہاجرین اولین کی جنہون نے ابتدا مین انکو خلافت نہ دی منکشف ہو جائیگی اے عبد اللہ حرص موجب حرمان ہے اور دنیا تیرے سایہ کی مانند ہے کہ جسقدر تو اس سے نزدیک ہونا چاہے

وہ اتنا ہی دور ہوتا جائیگا انتہی - یہ روایت ابن ابی الحدید نے امالی محمد بن حبیب سے نقل کی ہے پس اسکے موافق دیکھا چاہیے کہ کیسے جناب متین حضرت امیر المومنینؑ نفس رسول رب العالمین کیطرف سے جسکی طہارت و پاکی پر کتاب و سنت متفق اللفظ ہیں آنحضرتؐ کے دلو نمین بھری ہوئی تھین کہ العیاذ باللہ آنحضرتؑ کو حریص طالب دنیا دنیا کے لئے ریا سے عبادت کرنیوالا بتاتے تھے - یہان ہم صرف اسقدر کہتے ہین کہ یہ اعتقاد انکا تصدیق قرآن و احادیث و سید الانس والجان کے ساتھ ہرگز جمع نہین ہوسکتا پس اور کچھ نہین کہنا چاہتے بلکہ بمفاد مثل مشہور ان المرء یقیس علی نفسہ کہ آدمی اورون کو بھی اپنے نفس پر قیاس کیا کرتا ہے کسیقدر خلیفہ صاحب کو معذور گنتے ہین البتہ امیر المومنینؑ کو جو اپنے عہد خلافت مین جنگ و جدل پیش آئے اور جتنے فتنے و فساد اسوقت برپا ہوئے انکی نسبت پہلے بھی عرض کیا گیا اب مکرر کہا جاتا ہے کہ زیادہ تر وہ حضرت خلیفہ صاحب ہی کی پیش بندیون کے نتیجے تھے ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

دریاد مرگ فرماید فلو ان احدًا یجد الی البقاء سلّمًا ولدفع الموت سبیلًا لکان ذلک لسلیمان بن داؤد الذی سخر لہ ملک الجن والانس مع النبوۃ وعظیم الزلفۃ فلما استوفی طعمتہ واستکمل مدّتہ رمتہ قسی الفناء بنبال الموت واصبحت الدیار منہ خالیۃ والمساکن معطلۃ وورثھا قوم اخرون

سے باتوا علیٰ قلل الجبال تحرسھم ٭ غلب الرجال فلم ینفعھم القلل ٭ واستنزلوا بعد عزٍ عن معاقلھم ٭ الی مقابرھم یابئس مانزلوا ٭ ناداھم صارخ من بعد ما دفنوا ٭ این الاسرۃ والتیجان والحلل ٭ این الوجوہ التی کانت محجبۃ ٭ من دونھا یضرب الاستار والکلل ٭ فافصح القبر عنھم حین سائلھم ٭ تلک الوجوہ علیھا الدود تنتقل ٭ قد طال ما اکلوا فیھا وما شربو ا ٭ فاصبحوا بعد طول الاکل قد اکلوا

ترجمہ کسی کو ہمیشہ دنیا مین رہنے کی طرف راستہ ملتا یا کوئی موت کے دفعیہ کی جانب راہ پاتا تو البتہ وہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام پیغمبر تھے جسکے واسطے جنات و انسان کی بادشاہی مسخر کی گئی تھی باوجود انکی نبوت اور اس عظیم قرب و منزلت کے جو وہ خدا تعالے کے نزدیک رکھتے تھے پس جبکہ اُنہون نے اپنا آذوقہ پورا کرلیا اور اُنکی عمر تمام ہوگئی تو کمانہاے فنا سے موت کے تیر اُنکے لگے اور جہان اُنسے خالی ہوگیا اور اُنکے محل و مکانات تہی رہ گئے اور اور قوم اُنکی وارث ہوگئی - **اسی** مضمون کو نظم مین یون ارشاد کیا شب باش ہوتے تھے وہ پہاڑون کی چوٹیون پر یعنی قصرہاے رفیع و مستحکم مین رہتے تھے اور نگہبانی کرتے تھے اُنکی طاقتور آدمی پس اُن بلند اور استوار مکانون نے انکو کچھ نفع نہ بخشا - پس اُتار لئے گئے وہ اپنی پناہ گاہون سے بعد اسکے کہ عزت و حرمت سے زندگی بسر کرتے تھے اور قبرون کے اندر ساکن کئے گئے - کیسی بُری طرح سے اُتارے گئے دفن ہوجانیکے بعد ایک پکار کر آواز دینے والے نے انکو آواز دی کہان ہین وہ تمہارے تخت و تاج و حلہ ہاے بادشاہی کہان ہین تمہاری وہ صورتین جن پر نقاب پڑے رہتے تھے اور اُنکے آگے ستر اور پردے لگائے جاتے تھے - جب اُس سوال کرنیوالے نے انکی بابت سوال کیا تو قبر نے اُنکی طرف سے بزبان فصیح جواب دیا کہ وہ صورتین جنکا حال تم پوچھتے ہو اُن پر کرم ہاے قبر پھر رہے ہین بعد اسکے کہ وہ عرصہ دراز تک دنیا مین کھاتے پیتے رہے پس بہت کماتے کھلتے اب اُنکی یہ حالت ہوگئی کہ خود کھائے گئے منقول ہے کہ یہ اشعار حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے متوکل عباسی کے سامنے پڑھے تو متوکل باوجود کمال قساوت و سنگدلی کے اُنکو سنکر رونے لگا تا اینکہ

ڈاڑھی اُسکی آنسوؤن سے تر ہوگئی - **نیز** آنحضرتؑ سے کہا گیا کہ موت کے لئے مستعد و مہیا ہون تو کیونکر ہون فرمایا اداء الفرائض و اجتناب المحارم والاشتمال علی المکارم ثم لا یبالی وقع علی الموت ام وقع الموت علیہ کم من غافل ینسج ثوبًا لیلبسہ وانما ھو کفنہ ویبنی بیتًا لیسکنہ وانما ھو موضع قبرہ ان العبد اذا کان فی اٰخر یوم من الدنیا واول یوم من الاٰخرۃ مثل مالہ وولدہ وعملہ فیلتفت الی مالہ فیقول واللہ انی کنت علیک حریصًا شحیحًا فماذا عندک فیقول خذ منی کفنک فیلتفت الی ولدہ ویقول واللہ انی کنت لکم محبًا وانی کنت علیکم محامیًا فماذا عندکم فیقولون نؤدیک الی حفرتک ونواریک فیھا فیلتفت الی عملہ ویقول واللہ انک کنت علی لثقیلا وانی کنت فیک لزاھدًا فماذا عندک فیقول انا قرینک فی قبرک ویوم حشرک حتی اعرض انا وانت علی ربک

ترجمہ واجبات کو ادا کرو اور حرام کامون سے پرہیز کرو اور مکارم اخلاق و محاسن اداب سے متحلی ہو پھر پروا نہین کہ موت پر تم وارد ہو یا موت تم پر وارد ہو اور نیز آنحضرتؑ نے فرمایا بہت سے غافل ایسے ہین کہ اپنے پہننے کے لئے کپڑا بنتے ہین مگر وہ اُنکا کفن ہوتا ہے اور اپنے کو گھر بناتے ہین مگر وہان اُنکی قبر بنتی ہے نیز آنحضرتؑ نے فرمایا جبکہ بندہ کا دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے تو اُسکا مال اور اولاد اور عمل متشکل ہو کر آگے آتا ہے تو وہ پہلے اپنے مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس سے کہتا ہے خدا کی قسم مین تجھپر بہت حریص اور بخیل تھا - پس اب تو میری کیا مدد کرتا ہے مال کہتا ہے کہ اپنا کفن مجھ سے لیلے اور مین کیا کرسکتا ہون اُسوقت وہ اپنی اولاد کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور اُنسے کہتا ہے قسم بخدا کہ مین تمکو دوست رکھتا تھا اور تمہاری حمایت کرتا تھا اب تم میری کیا مدد کروگے وہ کہتے ہین کہ ہم تجھکو گور تک پہنچا دینگے اور اُسمین تجھکو مدفون کردینگے اور کچھ نہین کرسکتے پس اپنے عمل کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے قسم خدا کی تو مجھپر گران و دشوار تھا اور مین ذرا تیری طرف رغبت نکرتا تھا - اب تو بھی میرے لئے کچھ کرسکتا ہے نامۂ عمل کہتا ہے کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری قبر مین اور روز قیامت کو حتےٰ کہ تیرے ہمراہ حقتعالے کے سامنے پیش ہون **مؤلف** کہتا ہے کہ مناسب ہے کہ اس مقام پر چند فقرے زندون کے سوال اور مردون کے جواب کے رسالہ تنبیہ الراقدین تصنیف جناب محمد طاہر بن محمد حسینؒ سے نقل ہون جو ہر چند بعینہ تو کلام حضرت امیر نہین الا اسمین بھی شک نہین کہ اکثر انکا انہی حضرت کے کلام سے ماخوذ و مستنبط ہے خطاب احیا باموات السلام علیکم یا اصحاب القبور من الشیخ والشباب السلام علیکم ایھا المفارقون للاقارب والاحباب السلام علیکم ایھا المحرومون عن الاموال والاسباب کنتم رحمکم اللہ مغرورین بالقوۃ والشباب مشغولین باللھو والصحاب طالبین للعیش والبقاء غافلین عن الموت والفناء منعمین فی الدور والقصور مستانسین بالنساء ذوات الخدور مشتغلین باللذۃ والراحۃ والسرور فترکتم مجبورین سعۃ الدور وسکنتم مقھورین فی مضائق القبور واودعتم بطون الثری وحجبتم عن عیون الورٰی لیت شعری ماذا تعوضتم عن الاولاد والاحباب من یونسکم تحت ھذا التراب کیف انتم فی وحدتکم وانفرادکم وکیف بلیت فی التراب اجسادکم وکیف خلق من ابدانکم الدود وکیف اکل اللحوم والجلود وکیف سالت الاحداق علی الخدود وکیف تفرقت الاعضاء والاوصال وانقطعت الیمین والشمال فان سالتم ایھا التارکون للاھل والعیال والقاطعون للامانی والامال عما سنح بعدکم

من الاحوال فاقبلوا علیّ واسمعوا هذا المقال سکنت الدور وزوجت الازواج وقسمت الاموال وتفرق اهل البیت من الاولاد والاطفال الذین اتیتموهم بالنعمة والدلال ونسیکم الصواحب والرفقاء وغفل عنکم الاقارب والجلساء ولا یذکر اسماءکم قط فی الاسماء ولا نظر فی اهل الاحبة والخلطاء

سلام ہو ہمارا تمپر اے صاحبان قبور بوڑھے اور جوانو۔ اور سلام ہو ہمارا تمپر اے جدا ہوئیوالو رشتہ دارون اور دوستون کے سلام ہو ہمارا تمپر کہ محروم رہے ہو تم اموال واسباب سے تھے تم خدا رحمت کرے تمپر کہ مغرور تھے قوت وجوانی پر۔ اور مشغول تھے تم کھیل کود اور مصاحبت و دوستی مین۔ طلبگار تھے تم زندہ رہنے اور باقی رہنے کے ہمیشہ کیلیے اور غافل تھے مرنے سے اور فنا ہوجانے سے عیش وعشرت کرتے تھے تم مکانون اور محلون مین اور انس پذیر تھے پردہ دار عورتون کے ساتھ اور مشغول تھے لذت وآرام وخوشحالی مین پس تمکو مجبوراً وہ فراخ مکانات چھوڑنے پڑے اور بے اختیار تنگ قبرون مین ساکن ہوئے اور زمین کے شکمون مین سپرد کئے گئے اور خلائق کی نظرون سے پردے مین ہوگئے کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ تمکو اولاد اور دوستون کی عوض وہان کیا ملا اور اس زمین کے اندر کون تمہارا انیس وغمگسار ہوا اور معلوم ہوتا کہ اس وحشت تنہائی مین تمہاری کیا کیفیت ہے اور کیونکر مٹی کے نیچے تمہارے جسم بوسیدہ ہوئے کیونکر تمہارے جسمون سے کیڑے پیدا ہوئے اور کس طرح وہ گوشت و پوست کو کھاگئے اور کسطرح حدقہائے چشم رخسارون پر بہے اور روان ہوئے اور کیونکر جوڑ بند تمہارے کھل گئے اور دہنے بائین جدا ہوگئے اے تارکان اہل وعیال واے قاطعان امانی وامال اگر تم ان حالات کی بابت جو تمہارے بعد یہان واقع ہوئے ہمسے سوال کرنا چاہو تو ذرا میری طرف متوجہ ہو اور میرا کلام سنو تمہارے مکانون مین لوگ رہنے لگے اور تمہاری بیویون سے اورون نے نکاح کرلئے اور تمہارے مال لوگون نے بانٹ کھائے تمہاری اولاد واطفال جنکو تمنے بکمال ناز ونعمت پرورش کیا تھا متفرق وپریشان ہوگئے تمہارے مصاحب اور رفیقون نے تمکو بھلا دیا اور تمہارے اقربا اور ہمنشین تمسے غافل ہوئے کبھی تمہارا نام بھی نامون کے درمیان نہین آیا اور کبھی دوستون اور یارون کے دل مین تمہارا خیال بھی نہین آتا۔ **جواب از طرف موتے بزبان حال** اے بندہ خدا ہمنے تیرا کلام سنا اور تیری گفتگو پر دھیان کیا اب تو ہمارا جواب سن اور عبرت پکڑ۔ قد لبسنا اثواب الندامة ودخلنا فی ابواب القیامة صرعنا المنایا فی اعجب المصارع واضجعنا اهلونا فی اضیق المضاجع واودعونا فی بطون قبورنا واضجعونا علی الایمان فی لحودنا ووضعوا علی تراب القبور خدودنا وبنوا باللبن سقوف بیوتنا وودعنا اخوتنا واهلونا ثم الملائکة للسوال حضرونا وعما شاء ربنا سئلونا ثم اجتمع علینا فاکلونا وعن صورتنا وهیئتنا غیرونا ونصبح ونمسی بغیر اهل وعیال فی بیوت خالیة من الاسباب والاموال وقد وقعنا فی امر هائل وخطر شامل نسمع من القبور تخویفا وتهدیدا وتعنیفا شدیدا ینادی بعضها ویقول انا بیت الظلمة انا الفتنة انا بیت الغربة والکربة انا بیت الوحدة والوحشة انا بیت الحیة والعقرب والدود انا سجن لمن عصی المعبود انا حفرة من حفر النار انا سجن لمن عصی الجبار ویقول بعضها مبشراً لاهلها انا بیت الراحة والنعیم لمن عبد الغفور الرحیم انا بیت النعمة و السرور لمن اتقی واجتنب الشرور وتنادی بقاع الارض وتقول یا المغتر بظاهر الدنیا هلا اعتبرت بمن دفن فینا من اهلک وحشمک واخوانک وجیرانک اما رأیت کیف حرصوا علی الدنیا وجمعوا الاموال واطالوا الآمال فترکوا ما جمعوا وقطعوا ما املوا مجبورین ودفنوا فینا صاغرین

تفکر کیف افنی الموت قوماً + ثمود وقوم فرعون وعاداً + وسل دار البلاء کم قد ابادت
ملوکا طال ما رکبوا الجیاد + وسل بیت الفنا کم من ملوک + عظیم شانهم صاروا رماداً

بتحقیق کہ ہمنے لباس ندامت پہنے اور دروازہ ہائے قیامت مین داخل ہوئے موت نے ہمکو بہت بری طرح گرایا اور ہمارے لواحقون نے نہایت تنگ خوابگاہون مین ہمکو سلایا۔ اور شکم ہائے قبور کے سپرد کیا اور لحد کے اندر دہنی کروٹ سے لٹایا اور خاک قبر پر ہمارے رخسارون کو رکھدیا اور خشت خام بجائے چھت کے ہمپر پاٹ دی اور دوستون اور بھائیون نے ہمکو وداع کیا اور یہان چھوڑکر خود گھرون کا رستہ لیا بعد ازان نکیرین ہمارے پاس آئے اور جو کچھ خدا نے چاہا ہمسے سوال کیا پس کرمہائے قبر ہمپر جمع ہوگئے اور ہمکو کھا کھا کر ہماری شکل وصورت کو بگاڑ ڈالا اب ہمکو انہین خالی گھرون مین جنمین مال واسباب کا نشان تک نہین بغیر اہل وعیال کے شام سے صبح ہوجاتی ہے اور صبح سے شام اور مارے خطرون اور ہولون کے جان خلجان مین ہے قبرون سے صدائے سخت وہیبتناک ڈرانے اور دھمکانیکی آتی رہتی ہے کوئی پکارتی ہے کہ مین خانہ تنگ وتاریک بلا وفتنہ کا گھر غربت وکربت کا ٹھکانا وحشت تنہائی کا مسکن ہون مین سانپون بچھوون اور کیڑون مکوڑون کا گھر ہون مین خدائے معبود کے نافرمانون کا زندان ہون مین ایک غار ہون غارہائے جہنم سے اور قیدخانہ ہون خدائے جبار کے گناہگارونکا اور کوئی اپنے صاحب کو بشارت دیتی ہے کہ مین خانہ راحت ونعمات انکے لئے ہون جنہون نے غفور رحیم کی عبادت کی ہے اور خانہ نعمت وخوشحالی ہون واسطے پرہیزگارون اور گناہ وشرور سے بچنے والون کے اور آواز دیتے ہین قطعات زمین اور کہتے ہین اے وہ کہ ظاہر دنیا کو دیکھکر اسکے فریب مین آگیا ہے۔ کبھی تو نے اپنے اہل وعیال وخدم وحشم اور بھائیون اور ہمسایون کے حال سے بھی کہ ہمارے درمیان مدفون ہین عبرت حاصل کی ہے کیا تو نے نہین دیکھا کہ وہ دنیا پر حرص کرتے تھے مال جمع کرتے اور امیدون کو دراز کرتے پس جو جمع کیا تھا اسکو چھوڑ گئے اور جسکے متوقع تھے اس سے مجبوراً قطع امید کی اور خواری سے ہمارے اندر دفن کئے گئے ؎ سوچ اور فکر واندیشہ کر کیونکر موت نے قومون کی قومون کو فنا کر دیا یعنی قوم ثمود اور فرعون اور عاد کو۔ اور خانہ کہنگی یعنی ہر چیز کے کہنہ کرنے والے گھر سے دریافت کر کہ کتنے بادشاہون کو جو سالہا سال اسپان تازی پر سوار ہوتے تھے ہلاک کر ڈالا اور اس فنا ہوجانیوالے گھر سے پوچھ کہ کتنے عظیم الشان سلاطین کو اس نے جلا کر خاکستر کردیا + **در صفت جنت** فلو رمیت ببصر قلبک نحو ما یوصف لک منها لعزفت نفسک عن بدائع ما اخرج الی الدنیا من شهواتها ولذاتها وزخارف مناظرها ولذهلت بالفکر فی اصطفاق اشجار غیبت عروقها فی کثبان المسک علی سواحل انهارها فی تعلیق کبائس اللؤلؤ الرطب فی عسالیجها وافنانها وطلوع تلک الثمار مختلفة فی غلاف اکمامها تجنی من غیر تکلف فتاتی علی منیة مجتنیها ویطاف علی نزالها فی افنیة قصورها بالاعسال المصفقة والخمور المروقة قوم لم تزل الکرامة تتمادی بهم حتی حلوا دار القرار وامنوا نقلة الاسفار۔ فلو شغلت قلبک ایها المستمع بالوصول الی ما یهجم علیک من تلک المناظر المونقة لزهقت نفسک شوقاً الیها ولتحملت من مجلسی هذا الی مجاورة اهل القبور استعجالا بها جعلنا الله وایاکم ممن یسعی بقلبه الی منازل الابرار برحمته ترجمہ اگر تو اپنی دل کی آنکھ کو بعض ان اشیاء کی طرف لگائے جو نعمات بہشت سے تیرے لئے بیان ہوتی ہین تو البتہ تیرا نفس دنیا کی عجیب خواہشون اور نادر لذتون اور آبدار منظرون سے نفرت کرنے لگے اور مدہوش ہوجائے جبکہ اسکے درختون کے مشک کے انبارون پر اگنے اور انہار جنت کے کنارون پر کھڑے جھومنے کا خیال دل مین لائے کہ

اُنکی شاخون مین خوشے مروارید تر کے لٹک رہے ہین اور طرح طرح کے پھل اپنے غلافون سے نکلے ہوئے ہین اور بے رنج و کلفت اُنکو چُننا ہے اور وہ حسب خواہش اُسکے چُننے والے کے اُسکے پاس آجاتے ہین اور اہل بہشت پر اُنکے قصرون کے صحنون مین گردش کرتے رہتے ہین حالانکہ شہد صافی اور شراب مُروّق اُنکے ساتھ ہے۔ اہل بہشت وہ لوگ ہین کہ ہمیشہ اُنکی تواضع و خبر گداشت ہوتی رہتی ہے جبتک کہ وہ دار القرار مین وارد ہوتے اور نقل و سفر کی زحمت سے امن مین ہوجاتے ہین۔ پس اے سُننے والے ان باتون کے اگر تو اپنے دل کو اس کیفیت کی طرف جو ان سیر گاہون سبزہ زارون کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے مشغول کرے تو تیری جان اُنکے شوق مین بدن سے نکلجائے اور تو مارے جلدی کے ہماری اس مجلس سے اہل قبور کی ہمسائیگی مین بہیجا جائے خدا ہمکو اور تمکو اپنی رحمت سے اُن لوگونمین شامل کرے جو بدل مدارج ابرار کی طرف سعی کرنیوالے ہین۔ **دربیان پارۂ از عذاب دوزخ** واعلموا انّہ لیس لھذا الجلد الرقیق صبر علی النار فارحموا نفوسکم فانکم قد جرّبتموھا فی مصائب الدنیا افرایتم جزع احدکم من الشوکۃ تصیبہ والعثرۃ تدمیہ والرمضاء تحرقہ فکیف اذا کان بین طابقتین من نار ضجیع حجر و قرین شیطان۔ اعلمتم ان مالکا اذا غضب علی النار حطم بعضھا بعضا لغضبہ و اذا زجرھا توثبت من ابوابھا جزعا من زجرتہ ایھا الیفن الکبیر الذی قد لھزہ القتیر کیف انت اذا التحمت اطواق النار بعظام الاعناق و نشبت الجوامع حتی اکلت لحوم السواعد جانو تم کہ تمہاری یہ پتلی اور رقیق جلد آتش دوزخ پر صبر نہین کرسکتی پس اپنے نفسون پر رحم کرو کیونکہ تم انکو مصائب دنیا مین آزما چکے ہو آیا تمنے اپنے درمیان سے کسی ایک کی بیقراری نہین دیکھی جبکہ کوئی کانٹا اسکے چبھ جاتا ہے یا ٹھوکر سے خون نکل آتا ہے یا ریگ تفتیدہ پر پاؤن جلتا ہے۔ پس کیا حال ہوگا اُسوقت جبکہ جہنم کے دو طبقون کے بیچ مین مقام ہوگا اور سنگہائے آتشین ہمبستر اور شیاطین قرین و ہمنشین ہونگے آیا تم جانتے ہو کہ جب مالک آتش جہنم پر غضبناک ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو ریزہ ریزہ کر ڈالتی ہے اور جب اُسکو زجر کرتا ہے تو وہ اُسکے زجر سے مضطرب ہوکر ابواب جہنم سے نکلنے لگتی ہے۔ اے پیر سن رسیدہ کہ بڑھاپا تیرے گوشت و پوست مین سرایت کرگیا ہے کیا حالت ہوگی تیری جبکہ طوقہائے آتشین گردن کی ہڈیون مین پڑینگے اور تجکو غل و زنجیر کرینگے تا اینکہ آگ تیرے پہنچون کے گوشت کھالیگی ✦

بعضے از لطائف فضائل و محاسن خصائل آنحضرت صلوات اللہ علیہ

صواعق محرقہ مین ہے کہ فضائل علیؑ زیادہ اور مناقب انکے عظیم و مشہور ہین حتے کہ احمد بن حنبل نے کہا ہے **ماجاء لاحد من الفضائل ماجاء لعلیؑ** کہ کسی کے لئے اسقدر فضائل نہین آئے جتنے کہ علیؑ کے لئے آئے ہین۔ اور اسمٰعیل قاضی اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ صحابہ سے کسی کے حق مین اسقدر فضائل باسند حسن وارد نہین ہوئے جتنے کہ علیؑ کے حق مین وارد ہوئے ہین۔ مناقب ابن شہر آشوب مین ہے کہ ایک ہزار بردے آپنے اپنے کد ید (ہاتھ کی محنت) سے راہ خدا مین آزاد کئے۔ ایکبار ایک وسق (بار شتر) گٹھلیان آپکے پاس دیکھی گئین دریافت کیا گیا کہ کسلئے یہ جمع کی ہین فرمایا یہ ایک لاکھ درخت ہین انشاء اللہ تعالےٰ۔ پس آپنے وہ گٹھلیان بودین تمام اُگ آئین اور درخت ہوگئے چنانچہ وہ باغ آپکے اوقاف سے ہے اور نیز خیبر و وادی القرےٰ وغیرہ مین حضرتؑ کے وقفیات ہین اور ایک سو چشمے پانی کے ینبع مین نکالے اور حاجیون پر وقف فرمائے کہ آجتک موجود ہین اور مکہ اور کوفہ کے راستون مین اور مسجد فتح مین اور کوہ احد مین مقابل قبر حمزہؑ کے اور

میقات مین اور کوفہ اور جامع بصرہ مین اور اور مقامات مین آپنے کوئین کھدوائے اور تھے وہ حضرت کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو ہزار رکعت نماز بجالاتے سات سال اکیلے رسول اللہ کے ساتھ اور تیئیس برس آنحضرتؐ کے بعد عبادت کی دس حج انکے ساتھ کئے آنحضرت کی زندگی مین کفار پر اور وفات کے بعد باغیان سرکش پر جہاد کیا گئے۔ اُنکے فتوے جہان مین رائج اور اُنکے علوم دنیا مین شائع ہین اور وہ ہین جنہون نے احیاء سُنت کیا اور بدعت کو محو فرمایا۔ ام سعید کنیز امیر المومنینؑ سے پوچھا آپ ماہ رمضان مین رات کو کسقدر نماز پڑھتے تھے۔ کہا رمضان و شوال سب اُنکے نزدیک یکسان تھے ہمیشہ رات بھر مشغول عبادت رہتے تھے۔ مروی ہے کہ بعض اوقات یہ صورت ہوتی کہ نماز مغرب پڑھکر مشغول قرآن و نماز ہوتے تا اینکہ بوقت طلوع فجر تجدید وضو کرکے باہر آتے اور نماز صبح بجماعت ادا کرتے پھر طلوع آفتاب تک مشغول تعقیبات رہتے پس اہل معاملہ جمع ہوجاتے تا زوال آفتاب فصل خصومات فرماتے پھر بتجدید وضو نماز ظہر پڑھتے اور تعقیب پڑھتے رہتے تا اینکہ نماز عصر بجالاتے پھر حکم کرنے اور فتوے دینے مین شام ہوجاتی۔ منقول ہے کہ نماز کا وقت آتا تو رنگ روئے مبارک متغیر ہوجاتا اور بدن کانپنے لگتا۔ اسکا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اُس امانت کا وقت آیا ہے جسکو حقتعالےٰ نے آسمان و زمین و پہاڑون پر عرض کیا اُنہون نے اسکے تحمل سے انکار کیا مگر انسان نے باوجود اپنے ضعف قوت کے اُسے اُٹھایا پس مین نہین جانتا کہ اُسکو اچھی طرح اُٹھا سکون یا نہ ؎ حیدر وہ تھے کہ کرتے تھے جب طاعت خدا ؞ ہیبت سے کانپتا تھا بدن سر سے تا بہ پا ؞ اور نماز مین آپ کے استغراق و محویت کی یہ نوبت تھی کہ ایک مرتبہ جنگ احد مین تیر لگا تھا۔ کہ اُسکی بھال بدن اطہر مین اُتر گئی تھی اور بلا زحمت شدید نکل نہین سکتی تھی۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا جسوقت علیؑ نماز کو کھڑے ہون اُسوقت اسکو نکالو کہ ہمہ تن محو یاد الٰہی ہوتے اور دنیا و مافیہا سے اصلا خبر نہین رکھتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مُصلّے تمام خون مین تر ہوگیا تھا مگر امام اتقیا کو ذرا احساس نہوا حتے کہ بعد فراغت نماز پوچھا کہ یہ خون کہانسے آیا۔ فرید عطار کہتا ہے ؎ چنان شد در نماز او محو سبحان ؞ کہ از پایش برون کردند پیکان ؞ اور ملا عبد الرحمٰن جامی نے اس قصہ کو تحفۃ الاحرار مین نظم کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

شیر خدا شاہ ولایت علیؑ	صیقلی شرک خفی و جلی	روز احد چون صف ہیجا گرفت	تیر مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچۂ پیکان نہ گل او نہفت	صد گل راحت ز گل او شگفت	روئے عبادت سوئے محراب کرد	پشت بد او سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو بید آختند	چاک بتن چون گلش انداختند	غرق بخون غنچۂ زنگار گون	آمد از ان گلبن رخشان برون
گلگل خونش بمصلا چکید	گفت چو فارغ ز نماز آن بدید	کین ہمہ گل چیست تہ پائے من	ساختہ گلزار مصلائے من
صورت حالش چہ نمودند باز	گفت کہ سوگند بدانائے راز	کز الم زخم ندارم خبر	گرچہ ز من نیست خبردار تر
طائر من سدرہ نشین شد چہ باک	گرچہ شدم تن چو قفس چاک چاک	جامی از آلایش تن پاک شو	در قدم پاکروان خاک شو
	باشد از ان خاک بگردی رسی	گرد شگافی و بمردے رسی	

روایت ہے کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ممبر رسول اللہ پر آنحضرتؐ کی نشستگاہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھے عمر نے اپنے عہد خلافت مین وہ درجہ بھی چھوڑ دیا۔ عثمان اُنکے بھی ایک درجہ تلے بیٹھے تھے۔ امیر المومنینؑ سے بیعت ہوئی تو آپنے رسول اللہ کے مقام پر جلوس فرمایا حاضرین

اس بارے مین کچھ سرگوشی کرنے لگے آپنے فرمایا یہ کیا گفتگو ہے کہا لوگ آپکے رسول اللہ کے مقام پر بیٹھنے مین معترض ہین آپنے فرمایا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ جو میری جگہہ بیٹھے اور میرے عمل کے موافق عمل نکرے حقتعالے اسکو اوندھے مُنہہ جہنم مین ڈالیگا۔ پس قسم بخدا کہ مین آنحضرت کے عمل کے موافق عمل کرتا ہون اور اُنکے حکم کی تعمیل کرتا اور اورون کو اُسکا حکم دیتا ہون مجھکو آنحضرت کی مجلس مین بیٹھنا جائز ہے بروایتے فرمایا اَنَا الَّذِی وَضَعْتُ قَدَمِیْ عَلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ فَمَا ھٰذِہِ الْاَعْوَادُ مین وہ ہون کہ اپنے قدمون کو دوش نبی پر مہر نبوت کے اوپر رکھا تھا یہ تختے تو کیا چیز ہین اَنَا مِنْ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدٌ مِنِّیْ مین محمدؐ سے ہون اور محمدؐ مجھسے ہین۔ **نیز منقول ہے** کہ ابوبکر مرے تو کچھ اوپر چالیس ہزار درہم کا قرضہ بیت المال کا اُنکے ذمے تھا علیٰ ہذا عمر چھیاسی ہزار اپنے سر پر لیگئے عثمان کے ذمگی بیت المال کا تو کوئی حد و حساب ہی نہین مگر امیر المومنینؑ نے شہادت پائی تو آپ کے عطایا سے سات سو درہم فاضل آپکے پاس تھے جس سے ایک خادم مول لینے کا ارادہ رکھتے تھے اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ امیر المومنین فرماتے تھے اے اہل کوفہ مین تمہارے شہر مین اپنے پہننے کے کپڑے اور پالان شتر اور شتر لیکر آیا ہون اگر انکے سوا کوئی اور شے لیکر جاؤن تو جاننا کہ یہ خائن ہے اور اہل بصرہ سے آپنے فرمایا کہ تم میرے اوپر کیا اعتراض کروگے یہ پیراہن مبارک کی طرف اشارہ کیا میرے گھر کے کتے ہوئے سوت کا ہے۔ مناقب مرتضوی مین ہے کہ زمانہ خلافت امیر المومنین مین بصرہ سے سمرقند تک حضرت کے قبضۂ قدرت مین تھا باوجود اسکے اسقدر متواضع تھے کہ بازار کوفہ مین پیادہ پا جاتے لوگ اپنے کاروبار مین مشغول ہوتے اور آپ سے واقف نہوتے جب زیادہ ہجوم آگے جمع ہوجاتا تو بکمال شفقت فرماتے مومنوں علیہم کو راستہ دو یہ آواز دلنواز حضرت کی سُنکر خلقت ایک طرف ہوجاتی اور آپ وہان سے گزر جاتے۔ نیز مناقب مین ہے کہ معمول تھا کہ ہر ہفتہ ایک صاع جو پسوا کر ایک کدوئے خشک مین بھر لیتے اور اُسکے مُنہہ کو بند کرکے مہر لگا دیتے۔ کبھی ایک قرص نان اس سے تیار کراتے اور کبھی ایک کف آردہی پر قناعت فرماتے اور پھر سر کدو کو مہر کردیتے۔ عرض کیا گیا یا امیر المومنین مہر کسلئے لگاتے ہین فرمایا مبادا حسنینؑ آرد گندم اسمین شامل کردین۔ ایک روز ایک شخص ملوک عرب سے جناب حسنؑ مجتبیٰ کی ملاقات کو آیا جسوقت نمازی نماز مغرب پڑھکر مسجد سے متفرق ہوئے تو دیکھا کہ اُن حضرت نے کدو نکالا اور آرد جو اسمین سے نکالکر افطار کرتے تھے کہ وہ شخص بھی نماز سے فارغ ہوا آپنے ایک مشت آرد اُسے عطا کیا اُس نے گوشۂ عمامہ مین باندھ لیا اور حضرت امام حسنؑ کی خدمت مین حاضر ہوا جب دسترخوان بچھا اور انواع واقسام کے کھانے اُسکے آگے چنے گئے تو اُس مرد نے تھوڑا سا کھانا اُسمین سے اُٹھا لیا اور کہا مسجد مین ایک مرد درویش شدت گرسنگی سے آٹا کھا رہا ہے اگر اجازت ہو تو یہ کھانا اُسکو پہنچا آؤن امام حسنؑ نے یہ سُنا تو رونے لگے اور فرمایا وہ درویش جنکو تونے دیکھا بادشاہ دین و دنیا خلیفہ وقت ہین اُنہون نے یہ حالت بقصد و اختیار اختیار کی ہے۔ ایک روز ایک باپ بیٹا آنحضرتؑ کے یہان مہمان ہوئے کھانا آیا تو قنبر طشت و آفتابہ لائے کہ ہاتھ دھلائین حضرت خود اُٹھے اور آفتابہ اُنسے لیلیا کہ آپ اپنے مہمان کے ہاتھ دھلائین

زہد حضرت

حکایت پدر و پسر مہمان

لہ مشترحالات خلافت عثمان مین گذرا کہ وہ بروز بیعت ممبر رسول اللہ پر آنحضرت کے درجہ پر بیٹھے اور اس روایت سے اُنکا عمر کے درجہ سے بھی نیچے بیٹھنا پایا جاتا ہے بصورت جمع اُنکی قطع نظر اُسکے کہ وہ روایت اہل سنت کی روضۃ الاحباب وغیرہ سے منقول ہے اور مناقب ابن شہر آشوب کی ہے یہ ہے کہ اول بار خلیفۂ ثالث درجہ اعلےٰ پر بجاے رسول اللہ بیٹھے بعد ازان درجہ عمر سے نیچے بیٹھتے رہے ہون خصوصاً جبکہ اسجگہہ بیٹھکر خفت اٹھاچکے تھے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

وہ شخص قدم مبارک پر گر پڑا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ مین کیونکر راضی ہون کہ خداوند عالم دیکھے کہ آپ میرے ہاتھ دھلائین فرمایا میں چاہتا مین دوست رکھتا ہون اس امر کو کہ خدا دیکھے کہ ایک مومن اپنے برادر مومن کی خدمت کرتا ہے تاکہ اُسکو بہشت مین دس گونہ خدمتگار اور غلام عنایت کرے پس وہ شخص بیٹھ گیا اور حضرت نے اُسکو بطیبے حق امامت کی قسم دیکر کہا کہ باطمینان خاطر ہاتھ دھووے گویا کہ قنبر تیرے ہاتھ دھلا رہا ہے پس فارغ ہو کر محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ تم اسکے بیٹے کے ہاتھ دھلاؤ اگر یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ نہوتا تو مین ہی اسکے ہاتھ بھی دھلاتا مگر حقتعالے راضی نہین کہ باپ بیٹے کی حرمت برابر کیجائے جبکہ دونو ساتھ ہون باپ نے باپکے ہاتھ دھلائے ہین تو چاہیے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔ قنبر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مولائے مومنین غسل کیلئے دریائے فرات پر تشریف لیگئے کرتا اُتار کر کنارے رکھدیا اور دریا کے اندر داخل ہوئے ناگہان ایک موج آئی اور کرتا بہالے گئی حضرت غسل کرکے نکلے تو کرتا نہ پاکر سخت متردد ہوئے اُسوقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ ابوالحسن اپنے دہنے ہاتھ کی طرف نگاہ کر کیا دیکھتے ہین کہ ایک پارچہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا رکھا ہے کھولا تو معلوم ہوا کہ کرتا ہے اُسکو اُٹھایا اُسکی جیب مین سے ایک رقعہ گرا اُسمین لکھا تھا هَدِیَّۃٌ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَھٰذَا قَمِیْصُ ھَارُوْنَ بْنِ عِمْرَانَ وَاَوْرَثْنَاھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ کہ یہ تحفہ ہے خدائے عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ ابن ابیطالب کے لئے اور یہ کرتا ہارون پسر عمران برادر موسیٰؑ کا ہے اور وارث کیا ہے ہمنے اسکا اور دوسرے قوم کو تئین۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ دو ناقے بلند قامت فربہ اندام حضرت خیر الانامؐ کے پاس ہدیہ مین آئے آپنے اصحاب کرام سے فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہے کہ دو رکعت نماز بقیام و قعود و رکوع و سجود و خضوع و خشوع بجالائے اور اُسکے درمیان امور دنیا سے کسی امر کا خیال دل مین نہ آنے دے تاکہ مین ایک ناقہ ان دو ناقون سے اُسکے تئین عطا کرون حضرت نے تین مرتبہ اس کلام کا تکرار کیا مگر کسی نے اسکا جواب نہ دیا۔ تب امیر المومنینؑ نے فرمایا یا رسول اللہ مین ایسی نماز پڑھونگا فرمایا یا علیؑ پڑھ رحمت خدا ہو تجھپر پس آپ کھڑے ہوگئے اور تکبیرۃ الاحرام کہکر نماز پڑھی سلام پھیرا تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ حقتعالے بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ کو ایک ناقہ حسب اقرار اپنے عطا کرو رسولخدا نے فرمایا برادر جبرئیل ہمنے شرط کی تھی کہ نماز کے درمیان کسی امر دنیوی کا خیال دل مین نہ لائے علیؑ جو تشہد کے لئے بیٹھے تو سوچتے تھے کہ کونسا ناقہ ان دو سے لون۔ جبرئیل نے کہا حقتعالے فرماتا ہے کہ اُنکا یہ خیال کرنا کہ کونسا ناقہ لیلون خدا کے واسطے تھا اپنے نفس اور دنیا کے واسطے نہ تھا وہ چاہتے تھے کہ ان دو ناقون سے جو بزرگ و فربہ زیادہ ہو وہ لون اور اُسکو نحر کرکے اُسکا گوشت راہ خدا مین خیرات کردون رسولخداؐ یہ سُنکر گریان ہوئے اور دونو ناقے حضرت امیر المومنینؑ کو بخشدئے۔ پس یہ شریف ان فی ذٰلک لذکرٰی و موعظۃ الخ اس مقدمے مین نازل ہوئی۔ اور ابوہریرہ سے نقل ہوا ہے کہ ایک مرد رسول اللہ کے پاس آیا اور گرسنگی کی شکایت کی آپنے ازواج کے پاس کسی کو بھیجکر کھانا طلب کیا معلوم ہوا کہ کسی کے پاس پینے کے پانی کے سوا دوسری شے نہین پس فرمایا کہ کون ہے جو آج رات کو اُسکے تئین مہمان کرے اور کھانا دے حضرت امیرؑ نے اُسے قبول کیا۔ اور اُس شخص کو اپنے ساتھ اپنے گھر لیگئے اور جناب فاطمہؑ سے کہا اے دختر رسولخدا تمہارے پاس کچھ کھانا حاضر ہے کہا صرف قوت شبینہ بچونکا رکھا ہے مگر ہم مہمان کو ان پر ایثار و اختیار کرینگے حضرت امیرؑ نے فرمایا بچون کو بھوکا سُلادو اور چراغ گل کردو پھر مہمان کو بلایا اور اُسکے ساتھ کھانے بیٹھے اور مُنہہ چلاتے تھے گویا کھاتے ہین مگر کھاتے کچھ نہ تھے۔ جب بعد فراغت طعام چراغ روشن کیا تو دیکھا کہ خوان کھانے سے پُر ہے۔ صبح کو رسول اللہ

دو رکعت نماز

نے بعد نماز حضرت کی طرف مُنہہ کیا اور کہا یا علیؑ تمہاری یہ مہمان نوازی حقتعالے کو کمال پسند آئی۔ پس تلاوت فرمایا آیہ شریفہ **ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ** یعنی اختیار کرتے ہین وہ اورون کو اپنے نفسون پر ہر چند کہ ہو اُنکے تئین خصاصہ یعنی بھوک لگی ہوئی ہو۔ ایک مرتبہ رسولخداؐ کے پاس تین سو دینار ہدیے مین آئے آپ نے وہ تمام امیر المومنینؑ کو بخشے حضرت فرماتے ہین کہ مین نے وہ دینار لئے اور ارادہ کیا کہ شب کو انمین سے کچھ دینار خیرات کرون کہ حقتعالے اسے قبول کرے پس نماز عشا مسجد رسولؐ مین آنحضرتؐ کے ساتھ پڑھکر اور سو دینار ساتھ لیکر مسجد سے نکلا ایک عورت آگے آئی اُسکو دیدیے صبح ہوئی تو سُنا کہ لوگ کہتے ہین کہ علیؑ نے رات کو ایک زن بدکار کو سو دینار عطا کیے سخت افسوس اس بات کے سُننے سے عارض ہوا دوسری رات اندھیرے مین پھر سو دینار لیکر مسجد سے چلا اُس رات ایک مرد سامنے آیا وہ اُسکے حوالے کیے صبح کو لوگون کو چرچا کرتے سُنا کہ علیؑ نے شب کو ایک سارق (چور) کو سو دینار دیدیے یہ سُنکر نہایت غمگین ہوا تیسری رات باقی سو دینار لئے اور تاریکی شب مین مسجد سے چلا پھر ایک مرد ملا بغیر صورت دیکھے کے وہ سو اُسکو دیے صبح ہوئی تو لوگ کہتے تھے کہ علیؑ نے سو دینار ایک مرد غنی و مالدار کو دیے مین یہ سُنکر متاثر ہو گیا اور جاکر رسولخداؐ کی خدمت مین تمام ماجرے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یا علیؑ یہ جبرئیل موجود ہین کہتے ہین کہ حقتعالے نے تمہارے صدقات قبول کیے اور تمہارے عمل کو عنداللہ پاکیزہ گردانا۔ سو دینار کہ تمنے پہلی رات خیرات کیے ایک بدکار عورت کے ہاتھ لگے وہ اپنے گھر گئی اور بدکاری سے بصدق دل خدا کے آگے توبہ کی اور ان سو دینارون کو اصل مال اپنا قرار دیا اب شوہر کی تلاش کر رہی ہے کہ اُسکی ساتھ نکاح پڑھائے۔ اور صدقہ ثانیہ ایک چور کو ملا اُس نے چوری چھوڑ دی اور اُس سو دینار کو راس المال بناکر تجارت شروع کی۔ تیسرے دن کا صدقہ ایک مالدار نے پایا جس نے سالہا سال سے زکوٰۃ اپنے مال کی ادا نہین کی تھی۔ یہ روپیہ پاکر اپنے تئین ملامت کیا کہ بُرا ہو تیرا اے نفس شوم یہ علیؑ ابن ابیطالب ہے کہ باین ناداری سو اشرفی راہ خدا مین خیرات کرتا ہے اور تیرے پاس اتنا کچھ مال ہے اور اُسکی زکوٰۃ واجبی بھی نہین دیتا تف ہے تجھپر یہ کہکر تمام مال کا حساب لگایا اور اُسکی زکوٰۃ نکالی کہ اتنا اور اتنا دینار ہوا پھر حضرت رسولخداؐ نے فرمایا یا علیؑ حقتعالے نے تمہارے بارہ مین یہ آیہ نازل فرمائی **رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع الخ** بالجملہ نوبت سیر چشمی و سخا اُس کان نوال و عطا کی یہانتک پہنچی تھی کہ سیم و زر و حجر نظر مبارک مین سب یکسان تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے سوال کیا تو آپ نے اُسکے لئے ایک ہزار کا حکم دیا وکیل نے عرض کی کہ ہزار چاندی کے (درہم) دون یا سونے کے (دینار) فرمایا **کلاھما عندی حجران فاعط الاعرابی انفعھما** یعنی میرے نزدیک دونو یکسان پتھر ہین تو اعرابی کو دونو سے وہ دے جو اُسکو زیادہ فائدہ بخشے۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ کہتا ہے کہ مینے امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کو دیکھا کہ یتیم بچون کو بلاتے اور اس لطف و شفقت سے اُنکو شہد کھلاتے ہین کہ بعض اصحاب آنحضرتؐ نے آرزو کی کہ کاش مین یتیم ہوتا کہ اسطرح سے اُنکے دست مبارک سے شہد کھاتا۔ ابن مردویہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا ہم لوگون کی خبث ولادت کو علی بن ابیطالب کے بغض و عداوت سے دریافت کیا کرتے تھے۔ نیز انس نے ایک حدیث طویل مین کہا کہ جنگ خیبر کے بعد تو یہ صورت تھی کہ ایک مرد اپنے بچے کو کندھے پر سوار کرکے آنحضرتؐ کے رہگذر پر کھڑا ہوتا جب آپ اُدھر سے گذرتے تو ایک طرف انگشت سے اشارہ کرتا اور لڑکے سے پوچھتا اے فرزند تو اُن سے محبت رکھتا ہے اگر اقرار کرتا تو اپنی فرزندی مین قبول کرتا ورنہ زمین پر پٹک دیتا کہ جا اور اپنی مان سے ملحق ہو مجھکو تجھہ سے کچھ علاقہ نہین اصبغ بن نباتہ نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تین شخص مجھکو کبھی دوست نہ رکھین گے ولد الزنا منافق اور

خیرات عجیب

کلاھما عندی حجران

وہ جسکا نطفہ حیض مادر مین منعقد ہوا ہو۔ مسعودی مروج الذہب مین کہتا ہے کہ عیسیٰ بن ابودلف نے کہا میرا بھائی دلف جسکے نام پر میرے باپ کی کنیت ابودلف تھی امیر المومنینؑ کی مذمت کرتا اور انکو اور اُنکے شیعون کو بُرا کہتا اور جہل سے نسبت دیتا تا اینکہ ایک روز ابودلف حاضر نہ تھا دلف اُسکی مسند پر بیٹھا اہل مجلس سے کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ کوئی علیؑ کی عیب جوئی نہین کرتا الا حرام زادہ تم لوگون کو امیر ابودلف کی غیرت کا حال معلوم ہے کہ کوئی اُسکی ازواج کو کسی فحش و آلودگی سے متہم نہین کرسکتا مین اُسکا بیٹا ہون اور علیؑ کی بدگوئی کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ ہنوز یہ جملہ تمام نہوا تھا کہ ابودلف بھی وہان آن پہنچا لوگ اُسے دیکھکر اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے مگر اُسنے بیٹھتے ہی کہا جو کچھ دلف نے اسوقت کہا مینے سُنا وہ حدیث جھوٹی نہین قسم بخدا کہ دلف ولد زنا و ولد حیض ہے۔ کیفیت اسکی یہ ہے کہ مین ایک مرتبہ بیمار تھا میری بہن نے اپنی کنیز میری خدمت مین کو بھیجدی مجھکو وہ اچھی معلوم ہوئی اور اپنے تئین ضبط نکرسکا اُسکے ساتھ مباشرت کی حالانکہ وہ حائض تھی جب آثار حمل ظاہر ہوئے تو ہمشیر نے وہ لونڈی مجھکو ہبہ کردی پس دلف اُس سے پیدا ہوا۔ ابن مردویہ نے باسناد خود روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اگر کوئی ہزار سال خدا کی عبادت کرے اور اُسکے پاس بقدر کوہ اُحد سونا ہو اور تمام کو راہ خدا مین تصدق کرے اور اُسکی عمر اسقدر ہو کہ ایک ہزار حج پیادہ پا بجا لائے پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مقتول ہو اور تیرے ساتھ محبت نرکھتا ہو تو وہ کبھی جنت مین داخل نہو سکے گا بلکہ اُسکی بو بھی نہ سونگھے گا۔ منقول ہے کہ ایک روز تمازت آفتاب مین حضرت امیرؑ کہین سے تشریف لائے تھے دروازے پر ایک عورت کو دیکھا کہ کھڑی کہہ رہی ہے کہ میرا شوہر مجھپر تعدی کرتا اور مجھکو دھمکاتا ہے اور قسم کھائی ہے کہ تجھے مارونگا فرمایا اے عورت اتنا صبر کر کہ حدت دھوپ کی کم ہو اُسوقت تیرے ساتھ چلکر اُسکو فہمائش کرون کہا اتنی دیر مین اُسکی آتش غضب اور تیز ہوجائیگی حضرت نے سر جھکا لیا۔ پھر فرمایا نہین قسم خدا کی ستمرسیدہ کی دادرسی مین تاخیر نہین چاہیے اے نیک بخت تیرا مکان کدھر ہے غرض عورت حضرت کو گھر لیگئی آپ نے

قصہ ابودلف عجلی

ف امیر ابودلف قاسم بن عیسی العجلی مامون و معتصم کے زمانہ مین ایک امیر کبیر گزرا ہے ملوک و خلفا اُسکی رائے جہان آرا سے حل مشکلات چاہتے اور آئین حکومت و بادشاہت اخذ فرماتے تھے۔ اسکی جود و سخاوت و جوانمردی و شجاعت و ادب و بلاغت مشہور و معروف ہے ابوبکر بن النطاح و علی بن جبلہ دو شاعر اسکی مدح گستری کرتے اور محامد اوصاف کو پھیلاتے تھے۔ چنانچہ ابوبکر اسکی فیاضی کو اس طرح سراہتا ہے ؎

یا طالب الکیمیاء و علمہ ۞ مدح ابن عیسی الکیمیاء الاعظم ۞ لو لم یکن فی الارض الا درھم ۞ ومدحتہ لاتاک ذاک الدرھم ۞

یعنی اے کیمیا اور علم کیمیا کے خواہش کرنیوالے۔ ابن عیسی (ابودلف) کی مدح سرائی بڑی کیمیا ہے اُسکو اختیار کر کیونکہ اگر روئے زمین پر صرف ایک ہی درہم ہو اور تو اُسکی مدح کرے تو وہ تجھکو وہی درہم دیدے گا۔ ابن خلکان مورخ کہتا ہے کہ ابودلف نے ابوبکر مذکور کو ان دو شعرون کے صلہ مین دس ہزار درہم عنایت کیے جس سے اُس نے نہر ابلہ کے کنارے ایک گانو خرید کیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد پھر ابودلف کے پاس آیا اور یہ دو اور شعر مین گزرانے ؎

بک ابتعت فی نھر الابلۃ قریۃ ۞ علیہا قصیر بالرخام مشید ۞ الی جنبہا اخت لہا یعرضونہا ۞ وعندک مال للھبات عتید ۞

یعنی تمہاری بدولت مین نے نہر ابلہ پر ایک گانو خریدا ہے جس مین ایک محل سنگ رخام سے مضبوط بنا ہوا ہے۔ اس موضع کے پہلو مین اسکی بہن ایک اور گانو معرض بیع مین ہے اور تمہارا مال بخششون کے لئے کھلا ہوا ہے۔ ابودلف نے کہا وہ گانو کہانتک مل جائیگا کہا دس ہزار تک ابودلف نے دس ہزار درہم اسکو دلوادیے اور کہا اے ابوبکر نہر ابلہ بہت لمبی نہر ہے اسکے کنارے بہت سے دیہات بستے ہین اور ہر گانو دوسرے گانو کے پہلو مین اور اسکی بہن ہے زنہار کہ تو یہ دروازہ نکھولیو کہ اسکی کوئی حد نہین۔ ابوبکر ہنسا اور روپیہ لیکر چلتا ہوا اسکی آثار شجاعت سے ہے کہ بہادران کُرد سے کہ اکثر اسکے ملک مین رہزنی و قزاقی کرتے رہتے تھے تنہا شکار مین ملا اور ان پر حملہ کیا وہ بھاگے ابودلف نے پیچھے سے پہنچکر ایک کی پشت مین برچھی لگائی کہ اُس کے سینہ سے پار ہوکر دوسرے کی کہ اُسکے آگے جارہا تھا پشت مین لگی اور دونون گھوڑون سے گر ٹھنڈے ہوگئے ابودلف نے سنہ ۲۲۶ ہجری مین بغداد مین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ۔ مجالس المومنین ۞ ۞ ۞

دروازہ پر پہنچکر آواز دی السلام علیکم ایک جوان باہر آیا فرمایا اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور اپنی عورت کو ناحق ایذا نہ دے - جوان نے کہا تم کون ہو اور تمہین اسمین کیا مداخلت ہین تمہاری سفارش پر اسکو اور زیادہ ستاؤنگا - حضرت نے فرمایا مین تجھکو امر بالمعروف کرتا ہون اور تو اُلٹا برخلاف جواب دیتا ہے - اتنے مین راہ گیر حضرت کو دیکھکر جمع ہو گئے اور سلام علیکم یا امیر المومنین کہتے تھے - وہ جوان یہ دیکھکر حضرت کے پاؤنمین گر پڑا کہ للہ میرا قصور معاف فرمائیے قسم خدا کی کہ اگر اب یہ عورت میری گردن کو بھی پاؤن رکھے کچلے گی تب بھی اسے کچھ نہ کہونگا حضرت نے تلوار میان کر لی اور کہا اے عورت اپنے گھر مین جا اور اپنے شوہر کی اطاعت کر ابو مطر بصری کہتا ہے کہ امیر المومنین خرما فروشون کے بازار سے جا رہے تھے دیکھا کہ ایک کنیز ایک دکان پر کھڑی زار زار رو رہی ہے فرمایا اے لونڈی کسلیے روتی ہے عرض کی میرے آقا نے ایک درہم کے خرمے منگائے تھے اس دکان سے لے گئی تھی وہ اسکو پسند نہ آئے واپس کئے اب دکاندار کو پھیرتی ہون تو نہین لیتا - آپ نے خرما فروش سے کہا اے شخص یہ خادمہ ہے اسکا قصور نہین کھجورین لیلے اور درہم اسکو دیدے - وہ بدبخت حضرت کو نہ پہچانتا تھا - اپنی جگہ سے اٹھکر بیدھڑک ایک دھول سینۂ مبارک مین ماری لوگ یہ دیکھکر دوڑے کہ کیا غضب کیا تو نے کہ امیر المومنین کے ساتھ ایسی گستاخی کی دکاندار کا یہ سنکر رنگ فق ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگا - اور جلد کھجورین عورت سے لیکر درہم اسکو دیدیا اور کہا یا امیر المومنین میرا قصور معاف فرمائیے کہ نادانستہ مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی ہے فرمایا تو نے جو عورت کے ساتھ اپنا معاملہ درست کر لیا تو مین اسلیے تجھ سے رضامند ہون - دیگر مشہور ہے کہ ایک عورت کہ پانی سے بھری ہوئی مشک لئے جا رہی تھی راہ مین آپ سے ملی آپنے وہ مشک اس سے لے لی اور جہان اس نے کہا وہان پہنچا دی اور اسکا حال دریافت کیا تو اس نے کہا علی ابن ابیطالب نے میرے شوہر کو کسی سرحد پر بھیجا تھا وہ وہان مارا گیا میرے پاس یتیم بچے رہ گئے انکی خاطر لوگون کی محنت مزدوری کرتی پھرتی ہون حضرت دولت سرا کو تشریف لائے اور عورت کے خیال مین رات بھر بیچین رہے صبح ہوئی تو ایک زنبیل اشیاء خوردنی سے بھر کی اور اسکے گھر کی طرف روانہ ہوئے راہ مین کسی نے کہا یہ زنبیل ہمکو دیجیے کہ ہم اسکو پہنچا دین قبول نہ کیا اور فرمایا قیامت کو میرا بوجھ کون اٹھائیگا - پس اسکے گھر پر جا کر دستک دی عورت نے اندر سے کہا کون ہے فرمایا وہی بندۂ خدا جس نے کل مشک اُٹھوانے مین تمہاری امداد کی تھی - دروازہ کھولو کہ بچون کے لئے کچھ کھانا لیکر آیا ہون - عورت نے کہا خدا تجھ سے راضی ہو اور میرے اور علی کے درمیان بحق حکم کرے - غرض حضرت اندر داخل ہوئے اور فرمایا مین بنظر ثواب تیری خدمت کرنا چاہتا ہون یا تو تو آٹا گوندھ کر روٹی پکا یا بچون کو بہلا کہ مین روٹی پکاؤن عورت نے کہا روٹی مین اچھی پکاؤن گی تو بچون کو بہلاتا رہ پس اس نے آٹا خمیر کیا اور حضرت نے بچون کو لیا اور گوشت پکایا جب پک گیا تو بوٹیان اور کھجورین انکو کھلاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ بچو میرے علی ابن ابیطالب کا گناہ بحل کرو - آٹا خمیر ہو چکا تو عورت نے کہا اے بندۂ خدا تنور مین آگ روشن کر آپ آگ سلگانے لگے پھونکین مارتے تھے حتے کہ آگ کی گرمی سے چہرۂ مبارک تمتما گیا فرمایا چکھ اے علی اسکے تئین جو بیواؤن اور یتیمون کی خبر نہ لے اسکی یہی سزا ہے بس ایک عورت نے ہمسایہ سے جو آپ کو پہچانتی تھی دیکھا اور چلائی وائے ہو تجھ پر امیر المومنین سے خدمت لے رہی ہے عورت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ وائے بیحیائی کہ مین آنحضرت سے اسطرح پیش آئی آپنے فرمایا اے عورت مین تجھ سے شرمندہ ہون کہ تیری خبرگیری مین کوتاہی کی - **حقیر مولف** کہتا ہے کہ عاشقانِ خلفائے جہان انکی اصلاح حال مین اور اور طرح بیحد سعی فرمائی ہے وہان اس قسم کے فضائل بھی کہ مذکور ہوئے انکے سر تھوپنے مین کمی

نہین کی چنانچہ روایت مذکورہ مشہورہ سے بہت ہی ملتا جلتا ایک قصہ حضرت عمر کے حال مین یہ تراشا گیا ہے کہ وہ ایک رات گشت مین تھے کہ دور سے ایک روشنی آگ کی دکھائی دی قریب گئے تو دیکھا ایک عورت ہے اور اسکے گرد چند بچے ایک ہنڈیا چولھے پر چڑھائے انکی دلداری کر رہی ہے - نزدیک جا کر حال پوچھا تو اس نے بھوک اور سردی کی شکایت کی اور کہا یہ ہنڈیا خالی پانی سے بھر کر بچون کی تسلی کے لئے چولھے پر رکھ چھوڑی ہے اور یہ بھی کہا کہ خدا ہمارا انصاف عمر سے لے کہ اسکی عہد حکومت مین یہ مصیبت ہمپر پڑی ہے - روضۃ الاحباب مین ہے - عمر گفت وے را چہ خبر از صعوبت حال شما - آن ضعیفہ گفت چرا ایالت وحکومت چندین مملکت التزام کند کہ خبر از حال رعیت ندارد یہ سنکر حضرت کو بہت قلق و اضطراب ہوا اور دوڑ کر بیت المال مین گئے اور ایک بوری آٹے اور روغن وغیرہ کی بھر کر اپنے کندھے پر اٹھالی - اسلم مولائی عمر کہتا ہے کہ ہر چند من [illegible] حمل آن بنودم بجائے نرسید وگفت وبال مرا اگر فردائے قیامت تو خواہی برداشت غرض یہ تمام اشیاء لیجا کر اس عورت کو دین تا کہ بچون کے لیے کھانا پکائے - ووے را در طبخ امداد واعانت فرمود تا آتش مجاعت اطفال انطفا یافت انتہی - دیکھیے کیا صاف خاکہ اتارا اور کیسی اچھی صورت کی مورت کر دکھائی ہے - حضرت امیر تو حضرت امیر حضرت رسولخدا کے خصائص و معجزات تک تو ان بزرگوارون کے دست مجرد سے نہین بچے یعنی جو امور کہ وہ حضرت بوحی آسمانی وتائید یزدانی ظاہر کرتے تھے انکے قول کے بموجب حضرت عمر بھی ویسے ہی بلکہ ان سے بڑھکر دکھا دیتے تھے جنگ موتہ مین زید بن حارثہ وجعفر بن ابیطالب عبد اللہ بن رواحہ لڑ لڑ کر یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے تو حضرت رسولخدا حسب وحی سماوی مدینہ مین اپنے اصحاب کو انکی خبر دیتے جاتے تھے یہ تو حضرت رسالت پناہ کا معجزہ تھا اب جو اسکا جواب حضرت خلیفۂ ثانی کے لئے اپنے عہد خلافت مین دکھا دیا وہ بھی سنئے جنگ نہاوند کے دنونمین جبکہ لشکر اسلام مصروف جہاد کفار تھا - ایک روز آپنے مسجد مدینہ مین اثناء خطبۂ جمعہ مین دو مرتبہ فرمایا یاساریۃ الجبل **یاساریۃ الجبل** اے ساریہ (نام سردار) پہاڑ کی طرف مائل ہو یہ آواز حضرت کی معرکۂ جنگ مین جو بمنازل ومراحل وہان سے دور تھا پہنچی اور مخاطب نے اسپر عمل کیا اور فتح پائی دیکھیے حضرت رسولخدا نے تو صرف خبر ہی دی تھی حضرت عمر نے اتنی دور سے انکو تدبیر جنگ تلقین کرکے فتح دلوائی تو وہ رسول اللہ سے بڑھکر ہوئے یا نہین - بالجملہ یہان حضرت امیر کے سچے کمالات اور واقعی فضائل کا مذکور ہے انمین کسیقدر اور سنئے اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ ایک مرد امیر المومنین کے پاس آیا اور کہا **انا احبک فی السر کما احبک فی العلانیۃ** کہ مین آپ کو دل مین بھی ایسا ہی دوست رکھتا ہون جیسا کہ ظاہر مین حضرت ایک لکڑی زمین کو کریدنے لگے پھر سر مبارک بلند کرکے فرمایا واللہ کہ تو جھوٹا ہے پھر ایک اور مرد آیا اور کہا انی احبک مین آپکا دوست ہون حضرت دیر تک لکڑی سے زمین کو کرید کئے بعد ازان فرمایا تو راست کہتا ہے تحقیق کہ ہماری طینت اگلی طین مرحومہ ہے حقتعالی نے بروز میثاق اسپر عہد لیا ہے پس ہمارے دوستون کی جماعت معین ہے نہ انمین کوئی زیادہ ہو سکتا ہے نہ کم - امام محمد باقر نے فرمایا کہ ہم کسی مرد کو دیکھتے ہین تو پہچان لیتے ہین اور ہم حقیقت ایمان وحقیقت کفر ونفاق سے واقف ہین - جابر انصاری ناقل ہین کہ سلمان فارسی کی وفات کا وقت قریب آیا تو زادان نے انسے پوچھا کہ اے یار رسول اللہ تمکو غسل کون دے کہا جس نے رسول اللہ کو غسل دیا تھا کہا علی ابن ابیطالب مدینہ مین ہین اور تم مدائن مین وہ تمکو کیونکر غسل دے سکتے ہین - کہا اے زادان وہ بحکم خالق الانس والجان یہان آجائینگے زادان نے کہا جو ہین قبض روح سلمان ہوا دیکھا کیا ہون کہ حضرت دروازے سے آرہے ہین آتے ہی مجھ سے پوچھا ابو عبد اللہ نے رحلت کی

مین نے کہا نعم یا سیّدی آگے بڑھکر چادر روئے سلمان رضی سے سرکائی سلمان حضرت پر تبسم ہوئے فرمایا مرحبا ہو تم پر اے ابو عبد اللہ رسول اللہ سے ملاقات ہو تو جو کچھ تمہارے بھائی کو اس قوم سے پیش آیا آنحضرت سے بیان کرنا پس متوجہ ان کے تجہیز کے ہوئے نماز پڑھی تو تکبیر بہت بلند کہی دو مرد آپکے ساتھ اور تھے فراغت ہوئے تو مینے پوچھا کہ وہ دو مرد کون تھے فرمایا ایک میرا بھائی جعفر طیار دوسرا خضر پیغمبر اور ہر ایک کے ساتھ انکے ستر ستر صفین ملائکہ کی تھین کہ ہر صف مین ہزاران ہزار فرشتے تھے۔ قاضی نور اللہ رحمہ اللہ مجالس المومنین مین کہتے ہین کہ ایک روز مستنصر خلیفہ زیارت قبر سلمان کو آیا سید عز الدین اقساسی کو فی اسکے ساتھ تھے انسے کہنے لگا کہ کتنا جھوٹ شیعہ بولتے ہین کہ علی ابن ابیطالب ایک رات مین یثرب سے مدائن آئے اور سلمان کو غسل دیکر اسی رات کو لوٹ گئے سید نے فی البدیہہ چند اشعار پڑھے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ امیر المومنین کے لیے اس امر کو جھوٹ جانتے ہو اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان نے ایک آن کے آن مین تخت بلقیس شہر سبا سے منگوا لیا اسکا انکار نہین کرتے اگر محمد مصطفےٰ تمام ابنیا سے بہتر تھے تو انکے وصی خیر اوصیا ہونگے اور سب سے زیادہ قدرت ایسے امور کے اظہار کی رکھتے ہونگے ورنہ جملہ امور کا انکار کرنا پڑیگا۔ کیا خوب کہا ہے صاحب بن عباد وزیر نے مدح جناب امیر مین

صنوه الذی واخاه واجابه حین دعاه وصدقه قبل الناس ولباه وساعده
وواساه وشید الدین وبناه وهدم الشرک واخزاه وبنفسه علی الفراش فداه ومانع عنه وحماه و
ارغم من عانده وقلاه وغسله وواراه وادی دینه وقضاه وقام بجمیع ما اوصاه ذلک امیر المومنین

لاسواه۔ ہمسر رسول خدا کے جنکے ساتھ انہون نے عقد مواخات (بھائی چارہ) باندھا اور اجابت کرنیوالے انکے جبکہ دعوت کیا انکے تئین۔ اور تصدیق کی تمام آدمیون سے پہلے انکی اور لبیک کہا انکے تئین اور یاری کی انکی اور غمخواری فرمائی اور مضبوط و مستحکم گردانا دین کو اور اسکی جڑ بنیاد کو اور منہدم فرمایا شرک کو اور خوار کیا اسکے تئین اور انکے بچھونے پر لیٹ کر اپنے تئین آنحضرت پر فدا کیا اور حفاظت کی آنحضرت کی اور حمایت فرمائی اور انکے معاندون کی ناک زمین پر رگڑی اور دشمنی کی انسے اور غسل میت دیا آنحضرت کے تئین اور دفن کیا اور ادا کیا انکے قرض کو اور سبکدوش کیا انکو اور جو جو انہون نے وصیتین کی تھین تمام کو بجا لائے ان سب کامون کے کرنیوالے اور جملہ امور کے بجا لانیوالے امیر المومنین ہین انکے سوا کوئی نہین۔ ابوبکر مروی شطرنج کھیلا کرتا تھا ایک مرد حلبی نے اس سے سوال کیا کہ رسول اللہ کے بعد امام خلق کون ہے ابوبکر نے ایک شاہ اور چار پیادے اسکے آگے رکھدئے کہ یہ بنی اور یہ چار ان کے خلیفے کوہستانی نے پوچھا کہ یہ جو انکے پہلو مین ہے کون ہے آیا انکا بیٹا ہے کہا نہین انکے کوئی بیٹا نہین رہا صرف ایک بیٹی انکے بعد باقی رہی کہا تو یہ انکا داماد ہے کہا نہین داماد ان سب کے اخیر کا ہے کہا تو وہ ان سب کی نسبت ان سے نسب مین اقرب ہے یا علم و شجاعت و زہد و تقوے مین سب سے زیادہ ہے کہا یہ باتین بھی اسی اخیر مین ہین۔ کہا تو یہ انکے پہلو مین سب سے اول کسلئے کھڑا ہوا ہے۔ مجد الدین سنائی کہتا ہے ع

گوئید چو پیغمبر ما رفت ز عالم ؛ میراث خلافت ابغلان داد و بہمان ؛ ہرگز ملکے ملک بیگانہ نداداست ؛ رو دفتر شاہان جہان جملہ تو برخوان
با دختر و داماد و بنی عم و ذخیرہ ؛ میراث بہ بیگانہ دہد ہیچ مسلمان ؛ نیز سنائی نے مدح جناب مرتضوی مین لکھا ہے ع

ہم نبی را وصی و ہم داماد	چشم پیغمبر از جمالش شاد	نائب مصطفےٰ بروز غدیر	کردہ در شرع خود مرا و را میر
خواندہ در دین و ملک مختارش	ہم در علم و ہم علمدارش	جان آزاد مردی و تن دین	خسرو سنت و تہمن دین

وانکه طاها طہارتش داده	وانکه یسین امارتش داده	رازدار خدای پیغمبر	رازدار پیمبرش حیدر
عقل در آب رویش آغشته	سپہر گرد پیش نگشته	بہر او گفته مصطفےٰ با آنکه	کائے خداوند و آل من والاه
کدخدائے زمانه چاکر او	خواجهٔ روزگار قنبر او	ہر که تن دشمن ست و یزدان دوست	وانکه الراسخون فی العلم اوست
مرتضائے که کرد یزدانش	ہمرہ جان مصطفےٰ جانش	ہر دو یک قبله و خروشان دو	ہر دو یک روح و کالبد شان دو
دو رونده چو افسر و گردون	دو برادر چو موسیٰ و ہارون	ہر دو یک دُر زیک صدف بودند	ہر دو پیرایهٔ شرف بودند
از پئے سائلے بیک دو رغیف	سورۂ ہل اتیٰ در اتشریف	سر توحید اندرین گلشن	بیش جانِ عزیز او روشن
قوتِ حسرتش ز قوت نماز	چرخ را داشته زگشتن باز	تا به نگشاده علم حیدر در	ندہد سنتِ پیمبر بر
چرخ را رہنمائے علم او بود	دہر را کدخدائے علم او بود	تاج علمش گزشته از پروین	تخت حلمش نہاده بر در دین
حلم را کار لبست روزِ جمل	عفو کرد از عدو خلاف جدل	باز با خصم خویش در صفین	با عدو کار لبست رائے ازین
در قیام و قعود جود او کرد	درمیانِ سجود جود او کرد	خاتم اینجا بداد بر در راز	ملک انجا جزا و نه بستد باز
تائب کرد گار حیدر بود	صاحبِ ذوالفقار حیدر بود	مہر کینش دلیل مہر و دار	حلم و خشمش نشان جنت و نار
	دل او عالم معانی بود	لطف او آب زندگانی بود	

عادت حضرت امیر

عجائب امیر المومنین سے ایک تھا کہ باوجود طول حروب و کثرت جنگ و پیکار کبھی کسی سے روگردان نہین ہوئے۔ معہذا کوئی ضرب شدید نہین اٹھائی الا دو بار ایک جنگ خندق مین سر مبارک پر دوسرے ابن ملجم کے ہاتھ سے اسی مقام پر کہ باعث آپ کی شہادت کی ہوئی حالانکہ معرکون مین دلیرانہ در آتے اور دہلکو نہین دلیرانہ گھس جاتے اور سرکشون سردارون کو خاک مین ملاتے اور آپکا قول تھا واللہ لابن ابیطالب انس بالموت من الطفل بثدی امہ قسم خدا کی کہ پسر ابوطالب یعنی خود بدولت اس سے زیادہ موت سے مانوس ہین جتنا کہ بچہ پستان مادر سے اور نیز آپ فرماتے تھے۔ ایہا الناس انکم لم تقتلوا تموتوا والذی نفس بن ابی طالب بیدہ الفضربة السیف علی الراس اھون الی من موتة علی الفراش لوگو قتل نہوگے تو ویسے مروگے قسم اس خدائے عزوجل کی علیؑ کی جان اسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ مجھکو سو چوٹین تلوار کی سر پر کھانا ایکبار بستر پر پڑ کر مرنے سے زیادہ سہل و آسان ہے۔ کبھی کوئی مقابل نہین ہوا کہ پنجہ شہباز اجل سے چھوٹا ہو اور ہرگز کوئی ایسی ضربت نہین لگائی کہ دوسری کی ضرورت رہی ہو۔ اور عادت تھی حضرت شیر خدا کی کہ حریف دراز قد کو طول سے دو ٹکڑے کرتے اور قصیر القامت کو عرضاً چیر ڈالتے اور بہر حال دونو ٹکڑے ایسے نپے تلے برابر ہوتے کہ کانٹے مین رکھو تو ذرا فرق نہ نکلے۔ ایک خصلت پسندیدہ جہاد و غزا مین آپ کی یہ تھی کہ جسکو قتل فرماتے اسکے ساز و سلب سے متعرض نہوتے حالانکہ شارع کی عام اجازت تھی من قتل قتیلا فلہ سلبہ کہ جو جسکو قتل کرے اسکا اسباب و سامان تمام قتل کرنیوالے کا ہے۔ حضرت کا حکم تھا یا قنبر لا تعر قرائسی اے قنبر میرے کشتون کو ننگا کرو ان الاسود اسود الغلب ھمتہا یوم الکریھة فی المسلوب لا السلیب۔ بتحقیق کہ شیران دشت وغا کا مقصود و مدعا میدان جنگ مین مسلوب و مقتول ہوتا ہے

عمرو بن معدیکرب

اسکے ساز و سلب پر نگاہ نہین کرتے۔ لکھا ہے کہ ایکبار مین گیرودار مین ایک کافر نے آپ سے تلوار کا سوال کیا فوراً تلوار اسکی طرف پھینکدی سائل
حیران رہ گیا اور بولا اے پسر ابیطالب ایسے نازک وقت مین یہ فیاضی۔ فرمایا اے شخص تو نے سوال کیا مین تیرے سوال کو کیونکر رد کرتا اپنا شیوہ نہین کہ
سوال سائل کا رد کرین کافر نے اپنے تئیں زمین پر گرادیا کہ یہ کار کامل دیندار کا ہے جسکا محض بہبودی گار پر بھروسہ ہو۔ پاے مبارک کو چومتا تھا اور
کلمہ شہادتین پڑھتا تھا۔ عمرو بن معدیکرب شجاعان عرب سے سخت شورہ پشت و جری تھا قافلون کو لوٹ کرتا اور بستیون کو لوٹ کر خاک سیاہ
کردیتا تھا۔ امیر المومنینؑ سے مقابلہ ہوا تو بلا کلمہ پڑھے جان نہ بچی عمر خطاب اکثر کہا کرتے تھے الحمد للہ الذی خلقنا و خلق عمرًا خدا کا شکر ہے
ایک اس نے ہمکو پیدا کیا ہے ایک عمرو کو اور اکثر اس سے اسکی جاہلیت کے لوٹ مار کا حال دریافت کیا کرتے وہ کہتا قد محی سیفُ
علیؑ الصنائع کہ تیغ شرربار حیدر کرار نے ہمارے تمام کاروبار خاک مین ملادیے۔ اکثر فتوحات عجم کہ عمر کے زمانہ مین ہوئین اسی شخص کے
ہاتھ سے ہوئین۔ حدیقہ حکیم سنائی ؎

آن ز فضل آفت سرای فضول	وآن علمدار و علم دار رسول	آن سرافیل سرفراز از علم	ملک الموت دیو آز از علم
آنکہ در شرع تاج دین او بود	وانکہ تاراج کفر و کین او بود	ہر عدو را کہ در فگندہ ز پای	نامبردستش و زنندہ خدای
ہرگز از چشم ہیچ سر نہ برید	جز بفرمان حسام ہر نہ کشید	آمد از سدرہ جبرئیل امین	لافتی گرد مرد را تلقین
ذوالفقارے کہ از بہشت خدای	بہر استادہ بود شرک زدای	بہ دو تیغ او بہ ذوالفقار و زبان	کردہ یکسر ہمہ چو تیر جہان
زان دو تیغ کشیدہ در عالم	شرع را کردہ ہمچو تیر و علم		

علامات ظاہرہ و آثار قاہرہ حضرت امیر المومنینؑ سے جنہین کہ وہ حضرت
سائر خلق سے متفرد و ممتاز تھے ایک یہ ہے کہ آپ کے مناقب و مآثر و محاسن و مفاخر دوست و دشمن نے یکسان و برابر روایت کیے اور
اور اپنی اپنی کتابون مین درج فرمائے ہین اور مطلقاً انکو چھپا نہین سکے اور ہر چند بہت سے اسباب دواعی ایسے پیدا ہوے کہ وہ آثار صفحہ دہر سے
مٹ جائین مگر وہ برعکس اسکے آفتاب کی طرح دنیا پر چمکتے اور حاسدون معاندون کی آنکھون کو خیرہ و اندھا بناتے رہے اور قیامت تک بناتے
رہینگے بنی امیہ کہ مشرق و مغرب عالم پر سالہاے دراز تک فرمانروا رہے بہت بڑے دشمن آنحضرت کے تھے ممبرون پر چڑھکر مذمت و بدگوئی کرتے
اور بعض و تبرے تک سے نہین چوکتے تھے کوئی سیدھی طرح آپکا نام لیتا تو اسکو پٹواتے قید کرتے مرواڈالتے تھے ذکر فضائل تو کیا ذکر تھا حتےکہ ان
ملاعین کے خوف سے لوگون نے نقل حدیث و روایت تک مین آپ کا نام لینا چھوڑ دیا تھا۔ جب ضرورت ہوتی تو کہتے حدثنی رجل من
قریش یا حدثنی رجل من اصحاب رسول اللہ کہ روایت کی ہے مجھسے ایک مرد نے قریش سے یا اصحاب رسول اللہ سے اور علیؑ کا نام زبان
نہ نکالتے تھے حسن بصری آنحضرتؑ سے روایت بیان کرتا تو حدثنی ابو زینب کہ حدیث کی ہے مجھ سے پدر زینبؑ لیکن نتیجہ اس تمام کا
یہ ہوا کہ یہ دشمنان دین واصل جہنم ہوئے تو انکے نام و نشان بھی انکے ساتھ ہی نیست و نابود ہو گئے۔ آج یزید و مروان و آل ابوسفیان کا کوئی نام
لیوا و پانی دیوا جہان مین نظر نہین آتا ان پانی پی پی کر لعن تو انپر ضرور کرتے ہین اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے اسمار گرامی ہر کس کے ورد
زبان ہین عالم فاضل عامی جاہل پیر و برنا غنی و گدا سب اپنے آقا مین علمار ان کے فضائل بیان کرکے فوائد دارین حاصل کرتے ہین امرا انکے

نام پر ہزارون لاکھون کی نذر و نیاز کرتے اور دنیا و عقبیٰ مین سرخرو ہوتے ہین۔ فقرا جو سوال کرتے ہین انکے واسطے سے اور انکا نام لیکر کبھی کسی
بھکاری جوگی سے عمر ابوبکر کا نام بھی نہ سنا جب سنا حضرت علیؑ ہی کا نام لیتے سنا اور یہ کہ وہ ایسے تھے ویسے تھے بیٹے کو خیرات کردیا خود راہ خدا مین
بک گئے ؎ سخاوت ختم ہے مولا علیؑ پر ٭ شجاعت ختم ہے حق کے ولی پر ٭ وغیرہ وغیرہ۔ شعبی سے کہ یکے از اساطین دین سنیہ ہے باسناد
معتبرہ منقول ہے کہ وہ کہتا تھا مین خطباے بنی امیہ کو سنتا تھا جب علی علیہ السلام کی مذمت کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ آنحضرت کا بازو پکڑ کر
انکو آسمان پر چڑھا رہے ہین اور جب اپنے اسلاف کی مدح کرتے تو گویا مردار جیفہ سے پردہ اٹھاتے اور انکی گندگی جہان مین کھنڈاتے ہین
ابن آشوب نے نقل کیا ہے کہ ایک بدوی عورت مسجد کوفہ مین کہہ رہی تھی کہ اے مشہور آسمان و زمین کے اور اے معروف دنیا و آخرت کے بادشاہ ان
ظالمون نے بہتیرا چاہا کہ انوار بجھا ہو جاے اور تیری یاد موقوف ہو مگر حقتعالے اسکو بلند کرتا اور چمکاتا اور بڑھاتا ہی رہا ہر چند مشرک اس سے کراہت
کرتے رہے کسی نے پوچھا تو یہ کسکا حال بیان کر رہی ہے کہا امیر المومنینؑ علی ابن ابیطالبؑ کا اور کسکا پھر جو دیکھا تو وہان کچھ نظر نہ آیا مثنوی ملان نمک و
لکھے گئے ہین یون رات باکمال

لکھے گئے ہین یون رات باکمال	جب کیا راوی نے حیدر سے سوال	آپ کا رتبہ بڑا ہے یا امامؑ	یا ہے آدم کے لئے برتر مقام
تب یہ فرمایا جواب باصواب	اول خلقت ہین وہ عالیجناب	حضرت آدم صفی اللہ ہین	آسمان برتری کے ماہ ہین
بو البشر ہین صاحب بر و شرف	ہین صفی اللہ سابق سب خلف	پر کیا تو نے جو یہ مجھ سے سوال	فرق یہ ہے مجھ مین انہین کر خیال
انکو تھا حکم جناب ایزدی	کھائیو مت خلد مین گندم کبھی	پر صفی نے جا کے گندم کھا لیا	ترک اولیٰ جد امجد نے کیا
مین نے گندم آج تک کھایا نہین	گو خدا نے منع فرمایا نہین		

یہ حدیث طولانی ہے اور صعصعہ بن صوحان عبدی اسکے ناقل
ہین انہون نے بعد ابن ملجم کے بعد ہر ایک پیغمبر کی نسبت آپ کے وجوہ فضیلت آپ سے استفسار کیے اور جواب باصواب پائے اور مسئلہ تفصیل
ائمہ بر پیغمبران سوا پیغمبر آخر الزمان شیعون کے درمیان مسائل مشہورہ سے ہے پیشتر آیہ مباہلہ کے بیان مین گذرا کہ حقتعالے نے اپنے کلام مجید
مین حضرت امیرؑ ہی کو نفس پیغمبر کہا ہے پس نفس اشرف الانبیار یقیناً دیگر انبیار سے افضل ہوگا اور بموجب حدیث تشبیہ جسکو صاحب مودۃ القربیٰ
وغیرہ نے نقل کیا جمیع کمالات انبیار آنحضرت مین موجود تھے آخر حدیث مذکور مین ہے فان فیہ تسعین خصلۃ من خصال الانبیاء وَ لِسانِ الحق

لہ شاہ عبد العزیز بین اس مسئلہ کو شیعون سے نقل کرکے اسکی تردید مین لکھتے ہین کہ اس عقیدے کا مخالف قرآن ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ تمام
قرآن انبیار کے اصطفا و اختیار کرنے اور سائر خلق سے انکے چننے اور انتخاب کرنے پر دلالت رکھتا ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ان کا واجب الاطاعت بنانا اور
وحی انکو بھیجنا امام وغیرہ امام سب کو انکا تابع کرنا بغیر اسکے کہ امام انسے مفضول ہون اور وہ امام کے نسبت افضل قیاس مین نہین آتا۔ چونکہ یہ باتین
ہر ایک نبی مین صادر ہر امام سے مفقود ہین لہذا کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا۔ صاحب حدیقہ سلطانیہ طاب ثراہ اس کے جواب مین
لکھتے ہین کہ مفصب ان مزخرفات کا تو ہمارے والد علامہ نے حسام الاسلام مین دیا ہے مگر بیان حسب موقع و مقام مختصر طور سے یہ ہے
کہ فضیلت ہر منوب عنہ کی اپنے نائب کی نسبت مقبول و مسلم ہے تاکہ مزیت فرع بر اصل لازم نہ آئے مگر یہ مستلزم نہین کہ ہر فرد نائب
کی ہر ایک منوب عنہ سے مفضول و مرجوح ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض افراد منوب عنہ کا ایسا رتبہ عالی اور پایہ بلند ہو کہ اسکا نائب
بھی سائر اوب عنہ سے برتر ہو جیسا کہ حضرت رسالت پناہ کہ باتفاق فریقین جملہ انبیا سے افضل ہین پس اگر ان کے نائب و وصی
بھی دیگر انبیا سے افضل ہون تو کیا بعید بات ہے اور جب اسمین کوئی استحالہ عقلی نہ رہا تو جو احادیث اس بارہ مین وارد ہوئی ہین
واجب العمل ہین اسکے بعد احادیث متفق علیہ فریقین کہ امیر المومنینؑ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین نقل کی ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

جمعہا اللہ فیہ ولم یجمع فی احدٍ غیرہٖ یعنی تحقیق کہ آنحضرت مین تو نے خصلتین جو خصلتہائے انبیاء سے ہین جمع کیا ہے انکو حقتعالے نے انکے درمیان اور نہین جمع کیا کسی کے درمیان انکے سوا۔ چنانچہ اسی لئے کہا گیا ہے ؎ یدل بمعنے واحدٍ کل فاخرٍ وقد جمع الرحمن فیک المعالیا ؎ حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ مناقب مین ہے کہ سفینۂ نوح ذات الواح آب طوفان سے نجات دینے والی تھی۔ مگر کشتی امیر المومنین کہ سفینۂ نجات ہے آتش جہنم سے بچائیگی چنانچہ حدیث مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ النوح الخ مشہور معروف ہے اور نوح کا حقتعالے نے اپنی کتاب عزیز مین بیالیس مقام پر ذکر کیا ہے اور امیر المومنین کو ۹۰ مقام پر یاد فرمایا ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے جو بُت توڑے تو چھپ کر توڑے اور کہا تھا بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون کہ تمہارے اس بڑے بُت نے توڑے ہونگے پوچھ لو ان سے اگر یہ بولین اور امیر المومنین نے رسول اللہ کے ساتھ ظاہر و علانیہ کفار و مشرکین کے سامنے بُت توڑے پس یہ فعل انکا افضل ہے حضرت ابراہیم کے فعل سے اور حقتعالے نے ابراہیم کا ذکر قرآن مین پینسٹھ مقام پر کیا ہے اور علیؑ کے ذکر سے ربع قرآن پُر ہے۔ لیکن موسیٰ پس انہون نے فرعون جیسے نجس ناپاک کے گھر مین پرورش پائی امیر المومنین حضرت رسولخدا کے دامن تربیت مین پلے اگر موسیٰ کو عصا عنایت ہوا تھا تو حضرت کو ذوالفقار مرحمت ہوئی۔ عصائے موسیٰ اگر اژدہا بنجاتا تھا۔ تو حضرت کی کمان اژدہا بنگئی تھی ؎ پھر کہا اس شخص نے یا بوتراب ٭ عیسیٰ مریم ہین افضل یا جناب ٭ یون ہوا ارشاد عیسیٰ ہین جل ٭ وحی کا ہوتا تھا حضرت پر دول

ہین رسول اللہ وہ عالی مقام ٭ ہین وہ روح اللہ سرخیل کرام ٭ ترک اولےٰ سے ہمیشہ تھے بری ٭ دی تھی حق نے انکو عزو برتری

چرخ چارم پر ہین وہ خورشید وار ٭ حشر تک زندہ ہین وہ عالی وقار ٭ مجھ مین انمین فرق ہے پر اسقدر ٭ تو نے جب پوچھا تو دیتا ہون خبر

بیت مقدس مین تھی مریم اے جنیب ٭ وقت وضع حمل جب پہنچا قریب ٭ یون ہوا حکم جناب کبریا ٭ باہر اس گھر سے نکل اے پارسا

درد زہ مان کو میری جسدم ہوا ٭ حکم یہ پہنچا کہ تو کعبہ مین جا ٭ شق ہوئی دیوار اے اہل خرد ٭ داخل کعبہ ہوئی بنت اسد

اللہ اللہ کیا شرف کیا شان ہے ٭ عقل یان انسان کی حیران ہے ٭ ابتدا مین یہ شرف حق نے دیا ٭ انتہا مین کیا شرف حاصل ہوا

مولد اقدس تو بیت اللہ ہے ٭ مسجد کوفہ شہادت گاہ ہے ٭

لطیفہ چار چیزین ہین کہ تمام آدمی حتےٰ کہ انبیاء کرام بھی انسے ڈرتے ہین شیطان سانپ قتل ہونا اور بھوکا رہنا بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ حقتعالے نے فرمایا قل انی اعوذبک من ھمزات الشیاطین کہو اے پیغمبر کہ پناہ لیتا ہون مین تیری طرف ہمزات (اغوا کرنے اور دل مین بدی ڈالنے) شیاطین سے۔ نیز حقتعالے حضرت موسیٰ کے حال سے خبر دیتا ہے فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ یعنی موسیٰ نے جادوگرون کی رسیون اور لاٹھیون کو سانپ کی طرح زمین پر چلتے دیکھا تو دل مین ڈرے۔ نیز آنحضرت نے فرعونیون سے ایک مرد کو مار ڈالا تھا لہذا ڈرتے تھے کہ انکے پاس جائین تو وہ اسکے عوض کہین انکو نہ مارین لہذا کہتے تھے رب انی قتلت منہم نفسا اے پروردگار میرے مینے انمین سے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ اور نیز آپ بھوک کی سہار نہ سکی قال لفتٰہ اتنا غداءنا اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ آپ ہمارے پاس ہمارے کھانیکو لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا ہمنے اپنے اس سفر مین بہت تکلیف اٹھائی۔ لیکن امیر المومنین نے شیطان کے ساتھ جنگ کیا ثعبان (اژدہے) سے ہمکلام ہوئے

کفار اشرار سے مقاتلہ کرکے انکو قتل فرمایا اور اثنائے ... کا کھانا یتیم مسکین و اسیر کو کھلادیا دیگر مولف نے فرمایا حقتعالے نے پانچ چیزین مجھے عطا کی ہین۔ اور پانچ ہی علیؑ کو بخشین مجھکو جوامع الکلم دیئے تو علیؑ کو جوامع الکلام عنایت کئے۔ مجھکو نبی کیا تو علیؑ کو وصی مقرر کیا مجھکو کوثر بخشا تو علیؑ کو سلسبیل لطف فرمایا۔ میرے پاس وحی آتی ہے تو علیؑ کو الہام ہوتا ہے مجھکو شب معراج آسمان پر لیگئے تو انکے لئے ابواب سموات و پردہ ہائے آسمان کھولدئے گئے ... اور ... دیکھتے اور سنتے تھے اللھم صل علی محمد و آل محمد صلوۃ کثیرا طیبا دائما ابدا۔

برخے از مناقب اہلبیت و تاکید محبت عالیشان و تعظیم سادات رفیع الدرجات

واضح رہے کہ مراد اہلبیت رسول ... سے قرآن و حدیث مین ذات قدسی صفات امیر المومنین اور انکی زوجہ مطہرہ جناب فاطمہ اور اولاد طاہرین ہین ازواج پیغمبر خدا اہلبیت مین داخل نہین چنانچہ صحیح مسلم و جامع الاصول سے نقل ہوا ہے کہ حصین بن سبرہ نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا ازواج پیغمبر بھی داخل اہلبیت ہین تو اس نے کہا نہین قسم بخدا کہ عورت کچھ عرصہ تک اپنے شوہر کے گھر مین رہتی ہے پھر وہ طلاق دیدیتا ہے تو اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے اہلبیت رسول اللہ انکے اقربا ہین جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور نور الابصار فی مناقب اہلبیت النبی المختار تصنیف سید مومن شبلنجی شافعی مصری مین سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین تصنیف ہوئی اور سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین مطبع میمنیہ مصر مین طبع ہوئی درمیان آیہ تطہیر مذکور ہے کہ مراد اہلبیت سے یہان علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ ہین قائل ہوئے ہین اس قول کے ابو سعید خدری اور ایک جماعت تابعین کی مثل مجاہد و ابو قتادہ کے پھر لکھا ہے کہ شاید اسکا یہ ہے کہ جسوقت آنحضرت نے نصارائے نجران کے ساتھ ارادۂ مباہلہ کیا اور آیہ شریفہ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم نازل ہوئی تو آپ برآمد ہوئے حالانکہ امام حسینؑ آپکی گود مین تھے اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور جناب فاطمہؑ آپکے پیچھے اور امیر المومنینؑ فاطمہؑ کے پیچھے تھے۔ اور حضرت رسولخدا انسے کہتے جاتے تھے کہ جب مین دعا کرون تو تم آمین کہنا۔ نجرانیون کے اسقف (پادری) نے انکو بایں ہیئت دیکھا تو پکارا اے قوم نصارے مین ایسی صورتین دیکھتا ہون کہ اگر حقتعالے سے درخواست کرین کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے تو البتہ حقتعالے انکی خاطر سے پہاڑ کو اسکی جگہ سے دور کردیگا زنہار تم ان کی ساتھ مباہلہ نہ کرنا نہین تو ہلاک ہو جاؤگے اور ایک نصرانی روئے زمین پر باقی نرہے گا۔ پس اس بیان کے موافق ابناءنا سے حسنین علیہما السلام اور نساءنا سے حضرت فاطمہ اور انفسنا سے نفس رسول اللہ علی ابن ابیطالب مراد ہین۔ پھر ذرا آگے بڑھکر صاحب نور الابصار کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول کہ اہلبیت سے یہی چارون حضرات مراد ہین انکے سوا کوئی دوسرا نہین وہ ہے کہ میلان کیا ہے اسکی طرف فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اور زمخشری نے کشاف مین چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ جب آیہ شریفہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہہ اے محمد کہ مین تمسے اپنی رسالت پر کوئی اجرت و مزدوری نہین مانگتا الا محبت اپنے اقربا کی چاہتا ہون نازل ہوئی۔ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ آپکے اقربا جنکی محبت آپ چاہتے ہین کون ہین فرمایا علیؑ و فاطمہ اور انکے دو بیٹے اور نیز دلالت کرتا ہے اس پر جو کچھ کہ امیر المومنین علیؑ سے روایت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے رسول اللہ سے شکایت کی کہ لوگ ہم پر حسد کرتے ہین فرمایا یا علیؑ تو راضی نہین کہ چوتھا ہو ان چار کا کہ سب سے پہلے داخل جنت ہونگے یعنی مین اور تو حسنینؑ اول جنت مین داخل ہونگے اور

ہماری ازواج ہمارے دہنے بائین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہوگی۔ اور نیز آیہ تطہیر انہین حضرات کے شان مین نازل ہوئی ہے وہو قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً ترجمہ ارادہ نہین کرتا حقتعالےٰ مگر یہ کہ اے اہلبیت تمسے ہر ایک رجس و پلیدی کو دور کرے۔ اور پاک کرے تمکو پاک کرنا۔ اور شہرت اسکی مخصوص بآل عبا ہونیکی اسقدر ہے کہ ابن حجر جیسے متعصب نے بھی اسکا اقرار کیا ہے چنانچہ صواعق محرقہ مین کہتا ہے اکثر المفسرین علی انہا نزلت فی علی وفاطمۃ والحسن والحسین لتذکیر ضمیر عنکم وما بعدہ یعنی اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہ آیہ علی و فاطمہ و حسنین کے حق مین نازل ہوئی ہے بوجہ مذکر ہونے ضمیر عنکم اور اسکے مابعد یطہرکم۔ یعنی اگر ازواج پیغمبر اسمین داخل ہوتین تو بوجہ کثرت انکی ضمیرین مونث ہوتین نہ مذکر۔ پھر ابن حجر کہتا ہے کہ احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ شریفہ پانچ اشخاص پیغمبر خدا و علی مرتضےٰ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے حق مین نازل ہوئی ہے اور اخراج کیا ہے طبرانی نے کہ رسول اللہ نے انحضرت کو عبا مین داخل کیا اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا۔ اور نور الابصار مین ہے کہ خطیب نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ تشریف لائے اور وہ حضرت ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوئے تھے پس حسن آئے آپنے انکو اسمین لیلیا بعد ازان حسین آئے انکو بھی اسمین داخل کیا پھر علی و فاطمہ آئے انپر بھی اسی کو اوڑھا دیا پھر تلاوت فرمایا آیہ شریفہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت صاحب کتاب کہتے ہین کہ اسمین دلیل ہے اوپر نبوت انحضرت کے اور اوپر فضیلت آل عبا کے جملہ اصحاب پر۔ اور نیز بطرق متعددہ صحیحہ روایت ہوا ہے کہ رسول اللہ آئے اور انکے ساتھ علی و فاطمہ و حسن و حسین تھے حضرت نے ان دونو کو اپنے دونو زانوون پر بٹھالیا اور سب پر اپنی عبا کو اوڑھایا اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا پھر کہا پروردگارا یہ میرے اہلبیت مین انسے ہر ایک رجس و پلیدی کو دور کر۔ اور پاک کر انکو پاک کرنا۔ بروایتے فرمایا خداوندا یہ آل محمد ہین تو انپر برکات و صلوات بھیج جسطرح کہ ابراہیم پر برکات و صلوات بھیجی کہ تو حمید مجید ہے بروایتے ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے سرا چادر کا اٹھایا تاکہ مین بھی انمین شامل ہوجاؤن مگر حضرت نے اسکو میرے ہاتھ سے کھینچ لیا مینے کہا یا رسول اللہ مین بھی تو تمہارے ساتھ ہون فرمایا تو ازواج پیغمبر سے ہے اور عاقبت تیری بخیر ہے یعنی ہر چند تیری عاقبت بخیر ہے مگر اسمین شامل نہین ہوسکتی۔ نیز ام سلمہ کہتی ہین کہ رسول اللہ میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ کہ فاطمہ زہرا ایک پیالہ حریرہ کا لائین اور حضرت کے آگے رکھدیا آپ نے فرمایا تمہارے شوہر اور بیٹے کہان ہین عرض کی گھر مین ہین فرمایا انکو بلالاؤ فاطمہ گئین اور حضرت امیر و حسنین کو بلا لائین پس سب ملکر وہ طعام کھانے لگے حضرت رسولخدا نے اپنی عبا انپر اوڑھا دی تھی۔ کہ اسوقت آیہ تطہیر نازل ہوئی۔ بروایتے حضرت نے جبرئیل و میکائیل کو بھی اسوقت اپنے شریک کرلیا تھا۔ بموجب ایک روایت کے یہ فعل فاطمہ کے گھر مین واقعہ ہوا تھا اور شیخ محب الدین طبری نے کہا ہے کہ یہ فعل آنحضرت سے کئی دفعہ واقع ہوا۔ پھر صاحب کتاب کہتے ہین کہ ابن ابی شیبہ و احمد و ترمذی نے بسند حسن اور ابن جریر و ابن منذر و طبرانی و حاکم نے بسند صحیح انس سے روایت کی ہے کہ بعد نزول آیہ تطہیر کے حضرت رسولخدا کا معمول ہوگیا کہ جب نماز فجر کو گھر سے نکلتے اور خانہ فاطمہ کے پاس سے گذرتے تو فرماتے الصلوٰۃ اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً یعنی اے اہلبیت عصمت و طہارت و مورد آیہ تطہیر نماز کا وقت ہے اٹھو اور نماز مین حاضر ہو۔ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ آپ چالیس صباح اسطرح کہا کئے۔ اور اس روایت مین عبارت مذکورہ بالا سے اسقدر اور زیادہ کیا ہے السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ انما الخ

لیکن بموجب روایت ابن عباس [illegible] تک آپکا یہ معمول رہا اور بروایت ابن منذر و ابن جریر و طبرانی آٹھ مہینے اور بعض روایت نو مہینے بھی وارد ہوئی ہین۔ بہر کیف ابن حجر [illegible] یہ آیہ منبع فضائل اہلبیت ہے اور انکے غرر مناقب پر شامل کہ اسمین اعتنا و التفات کامل انکے حال [illegible] منسوب کیہ الرجم منا تاکید کی گئی ہے یعنی حقتعالےٰ انکے بارے مین یہ ارادہ کرتا ہے اور بجز اسکے کچھ نہین چاہتا کہ انکے تئین ہر رجس و اکراہ و اجبار عمر خطاب نے انکو [illegible] کمال ایمان مین نقص کا اندیشہ ہو پاک کرے اور تمام احوال و اخلاق مذمومہ سے انکو مطہر و معصوم گردانے اور بعض طرق احادیث نکاح کی درخواست اس سے انپر آتش دوزخ کا حرام کرنا مقصود ہے کہ غرض و غایت تطہیر کی وہی ہے پس اس سے توبہ و انابت کا انپر الہام کرنا اور امور و امراء و بزرگی انکا تمام و دائم رکھنا مقصود ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب خلافت خلافت نبی اور ملک و بادشاہی ہوگئی تو انسے لی یعنی امام حسن پر کہ خلافت تمام نہوا تو اسکی عوض انکو خلافت باطنی دی گئی حتے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ قطب الاولیاء ہر ایک زمانہ مین انہی سے ہوتا ہے۔ نیز ابن حجر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میرے دو فرزند حسن و حسین سید و سردار جوانان بہشت ہین اور انکے باپ انسے بہتر ہین نیز صواعق مین ہے کہ آپنے فرمایا یا علی فاطمہ مجھکو تجھسے محبوب تر ہے اور تم فاطمہ سے عزیز تر۔ نیز اسمین ہے کہ آپنے حذیفہ سے فرمایا کہ آجکی رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہین آیا اس نے باجازت حقتعالےٰ مجھے سلام کیا اور بشارت دی کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنہ مین اور حسن و حسین سردار جوانان بہشت۔ نیز نقل کیا ہے کہ ابو بکر امیر المومنین کی طرف بہت دیکھا کرتے تھے عائشہ نے جو اسکا سبب انسے دریافت کیا تو فرمایا رسول اللہ نے ارشاد کیا ہے کہ نظر کرنا طرف روئے علی کے عبادت ہے۔ نیز صواعق مین ہے کہ رسول اللہ مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور وجوہ صحابہ آپکی خدمت مین حاضر تھے۔ کہ علی علیہ السلام وہان تشریف لائے اور کھڑے ہوکر مقام نشست کو دیکھنے لگے اور رسولخدا دیکھتے تھے کہ کون انکے لئے جگہہ چھوڑتا ہے۔ ابو بکر نے کہ حضرت کے دہنے ہاتھ پر بیٹھے تھے کہا اے ابو الحسن یہان آؤ اور خود اپنے مقام سے سرک گئے تا اینکہ امیر المومنین آکر رسولخدا اور ابو بکر کے درمیان مین بیٹھ گئے اسوقت رسولخدا اسقدر خوش ہوئے کہ آثار خوشحالی و سرور چہرہ مبارک پر نمایان ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر اہل فضل کی فضیلت کو نہین جانتا مگر صاحب فضل ہی۔ افسوس کہ حضرت ابو بکر نے رسولخدا کے بعد اس جناب کی فضیلت کو نجانا اور اسوقت انکے لئے جگہہ نہ چھوڑی پس بموجب اس حدیث کے خود اپنی فضیلت کو کھو بیٹھے۔ نیز ابن حجر نے تاریخ دمشق سے نقل کیا ہے کہ سال رمادہ ۱۷ہ ہجری مین چند بار مسلمانون نے بارش کی دعا مانگی مگر کچھ فائدہ نہوا ایکبار عمر عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے اور کہا اے عم رسول اس مرتبہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ عباس نے جملہ بنی ہاشم کو جمع کیا اور امر کیا کہ غسل کرین اور لباس پاکیزہ پہنین اور خوشبو لائے اور انکو معطر کیا پھر امیر المومنین کو آگے کیا اور امام حسن کو انکے دہنے اور امام حسین کو بائین طرف اور آپ معہ جملہ بنی ہاشم آنحضرت کے پیچھے ہوئے اور عمر سے کہا کہ اور کسی کو ہمارے ساتھ نہونے دو پس اس صورت سے مصلے پر گئے اور دعا کی۔ جابر کہتے ہین کہ ہنوز ہم دعا سے فارغ نہوئے تھے کہ آسمان سے پانی پڑنا شروع ہوا اور اسقدر برسا کہ ہم پانی ہی پانی مین واپس آئے۔ اور نیز صواعق مین ہے کہ رسولخدا نے فرمایا جو کوئی دوست رکھے مجھکو اور حسنین کو اور انکے ماں باپ کو وہ میرے ساتھ میرے درجہ مین بہشت مین ہوگا نیز صواعق مین نقل کیا ہے کہ ابو بکر قسم کھاکر کہتے تھے کہ اقربائے محمد مجھکو اپنے اقرباء سے زیادہ تر محبوب ہین۔ اگر یہ ارشاد حضرت عتیق کا صحیح ہوتا تو امیر المومنین سے خلافت اور

فاطمہ زہرا سے فدک نہ چھینتے نور الابصار مین ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک دن کی دوستی [illegible] ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے جو اسپر مرے داخل جنت ہو اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ آگاہ رہو جو [illegible] مریگا شہید مریگا [illegible] کے گناہ بخشے جائینگے اور وہ تائب شمار ہوگا اور آگاہ رہو کہ جو محبت آل پر مریگا مومن کامل الایمان مریگا ملک [illegible] اور آگاہ رہو کہ جو محبت آل محمد پر مریگا وہ جنت مین اسطرح خوشی خوشی جایگا جیسے عروس اپنے شوہر کے گھر جاتی [illegible] دو دروازے جنت کیطرف کھل جائینگے اور حقتعالے اسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ قرار دیگا اور وہی اہل سنت و [illegible] رہو کہ جو بغض آل محمد پر مریگا قیامت کے روز عرصہ محشر مین آئیگا تو اسکی دو آنکھون کے درمیان لکھا ہوگا [illegible] رحمت خدا سے ناامید ہے اور آگاہ رہو کہ جو آل محمد کی عداوت پر مریگا وہ کافر مریگا اور بوئے جنت نہ سونگھیگا۔ اور صواعق محرقہ مین نجم [illegible] سے نقل کیا ہے کہ قاریان قرآن سے ایک شخص جب امیر تیمور کی قبر پر گزرتا تو اس آیہ کو پڑھتا خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ [illegible] اور غل در زنجیر کردہ پھر جہنم مین ڈالو اور اسکو بار بار کہتا تھا۔ کہ وہی نقل کرتا ہے کہ ایک روز مین سوتا تھا خواب مین دیکھا کہ رسول اللہ تشریف رکھتے ہین اور تیمور لنگ آنحضرت کے برابر بیٹھا ہے مینے اسے جھڑکا کہ اے دشمن خدا تو اور یہ جگہہ اور چاہتا تھا کہ ہاتھ پکڑ کر وہان سے اٹھا دون کہ رسول اللہ مانع آئے اور فرمایا اسکو یہین بیٹھا رہنے دے کیونکہ یہ میری ذریت کو دوست رکھتا تھا اور جمال مرشدی اور شہاب نورانی نے کہا کہ امیر تیمور کا ایک بیٹا کہتا تھا کہ میرا باپ مرض الموت مین مبتلا ہوا تو ایک روز اسکو کمال اضطراب عارض ہوا اور اسکا چہرہ سیاہ اور رنگ متغیر ہوگیا پھر اسی کیفیت مین افاقہ ہوا تو سبب اس انقلاب کا پوچھا اسنے بیان کیا کہ ملائکہ عذاب میرے پاس آئے تھے مگر اسیوقت رسول اللہ بھی تشریف لائے اور فرمایا کہ اس سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ یہ میرے اہلبیت کو دوست رکھتا اور انپر احسان کرتا تھا پس وہ چلے گئے۔ ابن حجر اسکے بعد کہتا ہے کہ جب ان حضرات کی محبت نے اس ظالم کو کہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین نفع بخشا تو اورون کو کیونکر سعید نہوگی۔

تعظیم سادات

لیکن تعظیم سادات پس صاحب نور الابصار کہتے ہین کہ ہمنے اپنے آقا علی خواص سے سنا کہ کہتا تھا کہ سید کا حق ہمپر یہ ہے کہ اپنی جان کو اسپر قربان کرین کیونکہ رسول اللہ کا کریم خون اور گوشت اسمین سرایت کیے ہوئے ہے پس وہ ایک پارہ تن رسول اللہ ہے اور جز کا توقیر و اجلال مین وہی رتبہ ہے جو کل کا اور آنحضرت کے جز کی انکی وفات کے بعد وہی حرمت کرنا ہے جو انکی زندگی مین۔ عبداللہ بن حسن ایک روز عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی حاجت کو گئے عمر نے کہا جب تمہین کوئی ضرورت ہوا کرے کسی کو بھیجکر مجھکو وہین بلوا لیا کرو یا رقعہ لکھدیا کرو کیونکہ مجھکو شرم آتی ہے کہ حقتعالے تمکو میرے دروازہ پر دیکھے۔ اور بعض عالمون نے کہا ہے کہ حقوق سادات سے گو وہ نسب مین بعید ہون ہمپر یہ ہے کہ انکی رضا کو اپنی خواہشون پر مقدم کرین اور شرائط تعظیم و توقیر بجا لائین اور کسی تخت وغیرہ بلند چیز پر نہ بیٹھین جبکہ وہ زمین پر بیٹھے ہون۔ نیز نور الابصار مین کتاب مبین سے نقل کیا ہے کہ مقتضا ادب یہ ہے کہ کوئی غیر سید سیدہ عورت کے ساتھ نکاح نکرے۔ الا اسوقت جبکہ اپنے اوپر اعتماد رکھتا ہو کہ اسکے حکم و اشارے پر چلیگا اور اسکی جوتیان اسکے آگے رکھیگا اور جب وہ اسکے پاس آئیگی تو سر و قد اسکی تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوگا اور باوجود اسکے دوسری شادی نہین کریگا۔ اور معاش مین اسپر تنگی نہونے دیگا مگر جبکہ وہ خود تنگ عیشی مین رہنا پسند کرے **حقیر مؤلف**

کہتا ہے کہ ہمارے ان اطراف مین یہی قدیم دستور چلا آتا ہے کہ سیدون کی بیٹیان غیر سید نہین لیتے اور ادب کرتے تھے مگر اب معلوم ہوتا کہ شاید یہ رسم قائم نرہے کیا معنی کہ ابھی حال مین ایک دو نکاح سیدزادیون کے غیر سیدون سے ہوئے ہین ہر چند وہ کرنے والون پر سزاوار تو نہین ہوئے ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین لکھتے ہین کہ اور لوگ اپنی بیٹیان فخریہ سادات کو دیتے ہین مگر شریف غیر شریف کو نہین دیتا۔ الا باکراہ و اجبار عمر خطاب نے ام کلثوم کی خواہش مین کیا کچھ جد و کد نہین کی اور کسقدر اخبار و آثار اس مقدمے مین نہین لایا۔ حجاج نے دختر عبداللہ جعفر سے نکاح کی درخواست کی تو انہون نے ایک سال کی مہلت لیکر اپنے تئین اسکی اذیت سے چھوڑایا۔ مامون نے [illegible] امام محمد تقی سے شادی کی۔ اور امرا و بزرگ انکو بہت رغبت سے بیٹیان دیتے تھے۔ عبدالملک بن مروان نے امام زین العابدین کو اپنی دختر دینے کا ارادہ کیا مگر آنحضرت نے انکار کیا مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کی امام محمد تقی کے ساتھ شادی کی صاحب بن عباد وزیر نے ایک مفلس شکستہ حال سید کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا تو اسپر اعتراض کیا گیا تو اس نے یہ شعر جواب مین کہا ؎ الحمد للہ حمداً دائماً ابداً ٭ اذ صار سبط رسول اللہ لی ولدا ٭۔ خدا کا شکر ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کہ نواسہ رسول اللہ کا میری فرزندی مین داخل ہوا۔ **نیز** نور الابصار مین ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سید کی تعظیم نہین چاہیے جبکہ وہ محرمات کا مرتکب ہو۔ مگر معظم علماء اسکے برخلاف ہین اور کہتے ہین کہ تعظیم سادات جن امور مین کہ معصیت لازم نہ آئے مطلوب ہے ہر چند وہ زنا و لواطہ کا ارتکاب کرین اور شرب خمر و سرقہ و سحر و سود خواری اور کذب کے عامل ہون اور یتیمون کے مال کا کھانا اور زنان شوہردار کو متہم کرنا اور مومنین و مومنات کو ایذا دینا انکا شیوہ ہو خصوصاً جبکہ یہ امور کسی حاکم شرعی کے سامنے پایہ ثبوت کو نہ پہنچے ہون انکے حاسدون کے اوڑائے ہوئے ہون جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ جب تحقیقات ہوئی تو ثبوت نہین ہو سکا کہ حد شرعی اسپر جاری کیجائے۔ **سعدی** ؎ سادات نور دیدہ و اشراف عالمند ٭ از عزت محمد و از حرمت علی ٭ فرد اطعام معدہ دوزخ شود وے ٭ کامرد از محبت شان نیست ممتلی ٭ گر خوردہ از ایشان صادر شود مرنج ٭ نتوان شکست قیمت گوہر ز جاہلی ٭ از بہر آنکہ سید کونین گفتہ است ٭ الصالحون للہ والطالحون لی ٭ **نیز** صاحب نور الابصار نے مشارق الانوار شیخ عبدالرحمن الاجہوری المالکی سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک شخص اہل مغرب سے عازم بیت اللہ ہوا ایک نے اسکو دینار دیے کہ مدینہ پہنچکر کسی سید صحیح النسب کو دیدینا وہ مدینہ پہنچا تو سادات کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ تمام شیعہ بدگوئے شیخین ہین۔ اس نے انکو روپیہ دینے سے اکراہ کیا۔ اتفاقاً ایک روز ایک شخص اس سے ملا پوچھا کہ تو سید ہے کہا ہان پوچھا تیرا عقیدہ کیا ہے کہا شیعہ یہ سنکر خاموش ہوگیا اور مال ندیا رات کو سویا تو خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلائق پل صراط سے گزر رہی ہے۔ اس نے بھی گزرنے کا ارادہ کیا جناب فاطمہ اسے مانع آئین وہین جناب رسول خدا کو دیکھا آنحضرت سے شکایت کی آپنے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کیون تم اسکو نہین جانے دیتین فرمایا اس نے میرے فرزند کا رزق بند کر رکھا ہے حضرت نے فرمایا اس نے اسلیے اسکو روپیہ نہین دیا کہ وہ شیخین کی مذمت کرتا ہے اسوقت آپ ابوبکر و عمر کی طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا کیا تم میرے فرزند سے اسکا مواخذہ کروگے انہون نے کہا نہین بلکہ درگزر اور چشم پوشی کو کام مین لائینگے پس وہ جناب اس حاجی کیطرف ملتفت ہوئین اور فرمایا تجھکو میرے فرزند اور شیخین کے معاملے مین کیا مداخلت پس وہ شخص ترسان و لرزان خواب سے بیدار ہوا اور دینار

لیکر اُسیوقت اُس سید کی خدمت مین دوڑا گیا۔ اور جملہ دینار اسکے حوالے کیے وہ متعجب ہوا اُس نے تمام ماجرائے خواب بیان کیا۔ سید نے کہا مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ اب مین ان دونو کی بدگوئی نکرونگا **مولف** کہتا ہے کہ ان روایات سے کہ جو انکی معتبر کتابون کی ہین ہمارے اس نواح کے سُنی بھائی سبق لین اور بہرکیف سادات کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھین یہ نہو سکے تو اسنا تو کرین کہ انکی توہین و تحقیر سے تو باز رہین یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین سے تو نہین بدتر بخالین دیکھو شیخین نے تمہارے ہی قول کے بموجب کیسے اُس سید بدگو کو حضرت فاطمہؑ کی خاطر معاف کر دیا اگر روز قیامت بھی وہ اسی طرح جملہ سادات مومنین کو عفو کر دین تو پھر تم کہ اُن کو ستاتے اور کمال حقارت کرتے ہو نہ ادھر کے رہو گے نہ اُدھر کے۔ اور اپنے برادران سیدزادگان کو کہتے ہین کہ تم اپنے آبا طاہرین کی کہ جنکے ذریعہ تمکو یہ فخر و شرف حاصل ہے ٹھیک پیروی کرو اور اخلاق کریمہ و آداب حسنہ سے آراستہ ہو اور اعمال صالحہ کی بجاآوری مین ساعی و سرگرم رہو اور ایسا کرو کہ ہمہ تن نیکی بنکر اورون کے لئے نمونہ صلاح و تقوے ہو جاؤ تب تو تم ان مناقب و مفاخر کے کہ تمہارے لئے خدا و رسول کی طرف مقرر ہین مستحق ہو گے ورنہ یاد رہے کہ قیامت کے روز حقتعالےٰ کے نزدیک اسی کی زیادہ عزت و توقیر ہے جو تقوے و پرہیزگاری مین بڑھا ہوا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اسپر نص قاطع ہے اور رسول اللہ نے تمہارے ہی سنانے کو حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اگر اچھے کام نکرو گی تو حقتعالےٰ تمکو جہنم مین ڈالدیگا۔ اگر تمہارے اطوار درست نہونگے تو ہمکو اندیشہ ہے کہ ایسا نہو کہ اُمتی تو تمہاری تعظیم و بزرگداشت سے ثواب پاکر جنت مین چلے جائین اور تم اپنے کردار زشت سے داخل جہنم ہو اُسوقت جسقدر حسرت و افسوس ہوگا اسکا اندازہ تمہین اچھی طرح سے لگاسکتے ہو

شمشیر و زرہ و عمامہ و سواری حضرت امیر المومنینؑ

ہرچند ذوالفقار حیدر کرار کا ذکر پہلے اس کتاب مین ہو چکا ہے الآیہان اور احادیث اس مقدمہ مین مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیجاتی ہین۔ قولہ تعالےٰ **وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ** اور اُتارا اور نازل کیا ہمنے آہن کو ابن عباس اسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ حقتعالےٰ نے حضرت آدم کو جنت سے دنیا مین بھیجا تو ذوالفقار اُنکے ساتھ تھی کہ برگ مورد بہشت سے خلق ہوئی تھی۔ پھر فرمایا **فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ** اس لوہے مین ہے خوف اور ہیبت سخت پس آدمؑ اس سے اپنے اعدا اجنہ و شیاطین کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے اور اُس تلوار پر لکھا ہوا تھا کہ میرے بعد انبیا و صدیقین ہے بعد دیگرے اس تیغ سے جنگ کرینگے حتے کہ امیر المومنین علیؑ کو پہنچے گی وہ نبی اُمی کی اس سے حمایت کرینگے **وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ** اور اسمین فائدے ہین آدمیون کے لئے یعنی محمدؐ و علیؑ اس سے منتفع ہونگے اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اور بیشک اللہ توانا اور عزت والا ہے کہ نقمت کفار کو ساتھ علیؑ کے رد کرتا ہے۔ صاحب مناقب کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب امامیہ متفق ہین اس امر پر کہ اس آیہ مین مراد حدید سے ذوالفقار ہے کہ آسمان سے اُتری اور حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ کو عنایت کی۔ حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اسکا نام ذوالفقار کیون ہوا فرمایا اسلئے کہ جسپر امیر المومنینؑ اسے چلاتے تھے وہ دنیا مین زندگی سے فقیر و محتاج ہو جاتا تھا اور آخرت مین بہشت سے۔ باسناد کثیرہ خالد ولید سے نقل ہوا ہے کہ اُس نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ اپنے دست مبارک سے زرہ کی کڑیان بند کرتے اور اسکی اصلاح فرماتے ہین کہا آپ یہ عمل داؤد پیغمبر کا کرتے ہین فرمایا یا خالد حقتعالےٰ نے داؤد پر آہن نرم کیا کیا ہمپر نہ کریگا۔ کتاب شرف المصطفےٰ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کے پاس ایک عمامہ تھا جسکو سحاب کہتے تھے وہ حضرت اکثر اُسکو اپنے سر پر باندھا کرتے آپکے بعد وہ علیؑ کو پہنچا وہ اسکو باندھتے بعض اوقات آپ اسکو باندھکر یکایک نکل آتے اور فرماتے

وصف شمشیر ذوالفقار

اَتَاکُمْ عَلِیٌّ فِی السَّحَابِ یعنی علیؑ عمامہ سحاب باندھے تمہارے پاس آگیا۔ اور مرکوب آپکا استر سبزہ رنگ تھا جسکو دلدل کہتے تھے۔ رسول اللہ نے آپکو بخشا تھا۔ اور اُسکا نام دلدل اسلئے تھا کہ بروز حنین جبکہ مسلمین منہزم ہوئے تو حضرت رسولؐ اُس خچر پر سوار تھے حضرت نے اُسے فرمایا **دُلْدُل** یعنی نیچے لٹک جا اور فروہشتہ ہو جا۔ پس وہ اسقدر پست ہوا کہ اپنا شکم زمین سے لگا دیا۔ اور حضرت رسولؐ خدا نے ایک مشت خاک زمین سے اُٹھا کر انکے منہہ پر ماری۔ بعد ازان وہ استر حضرت امیر المومنینؑ کو دیدیا تھا وہ گھوڑے سے قد مین پست تھا۔ نقل ہے کہ کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپ گھوڑے پر کسلئے سوار نہین ہوتے فرمایا گھوڑا بھاگنے اور دوڑنے کے لئے ہے سو مین کبھی دشمن کے آگے سے فرار نہین کرتا اور نہ کسی بھاگے ہوئے کا تعاقب کرتا ہون بروایتے فرمایا **لَا اُقْبِلُ عَلٰی مَنْ فَرَّ وَلَا اُفِرُّ مِمَّنْ کَرَّ وَالْبَغْلَةُ تَکْفِیْنِیْ** کہ جو میرے سامنے سے بھاگ جائے اسکی طرف متوجہ نہین ہوتا ہون اور جو مجھپر حملہ آور ہو اُس سے بھاگتا نہین اور استر مجھکو کفایت کرتا ہے۔ سعید بن قیس ہمدانی نے میدان موقعہ جنگ مین آپ کو دیکھا کہ صرف دو پارچہ زیب تن ہین عرض کی یا امیر المومنینؑ اس موقعہ پر اور یہ لباس یعنی یہان زرہ پہنکر اور ہتھیار لگا کر آنا چاہیے تھا فرمایا اے سعید کوئی بندہ خدا کا ایسا نہین کہ اسپر دو فرشتے نگہبان موکل نہون کہ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے اور کوئین مین جا پڑنے سے اسکی حفاظت کرتے ہین مگر جب قضا آتی ہے تو وہ اُسے چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہین۔ اور حضرتؑ کی زرہ پر لکھا ہوا تھا **اَیَّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرْ** کہ کس روز مین موت سے گریز کرون اُس روز جو مقدر نہین ہوا یا جو موت کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہتے ہین کہ حضرت کی زرہ مین قب یعنی پشت نہ تھی۔ اس طرف صرف ایک سطر مثل درہم معلوم ہوتی تھی اسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا مین کبھی جنگ مین پشت نہین موڑتا کہ اس سمت کی حفاظت ضرور ہو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ عباس ابن عبد المطلب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور رسول اللہ کی میراث انسے طلب کی حضرت نے فرمایا کہ دلدل ذوالفقار و زرہ عمامہ آنحضرتؐ کا کہ مجھکو پہنچا ہے میرا حق ہے تم ناحق اسکے درپے نہو کہا ضرور تمکو یہ اشیا مجھے دینی پڑینگی کیونکہ مین تمسے زیادہ انکا حقدار ہون مین چچا آنحضرتؐ کا ہون اور تم چچازاد بھائی۔ پس حضرت امیرؑ انکو ہمراہ لئے مسجد رسول اللہ مین آئے اور اور لوگ بھی حضرت کی ہمراہ تھے۔ اور وہان پہنچکر حکم کیا کہ زرہ عمامہ ذوالفقار و استر کو حاضر کرین حاضر ہوئین تو فرمایا اے چچا اگر تم ان سب کو یا انمین سے ایک کو بھی لیجا سکو تو لیجاؤ تمہارا مال ہے مینے تمکو دیدین۔ اور جو تم نہ لیجاسکو تو تمہارا انمین کوئی حق نہین بتحقیق میراث انبیا انکے اوصیا کو پہنچتی ہے۔ عباس نے کہا اچھا امیر المومنینؑ نے درع رسولؐ خدا اپنے ہاتھ سے عباس کو پہنائی اور عمامہ سر پر باندھا اور تلوار کمر مین لگائی۔ اور کہا اے عمو یہ چیزین لیکر جاؤ ہرچند انہون نے چاہا مگر حرکت نکر سکے اور حیران ہوگئے کہ کیا کرین حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ استر بھی صرف میرے اور میری اولاد کے لئے ہے۔ اگر تم اسپر سوار ہو سکو تو اسکو لیجاؤ پس مسجد سے نکلے انکے ساتھ ایک مرد بنی عدی سے تھا۔ اُس نے کہا اے عم رسول اللہ تمکو علیؑ نے ان چیزون مین تو فریب دیا اب خچر کے بارے مین تو انکا فریب نہ کھاؤ سو جب پاؤن رکاب مین رکھو تو اللہ کا نام لو اور بسم اللہ کہو اور یہ آیۃ پڑھو اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا راوی کہتا ہے کہ استر نے جو ہین عباسؓ کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک ایسی چیخ ماری کہ عباس غش کھا کر گر پڑے۔ لوگ جمع ہوگئے انکو کہا کہ اسکو پکڑے رہو مگر اُس نے سوار ہونے دیا پھر امیر المومنینؑ نے ایک اسم پڑھا کہ ہمنے کبھی پہلے نہ سُنا تھا اسکو سُنکر استر خاضع

وصف استر دلدل

لیکر اُسیوقت اُس سیّد کی خدمت مین دوڑا گیا۔ اور جملہ دینار اُسکے حوالے کئے وہ متعجب ہوا اُس نے تمام ماجرائے خواب بیان کیا۔ سیّد نے کہا مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ اب مین اِن دونو کی بدگوئی نکرونگا **مولف** کہتا ہے کہ اِن روایات سے کہ جو اُنکی معتبر کتابون کی ہین ہمارے اِس نواح کے اُسنی بھائی سبق لیں اور بہرکیف سادات کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھیں یہ نہو سکے تو اتنا تو کرین کہ اُنکی توہین و تحقیر سے تو باز رہین یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین سے تو انہین بدتر نجالین دیکھو شیخین نے تمہارے ہی قول کے بموجب کیسے اُس سیّد بدگو ئے کو حضرت فاطمہؑ کی خاطر معاف کر دیا اگر روز قیامت بھی وہ اِسی طرح جملہ سادات مومنین کو عفو کر دین تو پھر تم کہ اُن کو ستاتے اور کمال حقارت کرتے ہو نہ اِدھر کے رہوگے نہ اُدھر کے۔ اور اپنے برادران سیّد زادگان کو کہتے ہین کہ تم اپنے آبا ر طاہرین کی کہ جنکے ذریعہ تمکو یہ فخر و شرف حاصل ہے ٹھیک پیروی کرو اور اخلاق کریمہ و آداب حسنہ سے آراستہ ہو اور اعمال صالحہ کی بجا آوری مین ساعی و سرگرم رہو اور ایسا کرو کہ ہمہ تن نیکی بنکر اورون کے لئے نمونہ صلاح و تقوےٰ ہو جاؤ تب تو تم اُن مناقب و مفاخر کے کہ تمہارے لئے خدا و رسولؐ کی طرف مقرر ہین مستحق ہوگے ورنہ یاد رہے کہ قیامت کے روز حقتعالےٰ کے نزدیک اُسی کی زیادہ عزت و توقیر ہے جو تقوے و پرہیزگاری مین بڑھا ہوا ہے **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** اسپر نص قاطع ہے اور رسول اللہ نے تمہارے ہی سنانے کو حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اگر اچھے کام نکرو گی تو حقتعالےٰ تمکو جہنم مین ڈالدیگا۔ اگر تمہارے اطوار درست نہونگے تو تمکو اندیشہ ہے کہ ایسا نہو کہ اُمتی تو تمہاری تعظیم و بزرگداشت سے ثواب پاکر جنت مین چلے جائین اور تم اپنے کردار زشت سے داخل جہنم ہو اُسوقت جسقدر حسرت و افسوس ہوگا اُسکا اندازہ تمہین اچھی طرح سے لگا سکتے ہو **شمشیر و زرہ و عمامہ و سواری حضرت امیر المومنینؑ**۔ ہر چند ذوالفقار حیدر کرار کا ذکر پہلے اس کتاب مین ہو چکا ہے الّا بیان اور احادیث اِس مقدمہ مین مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیجاتی ہین۔ قولہ تعالےٰ **وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ** اور اُتارا اور نازل کیا ہمنے آہن کو ابن عباس اِسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ حقتعالےٰ نے حضرت آدم کو جنت سے دنیا مین بھیجا تو ذوالفقار اُنکے ساتھ تھی کہ برگ مورد بہشت سے خلق ہوئی تھی۔ پھر فرمایا **فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ** اِس لوہے مین ہے خوف اور ہیبت سخت پس آدم اِس سے اپنے اعدا اجنہ و شیاطین کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے اور اُس تلوار پر لکھا ہوا تھا کہ میرے بعد انبیار و صدیقین یکے بعد دیگرے اِس تیغ سے جنگ کرینگے حتے کہ امیر المومنین علیؑ کو پہنچے گی وہ نبی اُمّی کی اِس سے حمایت کرینگے **وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ** اور اِسمین فائدے ہین آدمیون کے لئے یعنی محمدؐ و علیؑ اِس سے منتفع ہونگے **اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ** اور بیشک اللہ توانا اور عزت والا ہے کہ نقمت کفار کو ساتھ علیؑ کے روکتا ہے۔ صاحب مناقب کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب امامیہ متفق ہین اِس امر پر کہ اِس آیہ مین مراد حدید سے ذوالفقار ہے کہ آسمان سے اُتری اور حضرت رسولِ خدا نے علیؑ کو عنایت کی۔ حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اُسکا نام ذوالفقار کیون ہوا فرمایا اِسلئے کہ جسپر امیر المومنین اُسے چلاتے تھے وہ دنیا مین زندگی سے فقیر و محتاج ہو جاتا تھا اور آخرت مین بہشت سے۔ باسناد کثیرہ خالد ولید سے نقل ہوا ہے کہ اُس نے دیکھا کہ امیر المومنین اپنے دست مبارک سے زرہ کی درزین بند کرتے اور اُسکی اصلاح فرماتے ہین کہا آپ یہ عمل داؤد پیغمبر کا کرتے ہین فرمایا یا خالد حقتعالےٰ نے داؤد پر آہن نرم کیا گیا ہمپر نہ کرتا۔ کتاب شرف المصطفےٰ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ کے پاس ایک عمامہ تھا جسکو سحاب کہتے تھے وہ حضرت اکثر اُسکے تئین سر پر باندھا کرتے آپکے بعد وہ علیؑ کو پہنچا وہ اُسکو باندھتے۔ بعض اوقات آپ اُسکو باندھکر یکبیک نکل آتے اور فرماتے

وصف شمشیر ذوالفقار

اَتَاکُمْ عَلِیٌّ فِی السَّحَابِ یعنی علیؑ عمامہ سحاب باندھے تمہارے پاس آ گیا۔ اور مرکوب آپکا اُستر سبزہ رنگ تھا جسکو دلدل کہتے تھے۔ رسول اللہ نے اُنکو بخشا تھا۔ اور اُسکا نام دلدل اِسلئے تھا کہ بروز حنین جبکہ مسلمین منہزم ہوئے تو حضرت رسولِ خدا اُس خچر پر سوار تھے حضرت نے اُسے فرمایا **دُلْ دُلْ** یعنی نیچے لٹک جا اور فرو ہشتہ ہو جا۔ پس وہ اِسقدر پست ہوا کہ اپنا شکم زمین سے لگا دیا۔ اور حضرت رسولِ خدا نے ایک مشت خاک زمین سے اُٹھاکر اُنکے منہہ پر ماری۔ بعد ازان وہ اُستر حضرت امیر المومنینؑ کو دیدیا تھا وہ گھوڑے سے قد مین پست تھا۔ نقل ہے کہ کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپ گھوڑے پر کسلئے سوار نہین ہوتے فرمایا گھوڑا بھاگنے اور دوڑنے کے لئے ہے سو مین کبھی دشمن کے آگے سے فرار نہین کرتا اور نہ کسی بھاگے ہوئے کا تعاقب کرتا ہون بروایتے فرمایا **لَا اُقْبِلُ عَلٰی مَنْ فَرَّ وَلَا اُفِرُّ مِمَّنْ کَرَّ وَالْبَغْلَۃُ تَکْفِیْنِیْ** کہ جو میرے سامنے سے بھاگ جائے اُسکی طرف متوجہ نہین ہوتا ہون اور جو مجھپر حملہ آور ہو اُس سے بھاگتا نہین اور اُستر مجھکو کفایت کرتا ہے۔ سعید بن قیس ہمدانی نے میدان جنگ مین آپ کو دیکھا کہ صرف دو پارچہ زیب تن ہین عرض کی یا امیر المومنینؑ اِس موقعہ پر اور یہ لباس یعنی یہان زرہ پہنکر اور ہتھیار لگا کر آنا چاہئے تھا فرمایا اے سعید کوئی بندہ خدا کا ایسا نہین کہ اُسپر دو فرشتے نگہبان موکل نہون کہ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے اور کوئین مین جا پڑنے سے اُسکی حفاظت کرتے ہین مگر جب قضا آتی ہے تو وہ اُسے چھوڑکر الگ ہو جاتے ہین۔ اور حضرت کی زرہ پر لکھا ہوا تھا **اَیَّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرَ** کہ کس روز مین موت سے گریز کرون اُس روز جو مقدر نہین ہوا یا جو موت کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہتے ہین کہ حضرت کی زرہ مین قب یعنی پشت نہ تھی۔ اِس طرف صرف ایک سطر مثل درہم معلوم ہوتی تھی اِسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا مین کبھی جنگ مین پشت نہین موڑتا کہ اِس سمت کی حفاظت ضرور ہو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ عباس ابن عبد المطلب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور رسولؐ اللہ کی میراث اُنسے طلب کی حضرت نے فرمایا کہ دلدل ذوالفقار و زرہ عمامہ آنحضرتؐ کا کہ مجھکو پہنچا ہے میرا حق ہے تم ناحق اُسکے درپے ہو کہا ضرور تمکو یہ اشیار مجھے دینی پڑینگی کیونکہ مین تمسے زیادہ اُنکا حقدار ہون مین چچا آنحضرتؐ کا ہون اور تم چچازاد بھائی۔ پس حضرت امیرؑ اُنکو ہمراہ لئے مسجد رسول اللہ مین آئے اور اور لوگ بھی حضرت کی ہمراہ تھے۔ اور وہان پہنچکر حکم کیا کہ زرہ عمامہ ذوالفقار و اُستر کو حاضر کرین حاضر ہوئین تو فرمایا اے چچا اگر تم اِن سب کو یا اِنمین سے ایک کو بھی لیجا سکو تو لیجاؤ تمہارا مال ہے مینے تمکو دیدین۔ اور جو تم نہ لیجا سکو تو تمہارا اِنمین کوئی حق نہین بتحقیق میراث انبیا اُنکے اوصیا کو پہنچتی ہے۔ عباس نے کہا اچھا امیر المومنینؑ نے درع رسولِ خدا اپنے ہاتھ سے عباس کو پہنائی اور عمامہ سر پر باندھا اور تلوار کمر مین لگائی۔ اور کہا اے عمو یہ چیزین لیکر جاؤ ہر چند اُنہون نے چاہا مگر حرکت نکر سکے اور حیران تھے کہ کیا کرین حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ اُستر بھی صرف میرے اور میری اولاد کے لئے ہے۔ اگر تم اِسپر سوار ہو سکو تو اُسکو لیجاؤ پس مسجد سے نکلے اُنکے ساتھ ایک مرد بنی عدی سے تھا۔ اُس نے کہا اے عم رسولؐ اللہ تمکو علیؑ نے اِن چیزون مین تو فریب یا اب خچر کے بارہ مین تو اُنکا فریب نہ کھاؤ سو جب پاؤن رکاب مین رکھو تو اللہ کا نام لو اور بسم اللہ کہو اور یہ آیۃ پڑھو **اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا** راوی کہتا ہے کہ اُستر نے جو ہین عباسؓ کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک ایسی چیخ ماری کہ عباس غش کھا کر گر پڑے۔ لوگ جمع ہو گئے اُنکو کہا کہ اِسکو پکڑے رہو مگر اُس نے سوار ہونے دیا پھر امیر المومنینؑ نے ایک اسم پڑھا کہ ہمنے کبھی پہلے نہ سُنا تھا اُسکو سُنکر اُستر خاضع

وجہ تسمیہ دلدل

نزاع عباس بن عبد المطلب

اور رام ہوگئی حضرت نے پاؤن رکاب مین رکھا اور اُسپر سوار ہوگئے پھر حسنین علیہما السلام کو امر کیا وہ سوار ہوئے اُس نے ذرا سر تک نہ ہلایا پھر اپنے عمامہ بلند کیا اور زرہ پہنی اور تلوار کمر مین لگائی اور اُسپر سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور کہتے جاتے تھے یہ احسان الٰہی ہے لیبلونی ءاشکر ام اکفر تاکہ آزمائے وہ کہ مین اُسکا شکر کرتا ہون یا نہین۔

لواء و خاتم آنحضرت علیہ السلام

حدیث مین ہے کہ سب سے پہلے جس نے نشان بنایا ابراہیم خلیل تھے۔ قریش مین رایت و لواء دونو قصیؑ بن کلاب کے ہاتھ مین تھے پھر رایت عبدالمطلب کے ہاتھ مین آیا چنانچہ رسولخدا مبعوث برسالت ہوئے تو اُنہون نے بنی ہاشم مین اُسے برقرار رکھا اور علیؑ کے حوالے کیا اور لواء اُسوقت بنی عبدالدار مین تھا۔ حضرتؐ نے مصعب بن عمیر کو عنایت کیا۔ پھر جنگ احد مین مصعبؓ شہید ہوا تو وہ بھی علیؑ کو بخشا اُسوقت سے حضرت علیؑ جامع رایت و لواء دونو تھے اور دونو کا رنگ سفید ہوتا تھا۔ زید بن علیؑ سے منقول ہے کہ جنگ احد مین امیرالمومنینؑ کے ہاتھ مین چوٹ لگی تو لواء اُن کے ہاتھ سے گر گیا مسلمان اُسکے لینے کی حرص کرتے تھے مگر حضرت رسولخداؐ نے حکم دیا کہ اُنکے بائین ہاتھ مین دیدو چنانچہ مقداد بن اسود نے اُٹھا کر اُنکو دیدیا اور حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تو دنیا و آخرت مین میرا علمبردار ہے۔ اعتقاد اہل سنت سے نقل ہوا ہے کہ جابر بن سمرہ نے عرض کی یا رسول اللہ بروز قیامت آپکا علم کون اُٹھائیگا فرمایا اور کون اُٹھا سکتا ہے جو دنیا مین اُٹھاتا ہے وہی آخرت مین بھی اُٹھائیگا یعنی علی ابن ابیطالبؑ اُٹھائین گے اور نیز رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ بروز قیامت آدمؑ اور انکی اولاد میرے علم کے سایہ مین ہونگے اور علیؑ ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار اُسے لئے ہونگے اور منادی آواز دیگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا اینکہ اس نشان کے ساتھ ساتھ خلقت داخل جنت ہوگی۔ اور فرمایا حضرت رسالت پناہؐ نے کہ جبرئیل قیامت کو ایک لواء لائینگے کہ اُسمین ستر شقے ایسے ہونگے کہ ہر ایک شقہ چاند سورج سے زیادہ وسیع ہوگا مین اُسوقت ایک کرسی پر کہ کرسیہائے نور سے جو ایک منبر پر منبرہائے قدس سے رکھی ہوئی بیٹھونگا مین اُس لواء کو لیکر علی ابن ابیطالبؑ کو دونگا۔ عمر خطاب نے کہا یا رسول اللہ علیؑ اُس لواء کو کیونکر اُٹھا سکین گے کہا اُس روز حقتعالےٰ اُنکو جبرئیل کی قوت آدمؑ کا نور رضوان کا علم اور یوسفؑ کا جمال عطا کریگا۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے نقل کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو انبیاء و صدیقین سے پہلے جنت مین داخل ہوگا علی ابن ابیطالبؑ ہے ابو دجانہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہین کہا کہ جنت انبیاء پر حرام ہے جبتک مین داخل نہون اور امتون پر حرام ہے جبتک میری امت نہ جائے۔ فرمایا ہان یہ درست ہے لیکن علی ابن ابیطالبؑ لواء الحمد لئے ہمارے آگے ہونگے پس وہ لامحالہ ہم سے پہلے داخل جنت ہونگے۔ سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے فرمایا یا علیؑ عقیق کی انگوٹھی پہن تاکہ مقربین سے ہو عرض کی مقربین کون ہین فرمایا جبرئیل و میکائیل کہا کس عقیق کی انگوٹھی پہنون مین یا رسول اللہ فرمایا عقیق سرخ کی۔ اور معصوم اور عائشہ سے منقول ہے کہ جبرئیل رسول اللہ پر نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ حقتعالےٰ تمکو سلام پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ انگشتر کہ اُسکا نگین عقیق کا ہو دہنے ہاتھ مین پہنو اور اپنے پسر عم کو کہو کہ وہ بھی عقیق کے نگین کی انگوٹھی دہنے ہاتھ مین پہنین۔ حضرت علیؑ نے پوچھا وہ کونسا عقیق ہے جسکی انگوٹھی کا حکم ہوتا ہے فرمایا عقیق یمنی۔ نیز منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے پاس چار انگوٹھیان تھین یاقوت کی بوجہ اُسکی بزرگی و شرافت کے فیروزہ کی برائے فتح و نصرت حدید چینی کی پے قوت و طاقت اور عقیق کی حرز و حفاظت کے واسطے۔ اور صحیح بخاری و شمائل ترمذی وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے کہ آپ نے

رحلت کی حالانکہ انگشتری دست یمین مین تھی۔ اور راغب اصفہانی نے اپنے محاضرات مین روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا اور اُنکے اصحاب تمام دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ جس نے سب سے پہلے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنی وہ معاویہ ہے اور وجہ معاویہ کی اس سنت رسولخدا و سنت خلفاء اربعہ کو ترک کرنیکی یہ ہے کہ عمرو عاص نے جو بروز تحکیم دہنے ہاتھ سے انگوٹھی نکالی اور کہا جیسے علیؑ کو خلافت سے اسطرح خلع کیا جسطرح اس انگوٹھی کو انگلی سے نکالا اور پھر بائین ہاتھ مین پہنکر کہا کہ معاویہ کو یون اُسپر نصب کیا جیسے اس انگوٹھی کو انگشت مین پہنا پس معاویہ نے اس واقعہ کی یاد مین ہمیشہ انگوٹھی بائین ہاتھ مین پہننی شروع کردی چنانچہ جملہ خلفاء بنی امیہ اُسکا تتبع کرتے اور دست یسار مین انگشتری پہنتے رہے مگر ابوالعباس سفاح نے اسکو ترک کیا اور دہنے مین پہننی شروع کی۔ مگر ہارون رشید نے پھر بائین ہی مین پہنی اور یہ سنت سنیون کے یہان باقی رہی مجلسی علیہ الرحمہ بعض رسائل مین لکھتے ہین کہ سُنی اقرار کرتے ہین کہ چند چیزین سنت رسول اللہ سے ہین مگر چونکہ رافضیون کا شعار ہوگیا ہے لہذا ہم اُنکو ترک کرتے ہین ایک انگوٹھی کو دہنے ہاتھ مین پہننا دوسرے جریدتین مُردے کے ساتھ رکھنا تیسرے قبر کو مسطح کرنا۔ پھر کہتے ہین اے عاقلو دیکھو اور نظر کرو انکی دینداری پر کہ کیسے کیسے بہانون سے سنتہائے رسول اللہ کو ترک کرتے ہین اور طرفہ یہ کہ پھر اپنا نام اہلسنت رکھا ہے باین معنی کہ ہم سنت رسولؐ پر عمل کرتے ہین۔ بالجملہ جاحظ نے کتاب نقوس الخواتیم مین لکھا ہے کہ آدم ادریس ابراہیم اسمعیل اسحق الیاس یعقوب داؤد سلیمان یوسف دانیال یوشیع ذوالقرنین یونس لوط ہود شعیب ذکریا یحییٰ صالح عزیر ایوب لقمان عیسیٰ محمد سب کے سب دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے ایک سائل معترض کے جواب مین فرمایا کہ امیرالمومنینؑ اس لئے دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے کہ وہ امام و پیشوا تھے اصحاب یمین کے اور حقتعالےٰ نے اصحاب یمین کی مدح فرمائی ہے اور اصحاب الشمال کی مذمت کی ہے اور نقش نگین حضرت امیرالمومنینؑ بنابر مشہور الملک للہ الواحد القہار تھا اور بروایتے حسبی اللہ اور بموجب ایک روایت کے اسندت ظہری الی اللہ

اقرباء و ازواج و خدام امیرالمومنین علیہ السلام

والدین آنحضرتؑ کا حال اس سے پہلے اس کتاب مین مفصل گزرا اور اسماء ازواج و اولاد جلد تہذیب مطبوعہ سابقہ مین مذکور ہوئے جنکا اعادہ یہان ضرور نہین۔ مشہور ہے کہ وہ حضرت جبتک فاطمہ زہراؑ زندہ رہین کسی دوسری عورت سے متمتع نہین ہوئے جیسے کہ جناب رسالتمآبؐ مادام حیات خدیجہ کسی اور سے متمتع نہین ہوئے۔ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے کل دس بیبیون کے ساتھ نکاح کیا چنانچہ چار اُنسے بوقت رحلت زندہ تھین۔ امامہ بنت زینب اسماء بنت عمیس لیلی تمیمیہ ام البنین اور اٹھارہ کنیز صاحب اولاد بوقت وفات موجود تھین۔ اور قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے بعد ازان ابوالہیاج عبداللہ بن ابوسفیان بن حارث مذکور نے امامہ بنت زینب زوجہ آنحضرتؑ سے آپکی وفات کے بعد درخواست نکاح کی تو اُنہون نے انکار کیا اور آنحضرتؑ سے روایت کی کہ ازواج نبی و وصی کو جائز نہین کہ اُنکے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرین بموجب اس روایت کے ازواج و کنیزان امیرالمومنینؑ اورون پر حرام تھین اور کسی نے اُن مین سے اورون کے ساتھ نکاح نہین کیا۔ اور اولاد امجاد کے بارہ مین ۲۵ سے لیکر ۳۵ تک کی روایت ہے مگر کشف الغمہ مین ہے کہ کل ۱۵ پسر و ۱۲ دختر تھین اور افضل اُنمین بعد اولاد جناب فاطمہؑ محمد بن حنفیہ ہین اور عباس بن امیرالمومنینؑ کو بوجہ اُنکے حسن و جمال کے ماہ بنی ہاشم کہتے تھے اور وہ تھے علمدار لشکر سید الشہداؑ

معرکہ کربلا میں اور سقاء اہلسنت تھے اور مع اپنے برادران اعیانی جان نثار ہوئے نور الابصار میں ہے کہ محمدؓ کو حضرت امام حسینؑ کے کربلا چلے جانیکی
خبر پہنچی تو طاش انکے سامنے رکھا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے یہ خبر سنکر اسقدر روئے کہ تمام طاش آنسوؤن سے بھر گیا۔ نیز صاحب کشف غمہ نے نقل
کیا ہے کہ حضرت کے ایک لڑکی دختر امرا القیس کلبی کے بطن سے سہ سالہ تھی جسکو آپ بہت دوست رکھتے تھے۔ اسکی زبان سے حرف لام نہین
نکلتا تھا بجائے لام کے دال کہتی تھی چنانچہ جب اس سے پوچھتے کہ تیری ماں کس قبیلہ سے ہے تو وہ کلب کہہ سکتی کدب کہتی اور پھر نہنھی سی جان اپنی
خطا کو معلوم کرتی اور شرمندہ ہوتی۔ اور برادران امیر المومنینؑ جیسا کہ گزرا کل تین تھے طالبؔ عقیلؔ وجعفرؔ۔ طالب سے اولاد نہین رہی۔ مسلم بن عقیل نے
جس دلیری سے حضرت امام حسینؑ کی حمایت میں جان قربان کی سب کو معلوم ہے اولاد جعفر سے عبد اللہ بن جعفر بہت مشہور و معروف گزرے
ہین داد و دہش و عطار و بخشش مین اپنا نظیر نرکھتے تھے ام کلثوم دختر امیر المومنین بنت فاطمہ زہراؑ آپ سے منسوب تھین۔ خواہر آپ کی ام ہانی
جمانہ یا فاختہ نام تھین جنکے گھر سے حضرت رسولخداؐ کو معراج ہوئی۔ انکے ایک بیٹا جعدہ بن ہبیرہ مخزومی تھا یہ بھانجا حضرت کو بہت عزیز تھا یہ وہی
جعدہ ہے کہ شب ضربت جبکہ ابتدائی شب سے حضرت ام کلثوم نے آپکا ہول و اضطراب دیکھا تو عرض کی آج آپ نماز صبح کو مسجد مین تشریف نیجائیے
جعدہ کو حکم دین کہ وہ نماز پڑھائے پہلے تو فرمایا ہان جعدہ کو کہلا بھیجو پھر فرمایا لامفر من القضاءِ موت سے کہین بھاگ نہین سکتے
اعمام آپ کے کل نو تھے بدین تفصیل حارث زبیرؔ حمزہؔ عبداقؔ ضرارؔ مقوم ابولہبؔ عباسؔ عبداللہؔ۔ عبد اللہ پدر رسولخدا و ابوطالب پدر امیر المومنین
ایک ماں سے تھے باقی مختلف البطن۔ اور عمات امیر المومنین بعینہ عمات خاتم المرسلینؐ چھ تھین امیمہؔ ام حکیمہؔ برہؔ عاتکہؔ صفیہؔ اروٰیؔ یہ سب
جد امجد اماؤن سے تھین۔ خال (اماموں) حنین بن اسد بن ہاشم خالہ خالدہ بنت اسد بن ہاشم۔ ربیب آپکا محمد بن ابی بکر کہ بروایت مروج الذہب
عابد ترین قریش تھا۔ کاتبان آنجناب عبد اللہ بن ابی رافع و سعید بن نمران ہمدانی و عبد اللہ بن جعفر و عبید اللہ بن عبد اللہ مسعود دربان سلمان
فارسی۔ موذن جویریہ بن مسہر عبدی و ابن نباح ہمدانی جسکو حجاج نے قتل کیا۔ اور خادم ابو نیزر کہ اولاد بادشاہان عجم سے تھا لڑکپن مین اسلام
کی طرف رغبت کی اور حضرت رسولخداؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہین رہتا رہا بعد وفات رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ و حسنینؑ کے ساتھ رہا اور
ایک ہزار غلام آپ کے تھے کہ انہین سے ہین قنبر و میثم جسکو حجاج ملعون نے قتل کیا۔ اور سعد و نصر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا مین شہید ہوئے
اور احمر جنگ صفین مین کام آیا اور انہین سے ہین غزوان و شبیب و میمون اور خادمہ فضہ زہرا و سلافہ + تم المجلد الاول من
التہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین علی ید مؤلفہ الفقیر الحقیر المعترف بالخطاء والتقصیر مظہر حسن الموسوی السہار نفوری
عفی عنہ فی شہور سنۃ ستۃ عشر بعد الالف و ثلثمائۃ من الہجرۃ المقدسۃ وانا ارجو من اللہ المفضل المنعام ان یتقبلہا من ہذا العبد المستہام
ویجعل لی ذخرا فی یوم القیام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام و آلہ البررۃ الکرام وعترتہ الخیرۃ العظام ما دام اللیالی والایام

بسمہ تعالیٰ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از جناب قدسی مآب قدوسی خطاب جناب سید جمعیت علی صاحب
سابق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر رئیس سہارنپور دامت برکاتہ در سنہ ہجری و عیسوی و بکرمی و فصلی

خوشا سید جید ابن رسولؐ
بود نام نامیش مظہر حسن
کہ علم التواریخ را آبروست
بہندی سنین ار بجوئی نشان
الٰہی بحق نبیؐ و علیؑ
مصنف بیابد مراد دلی

گل بوستان علیؑ و بتولؑ
فرید الزمن چشمہ علم و فن
محیط التواریخ۔ تاریخ اوست
۱۳۱۵ھ
بہشت التواریخ سمت بدان
۱۹۵۵

زہے عالم و فاضل مستند
نوشتہ بفضل خدائے قدیر
دگر احترام التواریخ نیز
۱۸۹۸ء
مجید التواریخ ہم گفتہ شد
۱۳۰۵
بود عمر و دولت چو طمش زیاد

خہے حاجی ناجی معتمد
کتابے بحال خباب اثر
بود عیسوی سال اے باتمیز
در سال فصلی چنین سفتہ شد
بدنیا و دین خورم و شاد باد

دیگر

قطعہ بہاریہ تاریخ تصنیف کتاب التہذیب المتین المسمی باسم تاریخی حالات مرتضوی نتیجہ فکر بلند و
طبع آسمان پیوند جناب مستطاب منشی سید احمد حسین صاحب رئیس سہارنپور برادر ابن عم جناب مصنف سلمہما اللہ تعالیٰ ۱۸۹۶ عیسوی

الا ساقی شوخ و سرمست ناز	کجائی سرت گردم اے نازنین
بصحراگران تا کران گل دمید	شمال و جنوب و یسار و یمین
دمن لالہ خیز و چمن عطر بیز	زمین مشک ریز و زمان عنبرین
جہان رشک ارتنگ و مینو سواد	زاسپرغم و لالہ آتشین
زابر سیہ مست و دریا نوال	فرو میچکد ہے چہ مستی ہین
چہ رنگ ست اخ اخ زہے نسترن	چہ بوئیست بخ بخ خوشا یاسمین
زغوغائے غوغائیان چمن	درافتادہ غلغل بہر گلزمین
مہیا کن اسباب عیش و نشاط	زآلات چینی بساطے بچین
بیاپے و ما دم بنوشان و نوش	مدہ فرصت از ساغر و ساتگین
بپایان مستی غم این و آن	فرامش کند قلب اندوہگین
کہ ساقی روے ساقی کوثر است	مباح است و جائز بشرع متین
رحیق مطہر بدہ تا کند	دلم را منور ز نور یقین
بمد ہوشی و عین مستی نہم	ز فرش زمین پا بعرش برین
کند محو از چنگ و ارغون و رود	بوجد آرد از عود و مزمار دین
نوید دگر میرسانم کنون	شمارا ایا معشر مومنین

بیا اے رخت رد کش صد بہار	بہاران رسید و مہ فرودین
زفیضان شبنم بدامان خویش	چمن چیدہ الماس و در ثمین
معطر جنان ساحت مرغزار	کہ پیشش ختن گرد و تاتار چین
بہ اورا من کبک و دراج و سار	شدہ بار بد مات و ہم رامتین
بہار نوے دارد ایدون بہار	تو گوئی بیامد ارم بر زمین
ز روحات گل عطر پرور دماغ	گلستان بر از عطسہ عنبرین
جہان ہفت در ہفت و ہر ہفت شد	بیار آے بزمے زہر ہفت سین
صراحی و جام آر و مینا بیار	سبو آر و خم آر و یکدم نشین
بجوش اندر آور مرا مثل خم	زلائے خم و بادۂ تہ نشین
بدہ چند فنجان صہبائے نور	زخم غدیر آر ما معین
میم دہ کہ سرمست سازد مرا	چو سلمان و عمار و روح الامین
کہ مخمور او بند خاصان حق	شب و روز مستند زو عارفین
بگو تا مغنی کند نغمہ ساز	دمد دم بہ نے مطرب مہ جبین
کہ اعلان یک امر تو مے کنم	صلائیست عام از پے متقین
جناب اخی میر مظہر حسن	جمیل الشیم عالم علم دین

معرکہ کربلا مین اور سفار المسنت تھے اور معہ اپنے برادران اعیانی جان نثار ہوئے نور الابصار مین ہے کہ محمدؓ کو حضرت امام حسینؑ کے کربلا چلے جانے کی خبر پہنچی تو طاش انکے سامنے رکھا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے یہ خبر سنکر اسقدر روئے کہ تمام طاش آنسوؤن سے بھر گیا - نیز صاحب کشف غمہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت کے ایک لڑکی دختر امراء القیس کلبی کے بطن سے سہ سالہ تھی جسکو آپ بہت دوست رکھتے تھے - اسکی زبان سے حرف لام نہین نکلتا تھا بجائے لام کے دال کہتی تھی - چنانچہ جب اس سے پوچھتے کہ تیری ماں کس قبیلہ سے ہے تو وہ کلب کہہ سکتی کدب کہتی اور پھر نہ ہی جان اپنی خطا کو معلوم کرتی اور شرمندہ ہوتی - اور برادران امیر المومنینؑ جیسا کہ گزرا کل تین تھے طالب عقیل و جعفر - طالب سے اولاد نہین رہی - مسلم بن عقیل نے جس دلیری سے حضرت امام حسینؑ کی حمایت مین جان قربان کی سب کو معلوم ہے اولاد جعفر سے عبداللہ بن جعفر بہت مشہور و معروف گزرے ہین داد و دہش و عطا و بخشش مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ بنت فاطمہ زہراؑ آپ سے منسوب تھین - خواہر آپ کی ام ہانی جمانہ یا فاختہ نام تھین جنکے گھر سے حضرت رسول خدا کو معراج ہوئی - انکے ایک بیٹا جعدہ بن ہبیرہ مخزومی تھا یہ بھانجا حضرت کو بہت عزیز تھا یہ وہی جعدہ ہے کہ شب ضربت جبکہ ابتدائی شب سے حضرت ام کلثوم نے آپکا ہول و اضطراب دیکھا تو عرض کی آج آپ نماز صبح کو مسجد مین تشریف نہ لیجائین جعدہ کو حکم دین کہ وہ نماز پڑھائے پہلے تو فرمایا ہان جعدہ کو کہلا بھیجو پھر فرمایا لا مفر من القضاءؑ موت سے کہین بھاگ نہین سکتے اعمام آپ کے کل نو تھے جنکی تفصیل حارث زبیر حمزہ غیداق ضرار مقوم ابولہب عباس عبداللہ - عبداللہ پدر رسول خدا و ابوطالب پدر امیر المومنین ایک ماں سے تھے باقی مختلف البطن - اور عمات امیر المومنین بعینہ عمات خاتم المرسلینؐ چھ تھین امیمہ ام حکیمہ برہ عاتکہ صفیہ اروی یہ سب جُدا جُدا ماؤن سے تھین - خال (ماموں) حنین بن اسد بن ہاشم خالہ خالدہ بنت اسد بن ہاشم - ربیب آپکا محمد بن ابی بکر کہ بروایت مروج الذہب عابد ترین قریش تھا - کاتبان انجناب عبداللہ بن ابی رافع و سعید بن نمران ہمدانی و عبداللہ بن جعفر و عبید اللہ بن عبداللہ مسعود دربان سلمان فارسی - موذن جویریہ بن مسہر عبدی و ابن نباح ہمدانی جسکو حجاج نے قتل کیا - اور خادم ابونیزر کہ اولاد بادشاہان عجم سے تھا لڑکپن مین اسلام کی طرف رغبت کی اور حضرت رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہین رہتا رہا بعد وفات رسول اللہ حضرت فاطمہؑ و حسنینؑ کے ساتھ رہا اور ایک ہزار غلام آپ کے تھے کہ انمین سے ہین قنبر و میثم جنکو حجاج ملعون نے قتل کیا - اور سعد و نصر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا مین شہید ہوئے اور احمر جنگ صفین مین کام آیا اور انمین سے ہین غزوان و ثبیت و میمون اور خادمہ فضہ زہرا و سلافہ ✤ تم المجلد الاول من التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین علی ید مولفہ الفقیر الحقیر المعترف بالخطاء والتقصیر مظہر حسن الموسوی السہارنپوری عفی عنہ فی شہور سنۃ ستۃ عشر بعد الالف و ثلثمائۃ من الہجرۃ المقدسۃ و انا ارجو من اللہ المفضل المنعام ان یتقبلہا من ہذا العبد المستہام و یجعل لی ذخرا الی یوم القیام والصلوۃ والسلام علی سید الانام و آلہ البررۃ الکرام و عترتہ الخیرۃ العظام ما دام اللیالی والایام

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از جناب قدسی مآب قدوسی خطاب جناب سید جمعیت علی صاحب سابق ڈپٹی مجسٹریٹ شہر رئیس سہارنپور دامت برکاتہ در سنہ ہجری و عیسوی و بکرمی و فصلی

نوشا سید جید ابن رسولؐ
بود نام نامیش مظہر حسن
کہ علم التواریخ را آبرو ست
بہندی سنین ار بجوئی نشان
الٰہی بحق نبیؐ و علیؑ

گل بوستان علیؑ و بتولؑ
فرید الزمن چشمۂ علم و فن
محیط التواریخ - تاریخ او ست
۱۳۱۶ھ
بہشت التواریخ سمت بدان
۱۹۵۵
مصنف بیابد مراد دلی

زہے عالم و فاضل مستند
نوشتہ بفضل خدائے قدیر
دگر احترام التواریخ نیز
۱۸۹۸ء
مجید التواریخ ہم گفتہ شد
۱۳۰۵
بود عمر و دولت چو علمش زیاد

خہے حاجی ناجی معتمد
کتابے بحال جناب ایشہ
بود عیسوی سال ای باتمیز
در سال فصلی چنین سفتہ شد
بدنیا و دین خورم شاد باد

دیگر

قطعہ بہاریہ تاریخ تصنیف کتاب التہذیب المتین المسمیٰ باسم تاریخی حالات مرتضوی نتیجۂ فکر بلند و طبع آسمان پیوند جناب مستطاب منشی سید احمد حسین صاحب رئیس سہارنپور برادر ابن عم جناب مصنف سلمہما اللہ تعالیٰ ۱۸۹۶ء

الا ساقی شوخ و سرمست ناز
بصحرا گران تا گران گل دمید
دمن لالہ خیز و چمن عطر بیز
جہان رشک ارتنگ و مینو سواد
ز ابر سیہ مست و دریا نوال
چہ رنگ ست اخ اخ زہے نسترن
ز غوغائے غوغائیان چمن
مہیا کن اسباب عیش و نشاط
بیا اے دما دم بنوشان و نوش
بپایان مستی غم این و آن
کہ ساقی دے ساقی کوثر است
رحیق مطہر بدہ تا کند
بمدہوشی و بے مستی نہم
کند محو از جنگ و ارغنون و رود
نویدے دگر میر سانم کنون

کجائی سرت گردم اے نازنین
شمال و جنوب و یسار و یمین
زمین مشک ریز و زمان عنبرین
ز اسپرغم و لالہ آتشین
فرو میچکد ہے چہ مستی ہین
چہ بوئیست بخ بخ خوشا یاسمین
در افتادہ غلغل بہر گلزمین
ز آلات چینی لباطے بچین
مدہ فرصت از ساغر و ساتگین
فرامش کند قلب اندوہگین
مباح است و جائز بشرع متین
دلم را منور ز نور یقین
ز فرش زمین پا بعرش برین
بوجد آر داز عود و مزمار دین
بشارا ایا معشر مومنین

بیا اے رخت رد کش صد بہار
ز فیضان شبنم بدامان خویش
معطر خیابان ساحت مرغزار
بہ اورا من کبک و دراج و سار
بہار نوے دارد ایدون بہار
ز روحات گل عطر پرور دماغ
جہان ہفت در ہفت و ہر ہفت شد
صراحی و جام آر و مینا بیار
بجوش اندر آور مرا مثل خم
بدہ چند فنجان صہبائے نور
میم دہ کہ سرمست سازد مرا
کہ مخمور ادبند خاصان حق
بگو تا مغنی کند نغمہ ساز
کہ اعلان یک امر تو مے کنم
جناب اخی میر مظہر حسن

بہاران رسید و مہ فرّ دین
چمن چیدہ الماس و درّ ثمین
کہ بینش ختن گرد و تاتار چین
شدہ بار بد مات و ہمراہ متین
تو گوئی بیامد ارم بر زمین
گلستان پر از عطر عنبرین
بیار آے بزم زہے ہفت سین
سبو آر و خم آر و یکدم نشین
زلائے خم و بادۂ تہ نشین
ز خم غدیر آر ما معین
چو سلمان و عمار و روح الامین
شب و روز مستند زو عارفین
دمادم بہ نے مطرب مہ جبین
صلائیست عام از پے متقین
جمیل الشیم عالم علم دین

توغل در اکثر علومش بے
بذاتش بنازیم کو فخر ماست
دگر جزو آن جلد ترتیب داد
کہ مملوست از ذکر حال علیؑ
نظر بر رخش طاعت دہر او
امیر عرب باب علم نبیؐ
کشانندہ باب فتح و ظفر
بنبرد آزما باب خیبر کشا
بر اہل جہان حجت و آیتے
غرض جمع شد این کتاب شگرف
بری از تعصب جو تحریر اوست
ز طرز رقم مے تراود چنان
چہ زحمت کشیدست در استناد
درین دار آلام بر آن باد
کہ این عمر فانی چو گردد تمام
نوشتہ بماند سیہ بر سفید

مؤرخ محقق ذکی و ذہین
بقوم خودش ہست رکن رکین
کہ در سلسل شد ہدیہ ناظرین
شہ لافتیٰ قاتل المشرکین
بود مہر و کابین حوران عین
عیان از سلونیش علم و یقین
زانا فتحنا بہ فتح مبین
علمدار فوج رسول امینؐ
ز سوئے خداوندگار ہمین
بہ پیرایہ گستر و بہترین
بدینہا معامے شود جاگزین
کہ فکرش بلیغ ست و دانش رزین
بسعی و تلاشش ہزار آفرین
نگہدار ایزد علیش معین
پس از چند باشیم زیر زمین
نمانیم و این نظم ماند چنین
کہ اے شیعیان علی بشنوند

حسیب نسیب بنی فاطمہ
ز فیضان او مومنان فیضیاب
باین ضیق فرصت باین شغل درس
بن عم و داماد و نفس نبیؐ
اولی الامر و مقصود ہمہ الکون
بہ از طاعت انس و جان ضربتش
شہ بت شکن عمرو و عنتر فگن
ز خوف خدا مرتعش در نماز
نداند کسے رتبہ اش در جہان
بہ ترتیبش ار بنگری ظاہر است
عبارات و اقوال با ترجمہ
باین شرح و بسط این قدر واقعات
عجب لوحش اللہ کرد ست کار
بنشتیم این چند اشعار نغز
عجب نیست در دہر ما این کتاب
در آخر پے سال تالیف وے
الا ان ہذا کتاب مبین ۱۳۱۵ ہجری

امام الورٰی ہادی المسلمین
جہان ست از خرمنش خوشہ چین
رقم زد کتابے جسیم این چنین
ز من گفت مولا پسش جانشین
نویسندہ وحی و حبل المتین
بقربِ مودہ سید المرسلینؐ
فرازندہ اہل کین روز کین
بمیدان غزوان خوشتر عزین
بنی داند و یا جہان آفرین
کہ آن دو ہمین بود و این اولین
رقم ساخت لاریب مثل اتین
بأردو فراہم نشد پیش ازین
جزائش دہاد ارحم الراحمین
بتوصیف وے ہم بامید این
بماند ز ما یادگارے ہمین
رقم زد چنان زاہد دلحزین

ولہ دیگر

دگر وقت عیش و طرب رو نمود
با فضال و الطاف رب مجید
سنینش چنان کلک اہد بدیہ
کہ این جزو ثانی بحسن تمام
نوشت ان ہذا کتاب مفید ۱۳۱۵
ز سعی مؤلف بپایان رسید

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از نتایج طبع عالی جناب منشی میر الفت علی صاحب انبالوی مثل خوان محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع انبالہ سلمہ اللہ متخلص بہ گویا

مولوی مظہر حسن صاحب نے واہ
اسمین مولانا علیؑ کے سر بسر
کیا ہی تہذیب المتین تصنیف کی
درج حالات خفی ہین اور جلی
سال ہجری لکھدیے گویا نے یون
شہرۂ عام اسکا عالم مین ہوا
ممتلی ہے یہ متانت سے تمام
باعث حسنات عقبیٰ ہے یہی ۱۳۱۴ ہجری
سب لگے کہنے کتاب اچھی لکھی
لغو مضمون سے سراسر ہے تہی

ولہ دیگر در سنہ عیسوی

مرحبا اے مولوی مظہر حسن
آپ کی تہذیب کا شکر خدا
اور حال حضرت خیر الانام
پھر دوبارہ اسکا وہ شائق ہوا
آجتک جز تیرے اے فرخندہ پے
مجھکو سال عیسوی کی تھی تلاش

مرحبا اے واصف آل عبا
حصہ اول بھی شائع ہوگیا
تا بوقت آخری بھی لکھدیا
ایک مرہ جس نے اسکو پڑھ لیا
طے کسی سے کب ہوا یہ مرحلا
ناگہان ملہم کی یہ آئی صدا
مادہ اچھا ہے تو لکھدے فی البدیہ

مرحبا اے منبع فضل و کمال
واقعات عمر شیر ذوالجلال
ہے کتابون مین وہ یون اعلی کتاب
علم سے پوچھین جو تیرے علم کو
سنکے اوصاف حمیدہ کو تیرے
کسلئے بیٹھا ہے گویا غم زدہ
خوب ہے از ابتدا تا انتہا ۱۸۹۷

مرحبا اے نور عین مرتضیٰ
خوب لکھے آپ نے اے واہ وا
جیسے سیارون مین مہر ضیا
خود کہے یہ علم ہے لا انتہا
شادمان ہون گے علیؑ و مصطفیٰ
فکر دل سے دور کر خامہ اٹھا

ولہ دیگر در سنہ ہندی بزبان فارسی

مولوی مظہر حسن آن عالم نیکو سیر
از پے جمعیت این دفتر پر منفعت
در سیر گفت این کتاب دلکش شیرین بیان
سعی بے پایان نمود و بذل جہد بیکران
فکر گویا چون برائے سمت ہندی نمود
منکشف فرمود در تاریخ فضل خویش را
جمع کرد احوال تاریخ علیؑ مرتضیٰ
گفت ہاتف اسم این را نسخ التاریخ دان ۱۹۵۳ سمت
منتشر بنمود تہذیب و متانت در جہان
منتے بنہاد الحق بر گروہ شیعیان

قطعہ تاریخ از جناب سید شبیر حسین صاحب انبالوی متخلص بہ شبیر سلمہ اللہ تعالی

تحسین حصہ تاریخ حیدر
مؤلف زد رقم با سعی اقصا
صریرے خود ز نوک کلک برخواست
پے تاریخ فکرے کرد شبیر
جزاک اللہ فی الدارین خیرا ۱۳۱۴ ہجری
کہ باشد اجر آن در دار عقبی

اعلان ازانجا کہ کتاب مستطاب تہذیب المتین کامل کا حق تصنیف جناب مولانا و مقتدانا جناب مولوی السید مظہر حسن صاحب قبلہ نے راقم کو ہبہ فرمادیا ہی چنانچہ یہ کتاب حسب قوانین مجریہ گورنمنٹ انڈیا داخل فہرست رجسٹری ہوکر رجسٹری ہوچکی ہی لہذا خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نفرمائین جسقدر کتابونکی ضرورت ہو مطبع سے منگالین مطبوعہ جلد اول بکاغذ ولایتی کی قیمت عہ اور خانگی کی ہے ہین محصول ڈاک و فیس منی آڈر علیحدہ ہے + المشتہر سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی کشمیری دروازہ

فہرست کتب مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی وغیرہ جو ہنگام طبع فہرست ہذا موجود ہین

نام کتاب	مضمون	قیمت	نام کتاب	مضمون	قیمت	نام کتاب	مضمون	قیمت	نام کتاب	مضمون	قیمت
قران شریف مترجم بترجمہ	اول ۴ دوم سوم		وقائع خلافت حضرت علی	جنگ جمل و صفین	۶؍	دلیل الحسنات مولوی شیخ	فقہ	۳؍	آئینہ اخری جواب جلد دوم اباطیبات	مناظرہ	۱۲؍
شیعہ مع خلاصۃ التفاسیر	تے	ضر للعہ	نان و نمک مرزا فصیح	نصیحت	۳؍	احمد صاحب اعلی اللہ مقامہ	مناظرہ		ضرب المبین جواب نظر المبین	مناظرہ	۴؍
تفسیر عمدۃ البیان	از مولوی عماد علی صاحب	عہ	تجہیز الموتی مولوی عمار علی صاحب	غسل و کفن	۱۰؍	تنقید جدید	مناظرہ	۸؍	مزیل الغفلۃ در متعہ	متعہ	ا؍
تہذیب المتین فی تاریخ	حالات جناب امیر از ولادت	اول صہ	تحفۃ الحاجات	ادعیہ	۶؍	انوار الہدی	مناظرہ	۴عہ	دعائے نور	دعا	ا؍
امیر المومنین جلد اول	تا خلافت	دوم ۸؍	کھری بات	اصول دین	ا؍	کاشف الرؤیا	تعبیر خواب	۴؍	دلیل الوصل	خلافت بلا فصل	۲؍
تہذیب المتین جلد دوم	از خلافت تا شہادت	للعہ	انذار الناظرین	طریق منت	۱۰؍	تذکرۃ المعصومین	تاریخ ائمہ	۱۲؍	مجالس الشیعہ	مصائب	۴عہ
عقاید الحبیب رسالہ استخارہ اردو	قواعد استخارہ	۳؍ ۲؍	فال جعفری	خواب نامہ	ا؍	حیات القلوب فارسی سہ جلد	تاریخ مذہب شیعہ	صر	استبصار ہر دو جلد عربی	حدیث	صر
سفینۃ النجات	در ادعیہ	۱۴؍	وظائف الابرار	ادعیہ مترجم	۱۰؍	بعد حمد بندی نظم	مسائل	ا؍	من لا یحضرہ الفقیہ ہر چہار جلد	حدیث	ضر
اسنی المطالب فی نجاۃ ابیطالب	ایمان ابیطالب	۸؍	جادہ حیدری	نماز روزہ	۴؍	ینبوع المعجزات	معجزات	۴؍	بشارت محمدی	ثبوت نبوت	تے
سفینۃ الشہید	در مصائب	۵؍	رسالہ طلسمات فلاطیس	عملیات	۱۰؍	زاد الزائرین زیر طبع	حال مسافت کربلا	۵؍	استقصاء الافحام کامل ۲ جلد	مناظرہ	۵عہ
یا علی مدد	مناظرہ	ا؍	بزم ماتم مجموعہ سلام	مصائب	۶؍	آیہ تطہیر	طہارت اہلبیت	۴؍	فوائد المومنین قصہ شہزادہ	قصہ شہزادہ یوسف	۳؍
نور العینین فی معراج	حال		مثنوی مظہر الغرائب	معجزات نظم	۲؍	دانشنامہ جہان	حکمت	۱۲؍	یوزآسف		
سید الکونین	معراج	ا؍	خلاصۃ المصائب	مصائب	۱۲؍	شمس المشرقین	تضمین بیت	۲؍	اربعین فی فضائل امیر المومنین	چہل حدیث	۴عہ تے
معیار الہدے	مناظرہ	۱۲؍	قران السعدین	نکاح فاطمہ	۴؍	لسانی فخر دنہ مع تکملہ	عملیات		ذریعۃ النجات فی یوم العرصات	مصائب	۹؍
آیات حکمات	مناظرہ	۲؍	مثنوی گل باغ ارم	قصص شرعیہ	۴عہ	اسرار مکنون		۵؍	زائچہ تقدیر دانیال پیغمبر	جفر	
مودۃ الاسلام	مناظرہ	۸؍	ہادی التواریخ	تاریخ معصومین و نحس ایام	۲؍ ۷؍	تحفۃ المومنین آغا صاحب قبلہ	فقہ	۴؍	کے مفاتیح الغیب کا ترجمہ	دانیال	۴عہ
بشارت احمدی	ثبوت نبوت	۸؍ ۸؍	نوائب کربلا حسین بمع مرثیہ			بیاض نوحہ جات شعرائے لکھنو	مصائب	۵؍	قصہ اصحاب کہف	قصہ	۵۰؍
تنبیہ المنکرین فی حزن الغواص	متعہ	۳؍	اعلی درجہ کے بین	مصائب	۸؍	تیسیر الائمہ ترجمہ کشف الغمہ فارسی	تاریخ	۲عہ	صیغ النکاح	نکاح کے صیغے	۱۰؍
سراج الایمان	مناظرہ	[illegible]	عبرت الناظرین	خلافت عثمان	۲؍	خلاصۃ الدعوت	ادعیہ	۲؍	مرشد الطلاب	طریق تعلیم	۲؍
فضائل مرتضوی	فضائل	[illegible]	مجموعہ رباعیات	مصائب	۵؍	تفسیر امام حسن عسکری عربی	تفسیر	عہ	لکچر نکاح بیوگان از مولوی	نکاح ثانی	۲؍
تحفہ جعفری	پند و نصائح	۳؍	سراج غم سہ جلد	مصائب	۱۲؍ عہ	نجم الہدے	مناظرہ	۴عہ	سید عباس حسین صاحب قبلہ		۱۰؍
بیاض نوحہ جات کلان	مصائب	[illegible]	ذخیرہ مناقب	منقبت	ھر	رسالہ گمنام	مناظرہ	۶؍	بیاض نوحہ جات سلیس	مصائب	۲؍
فیض عام ترجمہ حسینیہ	مناظرہ	۸؍ ۵۰	تحفۃ العلوم طبع ثانی کلیں جزو ہے	فقہ	ا؍	مرتۃ الامامی فی اثبات خلافت	ثبوت امامت	۸؍	جو شیخ تیغ بندی کا تعویذ جریری	تعویذ	ا؍

صحت نامہ کتاب تہذیب المتین جلد اول حصہ اول و حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	بتول عذرا	بتول عذرا	۳۶	۱۶	ایکآہ وزاری	ایک آہ وزاری	۸۱	۷	بنی ہاشم	بنی ہاشم ص	۱۱۴	۱۴	عموما	کہ عموما
〃	۱۶	زیر روانی	ریزروانی	۳۷	۲۳	و وردا	وردوا	۸۳	۴	جھنار	جھنا	〃	۲۴	پتھر	تیسر
۶	۷	یرید اللہ	یریدون	۴۳	۵	بات سن	بات سنو	۸۳	۱۷	زیادہ نہین	زیادہ ہین	۱۱۵	۳	پیکار	بیکار
۷	۵	اپنے فرضونکا	اپنے فرضونکا	۴۴	۱۷	موکل	موکل تھے	〃	۲۱	کیطرف	کیطرف سے	〃	۱۹	شرربار	شرربار
〃	۲۲	اور شیبے	اور شعبے	۴۵	۱	کوئی بھی	کوئی نبی	۸۴	۴	عزت	عرب	۱۱۷	۱۷	کہ جوکچھ	جوکچھ کہ
۸	۶	یہ حضرات	یہ حضرات کہ	۴۷	۱۳	اوس	ازبس	۸۵	۷	دونوپر	دونوپیر	۱۱۹	۱۸	کہ قریش	قریش
۱۰	۵	سے بلاکر	کو بلاکر	۴۸	۱۱	شیبہہ	و شبیہہ	۸۹	۲۰	مین جانتا	نہ جانتا	۱۲۰	۵	ہمچنا	ہمچنان
〃	۱۰	تجمعہم	بجمعہم	۵۰	۸	میکائیل کہ	میکائیل کے کہ	〃	۲۴	زور شور ہے	اور شور پر ہے	〃	۶	کہ بغرض حضرت	بغرض حضرت
۱۱	۲۲	نشان کوئی نتھا	نشان نہ تھا	۵۲	۲۴	روایت اول	بروایت اول	۹۰	۲	ایک طرف	انکی طرف	〃	〃	باوے گفت	گفتم
۱۲	〃	کہ ضرب المثل ہو	ضرب المثل ہے	۵۴	۲۳	دیکھتے تھے	دیکھتی تھی	۹۱	۲۲	لشکرن	لشکران	۱۲۱	۲	افسران	افران
۱۳	۳	عبد المطلب سے	کہ عبد المطلب نے	۵۵	۱۷	ایکطرف	انکی طرف	۹۲	۱۸	قضما	قصمنا	۱۲۳	۱۳	ازعدو برق	رزعدو برق
〃	۴	ان یعز نکم	ان اللہ یغرنک	۵۷	۸	خزانے نہین	خرابے مین	〃	〃	قضم	قصم	۱۲۴	۷	حامی	جامی
〃	۱۶	نہج البلاغہ	نہج البلاغہ مین	۵۸	۳	انہی موقعہ پر	اپنی موقعہ پر	۹۳	۲۳	ناواقف تھی	ناواقف نتھی	〃	۱۷	کمر بکڑ	کمر بکڑکر
۱۳	۱۸	اوئے	ااوے	۵۹	۱۲	روایت ہے	روایت کی ہے	۹۴	۲۱	ملقب	بہ لقب	۱۲۷	۷	تقریب	تقرب
۱۶	۱۱	تذلل انکسار	تذلل و انکسار	۶۰	۴	آنکو	انکو	۹۵	۱۰	نبابر یہ	یہ نبابر	〃	۱۹	دربیان	درمیان
۱۸	۱	رحم فرمایا	رحم فرما	〃	۱۳	عقلانی	عسقلانی	〃	۱۱	امیر المومنین	نہ امیر المومنین	۱۲۹	۱۳	گر	کمر
〃	۴	اثار و ثمر	اثار و ثمر	〃	۲۳	سر بچڑکر	پیر بچڑکر	〃	۱۶	گھس گھس	گھس	۱۳۰	۱۱	یہان	کہ یہان
۳۰	۲۰	نرم ہر جو	نرم ہر جو	۶۲	۲۴	مفضی	مقضی	〃	۲۴	الرنیض	الومیض	〃	۲۰	بھی بھر	اسی پر
۳۱	۱۱	گونا جمک	گویا چمک	۶۳	۱۲	دین خدا مین	دین خدا مین	۹۸	۲۰	ایکطرف	انکی طرف	〃	۲۳	وضیعگ	وضیعک
۲۵	۲	جان فزاسے	جان فزا کے	〃	۲۳	طہارۃ النبل	طہارۃ النسل	۱۰۰	۸	شہادت	شہادت پر	۱۳۱	۱۵	میراث سے	میراث مین
۲۷	۱۰	یا ابا	یا ابانا	۶۵	۱۸	تخطبہ	تخطبہ	۱۰۱	۱۵	اور نالے	اور زمانے	〃	۱۹	خزانے سے	خرابے سے
〃	۱۳	فعن	فعنقریب	۶۷	۱۱	بوچھ بوچھکر	بوجھ بوجھکر	〃	۲۴	عطفان	غطفان	۱۳۲	۱۶	کوفکر	کافکر
〃	۲۰	جھاڑے تھے	جھاڑتے تھے	۶۸	۷	پرواز	برواز	۱۰۳	۵	مظلمون	مظلومون	۱۳۷	۱۴	سینونین	سینوئین
۳۰	۳	واولادواولا	واولاداولاد	۷۲	۳	خنکی اور بھی	خنکی آنکی	〃	۱۶	آواز	آزار	〃	۱۸	خلفا	خلفا
۳۱	۱	رسول اللہ موے	رسول اللہ موئے	۷۴	۳	نوردید	نوردیدہ	۱۰۵	۷	دادکی	داداکے	۱۳۸	۴	نبی خزاعہ	بنی خزاعہ
〃	۲	داعتدے	داغتدے	۷۶	۱۳	کرتا تھا	کرتا تھا	〃	۱۴	خلفا	حلفا	〃	۲۴	خاطب	خاطب
〃	۴	المکی	المکیٰ	۷۸	۲۱	نبوی	ہوئی	۱۰۸	۱۵	زبین	زمین مین	۱۴۰	۱۵	درفار	درقار
〃	۱۰	باد	یاد	۷۹	۱۰	بدر قبال	بدر قتال	۱۰۹	۲	الحاج	الحاح	۱۴۲	۸	السلاغ	السلاح
۳۱	۱۸	ہوئے	پوتے	〃	۲۰	زبان	زبان کو	۱۱۲	۲۰	تاکہ	کہ	۱۴۴	۵	روزسے	زور سے
۳۲	۱۹	مروحہ	مروحہ	〃	۲۴	موج کا	فوج کا	۱۱۳	۵	بنی عطفان	بنی غطفان	〃	۱۴	یہ جبرئیل	یہ کہ جبرئیل
		چکر ملانا	پنکھا ہلانا ۱۲	۸۰	۲	یہی	اپنی	〃	۲۲	نے حد	بے حد	۱۴۶	۱۷	کبھی	بھی
۳۵	۱۷	یزنی	یرمی	〃	۹	آمی	آدمی	〃	۲۴	یمانی	خدیفہ یمانی	۱۴۷	۲۴	روایات شیعہ	بروایات شیعہ
۳۶	۱۳	فومالی	فرمائین	〃	۱۶	خزمی	خزرجی	۱۱۴	۱۳	جابر الحظا	جائز الحظار	۱۴۸	۲۲	بدل کیا	بدل گیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۲۴	گدڑیون	گدڑیون
۱۴۹	۷	ہوجانے	ہوجائے
"	۱۳	جان نثارکی	جان نثاری کی
۱۵۰	۳	پھر فرتوت	پیر فرتوت
"	۱۲	ہمپر خدا	پیغمبر خدا
"	۲۳	اور اسکا	اور اسکے
"	"	اس جگہہ	اس کلمہ
۱۵۳	۷	نکلے زبانی انکے	زبانی نکلے
"	۱۴	سے روایت ہے	روایت ہے
"	۲۱	رو وثوق وعدہ	وو وثوق بوعدہ
۱۵۶	۱۱	ومشارہ	ومسارة
۱۵۷	۱۳	بخشش سے	بخشش ہے
"	۱۴	بدل کیا	بذل کیا
"	۲۱	باجائین	پاجائین
۱۵۹	۵	رازدان مین	رازدان ہین
"	۲۲	بخل	بخل نکرون
۱۶۱	۱۱	سے بھی	سے ہے
۱۶۳	۱	شتنبخی	شبلنجی
۱۶۴	۴	جاتا ہے	جاتا ہے
۱۶۶	۲۰	کچھ ہی خرید	کچھ شے خرید
۱۶۸	۵	اعرابی	اعرابی کو
۱۶۹	۲	اس پرجائین	اسیرجائین
"	۹	بجوئی کر	بجوئی پر
۱۷۰	۲۳	اتفاق	الفناق
۱۷۲	۱۷	سروہ چشمہ	وہ سرچشمہ
۱۷۳	۱۵	علی محمد	علے آل محمد
۱۷۶	۲۰	چاہتے ہو	جانتے ہو
۱۷۷	۱۰	حرف	جرف
۱۷۹	۲۱	ستر رسول اللہ	ستر رسول اللہ
۱۸۲	۲۳	لایردولہا	لا یودیہا
۱۸۳	۲	ناقہ غضبار	ناقہ عضباء
"	۱۴	مین خصائص	خصائص مین
۱۸۴	۸	سدہوجائے	بندہوجائے
"	۱۴	معترض	متعرض
۱۸۵	۲۱	صدمہ پہنچاہو	صدمہ نہ پہنچا ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۱۶	انوربوسے	انوربربوسے
۱۸۷	۵	ورسان	وربان
"	۸	کامل خاتمہ	کامل کاخاتمہ
۱۸۹	۶	اس نشان کا	اس شان کا
"	۱۲	انار دین	آثار دین
۱۹۰	۱۴	کہ اسطح پر	اسطح پرکہ
۱۹۱	۱۲	کہ ابن عم	کہ انکے ابن عم
۱۹۳	۷	ملانے سے	بلانے سے
۱۹۴	۱۸	ضرور	ضرور ہے
۱۹۶	۴	آواز کو	اس آواز کو
"	۱۱	ادخلوا السلام	ادخلوا السلام
۱۹۸	۵	یری اور میری قوم	تری اور تیری قوم
"	۶	اور شہر مین	اور بہتر ہین
۲۰۱	۸	چوبیس	چونتیس
"	۲۲	تمام عمرہ	اتمام عمرہ
۲۰۳	۱۷	نیم ذی الحجہ	نہم ذی الحجہ
۲۰۴	۱۳	وشوکت	وشوکت
"	۱۵	یہ ہے	یہ بھی
"	۲۰	تکرار	وتکرار
۲۰۵	۸	ہی نہین	بھی نہین
۲۰۷	۱۱	بہچانا	پہچانا
۲۰۸	۹	قدجان منی خوق	قدخان منی خفوق
۲۱۰	۱۰	گونقط	اور لفظ
۲۱۲	۹	ھنیئا	یاھنیئًا
"	۱۳	رحم	زخم
۲۱۴	۷	دین کے ادہورا	دین ادہورا
۲۱۵	۴	البزد	البنود
۲۲۰	۳	ھذا السبجی	ھذا المسبجی
۲۲۱	۲۰	حواب	جواب
۲۲۲	۱۰	بس تمام	تمام
"	۲۰	پر تفضیل مفضول	تفضیل مفضول
		کی مباحت	کی قباحت
۲۲۴	۲	ممبرجاکر	ممبر پرجاکر
"	۲۱	کی سے لئے	کی ایسی
"	۲۲	کار انتظار	کار کا انتظار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۴	۴	لوٹ کرد	لوٹ آؤ
"	۱۰	پھرانکے	یہی انکے ہان
"	"	مفرح سے	مفرح ہے
"	۱۳	فاما افاق	فلما افاق
۲۲۶	۱۳	پایہ ممبر پر	پایۂ اول ممبر پر
"	۲۱	مرتد گئے	مرتد ہوگئے
۲۲۹	۱۰	مین بھی ہے	مین ہے
"	۱۱	پرہوگئے	ترہوگئے
"	۱۹	من قال عمر	ماقال عمر
"	۲۰	عمر کا	کہ عمر کا
۲۳۱	۲۳	تبیض	تیقن
۲۳۳	۱۴	بہانہ	بیہانہ
"	۱۵	ظاہر ہی ہے	ظاہر ہے
۲۳۴	۱۷	ایک روز	ایک اور
۲۳۵	۵	بڑی نتیجے کی خبر	اسکے بڑی نتیجے
		اسکوجانا	کوجانا
"	۶	ہوئی نہ تو	ہوئی تو
۲۴۰	۶	احصبار	احصار
۲۴۱	۱	روزحساب	اور حساب
۲۴۵	۶	اعتماد کرنا	اغماد کرتا
"	۱۴	عضابہ	عصّابہ
۲۴۶	۱	مسلمان	مسلمانون
"	۱۰	چاہتے ہو	چاہو
۲۴۷	۴	کہدائی	کھدوائی
"	۱۵	زیاد	زیادہ

صحت نامہ جلد اول حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۰	۳	مصانت	مصائب
"	۵	گذرجانے پیر	گذرجانے پر
۲۵۱	۱۱	پربیرون شہر	بیرون شہر
"	۱۶	کواسقدر	کوجسقدر
"	۲۴	کی ہے	کی یہ ہے
۲۵۲	۳	وجانشینی	وجانشینی
"	۱۰	بوجتا تھا	پوجتا تھا
۲۵۳	۲۲	انکارنے کہا	انصار نے کہا
۲۵۴	۷	حضرت شیخین	حضرات شیخین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۱۲	درانجالیکہ	دران حالیکہ
"	۲۴	نہ غضب ہے	یہ غضب ہے
۲۵۵	۲	قریش کا شجرہ	قریش کو شجرہ
۲۵۶	۲	متن ہے	مین ہے
"	۳	وہ کہتے ہین	کہتے تھے
"	۸	ابوعبید	ابوعبیدہ
"	۱۰	ودرستی	ودرشتی
۲۵۶	۱۲	یوم القبیع	یوم البقیع
"	۱۷	دوعمروابوعبیدہ مرد	دو مرد عمروابوعبیدہ
۲۵۷	۲	اولادپر	اولادکو
"	۱۸	کچل دینگے	نہین کچلینگے
۲۵۸	۲	اثرنہو	اثرنہوا
۲۵۹	۸	بھی اسکے قتل	بنی اوس کے
"	۱۳	ہاتھہ ہمین	ہاتھہ مین
۲۶۰	۸	اسکے	انسے
۲۶۱	۴	زدیل	رزیل
"	۱۲	ابوصفیان	ابوسفیان
۲۶۳	۳	الیسی	اسے
"	۱۵	اسکے مالک کے سوا	اس گھر کے مالک کے سوا
۲۶۴	۳	حضرت	حضرات
"	۵	ہی ہوگئی	بھی ہوگئی
"	۱۵	مسعوب کیا	مبعوث کیا
۲۶۵	۲	اگرکچھ	اگرجوکچھ
"	۱۲	ابیطافت	ابیطالب
۲۶۶	۱۸	کے بکثرت	سے بکثرت
۲۶۷	۸	نمازکم دیتا	نمازکم کردیتا
"	۲۰	ازہداد وارتداد	ازہداد و رتداد
۲۶۹	۵	مقداد اور مقداد اسود	مقداد اسود
"	۲۱	یہ کہنکر	یہ کہکر
۲۷۰	۱	مروج ہی تمامہ	مروج بھی تمامہ
"	۱۹	استنیاط	استنباط
۲۷۱	۱	باستیاط	باستنباط
"	۱۳	اخکہ علمار	اجلّہ علمار
"	۱۹	اسمین مین	اسمین ہین
۲۷۲	۱۳	روایت	بروایت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۲	مصلحت ہے	مصلحت تھی
"	۱۴	مشابہ	مشابہہ
۲۷۵	۱	میری حجت	یہ میری حجت
۲۷۸	۹	دردبھتی	دروبھتی
۲۷۹	۴	اے مشعر	اے معشر
"	۸	مذکور	مذکورنہین
"	۱۲	بربیے	ہربیے
"	۱۸	آمرش	آمرزش
۲۸۱	۱۲	لواسکے	کواسکے
۲۸۲	۱۱	بنوت اکامت	ثبوت امامت
"	۱۶	عمر سے بھی	عمر بھی
۲۸۴	۸	پیشیر وسفیدون	پیشیر در وسفیدون
"	۱۸	اورحدیث	اور یہ حدیث
"	۴	اوہ	اوہ لے
۲۸۵	۳	پروردگاو	پروردگارا
۲۸۶	۴	بیعت بکریہ	بیعت بکریہ کے
"	۲۵	وارواح دو	وارواح دے
۲۸۹	۱۲	ادخلعت	ادخلت
۲۹۰	۳	ابوالتیم	ابوالہیثم
۲۹۱	۶	السے علحدہ	انسے علیحدہ
۲۹۲	۲۲	مجھکو	تجھکو
۲۹۳	۲	جوکچھ کہ ہی	جوکچھ کہ ہوچکی ہے
"	۳	فدع عنک	فدع عنک
۲۹۴	۱۵	خالد کہا	خالد نے کہا
"	۲۲	فالفت	مخالفت
۲۹۷	۴	ایک طرف سی	انکی طرف سے
۲۹۸	۲۳	انساب الاشراف	النساب الاشراف
۳۰۰	۵	ایتمی	ہیتمی
۳۰۴	۲۰	وارجہم اسلام	وارجہم
۳۰۹	۲۳	باہرآیا	باہرآتا
۳۱۲	۹	صدیق ہبہ	تصدیق ہبہ
"	۱۱	نہین تجھین	نہین کہتین
"	۱۷	صدافت	صداقت
۳۱۴	۱۱	حکم کرنا ہے	حکم کرنا جائز ہے
۳۱۵	۱۱	بافرعیت	یافرعیت
"	۲۳	من قتبل	من قبیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۹	۱۴	انقاط	النقاط
"	۲۴	متقبلة	متمثلتہ
۳۲۰	۲۲	اسکے حق مین	اسکی اولاد کے حق مین
"	۲۴	خنعمی	خثعمی
۳۲۱	۱۸	بصح	نضح
۳۲۳	۳	محزون ہو	محزون ہوا
۳۲۵	۲۲	شیعون نے بھی	شیعون نے ہی
۳۳۰	۱۶	لاحق لہم	لاحق تیم
۳۳۲	۹	کہ پہلے سے	کہ پہلے تھامنے
"	۱۴	ایک طرف	انکی طرف
۳۳۴	۳	جلادت	جلادت
"	۷	بن کلاہ	بن کلدہ
۳۳۴	۲۳	انحضرت سی ہی	انحضرت کی ہے
۳۳۶	۱۷	خراعت	ضراعت
۳۳۹	۲	مایک آشیانہ	ملایک آشیانہ
"	۳	زبان بنی ہاشم	زنان بنی ہاشم
۳۴۵	۳	ذخار العقبے	ذخائر العقبے
"	۴	یعنی	بنی
۳۴۹	۱۷	ساق یا	ساقی یا
۳۵۱	۱۴	باہرکات	باہرات
۳۵۲	۳	عیان توجہ	غان توجہ
"	۱۸	یزید معادیہ	یزید بن معاویہ
"	۱۹	عزیز	غزیز
۳۵۳	۱۷	سنت سے	سبب سے
"	۱۸	عشقلانی	عسقلانی
۳۵۴	۲	تلقین لین	تلقین کین
۳۵۵	۵	کرہی بھتی	کھڑی کی بھتی
"	۱۳	اگراجماع	اگر اجماع کی
"	۲۲	ایساہی یقین ہے	ایساہی یقین ہے
۳۵۶	۱۱	لیلا	لیلاً
"	۱۵	یہ کہاہو	یہی کہاہو
۳۵۹	۱۲	خلفار	خلفا جمع خلیف بمعنی ہم عہد
"	۱۵	رھقا	لرھقا
"	۲۰	معزول کرے	معزول کرکے
۳۶۰	۶	التماس	والتماس
"	۵	یابداد	بابداد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۰	۱۸	پیچھے بڑے	پیچھے پڑھی
۳۶۱	۱۴	ہان مین	ہان نہین
		داد وعذرش	داد وعذرش
"	۱۷	بہ بزبرد	بہ بزبرد
"	۱۸	طبری کبیر	طبری کبیر مین ہیکہ
"	۱۹	روز دینے ہاتھہ	اور دینے ہاتھہ تھی
"	۲۲	یا اعسر	الیسر با عسر
۳۶۳	۴	زبیرسے	زبیرنے
۳۶۴	۱۲	اسے اٹھایا	اسے اٹھاکر
		اورعثمان	عثمان
"	۱۷	اسیر بنکاح	بنکاح
۳۶۶	۱۲	یہ پہلا خط	پہلا خط
۳۶۷	۴	تواگر	توآکر
۳۶۸	۱۹	اثاثہ	اثاثہ
۳۶۹	۴	اشنقی	اشنفی
"	۵	گوبہی	گویہ بھی
"	۸	اسکو	انکو
"	۹	اسکو	انکو
"	۱۳	زندہ رہا ہے	زندہ رہے
"	۲۱	انحضرت کی	انحضرات کی
۳۷۰	۱۵	سبہر متسم	سپہر ملتسم
۳۷۲	۳	ایک مینذنہ	ایک مینذنہ
"	۹	کہاجاہیے	کہاجائے
۳۷۳	۱	دیالیاہے	دبالیاہے
"	۱۳	کے روز	کے روز ہوا
۳۷۴	"	دعفل	دعفل
۳۷۵	۶	یادآئی	یاد آئین
"	۱۴	نغرض	بعرض
۳۸۳	۲	سننے	اس نے
۳۸۴	۷	مسلمانون ہی	مسلمانونمین ہی
۳۸۸	۱۵	بھڑک اٹھے	بھڑک اٹھے
۳۸۹	۲۲	ظاہر ہے	ظاہرا
"	۲۴	طائتہ	لابہ
۳۹۴	۳	مردہوشیاری	اورہوشیاری
۳۹۸	۲۳	داد جہاد دیگر	داد جہاد دیگر
"	۲۴	خلیفہ خود شریک	خلیفہ کا شریک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۹	۶	صلامت	صامت
۴۰۰	۴	پہچانتے ہو	پہچانتے ہو
۴۰۱	۵	نمرنے	عمرنے
"	۸	نکرنے	نکرتے
۴۰۴	۸	آٹھوانے	اٹھوانے
"	۱۵	زادہ کے	زادونکے
۴۰۷	۲	مساۃ افطار	مساۃ اقطار
"	۱۲	متغیر	متغیر
"	حاشیہ	غرومہشہ	فروشتہ
۴۰۸	۱۵	ابوبکر	ابوبکرہ
۴۱۰	۲	غشار	عُشار
"	۱۰	وہی انسے کہا	انسے کہا
۴۱۲	۶	یہ کہا	کہا
۴۱۴	۴	مشغل	شغل
۴۱۶	۵	زفاق	رفاق
۴۱۸	۱۷	نغاس	نقاش
۴۱۹	۱۸	قبل	قتل
۴۲۰	۱۱	ابودردار	ابودردار
"	۱۵	اسکوابوحفص نے کہا	اسکو ہی ابوحفص انہون نے کہا
"	۱۶	روشن تھی	روشن ہین
۴۲۱	۱	بعیرلہ	بعیرا
"	"	ستر ستر	شتر شتر
"	۱۸	حبالی	جبالی
۴۲۲	۱۴	عینہ	عتیبہ
"	۱۷	مطران	مظہران
۴۲۳	۱۶	زادونکو	راویون کو
"	۲۱	یہ آخر	یہ امر
۴۲۴	۱۲	وغیرہ نے	وغیرہ
۴۲۶	۷	اشیای بادی	آسیای بادی
۴۲۷	۱۰	منفرد بشکل	متفرد بشکل
"	۲۱	الثیار	ایثار
"	۱۶	ایک حالت	انکی حالت
۴۲۸	۵	نوبیٹیان	نوبیبیان
"	۲۰	اتفاق	اتفاق
"	۲۲	ابن ادریس	ابن ادریس
"	۲۶	محمد النقی۔ قم	محمد النقی۔ قم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۹	۱۸	آپ کے لئے	اُنکے لئے
″	۳۱	روایت	بروایت
″	۲۵	وداعی	دواعی
۴۳۰	۴	درشب	درست
″	۱۹	چاہتے تھے	جانتے تھے
۴۳۱	۱	پیچھی سے	پیچھے سے
۴۳۳	۷	بیعت لیلی	بیعت نہ لی
″	۸	نہین جانتے	نہین چاہتے
″	۱۴	اس بکر کے	اس فکر کے
۴۳۵	۲	علمار حال	علمار رجال
″	۱۰	بس ہے	بس سے
۴۳۹	۱۹	مومن	موئمن
۴۴۰	۱۴	انکی خلافت کرد امیر	انکی خلافت سے کراہت کرتے ہین
″	۱۸	قربۃ اللہ	قربۃ الی اللہ
″	″	بہ باعث	نہ باعث
″	۲۰	استیباب	استیعاب
۴۴۳	۲	بوجہ کے متحمل	بوجہ کا متحمل
″	۱۴	بڑا سلوک	برا سلوک
۴۴۴	۳	حاضر ہوا	حاضر ہو
″	۱۸	یہ اسکے لئے	اسکے لئے
۴۴۸	″	تاکہ مین	تا این کہ
″	۲۰	ہے ہے	ہے بھی
۴۵۲	۷	اور مالک اشتر	اگر مالک اشتر
″	۱۳	روزدار وگیر	روزدار
۴۵۴	۷	اعتیار	اعتبار
″	۱۷	قرار دیاجائی	قرار پاجائے
۴۵۵	۱	انہین سے بھی	اُنہنے بھی
″	۹	بالاتفاق	کہ بالاتفاق
″	۱۵	کرار کھی تھی	کر رہی تھی
″	۳۱	شورے	مشورے
۴۵۶	۳	اغوار عمرو	اغوار عمرو
″	۶	بیسرت بحق	بیسرت ناحق
″	۲۴	انتم من	اشتم من
۴۵۸	۸	اسکو روایت	روایت
″	۱۴	ناخت جب	باحب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۸	۵	الدنیا	واپس کرنا
″	۲۴	گردن	گردون
۴۴۹	۱	توجنیز	تو درجنیز
۴۵۰	۱۱	الٹے	اُٹھے
″	۲۰	انکوکاری	نکوکاری
۴۵۳	۱۸	مال سب اسکو	مال اسکو
۴۵۶	۱۲	مضمون	بمضمون
۴۵۷	۹	ہی دین کی	اپنے دین کی
″	۹	اسکے ہاتھ سے	انکے ہاتھ سے
۴۵۹	۲۴	صعضہ	صعصعہ
۴۶۰	۱۵	ایاست	ایالت
″	۲۳	عثمانی	عثمانی نے
۴۶۱	۳	اس امامت	کہ اس امامت
″	۸	نے سعادت	بے سعادت
″	۵	صعصعہ	مثل صعصعہ
۴۶۲	۱۲	دیتے تھے	دیتے بھی
″	۱۴	مرنے مرگئے	مرتے مرگئے
۴۶۳	۳	باب خطہ	باب حطہ
۴۶۴	۱۸	بہتر ہے	بہتر تھے
″	۲۰	امیرالمومنین کہا	امیرالمومنین نہین کہا
۴۶۵	۱۳	غیب جوئی	عیب جوئی
۴۶۶	۱۵	افسانکرونگا	افشانکرونگا
″	۲۳	ووجود انصار	ووجوہ انصار
۴۶۷	۲	قتل سزا	قتل تیرا
″	۱۹	مانع نہوتا تو	مانع نہوتا کہ تو
″	۲۲	قتل کرے	قتل کرو
۴۶۸	۷	طاعی	طاغی
۴۶۹	۱۱	اورحاشا	حاش
۴۷۰	۴،۵	ڈھاڑی	ڈاڑھی
″	۲۴	مقداد	تعداد
۴۷۳	۱۸	صحبت پیغمبر کو	صحبت پیغمبر سے
۴۷۴	۲	اسپر مرید ہے	اسپر مزید ہے
″	۸	قبیل سے	قبیل سو ہے
″	۲۰	بتصریح	تصریح
۴۷۵	۲	خونیون	خوبیون
۴۷۶	۵	ثبوت	نبوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۶	۱۸	پاتو	پانو
۴۷۸	۷	ساتھ ساتھ	اسکے بعد
″	۱۶	ابن سیرامی	ابن سیرانی
۴۷۹	۱۴	درعوہا	دوعوضا
″	۱۸	تنبیہ ہوکر	تنبیہ سے متنبہ ہوکر
۴۸۰	۹	حسب مال	حسب حال
″	۱۰	خیان	حیان
۴۸۳	۱۳	خلائق	حقائق
″	۱۵	امیرالمومنین	امیرالمومنین نے
″	۱۷	لاعبد	لاعبدُ
۴۸۴	۲۲	وہ جواس سے	وہ حواس سے
۴۸۵	۱۰	ختمی	حتمی
″	۱۸	اور ترغیب ہے	اور ترغیب وترہیب ہے
۴۸۶	۷	وانال	مانال
۴۸۷	۱۴	مجمع عام پر اسطور سے	مجمع عام پر طور سے
۴۸۸	۲۳	لاتا ہے	لانا ہے
″	۸	زیادنافع	زیادہ نافع
۴۹۱	۷	وطرلقیا	طریقتاً
″	۱۲	بیٹھ رہے	بیٹھ رہنے
″	۴	ذرک	ذکرتب
۴۹۳	۱۰	حمایت سے	حماقت سے
۴۹۴	۲۱	شرع نہج البلاغہ	شروع نہج البلاغہ
۴۹۵	۵	واتتہ	اتتہ
″	۱۲	لتدابا وکم	اللہ ابا وکم
۴۹۶	۱۴	غور بکرے	غور کرے
۴۹۷	۱۶	مین بھی	مین
۵۰۰	۱۴	آیا	آتا
۵۰۳	۱۴	ہوتے	ہوتے ہین
″	۲۴	ایکدرجہ	ایکدرجے
۵۰۴	۱۴	قرض نان	قرص نان
۵۰۶	۲۳	توایکطرف	توانکی طرف
۵۰۷	۱۶	مح گشرتی	مح گستری
۵۰۸	۴	گردن کوہی	گردن پربھی
۵۰۹	۱۲	ثانی کیلئے	ثانی نے
۵۱۰	۱۷	یہ ہی	یہ بنی ہے
۵۱۱	۹	رائے ازین	رائی رزین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۱	۱۱	جنت وقار	جنت ونار
۵۱۲	۱۱	ازچشم	ازخشم
″	۲۱	بیان کرتا تو	بیان کرتا تو کہا
۵۱۳	۲	ابن آشوب	ابن شہرآشوب
″	۱۷	کمالات انبیاء	کمالات انبیاء
۵۱۴	۱۱	رول	نزول
″	۱۴	اے جنیب	اے حبیب
۵۱۵	۱۰	سنہ ۱۲۹۰۔ درمیان	کہ سنہ ۱۲۹۰ درمیان
″	۲۴	اورتوحنینؑ	اور تواد حسنینؑ
۵۱۶	۲۳	یے اہلبیت	اے اہلبیت
۵۱۷	۲	غزو مناقب	غزر مناقب
″	۹	بہترین	بہترین
″	۱۸	سال اماده	سال رمادہ
۵۱۹	۱۵	معدودوزخ	معدہ دوزخ
″	۱۹	کہاں	کہاہان
۵۲۰	۴	نجالین	منجانین
۵۲۲	۱۴	مین اس سوا کو لیکر	اور اس نوا کو لیکر
۵۲۳	۱۰	نقوس الخواتیم	نقوش الخواتیم
۵۲۴	۱	سقار اہلسنت	سقار اہلبیت
″	۲	طاش	طاس
″	۱۷	انہین سے مین	انہین سے ہین
۵۲۵	۷	حالات مرتضوی	حالات مرتضوی
″	۲۲	مطرب ومہ جبین	مطرب مہ جبین
″	۲۳	امرتو	امرنو
۵۲۶	۷	بہ فتح مبین	وفتح مبین
″	۸	خوشتر	چوشیر
″	۱۱	بدنہا	بدلہا
″	۱۵	ماابن	بااین
″	۱۷	بشنوند	بشنوید
۵۲۷	۱۱	تولکھدے	لکھدے
″	″	یذل وجہد	بذل جہد

فہرست مضامین حصہ دوم جلد اول تہذیب المتین فی تاریخ امیرالمومنین بقید صفحات

مضمون	صفحہ
ظہور شرور وفتن بعد رحلت حضرت رسول ذی المنن ازین دار محن	۲۵۰
ذکر حال پر اختلال سقیفہ بنی ساعدہ	۲۵۲
تشئید بنائے بیعت سقیفہ وتتمیم خلافت خالفہ خلیفہ	۲۶۰
روایت بریدہ اسلمی	۲۶۳
روایت براء بن عازب	۲۶۴
روایت ابن ابی الحدید معتزلی دربارہ نقل خلافت حضرت امیرالمومنینؑ	۲۶۵
شرح ظلم وستمیکہ درمقدمہ اخذ بیعت برحضرات عالیات اہلبیت رفتہ	۲۶۶
قدح در اجماع بر خلافت ابوبکر	۲۸۱
بعض روایات اہل سنت کہ دلالت بر خلافت بلافاصلہ امیرالمومنینؑ دارد	۲۸۲
خطبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۲۸۵
علت اینکہ چرا شاہمردان بر جفاء دشمنان صبر نمود وبا خلفاء ثلثہ جنگ نفرمود	۲۸۶
ذکر احتجاج بعض مہاجرین وانصار بر غاصبین خلافت رسول مختارؐ	۲۸۹
ذکر اینکہ عامہ خلائق بچہ سبب از حضرت امیرالمومنین کنارہ کردند وچرا با آنحضرت نگرویدند	۲۹۰
ردوانکار حضرت حسن مجتبےٰؑ بر خلیفہ اول	۳۰۰
احتجاج امیرالمومنین باابوبکر	۳۰۳
معجزہ امیرالمومنین (نمودن حضرت رسولخدا را باابوبکر در مسجد قبا)	۳۰۵
ذکر نزاع امیرالمومنینؑ وعباس بن عبدالمطلب در میراث پیغمبر خدا	۳۰۶
احتجاج اسامہ بن زید وابوقحافہ پدر ابوبکر برابوبکر	۳۰۸
ذکر قضیہ غصب فدک	۳۱۰
قدح در حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ	۳۱۶
خطبہ جناب سیدہ در مسجد رسولخدا	۳۱۹
خطبہ ابوبکر بعد واپسی جناب سیدہ	۳۲۳
بعض فضائل جناب سیدہ از کتب اہلسنت	۳۲۶
بعضے از مبالکہائے خالد ولید	۳۳۱
ذکر وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا	۳۳۴
جوابات بعضے از مسائل یہود ونصاریٰ وغیرہ کہ آنحضرت در عہد خلافت خلیفہ اول ارشاد فرمودہ	۳۴۰
حکایت ابوالضمضام عیسے وادا دین رسولخدا	۳۴۸
آمدن حکیم یونانی برائے معالجہ رسولخدا وملاقات او با امیرالمومنین علیہ السلام	۳۴۹
پارہ از حالات خلافت خلیفہ اول وکردارہائے ناصواب خالد بن ولید	۳۵۲
قصہ قتل خالد ولید مالک بن نویرہ یربوعی را	۳۵۵
ذکر تباین وتخالف آرار شیخین در مقدمہ قتل مالک بن نویرہ	۳۵۹
پارہ از شرف وسخا مالک بن نویرہ	۳۶۲
قصہ خولہ بنت جعفر الحنفیہ	۳۶۲
رجوع بحال خالد بن ولید	۳۶۴
ذکر وفات حسرت آیات ابوبکر	۳۶۹
تتمہ در حسب ونسب شیخین	۳۷۳
ذکر بعضے از حالات خلافت خلیفہ ثانی	۳۷۵
تجسس خلیفہ ثانی	۳۷۷
درہ عمری	۳۸۱
تصرفات خلیفہ ثانی در بیت المال مسلمانان	۳۸۳
اعتراف خلیفہ ثانی باینکہ حضرت امیرؑ اولےٰ واحق بخلافت بودہ	۳۸۶
بعضے از قضایا ومشکلہ کہ خلیفہ ثانی در حل آن بیاری علم نبی التجا بردہ	۳۹۰
برخے از مواضع کہ حضرت امیرالمومنین خلیفہ ثانی را از خطا ایشان تنبیہ فرمودہ	۳۹۳
صواب دلالت فرمودہ	
ذکر مواضعیکہ در آن خلیفہ با جناب علی عالی مخالفت فرمودہ وارشاد باسداد آنحضرت را بسمع اصغا نفرمودہ	۴۰۰
کتب خانہ مصر	۴۰۵
رفع حد زنا از مغیرہ بن شعبہ	۴۰۶
بعضے از جوابات مسائل یہود کہ حضرت امیرالمومنین در عہد خلیفہ ثانی ارشاد فرمودند	۴۰۸
نادانی خلیفہ ثانی از مسائل کثیر الوقوع	۴۱۲
شرح شمہ از علم ومعرفت امیرالمومنین	۴۱۷
نکاح ام کلثوم با خلیفہ ثانی	۴۲۲
قتل خلیفہ ثانی	۴۲۵
انجام حال قاتل خلیفہ ثانی	۴۲۸
ذکر قضیہ شوریٰ وقصص وحکایات متعلقہ آن	۴۲۹
حدیث فلتہ	۴۳۱
نقائص ارباب شوریٰ از زبان خلیفہ ثانی بروایت ابن ابی الحدید معتزلی	۴۳۵
مزاح امیرالمومنین	۴۳۷
انفاذ وصیت خلیفہ ثانی وخلافت عثمانی	۴۴۳
حدیث مناشدہ	۴۴۶
خطبہ تحتین خلیفہ ثالث	۴۵۱
قضیہ قتل ہرمزان	۴۵۲
شرح شمہ از حالات خلیفہ ثالث کہ بالآخر منجر بقید وقتل ایشان گردیدہ	۴۵۳
قصہ ابوذر غفاری	۴۵۵
احراق عثمان قرآن را	۴۵۹
قتل عثمان بن عفان ورد یہ حضرت امیر مومنان در آن میان	۴۶۳
پارہ از شکایاتیکہ حضرت امیر مومنان از متغلبان کہ بر آنحضرت تفوق جستہ واز اعوان وانصار ایشان فرمودہ	۴۷۲
خطبہ شقشقیہ	۴۷۷
پارہ از کلام بلاغت نظام امیرالمومنینؑ کہ در مواعظ وحکم از آنحضرت یادگار ماندہ	۴۸۳
دربیان قضاء وقدر	۴۸۴
درفضیلت خویشتن فرماید	۴۸۶
درصفت عالم ومتعلم فرماید	۴۸۷
صفت شیعیان خالص	۴۸۸
مواعظ مختلفہ	۴۸۸
درسماحت بطلب رزق	۴۹۰
ایام ہفتہ	۴۹۰
بعضے از وصایا کہ بفرزند دلبند فرمودند	۴۹۱
تحریص صدقہ برائے فائدہ اخرویہ	۴۹۱
ترغیب بدعا ووجوہ تاخیر اجابت آن	۴۹۱
سلوک بایاران باصفا ودشمنان پرجفا	۴۹۲
طرز معاشرت بازنان وخادمان	۴۹۳
درمعنی استغفار فرماید	۴۹۴
ذکر ناپائداری دنیا وترغیب بتہیہ توشہ برائے سفر آخرت	۴۹۴
دریاد مرگ فرماید	۴۹۸
خطاب بموتےٰ	۴۹۹
جواب از طرف موتیٰ بزبان حال	۵۰۰
درصفت جنت	۵۰۱
بیان پارہ از عذاب دوزخ	۵۰۲
بعضے از لطائف فضائل ومحاسن خصائل آنحضرت صلوات اللہ علیہ	۵۰۳
برخے از مناقب اہل بیت وتاکید محبت ایشان	۵۱۵
تعظیم سادات ورفع الدرجات	۵۱۸
شمشیر وزرہ وعمامہ وسواری حضرت امیرالمومنینؑ	۵۲۰
لوار وخاتم آنحضرت علیہ السلام	۵۲۲
اقربا وازواج وخدام امیرالمومنینؑ	۵۲۳
قطعات تاریخ تصنیف کتاب ہذا	۵۲۴

سہو عنوان صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۳ تک ختم ہوتا ہے عبارت صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۸ یعنی آنکہ بن سرمہ کا جزو صفحہ ۲۹۳ سطر ۱۵ کے عبارت پس اس صورت مین الحاق سمجھنا ہے ۞ ۵۴ یعنوان صفحہ ۲۹۳ سطر ۱۵ کے عداوت رکھتا تھا پر ختم ہوجاتا ہے

فہرست مضامین کتاب مستطاب تہذیب المتین فی تاریخ جناب امیرالمومنینؑ جلد دوم

مضمون	صفحه
دیباجه	۲
مقدمه در بعضے از فضائل و مناقب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب	۳
وقوع بیعت بامام مطلق و وصی برحق نفس رسول و زوج بتولؑ اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب صلواة الله و سلامه علیه	۱۱
نکث ناکثان ناکسان بیعت امیرمومنان قبل اعلان و اجتماع ایشان با مادر نا مہربان عائشه در مکه مشرفه و بعد ازان ذکر واقعه ہنگام قیام این فرقه ہالکه و دران بلده مبارکه تا رسیدن به بصره	۲۰
خبر پانا جناب امیرالمومنین علی مرتضی شیر میدان وغا کا غدر کرنے اور بیعت توڑنے روباہ پیشونکی نسبت اور ہمراہ طغیان عزیمت بصرہ کیطرف بغرض سرکوبی فرقه طاغیه	۲۹
جناب امیرالمومنینؑ کا کوفه سے لشکر طلب فرمانا اور ابوموسی اشعری کا مانع آنا اور نیز دیگر واقعات اسوقت تک کہ جبتک جنگ جمل شروع ہوئی	۳۲
جنگ جمل کا وقوع مین آنا اور جناب امیرالمومنین علیه السلام کا ظفر پانا	۴۱
ذکر شروع قصه جمل	۴۴
وہ کلمات بلاغت آیات جو امیرالمومنینؑ نے کشتگان عائشه کی نسبت ارشاد فرمائی	۵۷
بعض واقعات متعلقه جنگ جمل کا ذکر	۵۹
عائشه کے بعض حالات کا تذکرہ جو جنگ جمل کے بعد مدینه منورہ تک پہنچنے کے متعلق ہین	۶۳
بعضے ان امورات کا ذکر ہے جو جنگ جمل سے متعلق ہین اور جاریان وغیرہ جناب امیرؑ کی نسبت کیا حکم ہے	۶۶
بعضے از اسباب بطلان عناد عائشه نسبت به اہلبیت امجاد با ضافه بعض دیگر حالات و ابطال توبه مزعومه اہل اعتزال	۶۹
ابطال توبه طلحه و زبیر و بعض حالات عبد الله بن زبیر	۷۷
مراجعت امیرالمومنین علیؑ بسمت کوفه به فیروزی و فرحی	۸۵
نصب کردن امیرالمومنینؑ عمال خود را بممالک	۸۷

مضمون	صفحه
ملحق شدن عبید الله عمر باہل شام	۹۸
ذکر بعضے از دامہائے تزویر که معاویه برائے اقتناص رجال گسترده و دانه بران پاشیده	۹۹
بعضے از مکاتبات و مراسلات که فیما بین امیرالمومنینؑ و معاویه بن ابوسفیان اجرا یافته	۱۰۲
قصه طرماح بن عدی	۱۰۹
لشکر کشی امیرالمومنین بجانب شام	۱۱۲
ذکر خروج امیرالمومنین از کوفه	۱۱۵
ورود لشکر به زمین کربلا	۱۱۹
جنگ مالک اشتر با ابوالاعور سلمی	۱۲۵
جنگ مالک اشتر و اشعث بن قیس کندی با لشکر شام بر مقدمه آب	۱۲۶
ذکر بعضے از مراسلات فیما بین امیرالمومنینؑ و معاویه بن ابوسفیان	۱۳۱
صف آرائی فریقین به مقام صفین	۱۳۵
صحبتہائے که عمرو عاص با چند کس از قبیله ربیعه داشت	۱۴۶
پاره از شجاعتہای امیرالمومنین در میدان صفین	۱۵۲
شہادت حضرت عمار یاسرؓ و دیگر اصحاب اخیار حضرت جناب حیدرؑ کرار	۱۶۸
قضیه نا مرضیه تحکیم حکمین	۱۸۲
کتابت صحیفه صلح میان اہل اعراق و ارباب شقاوت و نفاق	۱۸۳
حدوث فرقه ضاله خوارج لئام	۱۸۵
بعضے از معجزات امیرالمومنین در جنگ صفین	۱۸۶
ذکر اجتماع حکمین در موضع دومة الجندل و ظہور حماقت ابوموسی اشعری و عداوت آن غوی با نفس رسول امیرالمومنین مرتضی علیؑ	۱۹۰
بیان کفر معاویه و عمرو عاص و غیرہما از اہل شام	۱۹۵
ترک سب امیرالمومنینؑ از خطبہای بنی امیه	۲۰۳
نسب معاویه	۲۱۰
چندی از حالات عمرو عاص وزیر با تدبیر معاویه و خباثت نسب وے	۲۱۵
بعضے از لطائف مکالمات و مناظرات که میان معاویه و عمرو عاص گذشت	۲۱۹
ذکر برخے از احتجاجات که ارباب ثقه و	

مضمون	صفحه
بصیرت از صحابه و غیرشان پیش روئے معاویه آورده و او را ملزم و ملوم ساختن	۲۲۱
حالات مصر و مصریان در زمان خلافت حضرت امیرمومنان صلواة الله علیه	۲۲۶
حال خسران مآل قوم ملاعین مسمی به خوارج و ملقب به مارقین علیهم لعنة الله الی یوم الدین	۲۳۴
ذکر مخالفت خارجیان به امیرمومنان و اجتماع ایشان بمقام نہروان	۲۳۷
ذکر عزیمت امیرمومنان بجانب نہروان و استیصال آن نابکاران و ایصال ایشان بجہنم و عذاب نیران بفضل یزدمنان	۲۴۲
ذکر بعضے از معجزات آن سرور در وقت مراجعت در راه کوفه ظاہر شده	۲۵۱
ذکر وقائع دیگر که علاوه جنگ نہروان میان امیرمومنان و فرقه طاغیه مارقان رو داده اند	۲۵۲
ظہور نائره ستم و بیداد و شیوع رسوم فتنه و فساد یعنی تاخت و تاراج فوج شام بر ثغور و حدود اسلام و تقاعد اصحاب از دفع آن لئام و شکایت اصحاب کبار از آن سرور صدور یافته	۲۶۱
دست برد ضحاک بن قیس فہری	۲۶۳
غارت نعمان بن بشیر	۲۶۵
مفسده بصره و قتل عبد الله بن عامر الحضرمی	۲۶۷
غارت سفیان بن عوف غامدی بر انبار	۲۶۹
قصه یزید بن شجره رہاوی	۲۷۲
فتنه بسر ابن ارطاة لعین در سال چہلم از ہجرت	۲۷۵
سیرت پسندیده سیرت امیرالمومنینؑ در جنگہائے خود	۲۸۱
تتمه در بعضے از فضائل جہاد	۲۸۳
ذکر بعضے از اجلاء اصحاب جناب رسالتمآب صلے الله علیه و اله و سلم الخ	۲۸۴
برخے از احوال صحابه و غیر صحابه که آنان که لذات فانی دنیا دون در نظر شان بنعمات باقی اخروی راجح آمد لاجرم با حضرت امیرالمومنین نفس رسول رب العالمین بخطر الطریق رفاقت بکار نیاوردند و از کسانیکه از آن جناب انحراف ورزیدند	۲۹۰

مضمون	صفحه
یا امیر شام معاویه بن ابوسفیان ملحق شدند	
پاره از عہود و وصایا که امیرالمومنین به عمال و امراء خویش نوشتند	۲۹۹
بدعات چند که در زمان خلفاء سابقین جاری شده و در عہد معدلت مہد آن سرور تغییر و تبدیل یافته	۳۰۲
شمه از مکارم اخلاق و محاسن اوصاف و عادات امیرالمومنینؑ که تعلق به زمان خلافت دارد	۳۰۴
ذکر واقعه ہائله شہادت حضرت امیرالمومنین علیه السلام	۳۱۱
کیفیت شہادت امیرالمومنین علیه السلام	۳۱۶
پاره از حالات بعد مفارقت روح پر فتوح آنحضرتؑ از تکفین و دفن وغیره	۳۲۵
پاره از حال خسران مآل قاتل آنحضرت	۳۲۸
قبر شریف آنحضرتؑ	۳۲۹
خاتمه در بعضے از قضایائے غریبه که حضرت امیرالمومنینؑ بکمال عقل و فطانت فیصل فرموده و کلماتے چند بر پند و اندرز که آنحضرت یادگار مانده	۳۳۱
بعضے از قضایا که در عہد حکومت خلیفه ثانی فیصل فرمودند	۳۳۸
قضایا زمان خلافت عثمان بن عفان خلیفه ثالث اہل سنت	۳۴۲
تتمه مہمه در بعضے از جوابات لطیف بے فاصله تامل و تفکر ارشاد فرمودند	۳۴۷
کلمات وجیزه که در حکمت و موعظت ارشاد فرمودند مع حاصل ترجمه آنہا	۳۵۰
ابیات مولف و قطعه تاریخ ڈپٹی سید جمعیت علی صاحب	۳۵۳
قطعه تاریخ از جناب سید زاہد حسین صاحب رئیس سہارنپور	۳۵۴
صحتنامه	۳۵۵

تمام شد.

MAAB 1431
maablib.org